قال الله تبارک وتعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع الله

اردو ترجمہ مع فوائد مولانا ابو محمد احسن [illegible] صحیح البخاری

۱۳۰۵

فیض الباری

ترجمہ اردو پارہ دوم

صحیح البخاری

۱۸۸۸

بعد ازاں بتصحیح فقیر الصمد عبد [illegible] رحمہم اللہ تعالیٰ [illegible]

در مطبع محمدی لاہور دفعہ سوم طبع نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فہذہ ترجمۃ الجزء الثانی من صحیح البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وفقنا اللہ تعالیٰ لاتمامہ واتمام اشباہہ کما وفقنا لشروعہ وابتدائہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الغسل

١٣٨

پیش غین معجمہ کے اصل مین اسم مصدر ہے اور حقیقی معنی اسکا جاری ہونا پانی کا ہے اعضا پر اور شرع شریف مین غسل کہتے ہین طہارت مخصوصہ کو جو مشہور اور معروف ہے یعنے دہونا تمام ظاہر بدن کا ساتھہ بالون کے اور امام بخاری کی مراد یہان یہی معنے ہے اور غَسل ساتھہ زبر غین کے مطلق دہونے کو کہتے ہین اور غُسل ساتھہ پیش غین اور سین کے اوس پانی کو کہتے ہین جسکے ساتھہ دہویا جاتا ہے اور غِسل ساتھہ زیر غین کے اوس چیز کو کہتے ہین جو پانی کے ساتھہ ملا کر سر دہویا جاتا ہے جیسے کہ خطمی وغیرہ اور اشنان وغیرہ اور غُسالہ ساتھہ پیش غین کے بھی یہی معنے رکھتا ہے اور غُسالہ اوس پانی کو بھی کہتے ہین جو کسی چیز کے نیچے سے گرا ہو اور [illegible] اغتسال کا معنے غسل کرنا ہے اور تغسیل کا معنے غسل کرانا ہے نہایت تنک اور کبھی اسکا معنے آتا ہے ذکر کو غسل کا باعث ہونا ہے یہان عام معنے ہین شرعی ہو یا غیر شرعی اسلیے کہ غسل غیر شرعی بھی

اور اگر ہو تم ناپاک پس نہاؤ اور غسل کرو تا آخر آیت لعلکم تشکرون تک اور ترجمہ باقی آیت کا آخر تک یہ ہے
اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا آوے کوئی تم میں سے مکان ضرورت سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے پس نہ پاؤ
تم پانی پس قصد کرو مٹی پاک کا پس ملو منہ اپنے کو اور ہاتھوں اپنوں کو اوس سے نہیں ارادہ کرتا اللہ
تو کہ کرے اوپر تمہارے کچھ تنگی و لیکن ارادہ کرتا ہے تو کہ پاک کرے تم کو اور تو کہ پوری کرے نعمت اپنی
اوپر تمہارے تو کہ تم شکر کرو **وقوله** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى قَوْلِهِ عَفُوًّا غَفُورًا **ترجمہ** یعنے فرمایا
خدا تعالیٰ نے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے اور تم مست یہاں تک کہ جانو تم کیا
کہتے ہو اور نہ جنابت میں مگر گذر جانے والے راہ کے یہاں تک کہ نہا لو آخر آیت تک کہ تحقیق اللہ ہے معاف کرنے
والا بخشنے والا **ف** امام بخاری کی غرض ان دونوں آیتوں کے لکھنے سے یہ ہے کہ جنبی آدمی پر غسل کا واجب
ہونا قرآن سے ثابت ہوا اور اس دوسری آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنبی شخص کو بغیر نہائے نماز کا
جائز ہونا اور مسجد میں ٹھہرنا غسل کرنے پر موقوف ہے اور غسل کہتے ہیں تمام اعضا کے دھونے کو ساتھ
نیت عبادت کے **انتہی** اس باب کی **باب** الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ نہانے سے پہلے وضو کرنا سنت
ہے **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
۱۲۹ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ
كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلوٰةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ الشَّعْرِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ
ثَلٰثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ **ترجمہ** حضرت کے حرم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ
روایت ہے کہ مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے نہانے کا ارادہ کرتے تو اول ہاتھ دھونا شروع کرتے
پھر اپنی انگلیوں کو پانی میں داخل کرتے پس خلال کرتے ساتھ اونکے اپنے بالوں کی جڑوں کو پھر اپنے
دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہا دیتے **ف** معنی
جنابت کا معنے دور ہونے کا ہے اور چونکہ جماع دور کے مکانوں اور پوشیدہ جگہوں میں ہوتا ہے
اسلیے جماع کرنیوالے پر جنبی بولا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جماع کرنیوالا عبادت سے دور ہے جبتک کہ غسل
نہ کرلیوے اسلیے اوسکو جنبی بولا گیا اس سے معلوم ہوا کہ جنابت سے نہانے کے وقت پہلے وضو کرنا سنت ہے
اور بعد اوسکے نہانے میں وضو کے اعضا پر خواہ پانی ڈال لیوے خواہ نہ ڈالے دونو طرح سے جائز ہے
و لیکن اگر بغیر پانی نہ ڈالنا ہو تو اوس وضو میں غسل جنابت کی نیت کرنی ضرور ہے یعنے ابتدا سے وضو میں
نیت کرنی کہ میں جنابت سے نہانے لگا ہوں اور نیز غسل سے پہلے وضو کرنے میں دونو طہارتیں صغریٰ
اور کبریٰ حاصل ہو جاتی ہیں یعنے وضو بھی اور غسل بھی۔ اور غسل جنابت میں بالاتفاق امام ابو حنیفہ اور

امام شافعی و امام احمد وغیرہ اکثر اماموں کے نزدیک مستحب ہے اور امام مالک وغیرہ بعض کے نزدیک واجب ہے مگر اس حدیث سے وضو اوسکا وجوب ثابت ہوتا ہے اور نہ استحباب ابن بطال نے کہا کہ اسپر دلیل اجماع ہے لیکن اس اجماع مین کلام ہے جیسے کہ فتح الباری مین مذکور ہے اور بالون کی جڑ ہون کو خلال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بدن پر بہت بال ہون تو اونکی جڑ ہونکو بھی خلال کرے اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ خلال کرنے سے تمام بدن اور بالون مین پانی پہونچ جاتا ہے اور یہ خلال کرنا بالاتفاق واجب نہین لیکن اگر گوند وغیرہ سے بال جمے ہوئے ہون تو ایسی حالت مین خلال کرنا اور بالون کی جڑ مین پانی پہونچانا واجب ہے کذا ذکرہ شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر فی فتح الباری شرح البخاری

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذٰى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ میمونہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا جیسے آپ نماز کیواسطے وضو کیا کرتے تھے مگر آپ نے اپنے دونو پاؤن کو نہ دھویا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جو ناپاکی آپ کو لگی تھی اوسکو دور کیا پھر آپنے اپنے اوپر پانی بہایا پھر اپنے پاؤن کو کنارے کیا سو انکو دھویا یہ طریق ہے حضرت کو نہانے کا جنابت سے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہانے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے جب جماع یا احتلام سے نہانے لگے تو پہلے وضو کر لیوے اور اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤن کو غسل کرنے کے پیچھے دھووے کنارے ہو کر مگر یہ بات عائشہ رضہ کی حدیث کے مخالف ہے کہ گذر چکی ہے اور وجہ تطبیق کی ان دونو حدیثون مین دو طرح سے ہو سکتی ہے اول اس طور سے کہ عائشہ رضہ کی حدیث مین وضو سے مراد اکثر وضو کا ہے یعنے سوا پاؤن کے اور کل وضو اپنے نہانے سے پہلے کیا دوم اسطرح کہ ان دونو حدیثون کو دو حالتون پر محمول کیا جاوے یعنے کبھی آپنے پاؤن کو پہلے دھویا اور کبھی پیچھے دھویا مگر سنت یہی ہے کہ پاؤن کو غسل سے پیچھے دھووے اس لیے کہ اس حدیث مین صریحا موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل سے پیچھے کنارے ہو کر پاؤن کو دھویا ہے اور صراحت مقدم ہوتی ہے دلالت پر اور نیز میمونہ کی اس حدیث کے بعض طریقون مین کان اذا اغتسل الخ کا لفظ آگیا ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے پس حکم ہوگا اکثر اوقات سو انہین صورت بفرض تسلیم بعض اوقات غسل سے پہلے وضو کرنا اوسکی

اوسکی نیت کے منافی نہیں ہوگا واللہ اعلم بالصواب اس باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین اول یہ کہ وضو مین تفریق جائز ہے یعنے پہلے ایک عضو کو دہونا پھر ساعت کے بعد دوسرے کو دہونا دوم یہ کہ غسل مین بدن پر پانی بہانا فقط ایک بار واجب ہے سوم یہ کہ جو شخص غسل کی نیت سے وضو کرے اور پھر نہا لیوے تو اوسکے لیے دوسرا وضو کرنا ضرور نہیں جب تک کہ اوسکا وہ وضو نہ ٹوٹے چہارم یہ کہ غسل اور وضو کے واسطے پانی منگوانے مین دوسرے آدمی سے مدد چاہنی جائز ہے اسلیے کہ بعض طریقون مین اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے وضعت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسلا یعنے میمونہ نے کہا ہے حضرت کے نہانے کے واسطے پانی لا کر رکھا پنجم یہ کہ استنجا بائین ہاتھ سے کرے اور داہنے ہاتھ سے اوسپر پانی ڈالتا جاوے اسیلیے کہ بعض طریقون مین اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے ثم افرغ بیمینہ علی شمالہ یعنے پھر حضرت نے اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائین پر پانی ڈالا ششم یہ کہ جو شخص برتن سے چلو بھر بھر کے نہانا چاہے تو اوسکو چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھون کو استنجے سے پہلے دہو لیوے اسیلیے کہ شاید اونمین کوئی ناپاکی ہو جسکو وہ مکروہ جانے لیکن اگر پانی لوٹے مین ہو تو اوسوقت ویسے ہی استنجا پہلے کرے ہفتم یہ کہ نہانے کے پیچھے جو قطرے پانی کے بدن سے گرتے ہین وہ پاک ہین اسیلیے کہ بعض طریقون مین اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے کہ جب آپ کو بدن پونچھنے کے واسطے ایک کپڑا دیا سو آپنے اوسکو نہ لیا پس معلوم ہوا کہ قطرے پانی کے آپکے کپڑون پر گرتے رہے ہونگے فتح الباری ملخصا بعضے حنفیہ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہین اسپر کہ اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہین ٹوٹتا ہے اسیلیے کہ اسمین استنجا بعد وضو کے واقع ہوا ہے سو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہی حدیث بعینہ انہین بابون پیچھے ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے فغسل مذاکیرہ ثم مسح بیدہ بالارض ثم مضمض واستنشق الخ یعنے پس آپ نے اپنی شرمگاہ کو دہویا پھر اپنے ہاتھ کو مٹی سے مانجی پھر کلی کی اور ناک صاف کیا آخر حدیث تک اور امام بخاری نے اس حدیث کو آٹھ بار مختلف طریقون سے ذکر کیا ہے اون سب مین یہی ذکر ہے کہ استنجا پہلے کیا ساتھ لفظ ثم وفاء کے پس اس حدیث مین بھی یہی مراد ہوگی کہ استنجا وضو سے پہلے کیا لان الاحادیث یفسر بعضها بعضا

باب

غسل الرجل مع امرأته مرد اور عورت کے ملکر نہانے کا بیان یعنے ایک برتن سے دونون کو ملکر غسل کرنا جائز ہے **حدثنا** آدم بن ابی ایاس قال ثنا ابن ابی ذئب عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت كنت اغتسل انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد من قدح یقال له الفرق ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ مین اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونو ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور وہ برتن ایک ہی تھا اوسکا نام فرق کہتے ہیں **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا اگر مرد اور عورت دونو آپس میں مل کر ایک برتن سے غسل کریں یعنے باری باری کے ساتھ برتن سے چلو بھر بھر کر اپنے اوپر ڈالتے جاویں تو اس طرح سے نہانا جائز ہے اور اس سے پانی مستعمل نہیں ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد کو اپنی بیوی کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے اور اسیطرح عورت کو بھی اپنے خاوند کی شرمگاہ کا دیکھنا جائز ہے اور فرق دو صاع کا ہوتا ہے اور صاع انگریزی من کے حساب سے قریب تین سیر کے ہوتا ہے **فتح الباری** **باب الغسل بالصاع ونحوه** ایک صاع اور اوسکی مانند کے ساتھ غسل کرنیکا بیان **حدثنا** عبد اللہ بن محمد قال ثنا عبد الصمد قال ثنا شعبۃ قال حدثنی ابو بکر بن حفص قال سمعت ابا سلمۃ یقول دخلت انا واخو عائشۃ علی عائشۃ فسألها اخوها عن غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعت باناء نحو من صاع فاغتسلت وافاضت علی رأسها وبيننا وبينها حجاب قال ابو عبد اللہ وقال

۱۴ یزید بن ہارون وبہز والجدی عن شعبۃ قدر صاع **ترجمہ** ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں اور عائشہ کا رضاعی بھائی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس آئے سو عائشہ سے انکے بھائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا حال پوچھا کہ حضرت کسقدر پانی سے غسل کیا کرتے تھے سو حضرت عائشہ رض نے بقدر صاع کے ایک برتن منگوایا اور اوسمیں غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اور ہمارے اور عائشہ رض کے درمیان ایک پردہ تھا۔ امام بخاری نے کہا کہ یزید بن ہارون اور بہز اور جدی کی روایت میں نحو من صاع کے بدلے قدر صاع آیا ہے **ف** ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت عائشہ رض کا سر اور اوپر کا بدن ننگا تھا اور باقی بدن اون کا ڈھانکا ہوا تھا اور وہ دونو عائشہ رض کے محرم تھے اسواسطے اونہوں نے ستر نہ کیا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی کو ایک کام کی تعلیم کرنے لگے تو مستحب ہے کہ وہ کام اوسکے سامنے کر کے اوسکو دکھلا دیوے اسلیے کہ وہ کام دکھلا دینے سے آدمی کے دل میں جم جاتا ہے۔

حدثنا عبد اللہ بن محمد قال ثنا یحیی بن آدم قال ثنا زہیر عن ابی اسحاق قال ثنا ابو جعفر انہ کان عند جابر بن عبد اللہ ہو وابوہ وعندہ قوم فسألوہ عن الغسل فقال یکفیک صاع فقال رجل ما یکفینی فقال جابر کان یکفی من ہو اوفی منک شعرا وخیرا منک ثم امنا فی ثوب **ترجمہ** ابو جعفر (یعنی امام محمد باقر) سے

سے روایت ہے کہ وہ اور اونکا باپ اور ایک جماعت دوسرے لوگ جابر بن عبداللہ کے
پاس بیٹھے ہوئے تھے سو اوس جماعت نے جابر بن عبداللہ سے غسل کا حال پوچھا یعنے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کسقدر پانی سے غسل کیا کرتے تھے سو جابر رض نے کہا یعنے اونکے جواب مین کہ ایک صاع پانی کا
غسل کے لیے تجھکو کافی ہے سو ایک مرد نے کہا کہ ایک صاع مجھکو کافی نہین ہوسکتا ہے سو جابر
نے کہا کہ ایک صاع پانی کفایت کرتا تھا اوس شخص کو جسکے بال تجھ سے زیادہ تھے اور جو تجھسے بہتر
تھا یعنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو (ابو جعفر نے کہا) کہ پھر جابر نے ایک کپڑے مین ہمکو نماز پڑھائی
یعنے ہماری امامت کرائی۔ اور یہ حالت تھی کہ اور کوئی کپڑا اونکے موجود نہین تھا **ف**
غرض جابر بن عبداللہ کی یہ تھی کہ حضرت کو تو ایک صاع پانی کا غسل کے واسطے کافی ہوجاتا تھا حالانکہ
حضرت کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے پھر تجھکو ایک صاع پانی کیسے کافی نہین ہوسکتا ہے پس اس سے
معلوم ہوا کہ ایک صاع پانی سے زیادہ کے ساتھ غسل کرنا مکروہ ہے۔ مگر یہ جابر کا قول ہے وا لا یہ
ایک واقعہ کا ذکر ہے ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نہین تھا اسلیے کہ صحیح مسلم مین عائشہ
۱۴۳ رضے اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ مین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فرق سے غسل کیا ہے
اور فرق شافعی و ابن عیینہ وغیرہ کے نزدیک تین صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک روایت مین مسلم کی
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مد سے غسل کیا ہے۔ پس مختلف حالات پر اس حدیث جابر
کو حمل کیا جاویگا۔ اور یا اس حدیث جابر کو استحباب پر محمول کیا جائیگا اور اس سے کمی بیشی کو جواز
پر یعنے صاع سے غسل کرنا مستحب ہے اور اس سے زیادہ پانی کے ساتھ غسل کرنا جائز ہے یا یہ کہ بلا حاجت
اس سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور حاجت ہو تو جائز ہے الغرض صاع سے زیادہ پانی کے ساتھ
غسل کرنا جائز ہے۔ اور اسی پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہوچکا ہے جیسے کہ پارہ اول مین ذکر
ہوچکا ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ اَخِيْرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى
اَبُوْ نُعَيْمٍ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ مقرر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی
بیوی میمونہ رض دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے امام بخاری نے کہا کہ ابن عیینہ (راوی اس
حدیث کا) اخیر عمر مین اس حدیث مین ابن عباس اور حضرت کے درمیان میمونہ کا واسطہ بیان کیا
کرتا تھا یعنے ابن عباس نے خود حضرت کو میمونہ کے ساتھ غسل کرتے نہین دیکھا ہے بلکہ میمونہ

ف
مرد و زن ملکر غسل کرسکتے ہیں

ف
ایک صاع پانی سے زیادہ بھی غسل جائز ہے

معلوم ہوتا ہی کہ آپنے فقط ایک ہی بار اپنے بدن پر پانی بہایا اسپر زیادہ نہین کیا **بَابُ** مَنْ
بَدَأَ بِالْحِلَابِ اَوِ الطِّيبِ عِنْدَ الْغُسْلِ غسل کے وقت برتن پانی اور خوشبو... سے ساتھ شروع کرنے
کا بیان یعنے غسل کے وقت پانی کا برتن طلب کرنا اور اوس سے غسل کرنا اور بدن کو میل سے پاک
صاف کرنا یا غسل سے پہلے خوشبو کا استعمال کرنا سنت ہی **ف** حلاب کہتے ہین ایک برتن کو کہ بمقدار
کوزہ کے ہوتا ہے اور اُسمین ایک صاع پانی کا آتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حلاب ایک خوشبوی کا
نام ہے جو بعض میوجات کی درختون سے نچوڑ کر نکال لیتے ہین عرب لوگ نہانے سے پہلے اُسکو استعمال
کیا کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حلاب عرق گلاب کو کہتے ہین کہ عرب لوگ غسل کے وقت اُسکو
پہلے استعمال کیا کرتے ہین اور اس باب یہ سب معنے بن سکتے ہین لیکن حدیث باب کی اول معنے کی بہت
مناسب ہی اور اس ترجمہ کا یہ معنے بھی ہو سکتا ہے کہ غسل کے واسطے کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پانی کا برتن منگواتے اور غسل کرتے اور کبھی خوشبو طلب کرتے اور غسل سے پہلے اُسکو استعمال کرتے
واللہ اعلم بالصواب **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ
الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا
بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا ۱۲۶
عَلٰى وَسَطِ رَأْسِهِ **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب ارادہ کرتے غسل کرنے کا جنابت سے تو حلاب کی مانند یعنے بقدر صاع کے ایک برتن منگواتے یعنے
حکم فرماتے کہ یہ برتن پانی سے بھرا ہوا آپ کے پاس لایا جاوے سو آپ دونو ہاتھون کے ساتھ پانی
لیتے یعنے برتن سے پس اپنے سر کی داہنی طرف سے شروع کرتے پھر بائین طرف سے پس ڈالتے ساتھ
انکے پانی درمیان سر اپنے کے یعنے اپنے دونو ہاتھون سے ایک چلو پانی لیکر پہلے سر کی داہنی طرف دہوتے پھر دوسرے
چلو سے بائین طرف دہوتے پھر تیسرے چلو سے پانی سر کے درمیان ڈالتے اور اپنے سر کو دہوتے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل کرنے کے واسطے پانی کا برتن منگوانا اور اُس سے غسل کرنا جائز ہے اور یہی
وجہ ہی مطابقت اس حدیث کی ساتھ باب کے وجوہ مذکورہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ داہنی طرف
سے شروع کرنا مستحب ہی اور غسل جنابت مین تین چلو کافی ہو جاتے ہین فتح **بَابُ** الْمَضْمَضَةِ وَ
الْاِسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ غسل جنابت مین کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنے کا بیان یعنے کیا واجب
ہے یا سنت ہی **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ
قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم غسلاً فافرغ بیمینہ علی یسارہ فغسلھما ثم غسل فرجہ ثم قال بیدہ الارض فمسحھا بالتراب فغسلھما ثم مضمض واستنشق ثم غسل وجھہ وافاض علی راسہ ثم تنحی فغسل قدمیہ ثم اتی بمندیل فلم ینفض بھا قال ابو عبد اللہ یعنی لم یتمسح بھا ترجمہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی ڈالا یعنی کسی برتن مین ڈالکر رکھا تاکہ اُسکے ساتھ غسل کرین سو (اول) آپ نے اپنے دا ہنے ہاتھہ اپنے بائین ہاتھہ پر پانی ڈالا سو ان دونو کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھہ کو زمین پر مارا پس سکو مٹی کے ساتھہ رگڑا پس دونو کو دھویا پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے یعنے غسل کرنے کی جگہسے سو آپنے دونو پاؤن کو دھویا پھر آپکے پاس رومال لایا گیا یعنے بدن پونچنے کیواسطے سو آپنے اُسسے بدن کو نہ پونچا امام بخاری نے کہا کہ لم ینفض کا معنے لم یتمسح بہا ہے یعنے آپنے اس رومال کے ساتھہ اپنے بدن کو نہ پونچا بلکہ تری کو اپنے بدن پر چھوڑ دیا **ف** غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ غسل جنابت مین کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا دونو سنت ہین واجب نہین ہین اسلیے کہ آیندہ باب مین اسی حدیث مین صاف آگیا ہے ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ یعنے پھر آپنے نماز کے وضو کی مانند وضو کیا پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا دونو وضو کے ساتھہ خاص ہین اور اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ غسل مین وضو فرض نہین ہے اور جب کہ وضو فرض نہ ہوا تو کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا بھی فرض نہ ہوگا اسلیے کہ یہ دونو وضو کے تابع ہین کذا فی الفتح اور حنفیہ کے نزدیک غسل جنابت مین کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا فرض ہے وہ کہتے ہین کہ کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا وضو کے ساتھہ خاص نہین ہین اور یہ حصر کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعضے حکم وضو اور غسل کے (جو وضو کے ضمن مین مشترک ہین) دونو طرح سے معمول ہون یعنے سنت بھی ہون اور واجب بھی ہون اسلیے کہ نہ واجب ہونا اُن حکمون کا وضو کی حیثیت سے اسکو مستلزم نہین ہے کہ یہان بھی واجب نہ ہون بلکہ ہوسکتا ہے کہ غسل کی حیثیت سے واجب ہون سو جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونو مین کوئی فرق نہین ہے بلکہ ایک دوسرے کو مستلزم ہین علاوہ ازین کسی حدیث سے ان دونو کا فرض ہونا غسل مین ثابت نہین ہوتا ہے پس اس تکلف کی کوئی حاجت نہین ہے۔ اور بعضے لوگ اس آیت فَاطَّهَّرُوْا سے دلیل پکڑتے ہین کہ غسل مین کمال مبالغہ کا حکم آیا ہے پس تمام ظاہر بدن کا پاک کرنا واجب ہے اور منہ اور ناک کا اندر ظاہر بدن مین داخل ہے پس کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا بھی واجب ہوگا سو جواب اسکا یہ ہے جو کہ شاہ ولی اللہ صاحب

۱۴۷

محدث دہلوی نے مصفی شرح موطا مین لکہا ہے کہ یہ استدلال ضعیف ہی اسلیے کہ معنے مبالغہ کا استیعاب
تمام بدن مین ظاہر ہوچکا ہے یعنی یہان مبالغہ کا معنے یہ ہی کہ تمام بدن کو ترکرو کوئی جگہ خشک نہ چہوڑو پس
دلالت کرنا مبالغہ کا مضمضہ اور استنشاق کے وجوب پر اس سے لازم نہین آتا ہے واللہ اعلم بالصواب
اور اس حدیث سی یہ بہی ثابت ہوا کہ غسل اور وضو کے بعد کسی کپڑے رومال وغیرہ سے اپنے بدن کو پونچہنا
مستحب ہے اسلیے کہ ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہمیشہ کی عادت
تہی کہ آپ غسل کی بعد اپنے بدن کو رومال سی پونچہ ڈالا کرتے تہی اسی وجہ سے آپکے پاس رومال لایا گیا
اور اس موقع مین آپکا بدن نہ پونچہنا شاید اس وجہ سے تہا کہ یہ کپڑا بہت میلا ہوا تہا یا اسواسطے
تہا کہ بعد غسل کے کپڑے سی بدن پونچہنا لوگ واجب نہ سمجہ لیوین **بَابُ** مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ
لِتَكُونَ أَنْقَى مٹی کے ساتہہ ہاتہہ مانجہنا تاکہ زیادہ تر پاک ہو جاوی یعنے استنجے کی بعد مٹی سی ہاتہہ ملنے مستحب
ہین **حَدَّثَنَا** الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ
أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ
١٤٨ لِلصَّلٰوةِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** میمونہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت
ہے کہ مقرر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنابت کی سبب سے غسل کیا سو اول ہاتہہ سے اپنی شرمگاہ کو دہویا
پہر اسکو دیوار کے ساتہہ مانجہا یعنے واسطے صاف کرنیکے پہر اپنی نماز کی وضو کی مانند وضو کیا سو جب آپ
غسل سے فارغ ہوئی تو اپنے دونو پاؤن کو دہویا **ف** اس حدیث سی ثابت ہوا کہ استنجے کی
بعد مٹی کے ساتہہ ہاتہہ مانجہنے مستحب ہین اسلیے کہ اس سے ہاتہہ اچہی طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے
اور ناپاکی اچہی طرح سے دور ہو جاتی ہے اور یہی ہی وجہ مطابقت اس حدیث کی ساتہہ بابکے **بَابُ**
هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ
اگر جنبی آدمی کے ہاتہہ پر سوائے جنابت کی اور کوئی پلیدی نہ ہو تو اسکو پانی کے برتن مین بے دہوئے ہاتہہ
ڈالنا جائز ہے یا نہین ہے **ف** غرض امام بخاری کی اس باب کی باندہنے سی یہ ہی کہ جنبی کے ہاتہہ پر جب
کوئی پلیدی نہ ہو تو اسکو پانی کے برتن مین بے دہوئے ہاتہہ ڈالنا جائز ہے اسلیے کہ جنابت کے سبب سے آدمی
کوئی عضو ناپاک نہین ہوتا ہے اور پلیدی حکمی جنابت کی سے پانی ناپاک نہین ہوتا ہے جیسے کہ حقیقی
پلیدی سے ناپاک ہو جاتا ہے چنانچہ اسی کی تائید مین امام بخاری نے پہلے آثار صحابہ کو ذکر کیا ہی وہ یہ
ہین وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُورِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ یعنے

داخل کیا ابن عمر اور براء بن عازب نے اپنے ہاتھ کو وضو کے پانی میں اور حالانکہ اُسکو نہ دھویا تھا یعنے پہلے
داخل کرنے سے پھر وضو کیا یعنے اسی پانی سے **ف** عبدالرزاق نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ
وہ اپنے ہاتھ کو دھوکر برتن میں داخل کیا کرتے تھے سو ان دونوں میں تطبیق اسطرح سے ہوسکتی ہے کہ
یہ مختلف وقتوں کا ذکر ہے جہاں ہاتھوں کو نہیں دھویا وہاں اُنپر کوئی پلیدی نہیں ہوگی اور جہاں دھویا
ہے وہاں کوئی پلیدی وغیرہ ہاتھ پر ہوگی یا دھو لینا مستحب ہے اور نہ دھونا جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ
بغیر دھوئے ہاتھ کو برتن میں داخل کرنا جائز ہے اور تائید کرتا ہے اسکی جو شعبی سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنابت کی حالت میں بے دھوئے ہاتھ پانی کے اندر داخل
کرتے تھے وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ یعنے ابن عمر اور ابن عباس
ایسے پانی سے کوئی خوف نہیں دیکھتے تھے جو جنابت سے نہانے کے بعد قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے یعنے غسل
جنابت کے بعد جو پانی کے قطرے بدن سے گرتے ہیں اگر کپڑے وغیرہ پر پڑ جاویں تو اسکا کچھ ڈر نہیں ہے
۱۴۹ اور کپڑا اس سے ناپاک نہیں ہوتا ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنبی اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈالدیوے
تو اُس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ جنابت حکمی اگر پانی کو ناپاک کردیتی تو جس پانی میں نہانے
کے وقت جنبی کے بدن سے قطرے گرتے ہیں ایسی پانی سے غسل کرنا منع ہوتا حالانکہ اس سے غسل کرنا
جائز ہے پس معلوم ہوا کہ جنبی کو پانی میں ہاتھ ڈالنا بھی جائز ہے اور جنابت حکمی سے آدمی ناپاک
نہیں ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے تعلق اس اثر کی ساتھ ترجمہ باب کے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ ترجمہ عائشہ رضی
اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے
مختلف ہوتے تھے اُسمیں ہاتھ ہمارے یعنے ہم دونوں برتن سے باری باری کے ساتھ پانی اُٹھاتے تھے اسطرح
کہ ایکبار اپنے ہاتھوں کے ساتھ برتن سے میں پانی اُٹھاتی اور ایکبار حضرت اُٹھاتے و علے ہذا القیاس تمام
غسل میں اسیطرح کرتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی کو تھوڑے پانی سے چلو کے ساتھ پانی
اُٹھا لینا جائز ہے اور اسمیں ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ ایسے پانی سے غسل کرنا جائز ہے
اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنبی کو کھڑے پانی میں غوطہ مارنے کیواسطے جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ نہی
تنزیہی ہے اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ جنبی کا خواہ تمام بدن ہو یا ایک عضو ہو جنابت میں برابر
ہے پس جیسا ایک عضو کو پانی میں داخل کرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے تو اسیطرح تمام بدن کے ساتھ ملنے

مین غوطہ لگانے سے بھی پانی ناپاک نہین ہوویگا اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ اسطور ہے
ہے کہ جب جنبی کو غسل کے واسطے پانی کے برتن سے چلو بھرنا اور اسمین بے دہوئے ہاتہہ ڈالنا جائز ہے
جیسے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث مین جو برتن مین
ڈالنے سے پہلے ہاتہہ دہونے کا حکم آیا ہے تو وہ جنابت کی وجہ سے نہین ہے بلکہ وہ حکم اُسی جگہ
پر ہے جہان پلیدی کا یقین ہو یا ظن ہو اور جب کہ دہونا ہاتہون کا جنابت کی وجہ سے واجب
نہ ہوا تو جنبی کو بغیر دہونے کے برتن مین ہاتہہ ڈالنا جائز ہوگا (فتح) مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ظاہر
وجہ مطابقت کی یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی مین ہاتہہ داخل کرنیکو جنابت مانع
نہین اسلیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونو برتن سے چلو بھر بھر کر غسل
کرتے تھے پس اگر جنابت کی وجہ سے ہاتہہ ناپاک ہوتے تو پہر تمام ہونے غسل تک پاک نہوتے پس
غسل کے اندر ہاتہون سے پانی اٹھا اٹھا کر بدن پر ڈالنا اور اُس سے غسل کرنا جائز نہ ہوتا اور جب کہ
جنابت قبل تمام ہونے غسل کے پانی مین ہاتہہ ڈالنے کو مانع نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ جنبی کو بغیر دہوئے ١٥٠
کے برتن مین ہاتہہ ڈالنا جائز ہے واللہ اعلم بالصواب **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ
مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب ارادہ کیا کرتے غسل کا جنابت سے تو دہو لیا کرتے اپنے دونو ہاتہہ یعنی اول تمام بدن سے اپنے دونو ہاتہون
کو دہو لیتے پہر بعد اُسکے تمام غسل کرتے **ف** یہ حدیث عائشہ رض کی دوسری حدیثون کے ساتھ
ملکر گویا کہ ایک دوسری کی تفسیر ہین اسلیے کہ یہ حدیث پلیدی کی حالت پر محمول ہے اور دوسری
حدیثین حالت پاکی پر محمول ہین یعنے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتہون پر کوئی پلیدی ہوتی
تو اس وقت دہو لیتے تھے اور جب آپکے ہاتہون پر پلیدی نہ ہوتی تو اُسوقت نہین دہوتے تھے یا
ہاتہہ دہونیکی حدیث کو استحباب پر حمل کیا جاوے اور نا دہونے کی حدیث کو جواز پر حمل کیا جاوے
پس دونو صورتون مین تعارض دفع ہوجاویگا پس مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے باعتبار
ضد اور مقابلے کے ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ
وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت
ہے کہ مین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ... دونو ملکر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے جنابت کے سبب سے **حَدَّثَنَا**

ابو الولید قال حدثنا شعبة عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر قال سمعت انس
بن مالک یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمرأۃ من نسائہ یغتسلان من اناء
واحد ترجمہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی بیبیون سے ایک بیوی
دونو ملکر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے زاد مسلم ووھب بن جریر عن شعبة من الجنابة یعنے
مسلم اور وہب کی روایت مین جنابت کا لفظ زیادہ ہے **ف** ان دونو حدیثون سے ثابت ہوتا ہے
کہ پانی کے برتن مین ہاتھ ڈالنے کو جنابت مانع نہین ہے، اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت
کی حالت مین برتن سے ہاتھ کو ساتھ پانی اُٹھا اُٹھا کر اپنے بدن پر ڈالا کرتے تھے پس اگر جنابت کی وجہ سے
ہاتھ ناپاک ہوتو تو پانی کے اندر ہاتھ ڈالنے سے ناپاک ہو جاتا او غسل کرنا اوس سے جائز نہ ہوتا جیسے کہ اوپر
مذکور ہو چکا ہے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے **باب** من افرغ بیمینہ علی شمالہ
فی الغسل غسل کے وقت استنجے مین داہنے ہاتھ سے بائین پر پانی بہانے کا بیان **حدثنا**
موسیٰ بن اسماعیل قال حدثنا ابو عوانة قال حدثنا الاعمش عن سالم بن ابی الجعد
عن کریب مولی ابن عباس عن ابن عباس عن میمونة بنت الحارث قالت وضعت لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسلا وسترتہ فصب علی یدہ فغسلها مرة او مرتین قال 151
سلیمان لا ادری اذکر الثالثة ام لا ثم افرغ بیمینہ علی شمالہ فغسل فرجہ
ثم دلک یدہ بالارض او بالحائط ثم تمضمض واستنشق وغسل وجہہ و
یدیہ وغسل راسہ ثم صب علی جسدہ ثم تنحی فغسل قدمیہ فناولتہ
خرقة فقال بیدہ ھکذا ولم یردھا ترجمہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مینے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی لا کر رکھا اور آپکو پردہ کیا یعنے لوگون سے پوشیدہ
کیا سو آپنے اپنے ہاتھ پر پانی گرایا پس اسکو دھویا ایکبار یا دوبار سلیمان (راوی نے) کہا مجکو معلوم نہین
کہ سالم نے تیسری بار کا ہونا ذکر کیا ہے یا نہین پھر گرایا پانی کو اپنے داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر سو اپنی شرمگاہ
کو دھویا پھر آپنے ہاتھ کو زمین یا دیوار سے رگڑا پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور اپنے منہ اور ہاتھون
کو دھویا اور اپنے سر کو دھویا پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے یعنے نہانے کی جگہ سے
سو اپنے دونو پاؤن کو دھویا سو مینے آپ کو کپڑا دیا یعنے بدن پونچھنے کے واسطے سو اپنے ہاتھ سے
اشارہ کیا یعنے یہ کہ مین کپڑا نہین لیتا ہون اور اپنے کپڑے کو نہ مانگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ استنجے مین مستحب یہی ہے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے بائین پر پانی گرائے اور بائین سے استنجا کرے

باب تفریق الغسل والوضوء غسل اور وضو کے کاموں میں جدائی کرنے کا بیان **ف**
وضو کے عملوں میں جدائی کرنی دو طور سے ہے ایک یہ کہ غسل اور وضو کے درمیان کوئی دوسرا کام کر لیوے
دوسرا یہ کہ اعضا کو پے در پے نہ دہووے بلکہ جب ایک عضو خشک ہو جاوے تو پھر دوسرے کو دہووے مثلاً پہلے
ایک پاؤں کو دہووے جب وہ خشک ہو جاوے تو پھر دوسرے کو دہووے تو اس طرح وضو کے اعضا میں جدائی
کرنی جائز ہے چنانچہ امام بخاری نے اسکی تائید میں ابن عمر کا اثر نقل کیا ہے وہ یہ ہے ویذکر
عن ابن عمر انه غسل قدميه بعد ما جف وضوءه یعنے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ اُسنے وضو خشک ہو جانے کے بعد اپنے دونوں پاؤں کو دہویا **ف** ابن عمر کے اس اثر
کو امام شافعی نے اپنی کتاب ام میں روایت کیا ہے لیکن اُسمیں اسطور سے ہے کہ ابن عمر نے بازار میں
وضو کیا اور اپنے پاؤں کو نہ دہویا پھر مسجد میں چلے گئے وہاں جا کر اپنے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑہی
حدثنا محمد بن محبوب قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الاعمش عن سالم
ابن ابي الجعد عن كريب مولى ابن عباس عن ابن عباس قال قالت ميمونة وضعت للنبي
صلى الله عليه وسلم ماء يغتسل به فافرغ على يديه فغسلهما مرتين مرتين او ثلاثا ١٥٢
ثم افرغ بيمينه على شماله فغسل مذاكيره ثم دلك يده بالارض ثم مضمض
واستنشق ثم غسل وجهه ويديه ثم غسل راسه ثلاثا ثم صب على جسده ثم
تنحى من مقامه فغسل قدميه ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا مگر اسمیں زیادہ ہے پھر نہانے
کی جگہ سے کنارے ہو پھر اپنے دونوں پاؤں کو دہویا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے اعضا میں تفریق
جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا سو اپنے دونوں ہاتھوں کو غسل سے پہلے دہویا اور پاؤں
کو غسل سے پیچھے دہویا کنارے ہو کر اور اگر پاؤں کے ہونے کو غسل کے اندر داخل کیا جاوے اور تفریق ساتھ
ایک طرف ہونے کی غسل کی جگہ سے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا لیا جاوے تو اس حدیث کی مطابقت
تمام ترجمہ سے ہو جاویگی اور یا تفریق غسل کو تفریق وضو پر قیاس کیا جاویگا۔ اور غرض امام بخاری کی اس باب سے
رد کرنا ہے اُس شخص کا جو وضو میں موالات اور پے در پے اعضا دہونے کو واجب کہتا ہے جیسے کہ امام
مالک وغیرہ واللہ التوفیق **باب اذا جامع ثم عاد ومن دار على نسائه في غسل**
واحد جب کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ ایک بار صحبت کرے اور دوسری بار پھر صحبت کرے یعنے دونوں
جماعوں کے درمیان وضو نہ کرے تو اسکا کیا حکم ہے اور جو شخص کہ ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں پر پھرے
یعنے درمیان جماعوں کے غسل نہ کرے بلکہ سب کے ساتھ جماع کرکے بعد کو فقط ایک ہی بار غسل کر لیوے

تو اسکا کیا حکم ہے یعنے جائز ہے یا نہین حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ
وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَكَرْتُهُ لِعَائِشَةَ
فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ
يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا ترجمہ ابراہیم کے باپ محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ مینے ابن عمر کا قول عائشہ رض کے
پاس ذکر کیا (وہ قول انکا یہ ہے کہ مین ایسی خوشبو کے استعمال کو جائز نہین کہتا ہون جسکا اثر احرام
باندہنے کے بعد باقی رہے) سو عائشہ رض نے کہا کہ خدا ابا عبد الرحمن (یہ ابن عمر کی کنیت ہے) پر رحمت کرے
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو ملا کرتی تہی یعنے احرام باندہنے سے پہلے آپ اپنی تمام عورتون پر
پہرتے یعنی سب کے ساتہہ جماع کرتے پہر صبح کرتے حالت احرام مین اور آپ سے خوشبو ٹپکتی تہی یعنے
خوشبوی کا اثر بعد احرام کے باقی رہتا ہے **ف** ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جماعون کے درمیان مین غسل نہین کیا ہے بلکہ سب کے ساتہہ جماع کرکے بعد کو فقط ایک ہی بار
غسل کیا ہے خاصکر آیندہ حدیث سے اور انس کی حدیث سے جو مسلم مین ہے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپنے
فقط ایک ہی غسل کیا ہے پس ثابت ہوا کہ دو جماعون کے درمیان غسل کرنا واجب نہین بلکہ کئی بار جماع کرکے
بعد کو فقط ایکبار غسل کر لینا ہی جائز ہے اور جس حدیث مین ہر جماع کے ساتہہ تازہ غسل کرنیکا ذکر ہے
سو اُس سے مراد استحباب ہے یعنے ہر جماع کے ساتہہ تازہ غسل کرنا مستحب ہے پس جواز کے منافی نہین
ہوگا پس دونو حدیثون مین تطبیق ہو جاویگی اور جب کہ دو جماعون کے درمیان غسل ترک کرنا جائز
ہے تو دونون کے درمیان وضو ترک کرنا بہی جائز ہوگا پس مطابقت اس حدیث کی ساتہہ ترجمہ کے
ظاہر ہوگئی وباللہ التوفیق اور غرض امام بخاری کی اسکے رد کرنا ہے اس شخص پر جو دو جماعون کے درمیان
وضو کو واجب کہتا ہے جیسے کہ اہل ظاہر وغیرہ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ
بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ
إِحْدَى عَشْرَةَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيقُهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ وَقَالَ
سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ تہے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پہرتے اپنی سب بیویون پر (یعنے جماع کرتے ساتہہ اونکے) ایکساعت مین
رات اور دن کے (یعنے کبہی دن کو سب کے ساتہہ جماع کرتے اور کبہی رات مین سب سے جماع کرتے) اور آپکی
بیویان گیارہ تہین یعنے عائشہ وحفصہ وام سلمہ وزینب بنت جحش وام حبیبہ وجویریہ و

۱۵۲

میمونہ اور سودہ اور صفیہ اور زینب بنت خزیمہ اور ریحانہ ہین نے انس سے کہا (قتادہ کا قول ہے) کہ
کیا حضرت (اتنی بیویون) کے ساتھ صحبت کرنے کی قوت رکہتے تھے (سو) انس نے (اوسکے
جواب مین) کہا کہ ہم لوگ یعنی صحابہ آپس مین کرتے تھے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس
مرد کی قوت دی گئی ہے اور سعید کی روایت مین قتادہ سے گیارہ عورتون کے بدلے نو عورتونکا
ذکر ہے سوان دونون حدیثونکے درمیان تطبیق اسطور سے ہے کہ اصل منکوحہ عورتین نو تہین اور
دو لونڈیان تہین اور یا باختلاف اوقات پر محمول ہے یعنی کبھی گیارہ تہین اور کبھی نو ف
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعون کے درمیان مین غسل نہین کیا
بلکہ سب کے بعد کو ایکبار غسل کیا اسلیے کہ ایکساعت مین گیارہ بار جماع کرنا اور گیارہ بار غسل کرنا مشکل
ہے اور یہی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے **باب غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوْءِ مِنْهُ**
مذی کے دہونے اور اوس سے وضو کرنے کا بیان ف مذی کہتے ہین اوس پانی سفید
۱۵۴ چپکنے والی کو جو عورتونکے ساتھ کہیلنے کیوقت آلت کے سر پر آجاتا ہے اور اوس کے نکلنے سے کچھ کچھ
لذت معلوم ہوتی ہے۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ رَجُلًا يَسْاَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ
ابْنَتِهٖ فَسَاَلَ فَقَالَ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ترجمہ علی رضی سے روایت ہے کہ مجکو بہت مذی آیا کرتی تہی سو مینے ایک مرد
کو حضرت سے یہ مسئلہ پوچھنے کا حکم کیا بسبب ہونے آپکی بیٹی کے میرے نکاح مین یعنی شرم سے
مین خود حضرت سے نہ پوچھ سکا بلکہ دوسرے آدمی کو پوچھنے کا حکم کیا) پس اوسنے حضرت سے یہ مسئلہ پوچھا
سو حضرت نے فرمایا کہ وضو کرا اور اپنی آلت کو دہو ڈال یعنے غسل اس صورت مین واجب نہین ہے
فقط وضو آتا ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذی کا دہو ڈالنا اور اس سے وضو کرنا واجب
ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مذی کہرچ ڈالنے سے کپڑا پاک نہین ہوتا ہے جب تک کہ اوسکو دہو یا نہ جاوے
بخلاف منی کے کہ اوسکی کہرچ ڈالنے سے بہی کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور یہی معلوم ہوتی ہے غرض امام
بخاری کی اس باب سے واللہ اعلم بالصواب اور ذکر اس باب کا کتاب الغسل مین واسطے دفع کرنے ظن
غسل کے ہے مذی آنے سے واسطے ہم شکل ہونے اوسکے کے ساتھ منی کے **باب مَنْ تَطَيَّبَ
ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ اَثَرُ الطِّيْبِ** اگر کوئی شخص اپنے بدن پر خوشبوئی ملے پہر غسل کر ڈالے اور
خوشبوئی کا اثر (یعنے رنگ اور بو اوسکی) غسل کے بعد بدن پر باقی رہے تو اسمین کچھ حرج نہین بلکہ یہ امر جائز
ہے حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ

عن ابیہ قال سألت عائشۃ وذکرت لھا قول ابن عمر ما احب ان اصبح محرماً انضخ
طیباً فقالت عائشۃ انا طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم طاف فی نسائہ
ثم اصبح محرماً ترجمہ محمد بن منتشر سے روایت ہو کہ مینے عائشہ سے پوچھا اور ابن عمر کا قول اُنسے ذکر
کیا (وہ قول یہ ہے کہ) مین نہین دوست رکھتا ہون اس بات کو کہ صبح کرون ساتھہ احرام کے درحالیکہ
ٹپکتی ہو مجہسے خوشبوئی یعنے احرام باندہنے کے بعد خوشبو کا اثر بدن پر باقی رہنے کو مین پسند نہین
رکہتا ہون سو عائشہ رض نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خوشبو ملی تھی پھر آپ اپنی سب
بیویون مین پھرے یعنے سب سے صحبت کی پھر صبح کی حالت احرام مین یعنے اُسی رات کی صبح کو آپنے
احرام باندہ لیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خوشبو بدن پر مالش کر کے غسل کر ڈالے اور بعد غسل کے
خوشبوئی کا اثر بدن پر باقی رہجاوے تو ہمین کچھ حرج نہین ہے بلکہ یہ امر جائز ہے اور یہی غرض ہے امام بخاری
کی اس باب سے **حدثنا** آدم بن ابی ایاس قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنا الحکم
بن عتیبۃ عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت کانی انظر الی وبیص الطیب
فی مفرق رسول اللہ وھو محرم ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہو کہ گویا کہ مین
اب دیکھ رہی ہون چمکنا خوشبوئی کا سر مبارک مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حالانکہ آپ ۱۵۵
محرم تھے ف یہ دونو حدیثین ایک واقعہ کا ذکر ہے یعنے یہ خوشبوئی آپنے احرام باندہنے سے پہلے
استعمال کی تھی پھر جب اپنے غسل کر کے احرام باندہا تو اُسکا اثر اور چمکنا بعد غسل کو بھی باقی رہا
پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ساتھہ ترجمہ باب کے یا وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ وہ غسل سنت
احرام کی ہے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک نہین کیا پس یہ اثر خوشبوئی کا باقی رہا تھا احرام
باندہنے سے پہلے کا ہے **باب** تخلیل الشعر حتی اذا ظن انہ قد اروی بشرتہ افاض
علیہ سر کے بالون کا خلال کرنا یہانتک کہ جب گمان کرے کہ بدن تر ہو گیا ہے یعنے جو بالون کے
نیچے ہو تو اُس پر پانی بہا دیوے **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا ھشام
ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل
من الجنابۃ غسل یدیہ وتوضأ وضوءہ للصلوۃ ثم اغتسل ثم یخلل بیدہ شعرہ
حتی اذا ظن انہ قد اروی بشرتہ افاض علیہ الماء ثلث مرات ثم غسل سائر
جسدہ وقالت کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد نغرف
منہ جمیعاً ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہو کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جب ارادہ کرتے غسل کا جنابت سے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کے وضو کی مانند وضو کرتے
پھر غسل کرتے پھر خلال کرتے اپنے ہاتھوں سے بالوں کو یہانتک کہ جب گمان کرتے کہ بدن تر ہو گیا ہے
یعنے جو بدن بالوں کے نیچے ہے تو اوسپر پانی بہا دیتے تین بار پھر دھو ڈالتے اپنے تمام بدن کو اور عائشہ
نے کہا کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے درحالیکہ چلو بھرتے
تھے اسے ہم دونوں اکٹھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت میں سر کے بالوں کا خلال کرنا
فرض ہے اور اسپر اجماع ہو چکا ہے لیکن داڑھی کے خلال کرنے میں اختلاف ہے امام مالک سے ایک روایت
میں داڑھی کا خلال کرنا واجب نہیں ہے نہ غسل میں اور نہ وضو میں اور ایک روایت میں دونوں میں واجب
ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک غسل میں واجب ہے وضو میں واجب نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک
تخلیل سنت ہے لیکن جو بدن کہ داڑھی کے نیچے ہے اوسکو پانی پہونچانا فرض ہے **باب**
مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهُ مَرَّةً
اُخْرٰی جو شخص کہ غسل جنابت میں پہلے وضو کر لیوے پھر اپنے بدن کو دھو ڈالے اور دوسری بار پھر وضو کی
جگہوں کو نہ دھووے تو اسمیں کچھ حرج نہیں ہے یعنے وضو کے اعضا کو فقط وضو کرنا کافی ہو جاتا ہے اور غسل
میں دوسری بار انپر پانی بہانا کچھ ضرور نہیں **حدثنا** یُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى ١٥٦
قَالَ اَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءًا لِّلْجَنَابَةِ فَاَكْفَأَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا
ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ اَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ
وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى رَاْسِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهٗ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ
رِجْلَيْهِ قَالَتْ (عَائِشَةُ) فَاَتَيْتُهٗ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ بِيَدِهِ الْمَاءَ **ترجمہ**
میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کے غسل کرنیکے
لیے پانی رکھوایا آپ نے پانی کے برتن کو اپنے داہنے ہاتھ سے دو بار یا تین بار پس اپنی شرمگاہ
کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو مٹی سے مانجا دو بار یا تین بار پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ
اور دونوں پاؤں کو دھویا پھر اپنے سر پر پانی بہایا پھر اپنے بدن کو دھویا پھر کنارے ہوئے یعنی غسل کی
جگہ سے سوا اپنے دونوں پاؤں کو دھویا میمونہ رض نے کہا پس میں آپ کے پاس ایک کپڑا لائی یعنے
بدن پونچھنے کے واسطے پس آپ نے اسکو نہ مانگا اور ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگے **ف** اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے غسل میں وضو کی جگہوں کو دوسری بار نہیں دھویا فقط وضو پر اکتفا

کیا اسلیے کہ اپنے تمام مین کہ جہان وضو غسل بعض اعضا کا بیان کرتے ہین اور پھر بعد از ان بدن کو دہونا
ذکر کرتے تو بیان اعضاء اور قرینہ حال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہان مراد باقی بدن ہے سوای ان اعضاء مذکورہ
کے اور یہی وجہ ہی مناسبت اس حدیث کی ساتھہ ترجمہ کے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ میمونہ کا قول اغسل جسدہ
مجازا ہی معنے پر محمول ہے یعنی باقی بدن دہویا اسلیے کہ بعد اسکے میمونہ رضنے فرمایا کہ حضرت نے بعد غسل کے
کنارے ہوکر اپنے پاؤن کو دہویا پس اگر جسدہ سے تمام بدن مراد ہوتا تو دوسری بار کنارے ہوکر پاؤن
کو دہونے کی کوئی حاجت نہین تھی اسلیے کہ تمام بدن مین پاؤن بھی داخل ہین پس معلوم ہوا کہ
تمام بدن اس سے مراد نہین ہے بلکہ باقی بدن مراد ہے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر
ہوگئی و باللہ التوفیق **بَابُ** اِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ اَنَّهٗ جُنُبٌ خَرَجَ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ
جب کسی شخص کو مسجد کے اندر ہوتے ہوئے اپنا جنبی ہونا یاد آجاوے تو اسکو چاہیے کہ اسی حالت
مین ویسے ہی مسجد سے باہر نکل جاوے اور تیمم نہ کرے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا
عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ
وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ
مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ ۱۵۷
فَصَلَّيْنَا مَعَهٗ تَابَعَهٗ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ترجمہ ابوہریرہ رضسے روایت ہی کہ نماز کی تکبیر کہی گئی اور آدمیون کی صفین برابر کی گئین سو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے (یعنے آپ تکبیر سنکر نماز پڑہانے کو واسطے حجرے سے
باہر آئے) پس جب آپ مصلے پر کہڑے ہوئے تو آپ کو اپنا جنبی ہونا یاد آگیا سو فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ مین
کہڑے ہو پہر آپ پلٹ گئے یعنے گہر کی طرف سو آپنے غسل کیا پھر گہر سے باہر آئے اور حالانکہ آپ کے سر
سے پانی ٹپک رہا تہا سو آپ نے تکبیر کہی اور ہمنے آپ کے ساتھ نماز پڑہی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ اگر مسجد کے اندر ہوتے کسی کو اپنا جنبی ہونا یاد آجاوے تو اسی حالت مین مسجد سے باہر نکل جاوے اور
مسجد سے باہر نکلنے کے واسطے تیمم کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم نہین کیا
بلکہ آپ ویسے ہی چلے گئے تھے اور غرض امام بخاری کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مسجد سے نکلنے
سے پہلے تیمم کرلیوے جیسے کہ ثوری و اسحاق وغیرہ اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ غسل جنابت کے بعد
جو قطرے پانی کے بدن سے گرتے ہین وہ ناپاک نہین ہین ورنہ مسجد کے اندر انکا گرانا جائز نہ ہوتا اور اس حدیث
سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اقامت نماز اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ٹہہرنا اور توقف کرنا جائز ہے **بَابٌ**

نفض الیدین من غسل الجنابۃ جنابت غسل کرکے ہاتہہ جہاڑنے کا بیان حدثنا عبدان
قال انا ابو حمزۃ قال سمعت الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس قال
قالت میمونۃ وضعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غسلا فسترتہ بثوب فصب علی
یدیہ فغسلہما ثم صب بیمینہ علی شمالہ فغسل فرجہ فضرب بیدہ الارض فمسحہا
ثم غسلہا فمضمض واستنشق وغسل وجہہ وذراعیہ ثم صب علی راسہ وافاض
علی جسدہ ثم تنحی فغسل قدمیہ فناولتہ ثوبا فلم یاخذہ فانطلق وہو ینفض
یدیہ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر مذکور ہوچکا ہے اسمین اتنا زیادہ ہے کہ مینے آپکو ایک کپڑا دیا پر وہ
لیا سو جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چلے اس حالت مین کہ اپنے دونو ہاتہون سے پانی جہاڑتے تہے ف
غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ جنابت سے غسل کرکے دونو ہاتہون سے پانی جہاڑنا جائز ہے اور
بعضون نے کہا ہے کہ غرض امام بخاری کی اس باب سے پاکی ثابت کرنا ہے اس پانی کی جو غسل کرنے کے بعد
بدن سے ٹپکتا ہے سو اس حدیث سے دونو حکم ثابت ہوتے ہین **باب من بدء بشق راسہ الایمن** ١٥٨
فی الغسل غسل جنابت مین داہنی طرف سے شروع کرنے والے کا بیان حدثنا خلاد بن یحیی
قال حدثنا ابراہیم بن نافع عن الحسن بن مسلم عن صفیۃ بنت شیبۃ عن عائشۃ
قالت کنا اذا اصاب احدانا جنابۃ اخذت بیدیہا ثلاثا فوق راسہا ثم تاخذ
بیدہا الاخری علی شقہا الایسر ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم
مین (بیویون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) سے کسی ایک کو جنابت ہوتی یعنے نہانے کی حاجت ہو جاتی
تو دونو ہاتہون سے تین بار پانی لیکر اپنے سر پر ڈالتی پہر ایک ہاتہہ سے پانی لیکر سر کی داہنی طرف ڈالتی پہر
دوسرے ہاتہہ سے پانی لے کر سر کی بائین طرف ڈالتی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص
جنابت سے غسل کرنے لگے تو سنت ہے کہ اول داہنی طرف سے شروع کرے پہر بائین طرف سے اور جملہ
ثم تاخذ الخ کا پہلے جملہ کی تفسیر ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ساتہہ ترجمہ کے **باب**
من اغتسل عریانا وحدہ فی الخلوۃ ومن تستر والتستر افضل تنہا خلوت مین ننگے ہوکر
نہانے والے کا بیان اور پردہ کرکے نہانے والے کا بیان اور پردہ کرکے نہانا افضل اور اولے ہے
وقال بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ احق
ان یستحیی منہ من الناس یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگون سے شرم کرنے سے خدا سے شرم
کرنی زیادہ لائق ہے ف اکثر لوگون کی عادت ہے کہ چپ کر گناہ کرتے ہین آدمیون سے شرم کرتے ہین

اور خدا سے شرم نہین کرتے سو فرمایا کہ بہ نسبت آدمیون کی خدا سے شرم کرنی زیادہ تر لائق ہی اور ظاہر
اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ ننگے ہوکر نہانا خلوت مین بھی حرام ہے ولیکن چونکہ موسی اور ایوب ع
کی حدیث (جو آگے آتی ہے) سے ننگے ہوکر نہانا جائز معلوم ہوتا ہے اسلیے اس حدیث بہز کو فضیلت پر
محمول کیا جاویگا تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہوجاوے پس معنے یہ ہوگا کہ ننگے نہانا جائز ہے ولیکن پردہ کرکے
نہانا افضل ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ کی دوسری جزو سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ
بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَ
كَانَ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَغْتَسِلَ
مَعَنَا اِلَّا اَنَّهُ اٰدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ فَجَمَعَ مُوْسٰى
فِيْ اِثْرِهِ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ اِلٰى مُوْسٰى وَقَالُوْا وَاللّٰهِ
مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَاَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ اَوْ
سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تھی بنی اسرائیل کہ ننگے نہایا کرتے تھی ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا تہا اور موسے علیہ السلام تنہا نہایا کرتے
تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ موسےٰ ہمارے ساتھ اسلیے نہین نہاتا ہے کہ اسکو باد خاصی کی بیماری ہے یعنے اسکے ١٥٩
خصیے پہولے ہوئی ہین سو موسےٰ ایک بار نہانے کو گئے تو اپنے کپڑے پتہر پر رکھی سو بہاگا پتہر انکے کپڑے کو لیکے تو موسے
علیہ السلام اُسکے پیچھے دوڑے یہ بات کہتے ہوئی میرے کپڑے چھوڑ اے پتہر میرے کپڑے چھوڑ اے پتہر یہانتک کہ
بنی اسرائیل نے موسےٰ کی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ کی موسےٰ کو تو کوئی عیب اور بیماری
نہین پہر پتہر کہڑا ہوگیا یہانتک کہ موسےٰ کی طرف خوب نظر کرچکے پہر موسے علیہ السلام نے اپنا کپڑا لیا پہر پتہر
کو مارنے لگے ابوہریرہ رضی نے کہا قسم اللہ کی تحقیق نشان ہی کہ پتہر پر چھ یا سات نشان ہین بسبب چوٹ مارنے کے
ف اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم مین ننگے ہوکر نہانا اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا
جائز تہا اور موسےٰ علیہ السلام جو تنہا غسل کرتے تھی تو انکا عمل افضلیت پر تہا اور باوجود اسکی موسے علیہ السلام
آدمیون کے درمیان سی ننگے چلے گئے اور اپنی شرمگاہ کو پردہ نہ کیا پس اگر حرام ہوتا تو پیغمبر ہوکر ایسا کبھی نہ کرتے
بلکہ ممکن نہین تہا اور اس حدیث سی یہ بھی معلوم ہوا کہ خلوت مین ننگے ہوکر غسل کرنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے موسے علیہ السلام کا ننگے ہوکر نہانا بیان کیا اور پہر اسپر سکوت کیا پس اگر جائز نہ ہوتا
تو اسکو بیان کردیتے اور یہی ہی وجہ مناسبت کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل نے موسےٰ کی

ستر گاہ کو دیکھ لیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت یعنی دوا اور معالجہ وغیرہ کے واسطے
غیر کی ستر گاہ کو دیکھنا جائز ہے (فتح الباری) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَیُّوْبُ یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا فَخَرَّ عَلَیْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَیُّوْبُ یَحْتَثِیْ
فِیْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ یَا اَیُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَیْتُكَ عَمَّا تَرٰی قَالَ بَلٰی وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰی
بِیْ عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَیُّوْبُ یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا ترجمہ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں حضرت ایوب
ننگے نہا رہے تھے تو اُن پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب آپ بھر بھر کر اپنے کپڑے میں رکھنے
لگے سو اُن سے اُنکے رب نے کہا اے ایوب کیا میں نے تجھکو مالدار نہیں کیا اور اس سونے کی ٹڈی سے جسکو
تو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر چکا یعنے تو محتاج نہیں ہے اور اسباب ظاہری دنیا کی تجھکو کچھ حاجت
نہیں ہے اسکو کیوں جمع کرتا ہے ف کہتے ہیں ایوب علیہ السلام اپنے گھر میں نہا رہے تھے ١٦٠
کہ یکایک سونے کی ٹڈیاں آسمان سے گرنے لگیں جب گھر کا صحن بھر گیا تو حضرت ایوب علیہ السلام انکو
کپڑے میں جمع کرنے لگے تب خدا تعالے نے فرمایا ف حضرت ایوبؑ نے کہا کیوں نہیں مجکو تیری
عزت کی قسم ہے کہ مجھکو مال کی تو کچھ پرواہ نہیں لیکن تیری برکت اور عنایت کی چیز سے مجھکو
بے پرواہی نہیں ہے یعنے اس مال کا لینا محتاجی کے سبب سے نہیں بلکہ تیری عطا سمجھ کر لیتا ہوں اور
یہ ٹڈیوں کا گرنا جو خارق عادت ہے تیری تکریمات اور عنایات سے ہے پس اسسے آدمی کسی طرح بے پرواہ
نہیں ہو سکتا ہے کہ غلام مالک کی عطا کی ہوئی چیز سے کسی حالت میں بے پرواہ نہیں ہو سکتا کہ اسکو
خوشی مالک کی مہربانی پر ہے مال پر نہیں ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برہنہ ہو کر غسل کرنا درست
اسلیے کہ خدا تعالے نے حضرت ایوبؑ کو سونے کی ٹڈی سمیٹنے پر جھڑکا اور ننگے نہانے پر نہیں جھڑکا پس معلوم
ہوا کہ برہنہ نہانا جائز ہے اگر منع ہوتا تو خدا تعالے حضرت ایوبؑ کو اس سے بھی منع کر دیتا اور اس حدیث
سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر بے طمع اور بے تلاش مال ملجاوے تو اُسکو عنایت خدا کی سمجھ کر لے لینا
توکل کے مخالف نہیں ہے باب التَّسَتُّرِ فِی الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ آدمیوں کے روبرو پردہ کر کے
نہانے کا بیان حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ
اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰی اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ
تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ یَغْتَسِلُ وَ

فَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِیٍٔ ترجمہ ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ مین
فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو مینے آپکو غسل کرتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپکو پردہ
کر رہی تھین یعنے لوگون سے تب آپنے فرمایا یہ عورت کون ہے سو مینے کہا کہ مین ام ہانی ہون **ف**
غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ غسل کے وقت لوگون سے پردہ کرنا واجب ہے سو یہی معلوم ہوتا
ہے اس حدیث سے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُوْنَةَ
قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ یَدَیْهِ ثُمَّ صَبَّ
بِیَمِیْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ مَسَحَ بِیَدِهٖ عَلَى الْحَائِطِ اَوِ الْاَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ
لِلصَّلٰوةِ غَیْرَ رِجْلَیْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَیْهِ تَابَعَهٗ اَبُوْ عَوَانَةَ
وَابْنُ فُضَیْلٍ فِی السَّتْرِ ترجمہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیا
اور آپ جنابت کے سبب نہا رہے تھے سو حضرت صلعم نے (پہلے) اپنے دونو ہاتھون کو دھویا پھر بہایا پانی کو
اپنے داہنے ہاتھ سے بائین پر سو اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑا پھر نماز کے وضو کی طرح وضو
کیا مگر پاؤن کو نہ دھویا پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے سو اپنے پاؤن کو دھویا **باب** 161
اِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْاَةُ جب عورت کو احتلام ہو جائے یعنے نیند سے جاگنے کے بعد منی دیکھے تو اُس کا
کیا حکم ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ
عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ امْرَاَةُ اَبِیْ
طَلْحَةَ جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ
الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِیَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ
اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ ترجمہ ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم ابو طلحہ کی بیوی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئی سو انھون عرض کی کہ اے رسول اللہ کے تحقیق اللہ نہین شرم کرتا ہے سچ کہنے سے یعنے حق بات
کہنے مین یا پوچھنے مین خدا نے حیا کرنا نہین فرمایا یا جس چیز سے لوگ حیا کرتے ہین اُسکے ذکر کرنے سے منع نہین فرمایا
کیا عورت پر غسل کرنا واجب ہے جب اسکو احتلام ہو جاوے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان غسل واجب
ہے جب دیکھے پانی منی کا یعنے بعد جاگنے کے نیند سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی عورت کو احتلام
ہو جاوے اور بعد جاگنے کے نیند سے منی دیکھے تو اُسپر غسل کرنا واجب ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث
کی ساتھ باب کے اور عورت کی تخصیص کرنے مین اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت

گو احتلام نہین ہوتا ہے اور واسطے موافقت سوال کے **بَابُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ لَا یَنْجُسُ**
جنبی کے پسینے کا کیا حکم ہے اور مسلمان ناپاک نہین ہوتا ہے **حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا**
یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ حَدَّثَنَا بَکْرٌ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ لَقِیَہٗ فِیْ بَعْضِ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَۃِ وَھُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْہُ فَذَھَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ
جَآءَ فَقَالَ اَیْنَ کُنْتَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنْتُ جُنُبًا فَکَرِھْتُ اَنْ اُجَالِسَکَ وَاَنَا عَلٰی غَیْرِ
طَھَارَۃٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت مجھکو
مدینہ کے بعض راہون مین ملے اور حالانکہ مین جنابت سے تھا یعنے مجھکو نہانے کی حاجت تھی
سو مین حضرت سے پیچھے کو پلیٹ آیا یعنے آپ سے ایک کنارہ ہوگیا سو مینے جاکر غسل کیا پہر مین آیا یعنے حضرت
کی خدمت مین حاضر ہوا سو آپنے فرمایا کہ ای ابو ہریرہ تو کہان تہا مینے عرض کی کہ مجھکو غسل کی حاجت تہی سو
مینے آپکی پاس ناپاکی کے ساتھ بیٹھنے کو مکروہ جانا یعنے بی غسل آپ کی خدمت مین حاضر ہونا مجھکو بُرا معلوم
ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک ہی (یہ کلمہ تعجب کا ہی ابو ہریرہ کی اس قول پر آپنے تعجب کیا یعنے اللہ
پاک ہی اس سے کہ اُسپر گمان کیا جاوے اس بات کا کہ اُسنے مسلمان کے ناپاک ہونے کا ساتھ حکم کیا ہو) تحقیق ایمان
دار ناپاک نہین ہوتا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایماندار جنبی ناپاک نہین ہوتا ہی پس اسکے ساتھ ۱۶۲
ملکر بیٹھنا اور اسکو چھونا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان جنبی کا پسینہ پاک ہے اسلیے کہ جب
ایماندار جنبی ناپاک نہین تو اُسکا پسینہ بھی ناپاک نہین ہوگا اسلیے کہ جب جنبی پاک ہوا تو اُسکے ساتھ ملکر
بیٹھنا اور مصافحہ وغیرہ کرنا بھی جائز ہوگا اور اکثر اوقات اُسے پسینہ بھی لگ جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ ایماندار
جنبی کا پسینہ ناپاک نہین اور یہی حال ہی کافر جنبی کا کہ فقط جنابت سے اُسکا بدن ناپاک نہین ہوتا ہے جب تک
کہ نجاست حقیقی اُسکے بدن کو باہر سے نہ لگ جاوے اور اس حدیث مین مومن کی قید اتفاقی ہے احترازی
نہین ہے جیسے کہ مذہب جمہور علمار کا ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے معلوم ہوتے ہین ایک یہ کہ
جو کام عظیم الشان ہو اُسکے واسطے طہارت کر لیوے اور دوسرا یہ کہ بزرگون کی تعظیم اور تکریم کرنی مستحب ہے
اور اُنکی صحبت مین اچھی طرح سے پاک صاف ہوکر بیٹھنا چاہیے تیسرا یہ کہ جب تابع اپنے متبوع سے جدا ہونے
لگے تو چاہیے کہ متبوع سے اذن لیوے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کہان تہا اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ اپنے متبوع سے جدا نہ ہووے جبتک کہ اسکو اطلاع نہ کر لیوے چہارم یہ کہ متبوع کو لائق ہے کہ اپنے تابع کو اچھے
کام پر تنبیہ کرے اگرچہ اُسنے سوال بھی نکیا ہو پنجم یہ کہ اول وقت وجوب سے غسل کو تاخیر کرنا جائز ہے ششم
یہ کہ جنابت کی حالت مین غسل کرنے سے پہلے اپنا کوئی کام کر لینا جائز ہے ہفتم یہ کہ اگر جنبی کوئین مین گر کر

تو کوئیں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے **بَابُ الْجُنُبِ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ** جنبی کا گہر سے
باہر نکلنا اور بازار وغیرہ مین چلنا پہرنا جائز ہے **وَقَالَ** عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَحْلِقُ
رَأْسَهُ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ یعنے عطا نے کہا کہ جنبی کو پچہنے لگانا اور ناخن کاٹنا اور سر منڈانا جائز ہے اگرچہ
وضو بہی نکیا ہو **ف** مطابقت اس اثر کی ترجمہ باب کی ساتہہ اسطور سے ہی کہ جیسے بازار مین چلنا ایک کام ہے
ایسے ہی ناخن کاٹنا وغیرہ بہی ایک کام ہے اور جب کہ جنبی آدمی کو بے غسل کے یہ کام کرنے جائز ہین تو ایسے
ہی بازار مین چلنا بہی جائز ہوگا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا
سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ
عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ **ترجمہ** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویون پر پہرا کرتے تہی (یعنے سب کے ساتہہ صحبت کرتے تہی) ایک رات مین اور
اُسدن آپکی نو بیویان تہین **ف** مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اسطور پر ہے کہ آپ ایک حجرے سے
دوسرے حجرے جاتے تہی یعنے ایک بیوی سے صحبت کرکے پہر دوسری کے حجرہ مین چلے جاتے تہی پہر اُسکے ساتہہ
صحبت کرکے تیسری کے حجرہ مین چلے جاتے تہی و علیٰ ہذا القیاس اسیطرح بغیر غسل کے حجرہ بحجرہ پہرتے اور
درمیان مین غسل نکرتے پس معلوم ہوا کہ جنبی کو بے غسل کے کئی قدم چلنا پہرنا جائز ہے **حَدَّثَنَا**
عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِي
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ
فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ
فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجہکو راہ مین پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور مجہکو نہانے کی حاجت تہی سو آپنے میرے ہاتہہ کو پکڑ لیا سو مین آپکے ساتہہ چلا گیا
یہانتک کہ آپ بیٹہہ گئے یعنے ایک جگہ مین سو مین چپ کر نکل گیا یعنے آپکو اطلاع نکی اور اپنی جگہ مین آیا اور
غسل کیا پہر آپ کے پاس حاضر ہوا اور حالانکہ آپ بیٹہے ہوئے تہے سو فرمایا کہ تو کہان تہا اے ابوہریرہ پس مینے آپ سے
عرض کی یعنے اپنا حال بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ پاک ہے مقرر ایماندار آدمی ناپاک نہین
ہوتا یعنے اگرچہ اُسکو نہانے کی حاجت ہو **ف** جب ابوہریرہ حالت جنابت مین گہر سے باہر آئے اور حضرت
کے ساتہہ چلتے پہرتے رہے بے غسل کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بعد اطلاع کے اُنکو جائز رکہا تو اس سے
معلوم ہوا کہ حالت جنابت مین بے غسل کے بازار وغیرہ مین چلنا پہرنا جائز ہے اور اس حدیث مین اگرچہ بازار
کا ذکر صریح موجود نہین ہے ولیکن کوچہ اور بازار کا اس حکم مین کچہ فرق نہین ہے **بَابُ** كَيْنُونَةِ الْجُنُبِ

١٦٣

فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ جنبی آدمی جب وضو کر لیوے تو اسکو بے غسل کے گھر مین ٹہیرنا
جائز ہے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ
عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابو سلمہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے عائشہ رض سے پوچھا کہ کیا حضرت حالت جنابت مین سویا کرتے تھے عائشہ
نے کہا کہ ہان سویا کرتے تھے اور وضو کر لیا کرتے تھے یعنے سونے سے پہلے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
جنبی جب وضو کر لیوے تو اسکو بے غسل کے گھر مین ٹہیرنا جائز ہے اسمین کچھ گناہ نہین اسلیے کہ گھر مین سونا
گھر کے اندر ٹہیرنے کو مستلزم ہے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہوئی اور حضرت علی رض سے
ابو داؤد مین روایت ہے کہ جس گھر مین جنبی ہو وے اس گھر مین فرشتہ داخل نہین ہوتا تو اس سے مراد وہ
شخص ہے جو غسل مین سستی کرے اور ترک غسل کی عادت کر رکہے اور نماز وغیرہ کے فوت ہونے کا کچھ
خیال نہ کرے یا مراد اس سے وہ آدمی ہے جسکی کل یا بعض ناپاکی دور نہوئی ہو پس اس صورت مین دونون مین
تطبیق ہو جاویگی اسلیے کہ جب جنبی نے وضو کر لیا تو بعض ناپاکی دور ہوگئی پس دونو مین منافات نہ رہی
بَابُ نَوْمِ الْجُنُبِ جنبی آدمی کا سونا کیا ہے یعنے جائز ہے یا نہین حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
۱۶۴ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ
جُنُبٌ ترجمہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا
ہم مین سے کسی کو جنابت کی حالت مین سونا جائز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان جائز ہے جب
کوئی تم مین سے وضو کرے تو چاہیے کہ سو رہے حالت جنابت مین یعنے اگر وضو کر کے بے غسل کے سو رہے تو
کوئی ڈر نہین ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی کو حالت جنابت مین سو رہنا جائز ہے اور یہی ہے
مذہب چارون اماموں کا **بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ** جنبی آدمی کو وضو کر کے سو رہنا کیسا ہے +
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ
فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ
کرتے سونے کا حالت جنابت مین تو اپنی شرمگاہ کو دہو ڈالتے پہر نماز کے وضو کی مانند وضو کرتے پہر سو رہتے
ف مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ

قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ ترجمہ اسکا اوپر گذر چکا ہے فقط اسمین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عمرؓ نے حضرت صلعم سے پوچھا
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ ذَکَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ تُصِیْبُہُ الْجَنَابَۃُ مِنَ
اللَّیْلِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَکَرَکَ ثُمَّ نَمْ ترجمہ عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھکو رات کو وقت نہانے
کی حاجت ہو جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ وضو کر اور اپنی آلت کو دہو ڈال پہر سو رہ
اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے بَابٌ اِذَا الْتَقَی الْخِتَانَانِ جب مرد کا ختنہ اور
عورت کا ختنہ ملجاوے یعنے ذکر مرد کا عورت کی شرمگاہ مین داخل ہو جاوے تو غسل کرنا واجب ہے حَدَّثَنَا
مُعَاذُ بْنُ فَضَالَۃَ قَالَ ثَنَا ہِشَامٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنِ الْحَسَنِ
عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعَبِہَا
الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَہَدَہَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَہٗ عَمْرٌو عَنْ شُعْبَۃَ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بیٹھا عورت کی چار شاخون مین اور کوشش کی ساتھ
عورت کے یعنے زور لگا کر ذکر کو عورت کی شرمگاہ مین داخل کیا یا اُسکے ساتھ جماع کیا یعنی اپنی ساری قوت صرف ١٦٥
کر چکا تو ضرور واجب ہو گیا غسل کرنا ف عورت کی چار شاخ سے مراد دو پنڈلیان اور دو رانین ہین جب
عورت کی شرمگاہ اور مرد کی شرمگاہ ملجاوے یعنے مرد کی آلت عورت کی شرمگاہ مین داخل ہو جاوے تو دونو
پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث مین وان لم ینزل کا لفظ صریح آچکا ہے
یعنے اگرچہ انزال نہ ہو لیکن امام بخاری کے نزدیک محض آلت کو فرج مین داخل ہونے سے غسل واجب نہین
ہے جبتک کہ انزال نہ ہووے اور منی نہ نکلے بلکہ اس صورت مین نہانا اُسکے نزدیک احتیاط ہے جیسے کہ آئندہ
بیان اسکا آتا ہے وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ ثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ اَنَا الْحَسَنُ مِثْلَہٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ
ہٰذَا اَجْوَدُ وَاَوْکَدُ وَاِنَّمَا بَیَّنَّا الْحَدِیْثَ الْاٰخَرَ لِاخْتِلَافِہِمْ وَالْغُسْلُ اَحْوَطُ ترجمہ امام بخاری
نے کہا کہ دخول بے انزال سے غسل کر لینا کھری بات ہے اور اسمین زیادہ تر تاکید ہے اور دوسری حدیث جس
سے دخول بے انزال مین غسل کا واجب نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ابہی آتی ہے اسکو اسواسطے بیان کیا تاکہ
معلوم ہو جاوے کہ صحابہ کا اسمین اختلاف ہے یعنے بعضے صحابہ اس صورت مین غسل کو واجب کہتے ہین اور بعضے
واجب نہین کہتے ہین بَابُ غَسْلِ مَا یُصِیْبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْأَۃِ باب ہے بیان مین دہو ڈالنے اس چیز
کے جو دخول بے انزال مین مرد کو عورت کی شرمگاہ سے لگ جاوے حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ

عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ
لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوهُ بِذٰلِكَ وَأَخْبَرَنِي
أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ زید بن خالد رض سے روایت ہے کہ اُسنے عثمان رض سے پوچھا اور کہا کہ بھلا تبلاؤ تو
کہ جب مرد اپنی عورت سے صحبت کرے اور اسکی منی نہ نکلے تو اُسکا کیا حکم ہے سو عثمان رض نے کہا کہ نماز کے
وضو کی مانند وضو کرلیوے اور اپنی آلت کو دہو ڈالے اور عثمان نے کہا کہ مینے اس حدیث کو حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے (زید بن خالد نے کہا) سو یہ مسئلہ مین حضرت علی اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب سے
پوچھا یعنے واسطے زیادہ تحقیق اور تصدیق کرنے کے سو اُنہون نے بہی اسکو یہی حکم دیا (کہ اس صورت
مین غسل واجب نہین ہے) اور ابو سلمہ نے بہی یہ حدیث مرفوع بیان کی ہے **ف** دخول بے انزال مین جو
رطوبت عورت کی شرمگاہ سے مرد کو لگ جاوے اُسکو دہو ڈالنا واجب لازم ہے **حدثنا** مسدد
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أُبَيُّ
بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ
ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْغَسْلُ أَحْوَطُ وَذٰلِكَ الْأَخِيرُ إِنَّمَا بَيَّنَّاهُ لِاخْتِلَافِهِمْ
وَالْمَاءُ أَنْقَى ترجمہ ابی بن کعب رض سے روایت ہے کہ مینے عرض کی یا رسول اللہ جب مرد عورت کو ساتھ صحبت
کرے اور اسکی منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے حضرت ص نے فرمایا جو عضو عورت سے لگے اسکو دہو ڈالے یعنے آلت کو
پہر وضو کرے اور نماز پڑہے امام بخاری نے کہا (دخول بے انزال مین) غسل کرنا زیادہ تر احتیاط ہے
اور اس دوسری حدیث کو ہمنے صرف اسیواسطے بیان کیا ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ صحابہ رض کو اس مسئلہ
مین اختلاف ہے یعنے صحابہ کا اسمین اجماع نہین ہے اور پانی زیادہ تر پاک کرنیوالا ہے یعنے غسل کرنا بہت
احتیاط ہے کہ اُس سے آدمی پاک ہو جاتا ہے **ف** یہ حدیث غسل کے ترک کرنے مین زیادہ تر صحیح صریح
ہے پہلی حدیث سے پس حضرت عثمان رض اور ابی بن کعب کی ان دونو سے حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ جب
مرد عورت سے صحبت کرے اور مرد کی منی نہ نکلے تو غسل واجب نہین ہوتا ہے مگر یہ حکم اول اسلام مین تہا کہ
بدون منی نکلے غسل واجب نہ تہا پہر یہ حکم منسوخ ہو گیا اب صرف آلت کو عورت کی شرمگاہ مین داخل
کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے پس یہ دونو حدیثین اور جو مثل انکی ہے منسوخ ہین

امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے کہ جماع بے انزال میں غسل نہیں لیکن یہ دونو حدیث منسوخ

اور ناسخ اسکی وہ حدیث ابو ہریرہؓ کی ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اسلیے کہ صحیح مسلم مین اسی حدیث کے
آخر مین وَاِن لَم یُنزِل کا لفظ صریح آگیا ہے یعنے جب مرد اور عورت کی شرمگاہ مل جاوے اور ذکر مرد کا عورت
کی شرمگاہ کے اندر چلا جاوے تو غسل واجب ہو جاتا ہے منی نکلے خواہ نہ نکلے اور اسیطرح روایت کیا ہے اکثر
صحابہؓ نے طحاوی نے روایت کی ہے کہ عمرؓ کے زمانہ مین صحابہ نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا بعضون نے کہا کہ
صحبت بے انزال مین غسل واجب ہے اور بعضون نے کہا کہ واجب نہین سو عمرؓ نے کہا کہ جب تم نے اہل بدر
ہو کر ہمین اختلاف کیا ہے تو جو لوگ تمہارے بعد ہونگے انکا کیا حال ہوگا سو حضرت علیؓ نے عمرؓ کو کہا
کہ اے امیر المؤمنین اگر تو اس مسئلے کی تحقیق کرنی چاہتا ہے تو کسی شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویون کے
پاس بھیجدے اور انسے یہ مسئلہ دریافت کر سو حضرت عمرؓ نے کسی آدمی کو عائشہؓ کے پاس بھیجا پس حضرت
عائشہؓ نے فرمایا کہ جب مرد کا ختنہ عورت کی ختنہ سے آگے بڑھ جاوے تو غسل واجب ہو جاتا ہے یعنے صحبت
بے انزال سے بھی غسل واجب ہے اور یہ حدیث جو آئی ہے انما الماء من الماء یعنے غسل صرف منی نکلنے سے
واجب ہو جاتا ہے تو اسکا جواب اول یہ ہے کہ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ یہ حکم احتلام مین ہے یعنے اگر خواب مین کسی
سے جماع کرے تو غسل واجب نہین ہے جب تک کہ منی نہ دیکھے دوم مسند امام احمد مین ابی بن کعب سے روایت
ہے کہ یہ فتوی ابتدای اسلام مین تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا سوم صحبت بے انزال مین غسل کا واجب ہونا حدیث
کے منطوق سے ثابت ہوا ہے اور ترک غسل انما الماء من الماء کی مفہوم سے ثابت ہوتا ہے اور منطوق مقدم
ہوتا ہے مفہوم پر لیکن صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت صحبت بے انزال مین غسل کو واجب نہین جانتے
ہین اور امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے شاید انکو نسخ کی حدیث نہین پہونچی واللہ اعلم اور بعضے شارحین کہتے
ہین کہ بخاری کے قول (الغسل احوط) کا یہ معنے ہے کہ دین مین غسل ثابت ہے امام شیخ الاسلام شیخ ابن حجر نے
فرمایا کہ ظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ اگر امام بخاری عدم وجوب غسل کا قائل ہوتا تو جواز ترک
الغسل کا باب باندہتا مگر اُسنے ایسا نہین کیا اور نہ ایسا کہا بلکہ صرف ایک حکم اس حدیث کا بیان کیا ہے
واللہ اعلم بالصواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابُ الْحَيْضِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا
تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ترجمہ یہ
کتاب ہے بیان مین احکام حیض کے اور بیان مین قول خدای بزرگ شان کے کہ پوچھتے ہین تجھسے حکم حیض کا
تو کہہ وہ گندگی ہے سو تم پرے رہو عورتون سے حیض کے وقت یعنی حیض کے دنون مین انکے ساتھ جماع نہ کرو اور
نزدیک نہ ہو اُنسے جبتک کہ پاک نہ ہووین پھر جب ستھرائی کر لین تو جاؤ انکے پاس یعنی جماع کرو ساتھ انکے جہانسے

حکم دیا تمکو اللہ نے یعنی آگے کی طرف سے یہ پیچھے کی طرف سے اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنیوالے یعنے اس چیز سے کہ خدا نے منع کیا ہے اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے نجاست اور پلیدی سے ف شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ یہود میں جب عورتون کو حیض آتا تھا تو اُسکے ساتھ ملکر نہین کھاتے تھے بلکہ گھر سے اسکو نکالدیتے تھے اور نصاریٰ حیض کے دنون مین بھی جماع کرتے تھے سو صحابہؓ نے اسکا حکم پوچھا پس یہ آیت نازل ہوئی یعنے اُسکے ساتھ ملکر کھانا اور ایک مکان مین رہنا جائز ہے مگر جماع کرنا اُسکے ساتھ حالت حیض مین جائز نہین لغت مین حیض کا معنے ہے بہنا اور جاری ہونا اور حوض بھی اسی سے ماخوذ ہے اسلیے کہ اسکی طرف پانی بہکر آتا ہے اور چونکہ یہ خون بھی عورت کے رحم سے بہتا ہے اسلیے اُسکا نام حیض رکھا گیا اور شرع مین حیض اُس خون کو کہتے ہین جو عورت کے رحم سے بالغ ہونیکے بعد بلا بیماری و بلا سبب کئی دن معلوم آتا ہے اور جو خون کہ عورت کے رحم سے کسی علت اور بیماری کی وجہ سے آوے اسکو استحاضہ کہتے ہین اور جو خون کہ بچہ جننے کے بعد کئی دن تک آتا ہے اسکو نفاس کہتے ہین اور یہ دونو گویا حیض کی فرع ہین اسی وجہ سے انکو حیض کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اور اسیواسطے انکے مسائل کو حیض کے مسئلون کے ساتھ ذکر کرتے ہین اور امام بخاری نے اس آیت کو اس کتاب الحیض کے ابتدا مین اسواسطے ذکر کیا ہے کہ یہ اصل ہے احکام حیض مین اور مجمل طور سے احکام حیض کے اسمین مذکور ہین اور محیض کہتے ہین جگہ حیض کو یا وقت حیض کو ۔ ١٦٨

باب کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْحَیْضِ وَقَوْلُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَیْءٌ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ کَانَ اَوَّلُ مَا اُرْسِلَ الْحَیْضُ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَحَدِیْثُ النَّبِیِّ اَکْثَرُ باب ہے اس بیان مین کہ حیض کسطرح شروع ہوا یعنے قدیم سے ہی یا پچھلے زمانے مین پیدا ہوا ہے اور بیان مین قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہ حیض ایک چیز ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی عورتون پر مقرر کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ حیض پہلے بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا امام بخاری نے کہا کہ حدیث حضرتؐ کی اکثر ہے یعنے عام ہے باعتبار ظاہر کے اسلیے کہ بنات آدم عام ہے بنی اسرائیل وغیرہ کی عورتون سب کو شامل ہے ف بعضے کہتے ہین کہ ابتدا حیض کی بنی اسرائیل سے ہوئی اُنسے پہلی عورتون کو حیض نہین آیا کرتا تھا چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتین سب ایک جگہ اکٹھے ہوکر نماز پڑھا کرتے تھے سو عورتون نے مردون کو چھیڑنا شروع کیا سو اللہ تعالیٰ نے اُنپر حیض ڈالدیا اور انکو مسجدون مین آنے سے منع کردیا سو امام بخاری نے اس قول کو رد کردیا ہے کہ یہ حیض صرف بنی اسرائیل سے اول شروع نہین ہوا ہے بلکہ یہ قدیم زمانہ سے چلا آیا ہے اور آدم کی تمام عورتون پر مقرر کیا گیا ہے اور کوئی زمانہ اور کوئی قوم اُس سے خالی نہین ہے اور تائید

کرتا ہے اسکی جو حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ ابتدا حیض کی حضرت حوا پر ہوئی جب جنت سے اتاری گئیں اور ابن مسعود کے قول کی حدیث مذکور کے ساتھ تطبیق بھی ہو سکتی ہے باین طور کہ مراد بنی اسرائیل پر حیض بھیجنے سے یہ ہے کہ انکو حیض مدت تک جاری رہا کرتا تھا واسطے عذاب کرنے انکے کے ساتھ اسکے نہ یہ کہ ابتدا حیض کی پہلے اُن سے ہوئی تو بنی اسرائیل پر پہلے حیض بھیجنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حیض تو ابتدا زمانہ سے ہی چلا آتا ہے ولیکن اسمین حلت و حرمت کا حکم صرف بنی اسرائیل ہی سے شروع ہوا اُنسے پہلے حیض کے باب مین کوئی حکم حلت و حرمت نازل نہین ہوا تہا پس اس توجیہ سے دونوں مین تطبیق ہو جاویگی پس اندرین صورت اس بعض کا قول لانا ایک علیحدہ فائدے کے واسطے سمجہا جاویگا واللہ اعلم حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا لَا نَرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ فَقَالَ مَا لَكِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِیْ مَا يَقْضِی الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوفِیْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهٖ بِالْبَقَرِ ترجمہ

١٦٩ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ حج کے ارادہ سے نکلے (یعنے مدینہ سے مکہ کو حج کی نیت کر کے روانہ ہوئے اور عمرہ کا ارادہ نہ تہا) سو جب ہم مقام سرف (ایک جگہ کا نام ہے دس میل یا نہ میل مکہ سے) میں پہونچے تو مجہکو حیض آگیا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ مین رو رہی تھی سو آپنے فرمایا کہ کیون روتی ہو کیا تجہکو حیض آگیا ہے مینے کہا ہاں (مجہکو حیض آگیا ہے) سو فرمایا کہ مقرر یہ حیض ایک چیز ہے کہ خدا نے ہر ایک بنی آدم کی عورتون پر (ازل سے) لکہدیا ہے (یعنے یہ حیض کوئی نئی چیز نہین کہ فقط تجہی کو آیا ہو بلکہ سب عورتون کو آتا ہے اور سب کا یہی حال ہوتا ہے پس یہ کوئی عجب بات نہین پہر اسپر رونا کیسا ہی) تو ادا کر جو احکام کہ اور حاجی ادا کرتے ہین لیکن بیت اللہ کا طواف نکیجیو یعنے اسکے گرد مت گہومیو کہ حائض کو بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہین ہے) اور حضرت نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض قدیم سے چلا آیا ہے کوئی آج کل کی نئی بات نہین بلکہ روز ازل سے عورتون کے حق مین لکہا گیا ہے بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهٖ حیض والی عورت کا اپنے خاوند کے سر کو دہونا اور کنگہی کرنا کیا حکم رکہتا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھی حالت حیض میں ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت اگر اپنے خاوند کو
کنگھی پھیرے تو جائز ہے اور سر دھونا بھی بطریق دلالت کے ثابت ہوتا ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے
یا یہ کہ بدن کو چھونے میں وہ دونوں مشترک ہیں پس غسل بھی ثابت ہو جاویگا **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى
قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ
اَنَّهٗ سُئِلَ اَتَخْدُمُنِي الْحَائِضُ اَوْ تَدْنُوْ مِنِّيْ وَهِيَ جُنُبٌ فَقَالَ عُرْوَةُ كُلُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَكُلُّ ذٰلِكَ
تَخْدُمُنِيْ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاْسٌ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِيْ
لَهَا رَاْسَهٗ وَهِيَ فِيْ حُجْرَتِهَا فَتُرَجِّلُهٗ وَهِيَ حَائِضٌ ترجمہ عروہ رض سے روایت ہے کہ اُس سے کسی نے پوچھا
کہ کیا حیض والی عورت کو جنابت کی حالت میں اپنی خاوند کی خدمت کرنا اور اُسکے نزدیک ہونا جائز ہے یا نہیں
سو عروہ نے کہا کہ جو کچھ تو نے بیان کیا یہ سب مجھ پر آسان ہے یعنے میں حائض اور جنبی عورت سے خدمت
کروانی جائز کہتا ہوں اور اس کام میں کسی پر کچھ گناہ نہیں پھر بعد اسکے عروہ نے اس حدیث عائشہ سے استدلال
کیا وہ یہ ہے اور کہا کہ مجھکو عائشہ نے خبر دی ہے کہ وہ حضرت کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھیں حالت حیض
میں اور حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے (کنگھی کروانے کے ١٧٠
وقت) آپ اپنے سر کو عائشہ رض کے نزدیک کر دیا کرتے تھے اور حالانکہ وہ اپنے حجرہ میں ہوتیں اور وہ
حجرہ مسجد کے ساتھ ملا ہوا تھا سو عائشہ رض آپ کو کنگھی کیا کرتیں حالت حیض میں ف اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ حیض والی عورت کو اپنے خاوند کے سر کو کنگھی پھیرنا جائز ہے اور اسیطرح بوجہ اشتراک کی علامت میں اُسکا
سر دھونا بھی جائز ہے اور وجہ استدلال عروہ کی اس حدیث عائشہ سے اس طور پر ہے کہ جب کنگھی کرنی حالت
حیض میں جائز ہے تو اور خدمت کرنی بھی جائز ہوگی اور جب حالت حیض میں عورت سے خدمت لینی
جائز ہے تو جنابت میں بھی اس سے خدمت کروانی جائز ہوگی اور یہ قیاس جلی ہے واللہ اعلم اور اس حدیث
سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کا بدن اور پسینہ پاک ہے اور یہ کہ اعتکاف والے کو سوائے جماع کے عورت
سے اور خدمت لینی جائز ہے اور یہ کہ حیض والی کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے **بَابُ** قِرَاءَةِ
الرَّجُلِ فِيْ حَجْرِ امْرَاَتِهٖ اپنی بیوی حائض کی گود میں بیٹھ کر قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے **وَ**كَانَ اَبُوْ وَائِلٍ
يُرْسِلُ خَادِمَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ اِلٰى اَبِيْ رَزِيْنٍ فَتَاْتِيْهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهٗ بِعِلَاقَتِهٖ ترجمہ ابو وائل
سے روایت ہے کہ وہ اپنی لونڈی کو حیض کی حالت میں ابی رزین کی طرف بھیجتے یعنے قرآن لانے کو واسطے
سو وہ لونڈی قرآن کو اُسکے علاقہ یعنے بند غلاف کو ساتھ پکڑ کر اُسکے پاس لے آتی ف مطلب اس

سے یہ ہی کہ حیض والی عورت کو قرآن کا پکڑنا اور اُٹھانا جائز ہے بشرطیکہ اسکو ہاتھ نہ لگاوے اور منہا سے غرض ترجمہ
سے سطور یہ ہے کہ جیسے حائض کے لیے علاقہ (جسمین قرآن ہے) کو اُٹھانا جائز ہے ایسے ہی حائض
کا مومن (جسکے پیٹ مین قرآن ہے) کو اٹھانا بھی جائز ہے پس اسکی گود مین قرآن پڑہنا جائز ہوگا
حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ اَلْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ اَنَّ اُمَّهٗ حَدَّثَتْهُ
اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِيْ حِجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ
يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہی کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکیہ
لگاتے میری گود... مین جس حالت مین کہ مجھکو حیض آیا کرتا پھر پڑھتے قرآن کو یعنے میرے حیض کے دنوں
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود مین سر رکھکر قرآن پڑھا کرتے تھے ف اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ حیض والی عورت کی گود مین بیٹھکر قرآن پڑہنا جائز ہے اور اس حدیث سے اور کئی فائدے بھی ثابت
ہوتے ہین ایک یہ کہ عورت کو حیض کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز نہین ہے اس لیے کہ اگر جائز ہوتا
تو اسکی گود مین بیٹھکر قرآن پڑہنے کی ممانعت کا بالکل وہم نہ گذرتا اور نہ اسکو کھولکر بیان کرنے
کی کوئی حاجت ہوتی اور دوسرا یہ کہ حیض والی عورت کا بدن اور اسکے کپڑے پاک ہین اور اُسکے بدن
١٧١ کے ساتھ بدن لگانا جائز ہے اور تیسرا یہ کہ ناپاک جگہ کے نزدیک قرآن پڑہنا جائز ہے اور خاص کر
ناپاک جگہ مین پڑہنا جائز نہین ہے اور چوتھا یہ کہ مریض کو حیض والی عورت کے ساتھ تکیہ لگاکر نماز پڑھنی جائز
ہے بشرطیکہ اُسکے کپڑے پاک ہون بَابُ مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا حیض کو نفاس کہنے کا بیان یعنے
حیض کو نفاس کہنا بھی جائز ہے حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ
اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَا
اَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِيْ خَمِيْصَةٍ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ
حِيْضَتِيْ فَقَالَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ ترجمہ ام سلمہ رضی سے روایت ہے
کہ جس حالت مین کہ مین حضرت کے ساتھ ایک چادر مین لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک مجھکو حیض آگیا سو مین
سرک گئی مجھکو ایسی حالت مین حضرت کو ساتھ لیٹے رہنا مکروہ معلوم ہوا پس مین اس چادر سے باہر نکل
گئی تاکہ کچھ خون حضرت کے کپڑے کو میرے بدن سے نہ لگ جاوے) سو مینے اپنے حیض والے کپڑون کو لیا یعنے
جو کپڑے کہ حیض کے دنون مین پہنا کرتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھکو حیض آگیا
ہے مینے عرض کی ہان حیض آگیا ہے سو آپنے مجھکو بلالیا یعنے اپنے ساتھ سونے کے لیے سو مین آپکے
ساتھ (اوسی) چادر مین آکر لیٹ گئی ف امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہی کہ حیض کو نفاس کہنا

اور نفاس کو حیض نام رکھنا عرب کے زبان مین مشہور معروف ہی سو جو احکام کہ حیض کے واسطے ہین وہی احکام
بعینہ نفاس کے لیے ہین اور جو چیزین کہ حالت حیض مین منع ہین وہ چیزین حالت نفاس مین بھی منع
ہین اور جو کام اوسمین جائز ہین اسمین بھی جائز ہین اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ
حیض والی عورت کو ساتھ ایک چادر اور ایک لحاف مین ملکر سونا جائز ہے اور یہ کہ مستحب ہی عورت
کے لیے کہ حیض کے دنون کے واسطے علٰحدہ کپڑے طیار کر رکھے **باب مباشرة الحائض** حیض والی
عورت کے بدن کے ساتھ بدن ملانا جائز ہے **حدثنا قبیصة** قال حدثنا سفیان عن منصور
عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت كنت اغتسل انا والنبي صلى الله عليه وسلم
من اناء واحد وكلانا جنب وكان يامرني فاتزر فيباشرني وانا حائض وكان يخرج
راسه الي وهو معتكف فاغسله وانا حائض ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مین اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہم دونو ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور ہم دونو جنابت ہی ہوتے اور تھے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم مجھکو حکم کرتے تھے یعنے تہبند باندھنے کا حالت حیض مین سو مین تہبند باندھ لیتی سو آپ
بدن سے بدن لگاتے اور معانقہ کرتے اور حضرت اپنے سر کو میری طرف نکالا کرتے تھے اور آپ اعتکاف مین ہوتے
سو مین آپ کے سر کو دھو ڈالتی حالت حیض مین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کے بدن سے ١٧٢
بدن لگانا جائز ہے بشرط کہ ازار سے اوپر ہو اور حد ازار کی فقہا کے نزدیک ناف سے لیکر زانو تک ہے
سو ناف سے نیچے مباشرت کرنی امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کے نزدیک حرام ہے اور بعض اماموں کے
نزدیک جائز ہے بشرط کہ جماع سے بچے اور اسے جواز کو ترجیح ہے اسلیے کہ دوسری حدیث مسلم مین انس رض
سے صاف آچکا ہے کہ اصنعوا كل شيء الا الجماع یعنے حیض والی عورت کے ساتھ جو چاہو کرو مگر جماع نہ کرو
اور امام ثوری اور اسحاق اور احمد اور امام محمد اور طحاوی وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور جو لوگ کہ ناف سے نیچے مباشرت
کرنے کو منع کہتے ہین وہ اس حدیث عائشہ رض سے دلیل لاتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ امام ابن دقیق
نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے اسکی ممانعت ثابت نہین ہوتی ہے اسلیے کہ وہ مجرد فعل ہے پس اسکو
استحباب پر محمول کیا جاوے گا تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور حدیث عائشہ رض کی جو آگے آتی ہے
دونو طرفین کو مضر ہے اسلیے کہ جیسے ازار سے نیچے مباشرت کرنے مین خوف جماع کا ہے ایسے ہی ازار
سے اوپر مباشرت کرنے سے بھی خوف جماع کا ہے پس یہ دونو طرف سے کسی کی دلیل نہین ہو سکتی ہے
اور نہ اس سے ازار کے اوپر مباشرت کرنی جائز نکلتی ہے اور نہ اس سے نیچے پس اصل یہ ہے کہ وہ محض رائے
عائشہ رض کی ہے سو وہ حجت نہین یا یہ کہ جس شخص کو قوت ضبط شہوت کی ہو اسکو عورت کے بدن سے بدن

لگانا جائز ہے خواہ ازار سے اوپر ہو یا نیچے اور جسکو ضبط اور روکنے شہوت کی طاقت نہ ہو اُسکو
جائز نہیں بایہ کہ جب خون حیض کا جوش ہو اسوقت مباشرت نہ کرے اور جب خون کا جوش کم ہو جاوے
تو اسوقت جائز ہے تو کر لیوے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** اِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ
مُسْهِرٍ اَخْبَرَنَا اَبُو اِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَاَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُبَاشِرَهَا
اَمَرَهَا اَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَاَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ اِرْبَهُ تَابَعَهُ خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ترجمہ عائشہ رضؓ سے روایت ہے
کہ جب ہم میں (بیبیوں حضرت کی) سے کسی کو حیض آتا اور حضرتؐ اسکے ساتھ (اُسی حالت میں) مباشرت
کرنا چاہتے تو دیکھتے سو اگر حیض جوش میں ہوتا فرماتے کہ تہہ بند باندھ لے (سو وہ تہ بند باندھ لیتی) پھر اسکے
بدن سے بدن لگاتے عائشہ رضؓ نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو اپنی حاجت کا مالک ہے (یعنے تم میں
کون ہے جو اپنی شہوت کو ضبط کر رکھے اور حالت مباشرت میں جماع سے بچا رہے) پس ایسا کوئی شخص
اپنی حاجت کو ضبط کرنیوالا نہیں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے مالک و ضبط کرنیوالے
تھے ف اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کے بدن سے بدن لگانا اور اُسکے ساتھ ۱۷۲
معانقہ کرنا جائز ہے مگر حضرت عائشہ رضؓ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اپنی شہوت کو روکنے پر قادر نہ ہو سکے اُسکو
حائض عورت کی مباشرت کرنی منع ہے اور یہ بات اُنکے قول سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ
مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُبَاشِرَ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهِ اَمَرَهَا
فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ترجمہ میمونہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم جب اپنی بیبیوں میں سے کسی کے ساتھ مباشرت کا ارادہ کرتے حالت حیض میں تو اسکو
فرماتے کہ تہ بند باندھ لے سو وہ تہ بند باندھ لیتی (پھر اُس سے مباشرت کرتے) **بَابُ** تَرْكِ الْحَائِضِ
الصَّوْمَ حیض والی عورت کو روزہ ترک کرنے کا بیان یعنے حیض والی عورت کو روزہ رکھنا جائز
نہیں ہے **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِي زَيْدٌ هُوَ ابْنُ
اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي اَضْحًى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّي اُرِيتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ
النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ

وَدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ اَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلَ نِصْفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِھَا
اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا ترجمہ ابو سعید
خدری رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقر عید یا عید فطر کے دن عیدگاہ کی طرف نکلے یعنے عید کی
نماز پڑہنے کے لیے (سو جب عیدگاہ سے پہرے) تو عورتون کے گروہ پر گذرے سو فرمایا اے گروہ عورتون کے
خیرات کرو اسواسطے کہ دوزخیون مین تمہین مجہکو زیادہ نظر پڑین یعنے دوزخ مین مینے عورتین مردون
سے زیادہ دیکہین (یہ واقعہ معراج مین ہوا ہے) سو عورتون نے پوچہا یا حضرت اسکا کیا سبب ہے
کہ عورتین مردون سے زیادہ دوزخ مین ہین آپنے فرمایا کہ تم بہت لعنت کیا کرتی ہو (یعنے تمہاری عادت
ہے کہ بات بات مین ایک دوسری پر لعنت کرتی ہو حالانکہ مسلمان پر لعنت کرنی قطعاً حرام ہے) اور
اپنے خاوندون کا حق نہین مانتی ہو یعنے انکی ناشکری کرتی ہو اور اونکے تمام عمر کے احسان دفعۃً خاک
مین ملا دیتی ہو اور صاف کہہ دیتی ہو کہ مین تجہسے کبہی نیکی نہین دیکہی مینے ایسا کسی کو نہین دیکہا کہ
اسکی عقل بہی کم ہو اور اُسکا دین بہی کم ہو پہر باوجود اسکی عقلمند مرد کی عقل کو کہو دیوے مگر تمکو یعنے باوجود
۱۷۴ کہ بہ نسبت مردون کے تمہاری عقل بہی کم ہے اور تمہارا دین بہی کم ہے مگر پہر بہی تم عقلمند مرد کی عقل کو کہو
دیتی ہو اُن عورتون نے کہا کہ یا حضرت ہمارے دین اور عقل مین کیا نقصان ہے آپنے فرمایا کیا عورت کی
گواہی مرد کی گواہی کے آدہی نہین ہے یعنے دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے انہون
نے کہا ہان ہماری گواہی بہ نسبت مرد کے آدہی ہے فرمایا سو یہ حکم آدہی گواہی ہونیکا اُنکے نقصان عقل
کی وجہ سے ہے کہ جسقدر ضبط اور یاد داشت گواہی کے اُٹہانے اور ادا کرنے مین مرد کو ہوتی ہے اُسقدر
عورت کو نہین ہوتی فرمایا کیا نہین ہے یہ بات کہ جب اسکو حیض آجاتا ہے تو نہ نماز پڑہ سکتی ہے اور نہ
روزہ رکہہ سکتی ہے عورتون نے کہا ہان فرمایا پس یہہ ہے نقصان اُسکے دین کا یعنے جتنے دنون حیض
مین عورتین نماز نہین پڑہتین اتنے دن مرد برابر نماز پڑہتے رہتے ہین اور اسمین شک نہین کہ بے نمازکا
دین بہ نسبت نمازی کے ناقص رہتا ہے اور نیز مرد کو جتنے دنون نماز پڑہنے کی وجہ سے ثواب حاصل
اور عورتون کو ثواب نہین بلکہ عورتین حالت حیض مین گو عذر شرعی کی وجہ سے نماز ترک کرتی ہین لیکن
اسمین بہی انکو ثواب نہین ملتا ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو روزہ رکہنا جائز
نہین ہے اور اسیطرح اسکو نماز پڑہنی بہی جائز نہین ہے مگر امام بخاری نے نماز کو اسواسطے بیان نہین کیا
کہ حیض والی عورت کے لیے نماز نہ جائز ہونا ظاہر تہا اسلیے کہ نماز کے صحیح اور جائز ہونے کے واسطے طہارت

اور پاکی شرط ہے اور حیض والی پاک نہین ہو پس اُسکے لیے نماز کا ناجائز ہونا ظاہر امر تہا بخلاف روزہ کے
کہ اسمین طہارت وغیرہ شرط نہین ہے پس اسکا ترک کرنا محض ایک کام تعبدی و غیر قیاسی تہا اسوجہ سے
امام بخاری نے روزے کو کہولکر بیان کر دیا اور نماز کو بیان نہ کیا کہ سمجھنے والا خود سمجھ لیویگا اور اس حدیث سے اور بہی
کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ پہلے نبیون کی شرع مین بہی یہی حکم تہا کہ حیض والی نہ نماز پڑہتی
اور نہ روزہ رکہتی تھی دوسرا یہ کہ عید کے دن عیدگاہ کی طرف نکلنا مستحب ہو اور امام کے لیے مستحب ہے
کہ اس دن مین لوگون کو صدقہ دینے کا حکم کرے تیسرا یہ کہ فقیرون کے لیے غنیون سے مانگنا جائز ہے
چوتہا یہ کہ عورتون کو عیدگاہ مین جانا جائز ہے بشرطیکہ مردون سے کنارے اور دور رہین تا کہ کوئی فتنہ پیدا
نہووے پانچوان یہ کہ امام کے لیے عورتون کو وعظ کرنا جائز ہے چہٹا یہ کہ کسی کی نعمت کہا کر نمک حرامی
کرنی حرام ہے اور اسیطرح لعن اور گالی گلوج وغیرہ بری باتون کو بکنا جائز نہین ہے بلکہ کبیرہ
گناہ ہے واسطے ہونے اسکے سبب دخول آگ کا ساتوان یہ کہ کبہی ان گناہون کو بہی کفر کہا جاتا ہے
جنکے سبب آدمی دین سے خارج نہین ہوتا ہے اسلیے کہ اپنے خاوندون کی ناشکری کو کفر فرمایا آٹھوان یہ
کہ نصیحت اور وعظ مین مبالغہ اور سختی کرنی جائز ہے جسکے سبب سے ایک عیب دفع ہو جاوے مگر اسمین شرط
ہے کہ کسی خاص آدمی کو مخاطب نہ کیا جاوے اسلیے کہ عام طور سے بلا تخصیص وعظ کرنا سننے والی پر بہت ۱۷۵
آسان ہوتا ہے نوان یہ کہ صدقہ عذاب کو دفع کر دیتا ہے اور بندون کے آپسمین کی گناہ کو اُتار دیتا ہے دسوان
یہ کہ شاگرد کو اوستاد کے ساتہہ تکرار کرنا جائز ہے زیادہ تحقیق کے واسطے اور اسیطرح مرید کو اپنے پیر سے
اور یہ جو فرمایا کہ تم عقلمند مرد کی عقل کو کہو دیتی ہو یہ اسوجہ سے ہے کہ مرد عورتون کی محبت اور عشق مین مست
اور بیہوش رہتے ہین پس جو عورتین کہتی ہین وہی مرد کرتے ہین پس یہی معنے ہین اُنکے عقل مارنے کا
اور کبہی عورتین کسی کام ناجائز کا بہی حکم کرتی ہین پس جب مرد اس کام کو کرتا ہے تو عورتون کو بہی اُسکا
گناہ ہوتا ہے بوجہ بتلانے اس کام کے پس یہ بہی ایک سبب ہے انکے نقصان دین کا **باب** تَقْضِی
الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ احرام کی حالت مین اگر عورت کو حیض آ جاوے
تو اسکے لیے حج کی سب عبادتون کو ادا کرنا جائز ہے مگر خانہ کعبہ کا طواف کرنا اسکو جائز نہین ہے وَقَالَ
اِبْرٰهِیْمُ لَا بَأْسَ اَنْ تَقْرَأَ الْاٰیَةَ یعنے ابراہیم نخعی نے کہا کہ حیض والی عورت کو قرآن کی آیت پڑہنی
جائز ہے ف اس اثر سے معلوم ہوا کہ حیض والی کے قرآن نہ پڑہنے پر اجماع نہین بلکہ اختلاف
ہے دیکہو امام نخعی نے اسکو قرآن پڑہنا جائز کہا ہے وَلَمْ یَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا
یعنے ابن عباس رضؓ (صحابی ہے) نے جنبی کے واسطے قرآن پڑہنا جائز کہا ہے ف اس اثر سے معلوم

ہوا کہ جنبی کے قرآن نہ پڑہنے پر اجماع نہین بلکہ اختلاف ہی چنانچہ حضرت ابن عباسؓ اسکو جائز کہتے ہین
وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت
اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے یعنے خواہ طہارت کے ساتھہ یا جنابت کے ساتھہ ہوتے ف ذکر اللہ سے یہان مراد عام
ذکر ہے خواہ تلاوت قرآن کی ہو یا کچھ اور درود وظیفہ ہو پس اس سے بہی معلوم ہوا کہ جنبی کو جنابت کی حالت
مین قرآن پڑہنا جائز ہے وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ
وَيَدْعُونَ ترجمہ ام عطیہ (صحابیہ) نے کہا کہ ہمکو حکم کیا جاتا تہا یعنے حضرتؐ کے زمانے مین کہ باہر نکالین
ہم حیض والی عورتون کو (یعنے عید کے دن) سو لوگون کی تکبیرون کے ساتھہ تکبیرین کہین اور اُنکے ساتہ
شریک ہو کر دعا مانگین اور برکت کی امید رکھین جو اس روز آدمیون کے جمع ہو کر ذکر کرنے سے حاصل ہوتی
ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتون کو حیض کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز ہے اسلیے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لیے دعا مانگنا جائز رکھا ہے اور دعا ایک عام ذکر ہے تلاوت قرآن
وغیرہ سب کو شامل ہے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا 176
إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْآيَةَ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا إِلَى قَوْلِهِ مُسْلِمُونَ
ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مجھکو ابو سفیانؓ نے خبر دی کہ ہرقل (بادشاہ روم) نے حضرتؐ کا خط
طلب کیا سو اسکو پڑہا پس ناگاہ اسمین یہ مضمون لکھا تہا شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت
رحم کرنیوالا اور اے کتاب والو آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم
خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہ کرین اور کسی چیز کو اُسکے ساتہہ شریک نہ ٹہیراوین اور ہم مین سے
بعضے آدمی بعضون کو خدا کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنا دین سو اگر اہل کتاب توحید سے مُنہ موڑین تو
اُنسے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہین حکم الٰہی کے مطیع ہین ف اس حدیث سے بہی معلوم ہوتا
ہے کہ مرد کو جنابت کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خط روم
والون کی طرف لکہا حالانکہ وہ کافر تہے اور کافر جنبی ہوتے ہین سو جب جنبی کو خط (جسمین قرآن کی
آیتین ہون) کا چھونا جائز ہے تو اُسکا پڑہنا بہی اُسکو جائز ہوگا وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ
عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي ترجمہ جابرؓ سے روایت ہے
کہ عائشہؓ کو حیض آگیا (یعنے احرام کی حالت مین) سو اُنہون نے حج کے سب کامون کو ادا کیا مگر خانہ کعبہ کا طواف
نہ کیا اور نہ نماز پڑہی ف اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ عورت کو حیض کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز ہے

اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی کے واسطے حج کی سب عبادتوں کو ادا کرنا جائز رکہا ہے سوا طواف خانہ کعبہ کے اور حج کی کاموں میں دعا بھی ہے اور لبیک بھی ہے اور ذکر بھی ہے اور جب کہ حیض والی کو ان سب عملوں کا بجالانا جائز ہے تو اسیطرح جنبی کو بھی یہہ سب کچھ ادا کرنا جائز ہے اور ان دعاؤں اور ذکر اور قرارۃ قرآن میں کچھ فرق نہیں اور نہ کوئی دلیل صحیح اسکی مخصص ہے پس لامحالہ دونوں کو قرآن کا پڑہنا بھی جائز ہوگا **وَقَالَ** الْحَكَمُ إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنے کہا حکم نے کہ البتہ میں ذبح کرتا ہوں حالت جنابت میں اور اللہ بزرگ اور بلند شان والے نے فرمایا ہے کہ نہ کہاؤ اس چیز سے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے اسپر نام اللہ کا **ف** مطلب یہ ہے کہ میں جنابت کی حالت میں ذبح کرتا ہوں حالانکہ ذبح سوائے ذکر خدا تعالیٰ کے جائز نہیں اور حیض اور جنابت دونو بالاجماع برابر ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو جنابت کی حالت میں بسم اللہ اور قرآن وغیرہ پڑہنا جائز ہے سو اسیطرح حائض کو بھی جائز ہوگا **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ۱۷۷
بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ۵۷
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي ترجمہ عائشہ رضی سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (یعنے مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے) صرف حج کے ارادہ سے (یعنے عمرہ کا ارادہ نہیں تہا اسلیے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو جائز نہیں جانتے تھے) سو جب ہم سرف (ایک جگہ کا نام ہے نو یا دس میل مکہ سے) کی منزل میں پہونچے تو وہاں مجہکو حیض آگیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں رو رہی تہی سو آپنے فرمایا کہ کس سبب سے روتی ہو میں نے کہا قسم اللہ کی مجہکو یہ پسند تہا کہ میں اس سال حج کو نہ آتی کہ اس حالت میں حج کیونکر ہوگا سو آپ نے فرمایا شاید کہ تجہکو حیض آگیا ہے میں نے عرض کی ہاں مجہکو حیض آگیا ہے فرمایا یہ کوئی نئی چیز نہیں کہ صرف تیرے ہی ساتھ یہ واقع ہوا ہو بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ بنی آدم کی سب عورتوں پر ٹہرا دیا ہے (یعنے اسمیں کچھ اختیار نہیں پیدایشی بات ہے اور سب عورتوں کو حیض آتا ہے پہر اسپر رونا کیوں ہے) سو تو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں یعنے حج کے سب کام ادا کر لیکن اتنا ہے کہ بغیر غسل کے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیجیو یہانتک کہ تو حیض سے پاک ہو جاوے **ف** مقصود امام بخاری کا ان سب حدیثوں اور اثروں سے یہ ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں اور جنبی کو جنابت کی حالت میں قرآن اور

ذکر وغیرہ کرنا سب جائز ہے اور وجہ دلالت کرنے ان حدیثوں کی اس مسئلہ پر بیان ہو چکی ہے اور جمہور علما
حنفیہ اور شافعیہ اور حنبلیہ کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں اور جنبی کو جنابت کی حالت میں
قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے اور انکی سند وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ کو قرآن پڑھنے سے
کوئی چیز نہیں روکتی تھی مگر جنابت اور یہ حدیث حسن ہے لائق حجت کے ہے ولیکن اس استدلال میں شبہ ہے
اسلیے کہ یہ مجرد فعل ہے سوا اپنے ماسوا کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کر سکتا ہے اور ایک سند جمہور کی یہ
حدیث ابن عمر کی ہے کہ حائض اور جنبی قرآن کو نہ پڑھے ولیکن یہ حدیث سب طریقوں سے ضعیف ہے
کما صرح بہ الشیخ ابن حجر فی الفتح پس اسسے استدلال صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیثیں استحباب اور افضلیت
پر محمول ہیں واسطے تطبیق کے درمیان سب حدیثوں کے اور اسی بات کو زیادہ ترجیح ہے فان الاعمال اولی
من الاہمال واللہ اعلم بالصواب **بَابُ الْاِسْتِحَاضَةِ** خون استحاضہ کا بیان ف استحاضہ اس خون
کو کہتے ہیں جو عورت کی شرمگاہ سے حیض کے دنوں کے سوا اور دنوں میں آوے اور یہ خون عورت کی
رحم سے نہیں آتا ہے بلکہ ایک رگ سے آتا ہے جو رحم کے نزدیک ہے اسکا نام عاذل ہے اور یہ اکثر بیماری
کی وجہ سے آتا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ
عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي
الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ
ابی حبیش کی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت مقرر میں کبھی پاک نہیں ہوتی ہوں
یعنے خون استحاضہ کا مجھکو ہر وقت جاری رہتا ہے اور حیض کا بند ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے اور حیض کی
حالت میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے تو کیا میں نماز کو چھوڑ دوں یعنے بالکل ترک کر دوں جیسے کہ حیض کے
دنوں میں ترک کی جاتی ہے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے یعنے یہ خون ایک رگ سے
آتا ہے حیض کا یہ خون نہیں جسکی وجہ سے نماز پڑھنی منع ہو سو جب حیض آ جاوے یعنے حیض کے دن آ جاویں
تو نماز کو چھوڑ دو یعنے جتنے دن کہ حیض کے آنے کی عادت ہو) پس جب بقدر عادت کے ایام حیض کے
گذر جاویں تو اپنے بدن سے خون دھو ڈالو اور نماز پڑھو یعنے ساقط ہونا نماز کا صرف حیض کے دنوں میں ہے
اور بعد اسکے نماز پڑھنی واجب ہو جاتی ہے پس غسل کر کے نماز کو ادا کیا کرو ف جس عورت کو استحاضہ
آتا ہو یعنے ہر وقت خون جاری رہتا ہو سو وہ اگر حیض اور استحاضہ کو پہچان سکتی ہو اور ان دونوں میں تمیز کر
سکتی ہو تو وہ حیض کا اعتبار کرے اور اسکے شروع ہونے اور ختم ہونے پر عمل کرے یعنے جب حیض کے دن

مستحاضہ کا حکم

آجاوین تو نماز کو چھوڑ دیوی اور جب حیض کا اندازہ گذر جاوی تو غسل کر ڈالی پہر ہر نماز کے واسطے علیحدہ وضو کرے اور ایک وضو کی ساتھہ ایک فرض نماز سے زیادہ نہ پڑہے اور جس عورت کو ان دونو خونون مین تمیز کرنی کی قدرت نہو وہ عورت اپنی طرف سے حیض کے دن مقرر کر لیوی یعنے مثلا ہر مہینے کی ابتدا مین اتنے روز تک حیض ہے پہر بعد کو استحاضہ پہر یہ بہی ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کرے اور جس عورت کی پہلے کچہ مدت تک عادت مقرر تہی پہر بعد کو استحاضہ شروع ہو جاوی تو وہ عورت اپنی قدیمی عادت کی دن حیض بیٹہا کرے پہر بعد اُسکے اُسکا وہی حکم ہے جو اوپر گذر چکا ہے واللہ اعلم بالصواب **بَابُ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ** خون حیض کے دہونے کا بیان **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ ترجمہ اسمار رض سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ یا حضرت بہلا تبلاؤ تو اگر

179 ہم مین سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جاوی تو کیا کرے یعنی اسکو کسطرح پاک کرے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جاوی تو چاہیے کہ اسکو مل ڈالے یعنے اول تہوڑا سا پانی اسپر چہڑک کر اسکو اپنے ناخونون سے مل ڈالے پہر اسکو پانی سے دہو ڈالی پہر اسمین نماز پڑہ لیوی **ف** یہ باب کتاب الوضو مین پہلے بہی گذر چکا ہے اور فرق دونو بابون مین یہ ہی کہ پہلے باب مین مطلق خون کا لحاظ ہے خواہ حیض ہو خواہ اور خون ہو اور اس باب مین صرف خون حیض کا لحاظ ہے پس فرق دونو مین اطلاق تقیید کا ہے اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ عورت کو خود مرد سے مسئلہ پوچہنا جائز ہے اوسمین جو عورتون کے حالات کی متعلق ہو اور یہ کہ عورت کی آواز حاجت کو لیے سننا جائز ہے اور یہ کہ جو چیز بری ہو اُسکو ضرورت کی واسطے کہولکر کہدینا جائز ہے اور یہ کہ خون حیض اور سب خونون کی طرح ہے یعنی واجب ہے دہونا اسکا مثل اور خونون کی اور یہ کہ خشک پلیدی کو کہرچ لینا مستحب ہے تاکہ آسانی سے دہویا جاوی **حَدَّثَنَا** أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی کہ ہم مین سے کسی کو حیض آتا تہا پہر مل ڈالتی خون کو اپنے کپڑے سے وقت

پاک ہونے کے حیض سے سو اسکو دہو ڈالتی اور باقی کپڑے پر پانی بہا دیتی (یعنے واسطے دفع کرنے وسوسہ پلیدی کے) پہر اوسمین نماز پڑہ لیتی **بَابُ اعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ** استحاضہ والی عورت کے مسجد مین اعتکاف بیٹھنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اِسْحٰقُ بْنُ شَاهِيْنَ اَبُوْ بِشْرٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهٖ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ اَنَّ عَائِشَةَ رَاَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ كَاَنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَانَتْ فُلَانَةُ تَجِدُهٗ **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ مقرر حضرت کی ایک بیوی نے آپکے ساتہ اعتکاف کیا یعنے مسجد مین اور اسکو استحاضہ کا خون آتا تہا خون کو دیکہتی سو بہت وقت اپنے نیچے ایک طشت رکہہ لیتی جوش خون کے سبب سے یعنی تا کہ مسجد خون سے آلودہ نہو جاوے اور خالد (راوی) نے کہا کہ عکرمہ نے بیان کیا کہ عائشہ رض نے اتفاقا کسنب کا پانی دیکہا سو اُسنے (اس پانی کو دیکہہ کر) کہا کہ گویا یہ پانی کسنب کا وہ خون استحاضہ کا ہے جو فلانی عورت کو آتا تہا یعنے اسکا خون استحاضہ کا اس پانی کی طرح سرخ رنگ تہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کو مسجد مین اعتکاف بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ مسجد خون سے آلودہ ہونی نہ پاوے

١٨٠ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ مِّنْ اَزْوَاجِهٖ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی آپکے ساتہ مسجد مین اعتکاف بیٹھی سو وہ دیکہتی تہی خون اور زردی کو (یعنے اسکو استحاضے کا خون سرخ رنگ اور زرد رنگ آتا تہا) اور طشت اسکے نیچے رکہا ہوا تہا اور وہ نماز پڑہتی تہی **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَعْضَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے اعتکاف کیا اور حالانکہ اسکو خون استحاضہ آتا تہا **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کو مسجد مین اعتکاف کرنا جائز ہے اور یہی ہے مقصود امام بخاری کا اس باب سے

بَابُ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِيْ ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيْهِ جس کپڑے مین عورت کو حیض آوے اُس کپڑے مین اُسکو نماز پڑہنی جائز ہے یا نہیں ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِاِحْدَانَا اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِيْضُ فِيْهِ فَاِذَا اَصَابَهٗ شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيْقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا **ترجمہ** عائشہ رض سے

روایت ہی کہ ہم مین سی کسی کے پاس ایک کپڑی کے سوا کچہ نہین تہا اُسی مین حیض میٹہتی سو جب اسکو حیض
سے کچہ خون لگ جاتا تو اپنی ہتوک لگاتی پہر اسکو اپنے ناخونون سے مل دیتی یعنے پہر اُسکو دہو ڈالتی
ف مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اسطور پر ہے کہ جب معلوم ہوا کہ عورتون کے پاس فقط ایک
ہی کپڑا ہوتا تہا تو لامحالہ اُسی کپڑے کو پاک کر کے اسی مین نماز پڑہتی ہونگی اس حدیث سے ثابت ہوا
کہ حیض والے کپڑے مین نماز پڑہنا جائز ہے اور یہ جواز اسواسطے امام بخاری نے ثابت کیا کہ اسلام سے
پہلے عورتون کی یہ عادت تھی کہ حیض بند ہو جانے کی بعد دوسرے کپڑے بدل کر پہنتی تہین اور کپڑے
بدلنے کو واجب جانتی تہین سو امام بخاری نے ثابت کیا کہ حیض بند ہو جانے کے بعد دوسرے
کپڑے بدلانے واجب نہین بلکہ جو کپڑے کہ حیض کی حالت مین پہنے ہوئے تھے انہین بہی نماز پڑہنی
جائز ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا تہا سو یہ مخالف ہے اس حدیث کی جو ام سلمہ سے
مذکور ہو چکی ہے کہ حیض کے واسطے کپڑے علٰحدہ بنا رکھے ہوئے تھے سو تطبیق ان دونون حدیثون کی اسطور سے
ہو سکتی ہے کہ یہ اول زمانہ کا ذکر ہے جسمین نہایت تنگی تہی اور ام سلمہ کی حدیث اخیر زمانے پر محمول ہے
جسمین کچہ کچہ وسعت ہو گئی تہی واللہ اعلم بَابُ الطِّيْبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ عورت
١٨١ کے بیچ حیض سے غسل کرنیکے وقت خوشبوئی لگانے کا بیان حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ
قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى
مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلُ وَلَا نَتَطَيَّبُ وَلَا نَلْبَسُ
ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ
مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَّكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنْ
حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو منع کر دیا تہا اس بات سے کہ کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ
کرین مگر جس عورت کا خاوند مر جاوے وہ عورت چار مہینے اور دس دن اُسکا سوگ کرے اور ہمکو حکم ہوا کہ
اپنے خاوندون کی سوگ کی اندر نہ آنکہون مین سرمہ لگاوین اور نہ خوشبوئی لگاوین اور نہ رنگا ہوا کپڑا پہنین مگر عصب
(ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے یمن مین کہ اسکے سوت کو رنگ کرکے بنتے ہین) کا کپڑا پہن لیوین تو جائز ہے اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو رخصت دی کہ جب کوئی عورت حیض سے پاک ہونے کی وقت غسل کرے تو
اپنے بدن مین خوشبوئی استعمال کرے یعنی جس جس جگہ مین خون حیض کا لگا ہو اُس جگہ مین اُسکو لگا دے تاکہ
خون کی بدبو دفع ہو جاوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو منع کیا جنازے کے ساتھ جانے سے ف

ش بضم النون الاولی ۱۲

ش بضم النون وسکون الحاء المہملہ ۱۲

ش بفتح العین وسکون الصاد المہملتین

ش بضم الکاف وسکون السین المہملہ وبعدہا تاء مثناۃ ہو القسط ۱۲

کُست ظفار ایک قسم کی خوشبوئی ہوتی ہے ناخن کی صورت پر اور بعضے کہتے ہین کہ وہ قسط ہی جسکو
ہندی مین کُٹھ کہتے ہین مگر ظاہر بات پہلی ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض سے غسل کرنے
کے وقت خوشبوئی کا استعمال کرنا سنت ہی **بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا اِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ
الْمَحِيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَّبِعُ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ** باب بیان مین اسکے کہ
جب عورت حیض سے پاک ہو جاوے تو غسل کے وقت اپنے بدن کو ملنا مستحب ہی اور بیان مین اسکے کہ
غسل کس طرح سے کرے اور پکڑے وہ عورت ایک ٹکڑا ریشم یا روئی کا خوشبو آلودہ اور خون کی جگہ تلاش
کرے پس جس جس جگہ خون لگا ہوا دیکھے اسکو اٹھا دیوے **حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ
مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ
بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَذَبْتُهَا
اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ** ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی کہ مقرر ایک عورت
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا غسل کرنا حیض سے یعنی حیض سے پاک ہونیکے وقت کسطرح
غسل کیا جاوی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو طریقہ غسل کرنے کا فرمایا یعنے فرمایا کہ ایک ٹکڑا ریشم ١٨٢
یا روئی کا مشک وغیرہ خوشبوئی سے آلودہ کیا لے اور اُس سے اپنے بدن کو پاک کر اُسنے کہا کہ مین کسطرح سے
پاک کرون آپنے فرمایا اُس سے پاکی حاصل کر یعنے شرمگاہ مین رکہہ لے پھر اُس عورت نے کہا کسطرح غسل کرون
آپنے فرمایا اللہ پاک ہی اپنے بدن کو پاک کر (سبحان اللہ آپنے اسواسطے کہا کہ اُسکی کم فہمی پر تعجب کیا کہ اسکو
اتنا بتلانے سے سمجھ نہ آئی) (عائشہ نے کہا) سو مینے اسکو اپنی طرف کہینچ لیا اور کہا اُسکو ساتھہ خون کے نشان
تلاش کر یعنے جس جس جگہ خون لگا ہو اسکو اس خوشبوئی سے مٹا دے اور وہان خوشبوئی لگا دے تا کہ بدبو دفع
ہو جاوے اور رحم نطفہ قبول کرے خواہ شرمگاہ ہو یا کوئی اور جگہ ہو ف اس حدیث سے غسل کی کیفیت اور
غسل کے وقت بدن کا ملنا اسطور سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقون مین صحیح مسلم وغیرہ مین کیفیت
غسل کی مفصل طور سے مذکور ہے اور اسی مین یہ لفظ بھی ہے فَتَدْلُکُہٗ دَلْکًا شَدِيْدًا یعنے پس ملے تو
بدن اپنے کو ملنا سخت پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور یہ امام بخاری کی عادت ہی کہ اکثر
جگہ مین باب باندہ کر ایک ٹکڑا حدیث کا بیان کر دیتا ہے اور وہ ٹکڑا حدیث کا اس ترجمہ باب سے مطابق نہین
ہوتا ہے مگر اس حدیث کی نقل کرنے سے بخاری کی غرض اشارہ کرنا ہوتا ہے اسبات کیطرف کہ اس حدیث
کے بعض طریقون مین یہ مسئلہ باب کا موجود ہے جیسے کہ یہان ہمنے بیان کیا ہے واللہ اعلم بالصواب

اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے دوم یہ کہ جو
مسئلہ شرمگاہوں سے علاقہ رکھتا ہو اسمین مستحب ہے کہ کنایت کا لفظ بولا جاوے سوم یہ کہ مکروہ کاموں مین تعریض
اور اشارہ پر اکتفا کرنا چاہیے چہارم یہ کہ مستحب ہے مکرر بیان کرنا مسئلے کا واسطے سمجھانے سائل کے پنجم
عالم کی کلام کی تفسیر کرنی اسکے پاس ہی جائز ہے جب معلوم ہو کہ یہ عالم برا نہ مانیگا ششم یہ کہ بڑی کے
ہوتے ہوی چھوٹے سے مسئلہ پوچھ لینا جائز ہے ہفتم یہ کہ اگر سائل کو مسئلے کی سمجھ نہ آوے تو اسکو نرمی سے
سمجھانا چاہیے ہشتم یہ کہ ہر شخص کا عیب چھپانا چاہیے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو
خوشبوی استعمال کرنے کا حکم کیا واسطے دفع کرنے بدبو خون حیض کے اور صاف کھولکر بیان نہ فرمایا کہ
تو اسکو اپنی شرمگاہ مین رکھے **بَابُ غَسْلِ الْمَحِيْضِ** خون حیض کے دھونے کا بیان **حَدَّثَنَا**
مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيْضِ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مُّمَسَّكَةً وَّتَوَضَّئِيْ ثَلَاثًا ثُمَّ
اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَحْيٰى فَاَعْرَضَ بِوَجْهِهٖ اَوْ قَالَ تَوَضَّئِيْ بِهَا فَاَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا
فَاَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيْدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے ۱۸۳
کہ انصار کی ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مین حیض سے کیونکر غسل کرون (یعنے حیض سے
فارغ ہوکر غسل کرنے کا کیا طریقہ ہے) آپنے فرمایا کہ روئی کا ایک ٹکڑا خوشبو آلودہ لی لے (یعنے
بعد تر کرنے بدن کے اور بالون سر کے) اور اپنے بدن کو تین بار دھوڈال (اس عورت نے اسیطرح تین بار
سوال کیا) پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے شرم آگئی سو آپنے اس سے منہ پھیر لیا یا یہ فرمایا کہ اس سے اپنی
بدن کو دھوڈال (اسپر اس عورت کو غسل کرنے کی سمجھ نہ آئی سو عائشہ رض فرماتے ہین کہ مینے اسکو پکڑ کر
اپنی طرف کھینچا پس مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب سمجھا دیا **ف** اس باب سے غرض امام بخاری
کی یہ ہے کہ عورت کو حیض سے پاک ہونے کے وقت غسل کرنا واجب ہے اور مناسبت اس حدیث کی باب سے اس
عورت انصاریہ کے اس قول مین ہے جو اسنے کہا کہ مین کیسے غسل کرون اسلیے کہ یہ قول اسکا دلالت کرتا ہے
اسبات پر کہ اصل غسل کرنا اسکے نزدیک مسلم الثبوت تھا اور سوای اسکے نہین کہ سوال اسکا غسل کی کیفیت سے
تھا نہ اصل غسل سے اگر اصل غسل مین اسکو شک ہوتا تو غسل کے وجوب سے سوال کرتی اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بھی اسکے قول پر سکوت فرمایا پس معلوم ہوا کہ اصل غسل واجب ہے **بَابُ امْتِشَاطِ الْمَرْاَةِ عِنْدَ
غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ** عورت کو حیض سے غسل کرنیکے وقت کنگی کرنیکا بیان **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ
اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَهْلَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَکُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ یَسُقِ الْھَدْیَ فَزَعَمَتْ اَنَّھَا
حَاضَتْ وَلَمْ تَطْھُرْ حَتّٰی دَخَلَتْ لَیْلَۃُ عَرَفَۃَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ لَیْلَۃُ عَرَفَۃَ وَاِنَّمَا
کُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَۃٍ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْقُضِیْ رَاْسَکِ وَامْتَشِطِیْ وَ
اَمْسِکِیْ عَنْ عُمْرَتِکِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَیْتُ الْحَجَّ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَیْلَۃَ الْحَصْبَۃِ فَاَعْمَرَنِیْ
مِنَ التَّنْعِیْمِ مَکَانَ عُمْرَتِیَ الَّتِیْ نَسَکْتُ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ حجۃ الوداع مین مینے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ احرام باندہا سو مین ان لوگون مین تھی جنہون نے تمتع کا ارادہ کیا تہا العدی (اس جانور
کو کہتے ہین کہ قربانی کے لیے خانہ کعبہ مین بہیجا جاتا ہے) نہین بہیجی تھی ف تمتع اسکو کہتے ہین کہ عمرے کا اول
کا احرام باندہے اور مکہ مین جاکر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرکے حلال ہو جاوے پہر آٹھوین ذی
الحج کے دن نیا احرام باندہکر حج ادا کرے ت سو عائشہ رضہ نے کہا کہ مجھکو حیض آگیا اور مین پاک ہوئی
یعنے پہر حیض بند ہوا یہانتک کہ عرفہ (نانوین کے دن) کی رات آگئی سو مینے کہا یا حضرت یہ رات عرفہ
کی ہے اور مینے صرف عمرہ کا احرام باندہا ہوا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ تو اپنے بالون
کو کہول ڈال اور کنگہی کر اور عمرے کو چھوڑ دے سو مینے ایسا ہی کیا (یعنے عمرے کا احرام توڑکر حج کا احرام
باندہ لیا) سو جب مین حج کو ادا کر چکی تو آپنے حصبہ کی رات مین عبدالرحمن (عائشہ رضہ کے حقیقی بہائی ۱۸۴
تہے) کو فرمایا کہ عائشہ کے ساتھہ جاکر اسکو عمرہ کروا لا سو انہون نے مجھکو تنعیم (ایک جگہ کا نام ہے حرم سے
خارج دو تین میل مکہ سے) سے جاکر عمرہ کروایا بدلے اوس عمرے کے جسکے لیے مینے پہلے احرام باندہا تہا
ف اس حدیث معلوم ہوا کہ جب عورت حیض سے غسل کرے تو اپنی بالونکو کنگہی کر لیوے اسلیے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضہ کو کہا کہ اپنے بالون کو کہول ڈال اور کنگہی کر اور بعضون نے کہا ہے کہ غسل
احرام کے لیے تہا سو اسکا جواب یہ ہو کہ جب احرام کے غسل مین (جو مستحب ہے) کنگہی پہیرنا جائز ہوا تو حیض کے
غسل (جو واجب ہی) کرنے مین بطریق اولی جائز ہوگا اور حصبہ محصب کو کہتے ہین جسمین تشریق کے دنون کنکر مار
منا سے پہر کر رات گذارتے ہین کِ بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَۃِ شَعْرَھَا عِنْدَ الْمَحِیْضِ عورت کو حیض
سے غسل کرنیکے وقت بال کہولنے کا بیان یعنے واجب یا سنت حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ
قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِیْنَ لِھِلَالِ ذِی الْحِجَّۃِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّھِلَّ بِعُمْرَۃٍ فَلْیُھِلَّ فَاِنِّیْ لَوْلَا اَنِّیْ اَھْدَیْتُ
لَاَھْلَلْتُ بِعُمْرَۃٍ فَاَھَلَّ بَعْضُھُمْ بِعُمْرَۃٍ وَاَھَلَّ بَعْضُھُمْ بِحَجٍّ وَکُنْتُ اَنَا مِمَّنْ اَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ فَاَدْرَکَنِیْ یَوْمُ
عَرَفَۃَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَکَوْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِیْ عُمْرَتَکِ وَانْقُضِیْ رَاْسَکِ

وَاَمْتَشِطِیْ وَاَهِلِّیْ بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰی اِذَا کَانَ لَیْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِیَ اَخِیْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ
اَبِیْ بَکْرٍ فَخَرَجْتُ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَکَانَ عُمْرَتِیْ قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ شَیْءٍ
مِنْ ذٰلِکَ هَدْیٌ وَلَاصَوْمٌ وَلَاصَدَقَةٌ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ　　ہم مدینہ سے
حج کو چلے　　) اور ہم نزدیک ہونے والے تھے ماہ ذی الحج کو (یعنے ذی الحج کا چاند قریب چڑھنے
کے تہا صرف پانچ روز چڑہنے مین باقی رہتے تھے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عمرے کا احرام
باندہا چاہے وہ اسکا احرام باندہے یعنی احرام حج کا فسخ کر ڈالے اور عمرہ کرنے کو اس زمانہ مین برا نہ
سمجھے سو البتہ اگر مین ہدی نہ بہیجتا تو عمرے کا احرام باندہتا سو بعضے صحابہ نے صرف عمرے کا احرام باندہا
یعنے احرام حج کو فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندہ لیا اور بعضون نے حج کا احرام باندہا یعنے اُسی سابق احرام حج
پر باقی رہے (عائشہ رض فرماتے ہین) اور مینے صرف عمرے کا احرام باندہ لیا یعنے حج کا احرام توڑ ڈالا
جسکی پہلے نیت کی ہوئی تہی سو عرفہ کے دن مجھکو حیض آگیا سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
شکایت کی (یعنے مجھکو حیض آگیا ہے اب مین کیا کرون) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
عمرے کو چھوڑ دی اور اپنے سر کو کہول ڈال اور اپنے بالون کو کنگہی کر اور حج کا احرام باندہ لے سو مینے
ایسے ہی کیا یہانتک کہ جب ایام تشریق کے بعد منا سے پہر کر مقام حصبہ مین آکر اترے تہی تو حضرت صلی ۱۸۵
اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن کو میرے ساتہہ بہیجا (یعنے عمرہ کرالے گو) سو مین اُنکے ساتہہ تنعیم کیطرف نکلی اور
وہان سے احرام باندہ کر عمرہ ادا کیا بدلے اُس عمرے کے جسکا مینے پہلی احرام باندہا تہا ہشام (راوی) نے کہا کہ ان
چیزون سے کسی چیز مین نہ ہدی واجب ہوئی اور نہ روزہ اور نہ صدقہ ف جاہلیت کے زمانہ مین حج کے دنون
مین عمرہ کرنے کو لوگ منع جانتے تہی اسی وجہ سے تمام صحابہ نے حج کا احرام باندہا ہوا تہا اور سب کے دل
مین یہی نیت تہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کا یہ اعتقاد توڑنے کے لیے فرمایا کہ جو عمرہ کرنا چاہے
تو حج کا احرام توڑ کر عمرہ کا احرام باندہ لیوے یعنے ان دنون مین عمرہ کرنا بہی جائز ہے منع نہین جیسی کہ جاہلیت
کا اعتقاد تہا اور یہ جو فرمایا کہ اگر مین اپنے ساتہہ ہدی نہ لاتا تو حج کا احرام توڑ کر عمرے کا احرام باندہ لیتا تو یہ آپنے صحابہ
کی تسلی کے واسطے فرمایا تا کہ ظاہر کی مخالفت سے اندیشہ نہ کرین اور یہ جو فرمایا کہ ان چیزون مین ہدی اور روزہ
وغیرہ کچہہ واجب نہوا سو اسکا مطلب یہ ہی کہ یہ قران نہین تہا مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متمتع پر خون دینا
واجب نہین ہی اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض سے غسل کے وقت عورت کو بالون کا کہولنا
واجب ہی اسلیے کہ اسمین امر وارد ہوا ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہی مذہب ہے حسن اور طاؤس کا
اور جمہور علماء کے نزدیک حیض سے غسل کے وقت بالون کو کہولنا واجب نہین ہی انکی سند یہ حدیث ام سلمہ رض

کی ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ میری بال سخت گوندھی ہوئے ہین پس کہا مین غسل حیض یا جنابت کی لیے انکو
کھول لیا کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کھولا کر پس مراد اس حدیث عائشہ رض سے استحباب کہا
جاویگا تاکہ دونو مین تطبیق ہوجاوے یا اس عورت کے حق مین کھولنا بالون کا واجب ہوگا جسکے بالون مین سوا
کھولنے کے پانی نہ پہونچ سکے اور حدیث ام سلمہ کی اس عورت کے حق مین محمول ہوگی جسکے بالون مین بغیر کھولنے
کے پانی پہونچ جاوے پس یہہ بھی تطبیق ہوسکتی ہے واللہ اعلم بالصواب **بَابُ** قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ
مُخَلَّقَۃٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَۃٍ باب ہی بیان مین تفسیر قول اللہ تعالی بلند اور بزرگ شان والے کی اور وہ اللہ تعالی
کا یہہ قول مخلقۃ وغیر مخلقۃ یعنے ہمنے تمکو پیدا کیا بوٹی صورت بنائی گئے اور بن صورت بنائی گئی سے حَدَّثَنَا
مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَکَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَکًا یَقُوْلُ یَارَبِّ نُطْفَۃٌ یَارَبِّ عَلَقَۃٌ یَارَبِّ
مُضْغَۃٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ خَلْقَہٗ قَالَ اَذَکَرٌ اَمْ اُنْثٰی شَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَمَا الْاَجَلُ قَالَ
فَیُکْتَبُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی نے
عورت کی رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ ای میرے پروردگار پیدا کیا ہے تو نے رحم مین عورت کی مرد کی منی
سے نطفہ پیدا کیا ہے تو نے پھٹکی کو پیدا کیا ہے تو نے بوٹی کو (یعنے فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ای بار خدایا یہان ۱۸۶
بوٹی تک تو اس نطفہ کی نوبت پہونچ چکی ہے اب اس سے آگے اسکے باب مین کیا حکم ہے اور فرق ان قولون
مین چالیس دن کا ہے) سو جب اللہ تعالے اس نطفے مخلق اور غیر مخلق کی صورت کو پوری وتمام کرنی چاہتا
ہے اور ارادہ حق کا اسکے ساتھہ متعلق ہوجاتا ہے تو اسوقت فرشتہ خدا کی درگاہ مین عرض کرتا ہے کہ اس
کی تصویر کیا ہے مرد ہے یا عورت بدبخت ہوگا یا نیکبخت پھر بعد ازان عرض کرتا ہے کہ اسکی روزی کیا ہے
یعنے کتنا طعام اور پانی اور کپڑا وغیرہ اسکی تقدیر مین ہے جس سے اپنی زندگانی بسر کریگا اور کتنی ہی حیاتی اسکی
یا کسوقت مین ہے موت اسکی سو مان کی پیٹ مین یہہ سب کچھ لکھا جاتا ہے یعنی نیکبخت ہی یا بدبخت اور روزی
اور مدت حیاتی کی **ف** بخاری کی ایک حدیث مین آیا ہے کہ ہر ایک آدمی کا نطفہ اسکی مان کے پیٹ مین
چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہوجاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہی
پھر خدا اسکی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ اسمین پھونکتا ہے اور اسکو چار باتون کے لکھنے کا حکم ہوتا ہی آخر
حدیث تک اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ یہ سب حکم اسکی پیشانی پر لکھے جاتے ہین اور مناسبت اس حدیث
کی ساتھہ ترجمہ کے اس جہت سی ہے کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے پس اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اس آیت
مین جو مخلقۃ آیا تو مخلقہ اُس نطفے کو کہتے ہین　　جسکا گوشت اور پوست اور ہڈیان وغیرہ ضروری اعضا

سب طیار ہو جاویں اور روح بھی اوسمیں ڈالا جاوے اور اس سے پہلے اسکو غیر مخلقہ کہتے ہیں اور اس حدیث سے
زیادہ تر واضح ہے وہ حدیث جو طبری نے ابن مسعود رض سے روایت کی ہے کہ جب عورت کی رحم میں نطفہ
پڑتا ہے تو خدا تعالی ایک فرشتہ کو اسکی طرف بھیجتا ہے سو وہ فرشتہ خدا کی درگاہ میں عرض کرتا ہو کہ اے
میرے پروردگار اسکی صورت پوری بنائی جاویگی یا نہیں سو اگر حکم ہوتا ہے کہ اسکی صورت پوری نہیں
بنائی جاویگی تو اسکو رحم خون بنا کر پھینکدیتا ہے اور اگر حکم ہوتا ہے کہ اسکی صورت تمام کیجاویگی تو
فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ای پروردگار میرے اوسکی کیا صورت ہوگی آخر حدیث تک پس معلوم ہوا
کہ خدا تعالی کے قول مخلقہ و غیر مخلقہ سے یہ مراد ہے جو اس حدیث میں ذکر ہوا یعنے مخلقہ اللہ تعالی اُسوقت
فرماتا ہے جب اُسکی پیدا کرنیکا ارادہ ہو یعنے اسکی صورت بنائی جاوے اور غیر مخلقہ اسوقت فرماتا ہے جب
نطفے کے ناپیدا کرنے کا ارادہ ہو یعنے اُسکی صورت نہ بنائی جاوے اور مخلقہ کا یہ معنے بھی ہو سکتا ہو کہ اُسکی
صورت پوری ہو چکی ہے یعنی اسکی آنکھ اور کان اور گوشت اور پوست اور ہڈیاں وغیرہ ضروری حصے بن
چکے ہیں گر اوسمیں ابھی جان پڑی ہو اور غیر مخلقہ کا یہ معنے کیا جاوے کہ ابھی اسکی صورت پوری نہ ہوئی ہو
پس اندرین صورت حدیث انس کا یہ معنے ہوگا کہ خدا تعالی اس نطفے سے بھی انسان پیدا کرتا ہے جسکی صورت
تمام ہو چکی ہے یعنے اسمیں روح وغیرہ ڈالتا ہے اور اس نطفے سے بھی انسان پیدا کرتا جسکی صورت ابھی ۱۸۷
پوری نہ ہوئی ہو اور بدن بھی تمام نہ ہوا ہو مگر یہ معنے سیاق آیت کو موافق معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ آیت
میں مخلقہ و غیر مخلقہ دونو قسم کے نطفوں سے خدا کی انسان کا پیدا کرنا بیان فرمایا ہے اور شارحین نے لکھا ہے
کہ امام بخاری کی مراد اس حدیث کو حیض کے بابوں میں داخل کرنے سے یہ ہے کہ حاملہ عورت کو حمل کی
حالت میں جو خون آتا ہے وہ حیض نہیں ہے اسلیے کہ اسوقت رحم بچہ کی تربیت میں مشغول ہے سو
خون حیض کی پس جو کبھی کبھی اُسکے رحم سے خون آجاتا ہے وہ حیض نہیں بلکہ وہ بچہ کی غذا کا فضلہ ہے یا کسی بیماری
سے ہو اور یہی مذہب ہے اہل کوفہ کا اور امام احمد اور اوزاعی اور ثوری اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے ولیکن
اس مذہب پر اس حدیث سے استدلال کرنا ٹھیک نہیں ہے کما بینہ الشیخ الحافظ فی الفتح اور مترجم عفی اللہ عنہ کہتا
ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کو کتاب الحیض میں اسی مناسبت کے لیے داخل کیا ہو کہ جیسے بچہ رحم میں پیدا
ہوتا ہی ایسے ہی حیض بھی رحم سے آتا ہے پس اسکی واسطے اتنی مناسبت بھی کافی ہے واللہ اعلم باب
کیف تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حیض والی عورت کو حج اور عمرے کا احرام باندھنا کس طور سے جائز ہے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ

ف معنی مخلقہ اور غیر مخلقہ کا بیان

فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ
بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ نَحْرُ هَدْيِهٖ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ
اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ اَنْقُضَ رَأْسِيْ وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَضَيْتُ
حَجَّتِيْ فَبَعَثَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ ترجمہ
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے
(یعنے مدینہ سے مکہ کیطرف حج کی نیت سے) سو ہم میں سے بعضوں نے تو عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اور بعضوں نے
حج کا احرام باندھا ہوا تھا سو ہم مکہ میں آئے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے عمرے کا احرام باندھا
ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو حلال ہو جاوے یعنے احرام سے باہر آجاوے تا حج کے دنون میں حج کے لیے علیحدہ
احرام باندھے اور جسنے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ لایا ہو تو وہ نہ حلال ہووے (یعنے احرام سے باہر
نہ آوے) یہانتک کہ احرام سے باہر نکلے اسکو اپنی قربانی کا ذبح کرنا اور جسنے صرف حج کا احرام باندھا ہو تو
اپنے حج کو پورا کرے (عائشہ نے کہا) سو مجھکو حیض آگیا اور ہمیشہ آتا رہا یہانتک کہ عرفہ کا دن آگیا اور مینے
صرف عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اپنے سر کے بالون کو کھول ڈال ١٨٨
اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرے کو چھوڑ دے سو مینے ایسا ہی کیا یہانتک کہ مین اپنے حج کو تمام کر چکی
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ عبدالرحمن کو بھیجا اور مجھکو تنعیم سے عمرے کرنیکا حکم فرمایا بدلے
اس عمرے کا جسکا احرام مینے پہلے باندھا ہوا تھا ف مدینے سے نکلنے کے وقت اول سب لوگون کا ارادہ صرف
حج کا تھا اسلیے کہ عمرے کو ان مہینون میں جائز نہیں جانتے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ میں لوگون
کو ان مہینون میں عمرے کا جائز ہونا بیان فرمایا تو بعضون نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضون نے صرف حج کا احرام
باندھا اور جب مکہ میں پہنچے تو آپنے فرمایا کہ جسنے صرف عمرے کا احرام باندھا اور ہدی ساتھ لایا ہو تو وہ احرام سے
باہر نہ آوے بلکہ تمام حج ادا کرکے اُسسے باہر آوے اور جسنے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا تو وہ احرام سے
باہر آجاوے اور حج کے دنون میں نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے آخر حدیث تک اور غرض امام بخاری کی اس
باب سے یہ ہے کہ حیض والی عورت کو احرام باندھنا اور اسی حالت میں حج ادا کرنا جائز ہے اور بعضون نے کہا کہ
مراد اس باب سے حائضہ عورت کے احرام کی کیفیت بیان کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب وہ احرام باندھے
تو پہلے غسل کرلیوے واللہ اعلم بَابُ اِقْبَالِ الْمَحِيْضِ وَاِدْبَارِهٖ حیض کے آجانے اور چلے جانے کا بیان
یعنے حیض کے آجانے کی نشانی کیا ہے اور اُسکے ختم ہو جانے کی نشانی کیا ہے وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ

اِلَی عَائِشَۃَ بِالدُّرْجَۃِ فِیْھَا الْکُرْسُفُ فِیْہِ الصُّفْرَۃُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰی تَرَیْنَ الْقَصَّۃَ الْبَیْضَاءَ
تُرِیْدُ بِذٰلِکَ الطُّھْرَ مِنَ الْحَیْضَۃِ یعنے عورتین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کیطرف ایک ٹکڑا روئی کا بھیجا
کرتی تہین جسمین زردی ہوتی یعنے جب حیض مین زرد خون آنے لگتا تو عورتین ایک روئی کا ٹکڑا اس سے آلودہ
کرکے عائشہ کی طرف بھیجا کرتی تہین تا معلوم کرین کہ حیض سے پاک ہوئی ہین یا نہین) سو عائشہ فرماتین کہ
جلدی مت کرو یعنے ابہی تمہارا حیض تمام نہین ہوا ہے اسکے تمام ہونے کی نشانی یہ ہے کہ دیکہو تم ٹکڑہ
روئی کو سفید مثل نورہ کی یا دیکہو تم پانی سفید کو مراد عائشہ رض کی اس کلام سے یہ ہے کہ حیض سے پاکی اسوقت
حاصل ہوتی ہے جبکہ روئی کا ٹکڑا (جو حیض کے وقت عورتین اپنی شرمگاہ مین رکہتی ہین تا بدن اور کپڑے
وغیرہ آلودہ نہون) نورہ کی طرح سفید رہے اور اسمین خون کا کچہ نشان نہ لگے ف بعضے کہتے ہین کہ خون
حیض کے ختم ہونے کے بعد رحم سے کچہ تہوڑا سا سفید پانی آتا ہے پس وہ نشانی ہے پاک ہونے کی حیض
سے خلاصہ یہ کہ جب روئی کے ٹکڑے پر خون کا کچہ نشان نہ لگے بلکہ ویسے ہی خشک رہے یا خالص سفیدی آنے
لگے تو بس یہی نشانی ہے بند ہو جانے حیض کی پس اسوقت عورت حیض سے پاک ہو جاتی ہے اور
حیض کے آجانے کی نشانی یہ ہے کہ جن دنون مین حیض کا آنا ممکن ہو جب انمین خون یکبارگی رحم سے
۱۸۵ جاری ہو جاوے تو بس جان لینا چاہیے کہ حیض شروع ہوگیا ہے اور اس فعل عائشہ سے یہ بہی معلوم ہوا
کہ زرد رنگ کا خون اور سیاہ رنگ کا خون بہی حیض ہے وَبَلَغَ بِنْتَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَاءً یَدْعُوْنَ
بِالْمَصَابِیْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ یَنْظُرْنَ اِلَی الطُّھْرِ فَقَالَتْ مَا کَانَتِ النِّسَاءُ یَصْنَعْنَ ھٰذَا وَعَابَتْ
عَلَیْھِنَّ ترجمہ اور زید بن ثابت کی بیٹی کو یہ خبر پہونچی کہ عورتین رات مین چراغ منگواتی ہین اور خون کا رنگ
دیکہتی ہین یعنے واسطے تحقیق کرنے اس بات کو کہ ابہی حیض سے پاکی حاصل ہوئی ہے یا نہین) سو زید کی
بیٹی نے کہا کہ صحابہ کی عورتین ایسا نہین کیا کرتی تہین اور اُسنے انپر (اس فعل پر) عیب پکڑا یعنے یہ تکلف محض
بے فائدہ ہے اسلیے کہ چراغ کی روشنی مین سفیدی خالص اور نیم سرخی مین فرق نہین ہوسکتا ہے حَدَّثَنَا
عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ ھِشَامٍ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ کَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَاَلَتِ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِکَ عِرْقٌ وَّلَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَۃُ
فَدَعِی الصَّلٰوۃَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ فاطمہ ابی حبیش کی بیٹی
استحاضہ کی جاتی تہی یعنے اسکو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا تہا سو اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا حکم پوچہا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خون ایک رگ سے آتا ہے حیض کا خون نہین (جو نماز سے مانع ہو) سو جب حیض آجاوے
یعنے جن دنون مین حیض آنے کی عادت ہو وہ آجاوین تو نماز کو چہوڑ دے اور حیض کے دن گذر جاوین تو غسل کر

یعنے حیض کی پلیدی سے پاک ہونے کے واسطے اور نماز پڑھ کہ اب نماز کے منع کا وقت گذر چکا ہے ف
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ مین حیض کے آنے اور بند ہونے کی نشانی ہے کہ جو دن حیض کے مقرر رکھے
ہون یا جن دنون مین استحاضہ سے پہلے حیض آنے کی عادت تھی وہ دن آجاوین اور گذر جاوین واللہ اعلم
بَابُ لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ عورت حیض کیحالت مین نماز کو چھوڑ دیوے اور پھر اسکو قضا نہ
کرے **وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْسَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ** یعنے
جابر اور ابو سعید رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض والی عورت نماز کو چھوڑ دیوے
یعنے حیض بند ہوجانے کے بعد بھی قضا نہ کرے اسلیے کہ نماز اسکو معاف ہے **حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ**
اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ اَتَجْزِيْ
اِحْدَانَا صَلٰوتُهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَا يَاْمُرُنَا بِهٖ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهٗ ترجمہ معاذہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عائشہ رضہ
سے پوچھا کہ جب کوئی عورت حیض سے پاک ہوجاوے تو کیا نماز کو قضا کرکے پڑھ لیوے یعنے وہ نماز جو حیض کے
دنون مین فوت ہوچکی ہے سو عائشہ رضے اللہ تعالے عنہا نے کہا کہ کیا تو خارجیون کی قوم سے ہے مقرر ہمکو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین حیض آیا کرتا تھا تو حضرت ہمکو نماز قضا کرنے کا حکم نہین فرماتے تھے
یا یہ فرمایا کہ ہم نماز کو قضا نہین کیا کرتے تھے (یہ راوی کا شک ہے) ف حروریہ منسوب ہے طرف حرورا کی اور ۱۹۰
حرورا شہر ہے دو میل پر کوفے سے سب سے اول خارجیون کی جماعت وہان سے پیدا ہوئی جنہون نے حضرت علی
سے بغاوت کی سو جو خارجیون کا مذہب رکھتا ہو وہ اسی نام سے مشہور ہے سو انکا اعتقاد یہ ہے کہ جو حدیث
ظاہر قرآن کی مخالف ہو وہ مردود ہے اور یہ مسئلہ اسی قبیل سے ہے کہتے ہین حیض والی پر نماز کا قضا کرنا واجب ہے
اسلیے کہ ظاہر قرآن سے نماز کا قضا کرنا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے سو عائشہ رضہ نے اسکو
جواب دیا کہ حیض کے دنون کی فوت شدہ نمازون کا قضا کرنا واجب نہین اسلیے کہ اس حکم نماز کے بیان کرنے
کی سخت حاجت تھی واسطے بار بار آنے حیض کے حیاتی مین حضرت کی اور جب کہ آپنے باوجود بار بار آنے
حیض کے نماز کا قضا کرنا بیان نفرمایا تو معلوم ہوا کہ نماز کا قضا کرنا واجب نہین ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ
آپنے حیض کے فوت شدہ روزون کے قضا کرنے کا حکم فرمادیا اور لفظ قضا کا معنے عمل کرنا ہے بعد گذر جانے
اپنے وقت کے اور کبھی اس لفظ کا معنے وقت پر ادا کرنیکا بھی آتا ہے جیسے کہ تقضی الحائض المناسک مین ہے
یعنے عورت حیض کی حالت مین حج کی عبادتون کو ادا کرے **بَابُ النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِيْ ثِيَابِهَا**
حیض کی حالت مین عورت کے ساتھ سونے کا بیان جس وقت کہ عورت اپنے حیض والے کپڑون مین ہو حدثنا

سعد بن حفص قال ثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن زینب بنت ابی سلمۃ حدثتہ
ان ام سلمۃ قالت حضت وانا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمیلۃ فانسللت
فخرجت منھا فاخذت ثیاب حیضتی فلبستھا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انفست قلت نعم فدعانی فادخلنی معہ فی الخمیلۃ قالت وحدثتنی ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم کان یقبلھا وھو صائم وکنت اغتسل انا والنبی صلی اللہ علیہ و
سلم من اناء واحد من الجنابۃ ترجمہ ام سلمہ رضہ سے روایت ہی کہ مجھکو حیض آگیا اس حالت مین کہ مین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر مین لیٹی ہوئی تھی سو مین آہستہ سرک کر اُس چادر سے نکل
گئی سو مینے اپنی حیض کے کپڑے (جو خاص حیض کے دنون کے لیے بنائی ہوئی تھے لیکر پہن لیے سو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ کیا تجھکو حیض آگیا ہے مینے عرض کی کہ ہان حیض آگیا ہے سو مجھکو آپنے بلایا اور
اپنے ساتھ چادر مین داخل کیا اور دوسری حدیث ام سلمہ نے یہ بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو روزہ
کی حالت مین چوما کرتے تھی اور مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونو ملکر ایک برتن سی غسل کیا کرتی
تھی جنابت کی سبب سے **ف** حضرت ام سلمہ ایک جوڑا کپڑے خاص حیض کے لیے بنا رکھے تھی جب حیض کے دن
191 آتے تو انکو پہن لیتین اور گذر جاتے تو اتار کر انکو رکھہ دیتین اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جس وقت عورت کو
حیض آتا ہو اور اُسنے اپنی حیض والے کپڑے پہن لیے ہون تو اس حالت مین مرد کو اُسکے ساتھ سونا جائز ہے

باب من اتخذ ثیاب الحیض سوی ثیاب الطھر حیض کے واسطے علیحدہ کپڑے بنا رکھنے کا بیان

حدثنا معاذ بن فضالۃ قال ثنا ھشام عن یحیی عن ابی سلمۃ عن زینب بنت ابی سلمۃ
عن ام سلمۃ قالت بینا انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعۃ فی خمیلۃ حضت فانسللت
فاخذت ثیاب حیضتی فقال انفست فقلت نعم فدعانی فاضطجعت معہ فی الخمیلۃ
ترجمہ ام سلمہ رضہ سے روایت ہی کہ جس حالت مین کہ مین حضرت کی ساتھ ایک چادر مین لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک
مجھکو حیض آگیا سو مین آہستہ سرک کر نکل گئی اور اپنی حیض کے کپڑے لیکر پہن لیے سو آپنے فرمایا کیا تجھکو
حیض آگیا ہے مینے عرض کی ہان سو مجھکو آپنے بلایا سو مین آپکے ساتھ ملکر چادر مین لپٹ گئی **ف** اس
حدیث سی معلوم ہوا کہ حیض کے دنون مین پہننے کی لیے ایک جوڑا علیحدہ کپڑے بنا رکھنا جائز ہے کسی قسم کا
اسمین گناہ نہین ہے **باب** شھود الحائض العیدین ودعوۃ المسلمین ویعتزلن المصلی
حیض والی عورتون کے عیدگاہ مین جانے اور مسلمانون کی ساتھ دعا مین شریک ہونے کا بیان اور عورتون کے
عیدگاہ سی کنارے رہنے کا بیان **حدثنا** محمد بن سلام قال اخبرنا عبد الوھاب عن ایوب

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي
خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ اُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ اُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ
غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِي مَعَهُ فِي سِتٍّ قَالَتْ فَكُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمٰى وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَأَلَتْ اُخْتِي
النَّبِيَّ اَعَلٰى اِحْدَانَا بَأْسٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا
مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا اَسَمِعْتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِاَبِي نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِي سَمِعْتُهُ يَقُولُ
تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ اَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَيَعْتَزِلُ
الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ فَقَالَتْ اَلَيْسَتْ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا

ترجمہ حفصہؓ سے روایت ہے کہ ہم منع کیا کرتے تھے نوجوان عورتوں کو عیدوں میں نکلنے سے سو ایک عورت آئی
بنی خلف کے محل (نام ہے ایک جگہ کا بصرہ میں) میں اتری سو اسنے حدیث بیان کی اپنی بہن سے اور اسکی بہنوئی
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لشکر (کافروں سے) بارہ لڑائیں کی تھیں اس عورت نے کہا کہ چھ
لڑائیوں میں میری بہن بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی (اسکی بہن کہتی ہے) سو ہم زخمیوں کا
علاج کیا کرتی تھیں اور بیماروں کے سر پر کھڑی رہتی تھیں یعنے انکی خبرگیری کیا کرتی تھیں سو میری بہن نے ١٩٢
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا عیدگاہ کی طرف نکلنے
میں اسکو کچھ گناہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ پہنا دے اسکو ساتھ والی اپنی چادر سے
(یعنے اپنی چادر کا ایک کنارہ اوپر اڑھا دیوے یا بطور عاریت کوئی دوسری فاضل چادر اسکو پہننے کے لیے دیوے)
اور چاہیے کہ حاضر ہووے نیکی کی مجلس میں اور مسلمانوں کی دعا میں (حفصہ کہتی ہیں) سو جب ام عطیہ آئی تو
اس سے پوچھا کہ کیا یہ حدیث مذکور تونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اسنے کہا کہ میرا باپ آپ پر قربان
ہو ہاں میں نے یہ حدیث آپ سے سنی ہے اور ام عطیہ جب حضرت کا نام لیتے تھے تو یہ کلمہ کہتی تھیں کہ میرا باپ آپ
پر قربان ہو میں نے آپ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (عید کے دن) باہر نکلیں نوجوان عورتیں اور پردہ نشینان اور
حیض والیاں اور چاہیے کہ حاضر ہوویں نیکی کی مجلس میں اور مسلمانوں کی دعا میں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ
سے کنارے رہیں اور ردہ میں حفصہ کہتی ہیں میں نے (ام عطیہ کو) کہا کہ کیا حیض والی عورتیں بھی عید کو دن باہر نکلیں یعنے
انکو نکلنا نہیں چاہیے اسنے جواب دیا کہ کیا حج کے دن عرفات میں حاضر نہیں ہوتے ہیں اور ایسی جگہ اور
ایسی جگہ یعنے منیٰ و مزدلفہ وغیرہ میں یعنے جب عرفات وغیرہ میں حیض والی عورتیں حاضر ہوتی ہیں تو پھر عیدگاہ
کی طرف نکلنے میں کیا گناہ ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورتوں اور نوجوان عورتوں کو

عیدگاہ کیطرف نکلنا جائز بلکہ مستحب ہے اور حفصہ ان عورتون کو عیدگاہ کیطرف نکلنے سے منع کیا کرتین تہین سو جب
ام عطیہ سے یہ حدیث سنی تو پہر منع کرنے سے باز آگئین اور شاید یہ حدیث پہلے انکو نہین پہونچی ہوگی اور یہی مذہب
ہے صدیق اکبر اور حضرت علی رض اور عبداللہ بن عمر اور ام عطیہ وغیرہ کا اور ابن مسعود اور عائشہ رض وغیرہ عیدگاہ
کی طرف عورتون کی نکلنے کو منع کرتے ہین اور یہی مذہب ہے اکثر علما شافعیہ اور حنفیہ کا مگر یہ حدیث سب پر مقدم
ہے اور منع کی کوئی دلیل نہین اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ نیکی کی مجلسون مین جیسے علم اور ذکر اور وعظ
وغیرہ کی مجلسون مین حاضر ہونا بہت ضروری ہے اور حیض والی عورت بہی ان مجلسون مین حاضر ہووے
اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر عورت کو چادر نہ ملے تو عیدگاہ کیطرف نہ نکلے **بَابٌ اِذَا حَاضَتْ فِیْ
شَهْرٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَاءُ فِي الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ فِيْمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ
تَعَالٰى وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ** باب ہے بیان مین اسکے کہ جب عورتکو
ایک مہینے مین تین حیض آجاوین تو اسکا کیا حکم ہے اور عورتون کی بات کو حیض اور حمل کے ظاہر کرنے
کے باب مین سچا جاننا جہانتک کہ ممکن ہو حیض سے ساتہہ دلیل اس آیت کی اور نہین حلال ہے واسطے
طلاق والی عورتون کے کہ چہپائین اس چیز کو جو پیدا کیا ہے اللہ نے اُنکے شکمون مین فرزند یا حیض سے
۱۹۳ یعنے حمل کے وقت اسکو یہ کہنا جائز نہین کہ مجہکو حیض آگیا ہے اور حیض کے وقت اسکو یہ کہنا جائز نہین کہ
مجہکو پاکی حاصل ہوگئی ہے اسلیے کہ اسمین عدت معلوم نہین ہوگی اور حق رجعت کا باطل ہو جاویگا اور
جب کہ حمل اور حیض انکو چہپانا جائز نہ ہوا تو جو وہ کہینگی پس لامحالہ قول انکا اس باب مین معتبر ہوگا پس یہ آیت
دلیل ہے اسپر کہ حیض اور حمل کے اظہار کرنے مین قول انکا مقبول ہے والا انکو منع کرنے مین کچہ فائدہ نہین
پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عورت ایک مہینے مین تین حیض آجانے کا دعوی کرے تو قول اُسکا معتبر ہوگا اسلیے
کہ یہ ممکن ہے اور ایک مہینے مین تین حیض آسکتے ہین بس یہی وجہ ہے مطابقت اس آیت کی ساتہ اس جزو
کی اور دوسری جزو ترجمہ کی آیت کو ساتہہ بلکہ بمنزلہ دلیل کے ہے پہلی جزو ترجمہ سے واللہ اعلم **وَيُذْكَرُ عَنْ
عَلِيٍّ وَّشُرَيْحٍ اِنْ جَاءَتْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ بِطَانَةِ اَهْلِهَا مِمَّنْ يُّرْضٰى دِيْنُهٗ اَنَّهَا حَاضَتْ ثَلَاثًا فِيْ شَهْرٍ صُدِّقَتْ**
یعنے حضرت علی رض اور شریح قاضی سے روایت ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے خاص لوگون سے کئی گواہ دیندار اور عادل پیش
کرے اس بات پر کہ مجہکو ایک مہینے مین تین حیض آگئے ہین تو اُسکی اس قول مین تصدیق کی جاویگی اور اس قول کو
قبول کیا جاویگا **ف** مراد گواہون سے عورتین ہین جو اسکے رازکی واقف ہون پس اگر وہ عورتین اس بات کی
گواہی دین کہ اسکو ایک مہینے مین تین حیض آئے ہین تو انکا قول مقبول ہوگا اور عدت گذر جاویگی اور پوری حدیث حضرت
علی اور شریح کی یہہ ہے جو دارمی مین شعبی سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت علی رض کے پاس اپنے خاوند سے

جھگڑتی ہوئی آئی کہ اُسکے خاوند نے اُسکو طلاق دیدی تھی پس اس عورت نے آکر کہا کہ مجھکو ایک مہینے مین تین حیض
آچکی ہین پس حضرت علی رض نے شریح سے کہا کہ ان دونون کا فیصلہ کر دے اُسنے جواب دیا کہ آپ کے ہوتے ہوے
مجھکو منتوی دینا اور فیصلہ کرنا جائز نہین ہے حضرت علی رض نے فرمایا انکا فیصلہ کر دو پھر شریح نے یہ کلام کہی
جسکا ابھی ترجمہ ہو چکا ہے لیکن دارمی مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ہر حیض کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے
پس شریح نے کہا کہ جائز ہے اس عورت کو نکلنا عدت سے اور نکاح کرنا دوسرے خاوند سے سو حضرت علی رض
نے شریح کا یہ فیصلہ سنکر فرمایا کہ خوب کیا ہے تمنے خوب کیا ہے تمنے یہ فیصلہ **وَقَالَ** عَطَاءٌ اَقْرَاءُهَا مَا كَانَتْ
یعنے عطا نے کہا کہ حیض اُسکا وہی معتبر ہے جو پہلے طلاق سے تھا **ف** یعنے اگر کسی عورت کو طلاق ملے تو اُسکی عدت
مین وہ حیض معتبر ہوگا جو طلاق سے پہلے عدت تھی تو پس اگر طلاق سے پہلے مثلاً اُسکی ہمیشہ کی یہ عادت
رہی مہینے مین اسکو ایک حیض آیا کرتا تھا تو اب اُسکی عدت مین بھی یہی حیض معتبر ہوگا پس جب تین مہینے
گذر جاوینگے تو اسکی عدت تمام ہوگی اور اگر اب اسنے طلاق کے بعد یہ دعوی کیا کہ مثلا مجھکو ایک مہینے مین تین
حیض آچکے ہین تو اُسکا یہ دعوی ہرگز مقبول نہین ہوگا یہ عطا کا قول ہے وَبِهٖ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ یعنے ابراہیم نخعی کا
قول بھی عطا کے قول کے موافق ہے وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْحَيْضُ يَوْمٌ اِلٰى خَمْسَةَ عَشَرَ یعنے عطا نے کہا کہ اقل
مدت حیض کی ایک دن رات ہے اور اکثر مدت اُسکی پندرہ دن ہین **ف** امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور یہ قول ابو
حنیفہ کے مذہب کے مخالف ہے **وَقَالَ** مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ سَاَلْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرَى الدَّمَ
بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ اَيَّامٍ قَالَ النِّسَاءُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ یعنے معتمر اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اُسنے
کہا کہ مَین نے ابن سیرین سے پوچھا اس عورت کا حکم جو حیض سے پانچ دن کے بعد جدید خون دیکھے (یعنے یہ خون حیض
جدید ہو سکتا ہے اور یہ پانچ دن اقل طہر ہو سکتے ہین یا نہین) سو ابن سیرین نے کہا کہ عورتین اس حکم سے زیادہ
تر واقف ہین یعنے اگر عورتین اس خون جدید کو حیض جدید ٹھیراوین تو اُسکو قبول کرنا چاہیے **ف** ان
سب معلقات مذکورون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حیض کی کوئی حد معین نہین ہے بلکہ وہ عورت کی کہنے پر
موقوف ہے بشرطیکہ ممکن ہو اور جبکہ حیض کی کوئی حد مقرر نہوئی اور عورت کے قول پر موقوف ہوا تو اب جو
عورت کہیگی اسکو قبول کیا جاویگا پس اگر عورت کہے کہ ایک ماہ مین مجھکو تین حیض آگئے ہین تو اسکا یہ قول ضرور
قبول ہوگا اور اُسکی عدت گذر جاویگی اور یہی وجہ ہے مناسبت ان اقوال کی ترجمہ سے اور مدت عدت
طلاق کی ابو حنیفہ کے نزدیک ساٹھ دن ہین اسلیے کہ طلاق شرعی ابتدای طہر مین ہوتی ہے اور عدت
تین حیض ہین اور اقل طہر پندرہ دن ہین اور اقل حیض تین دن ہین اور جب طلاق ابتدا طہر مین واقع ہو
اور اقل حیض کو اعتبار کیا جاوے تو اقل حیض کا وہان اعتبار نہین کیا جاویگا اسلیے کہ اقل طہر اور اقل

۱۹۴

حیض آپسمین جمع نہین ہوتے ہین بلکہ باعتبار غالب عادت کو نصف اکثر مدت حیض کا کہ پانچ دن ہین جاوینگے
اسیطرح دو طہر اور لیے جاوینگے اور دو حیض پس جملہ ساٹھہ دن ہونگے اور صاحبین کے نزدیک انتالیس دن ہین
باعتبار اقل حیض کے اولا اور اقل طہر کے پس تین حیض ہونگے اور دو طہر ہونگے اور یہی ہے مذہب امام
نووی کا اور امام شافعی کے نزدیک مدت عدت کی تین طہر ہین اور اقل طہر پندرہ دن ہین اور اقل حیض کے
ایک دن رات ہی پس اگر ایسے طہر مین طلاق واقع ہو جس سے کہ صرف ایک ہی لحظہ باقی رہتا ہو اسکو ایک
طہر شمار کرتے ہین اور ایک دن حیض لیتے ہین اور پندرہ دن دوسرا طہر اور پہر ایک دن حیض اور پندرہ دن تیسرا
طہر پس جملہ بتیس دن اور ایک لحظہ ہوئے اور یہ موافق ہے واسطے قصہ علی اور شریح کے جب ختم کیا جاوے
ذکر شہر کا او سمین اوپر لغو کرنے کسرہ کے اور اہل مدینہ کے نزدیک عدت اکثر عورتون کی عرف پر موقوف ہی
ایک دو عورتون کے حیض کا کچہ اعتبار نہین ہے اور امام مالک کے نزدیک اقل حیض اور اقل طہر کی کوئی حد معین
نہین مگر جو عورتین بیان کرین **حدثنا** احمد بن ابی رجاء قال اخبرنا ابو اسامة قال سمعت هشام
ابن عروة قال اخبرني ابي عن عائشة ان فاطمة بنت ابي حبيش سالت النبي صلى الله عليه و
سلم فقالت اني استحاض فلا اطهر افادع الصلوة قال لا ان ذلك عرق ولكن دعي الصلوة
قدر الايام التي كنت تحيضين فيها ثم اغتسلي وصلي **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ فاطمہ بنت ۱۹۵
ابی حبیش کی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسنے عرض کی کہ مجھکو استحاضہ کا خون ہر وقت جاری
رہتا ہے سو کیا چھوڑدون نماز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو نہ چھوڑ مقرر یہ خون ایک رگ کا
ہے یعنے یہ حیض کا خون نہین کہ نماز کو مانع ہو ولیکن چھوڑ دے نماز کو مقدار ان دنون کے جنمین تجھکو حیض آیا کرتا
تہا پھر غسل کر اور نماز پڑھ یعنے بعد گذر جانے دنون حیض کے **ف** اس حدیث مین مدت حیض کو اسکی امانت
پر سپرد کیا اور اسکی عادت پر موقوف رکھا اور یہ مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف اشخاص کے پس اگر وہ
کہے کہ مجھکو ایک مہینہ مین تین حیض آگئے ہین تو اسکو قبول کیا جاویگا **باب** الصفرة والكدرة في غير
ايام الحيض عورت کو رحم سے غیر دنون حیض مین زرد پانی اور سیاہ پانی آنے کا بیان **حدثنا** قتيبة
بن سعيد قال ثنا اسمعيل عن ايوب عن محمد عن ام عطية قالت كنا لا نعد الكدرة
والصفرة شيئا **ترجمہ** ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ ہم زرد پانی اور سیاہ پانی کو کوئی چیز نہین گنا کرتے تہے یعنے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پس یہ حدیث حکما مرفوع ہے **ف** یعنی حیض کے غیر دنون مین عورت کو رحم سے
زرد پانی اور سیاہ پانی آنا حیض نہین ہے اور نماز روزہ کو منع نہین کرتا ہے بلکہ اوسمین نماز پڑہنی اور روزہ
رکہنا جائز ہے اور غیر ایام الحیض کی قید سے معلوم ہوتا ہی کہ حیض کے دنون مین زرد اور سیاہ پانی

رحم سے آوے وہ حیض ہے جبتک کہ خالص سفید پانی نہ آوے **باب** عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَۃِ خون استحاضہ کی رگ کا
بیان حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ قَالَ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِیْسٰی عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ ٥٧
عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَۃَ اُسْتُحِیْضَتْ سَبْعَ
سِنِیْنَ فَسَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَھَا اَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ ھٰذَا
عِرْقٌ فَکَانَتْ تَغْتَسِلُ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ مقرر ام حبیبہ (زوجہ عبدالرحمن بن عوف)
کو سات برس تک خون استحاضہ جاری رہا سو اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یعنے ہمین نماز روزے کا
کیا حکم ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو غسل کرنا فرمایا اور فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے (یعنے یہ خون اُس سے
آتا ہے) سو ام حبیبہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتے تھے **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسکو غسل کا حکم فرمایا
تو اس سے ہر نماز کے لیے غسل کرنا ثابت نہین ہوتا ہے اگر تسلیم کیا جاوے تو اسکو استحباب پر عمل کیا جاویگا نہ
وجوب پر اسلیے کہ فاطمہ بنت حبیش کو آپنے ہر نماز کے لیے وضو کرنا فرمایا غسل کرنا نہین فرمایا پس ام حبیبہ کی اس حدیث
کو استحباب پر عمل کیا جاویگا تاکہ دونو حدیثون مین تطبیق ہو جاوے یا اسکی عادت تھی ہر نماز کے ساتھہ غسل کرنے
کی واسطے سہرائی بدن کے **باب** الْمَرْاَۃِ تَحِیْضُ بَعْدَ الْاِفَاضَۃِ یعنے طواف زیارت کر لینے کے بعد اگر عورت
کو حیض آجاوے تو اسکا کیا حکم ہے طواف وداع سے منع کرتا ہے یا نہین **ف** طواف افاضہ کہتے ہین طواف ١٩٦
زیارت کو جو بعد تمام کرنے سب عبادتون حج کے منا سے پہر کر دسوین کے دن خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہین +
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
حَزْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا
قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلَّھَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَکُنْ طَافَتْ مَعَکُنَّ فَقَالُوْا بَلٰی قَالَ
فَاخْرُجِیْ **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا حضرت
مقرر صفیہ کو حیض آگیا ہے آپنے فرمایا شاید وہ روک رکھیگی ہمکو یعنے مکہ سے نکلنے سے کیا تمہارے ساتھہ ملکر اوسنے
طواف زیارت نہین کیا تہا سب نے عرض کی ہان کیا تہا سو فرمایا پس نکل چل مکہ سے یعنی طواف زیارت کر لینے سے
طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے **ف** یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے کہ جب آپ اور آپ کی سب بیویان ارکان حج سے
فارغ ہو چکے تو آپ کی بیوی صفیہ کو حیض آگیا سو عائشہ رض نے یہ حال حضرت سے بیان کیا آپنے فرمایا کہ طواف
زیارۃ کر لینے سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے اب اسکی نا کرنے سے کوئی گناہ نہین ہے بلکہ بغیر اسکے وطن کو چلے
جانا جائز ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو طواف وداع کرنا جائز نہین ہے اسلیے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو حالت حیض مین طواف وداع کرنے سے منع فرمایا باوجودیکہ سنت ہی اور ہی

وجہ مناسبت اسکی ترجمہ سے **حَدَّثَنَا** مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا حَاضَتْ **ترجمہ** ابن عباسؓ نے کہا کہ
حیض والی عورت کو وطن کی طرف چلے جانے کی اجازت دی گئی ہے اگر طواف زیارت کر لینے کے بعد
عورت کو حیض آجاوے تو بے طواف وداع کے وطن کی طرف پھر کر چلے جاوے اور اس حالت مین طواف
وداع ترک کرنے سے کچھ گناہ لازم نہین آتا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ تَنْفِرُ
إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ یعنے طاوس نے کہا کہ ابن عمر پہلے زمانے مین کہا کرتے
تھے کہ بے طواف وداع کے عورت کو وطن کیطرف جانا جائز نہین پھر مینے اُنسے سنا کہتے تھے بے طواف کے چلے جاوے
اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو چلے جانے کی اجازت دیدی ہے **بَابٌ** إِذَا رَأَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ
الطُّهْرَ استحاضہ والی عورت جب پاکی کو دیکھے یعنے خون استحاضہ کا بالکل بند ہو جاوے یا حیض کے دن معتاد
گذر جاوین اور جان لیوے کہ یہ استحاضہ کا خون ہے حیض کا خون نہین ہے تو اسکا کیا حکم ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ
وَتُصَلِّي وَلَوْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَيَأْتِيهَا زَوْجُهَا إِذَا صَلَّتِ الصَّلٰوةُ أَعْظَمُ یعنے ابن عباسؓ نے کہا
کہ وہ عورت اس حالت مین غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ پاکی ایک ہی ساعت حاصل ہووے اور صحبت کرے
اس سے خاوند اسکا جب نماز پڑھے اسلیے کہ نماز بڑی عظیم الشان ہے یعنے جب نماز پڑھنی اسکو جائز ہے تو ١٩٧
اسکے ساتھ جماع کرنا بطریق اولے جائز ہوگا **ف** اس حدیث ابن عباس سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کے ساتھ صحبت
کرنی بعد دیکھنے طہر کے جائز ہے اور غرض امام بخاری کی اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ استحاضہ والی عورت
سے صحبت کرنی جائز نہین **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي
عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض کے دن آجاوین تو
نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض کے دن گذر جاوین تو خون کو دھو ڈال بعد نماز پڑھ **ف** ترجمہ باب مین استحاضہ کا حکم ہے
اور حدیث مین حیض کا حکم ہے تو گویا اس حدیث کو لانے سے اسطرف اشارہ ہے کہ استحاضے کے بند ہو جانیکا حکم حیض
کے بند ہو جانے کی طرح ہے یعنے جب حیض کے بند ہو جانے سے نماز پڑھنی اور جماع کرنا جائز ہے تو استحاضہ کے بند
ہو جانے سے بطریق اولی جائز ہوگا اسلیے کہ استحاضہ مطلقاً نماز کو مانع نہین ہے **بَابُ** الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَ
سُنَّتِهَا یعنے جو عورت جنبی کی بعد نفاس کی حالت مین مر جاوے تو اوسپر نماز جنازہ پڑھنے کا کیا حکم ہے اور اسپر
جنازہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے یعنی امام کہاں پر کھڑا ہووے اسکی کمر کے برابر یا اسکے سر کے برابر **حَدَّثَنَا**
أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

بْرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسْطَهَا ترجمہ سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ مقرر ایک عورت بچہ جنکر مر گئی یعنے حالت
نفاس میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر نماز پڑھی اور اُسکی کمر کے برابر کھڑے ہوئے ف اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جو عورت بچہ جننے کے بعد نفاس کی حالت میں مر جاوے تو اسپر نماز پڑھنی سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
اگر جنازہ عورت کا ہو تو امام کے لیے سنت ہے کہ اُسکی کمر کے برابر کھڑا ہووے اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کی مراد اس
باب سے یہ ہے کہ نفاس والی عورت اگرچہ نماز نہیں پڑھتی ولیکن اور عورتوں کی طرح اسکی ذات پاک ہے واسطے
نماز پڑھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسپر اور اسمیں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ آدمی مرنیکے
بعد ناپاک ہو جاتا ہے اسلیے کہ جب نفاس والی عورت مرنے کے بعد باوجود آلودہ ہونے کے خون سے
ناپاک نہ ہوئی تو صرف موت سے بطریق اولے ناپاک نہیں ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ غرض امام بخاری کی اس
سے یہ ہے کہ اگر نفاس کی حالت میں مر جانے کو حکم شہادت کا ہے ولیکن شہیدوں کی طرح نماز پڑھنے میں
نہیں ہے بلکہ اسکا جنازہ پڑھا جاوے گا اور بعضوں نے کہا غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ جسکی طرف
نماز پڑھی جاوے وہ چیز پاک ہونی چاہیے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ساتھ متصل ہو کر اسکی طرف
نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ نفاس والی کی ذات پاک ہے پلید نہیں اسلیے کہ اگر ذات اسکی پلید ہوتی تو نماز جائز ۱۹۸
نہ ہوتی خصوصًا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نفاس و حیض والی عورت کا ایک حکم ہے پس دونوں
کا بدن پاک ہے مثل اور سب عورتوں کی اقوال اور اتصال میں واللہ اعلم خلاصہ یہ کہ یہ سب مسئلے اس حدیث سے ثابت
ہوتے ہیں خواہ غرض مؤلف کی کچھ ہو باب یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اسلیے کہ اسکو پہلے باب کے
ساتھ مناسبت ہے جیسے کہ ابھی آتا ہے حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ عَوَانَةَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ
شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَكُوْنُ
حَائِضًا لَا تُصَلِّي وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يُصَلِّي عَلٰى خُمْرَتِهِ اِذَا سَجَدَ اَصَابَنِي بَعْضُ ثَوْبِهِ ترجمہ میمونہ رضہ سے روایت ہے کہ مجھکو حیض
آیا کرتا تھا نماز نہیں پڑھتی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کے برابر پاؤں دراز کرکے لیٹی
رہتی اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر نماز پڑھتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو آپکے
کپڑے کا کنارہ مجھکو لگتا تھا یعنے آپ اس کپڑے کو پلید نہ جانتے تھے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
حیض والی عورت کا بدن پاک ہے اگر ناپاک ہوتا تو اسکی طرف منہ کرکے اور اُسکے متصل ہو کے نماز

۵ وخمرة بضم الخاء المعجمة وسكون الميم هو سجادة صغيرة من سعف النخل سميت بذلك لسترها الوجه والكفين من حر الارض وبردها فان كانت كبيرة سميت حصيرا

پڑھنی جائز نہ ہوتی اور اسکے ساتھ کپڑے کا لگ جانا نقصان کرتا پہلے باب سے یہ مناسبت ہے کہ جیسے حائض کا بدن
پاک ہے اور اسکی طرف منہ کرکے نماز پڑھنی جائز ہے ایسے ہی نفاس والی عورت کا بدن بھی پاک ہے اسکی طرف
منہ کرکے نماز پڑھنی بھی جائز ہے

كِتَابُ التَّيَمُّمِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ یعنے یہ کتاب ہے بیان میں
احکام تیمم کے اور بیان میں سبب نزول قول خدا تعالیٰ اور بزرگ شان والے کے کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا
کوئی پاخانہ سے آوے یا عورتوں سے صحبت کرو اور پانی کو نہ پاؤ یا قدرت استعمال کرنے پانی کی نہ ہو تو
قصد کرو زمین پاک کا یعنے اس سے تیمم کرلو پس مسح کرو اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے ف تیمم کا معنی
لغت میں قصد کرنے کا ہے اور شرع میں تیمم کہتے ہیں پاک مٹی سے ہاتھ اور منہ کا مسح کرنا اور ملنا
واسطے پاکی حاصل کرنے کے اس نیت سے کہ نماز جائز ہو جاوے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا
مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ
أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ
النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ 199
عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ
فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ
حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ
عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا
يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ عَلٰى فَخِذِي فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ
بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ ترجمہ
عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنے غزوہ بنی مصطلق میں
یہانتک کہ جب بیدا یا ذات الجیش (یہ دو جگہوں کا نام ہے مکہ اور مدینہ کی راہ میں) میں پہونچے یعنے جنگ سے لوٹ
کر آئے تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی تلاش کیلیے وہاں ٹھہر گئے اور لوگ بھی
آپکے ساتھ ٹھہر گئے یعنے جو لوگ آپکے ساتھ تھے حالانکہ وہاں پانی نہیں تھا یعنے جس سے وضو کریں سو لوگ ابو بکر
صدیق کے پاس آئے (یعنے عائشہ کی چغلی کرنے کیلیے) اور کہنے لگے دیکھو تو عائشہ نے کیا کیا ہے کہ حضرت صلعم

معنی تیمم کے

الله علیہ وسلم اور سب لوگون کو روک کہا ہے حالانکہ پانی نہ تو اُنکے ساتھ ہے اور نہ کہین اِس جگہ مین ہے سو ابوبکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سر کو میری ران پر رکہہ کر سو گئے تھے سو ابوبکر
نے مجھکو کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگون کو روک کہا ہے حالانکہ پانی نہ تو کہین اِس جگہ
مین ہے اور نہ اُنکے ساتھ ہے سو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا سو ابوبکر نے مجھکو سخت جہڑکا اور
جو کچھ خدا نے چاہا سو اُسنے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے بدن مین ٹہوکر مارنے لگے سو مجھکو ہلنے سے
کوئی چیز منع نہین کرتی تھی مگر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر یعنے اگر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا سر میری ران پر نہ ہوتا تو مین اپنی جگہ سے ہل جاتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے
وقت اُٹھے حالانکہ وہان پانی نہین تھا سو خدا نے تیمم کی آیت اُتاری سو لوگون نے تیمم کیا اور نماز
پڑہی پس اسید بن حضیر نے کہا کہ ای ابوبکر کی اولاد یہ تمہاری پہلی برکت نہین یعنے اس قسم کی تمہاری اور بھی برکتین
بہت ہین عائشہ نے کہا سو ہمنے اونٹ کو اُٹھایا سو ہار کو اُسکے نیچے پایا یعنے وہ ہار گم شدہ اُسکے
نیچے سے مل گیا ف غرض امام بخاری کی اس حدیث سے یہ ہے کہ عائشہ نے جو یہ کہا ہے کہ اللہ نے آیت
تیمم کی اُتاری ہے اُس آیت سے مراد آیت سورۂ مائدہ کی ہے جو باب کی ابتدا مین اس حدیث سے پہلے گذر چکی ہے
اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ جہان پانی نہ ہو وہان ٹہیرنا جائز ہے اور ۲۰۰
جس راہ مین پانی نہو اُس راہ مین چلنا جائز ہے دوم یہ کہ امام کو رعیت کے حقوق کا لحاظ کرنا ضرور ہے اگرچہ
تہوڑا ہو اور یہ کہ ضائع شدہ چیز کو تلاش کرنا چاہیے اور جو سفر مین پیچھے رہجاوے اُسکے آنے تک انتظار کرنی
چاہیے اگر میت ہو تو اُسکو دفن کرنا چاہیے سوم یہ کہ کسی عورت کی شکایت اُسکے باپ کی طرف کرنی جائز
ہے چہارم یہ کہ باپ کو اپنی بیٹی کے پاس جانا جائز ہے اگرچہ اُسکا خاوند بہی اُسکے پاس ہو بشرطیکہ صحبت کا
وقت نہ ہو اور بیٹی بہی اُسکے آنے مین راضی ہو پنجم یہ کہ باپ کا اپنی بیٹی کو ادب دینا جائز ہے اگرچہ اُسکی
شادی ہو چکی ہے اور اگرچہ بڑی ہو اور اپنے خاوند کے گہر مین چلی گئی ہو اور یہی حکم جو لوگ اپنے ہاتھ کے
نیچے ہون اُنکو ادب سکہلانا جائز ہے بلا اذن امام کے ششم یہ کہ جس بات مین سونے والے یا نماز پڑہنے
والے یا قرآن پڑہنے والے یا علم کے ساتھ مشغول ہونے کو پریشانی حاصل ہو ایسی چیز اگر کسی کے سبب
آوے تو مستحب ہے کہ اُسپر صبر کرے ہفتم یہ کہ اس آیت سے پہلے وضو کرنا فرض تھا ہشتم یہ کہ اس آیت سے
معلوم ہوتا ہے کہ تیمم مین نیت کرنی واجب ہے اسلیے کہ معنے تیمموا کا یہ ہے کہ قصد کرو اور یہی ہے مذہب تمام
فقہا کا سوا اوزاعی کے اور یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کو اُٹھانا واجب ہے اور ہوا کا چلنا تیمم کے لیے کافی نہین
بخلاف وضو کی اسلیے کہ اگر مینہ برسا اور نیت وضو کی کرلے تو جائز ہے مگر اندہیری مین اگر کوئی تیمم کی

زینت کرلے تو تیمم جائز ہے اور یہ قصہ بعد قصہ افک کے واقع ہوا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ
اُسنے وہ ہار اسماء سے عاریۃً لیا ہوا تھا سو اِن دونوں میں تطبیق اسطور سے ہے کہ نسبت کرنا اس ہار کا طرف
عائشہ کی باعتبار اسکے ہے کہ وہ اسوقت اسکے قبضہ و تصرف میں تھا اور نسبت کرنا طرف اسماء کی باعتبار
اسکے ہے کہ وہ اسکی ملک تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لیجانا
جائز ہے اور عورتوں کو زیور پہننا خاوندوں کی زینت کرنیکے لیے جائز ہے اور یہ کہ عاریت کی چیزوں کو
سفر میں لیجانا جائز ہے جب کہ چیز والے کی رضامندی ہو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْعَوَقِيُّ
قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا
وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ
قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً
٢٠١ ترجمہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو پانچ
نعمتیں ملیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں مجھکو فتح نصیب ہوئی دہاک سے مہینہ بھر کی راہ تک اور
ساری زمین میرے واسطے مسجدگاہ اور پاک کرنیوالی مقرر ہوئی یعنے ہر جگہ نماز اور تیمم درست ہے سو جس مرد کو
میری اُمت سے جہاں نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لیوے اور حلال ہوئی میرے واسطے غنیمت کا مال اور
مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھی اور مجھکو شفاعت کا رتبہ عنایت ہوا اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور
میں تمام عالم کے لوگوں پر بھیجا گیا ف یعنے ان پانچ چیزوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے
افضل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب تھا کہ بادشاہ روم خوف کھاتا تھا اور نصاریٰ کو سوائے عبادت خانے
کے اور جگہ نماز پڑھنا درست نہ تھا امت محمدی کو تمام زمین پر نماز اور تیمم کا حکم ہوا اور غنیمت کا مال بھی انکو
درست ہوا اور قیامت میں اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی پیغمبر شفاعت نہ کرسکے گا اور بعثت
اقلیم کی نبوت کا رتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا بجز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بعض حدیثوں میں چھ چیزوں کا
ذکر ہے سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسپر پیچھے اطلاع ہوئی ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ نوح علیہ السلام کی
نبوت بھی عام تھی اسلیے کہ اگر عام نہ ہوتی تو انکی دعا سے کل خلقت غرق کیوں ہوتی سو جواب اسکا یہ
ہے کہ احتمال ہے کہ انکے زمانہ میں تمام دنیا کی تمام قوموں میں پیغمبر بھیجے گئے ہوں اور نوح علیہ السلام کو بھی
علم حاصل ہوگیا ہو کہ وہ ایمان نہیں لاتے اسلیے سب مخلوق پر بددعا کی پس اس سے انکی نبوت کا عام ہونا لازم

ثابت ہوتا ہی اور حضرت کی نبوت کو عام ہونیکا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آپکی شریعت قیامت تک قائم رہیگی
بخلاف اور نبیون کے کہ انکی شریعت کو ایک دوسرے کی شریعت منسوخ کر دیتی تھی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ نوح کی
پیغمبری کے وقت سواے نوح کی قوم کے کوئی قوم دنیا مین نہ ہوا اور یہ جو فرمایا کہ میرا مہینے کی راہ تک پہونچا ہے
یہ رتبہ آپ کو تنہا ہی ملتا تھا یعنے اگر تنہا ہی ہوتے لشکر نہ ہوتا تو جب بھی آپ سے دشمن خوف کہاتے تھے اور یہ جو
فرمایا کہ سب زمین میرے واسطے پاک کرنیوالی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم ناپاکی کو دور کر دیتا ہے
اور یہ کہ تیمم زمین کی تمام جزون سے جائز ہے اور یہ جو فرمایا کہ مجھکو شفاعت دی گئی ہے تو مراد اُس سے یہ ہی
کہ آپ کی تمام دعائین مقبول ہین اور بعضون نے کہا کہ مراد ان لوگون کا نکالنا ہے آگ سے جنکے دل مین ذرہ
کے برابر ایمان ہوا اسلیے کہ اسے زیادہ مین تو اور نبی بہی شفاعت کرینگے اور بعضون نے کہا کہ آپ کبیرہ گناہون
کی شفاعت کرینگے اور دوسرے نبیون کو یہ رتبہ نہین ملا لیکن یہ پانچ بات پہلے دونو معنے مین مع اسکے علم اور ان خصلتون
کے سوا اور بہی بہت خصلتین ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوئی ہین اور دوسرے نبیون کو نہین ملین
ابو سعید نیشاپوری نے اپنی کتاب شرف المصطفے مین لکہا ہی کہ جو نعمتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص کر دی
گئی ہین اور دوسرے پیغمبرون کو نہین دی گئی ہین وہ ساٹہ خصلتین ہین .... فالحمد للہ علی
ما جعلنا من امة هذا النبي الكريم الرحيم ونسأله ان يدخلنا في شفاعته برحمته وفضله العميم باب اذا لم يجد ماء ولا ترابا ٣٠٢
یعنے جب کہ آدمی کو نہ پانی ملے اور نہ خاک پاک میسر ہو تو اسکا کیا حکم ہے یعنے بے وضو اور بے تیمم کے نماز پڑہنی جائز
ہی یا نہین حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ
جَزَاكِ اللهُ خَيْرًا فَوَاللهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ اِلَّا جَعَلَ اللهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ
خَيْرًا ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ اُسنے اسما اپنی بہن سے ایک ہار مانگ لیا سو وہ کہین گر پڑا اور گم
ہو گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تلاش کے واسطے ایک مرد کو بہیجا سو اس مرد نے اسکو پایا یعنے بعد تلاش کرنے
کے سو لوگون پر نماز کا وقت آیا اور انکے ساتھ پانی نہین تہا سو لوگون نے بے وضو نماز پڑہی اور یہ بات کی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی سو اللہ تعالی نے تیمم کی آیت اتاری سو اسید نے عائشہ رضہ کو کہا کہ اللہ تجھکو نیکی
کا بدلہ دیوے سو قسم خدا کی تجھپر کوئی کام ناگوار نہین اترا مگر اللہ تعالے نے اُسمین تیرے لیے اور مسلمانون کیلیے بہتری کی
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پانی اور مٹی کو نہ پاوے وہ شخص بے وضو اور بے تیمم کے نماز پڑہ لیوے

اور اسپر اسکا دوہرانا نہیں آتا ہے بلکہ وہ نماز واجب ہے اسلیے کہ جیسے تیمم نا مشروع ہونیکے وقت بے وضو نماز پڑھ لینی جائز تہی ایسے ہی تیمم مشروع ہونے کے بعد خاک پاک نہ ملنے سے بے تیمم نماز پڑھ لینا بھی درست ہے اور جیسے کہ فقط پانی کے نہ ملنے سے انکو بے وضو نماز پڑھ لینا درست ہوا ایسے ہی اگر دونوں نہ ملیں تو جب بھی بے وضو نماز پڑھ لینی جائز ہوگی اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے پس اس سے ثابت ہوا کہ جو پانی اور مٹی کو نہ پاوے اسپر نماز فرض ہے اسلیے کہ صحابہؓ نے واجب جانکر نماز پڑہی تہی سو اگر ایسی حالت میں نماز پڑہنی منع ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انپر انکار فرماتے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور جمہور محدثین کا **بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ** **وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ** اگر وضو کے لیے پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت مقیم یعنے گہر میں رہنے والے کو بھی تیمم کرنا جائز ہے اور یہی قول ہے عطا تابعی کا ف یعنے جو آدمی کہ اپنے گہر میں رہتا ہو یعنے سفر میں نہو تو اگر اسکو بھی وقت گہر میں وضو کے لیے پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اسوقت اسکو اپنے گہر میں بھی تیمم سے نماز پڑہنی جائز ہے اور اسیطرح جو شخص کہ پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو اسکو بھی گہر میں تیمم کرنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا ولیکن انکے نزدیک قضا کرنا واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک گہر میں تیمم کرنا کسی وقت جائز نہیں **وَقَالَ الْحَسَنُ** ط یعنے اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کسی بیمار کے پاس پانی ہو مگر اسکو پانی پکڑا دینے والا وہان کوئی موجود نہیں تو اسوقت اس بیمار کو تیمم کرنا جائز ہے **وَاَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ** ط یعنے ابن عمر اپنی زمین سے جو جرف (ایک جگہ کا نام تین میل مدینہ سے) میں تہی آئے یعنے اپنی زمین کو دیکھ کر مدینہ کو آئے) سو مربد (یہ بھی ایک جگہ کا نام ہے دو میل مدینہ سے یہان چارپائے باندہے جاتے تہے) میں نماز عصر کا وقت ہو گیا سو ابن عمر نے تیمم سے وہان نماز پڑہی پہر مدینہ میں آئے حالانکہ آفتاب بلند تہا سو نماز کو نہ دوہرایا ف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر گہر میں تیمم کر لینے کو جائز جانتے تہے کیونکہ دو تین میل کو بالاتفاق سفر نہیں کہا جاتا ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت اسکی ترجمہ سے اور اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر نے وقت فوت ہو جانیکا کچہ لحاظ نہیں کیا اسلیے کہ جب وے مدینہ میں داخل ہوئے اسوقت آفتاب بہت بلند تہا ولیکن شاید انکو گمان ہوا ہوگا کہ مدینہ پہنچ جانے تک وقت نہیں رہیگا اور ابن عمر کی نماز نہ دوہرانے سے قضا کے ساقط کرنے پر استدلال نہیں ہو سکتا ہے اسلیے کہ نماز بر اس احتمال کے لازم آتا ہے کہ اسکی قضا بالاتفاق ساقط ہو جاوے حالانکہ علماء کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے امام شافعی کے نزدیک اسپر دوہرانا واجب ہے تو میں نے بعضون سے کہا کہ شاید ابن عمر کا ظہر کا وضو باقی ہوگا انہون نے چاہا ہوگا کہ مدینہ میں ہو جب پانی نہ پایا تو صرف تیمم ہی پر اکتفا کیا لیکن توجیہ ٹہیک نہیں ہے اسلیے کہ وضو کے ہوتے تیمم کرنا محض لغو بات ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ**

الاعرج قال سمعت عميرا مولى ابن عباس قال اقبلت انا وعبد الله بن يسار مولى ميمونة زوج
النبي صلى الله عليه وسلم حتى دخلنا على ابي جهيم بن الحارث بن الصمة الانصاري فقال
ابو جهيم اقبل النبي صلى الله عليه وسلم من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد عليه
النبي صلى الله عليه وسلم حتى اقبل على الجدار فمسح بوجهه ويديه ثم رد عليه السلام
ترجمہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہو کہ مین اور عبداللہ بن یسار ہم دونوا ابوجہیم بن حارث کے پاس آئے
سو ابوجہیم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ایک ش ن) بیر جمل (ایک کنوان ہے مشہور مدینہ مین) کی طرف سے
تشریف لائے سو آپ کو ایک مرد راہ مین ملا سو اُسنے حضرتؐ پر سلام کہی سو آپ نے اسکو سلام کا جواب نہ دیا
یہانتک کہ آپ ایک دیوار کے پاس گئے اور تیمم کیا پھر اسکو سلام کا جواب دیا ف غرض امام بخاری کی اس حدیث
سے یہ ہو کہ مقیم کو اپنے گہر مین پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کرکے نماز پڑھ لینی جائز ہے اسلیے کہ جب باوجود
وضو جائز ہونے جواب سلام کے ادا کرنے کے لیے گہر مین تیمم کر لیا تو اب جو شخص کہ فوت ہو جانے نماز کا خوف
کرتا ہو اسکو گہر مین تیمم کرنا بطریق اولی جائز ہوگا اسلیے کہ باوجود قدرت کے بے وضو کی نماز جائز نہین ہے
پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم کے وقت آپکو
پانی نہین ملا ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اس تیمم سے ناپاکی دفع کرنا اور نماز ۲۰۴
کا جائز ہونا نہین تہا بلکہ آپ کی غرض یہ تھی کہ آپ وضو کرنیوالون سے مشابہت حاصل کرین تاکہ ناپاکی ہلکی
ہو جاوے جیسے کہ جنبی کے واسطے وضو کرنے سے ناپاکی ہلکی ہو جاتی ہے پس اس صورت مین حدیث ترجمہ
موافق ہوگی **باب** هل ينفخ في يديه بعد ما يضرب بهما الصعيد للتيمم ترجمہ تیمم کیوقت دونون
ہاتھون کو زمین پر مارنے کے بعد پہونک لینا کیسا ہے **حدثنا** آدم قال ثنا شعبة قال ثنا الحكم
عن ذر عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه قال جاء رجل الى عمر بن الخطاب فقال
اني اجنبت فلم اصب الماء فقال عمار بن ياسر لعمر بن الخطاب اما تذكر انا كنا في سفر انا وانت فاجنبنا
فاما انت فلم تصل واما انا فتمعكت فصليت فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى
الله عليه وسلم انما كان يكفيك هكذا فضرب النبي صلى الله عليه وسلم بكفيه الارض ونفخ فيهما
ثم مسح بهما وجهه وكفيه ترجمہ عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہو کہ ایک مرد حضرت عمرؓ کے پاس آیا
سو اُسنے کہا کہ مجھکو نہانے کی حاجت ہو گئی ہے اور مجھکو پانی نہین ملا سو عمار نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ کیا
تجھکو معلوم نہین ہے کہ ہم دونو ایک سفر مین تھے سو ہمکو نہانے کی حاجت ہو گئی سو لیکن تو نے تو نماز نہین پڑہی
تھی اور لیکن مین تو زمین پر لوٹا جیسے کہ جانور لوٹتا ہے سو زمین پر لوٹ کرکے مینے نماز پڑھ لی سو مینے اگر یہ قصہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا سو حضرت نے فرمایا کہ تجھکو تو بس یہی کفایت کرتا تھا کہ تو مارتا اپنے دونو
ہاتھون کو زمین پر اسطرح پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونو ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور انکو پھونکا پھر ملا اپنے
منہ اور دونو ہتھیلیون کو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم مین یہی واجب فقط ایکبار زمین پر ہاتھ مارنا
اور اپنے دونو ہتھیلیون کو ملنا ہے چنانچہ اس حدیث مین مذکور ہے اور اسپر زیادہ کرنا یعنے دوبار زمین پر
ہاتھ مارنے اور کہنیون تک ہاتھون کو ملنا اگر صریح امر سے ثابت ہوتا تو پہلی صورت منسوخ ہو جاتی اور اسکا
قبول کرنا واجب ہو جاتا و لیکن زمین پر دوبار ہاتھ مارنے فقط فعل سے ثابت ہوتا ہے پس اس سے وجوب
ثابت نہین ہو سکیگا پس اسکو فضیلت پر محمول کیا جاویگا اور یہی بات بہت ظاہر ہے دلیل کی اس
(فتح) اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تیمم مین تکرار مستحب نہین اسلیے کہ تکرار عدم تخفیف کو مستلزم ہے اور
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص وضو مین مسح سر کے بدلے سر کو دھو ڈالے تو کفایت کرتا ہے اسلیے کہ عمار رضی
تیمم کے لیے مٹی مین لوٹے اور انکو یہ کافی ہو گیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تیمم کے لیے ہاتھون کو زمین
پر مارے اور ہاتھون کو بہت مٹی لگ جاوے تو بعد مارنے کے مستحب ہے کہ انکو پھونک لیوے تاکہ ہاتھون سے مٹی
کم ہو جاوے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے **بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ** یعنے تیمم
مین فقط منہ اور دونو ہتھیلیون کا مسح کرنا کافی ہے اور کہنیون تک مسح کرنا واجب نہین **حَدَّثَنَا** ۲۰۵
حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ ترجمہ عبد الرحمن بن ابزی
سے روایت ہے کہ حضرت عمار رضی نے یہ حدیث بیان کی یعنے جو ابھی پہلے باب مین گذر چکی ہے لیکن اس روایت
مین حجاج حضرت عمر کا قصہ مذکور نہین ہے) حجاج نے لکہا کہ شعبہ نے اپنے دونو ہاتھ زمین پر مارے یعنے تعلیم کے
واسطے) پھر ملا اسنے اپنے منہ اور دونو ہتھیلیون کو اور یہان تعلیق بیان کرنے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے
کہ جیسے حکم راوی نے اس حدیث کو اپنے استاد ذر سے سنا ہے ایسے ہی اسکو ذر کے استاد سے بھی سنا ہے یعنے
استاد الاستاد سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم مین فقط اپنے منہ اور دونو ہتھیلیون کو ملنا کافی ہے
اور اس سے تیمم جائز ہو جاتا ہے کہنیون تک مسح کرنا لازم نہین کہ بے اسکے تیمم جائز نہو شیخ ابن حجر نے فرمایا
کہ تیمم کے بیان مین جسقدر حدیثین ہین سب کے سب ضعیف ہین سوای حدیث عمار اور ابو جہیم کے کوئی حدیث اونمین سے
صحیح نہین اور عمار کی حدیث کو بعض طریقون مین نصف بازو یا بغلون تک یا کہنیون تک مسح کرنے کا ذکر ہے
اسمین سے نصف بازو اور کہنیون کی روایت تو صحیح نہین اور بغلون تک کی روایت اگر حضرت کے حکم سے ہی
تو وہ سب کی ناسخ ہوگی جس سے مخالف کا قول ہی باطل ہو جاویگا اور اگر اسمین حضرت کا حکم نہین ہے تو پھر حجت

[illegible]

وہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور صرف منہ اور ہتھیلیون پر مسح کرنے کی روایت کو تائید کرتا ہی یہ کہ حضرت عمار پیغمبر کے بعد بھی یہی فتویٰ دیتے رہے اور راوی حدیث کا غیر سے زیادہ واقف ہوتا ہے خاصکر صحابی ہو اور مجتہد بھی ہو (فتح) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ كُنَّا فِيْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيْهِمَا

ترجمہ عبد الرحمن سے روایت ہی کہ وہ حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا سو عمر کو عمار نے کہا کیا تجھکو معلوم نہین کہ ہم دونو ایک لشکر مین تھے سو ہم دونو کو نہانے کی حاجت ہو گئی (پھر تمام حدیث بیان کی جو اوپر گذر چکی ہے) اور اس روایت مین نفخ کے بدلے تفل کا لفظ آیا ہے معنے دونو کا قریب قریب ہے یعنی پھر ہاتھون کو پھونکا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيْكَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّيْنِ ترجمہ عبد الرحمن سے روایت ہی کہ عمار رضہ نے حضرت عمر رضہ سے کہا کہ مین زمین پر لوٹا سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو حضرت نے فرمایا کہ منہ اور دونو ہتھیلیونکو مل لینا تجھکو کفایت کرتا تھا

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى
٢٠٧ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ قَالَ لَهُ عَمَّارٌ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ یہ بھی وہی حدیث ہی جو اوپر گذر چکی ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے ف ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ فقط منہ اور دونو ہتھیلیون کو مل لینے سے تیمم جائز ہو جاتا ہے اسپر زیادہ کرنا واجب نہین ہے اور یہی ہے مذہب امام احمد اور اسحاق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور یہی منقول ہے امام مالک اور اہل حدیث سے اور بعضون نے کہا کہ مراد اس سے صورت زمین پر ہاتھ مارنے کی ہے واسطے تعلیم کے یعنی آپ نے اشارہ سے سکھلا دیا کہ تیمم کی صورت یہ ہے تیمم کے تمام احکام بتلانے آپکی مراد نہین تھی سو جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر سیاق اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کل تیمم اسکو بتلا دیا اگر تعلیم غرض ہوتی تو اتنا کیفیک نہ فرماتے اور بعضے کہتے ہین کہ وضو مین کہنیون تک ہونا فرض ہے پس تیمم مین بھی اتنا ہی لازم ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قیاس ہے مقابلہ نص کے اور قیاس نص کے مقابلہ میں مردود ہے اور معارض اسکے وہ قیاس ہے جو آیت سرقہ کے اطلاق سے ثابت ہے پس نص کے ہوتے ہوئے اسکی کوئی حاجت نہین ہے (فتح) بَابُ الصَّعِيْدِ الطَّيِّبِ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَاءِ یعنے جب مسلمان پانی پر قادر نہو تو اسکو خاک پاک سے تیمم کر لینا جائز ہے اور اس وقت خاک کا حکم مثل پانی کی ہے

وَقَالَ الْحَسَنُ يُجْزِئُهُ التَّيَمُّمُ مَا لَمْ يُحْدِثْ یعنے حسن بصریؒ نے کہا کہ مسلمان کو تیمم کافی ہے جبتک کہ
بیوضو نہ ہووے یعنے جبتک اسکا تیمم نہ ٹوٹے تب تک جو نماز فرض و نفل وغیرہ چاہے پڑہے اور یہی ہے مذہب
ابو حنیفہؒ کا وَأَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ یعنے ابن عباسؓ نے تیمم سے جماعت کرائی غرض اس سے یہ ہے کہ
تیمم وضو کی برابر ہے اسلیے کہ اگر طہارت تیمم کی ضعیف ہوتی تو امامت نہ کرواتے اور یہی مذہب ہے کوفہ والوں اور جمہور
کا وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَا بَأْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى السَّبِخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا یعنے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ
شورہ زمین پر نماز پڑھنی اور اُس سے تیمم کرنا جائز ہے یعنی اسلیے کہ وہ بھی زمین کی جنس سے ہے حَدَّثَنَا
مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا عَوْفٌ قَالَ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتَّى كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ الْمُسَافِرِ
مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُو
رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوقَظْ
حَتَّى يَكُونَ يَسْتَيْقِظُ لِأَنَّا لَا نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ
وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ
۲۰۷ لِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ فَقَالَ لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيرُ
ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلَ فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وَنُودِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا
انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ
قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا
عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً　　بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ
عَلَى بَعِيرٍ لَهَا فَقَالَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفًا قَالَا لَهَا
انْطَلِقِي إِذًا قَالَتْ إِلَى أَيْنَ قَالَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ
قَالَا هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ فَانْطَلِقِي فَجَاءَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ
الْحَدِيثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ
أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا
وَاسْتَقُوا فَسَقَى مَنْ سَقَى وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ وَكَانَ آخِرُ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ
مَاءٍ قَالَ اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا

وانه ليخيل الينا انها اشد ملئة منها حين ابتدا فيها فقال النبى صلى الله عليه وسلم
اجمعوا لها فجمعوا لها من بين عجوة ودقيقة وسويقة حتى جمعوا لها طعاما فجعلوه فى
ثوب وحملوها على بعيرها ووضعوا الثوب بين يديها فقال لها تعلمين ما رزئنا من
مائك شيئا ولكن الله هو الذى اسقانا فاتت اهلها وقد احتبست عنهم قالوا ما حبسك
يا فلانة قالت العجب لقينى رجلان فذهبا بى الى هذا الرجل الذى يقال له الصابى
ففعل كذا وكذا فوالله انه لاسحر الناس من بين هذه وهذه وقالت باصبعيها
الوسطى والسبابة فرفعتهما الى السماء تعنى السماء والارض او انه لرسول الله حقا
فكان المسلمون بعد يغيرون على من حولها من المشركين ولا يصيبون الصرم الذى
هى منه فقالت يوما لقومها ما ارى ان هؤلاء القوم قد يدعونكم عمدا فهل لكم
فى الاسلام فاطاعوها فدخلوا فى الاسلام قال ابو عبد الله صبا خرج من دين الى غيره وقال
ابو العالية الصابئين فرقة من اهل الكتب يقرءون الزبور اصب امل ترجمہ عمران رض سے روایت ہے
کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو ہم تمام رات چلتے رہے یہاں تک کہ جب رات کا اخیر آیا یعنے
تھوڑی رات باقی رہگئی تو یکایک ہم اتر پڑے اور سو گئے اور مسافر کو پچھلی رات کو سونے سے کوئی چیز زیادہ ٢٠٨
تر شیریں نہیں ہے اسلیے کہ تمام رات چلنے سے تھک جاتا ہے اور نیز وہ وقت ٹھنڈک کا ہوتا ہے سو نہ جاگ
آئی ہمکو مگر آفتاب کی گرمی سے یعنی جب آفتاب خوب بلند چڑھ آیا اور اسکی گرمی معلوم ہوئی تو اسوقت
جاگ آئی سو سب سے پہلے فلان آدمی کو جاگ آئی پھر اس کے بعد فلان آدمی کو پھر فلان آدمی کو اور چار (راوی
ان سب کے نام لیتا تھا ولیکن عوف (جو اسکا شاگرد ہے) انکو بھول گیا پھر بعد از ان چوتھے عمر کو جاگ آئی
اور جب حضرت سویا کرتے تو آپ کو کوئی نہ جگاتا تھا یہاں تک کہ جو آپ ہی آپ جاگتے اسلیے کہ ہم نہیں جانتے
تھے کہ آپ کو خواب میں کیا نظر آتا ہے یعنی اسلیے کہ اکثر اوقات آپکو وحی خواب میں بھی آتی تھی پس شاید
کہ کسی کے جگانے سے وحی میں کوئی خلل پیدا ہو) سو جب عمر رض بیدار ہوئے اور لوگوں نے حال دیکھا کہ سوتے
سے صبح کی نماز فوت ہوگئی ہے اور پانی اسجگہ میں نہیں ملتا ہے اور عمر رض سخت کڑا آدمی تھا سو اسنے بلند
آواز سے اللہ اکبر کہا یعنے واسطے بڑی ہونے اس واقع کے اور واسطے جگانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
طریقہ ادب کے سو ہمیشہ بلند آواز سے تکبیر کہتے رہے اور اسکے ساتھ چلاتے رہے یہاں تک کہ انکی آواز سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جاگ اٹھے ف بعضے لوگ یہاں یہ شبہ کرتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سو جایا کرتے تھے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہین سوتا ہے تو ان دونو حدیثون مین تعارض واقع ہوا ہے سو جواب
اسکا اول یہ ہے کہ مراد دل کے نہ سونے سے یہ ہے کہ جو محسوس چیزین اُسکے متعلق ہین اُنکو وہ معلوم کر لیتا
ہے جیسے کہ بیوضو ہونا یا کسی درد والم کا پہونچنا یہ مراد نہین کہ جو چیزین آنکھ کے متعلق ہین اُنکو بھی معلوم کر لیتا
ہے بلکہ سونے کی حالت مین آنکھ کی متعلق چیزون کو سونے کی حالت مین وہ معلوم نہین کر سکتا ہے دوسرا
جواب اسکا یہ ہے کہ دل کے نہ سونے سے یہ مراد ہے کہ وضو کا ٹوٹ جانا مجھپر پوشیدہ نہین رہتا ہے مگر یہ
جواب ثانی ٹھیک نہین ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ طلوع وغروب آفتاب کو معلوم کرنا آنکھ کا کام ہے نہ دل کا
پس جب آنکھ خواب مین ہو تو طلوع وغروب معلوم نہین ہو سکتا ہے اگرچہ دل بیدار ہو اور نیز ہو سکتا ہے کہ
باوجود بیداری دل کے آپکو ایسا استغراق حاصل ہوا ہو کہ سواے اسکے کسی چیز کیطرف خیال نہ ہو جیسے
وحی کے بعض وقتون مین ایسا ہی ہوا پس اسسے دل کا سونا لازم نہین آتا ہے **ت** سو جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو جاگ آئی تو صحابہ نے اپنی حال کی آپ سے شکایت کی سو آپنے فرمایا کچھ نقصان نہین یہان
سے کوچ کرو سو لوگون نے وہان سے کوچ کیا سو تھوڑی دور چلکر اتر پڑے **ف** اسسے معلوم ہوا کہ جو شخص
سفر مین سو جاوے اور سوتے سوتے اُسکی نماز فوت ہو جاوے سو جب اُسکو جاگ آوے تو اُسکو مستحب ہے کہ اس جگہ سے
کوچ کرکے دوسری جگہ مین جا اُترے اور اگر کوئی جنگل ہو تو اسسے باہر نکل جاوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس ۲۰۹
جگہ سے کوچ کرنے کا یہ سبب تھا کہ آپنے فرمایا یہ شیطان کی جگہ ہے یا اسواسطے کہ وہان پانی نہین تھا **ت**
سو آپنے پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز کے لیے اذان کہی گئی سو آپنے لوگون کو نماز پڑھائی **ف** اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت شدہ نمازون کے لیے بھی اذان کہنا سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فوت
شدہ نمازون کی جماعت جائز ہے **ت** سو جب حضرت اپنی نماز سے پھرے یعنے نماز ادا کر چکے تو یکایک
ایک مرد کو کنارہ پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ اُسنے لوگون کے ساتھ ملکر نماز نہین پڑھی تھی آپنے اُسکو فرمایا کہ اے فلان
مرد تو نے لوگون کے ساتھ ملکر نماز کیون نہین پڑھی اوسنے عرض کی کہ مجھکو نہانے کی حاجت ہو گئی تھی اور
غسل کے لیے مجھکو پانی نہین ملا اسلیے مینے نماز نہین پڑھی آپنے فرمایا کہ خاک پاک سے تیمم کر کہ مقرر وہ تجھکو کفایت
کرتا ہے **ف** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسکو نہانے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو غسل اور وضو دونو
کے لیے تیمم کافی ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو کسی شخص کا حال دیکھکر مسئلہ بتلانا جائز ہے اور یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اور یہ کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے جماعت کو ترک کرے اُسکو ملامت کرنی
جائز ہے اور یہ کہ انکار مین بھی نرمی سے پیش آنا چاہیے **ف** پھر حضرت وہان سے چلے سو لوگون نے آپسے پیاس
کی شکایت کی سو آپ اُتر پڑے اور ایک مرد کو بلایا (ابو رجا راوی اس شخص کا نام لیتا تھا ولیکن عوف کو یاد نہین

رہا) اور علی رض کو بلایا سو دونو کو کہا کہ جاؤ اور پانی تلاش کرو سو وہ دونو چلے اور چلتے چلتے راہ مین ایک عورت
کو ملے جو دو پکہال پانی کے اپنے اونٹ پر لادے ہوے اُنکے درمیان پاؤن لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی سو دونو نے
اُس عورت سے پوچھا کہ پانی کہان ہے جہان سے تو لائی ہے اُسنے کہا کہ گذرنا میرا پانی پر کل اسوقت تہا یعنے
پانی یہان سے آٹھ پہر کی راہ پر ہے اور مرد ہمارے پیچھے ہین یعنے وہ بھی پانی لانیکو واسطے گہرون سے نکلے
ہوئے ہین اور غائب ہین سو اُن دونو نے اُس عورت سے کہا کہ اب ہمارے ساتھ چل اُسنے کہا کہان چلون
اُنہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چل اُسنے کہا وہ شخص جسکو صابی کہتے ہین ف صابی
اسکو کہتے ہین جو ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر اسلیے صابی
کہتے ہین کہ آپنے قریش کا دین چھوڑ کر دین ابراہیمی اختیار کر لیا تہا) ف سو اُن دونو نے کہا کہ وہ وہی
شخص ہے جو تیرے خیال مین ہے پس اُسکے پاس چل سو وہ دونو اُسکو حضرت کے پاس لے آئے اور آپ کو سب قصہ
بیان کر دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور پکہال کو دہانے سے اُسمین پانی گرانے کا حکم
فرمایا اور آپنے اوپر کے دونو دہنون کو بند کر دیا اور نیچے کے دونو دہنون کو کہول دیا اور لوگون مین بلند آواز
سے پکار دیا گیا کہ اپنے چارپایون کو پانی پلالو اور خود بھی پیو اور مشکین بہر لو سو جسنے چاہا پانی پلا لیا اور جسنے
۲۱۰ چاہا خود پی لیا ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسافر پیاسا ہو یا اسکا چارپایہ پیاسا ہو تو ایسی حالت مین آپ
پانی پینا اور اپنے چارپایہ کو پلانا مقدم ہے غسل جنابت وغیرہ پر اگر پینے سے کچھ پانی بچ جاوے تو اُسکے ساتھ
غسل کر لیو تمت ف اور سب کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو پانی دیا جسکو نہانے کی حاجت ہو گئی
تھی سو فرمایا اسکو لے جا اور اپنے سر پر گرا دے اور غسل کر اور وہ عورت اپنے پانی کے اس سب معاملہ کو کہڑی دیکھ رہی
تھی ف اگر کہا جاوے کہ اُسکا پانی لینا بلا اجازت کیسے جائز ہو گا جواب اسکا یہ ہے کہ وہ عورت کافرہ حربیہ تھی
پس اُس سے جبرًا پانی لینا جائز ہے اور اگر بالفرض ذمیہ بھی ہو تو کہا جاویگا کہ ضرورت پیاس کی وجہ سے مسلمانون
کو اُسکا پانی لینا مباح ہو گیا ف سو قسم خدا کی مقرر سب لوگ اُس پکہال سے پانی پی کر چلے گئے اور حالانکہ ہمکو معلوم
ہوتا تہا کہ وہ آگے سے زیادہ تر بہرا ہوا ہے ف اتنے آدمیون کا پانی پینا اور چارپایون کو پلانا اور وضو کرنا
اور مشکون مین پانی بہر لینا اور پہر اس پکہال کا ویسا ہی بہرا رہنا ایک بڑا معجزہ ہے اور دلیل قطعی ہے اوپر
سچی ہونی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ف سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پانی کے بدلے
اُسکو کچھ کہانا جمع کرو سو صحابہ نے اُسکے لیے کہجور اور آٹا اور ستو کو جمع کرنا شروع کیا یہانتک کہ اُنہون نے اُسکے
لیے بہت سا طعام جمع کیا اور اُسکو ایک کپڑے مین باندہ دیا اور اس عورت کو اُسکے اونٹ پر سوار کرا دیا
اور اس کپڑے طعام والے کو اُسکے آگے رکھا اور اُسکو کہا کہ تجہکو معلوم ہے کہ تیرا پانی ہمنے کچھ نقصان نہین کیا

ولیکن ہمکو اللہ نے پانی پلایا ہے ف اس سے معلوم ہوا کہ مشرکون کے برتنون کو استعمال کرنا جائز ہے جب تک
پلیدی کا یقین نہ ہو جاوے ف وہ عورت اپنے گہر والون کے پاس آئی اور حالانکہ روکی گئی تھی اُنسے سو اُنہون نے کہا کہ
اے فلانی تجھکو کس چیز نے روک کہا تہا اُسنے جواب دیا کہ آج مجھکو ایک عجیب معاملہ پیش آگیا تہا جسکے سبب سے
مین رک گئی وہ عجیب معاملہ یہ ہے کہ مجھکو دو مرد ملے سو وہ دونو مجھکو اس پیغمبر (جسکو لوگ صابی کہتے مین
کے پاس لے گئے سو اُسنے ایسا ایسا کام کیا یعنے میری پکہال سے اپنے لشکر کو پانی پلایا اور حالانکہ پکہال میری
ویسی کی ویسی ہی بہری ہی) سو قسم خدا کی البتہ وہ سب آدمیون سے زیادہ تر جادوگر ہے درمیان مین اور
آسمان کے اور اُسنے سبابہ اور وسطے انگلی سے آسمان کیطرف اشارہ کیا اور یا وہ خدا کا سچا رسول ہے
سو مسلمان لوگ بعد ازان اُسکے گرد اگرد مشرکین پر لوٹ مار کیا کرتے تھے لیکن جس جماعت سے وہ عورت
تہی اُسکو کچہہ نہ کہتے یعنے واسطے امید اسلام کے سو اُس عورت نے ایکدن اپنی قوم سے کہا کہ مجھکو معلوم ہوتا
ہے کہ یہ لوگ یعنے صحابہ تمکو عمداً چہوڑتے ہین یعنے تمہارے گرداگرد مشرکین پر جو یہ لوگ لوٹا کرتے ہین اور
تمکو دیدہ و دانستہ کچہہ نہین کہتے مین تو یہ بوجہ سہو و غفلت کے نہین ہے اور نہ بوجہ خوف تمہارے کے بلکہ
بوجہ امید اسلام تمہارے کے ہے سو کیا تم مسلمان ہونا چاہتے سو اُنہون نے اُس عورت کا حکم مان لیا اور مسلمان ہوگئے
امام بخاری نے لکہا صبا کا معنے ہے ایک دین کو چہوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرنا اور ابو العالیہ نے کہا کہ صابئین 211
(یہ لفظ قرآن مین واقع ہوا ہے) اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پر عمل کرتے ہین اور اَصْبُ (یہ لفظ بہی
قرآن کا ہے) کا معنے ایک طرف میل کرنا اور جہک جانا ف غرض اس حدیث کے لانے سے اثبات کو ثابت
کرنا ہے کہ جب پانی نہ ملے تو اُسوقت مٹی کے لیے پانی کا حکم ہے سو جب مٹی سے تیمم کرلے تو اُسکے ساتھ
فرض و نفل وغیرہ جو نماز چاہے سب کچہہ پڑہنا جائز ہے جبتک کہ اُسکا تیمم نہ ٹوٹے اور دلیل اسکی حضرت کا
قول ہے کہ آپنے اُس شخص جنبی کو فرمایا کہ تجھکو مٹی سے تیمم کر لینا کفایت کرتا تہا اسلیے کہ ظاہر الکفایت سے یہی
معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کو حکم پانی کا ہے ورنہ کفایت ناقص ہوتی باوجودیکہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا
ہے پس کفایت سے مراد کفایت کاملہ ہوگی نہ ناقصہ واللہ اعلم اور چونکہ اس حدیث مین صابی کا لفظ واقع ہوا ہے
اسلیے امام بخاری نے اُسکی مطابقت کے لیے یہ تینون لفظ قرآن سے نکال کر اُنکا معنے بیان کر دیا کہ سب
کا ایک ہی مادہ ہے **بَابٌ** اِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلٰی نَفْسِهِ الْمَرَضَ اَوِ الْمَوْتَ اَوْ خَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ
یعنے جب کسی کو نہانے کی حاجت ہو جاوے اور وہ پانی کے ساتھہ غسل کرنے سے بیماری کے زیادہ ہو جانے کا
خوف کرے یا مرجانے کا خوف ہو یا اس سے خوف کرے کہ اگر پانی خرچ کر ڈالون گا تو پیاس سے مرون گا تو اُس
حالت مین اُسکو تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی بہی موجود ہو وَيُذْكَرُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اَجْنَبَ فِي لَيْلَةٍ

بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ یعنی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جاڑے کی رات مین اُسکو نہانے کی حاجت ہو گئی
سو اُسنے تیمم کر لیا واسطے خوف ہلاک کے اور یہ آیت پڑہی یعنے اپنے اس کام کی تائید کو لیے ولا تقتلوا انفسکم
ان اللہ کان بکم رحیما یعنے مت قتل کرو جانون اپنی کو تحقیق اللہ تعالے ہے ساتھ تمہارے رحم کرنیوالا سو کسی نے
اس قصہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا سو آپ نے اُسکو کچھ ملامت نہ کی ف اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اگر پانی کے استعمال کرنے سے خوف ہلاک کا ہو بسبب سردی وغیرہ کے تو اس حالت مین تیمم کر لینا
جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تیمم والے کو وضو والون
کی امامت کرانا جائز ہے اسلیے کہ اس حدیث مین یہ لفظ بھی ہے کہ عمرو نے تیمم سے اپنے یارون کو امامت
کروائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرو کو اس فعل پر ملامت نہ کرنا تقریر ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنا
ساتھ اسکے اور وجہ استدلال عمرو کی اس آیت سے اسطور پر ہے کہ خدا تعالے نے اپنی جانون کو قتل کرنے سے منع
فرمایا ہے سو جب پانی کو استعمال کرنے سے بوجہ سردی کے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو تو اُسوقت تیمم کر لینا
جائز ہوگا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي
۲۱۲ وَائِلٍ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ لَا يُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ نَعَمْ إِنْ
لَمْ أَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا لَمْ أُصَلِّ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِي هٰذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هٰكَذَا
يَعْنِي تَيَمَّمَ وَصَلَّى قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ ترجمہ ابو وائل سے
روایت ہے کہ ابو موسے نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب جنبی کو پانی نہ ملے تو کیا نماز کو چھوڑ دے عبد اللہ نے
کہا ہان اگر مجھکو ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو جب بھی مین نماز نہ پڑہون (اسلیے کہ) اگر مین سردی کی حالت
مین تیمم کر کے نماز گذارنے کی اجازت دیدون تو جب کسی کو سردی لگے گی وہ تیمم کر کے نماز پڑہ لے گا ابو موسے
کہتے ہین مینے کہا پس عمار کی حدیث کہان گئی جو اُسنے عمر سے بیان کی تھی (یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے) یعنے
عمار کی حدیث سے تو پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کرنا جائز معلوم ہوتا ہے پس تو اُسکو کیون جائز نہین کہتا ہے
عبد اللہ نے کہا کہ عمر نے عمار کی حدیث کو نہین مانا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ ثَنَا
الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى
أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يُصَلِّي حَتّٰى يَجِدَ
الْمَاءَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَكْفِيكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٰذِهِ

الْآيَةَ فَمَا دَرَى عَبْدُ اللَّهِ مَا يَقُولُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ
أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللَّهِ لِهَذَا فَقَالَ نَعَمْ ترجمہ شقیق بن سلمہ سے روایت
ہے کہ مین عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا سو ابو موسیٰ نے عبداللہؓ سے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو اے ابا عبدالرحمن
(یہ کنیت ہے عبداللہ بن مسعود کی) اگر کسی کو نہانے کی حاجت ہو جاوے اور پانی نہ پاوے تو کیا کرے سو عبداللہ نے
کہا کہ وہ شخص نماز نہ پڑھے جب تک کہ پانی نہ پاوے سو ابو موسیٰ رضہ نے کہا کہ تو حدیث عمار کو کسطرح کریگا جبکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ تجھکو تیمم کر لینا کفایت کرتا تھا یعنے وہ حدیث تیرے فتوی کے
مخالف ہے پس تو اُسکا کیا جواب دیگا عبداللہ نے جواب دیا کہ تجھکو معلوم نہین کہ عمر نے عمار کی حدیث کو
نہین مانا سو ابو موسیٰ نے کہا کہ عمار کے قول کو چھوڑ دے یعنے اس سے ہمنے قطع نظر کی ہمارے پاس دوسری
دلیل موجود ہے وہ یہ کہ تو آیت تیمم کا کیا جواب دیگا جو تیمم مین نص صریح ہے پس عبداللہ کو اُسوقت اس
آیت کا کچھ جواب آیا صرف اپنی رای بیان کی سو کہا کہ اگر ہم لوگون کو اس امر کی اجازت دیدین کہ جنبی پانی
نہ ملنے کی وقت تیمم کر لیا کرے تو جب کسی کو پانی سرد لگے گا وہ اُسکو چھوڑکر تیمم کریگا سو مینے شقیق سے
کہا (یہ اعمش کا قول ہے) کہ کیا عبداللہ نے صرف اسیواسطے تیمم کو ناجائز رکھا ہے اُسنے کہا ہان
صرف اسی لحاظ سے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب جنبی کو پانی نہ ملے تو تیمم کرکے نماز پڑھ لیوے ۲۱۴
اور پیاس اور بیماری کی صورت بھی پانی نہ ملنے مین داخل ہے اسلیے کہ جب بخوف بیماری اور پیاس کے
اُسکے استعمال کرنے پر قادر نہ ہوا تو گویا کہ اُسنے پانی کو نہ پایا پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی
ساتھ ترجمہ باب کے واللہ اعلم اور مذہب عمر رضہ اور عبداللہ بن مسعود رضہ کا یہ ہے کہ جب کسی کو نہانے کی حاجت
ہو جاوے اور غسل کے لیے پانی نہ پاوے تو اُسکو تیمم کرنا جائز نہین ہے حالانکہ یہ مذہب انکا نص قرآن و حدیث کے مخالف
ہے سو بعضے علما نے اسکی یہ تاویل کی ہے کہ اُنکے نزدیک آیت اولامستم النساء مین ملامست سے جماع
مراد نہین ہے بلکہ مباشرت فاحشہ مراد ہے جس سے وضو لازم آتا ہے یعنے آلت اور فرج کو ملانا پس اُنکے نزدیک
تیمم وضو کا بدلہ ہے غسل کا بدلہ نہین ہے مگر یہ جواب عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کے مخالف ہے جو اُسنے ابو موسیٰ
کے جواب مین کہا اسلیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ کے نزدیک آیت مذکورہ مین ملامست سے
مراد جماع ہے اسلیے اُسنے ابو موسیٰ کی دلیل کا کچھ جواب دیا ورنہ وہ کہہ سکتا تھا کہ مراد ملامست سے جماع نہین
بلکہ دونو ختنون کا ملنا ہے اور نیز جنبی کے لیے تیمم جائز ہونے پر بہت حدیثین ناطق ہین پس یہ تاویل اُن
مین نہین چل سکتی ہے بلکہ اس تاویل کو وہ حدیثین باطل کرتی ہین پس یہ عبداللہ بن مسعود کی محض رای ہے اور
ہم کسی رای کے ساتھ مکلف نہین ہین بلکہ ہمپر لازم فقط اطاعت خدا و رسول کی ہے وبس خواہ کوئی

قول صحابی حجت نہین

موافق ہو یا مخالف کسی سے منکر کا نہین اور یہ فتوی عبد اللہ بن مسعود کا بڑی پکی دلیل ہے اسپر کہ قول صحابی
کا حجت نہین ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضہ کا یہ کہنا کہ عمر رضہ نے عمار کی حدیث کو نہین مانا اسمین بھی کلام ہے
اسلیے کہ عمار صحابی عادل اور ثقہ ہے اور اُسنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہر پس کیسے
ممکن ہے کہ عمر اُسکو قبول نکرے حالانکہ عمر رضہ سے کوئی لفظ اُسکے انکار مین منقول نہین ہے بلکہ مسلم کی
روایت مین صاف آچکا ہے کہ جب عمر نے عمار کو کہا ڈر اللہ سے تو عمار نے کہا کہ اگر تو ناراض ہے تو مین اس
حدیث کو کبھی بیان نہین کرونگا سو عمر نے جواب دیا کہ مین تجھکو حدیث بیان کرنے سے منع نہین کرسکتا ہون اسلیے
کہ عمر کے بھول جانے سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ حدیث نفس الامر مین بھی حق نہو **بَابٌ** التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ یعنے
تیمم مین فقط ایک ہی بار ہاتھون کو زمین پر مار کر ہاتھ اور مُنہ کو مل لینا کافی ہے دوبارہ ہاتھون کو زمین
پر مارنے کی کچھ حاجت نہین ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا
أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ كَانَ لَمْ
يَجِدْ شَهْرًا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً
فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ فِي هٰذَا لَهُمْ لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ ۲۱۴
أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ قُلْتُ وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هٰذَا لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ
عَمَّارٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ
الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا
ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَ
أَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً ترجمہ اسکا اوپر
گذر چکا ہے اسمین اتنا زیادہ ہے کہ ابو موسے نے عبد اللہ سے کہا کہ تو نے عمار کی حدیث نہین سُنی جو اُسنے
عمر کے پاس بیان کی تہی وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک کام کے لیے بھیجا سو مجھکو نہانے
کی حاجت ہوگئی اور مینے پانی نہ پایا سو مین مٹی مین یون لوٹا جیسے چارپایہ لوٹتا ہے یعنے عمار یہ سمجھے کہ جیسے غسل مین

پانی سب جگہ پہونچانا ضرور ہے ویسے ہی مٹی بہی ضرور ہوگی عمار کہتے ہین کہ یہ قصہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا سو آپنے فرمایا کہ تجہکو تو فقط یہی کفایت کرتا تہا کہ تو مارتا اپنے دونو ہاتہون کو اسطرح پہر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتہ ایکبار زمین پر مارا پہر اسکو جہاڑا پہر اُس سے ملا اپنے بائین ہاتہ کو اپنی داہنی
ہتہیلی پر یا ملا داہنے ہاتہ کو بائین ہاتہ پر پہر اُنسے ملا اپنے مُنہ کو اور دوسری روایت مین ہی کہ پہر ملا اپنے مُنہ
اور دونو ہتہیلیون کو ایکبار ف اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ تیمم فقط ایکبار زمین پر ہاتہ
مارنا کفایت کرتا ہے ابن منذر نے کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور علما کا اور یہ کہ ہاتہون کا مسح کرنا واجب
نہین ہے اور یہ کہ ہاتہ کی مستعمل مٹی مُنہ کے لیے کفایت کرتی ہے بعضے کہتے ہین کہ یہان حقیقت تیمم کی بیان
کرنی مقصود نہین بلکہ صرف تعلیم مقصود ہی سو جواب اسکا اوپر گذر چکا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ واحدہ صفت
مسح کی ہے ضربہ کی صفت نہین ہے سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ تاویل ظاہر حدیث کی سراسر مخالف ہی اور بغرض تسلیم
ہم کہتے ہین کہ جب بقول تمہارے تیمم دو ضربین ہین تو پہر مسح بہی دو بار بیان کرنا لازم تہا پس مسح کو ایکبار
کے ساتہہ مقید کرنا محض لغو ہے اور نیز مسح کو ایکبار کے ساتہ مقید کرنے سے ظاہر یہی لازم آتا ہے کہ زمین
صرف ایک ہی بار ہاتہ مارے ہونگے اور مراد امام نووی کی دو بار کو اصح منصوص کہنے سے باعتبار نقل مذہب
کے ہی نہ باعتبار دلائل کے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ تیمم مین ترتیب شرط نہین ہے باب
٢١٥ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ
الْخُزَاعِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ یُصَلِّ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا
فُلَانُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّیَ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَیْكَ
بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّهٗ یَكْفِیْكَ ترجمہ عمران بن حصین رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کنارے
ہوئے دیکہا کہ اُسنے لوگون کے ساتہہ نماز نہین پڑہی تہی سو آپنے فرمایا اے مرد تو نے ہمارے ساتہ نماز کیون نہین پڑہی
اُسنے عرض کی کہ مجہکو نہانے کی حاجت ہوگئی تہی اور پانی نہین ملا کہ اُسسے غسل کرتا آپنے فرمایا کہ مٹی سے تیمم کر کہ
مقرر وہ تجہکو کفایت کریگا ف اس باب کا کوئی ترجمہ نہین اور بعضے نسخون مین باب بہی نہین ہے سو اس باب کو
بلا ترجمہ لانے سے اسطرف اشارہ ہی کہ اس باب کو پہلے باب سے تعلق ہے اور وہ تعلق اسطور ہے کہ جیسے علیک
بالصعید کا لفظ عام ہے مٹی کی سب قسمون کو شامل ہے ویسے ہی وہ باعتبار کیفیت تیمم کے بہی عام ہے
شامل دو ضربون کو بہی اور ایک ضرب کو بہی پس یہی ہے وجہ مناسبت اس باب کی پہلی باب سے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم	کتاب الصلوٰۃ	

یعنی یہ کتاب ہے بیان مین احکام نماز کے ف لغت مین صلوٰۃ کا معنی دعا اور رحمت اور استغفار کا ہی

ع یعنی مقدم ہے اور بعض روایتون مین مسح کرنا

اور شرع میں نماز کہتے ہیں ہیئۃ مخصوصہ کو جسمیں قراءۃ اور رکوع اور سجود وغیرہ پایا جاوے اور معنے لغوی نماز شرعی
میں موجود ہیں اسلیے کہ دعا اور استغفار وغیرہ سب نماز میں پایا جاتا ہے اور بعد ایمان کے نماز سب عبادتوں
سے فضل ہے اور تمام بندگیوں سے اشرف ہے اور کتاب الطہارت سے اسکو اسواسطے موخر کیا گیا کہ طہارت نماز
کی شرط ہے اور شرط مقدم ہوتی ہے مشروط پر اور وسیلہ مقدم ہوتا ہے مقصود پر **بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ**
الصَّلٰوةُ فِي الْإِسْرَاءِ یعنے معراج کی رات میں نماز کسطرح فرض ہوئی **وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ**
أَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فِيْ حَدِيْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ
وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ یعنے ابن عباسؓ نے کہا کہ ابوسفیان نے مجھسے ہرقل کی حدیث بیان کی سو انہیں
میں بیان کیا کہ وہ پیغمبر ہمکو نماز اور سچ بولنا اور حرام سے بچنا سکھلاتا ہے ف یہ حدیث باب بدء الوحی میں گذر چکی ہے
.... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مکہ میں ہجرت سے پہلے فرض ہوئی اسلیے کہ ابوسفیان نے ہجرت
کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات نہیں کی ہے اُسوقت تک کہ ہرقل سے ملا اور اسرا بالاجماع
مکہ میں واقع ہوا ہے اور یہ بیان کرنا وقت نماز کا اگرچہ حقیقۃ کیفیت نہیں ہے ولیکن فی الجملہ اسکے متعلقات سے
٢١٦ سے پس یہی ہے وجہ مناسبت کی ساتھ ترجمہ باب کے **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ**
يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ
ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِيْ صَدْرِيْ
ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ
فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهِ أَسْوِدَةٌ
وَعَلٰى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ
نَسَمُ بَنِيْهِ فَأَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ
عَنْ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا
افْتَحْ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ أَنَسٌ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ
وَإِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَإِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ اٰدَمَ
فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّبِيِّ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِدْرِیْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ
هٰذَا اِدْرِیْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰی فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا
قَالَ هٰذَا مُوْسٰی ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِیْسٰی فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ
هٰذَا قَالَ هٰذَا عِیْسٰی ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِیْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ
هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِیْمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِیَّ
کَانَا یَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًی اَسْمَعُ فِیْهِ صَرِیْفَ
الْاَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَّاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی اُمَّتِیْ خَمْسِیْنَ
صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰی مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰی اُمَّتِكَ قُلْتُ
فَرَضَ خَمْسِیْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِیْقُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا
فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ
فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ
فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِیَ خَمْسٌ وَّهِیَ خَمْسُوْنَ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی
فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَّبِّیْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ حَتّٰی انْتَهٰی بِیْ اِلَی السِّدْرَةِ ۲۱۷
الْمُنْتَهٰی وَغَشِیَهَا اَلْوَانٌ لَّا اَدْرِیْ مَا هِیَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِیْهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَ
اِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ترجمہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میرے گھر کی چھت کھولی گئی اس حالت میں کہ میں مکہ میں تھا یعنے ام ہانی کے گھر ف چھت پھاڑ کر آنے
سے غرض کمال مبالغہ ہے جلدی پہونچنے میں اور تنبیہ ہے اسپر کہ کوئی چیز غیر معتاد طلب کی گئی ہے
یا چھت پھاڑنے سے اور اسکے ملجانے سے اسطرف اشارہ ہے کہ آپکا سینہ بھی ویسے پھاڑ کر ملا یا جاویگا
ف سو جبرئیلؑ اترا یعنے آسمان سے سو اُسنے میرا سینہ پھاڑا پھر اُسکو زمزم کے پانی سے دھویا پھر وہ ایک
سونے کا طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا پھر اسکو میرے سینہ میں گرایا پھر اسکو ملایا اور جوڑ دیا اور اسپر مہر کر دی
تا وسوسہ شیطان سے محفوظ رہے ف مراد حکمت سے کمال علم اور معرفت الٰہی ہے اور تہذیب نفس کی
اور تحقیق حق واسطے عمل کرنیکے اور اسکی ضد سے باز رہنا اور مراد طشت سے حقیقی معنے ہیں یعنے یہ
کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز ڈالی گئی تھی جس سے کہ ایمان اور حکمت کا کمال حاصل ہو وہی پس اسکو مجازا حکمت
اور ایمان کہا گیا اس صورت میں حکمت اور ایمان سے حقیقت محسوسہ مراد ہوگی اور یا ایمان اور حکمت کو صورت
محسوسہ میں متشکل کر دیا گیا ہوگا جیسے کہ اعمال کو قیامت کے دن شکل دیجاویگی وزن کیلیے یا موت کو مینڈھے

کی شکل و بیچارگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چار دفعہ پھاڑا گیا ہے اول شق صدر لڑکپن میں واقع
ہوا ہے جب آپ حلیمہ دایہ کے پاس تھے اسوقت آپ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبرائیل ع
آئے اور آپ کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور آپکے سینہ کو پھاڑا اور اس سے خون جما ہوا نکالا جو مادہ فساد اور
گناہ کا تھا دوم شق صدر دسویں سال ہوا سوم شق صدر رسالت نازل ہونیکے وقت ہوا چہارم شق صدر
معراج کی رات میں ہوا کذا ذکرہ الشیخ ابن حجر فی الفتح ف پھر جبرئیل ع نے میرا ہاتھ پکڑا سو مجھکو لے
چڑھا پہلے آسمان تک ف اس حدیث میں سواری براق اور سیر مسجد اقصےٰ تک مذکور نہیں ہے سو شاید
کہ راوی نے بوجہ اختصار کے اسکو ذکر نہیں کیا چنانچہ لفظ ثم کا تراخی پر دلالت کرتا ہے ت سو جب
میں پہلے آسمان پاس پہونچا تو جبرائیل نے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ آسمان کا دروازہ کھول چوکیدار
فرشتے نے کہا یہ کون ہے جبرائیل نے کہا میں جبرئیل ہوں اسنے کہا کیا تیرے ساتھ بھی کوئی ہے جبرئیل
نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد ہیں اوس چوکیدار نے کہا کیا بلایا گیا ہے جبرائیل ع نے کہا ہاں ف
اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی امیر یا رئیس وغیرہ کے دروازے پر چوکیدار ہو اسکو لازم ہے کہ اگر کوئی اجنبی آدمی اندر جانا
چاہے تو اس سے خوب اچھی طرح تحقیق کر لیوے کہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور اندر کیا کام اور بلایا گیا
ہے یا بن بلائے آیا ہے اگر بن بلائے آیا ہے تو بلا اجازت صاحب خانہ کے اسکو اندر نہ جانے دیوے 218
اور اذن لینے والے کو لازم ہے کہ اپنا نام لیوے تاکہ دوسرے کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جاوے ت سو جب دروازہ
کھولا گیا تو ہم پہلے آسمان کو اوپر چڑھ گئے سو ناگاہ دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے اسکی
داہنی طرف بہت سے آدمی ہیں اور اسکی بائیں طرف بھی بہت سے آدمی ہیں سو جب وہ مرد اپنی داہنی
طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب اپنی بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے سو اسنے (حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر) کہا کہ کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے
جبرئیل ع سے پوچھا یہ کون مرد ہے جو داہنی طرف دیکھکر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے جبرئیل نے
کہا یہ آدم ہے سب آدمیوں کا باپ ہے اور یہ آدمی جو اسکی داہنی طرف اور بائیں طرف ہیں یہ اسکی اولاد کی
روح ہیں ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کافروں اور مسلمانوں کے پہلے آسمان میں ہیں لیکن اسپر
سخت اعتراض آتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ ارواح کافروں کے سجین میں
ہیں اور ارواح مومنوں کے بہشت میں ہیں نعمتیں کھاتے ہیں پھر پہلے آسمان پر انکا ایک جگہ جمع ہونا کیسے
صحیح ہو سکتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید گاہ گاہ سب ارواح حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیے جاتے
ہیں سو ارواح کا آدم پر پیش ہونا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آدم علیہ السلام سے ملاقات کرنا اتفاقاً ایک ہی

وقت مین واقع ہوا ہوگا اور اسپر دلالت کرتی ہے یہ آیت النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا یعنے کفار آگ کے
پیش کیے جاتے ہین صبح اور شام پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کا بہشت اور دوزخ مین جانا
گاہ ہوتا ہے گاہ نہین ہوتا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ جنت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف
ہو اور جہنم بائین طرف ہو اور اُسکے لیے دونون سے پردہ اُٹھایا گیا ہو اور تیسرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت آدم
کے داہنے اور بائین وہ ارواح ہون جو پیدا کیے گئے ہین اور ابھی تک بدنون مین داخل ہوکر دنیا مین نہین آئے
ہین اور آدم علیہ السلام کو انکی عاقبت کی خبر ہو گئی ہوگی کہ یہ جنت مین جائینگے یا دوزخ مین نہ وہ ارواح
جو گذر چکے ہین یا بدنون مین داخل ہین اور قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کافرون کے لیے آسمان کی
دروازے کہولے نہین جاتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اُس سے نہ کہولنا بطور تکریم اور رحمت کے ہی
نہ مطلق ف سو جو آدمی اُسکی داہنی طرف ہین وہ بہشت کے رہنے والے ہین اور جو آدمی اُسکی بائین
طرف ہین وہ دوزخ کے رہنے والے ہین یہانتک کہ جبریل مجھکو لے چڑہا دوسرے آسمان تک تو جبریل نے
اُسکے چوکیدار سے کہا کہ آسمان کا دروازہ کہول سو اُس چوکیدار فرشتے نے جبریل سے وہی بات کہی جو پہلے
آسمان والے نے کہی تہی سو اُسکا دروازہ کہولا گیا انس (راوی) نے کہا کہ ابوذر نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے آسمانون مین آدم اور ادریس اور موسے اور عیسے اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی و لیکن ابوذر ۲۱۹
نے انکی جگہون کو باترتیب ذکر نہین کیا یعنے ابوذر کی حدیث مین صرف مجمل طور سے ذکر ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان پیغمبرون سے ملاقات کی ولیکن اُسمین یہ تفصیل نہین کہ کون پیغمبر کو کون کون آسمان
مین دیکہا فقط اسمین ذکر ہے کہ آدم کو پہلے آسمان مین دیکہا اور ابراہیم علیہ السلام کو چہٹوین آسمان مین
دیکہا یعنے سواے ان دو پیغمبرون کے ابوذر نے کسی کا مقام بیان نہین کیا ہے ف شیخ ابن حجر نے
فتح مین لکہا ہے کہ سواے روایت شریک کے سب روایتون سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابراہیم علیہ السلام کو ساتوین آسمان مین دیکہا سو اگر معراج کو کئی بار قرار دیا جاوے تو اُسمین کچہ تعارض نہین اور اگر
معراج صرف ایک ہی بار قرار دیا جاوے تو کہا جاویگا کہ روایت جماعت کثیرہ کی راجح ہے روایت شریک سے اسلیے
کہ جماعت کی روایت مین صاف آچکا ہے کہ آپنے ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کے ساتہہ تکیہ لگائے ہوئے
دیکہا اور بیت المعمور بالاتفاق ساتوین آسمان مین ہے اور در حقیقت معراج کی حدیثین پیغمبرون کی جگہون مین
مختلف اور متعارض ہین سو یہ تعارض یا تو بعض راویون کے اشتباہ پر محمول کرنے سے دفع ہو سکتا ہے اور یا
کہ دو دو آسمانون مین دیکہا ہوگا ف انس نے کہا کہ جب جبرئیل علیہ السلام حضرت کو لیکر ادریس علیہ السلام
پر گذرے تو اُسنے مرحبا کہا یعنے کیا اچہا نبی اور نیک پیغمبر آیا سو مینے کہا یہ کون ہے جبرائیل نے کہا یہ ادریس ہے

پیغمبر ہے (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پہر مین موسے علیہ السلام پر گذرا سو موسے علیہ السلام نے کہا کیا اچھا
نیک پیغمبر اور نیک بہائی آیا مینے کہا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا موسے ہین پیغمبر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا پہر مین عیسے پر گذرا سو عیسے نے کہا کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بہائی آیا مینے کہا یہ کون ہے جبرئیل
نے کہا یہ عیسے پیغمبر ہے ف لفظ ثم کا یہان ترتیب کے واسطے نہین ہے اسلیے کہ سب حدیثون سے
یہی ثابت ہوتا ہے کہ عیسے علیہ السلام کے ساتھہ ملاقات موسے علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے اگر تعدد معراج
پر حمل کیا جاوے تو ترتیب صحیح ہو سکتی ہے ف پہر مین ابراہیم علیہ السلام پر گذرا سو ابراہیم نے کہا کیا
اچھا نیک پیغمبر اور نیک بیٹا آیا مینے کہا یہ کون ہے جبرائیل ع نے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہین ابن شہاب
نے کہا کہ ابن حزم نے مجھکو خبر دی کہ مقرر ابن عباس اور ابو حبہ انصاری کہا کرتے تہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ پہر مجھکو اوپر چڑہایا گیا یہانتک کہ مین ایک بلند جگہ پر پہونچا وہان مینے قلمون کے لکھنے کی آواز
سنی یعنے جو احکام الٰہی و قضا کہ فرشتے لکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو خدا نے میری امت پر
نماز فرض کی ہر ایک دن مین پچاس وقت کی پہر مین وہان سے پلٹ آیا سو موسے علیہ السلام کے پاس
ہو کر نکلا تو موسے نے کہا کہ خدا نے تیری امت پر کیا فرض کیا مینے کہا خدا نے میری امت پر ہر روز پچاس
وقت کی نماز فرض کی ہے موسے علیہ السلام نے کہا پس پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے اپنی امت ۲۲۰
کے بہی آسانی طلب کر سو مقرر تیری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز ادا نہ ہو سکے گی ف موسے علیہ
السلام نے یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ اس بات کا تجربہ کر چکے ہوئے تھے اور بنی اسرائیل کو احکام الٰہی کے ساتھ
امتحان کر چکے ہوئے تہے ف سو مین خدا کی طرف پہر گیا اور اس سے آسانی طلب کی اپنی امت کے واسطے
سو خدا نے میری امت سے بعض نمازین اتار ڈالین پہر مین موسے کے پاس پلٹ آیا سو مینے کہا کہ خدا نے
میری امت سے کچہ نمازین اتار ڈالین سو موسے نے کہا پلٹ جا اپنے رب پاس اسلیے کہ مقرر امت تیری سے ہر روز
اتنی نمازین ادا نہین ہو سکین گی سو مین خدا کے پاس پلٹ گیا سو خدا نے کچہ نمازین اور اتار ڈالین پہر
مین موسے کے پاس پلٹ آیا سو اسنے کہا کہ پلٹ جا اپنے رب پاس سو مقرر امت تیری اسکے ادا کرنے
کی طاقت نہین رکہتی ہے کہ مین خدا کے پاس پلٹ گیا سو خدا نے فرمایا یعنے آخر بار مین بعد قبول
کرنے غرض تخفیف نماز کے کہ ہر روز پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس نمازین ہین یعنے باعتبار ظاہر کے
شمار اور عمل مین تو یہ پانچ نمازین ہین ولیکن انکا ثواب پچاس نمازون کا ہے اسلیے کہ ایک نیکی کا ثواب
دس گنا ہے پس ایک نماز کے بدلے دس نمازون کا ثواب ہوگا) نہین بدلا یا جاتا قول نزدیک میرے
یعنے وعدہ اور وعید مین خلاف نہین ہوتا ہے سو مین موسے کے پاس پلٹ آیا سو اسنے کہا پلٹ جا اپنے

رب پاس اور پانچ سے بہی تخفیف مانگ مینے کہا مین اپنے رب سے شرما گیا ہون یعنے اب عرض نہین کر سکتا ہون
ف یہ حدیث مجمل ہے اسلیے کہ اس سے معلوم نہین ہوتا کہ کتنی بار حضرت پلٹ گئے اور ہر بار کتنی کتنی نمازین
تخفیف ہوگئین ولیکن دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بار مین پانچ پانچ نمازین تخفیف ہوئین
اور یہ زیادتی معتمد علیہ ہے پس جن حدیثون مین دس دس کا ذکر ہے یا شطر کا ذکر ہے اون سب سے یہی مراد
ہوگی شاید راوی نے اختصار کے واسطے پانچ پانچ کو دس دس کر دیا ہوگا یا یہ کہ دو بار دس دس کی
تخفیف ہوئی ہوگی اور پانچ بار پانچ پانچ کی تخفیف ہوئی ہوگی پس اس سے بہی سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی
ہے واللہ اعلم ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہر مجہکو جبرئیل لے چلا یہانتک کہ مجہکو سدرۃ
المنتہے یعنے بیری کے درخت بلند کو لے پہونچا اور چہپایا ہوا تہا اسکو طرح طرح کے رنگون نے
مین نہین جانتا کہ کیا تہی حقیقت ان رنگون کی یعنے عجب طرح کے خوبصورت رنگ اسپر چہائے ہوئے تہے
کہ حقیقت انکی سوے اللہ کے کوئی نہین جانتا ہے ف یہ بیری کا درخت ساتوین آسمان مین ہے اور جڑ اوسکی
چہٹے آسمان مین ہے اور وہ ایک مقام ہے اور اسکو منتہے اسواسطے کہتے ہین کہ مخلوقات کے علوم اور اعمال
اسجگہ تمام ہو جاتی ہین اس سے آگے کسی کا علم نہین بڑہتا ہے یہانتک کہ جبرائیل علیہ السلام کا بہی مگر پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بہی آگے بڑہ گئے ف پہر مین بہشت مین داخل کیا گیا سو ناگاہ گیا دیکہتا ۲۲۱
ہون کہ اسمین موتیون کے گنبد ہین اور ناگاہ اسکی خاک مشک ہے یعنے اسکی خوشبو مشک کی خوشبو کی
کی طرح تہی اگرچہ وہ اعلے قسم کی خوشبو دار مٹی ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم معراج کی رات اپنے گہر مین تہے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج
کے وقت حطیم مین تہے اور حطیم اس مکان کا نام ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تہا تو کعبہ مین
داخل تہا جب قریش نے حضرت کی نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اتر کیطرف علیحدہ کر دیا
سو مطلب یہ ہے کہ اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہر مین تہے پہر جبرائیل حضرت کو حطیم مین لیگئے پہر وہان سے آسمان
کو چڑہ گئے تو اس وجہ سے کبہی حضرت نے گہر کا ذکر کیا اور کبہی حطیم کا دونو درست ہین اور بعضی روایتون
مین ام ہانی کا گہر مذکور ہے ام ہانی حضرت علی رض کی بہن کا نام ہے حضرت کے اور اسکا گہر ملا ہوا تہا گویا کہ ایک
ہی تہا اس وجہ سے کبہی اسکا ذکر کر دیا اور معراج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے مین ہجرت سے اول ایک برس
ہوئی اور اسمین اختلاف ہے کہ معراج بدن سمیت ہوئی یا روح سے سوتے ہوئے یا جاگتے صحیح مذہب اہل سنت کا یہ ہے
کہ بیداری مین روح اور بدن دونو سے ہوئی چنانچہ صحیح حدیثون سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے اور اسمین بہی اختلاف
ہے کہ معراج اسی رات مین ہوا ہے جس رات مین آپنے مسجد اقصے تک سیر کیا یا دوسری رات مین بعضے کہتے

ہین کہ دونو ایک ہی رات مین واقع ہوئی ہین خواب مین اور بعضے کہتے ہین کہ دونو دو راتون مین واقع ہوئے
ہین ایک بیداری مین اور دوسرا خواب مین لیکن صحیح جمہور اہل علم کے نزدیک یہ ہو کہ اسرا اور معراج دونو ایک ہی
رات مین واقع ہوئی ہین بیداری مین اور یہی مذہب ہے امام بخاری کا شیخ ابن حجر نے لکھا ہے کہ اس بات مین
اختلاف کرنا جائز نہین کہ بیت المقدس تک ایک رات مین سیر کرنا بیداری مین تھا اسلیے کہ اسپر ظاہر
قرآن ناطق ہے اور اسلیے کہ قریش نے اسکا انکار کیا پس اگر بیت المقدس تک سیر کرنا خواب مین ہوتا تو
قریش انکار نہ کرتے اور معراج ہجرت سے ایک سال پہلے مکہ مین واقع ہوا ہے ربیع الآخر کی ستائیسوین رات مین
اور بعضے اور وقت مین کہتے ہین واللہ اعلم اور جو مکے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے
اسلیے کہ قرآن مین اسکا صاف بیان ہے اور بیت المقدس سے آسمانون کو چڑھنے کا جو انکار کرے تو وہ بدعتی
ہے اور معراج کی رات مین نماز فرض ہونے کی یہ حکمت ہو کہ جب معراج کی رات مین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ظاہر اور باطن سے پاک کیے گئے اور زمزم کے پانی سے آپکا سینہ دہویا گیا تو مناسب ہوا کہ ایسی حالت
مین نماز فرض کیجاے اسلیے کہ نماز چاہتی ہے کہ آدمی پاک ہو اور اسواسطے کہ فرشتون مین آپکی بزرگی
ظاہر ہو جاوے اور غرض امام بخاری کی اس حدیث کو اس باب مین لانے سے یہ ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ معراج کی رات مین پہلے پچاس نمازون کا حکم ہوا پہر اُن سے تخفیف کی گئی اور آخر پانچ نمازون پر قرار ۲۲۲
پایا سو یہ ایک کیفیت ہے نماز فرض ہونیکی کیفیتون سے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ
کے واللہ اعلم **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن صالح بن کیسان عن عروۃ
بن الزبیر عن عائشۃ ام المؤمنین قالت فرض اللہ الصلوۃ حین فرضہا رکعتین رکعتین فی
الحضر والسفر فاقرت صلوۃ السفر وزید فی صلوۃ الحضر ترجمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
ہے کہ جب خدا نے پہلے نماز کو فرض کیا سو دو دو رکعتین فرض کین حضر مین بہی اور سفر مین بہی یعنے سوائے نماز مغرب
کے ہر وقت دو دو رکعت فرض پڑہنے کا حکم دیا سو سفر کی نماز تو اُسی پہلے حال پر برقرار رکہی گئی یعنے
دو ہی رکعت باقی رہی اور حضر کی نماز زیادہ کی گئی یعنے ہجرت کے بعد دو رکعتین اسمین زیادہ کردی گئین
مگر مغرب اور فجر ف اس حدیث سے حنفیہ دلیل پکڑتے ہین کہ سفر مین دوگانہ رخصت نہین یعنے جائز
ہونے چار رکعت کی بلکہ سفر مین اصل اسی قدر نماز مشروع ہوئی ہے پس دوگانہ پڑہنا واجب ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے عائشہ رض سے روایت کی ہو کہ پہلے سفر اور حضر مین
دو دو رکعتین نماز فرض ہوئی پہر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو حضر کی نماز مین دو دو رکعت
اور زیادہ کی گئی مگر صبح کی نماز طول ہونے قراۃ کے سبب سے پہلی حال پر چہوڑدی گئی اور مغرب کی نماز بہی اپنے

پہلے حال پر رہی اسلیے کہ وہ دن کو رہین لعنی جب حضر کی نماز چہار رکعتین قرار پاچکی تو سفر کی نماز مین تخفیف ہوگئی وقت نازل ہونے آیت فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ کو اور تائید کرتا ہے اسی کی جو ابن اثیر نے شرح مسند مین ذکر کیا ہے کہ قصر کرنا نماز کا ہجرت سے بعد چوتھے سال مین واقع ہوا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عائشہ کے اس قول (کہ نماز سفر کی پہلے حال پر برقرار رکہی گئی) کا یہ معنے ہے کہ باعتبار ماآل الیہ الامر من التخفیف برقرار رکہی گئی نہ یہ معنے کہ جب سے فرض ہوئی تو اسی حال پر ہمیشہ رکہی گئی پس اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز سفر کا قصر کرنا واجب ہے اور اس مقام مین بہت طول طویل بحث ہے حنفیہ قصر کو سفر مین واجب کہتے ہین اور شافعیہ وغیرہ واجب نہین کہتے ہین بلکہ مستحب جانتے ہین اور دونو کے پاس دلیلین ہین لیکن اگر حنفیہ کی دلیلون کو استحباب پر حمل کیا جاوے اور قصر کو مستحب قرار دیا جاوے مع جواز چہار گانہ کی تو سب حدیثون مین تطبیق ہوجاتی ہے اور کوئی شے بیکار نہین رہتی ہے بخلاف وجوب کی کہ اُسمین کئی حدیثین متروک العمل رہجاتی ہین اور اس حدیث سے کیفیت فرض ہونے نماز کی معلوم ہوتی ہے کہ پہلی دو دو رکعتین فرض ہوئی پہر چہار چہار رکعتین فرض ہوئی پہر سفر مین تخفیف ہوگئی پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ساتہہ ترجمے کے **بَابُ وُجُوْبِ الصَّلٰوۃِ فِی الثِّیَابِ** یعنے نماز مین کپڑے پہننا اور اپنی شرمگاہ ڈہانکنا واجب ہے ننگے نماز پڑہنا جائز نہین ہے لیے کہ ستر ڈہانکنا نماز کی شرط ہے **وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ خُذُوْا** ٢٢٣
زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَمَنْ صَلّٰی مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ اور بیان مین قول اللہ تعالے کے کہ پکڑو زینت اپنی کو یا اپنی زینت کے کپڑون کو یا اپنے کپڑون کو نزدیک آنی ہر مسجد کے واسطے نماز کے یا طواف کے یعنے طواف اور نماز ننگے ہوکر مت کرو بلکہ کپڑے پہنکر کرو پس یہ آیت دلیل ہے اسپر کہ نماز مین اپنی شرمگاہ کو کپڑے سے چہپانا واجب ہے بدون اُسکے نماز درست نہین **وَمَنْ صَلّٰی مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ** یعنے صرف ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹ کر نماز پڑہنے کا بیان **ف** مقصود ایک کپڑے مین لپیٹا ہوکر نماز پڑہنے سے اس بات پر شہادت ہے کہ نماز مین ستر عورت کرنا واجب ہے اسلیے کہ کپڑے کو بدن پر لپیٹنا اسی وجہ سے تہا کہ رکوع اور سجود مین شرمگاہ کہل نہ جاوے **وَیُذْکَرُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزُرُّہٗ وَلَوْ بِشَوْکَۃٍ** یعنے سلمہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا (جبکہ اُسنے آپ سے ایک کرتے مین نماز پڑہنے کا حکم پوچہا) کہ بند کر اسکو اور تکمہ لگا اگرچہ کانٹے سے ہو یعنے جو چیز میسر ہو اُسکے ساتہہ اس کرتے کو آگے سے بند کرلے تاکہ شرمگاہ نہ کہل جاوے - امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد مین کلام ہے **ف** اس حدیث کو لانے مین اشارہ ہے اس طرف کہ آیت مذکورہ مین زینت سے مراد مطلق کپڑا ہی ہے بیش قیمت کپڑون سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا مراد نہین ہے اور یہ اشارہ اسمین ہے کہ اگر مقصود زینت ہوتی

تو کاندھے سے کپڑے نہ بندھ جاتے وَمَنْ صَلّٰى فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيْهِ مَا لَمْ يَرَ فِيْهِ أَذًى یعنے جس کپڑے
مین جماع کرے اس کپڑے کو پہنکر نماز پڑہنی جائز ہے جبتک کہ اسمین پلیدی نہ دیکھ لیوی ف یہ باب اصل مین
حدیث ہے جسکو ابو داؤد و نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ معاویہ نے ام حبیبہ سے پوچھا کہ حضرت جماع والے
کپڑے مین نماز پڑہ لیا کرتے تہے اسنے کہا ہان جب اسمین پلیدی نہ ہوتی مقصود اس باب سے یہ ہے کہ ایسے
کپڑے سے بہی نماز مین شرمگاہ کو چھپانا جائز ہے وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَطُوْفَ
بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ یعنے حضرت نے فرمایا کہ نہ طواف کرے اور نہ گہومے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی ف یہ بہی ایک
حدیث کا ٹکڑا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مین ستر عورت واجب ہے اسلیے کہ خانہ کعبہ کا طواف نماز
کا حکم رکہتا ہے اور جب کہ طواف ننگے ہوکر جائز نہ ہو تو نماز ننگے پڑہنی بطریق اولی جائز نہین ہوگی اسلیے کہ جو
طواف مین شرط ہے وہ نماز مین بہی شرط ہے حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ
إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ
الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ
امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ
۲۲۴ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا ترجمہ ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ ہمکو حکم ہوا یہ کہ باہر نکالین ہم دن عید کے
حیض والی عورتون کو اور پردہ نشین عورتون کو سو مسلمانون کی جماعت مین حاضر ہون اور انکی دعا مین شریک
ہون اور حیض والی عورتین عیدگاہ سے کنارے رہین ایک عورت نے عرض کی کہ یا حضرت اگر ہم مین سے کسی کے
پاس چادر نہو تو کیا کرے یعنے باہر جاوے یا نہ حضرت نے فرمایا کہ اسکے ساتھ والی اسکو اپنی چادر پہناوے یعنے اگر
اسکے پاس کوئی دوسری چادر ہووے تو اسکو پہننے کے لیے عاریۃً دیدیوے یا اپنی چادر کا ایک کنارہ اسپر ڈالدیوے
ف یہ حدیث کتاب الطہارت مین مفصل طور سے گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین ستر عورت
واجب ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا پہننے مین نہایت تاکید کی یہانتک کہ عید کی نماز کے واسطے
کپڑا مانگ کر پہننے کا حکم فرمایا پس فرض نماز کے واسطے کپڑا پہننا بطریق اولے واجب ہوگا بَابُ
عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلٰوةِ یعنے تہبند کو گردن مین باندہ کر نماز پڑہنے کا بیان ف اسکی صورت
یہ ہے کہ تہبند کے نیچے کے دونو کونے چھوڑ دیوے اور اوپر کے دونو کونون مین سے داہنے کونے کو بائین مونڈہے
پر لاکر گردن کے پیچھے لیجاوے اور بائین کونے کو داہنے مونڈہے پر لاکر گردن کے پیچھے لیجاوے اور پہر دونو کو جمع
کرکے گردن کے پیچھے گرہ دیدیوے وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَىٰ عَوَاتِقِهِمْ ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اپنے تہبندوں کو گردن میں باندھ کر یعنے تاکہ رکوع سجود میں سترگاہ نہ کھل جاوے اسلیے کہ صحابہ کے تہبند اکثر سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے اور یہ حال اہل صفہ کا تھا جنکا کوئی گھربار مدینہ میں نہیں تھا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَٰلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ محمد بن منکدر رضی سے روایت ہے کہ جابر رضی نے صرف تہبند میں نماز پڑھی اور حالانکہ اسکو اپنے گردن میں باندھا ہوا تھا اس حالت میں کہ انکے کپڑے سہ پائی پر رکھے تھے سو کسی شخص نے اسکو کہا یعنے بطریق انکار کے کہ تو صرف ایک تہبند میں نماز پڑھتا ہے باوجودیکہ کپڑے تیرے پاس موجود ہیں سو جابر نے کہا کہ مینے صرف اسی واسطے ایک تہبند میں نماز پڑھی ہے کہ تجھ جیسا بے وقوف مجھکو دیکھے اور جانے کہ فقط ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے یعنی میرا مقصود تعلیم کرنا ہے اور بندوں پر آسانی کرنا ہے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے اگرچہ افضل دو کپڑوں میں نماز پڑھنا ہے ف ابن مسعود کا مذہب یہ تھا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے واسطے کثرت کپڑوں اسوقت میں سو جابر نے انکی اس اعتقاد کو رد کر دیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے اور یہی ہے مذہب اکثر علماء کا ف جابر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہم میں سے کسکے دو کپڑے ہوتے تھے یعنے حضرت کے زمانے میں تو کسی کے پاس دو کپڑے نہیں ہوتے تھے صرف ایک ہی کپڑا ہوتا تھا اسی میں صحابہ نماز پڑھا کرتے تھے پھر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو کیوں نہیں جائز کہتا ہے اور مطابقت ان دونو حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور اس حدیث کو امام بخاری نے اسواسطے بیان کیا ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ فعل جواز کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تاکہ جواز خوب دل میں جم جاوے حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرًا يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ ترجمہ محمد سے روایت ہے کہ مینے جابر کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور جابر نے کہا کہ مینے حضرت کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ف یہ وہی حدیث جابر کی ہے جو ابھی گذر چکی ہے کہ جابر رضی نے تہبند کو اپنی گردن میں باندھا ہوا تھا پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ

یعنے بدن کو صرف ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان ف پہلے باب کی حدیثوں سے مطلق ایک کپڑے میں

نماز پڑھنی جائز معلوم ہوتی تھی اب یہ باب امام بخاری نے اسلیے باندھا ہے کہ مراد اُس سے خاص وہ وقت
ہے جسمین تنگی ہو اور دوسرا کپڑا نہ ملے یا مراد اُس سے جواز ثابت کرنا ہے ہر حال مین وَقَالَ الزُّهْرِيُّ
فِي حَدِيثِهِ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ وَهُوَ الِاشْتِمَالُ عَلَى
مَنْكِبَيْهِ یعنے زہری نے اپنی حدیث مین بیان کیا کہ ملتحف کا معنے متوشح ہے اور متوشح اُسکو کہتے ہین
جسنے اپنی کپڑے کی دونو کنارون مین اپنی دونو مونڈہون پر مخالفت کی ہو یعنے کپڑے کی داہنے طرف کو جو داہنے
مونڈہے پر ہو بائین ہاتھ کے نیچے سے پکڑ کر بائین مونڈہے پر ڈالی اور اوسکی بائین طرف کو جو بائین مونڈہے
پر ہو داہنے ہاتھ کے نیچے سے پکڑ کر داہنے مونڈہے پر ڈالی پھر اگر کنارے دراز ہون تو دونو طرفون کو
سینہ پر باندھ لیوے اور یہی معنے ہین اشتمال کا جو حدیثون مین آیا ہے وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ الْتَحَفَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ لَهُ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ یعنے ام ہانی نے کہا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹا سو اُسکی دونو طرفون مین اپنی مونڈہون پر مخالفت
کی یعنے دونو کھونٹ جدا جدا کیے حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ
بَيْنَ طَرَفَيْهِ ترجمہ عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے مین نماز پڑھی ۲۲۶
اور اُسکی دونو طرفون مین مخالفت کی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ ثَنَا هِشَامٌ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ
وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْقَى طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین اتنا
زیادہ ہے کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلمہ کے گھر مین نماز پڑہتے دیکھا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ
إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ
ترجمہ اسکا بھی وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ
أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ
سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ
يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ
فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا
انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ ابْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ یَا اُمَّ هَانِیٍٔ قَالَتْ اُمُّ هَانِیٍٔ وَذَاكَ ضُحًی ترجمہ ام ہانی
رض سے روایت ہے کہ مین فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو مینے آپکو غسل کرتے پایا اور
فاطمہ آپکو پردہ کر رہی تہین سو مینے آپکو سلام کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون عورت ہے مینے عرض
کی کہ مین ام ہانی ہون بیٹی ابی طالب کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشا حال ام ہانی سو جب آپ نہانے
سے فارغ ہوئے تو کہڑے ہو کر نماز پڑہنے لگے سو آپنے آٹہہ رکعتین نماز پڑہی اسحال مین کہ آپ بدن کو ایک کپڑے
مین لپیٹے ہوئے تہے سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو مینے عرض کی کہ یا حضرت مینے فلان بن ہبیرہ
کو قتل سے پناہ اور امان دی ہے اور میرا بہائی علی رض اسکو قتل کرنے چاہتا ہے سو آپنے فرمایا کہ اے ام ہانی
جسکو تونے پناہ دی ہے اسکو ہمنے بہی پناہ دی یعنے اب اسکو کوئی قتل نہین کریگا ام ہانی نے کہا کہ یہ
آٹہہ رکعتین چاشت کی نماز تہی ف اس حدیث مین بدن کو کپڑے مین لپیٹنے سے یہ مراد ہے کہ آپنے
اسکی دونو طرفون مین مخالفت کی ہوئی تہی پس مناسبت ترجمہ ظاہر ہے اور ہبیرہ ام ہانی
کے خاوند کا نام ہے فتح مکہ کے دن وہ بہاگ گیا تہا اور کفر کی حالت مین مر گیا تہا اور مراد فلان بن ہبیرہ ام ہانی
کا بیٹا ہے ہبیرہ کی نطفہ سے یا کوئی دوسرا فرزند اسکا ہوگا دوسری عورت سے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ
۲۲۷ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے
مین نماز پڑہنے کا حکم پوچہا کہ جائز ہے یا نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو
دو کپڑے ہین ف یعنی تم سب کے پاس دو دو کپڑے تو نہین پس اگر ایک کپڑے مین نماز جائز نہ ہوتی تو تمہارے
سے فرض نماز کیسے ادا ہوتی اور مین تمکو کسواسطے منع نہ کرتا کہ ایک کپڑے مین نماز جائز نہین ہے پس تمکو
کسواسطے معلوم نہین کہ ایک کپڑے مین نماز جائز ہے اور مذہب جمہور صحابہ اور تابعین و من بعدہم کا یہی ہے
کہ ایک کپڑے مین نماز جائز ہے بشرطیکہ شرمگاہ کو چہپا لیوے ولیکن اگر دوسرا کپڑا موجود ہو تو مستحب ہے
کہ دو کپڑون مین نماز پڑہے اور ان سب حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کپڑے مین بدن کو لپیٹ کر
نماز پڑہنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت ان حدیثون کی ساتہہ ترجمہ کے بَابٌ اِذَا صَلّٰی
فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْیَجْعَلْ عَلٰی عَاتِقَیْهِ یعنے جب کوئی صرف ایک کپڑے مین نماز پڑہنے لگے تو مستحب ہے
کہ اسمین کسی کنارہ کو اپنے مونڈہون پر ڈال لیوے انکو ننگا نہ رہنے دے حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی
الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیْ

أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ شَيْءٌ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم مین کا نماز پڑھا کرے ایک کپڑے مین اسطرح کہ کندھی پر اس کپڑے سی کچھ بھی نہو ف اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی ایک کپڑے مین نماز پڑھنی چاہے تو اُسکا کوئی کنارہ کندھی پر ڈال لیوی کندہے
کھلے نہ چھوڑی یعنے آدھے کا لنگ باندھی اور آدھے سے کندھی چھپاوی اور اس حدیث مین نہی سے مراد نہی تنزیہی
تحریمی نہین اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا صرف ایک کپڑے مین کھلے کندہے نماز پڑھنا اوپر
ثابت ہوچکا ہے پس معلوم ہوا کہ کندھی پر کپڑا ڈالنا نماز مین مستحب ہے واجب نہین حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ أَوْ كُنْتُ سَأَلْتُهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَشْهَدُ
أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ
ترجمہ ابوہریرہؓ سی روایت ہی کہ مین یقین سی کہتا ہون کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھی کہ جو شخص
صرف ایک کپڑے مین نماز پڑھنی چاہے تو چاہیے کہ کپڑے کی دونو طرفون مین مخالفت کری اور دونون
کھونٹ جدا جدا کرے ف کپڑے کی دونو طرفون کی مخالفت کرنیکا طریقہ اوپر معلوم ہوچکا ہے ولیکن یہ
عام ہے خواہ التحاف کی صورت ہو خواہ کسی دوسری طرح سے مخالفت کرلیوی سب طرح جائز ہے اور مناسبت
اس حدیث کی ترجمہ سے اسطور پر ہے کہ کپڑے کی دونو طرفون میں مخالفت کرنی نہین حاصل ہوتی مگر جب کہ کندہے ۲۲۸
پر کپڑا ڈالا جاوی اور یہ امر واسطے استحباب کی ہی جیسے کہ مذہب جمہور کا ہے پس معلوم ہوا کہ کندہے پر نماز مین
کپڑا ڈالنا مستحب ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے بَابٌ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا
یعنے جب کپڑا تنگ اور چھوٹا ہو تو اسوقت نمازی کیا کرے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا
فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ
فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي فَوَجَدْتُهُ
يُصَلِّي وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهِ وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرَى
يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْاِشْتِمَالُ الَّذِي رَأَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا قَالَ
فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ ترجمہ سعید بن حارث سی روایت ہی کہ ہمنے جابر
بن عبداللہ سے ایک کپڑے مین نماز پڑھنے کا حکم پوچھا سو جابر نے کہا کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ایک سفر مین نکلا یعنے حضرت کو کوئی سفر پیش آگیا تھا سو مین بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تھا سو
مین ایک رات حضرت کے پاس کسی کام کو آیا سو مینے آپکو نماز پڑھتے پایا اور مجھپر صرف ایک ہی کپڑا تھا کہ سو مینے اوسکو
بدن پر لپیٹ لیا اور آپکی پہلو مین نماز پڑھی سو جب آپ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ ای جابر تو اسوقت رات

مین کیون آیا ہے سو مینے آپکو اپنے کام سے خبر دی کہ فلان کام کے لیے آیا ہون سو جب مین اپنی کام کو
آپسے عرض کر چکا تو فرمایا کہ یہ کپڑا لپیٹنا کیسا ہے جسکو مینے دیکھا ہے مینے کہا کہ میرے پاس صرف یہی کپڑا
تہا سو آپنے فرمایا کہ اگر کپڑا فراخ ہو تو اسکو نماز مین بدن پر لپیٹ لی اور اگر کپڑا تنگ ہو تو اسکا تہ بند
باندہ لے کہ وہ ستر عورت کو لیے کافی ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کپڑا تنگ ہے تو اوسوقت
مناسب ہے کہ اسکا تہ بند باندہ لیوے اور التحاف نہ کرے کہ وہ سترگاہ کے کہل جانے کا سبب ہے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے انکار سواسطے کیا تہا کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور اسکی دونو طرفون مین اسنے مخالفت
کی ہوئی تہی ولیکن اس سے ستر عورت نہین ہو سکتا تہا اسلیے اسپر جہک گیا تہا تا سترگاہ نہ کہلے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ یہ اسوقت ہے جبکہ کپڑا فراخ ہو اور جب تنگ ہو تو اسکا تہ بند باندہ لیوے
کہ وہ کافی ہے اسلیے کہ مقصود اصلی سترگاہ کو چہپانا ہے سو وہ اسکے ساتہ حاصل ہو جاتا ہے ٭
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ
يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ اُزْرِهِمْ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَ
يُقَالُ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا ترجمہ سہل رض سے روایت ہے کہ
بعضے لوگ حضرت کی ساتہ نماز پڑہا کرتے تہے اس حالت مین کہ لڑکون کی طرح اپنے تہبندون کو گردن باندہنے ۲۲۹
والے تہے اور عورتون کو کہا جاتا تہا یعنے جو عورتین کہ مردون کے پیچہے نماز پڑہا کرتین) کہ اپنے سرون کو سجدہ
سے مت اٹہاؤ یہانتک کہ مرد سیدہے ہو کر بیٹہ جاوین ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو مردون
سے پہلے سر اٹہانا سواسطے منع کیا کہ عورتون کی نظر مردون کی سترگاہ پر نہ پڑے اسلیے کہ جب بعضے مرد تہ بند کو
گردن مین باندہتے تہے تو پیچہے سے ستر کہل جانے کا احتمال تہا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر التحاف ممکن
ہو تو تہ بند سے بہتر ہے اسلیے کہ اسمین ستر عورت اچہی طرح سے ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ بات معلوم
نہین ہوتی کہ تمام ستر عورت مردونپر واجب نہین تہا بلکہ انکی سترگاہ کی کہل جانے کا احتمال تہا اسلیے
عورتون کو ہمیشہ کو لیے منع کر دیا گیا واللہ اعلم بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ یعنے شام
کے کپڑے مین نماز پڑہنے کا بیان ف مقصود اس باب کے باندہنے سے یہ ہے کہ جو کپڑا کافرون کے ہاتہ کا
بنا ہوا ہو اسمین نماز پڑہنی جائز ہے جبتک کہ اسمین پلیدی کا یقین نہ ہو جاوے اور شام کی تخصیص اسواسطے
کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین شام کے لوگ سب کافر تہے اور دار الاسلام مین اکثر کپڑا اوہین
سے آتا تہا یا واسطے رعایت لفظ حدیث کی شام کی تخصیص کی ورنہ سب کافرون کا حکم ایک ہی وَقَالَ
الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسِجُهَا الْمَجُوْسُ لَمْ يَرَ بِهَا بَاْسًا یعنے حسن بصری نے کہا کہ جس کپڑے کو مجوسی لوگ

پہنتے ہین اسمین نماز پڑہ لینی جائز ہے یعنے اگرچہ وہ دہلا ہوا بہی نہو وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ
يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ یعنے معمر نے کہا کہ مینے زہری کو یمن کے کپڑے پہنتے دیکہا جو
حیوانون کے پیشاب سے رنگے گئے تہے یعنے اُن حیوانون کے پیشاب سے جنکا گوشت کہایا جاتا ہی اسلیے کہ
زہری کو نزدیک اُنکا پیشاب پاک ہی اور یہ کہنا کہ زہری بقدر امکان اسکو دہولیا کرتے تہے غلط ہی اسلیے کہ
پہر اسمین زہری کی کیا تخصیص ہے وَصَلَّى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُورٍ یعنے حضرت
علی رضہ نے نئے بنے کپڑے مین نماز پڑہی جو دہولا ہوا نہین تہا ف ان تینون اثرون سے معلوم
ہوا کہ جو کپڑا کافرون کے ہاتہہ کا بنا ہوا ہو اسمین نماز پڑہ لینی جائز ہے جب تک اسمین پلیدی کا یقین نہ
ہوجاوے حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ
شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا
فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ
شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ
فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ رضہ سے روایت ہے کہ مین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ایک سفر مین تہا یعنے جنگ تبوک مین سو آپنے فرمایا کہ ای مغیرہ پانی کا برتن
پکڑلے سو مینے اسکو پکڑ لیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے یہانتک کہ میری نظر سے چہپ گئے یعنے پاخانہ ۲۳۰
کو لیے بہت دور چلے گئے سو آپ حاجت ضرورت سے فارغ ہوئے اور اُسوقت آپ شام کا جبہ پہنے ہوئے تہے سو آپ اپنے ہاتہہ کو
آستین سے نکالنے لگے یعنے وضو کے لیے سو آستین تنگ ہوگئی یعنے اس سے ہاتہہ باہر نہ نکل سکا سو
آپنے نماز کی وضو کی مانند وضو کیا اور اپنے موزون پر مسح کیا پہر نماز پڑہی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
کافرون کے بنے ہوئے کپڑون مین بن دہوئے نماز پڑہنی جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا
جبہ پہنا اور اسکی پاکی پلیدی کا کچہہ حال دریافت کیا بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا یعنے
نماز وغیرہ مین ننگا ہونا منع ہے حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ
قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ
حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ
مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا ترجمہ جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قریشیون کے ساتہہ پتہر اُٹہا اُٹہا کر لیے جاتے تہے واسطے بنا کرنے خانۂ کعبہ کے ف یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

رسول ہونے سے پندرہ سال پہلے کا ذکر ہے　تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس ۳۵ برس کی تہی اسوقت
قریش نے کعبے کو نئے سر سے تعمیر کیا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی اسکی تعمیر کے لیے قریش کے ساتہہ پتہر
اوٹہا اوٹہا کر لے جاتے تہے اور آپ پر اسوقت تہ بند تہا یعنے آپ اسوقت صرف تہ بند باندہے ہوئے
تہے آپ کے سر اور کندہوں پر کوئی کپڑا نہین تہا) سو عباس رض (حضرت کے چچا تہے) نے آپکو کہا کہ اے بہتیجے اگر تو
تہ بند کو کہول کر اپنے کندہوں پر ڈال لیوے اور اسپر پتہر کو اوٹہا کر لیجایا کرے تو بہت خوب ہو یعنے اسلیے کہ
اسمین بدن کو تکلیف نہین پہونچتی ہے) سو حضرت نے تہ بند کو کہول کر اپنے کندہے پر ڈال لیا سو اوسی
وقت آپ بیہوش ہو کر گر پڑے یعنے ننگے ہونے کے سبب سے ایسے پریشان ہوئے کہ بے ہوش ہو گئے
سو بعد اسکے کبہی کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ننگا نہین دیکہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس
وقت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبہی ننگے نہین ہوئے گویا تا کہ بعد نبوت کے بہی پس اس عموم احوال سے ثابت
ہوتا ہے کہ آدمی کو ننگا ہونا منع ہے خواہ نماز مین ہو یا نماز سے باہر ہو پس یہی وجہ ہے مناسبت اس
حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ آدمیون کے روبرو ننگا ہونا جائز نہین اور یہ بہی
معلوم ہوا کہ حضرت قبیح باتون سے ہمیشہ محفوظ رہے ہین پہلے نبوت سے اور پیچہے بہی اور عباس رض نے حضرت کو
ننگا ہونا سو اسواسطے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے مین ننگے ہونے کو عیب نہین جانتے تہے بلکہ ننگے ہو کر کعبہ کا ۲۳۱
طواف کیا کرتے تہے ولیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فطرتی حیا تہا اسی واسطے آپ ننگے ہونے سے بیہوش
ہو گئے **بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْقَمِيْصِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ** یعنے کرتہ اور پائجامے اور جانگیے اور
قبا مین نماز پڑہنے کا بیان **ف** یعنے ان کپڑون مین سے اگر ایک کپڑے مین نماز پڑہ لیوے تو جائز ہے
ولیکن جسکو اللہ تعالی نے وسعت دی ہو اوسکے لیے بہتر یہ ہے کہ ان کپڑون مین سے دو کو پہن کر نماز پڑہے ورنہ
ایک مین بہی جائز ہے **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ**
مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ
الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوا جَمَعَ
رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَ
رِدَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَمِيصٍ قَالَ وَأَحْسِبُهُ
قَالَ فِي تُبَّانٍ وَرِدَاءٍ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اوس نے
آپ سے ایک کپڑے مین نماز پڑہنے کا حکم پوچہا سو آپ نے فرمایا کیا تم سب　دو دو کپڑے کو پاتے ہو یعنے تم سب کے
پاس دو دو کپڑے تو نہین سو اگر نماز ایک کپڑے مین جائز نہ ہوتی تو تمام لوگ بینماز رہتے) پہر ایک مرد نے یہ مسئلہ

وسعت کے وقت مستحب ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے

حضرت عمر رضی سے پوچھا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں سو عمر رضی نے کہا کہ جب خدا رزق میں فراغی کرے تو تم بھی کپڑوں میں فراغی کرو اور تنگی اختیار نہ کرو اور مرد کو چاہیے کہ اپنے اوپر کپڑے جمع کرے یعنے ایک کپڑے میں اگرچہ نماز جائز ہے ولیکن صاحب وسعت کے لیے مستحب ہے کہ کپڑوں میں وسعت کرے اور دو یا زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھے پس بہتر ہے کہ یا تو چادر اور تہبند میں نماز پڑھے یا تہبند اور کرتہ میں یا تہبند اور قبا میں پڑھے یا پائجامہ اور تہبند میں پڑھے یا پائجامہ اور کرتہ میں پڑھے یا پائجامہ اور قبا میں پڑھے اور یا جہانگی اور قبا میں پڑھے یا جہانگی اور کرتہ میں پڑھے یا جہانگی اور تہبند میں پڑھے یعنے وسعت کو وقت مستحب ہے کہ دو دو کپڑوں میں نماز پڑھے **ف** حضرت عمر رضی کی مراد ان قسموں کو بیان کرنے سے حصر نہیں ہے بلکہ جس قسم کے دو کپڑے ہوں جائز ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تنگی کے وقت ان کپڑوں میں سے ایک ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے یہی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے **حَدَّثَنَا** عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا
٢٣٢ حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

نماز میں بالخصوص فقط قبل اور دبر کا پردہ کرنا واجب ہے اور باقی بدن کا پردہ کرنا واجب نہیں

ترجمہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو احرام کی حالت میں کیا کیا کپڑا پہننا جائز ہے سو آپ نے فرمایا کہ نہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا کرتہ اور نہ پائجامہ اور نہ برانکوٹ یا کن ٹوپ اور نہ وہ کپڑا جس میں ورس ہو یعنے زرد خوشبودار گھاس یا زعفران لگی ہو سو جو شخص جوتا نہ پاوے تو موزے پہن لیوے اور موزوں کو وہاں تک کاٹ لیوے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جاویں **ف** اس حدیث پر سب اماموں کا عمل ہے کہ احرام والے کو یہ چیزیں درست نہیں اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ اس حدیث سے بے سلے ہوئے کپڑے میں بھی نماز پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اور مناسبت اس حدیث کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت کے سوا اور وقت میں پائجامہ اور کرتہ وغیرہ میں نماز پڑھنی جائز معلوم ہوتی ہے اور یہی مطلب ہے ترجمہ سے لیکن اس وجہ کو شارحین میں سے کسی نے نہیں لکھا ہے **بَابُ مَا يُسْتَرُ مِنَ الْعَوْرَةِ** یعنے شرمگاہ کو ڈھانکنے کا بیان یعنے نماز سے باہر کس کس جگہ کو پردہ کرنا واجب ہے **ف** ظاہر امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ نماز سے باہر ناف کے نیچے کے تمام بدن کو پردہ کرنا واجب نہیں بلکہ صرف قبل اور دبر یعنے آگے کی شرمگاہ اور پیچھے کی شرمگاہ کو پردہ کرنا واجب ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ یَّحْتَبِیَ الرَّجُلُ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے نماز مین کپڑا لپیٹنے سے اسطرح کہ اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکے اور منع فرمایا ہے ایک کپڑے مین زانو اوٹھا کر بیٹھنے سے کہ اسکی شرمگاہ پر کوئی چیز نہ ہو ف اشتمال کہتے ہین اسکو کہ تمام بدن پر کپڑا لپیٹ لیوے اسطرح پر کہ نماز یا کسی اور کام کے واسطے .... ہاتھ باہر نہ نکال سکے اور اس سے منع اسواسطے فرمایا کہ اگر نماز مین کوئی حاجت یا عارضہ پیش آ جاوے تو اسکے دفع کے واسطے ہاتھ باہر نہ نکال سکے گا پس اسکو ہمین نقصان پہونچے گا پس یہ نہی تنزیہی ہے اور صماء اس پتھر کو کہتے ہین جسمین کوئی سوراخ نہو اور اسطرح کپڑا لپیٹنے کو اسواسطے صما نام رکھا ہے کہ اسمین بھی کوئی راہ باقی نہین رہتی ہے جسمین سے آدمی ہاتھ باہر نکال سکے اور احتبا کہتے ہین اسکو کہ آدمی اپنے دونو گھٹنون کو کھڑا کر کے اپنے چوتڑون پر بیٹھے اور اپنی پیٹھ اور دونو زانوؤن پر حلقہ کرے اپنی ہاتھون سے یا چادر سے یا کسی اور چیز سے اور شرمگاہ کو کھلی چھوڑ دیوے پس اسطرح کا بیٹھنا ناجائز ہے لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہی شرمگاہ کو پردہ کر رکھے تو اس شکل سے بیٹھنا منع نہین پس اس سے ثابت ہوا کہ سوا دونو شرمگاہون کے اور بدن کو پردہ کرنا واجب نہین ہے اور یہی وجہ ہی مناسبت اس حدیث کی ۲۳۴۴
ترجمہ سے ولیکن نماز کے اندر ناف سے نیچے سب بدن کو پردہ کرنا واجب ہے جیسے کہ مفصل طور سے اوپر مذکور ہو چکا ہے حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعَتَیْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَاَنْ یَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَاَنْ یَّحْتَبِیَ الرَّجُلُ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دو طرح کی خرید و فروخت سے۔ بیع مبیع کو ہاتھ لگانے سے اور اوسکو ایکدوسرے کی طرف پھینکدینے سے .... ف جاہلیت کے زمانے مین یہ دونو طرح بیع ہوا کرتی تھی پہلی صورت اسطور سے کہ بیچنے والا خریدار کو کہتا تھا کہ مثلاً یہ کپڑے کا تھان اور یہ اسکی قیمت ہے خواہ خرید خواہ نخرید ولیکن اگر تو اس تھان کو ہاتھ لگاویگا تو بیع لازم ہو جاویگی فسخ بیع کا اختیار باقی نہین رہیگا یا مثلاً ایک تھان ہے اور خریدار نے اسکو کھولکر نہین دیکھا ہے تو صرف ہاتھ لگانے سے بیع لازم ہو جاتی تھی اور دوسری صورت پھینکدینے کی یہ ہے کہ بائع خریدار کو کہتا کہ اگر مین تیری طرف اس چیز کو پھینکدون تو بس بیع لازم ہو چکی خیار فسخ باقی نہین رہیگا سو ان دونو طرح کی بیع مین خریدار کو بہت دھوکھا ہوتا تھا اس لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا ف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

منع فرمایا نماز مین کپڑا لپیٹنے سے اسطرح پر کہ اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکے اور منع فرمایا گھٹنے کھڑے کرکے چوتڑ زمین پر رکھکر ایک کپڑے مین ملفوف کرکے بیٹھنے سے اسطرح پر کہ شرمگاہ کھلی رہے حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِيْ مُؤَذِّنِيْنَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ اَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھکو اس حج مین یعنی جس حج مین کہ حجۃ الوداع سے پہلے ایک سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اپنا نائب کرکے مکہ مین بھیجا تھا اور آپ حج کو تشریف نہین لائے تھے) موذنون کی جماعت مین بھیجا کہ دسوین کے دن سب خلقت مین پکار کر کہدین کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنیوالا اور نہ طواف کرے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور اسکو فرمایا کہ بلند آواز سے سورہ برارت خلقت کو پڑھ سناؤ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ ملکر دسوین کے دن لوگون مین پکار دیا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنیوالا اور ۲۳۴

نہ طواف کرے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی **ف** نانوین سال ہجری مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیون کا سردار کرکے مکے مین حج کو بھیجا اور فرمایا کہ سب کو یہ حکم پہونچاؤ کہ دوسرے سال کوئی کافر حج کو نہ آوے کافرون کا دستور تھا کہ طواف ننگے کرتے تھے انکا گمان یہ تھا کہ جن کپڑون مین ہمنے گناہ کیے ہین انسے کیا طواف کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو سورہ براءۃ پڑھ سنانے کو اسواسطے بھیجا تھا کہ اس سورہ مین عہد توڑنے کا ذکر ہے اور عرب مین یہ بات مقرر تھی کہ عہد کو وہی شخص توڑے جسنے عہد کیا ہو یا کوئی اسکا قرابتی ہو اور اہل بیت سے ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ننگا ہونا حرام ہے اور ننگے ہو کر طواف کرنا منع ہے پس معلوم ہوا کہ ناف سے نیچے گھٹنون تک سب بدن کو ستر کرنا صرف نماز مین ہے نماز سے باہر صرف شرمگاہ کو اور بدن کو پردہ کرنا واجب نہین ہے

بَابُ الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ رِدَاءٍ

بے چادر کے نماز پڑھنے کا بیان یعنے صرف ایک کپڑے مین نماز پڑھنی جائز ہے اگرچہ چادر بھی پاس موجود ہو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّلْتَحِفًا بِهٖ وَرِدَاؤُهٗ مَوْضُوْعٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تُصَلِّيْ وَرِدَاؤُكَ مَوْضُوْعٌ قَالَ نَعَمْ اَحْبَبْتُ اَنْ يَّرَانِي الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی کَذَا **ترجمہ** محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ مین جابر بن عبداللہ کے پاس گیا اور
حالانکہ وہ بدن کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر نماز پڑہ رہی تہی اور انکی چادر پاس رکہی ہتی سو جب نماز سے
پہر تو ہمنے کہا اے ابا عبداللہ تو نے ایک کپڑے مین نماز پڑہی ہے حالانکہ تیرے پاس چادر موجود تہی یعنی باوجود
چادر کے صرف تہبند مین تو نے نماز کیون پڑہی ہے جابر نے کہا ہان مینے یہ کام عمداً کیا ہے یعنی اس بات کو
دوست جانا ..... کہ تم جیسے بیوقوف مجھکو دیکہین یعنے مینے یہ کام اسواسطے کیا ہے کہ نا واقف لوگون
کو مسئلہ معلوم ہو جاوے کہ صرف ایک کپڑے مین بہی نماز پڑہنی جائز ہے) اسلیے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی
طرح نماز پڑہتے دیکہا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے چادر کے نماز پڑہنی جائز ہے **بَابُ**
مَا یُذْکَرُ فِی الْفَخِذِ یعنے باب ہے ران کے بیان مین کہ اُسکا پردہ کرنا واجب ہے یا نہین **قَالَ** اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ
وَیُرْوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفَخِذُ عَوْرَۃٌ
یعنے امام بخاری نے کہا کہ عبداللہ بن عباس اور جرہد اور محمد بن جحش سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ران عورت ہے اسکو پردہ کرنا واجب ہے **وَقَالَ** اَنَسٌ حَسَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ
فَخِذِہٖ یعنے انس رضی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران کو کہول دیا **وَقَالَ** اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ
وَحَدِیْثُ اَنَسٍ اَسْنَدُ وَحَدِیْثُ جَرْهَدٍ اَحْوَطُ حَتّٰی یُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ امام بخاری نے ۲۳۵
کہا کہ حدیث انس کی زیادہ صحیح ہے اور زیادہ قوی ہے از روی سند کی اور جرہد کی حدیث پر عمل
کرنے مین بہت احتیاط ہے یعنے جرہد کی حدیث پر عمل کرنے سے آدمی صحابہؓ کی اختلاف سے نکل جاتا ہے اسلیے کہ
انس رضی نے یہ نہین کہا کہ ران کو کہولنا واجب ہے جو نہ کہولے وہ گنہگار ہے پس جرہد کی حدیث پر عمل کرنا انس
کی حدیث کی مخالف نہین ہے **ف** اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ کہا جاوے کہ یہان قول اور فعل مین تعارض واقع
ہوا ہے پس قول کو ترجیح ہوگی اسلیے کہ فعل خصوصیت کا احتمال رکہتا ہے **وَقَالَ** اَبُوْمُوْسٰی غَطّٰی
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُکْبَتَیْہِ حِیْنَ دَخَلَ عُثْمٰنُ یعنے ابو موسے نے کہا کہ جب عثمان رضی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپنے دو نو گہٹنون کو چھپا لیا **ف** یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عثمان رضی کی جانے سے پہلے اپنے گہٹنون کو کہولا ہوا تہا اور کئی صحابہ بہی وہان آپکے پاس اُسوقت موجود تہے پس اس
سے معلوم ہوا کہ گہٹنے عورت کا حکم نہین رکہتے ہین اسلیے کہ عورت کا سب کے نزدیک کہولنا حرام ہے اور حضرت
ایسے کام سے معصوم ہین اور عثمان رضی سے شاید اسواسطے زانو چھپا لیے کہ حضرت عثمان رضی پر حیا کمال غالب تہا
اُنکے حیا کے لحاظ سے آپنے زانو چھپا لیے اگرچہ وہ عورت نہین تہے **وَقَالَ** زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُہٗ عَلٰی فَخِذِیْ فَثَقُلَتْ عَلَیَّ حَتّٰی خِفْتُ اَنْ تُرَضَّ فَخِذِیْ

یعنے زید بن ثابت نے کہا کہ خدا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اُتاری درحالانکہ آپکی ران میری ران پر تھی سو
مجھپر اتنا بوجھ پڑ گیا کہ مجھکو خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ جاویگی ف اس سے معلوم ہوا کہ ران عورت نہیں ہے
اسیلئے کہ اصل یہی ہے کہ درمیان کوئی پردہ نہیں ہوگا حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال انا
اسمعیل بن علیۃ قال اخبرنا عبد العزیز بن صھیب عن انس بن مالک ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غزا خیبر فصلینا عندھا صلوۃ الغداۃ بغلس فرکب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ورکب ابو طلحۃ وانا ردیف ابی طلحۃ فاجری نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی زقاق خیبر وان رکبتی لتمس فخذ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم حسر الازار عن فخذہ
حتی انی انظر الی بیاض فخذ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما دخل القریۃ قال اللہ اکبر خربت
خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین قالھا ثلاثا قال وخرج القوم الی
اعمالھم فقالوا محمد قال عبد العزیز وقال بعض اصحابنا والخمیس یعنی الجیش قال
فاصبناھا عنوۃ فجمع السبی فجاء دحیۃ فقال یا نبی اللہ اعطنی جاریۃ من السبی فقال
اذھب فخذ جاریۃ فاخذ صفیۃ بنت حیی فجاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا نبی اللہ اعطیت دحیۃ صفیۃ بنت حیی سیدۃ قریظۃ والنضیر لا تصلح الا ٢٣٦
لک قال ادعوہ بھا فجاء بھا فلما نظر الیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خذ جاریۃ
من السبی غیرھا قال فاعتقھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتزوجھا فقال لہ ثابت یا ابا حمزۃ
ما اصدقھا قال نفسھا اعتقھا وتزوجھا حتی اذا کان بالطریق جھزتھا لہ ام سلیم
فاھدتھا لہ من اللیل فاصبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا فقال من کان عندہ
شیء فلیجیء بہ وبسط نطعا فجعل الرجل یجیء بالتمر وجعل الرجل یجیء بالسمن قال و
احسبہ قد ذکر السویق قال فحاسوا حیسا فکانت ولیمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی لیکے خیبر پر چڑھائی کی سو ہم چلے یہانتک کہ ہمنے صبح
کی نماز خیبر کے پاس جاکر اندھیرے میں پڑھی یعنے اول شروع صبح صادق کے وقت ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جلدی اسواسطے کی کہ بے خبر خیبر والوں کے سر پر جا پڑیں ف سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوے
اور آپکے پیچھے ابو طلحہ سوار ہوا اور ابو طلحہ کے پیچھے میں سوار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو خیبر کے
کوچوں میں دوڑایا اور مقرر میری ران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے لگ رہی تھی پھر آپنے اپنی ران کو تہبند
سے کھولدیا یہانتک کہ میں آپکی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں سو جب آپ خیبر میں داخل ہوگئے تو فرمایا اللہ سب سے

بڑا ہے خیبر خراب ہوا یعنے یہ غیب کی خبر دی یا او پر بد دعا کی کہ اللہ انکو خراب کرے اسواسطے کہ جب ہم کسی قوم کی
ڈانڈ میں اترے ہیں تو بری ہوتی ہے صبح ڈرائے گئون کی یعنے وہ لوگ مغلوب و ذلیل ہو جاتے ہیں اور
ہماری فتح ہو جاتی ہے یہ کلمہ آپنے تین بار فرمایا یعنے اللہ اکبر الخ سو خیبر کے لوگ اپنے کامون کے لیے نکلے اسلیے کہ وہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے بے خبر تھے سو جب انہون نے حضرتؐ کو دیکہا تو کہنے لگے کہ یہ محمد اور اُسکا
لشکر بہی پہنچا یعنے وہ لوگ حضرت کو اور آپکے لشکر کو دیکھکر حیران رہگئے اور کچہ بن آئی انس نے کہا سو ہمنے خیبر کو
قہر اور زبردستی سے فتح کیا یا صلح اور نرمی سے ف علمار کو اسمین اختلاف ہے کہ خیبر زبردستی ہی فتح ہوا یا صلح سے
سو بعضون نے کہا کہ کچہ تو زبردستی سے فتح ہوا تہا اور کچہ صلح سے فتح ہوا تہا ف ت سو قیدیون کو جمع کیا گیا یعنے
انکی عورتون و بال بچون سب کو گرفتار کیا گیا سو دحیہ کلبی آیا اور عرض کی کہ یا حضرت ان قیدیون میں سے مجھکو
ایک لونڈی عطا فرمایئے سو آپنے اسکو فرمایا جا اور ایک لونڈی کو لے لے سو اُسنے جاکر صفیہ بیٹی حیی کو لیا سو
ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُسنے عرض کی یا حضرت آپنے دحیہ کو صفیہ بخشدی ہے جو قبیلہ
قریضہ اور نضیر کی سردار ہے ف خیبر مین یہود کے دو قبیلے رہتے تہے ایک کا نام قریضہ تہا اور ایک کا نام
نضیر تہا سو یہ صفیہ جو بندی مین پکڑی آئی ان دونو قبیلون کے سردار کی بیٹی تہی اور حسن و جمال مین بے نظیر ٢٣٧
تہی ف سو وہ آپکے سوا کسی کے لائق نہین ہے سو آپنے فرمایا دحیہ اور اس عورت کو میرے سامنے لاؤ
سو دحیہ اسکو لیکر آپکے پاس حاضر ہوا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی طرف نظر کی تو فرمایا
کہ اسکو چھوڑ دے اور اسکے بدلے قیدیون میں سے اور لونڈی پکڑ لے ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ سے صفیہ کو
اسواسطے واپس لیا کہ تا دوسرے لوگ جو اس سے افضل مین اسپر رشک اور غیرت نہ کرین ف سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کر دیا پہر اُسسے نکاح کر لیا سو ثابت نے انس کو کہا کہ یا ابا حمزہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکو مہر کیا دیا تہا انس نے کہا کہ آپنے اسکی جان کو آزاد کر دیا اور پہر اُسسے نکاح کر لیا یعنے اُسکا آزاد کرنا ہی مہر
تہا ف بعضے کہتے ہین یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تہا مگر یہ بات محض بے دلیل ہے اسپر کوئی دلیل نہین اور
اکثر امامون کا اس حدیث پر عمل ہے ف ت یہانتک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو واپس آتے ہوئے
ایک جگہ مین پہونچے یعنے سد الروحا مین کہ چالیس میل مدینہ سے ہے تو ام سلیم (یعنی انس کی مان) نے صفیہ کو آراستہ
کیا اور دلہن بنایا اور اسی رات مین اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہیجدیا پس آپنے صبح کی اُسدن حالت
عروسی مین یعنے اس صبح کو آپنے دولہا بنے سو فرمایا کہ جسکے پاس کوئی کہانے کی چیز ہو تو اسکو میرے پاس لے آوے
اور آپنے ایک چمڑے کو بچہا دیا سو کوئی مرد تو کہجور لے آیا اور کوئی گہی لایا اور کوئی ستو لے آیا انس نے کہا کہ پہر صحابہ
نے سب چیزون کو ملا کر حلوا بنایا اور لوگون کو کہلایا سو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تہا ف ولیمہ اُس

طعام کو کہتے ہین کہ زفاف یعنے مرد اور عورت کے جمع ہونیکے وقت کرتے ہین ف اس باب کی بعض حدیثون
سے معلوم ہوتا ہے کہ ران کا پردہ کرنا واجب نہین جیسے کہ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اسلیے کہ اس سے ظاہرا یہی
معلوم ہوتا ہی کہ درمیان کوئی پردہ نہین تہا پس اگر ران کو شرمگاہ کا حکم ہوتا تو بدن پر پڑے کہ اسکو چہونا
جائز نہ ہوتا اور مسلم کی روایت مین جو بے قصد کہل جانے کا ذکر ہے تو اس سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ران
کو پردہ کرنا واجب نہین اسلیے کہ آپ اسپر قائم رہے پس اگر یہ امر ناجائز ہوتا تو اسپر قائم نہ رہتے واسطے
معصوم ہونے کی بلکہ اسی وقت اسکو بند کر لیتے اور بعض حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ رانون کا پردہ
کرنا واجب ہی سو ظاہر ان حدیثون مین تعارض ہے سو وجہ تطبیق کی ان حدیثون مین امام بخاری کی کلام
سے اوپر مذکور ہو چکی ہے کہ پردہ کرنے مین کچہ تعارض باقی نہین رہتا ہے اور ایک وجہ تطبیق کی یہی
ہو سکتی ہے کہ جن لوگون کی بہت کثرت سے آمد و رفت ہو انکی نسبت سے ران کو عورت کا حکم نہین اور
جو لوگ کبہی کبہی اتفاقاً آتے ہون انکی نسبت سے ران کو شرمگاہ کا حکم ہے پس اسطور سے عثمان کے داخل
ہونے کے وقت آپکا ران کو پردہ کر لینا اور ابو بکر اور عمر وغیرہ کے نزدیک پردہ نہ کرنا سب ایک جگہ متفق ہو
جاویگا اور امام مالک نے کہا کہ مزدور لوگ اور اونٹ چرانے والے اور جو اس قسم کے لوگ ہین انکو ران
کہولکر نماز پڑہنا جائز ہے بشرطیکہ قبل اور دبر کو پردہ کیا ہوا ہو سو اس بات کی صحیح ہونے مین کچہ شک نہین ۲۳۸
ہی اسلیے کہ اس بات کا علم یقینی حاصل ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کام کرنیوالون اور اونٹ چرانے
والون وغیرہ کو نماز مین ران ڈہانکنے کی تکلیف نہین دی اور یہان ایک قاعدہ یاد رکہنا چاہیے وہ یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دو قسم بنایا ہے ایک نماز خاص لوگون کی جو زیادہ پرہیزگار ہین اور
ایک نماز عام لوگون کی سو آپنے بہت چیزون کو عام لوگون کی نماز مین جائز رکہا ہے اور خاصون کی نماز
مین جائز نہین رکہا ہے سو اس قاعدہ سے نماز کے باب مین اکثر متناقض جگہون سے تناقض دفع ہو جاتا ہے
(شاہ صاحب رحمہ اللہ) **بَابٌ فِيْ كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ** عورت کو کتنے کپڑون مین نماز پڑہنی
جائز ہے ف امام ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو دو کپڑے پیراہن اور اوڑہنی
کفایت کرتی ہے اس سے کم جائز نہین اور عطا کے نزدیک تین کپڑے کافی ہین تہ بند اور ابن سیرین کے نزدیک
چار کپڑے لازم ہین چوتہی چادر کہ اپنے بدن کو اسمین لپیٹ لیوے **وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا
فِيْ ثَوْبٍ جَازَ** یعنے عکرمہ نے کہا کہ اگر عورت اپنے بدن کو ایک کپڑے مین چہپا لیوے تو اسکی نماز جائز ہے
**حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ
لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ**

فِي مُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ. اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ ترجمہ عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت
فجر کی نماز پڑہا کرتے تہے تو مسلمان عورتین آپکے ساتہہ نماز مین حاضر ہوتین درحالیکہ اپنی چادرون سے بدنونکو
لپیٹی والی ہوتین تہین پہر وہ عورتین اپنے گہرون کو پہٹ جاتین اسحالت مین کہ انکو کوئی نہین پہچان
سکتا تہا یعنے اندہیرے کی وجہ سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتین صرف ایک ہی چادر
مین نماز پڑہا کرتی تہین اسلیے کہ اصل عدم زیادۃ مذکور پر جیسے کہ عکرمہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے
پس اگر کوئی عورت ایک چادر مین سر سے پاؤن تک اپنے بدن کو لپیٹ لیوی تو اسمین اسکی نماز جائز
ہے اسلیے کہ مقصود اصلی تمام بدن کو چھپانا ہے سوای مُنہ اور پاؤن کے ایک کپڑے سے ہو یا دو
سے ہو چنانچہ عکرمہ کی قول نقل کرنے سی امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور ام سلمہ نے جو کہا
ہے کہ عورت ایک پیراہن اور سربند مین نماز پڑہے تو وہ فقط اسی غرض سے کہا ہی کہ اسمین تمام بدن کا ستر
ہو جاتا ہے نہ اس لحاظ سے کہ دو کپڑون سے کم مین نماز جائز نہین سو اگر ایک چادر سے تمام بدن کا
ستر حاصل ہو جاوے تو عورت کو اسمین نماز پڑہنی جائز ہے **بَابٌ** اِذَا صَلّٰى فِي ثَوْبٍ لَهُ اَعْلَامٌ
وَنَظَرَ اِلٰى عَلَمِهَا یعنے جب کوئی شخص نقشدار کپڑے مین نماز پڑہے اور نماز مین اُسکے نشانون کو
٢٣٩ دیکہیوی تو اسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ اَنَا اِبْرَاهِيْمُ
بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا
نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهِ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَائْتُوْنِيْ
بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ
ترجمہ عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقشدار چادر مین نماز پڑہی سو آپنے
اُسکے نقشون کو ایک نظر سے دیکہا سو جب آپ نماز سے پہرے تو فرمایا کہ میری اس چادر دہاری دار کو ابی جہم پاس
لیجاؤ یعنے اسلیے کہ یہ چادر اسی نے آپکو بطور ہدیہ کے دی تہی اور اسکی موٹی کملی میرے پاس لے آؤ کہ اسمین
نشان نہین ہین اسلیے کہ اُسنے مجہکو ابہی نماز سے غافل کر دیا تہا **ف** مراد یہ ہے کہ نزدیک تہا
کہ مجہکو نماز سے باز رکہے جیسے کہ آئندہ ہشام کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
مرتبہ عالی ہے اس سے کہ آپکو کوئی چیز نماز مین حضور سے باز رکہے اسوجہ سے یہہ ہوسکتا ہے کہ حضور حق کے درجے
غیر متناہی ہین سو جو مرتبہ خاص آپکو حاصل تہا اگر اس سے تنزل ہی ہو جاوے تو جب بہی آپکو وہ مرتبہ باقی رہیگا کہ اگر
دوسرے مقرب تمام عمر عبادت کرین تو جب بہی اس مرتبہ کو نہ پہونچ سکین اور باوجود اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اوس سے بہی تنزل واقع کہا اور اگر کوئی سوال کرے کہ جب آپنے اُس چادر کو نہ پہنا تو دوسرے کو کسواسطے دی تو اسکا جواب
یہ ہے کہ جب وہ چادر ابوجہم نے آپکو ہدیہ دی ہوئی تہی تو آپنے اسی کو واپس کردی کہ اسکو بیچ ڈالے اور بعضے یہ بہی
کہتے ہین کہ ابوجہم نابینا تہا اسکو حضور سے مانع نہ ہوگی اور دوسری چادر اس سے اسواسطے طلب کی کہ ہدیہ کا رد
کرنا لازم نہ آوے وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلوٰةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي ترجمہ عائشہ رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اُسکے نقشون کو دیکھ رہا تہا سو مین ڈر گیا اس سے کہ مجھکو فتنہ مین
ڈالے اور کمال حضور سے باز رکھے یعنے پس اسی وجہ سے مینے اُسکو واپس کردیا ہے ف اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نقشدار چادر کو پہن کر نماز پڑہے اور نماز کے اندر اُسکے نقشون اور علمون کو دیکہ
لیوے تو اُسکی نماز نہیں ٹوٹتی ہے ولیکن ایسے کپڑے کو بدن سے اتار ڈالے اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ
اور اس حدیث سے یہی معلوم ہوا کہ اپنے دوستون وغیرہ سے ہدیہ قبول کرنا اور اونکی طرف ہدیہ بہیجنا جائز بلکہ
سنت ہے **بَابٌ** إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلوٰتُهُ وَمَا يُنْهٰى مِنْ
ذٰلِكَ یعنے جس کپڑے مین صلیب کی شکل نقش کی ہوئی ہو یا تصویرین کہنچی ہوئی ہون اگر اسکو پہن
٢٤٠ کوئی نماز پڑہ لیوے تو اسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں اور حکم ان تصویرون کا جن سے منع کیا گیا ہے
حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ أَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ
أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ أَمِيطِي
عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ فِي صَلوٰتِي ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس ایک نقش دار اور مصور پردہ تہا کہ اوسنے اوس سے اپنے گہر کی ایک طرف
کو پردہ کیا تہا یعنی زینت کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور کر اپنے اس نقشدار
پردے کو ہمارے آگے سے اسلیے کہ اسکی تصویرین مجھکو نماز مین ہمیشہ پیش ہوتی ہین یعنے اسکی نقشونکی تصویرین مجہکو
نماز مین نظر آتی رہتی ہین ف مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اسطور پر ہے کہ جب ایسے کپڑے کو
نماز مین صرف دیکہنا منع ہے تو اسکو نماز مین پہننا بطریق اولے منع ہوگا اور صلیب والے کپڑے کا بہی یہی
حکم ہے اسلیے کہ اللہ کے سوا معبود ہونے مین دونو شریک ہین اور اُسکے دور کرنے کی حکم فرمانے سے
معلوم ہوا کہ اسکی استعمال مطلق منع ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کپڑے کو پہن کر نماز
پڑہنے سے فاسد نہیں ہوتی ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز کو درمیان سے توڑا اور نہ اسکو
شروع سے دوہرایا ولیکن ایسی صورت مین نماز کے مکروہ ہونے مین کچہ شک نہیں پس مناسبت حدیث

ف یعنی انبجانیہ وہ چادر سادہ ہو ۱۲ منہ اوسکو بیچ ڈالے ۱۲ یعنی ... علمین دی تہی
کہ اوسنے آپکو کوئی ... واپس دی ... ۱۲

ترجمہ سے ظاہر ہے **بَابُ مَنْ صَلّٰى فِيْ فَرُّوْجِ حَرِيْرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ** یعنے جو شخص کہ ریشمی قبا مین نماز پڑھے
پھر اسکو اتار ڈالے تو اسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ
عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ
حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا
لِلْمُتَّقِيْنَ **ترجمہ** عقبہ بن عامر رضی سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی قبا ہدیہ بھیجا
سو آپنے اسکو پہن لیا اور اسمین نماز پڑھی پھر نماز سے پھر پھر اسکو جلدی سے اتار ڈالا جیسے کہ کسی کو برا معلوم
ہوتا ہے اور فرمایا کہ یہ پرہیز گارون کو اسکا پہننا لائق نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا ریشمی قبا مین نماز پڑھنا حرام ہونے سے پہلے تھا اسلیے کہ مسلم کی حدیث مین صاف ہو چکا
ہے کہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ جبریل نے مجھکو اس سے منع کر دیا ہے اور یہی بات معلوم ہوتی ہے پرہیز گارون
کی قید لگانے سے اسلیے کہ حرمت مین پرہیز گار وغیرہ سب برابر ہین پس آپ کا یہ فرمانا تحریم سے پہلے تھا اور
احتمال ہے کہ مراد پرہیز گارون سے عام مسلمان ہون یعنے کفر سے پرہیز کرنیوالے اور یہی سبب ابتدا نبکا ہوگا
...... یعنی ابتدا تحریم کی ہوگی پس .... اس حدیث سے ریشم مین نماز کا جائز ہونا ثابت
نہین ہوتا ہے اسلیے کہ آپ کا نماز کو نہ دوہرانا حرمت سے پہلے تھا (فتح) **بَابُ فِي الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ**
سرخ کپڑے مین نماز پڑھنے کا بیان یعنے جائز ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ
عُمَرُ بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ
مِنْهُ شَيْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً لَهُ فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ
وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعَنَزَةِ **ترجمہ** ابی جحیفہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک قبہ مین بیٹھے دیکھا اور بلال کو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لیے پانی پکڑے
کھڑے ہے اور آپ وضو کر رہے ہین اور مینے لوگون کو دیکھا کہ آپکے وضو پر جلدی کر رہے ہین ایسے ایک
دوسرے پر گرے پڑتے ہین اور پیش دستی کرتے ہین تاکہ حضرت کے وضو سے کوئی قطرہ پانی کا ہاتھ آجاوے سو جسکو
کوئی قطرہ اس پانی سے ملجاتا یعنے جو پانی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھون سے وضو کرتے ہوئے گرتا تھا وہ
اسکو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا اور جسکو اس سے کوئی قطرہ ہاتھ نہ آتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے کچھ تراہٹ لیکر

اپنے مُنہ کو مل لیتا پہر مینے بلال کو دیکہا کہ اُسنے ایک برچھی پکڑی سو اسکو زمین مین گاڑ دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سرخ کپڑے پہنے ہوے باہر نکلے یعنے چادر اور تہبند درحالیکہ آپ تہبند کو پنڈلیون سے چڑہائی ہوئی تھے اور آپنے لوگون کو نماز پڑہائی برچھی کیطرف دو رکعتین اور مینے لوگون اور چارپایون کو دیکہا کہ برچھی کے آگے سے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرخ کپڑے کو پہن کر نماز پڑہنی جائز ہے بلا کراہت بشرطیکہ اسکا سبب رنگا ہوا نہو مگر حنفیہ کے نزدیک سرخ کپڑے مین نماز پڑہنی مکروہ ہے وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ وہ چادر تمام سرخ نہین تہی بلکہ اسمین خط سرخ تہے باقی سوت اور رنگ کا تہا اور وہ ترمذی کی حدیث پیش کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرخ کپڑے والے کو سلام کا جواب دیا سو اول تو وہ حدیث ضعیف ہے دوم اسکی معارض اس سے بڑہکر قوی موجود ہے سوم وہ ایک واقعہ کا ذکر ہے احتمال ہے کہ کسی اور سبب سے اسکو سلام کا جواب دیا ہو اور بیہقی نے کہا کہ وہ کپڑا بننے کے بعد رنگا گیا تہا اور جو بننے سے پہلے رنگا جاوے اسکا پہننا جائز ہے بلا کراہت (فتح) مترجم کہتا ہے کہ جو چادر سرخ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنی تہی وہ تمام سرخ نہین تہی بلکہ اوسمین خطوط سرخ تہے اور جسمین خطوط سرخ ہون وہ دور سے تمام سرخ معلوم ہوتا ہے اسیوجہ سے اسکو راوی نے سرخ بیان کیا در حقیقت وہ تمام سرخ نہین تہی (مولانا)

۲۴۲ بَابُ الصَّلٰوةِ فِي السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخُشُبِ یعنی چہت و منبر اور لکڑی پر نماز پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَاْسًا اَنْ يُّصَلّٰى عَلَى الْجُمْدِ وَالْقَنَاطِيْرِ وَاِنْ جَرٰى تَحْتَهَا بَوْلٌ اَوْ فَوْقَهَا اَوْ اَمَامَهَا اِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ یعنے امام بخاری نے کہا کہ حسن بصری نے کہا کہ جمی ہوئی برف پر اور پلون پر نماز پڑہنی جائز ہے اگرچہ اُنکے نیچے بول جاری ہو یا اونکے اوپر جاری ہو یا انکے آگے بول جاری ہو بشرطیکہ نمازی اور بول کے درمیان کوئی پردہ ہو جو پلیدی لگنے سے مانع ہو ف غرض اسسے یہ ہے کہ پلیدی کا دور کرنا اسیوقت لازم ہے جبکہ نمازی کو لگ جاوے اور جبکہ درمیان کوئی پردہ ہووے تو اُسوقت اسکو دور کرنا لازم نہین ہے وَصَلّٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ بِصَلٰوةِ الْاِمَامِ یعنے ابوہریرہؓ نے مسجد کی چہت پر نماز پڑہی امام کے ساتہہ ملکر یعنے امام نیچے تہا اور وہ تنہا اوپر تہے ف امام ابوحنیفہ رح وغیرہ کے نزدیک اگر امام تنہا بلندی پر ہو یا مقتدی تنہا بلندی پر ہو اور امام نیچے ہو تو دونوں صورتون مین نماز مکروہ ہے مگر ابوہریرہ کی اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقتدی تنہا بلندی پر ہووے تو نماز جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے وَصَلّٰى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ یعنے ابن عمر رضنے جمی ہوئی برف پر نماز پڑہی ف غرض ان آثار سے یہ ہے کہ جیسے جمی ہوئی برف پر اور پلون پر نماز پڑہنی جائز ہے ویسے ہی چہت اور لکڑی وغیرہ پر بہی نماز پڑہنی جائز ہے

اسلیے کہ نیچی سے خالی ہونے میں آپس میں سب شریک ہیں حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَنَا
سُفْيَانُ قَالَ أَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ فِي
النَّاسِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ
النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ
عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ
بِالْأَرْضِ فَهٰذَا شَأْنُهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ سَأَلَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ وَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ أَنْ
يَكُونَ الْإِمَامُ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَقُلْتُ فَإِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ
عَنْ هٰذَا كَثِيرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ لَا ترجمہ ابو حازم رض سے روایت ہے کہ لوگوں نے سہل بن سعد سے
پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس لکڑی سے بنایا گیا تھا سو سہل نے کہا کہ منبر کا حال جیسے مجھکو
معلوم ہے ویسے اب کسی کو معلوم نہیں وہ غابہ جنگل کی لکڑی سے بنایا گیا تھا ف غابہ ایک جنگل کا
نام ہے مدینہ کی بلندیوں سے وہاں ایک درخت ہوتا ہے جھاؤ کی طرح اسکو کانٹا نہیں ہوتا اسکو گز کہتے ٢٤٣
ہیں اسکی لکڑی بہت عمدہ ہوتی ہے اس سے پیالے اور برتن بناتے ہیں) ف فلان مرد فلان عورت
کی غلام یعنی میمون عائشہ انصاریہ کی غلام نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے طیار کیا تھا سو جب طیار
ہو گیا تو اٹھا کر مسجد میں رکھا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر کھڑے ہوئے سو آپنے قبلے کی طرف منہ کیا اور تکبیر
کہی اور لوگ آپکے پیچھے کھڑے ہوئے سو آپنے قراۃ پڑھی اور رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپکے ساتھ رکوع
کیا پھر آپنے رکوع سے سر اٹھایا پھر آپ پیچھے کو پلٹ آئے یعنی منبر سے نیچے اتر آئے سو آپنے زمین پر سجدہ
کیا پھر آپ منبر پر چڑھ گئے پھر قراۃ پڑھی اور رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر پیچھے کو پلٹ گئی یہاں تک کہ
آپنے زمین پر سجدہ کیا پس (سہل نے کہا) کہ یہ ہے حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یا حال منبر کا جو لوگوں
نے پوچھا تھا ف حسن بصری رح وغیرہ سے روایت ہے کہ لکڑی پر نماز پڑھنی مکروہ ہے اور مسروق جب کشتی
میں سوار ہوا کرتے تو سجدہ کے لیے اپنے ساتھ ایک اینٹ اٹھا لیا کرتے تھے سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منبر
لکڑی پر نماز پڑھنی جائز ہے بلا کراہت اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے
اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ امام کا مقتدیوں سے بلند ہو کر کھڑے ہونا جائز ہے دوم یہ کہ نماز
میں کئی قدم چلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے یا دوسرے درجہ پر کھڑا

ہونا فرض کیا جاوے تو جیسے ہی تمام نماز بہت فقہ میں ہونا لازم آویگا سو حنفیہ کے پاس اس حدیث کا کوئی جواب
معقول نہین ہے ۔ امام بخاری نے کہا کہ علی بن عبداللہ مدینی (امام بخاری کے استاذ ہین) نے
بیان کیا کہ احمد بن حنبل نے مجھسے اس حدیث کا حال پوچھا یعنے اس حدیث سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ (علی بن
عبداللہ نے) کہا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بلند جگہ مین کہڑے ہوکر نماز پڑہی سو
اگر امام مقتدیون سے بلند جگہ مین کہڑا ہووے اور مقتدی اس سے نیچے کہڑے ہون تو اسمین کوئی خوف نہین بلکہ
جائز ہے اس حدیث کی دلیل سے علی بن عبداللہ نے کہا کہ مینے امام احمد کو کہا کہ سفیان بن عیینہ سے لوگ
یہ حدیث بہت پوچھا کرتے تہے سو کیا تمنے یہ حدیث اس سے کبہی نہین سنی اُسنے کہا کہ مینے اُس سے یہ حدیث
کبہی نہین سنی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هٰرُونَ قَالَ اَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ فَجُحِشَتْ سَاقُهٗ
وَكَتِفُهٗ وَاٰلٰى مِنْ نِسَائِهٖ شَهْرًا فَجَلَسَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهٗ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعِ النَّخْلِ فَاَتَاهُ اَصْحَابُهٗ
يَعُوْدُوْنَهٗ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا
كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَنَزَلَ لِتِسْعٍ
وَعِشْرِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ ترجمہ ۲۴۴
انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار گہوڑی سے گرے سو آپکی پنڈلی یا مونڈہی کا گوشت
چہل گیا (یہ راوی کا شک ہی) سو آپنے اپنی بیبیون پاس جانے سے ایک مہینے کی قسم کہائی اور ایک
بالاخانے ... مین جا بیٹہے جسکی سیڑہی کہجور کی شاخون سے تہی سو اصحاب آپکا حال پوچہنے
کو آئے سو آپنے انکو بیٹھ کر نماز پڑہائی اور اصحاب سب کہڑے نماز پڑہ رہے تہے سو جب آپ نماز سے سلام
پہیر چکے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ اُسکی پیروی کیجیے سو جب امام تکبیر کہے تو تم بہی تکبیر کہو اور
جب رکوع کرے تو تم بہی رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تو تم بہی سجدہ کرو اور اگر امام کہڑا ہوکر نماز پڑہے تو
تم بہی کہڑے ہوکر نماز پڑہو اور آپ انتیسوین دن اس بالاخانہ سے اُتر آئے پس صحابہ نے کہا کہ آپنے ایک مہینے کی قسم
کہائی تہی اور ابہی مہینے سے ایک دن باقی ہے سو آپنے فرمایا کہ مہینا کبہی انتیس دن کا ہوتا ہے یا یہ مہینا اتفاقا
انتیس روز کا ہوگیا اور مینے اسی مہینے کی قسم کہائی تہی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چہت پر نماز پڑہنی جائز
ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ اس بالاخانہ مین نماز پڑہی حالانکہ وہ چہت تہا پس یہی وجہ
ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر امام کسی عذر سے بیٹھ کر نماز پڑہائے اور
مقتدی کہڑے ہون تو جائز ہے ولیکن مقتدیون کو سوائے عجز کے امام کے پیچہے بیٹھ کر نماز پڑہنی جائز نہین ہے

اور اس بات مین امام کی پیروی جائز نہین اور یہ حکم پہلے تہا پیچھے منسوخ ہوگیا اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑہی اور صحابہ نے پیچھے کہڑے ہوکر نماز پڑہی **باب** اِذَا اَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّي امْرَأَتَهُ اِذَا سَجَدَ جب نمازی کا کپڑا اپنی بیوی کو لگ جاوے تو اسکا کیا حکم ہے **حدثنا** مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ اَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا حِذَاءَهُ وَاَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا اَصَابَنِيْ ثَوْبُهُ اِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَكَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ ترجمہ میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا کرتے تہے اور حالانکہ مین آپکے پہلو مین حیض سے ہوتی سو جب آپ سجدہ کرتے تو آپکا کپڑا بہت دفعہ مجھکو لگ جایا کرتا تہا اور آپ کہجور کے بوریئے پر نماز پڑہا کرتے تہے **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر نماز مین نمازی کا کپڑا اسکی عورت کو لگ جاوے تو اسمین کچھ حرج نہین اور اس سے نماز نہین ٹوٹتی ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ حیض والی کا بدن پاک ہے اور یہ کہ پاک بدن والی سے چہونا نماز کو فاسد نہین کرتا ہے اگرچہ اسمین نجاست حکمیہ ہو اور یہ کہ عورت کا پہلو مین ہونا نماز کو نقصان نہین پہونچاتا ہے **باب** الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ بوریئے پر نماز پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے **وصلی** جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ فِي السَّفِيْنَةِ قَائِمًا یعنے جابر اور ابو سعید نے نماز پڑہی کشتی مین کہڑے ہوکر **وقال** الْحَسَنُ تُصَلِّيْ قَائِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى اَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَاِلَّا فَقَاعِدًا یعنے حسن بصری نے کہا (جبکہ لوگون نے انسے کشتی مین نماز پڑہنے کا حکم پوچھا کہ بیٹھ کر پڑہنی چاہیئے یا کہڑے ہوکر) کہ اگر ساتہیون کو رنج نہ پہونچے تو کشتی مین کہڑے ہوکر نماز پڑہنی چاہیئے جسطرف وہ گہومے اسکے ساتہ نمازی بہی گہومتا جاوے یعنے اگر کشتی غیر قبلہ کیطرف گہوم جاوے تو یہ بہی غیر قبلہ کی طرف نماز پڑہتا رہے اور اگر کہڑے ہوکر نماز پڑہنے مین ساتہیون کو رنج پہونچے تو بیٹھ کر نماز پڑہنی چاہیئے اہ مناسبت ان دونو اثرون کی ترجمہ سے اسطور پر ہے کہ بوریئے پر نماز پڑہنی اور کشتی مین نماز پڑہنی دونو غیر زمین ہونے مین شریک ہین یعنے وہ نماز بہی زمین پر نہین اور یہ نماز بہی زمین پر نہین بلکہ ایک بوریئے پر ہے اور دوسری کشتی پر **ف** حدیث جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا اور حدیث تَرِّبْ وَجْهَكَ سے وہم پیدا ہوتا تہا کہ زمین ......

اور ابن ابی شیبہ نے عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوریئے پر کبہی نماز نہین پڑہی سو یہ حدیث ضعیف ہے اور معارض ہے اس حدیث صحیح کی پس اس سے استدلال کرنا جائز نہین **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ

فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ ترجمہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انکی دادی (ملیکہ) نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپکو کہانے کے لیے بلایا سو آپنے اُس سے کہانا کہایا پہر فرمایا کہڑے ہو جاؤ تاکہ مین تمکو نماز پڑہاؤن انس نے کہا سو مین ایک بوریا لایا جو بہت استعمال سے سیاہ ہو گیا ہوا تہا سو مینے اسکو پانی سے دہویا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کہڑے ہوئے اور مینے اور ایک یتیم نے اُنکے پیچہے صف باندہی اور بوڑہیا ہمسے پیچہے کہڑی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نماز پڑہائی دو رکعتین پہر نماز سے فارغ ہوئے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوریے پر نماز پڑہنی جائز ہے اور اس باب مین علما سے کسی کو اختلاف نہین مگر جو عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ وہ زمین کے سوا اور چیز پر نماز پڑہنے کو مکروہ جانتا تہا اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک دعوت قبول کرنی ثابت ہوتی ہے اگرچہ کوئی عورت ہی دعوت کرے لیکن فتنہ سے امن ہو اور یہ کہ دعوت کی طعام سے کہانا مستحب ہے اور یہ کہ گہرون مین جماعت کے ساتہہ نفل پڑہنے جائز ہین اور یہ کہ نماز پڑہنے کی جگہ کو پاک صاف رکہنا چاہیے اور یہ کہ لڑکے کو مردون کی صف مین کہڑے ہونا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو مردون کے پیچہے کہڑے ہونا چاہیے اور یہ کہ عورت کو تنہا صف کے پیچہے کہڑے ہونا جائز ہے جبکہ اُسکے ساتہہ دوسری عورت نہو اور یہ کہ دن کے نفل دو رکعت پڑہنے جائز ہین

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْخُمْرَةِ بوریے پر نماز پڑہنے کا بیان حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ ترجمہ میمونہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہجور کی چٹائی پر نماز پڑہا کرتے تہے **ف** یہ باب مکرر ہے اسکا مطلب پہلے باب مین گذر چکا ہے لیکن امام بخاری نے اس حدیث کو پہر اسواسطے نقل کیا ہے کہ اسکی اسناد دوسری ہے اور اسمین راوی بہی اور ہین پس گویا اسمین اسطرف اشارہ ہے کہ یہ حدیث امام بخاری کو کئی طریقون سے پہونچی ہے اور پہلی حدیثین جو امام بخاری نے نقل کی ہین تو وہ اور سندون سے نقل کی ہین اس حدیث کے راوی انکی سندون مین نہین ہین

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْفِرَاشِ فرش اور بچہونے پر نماز پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے وَصَلّٰى اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ اَحَدُنَا عَلٰى ثَوْبِهٖ یعنے انس بن مالک نے اپنے بچہونے پر نماز پڑہی اور کہا کہ ہم حضرت کے ساتہہ نماز پڑہا کرتے تہے سو ایک ہم مین سے اپنے بچہونے پر سجدہ کرتا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ بچہونے پر نماز پڑہنی جائز ہے

حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت کنت انام بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی واذا قام بسطتہما قالت والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سوئی رہتی اور میرے پاؤں آپکی سجدہ کی جگہ میں تھے سو جب آپ سجدہ میں جاتے تو مجھکو ٹھوکر مارتے سو میں اپنی پاؤں کو کھینچ لیتی اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو میں پاؤں کو دراز کر دیتی اور عائشہ نے کہا کہ اسوقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے یعنے اگر چراغ ہوتا تو میں ایسا نہ کرتی بلکہ ٹھوکر مارنے سے پہلے پاؤں کو کھینچ لیا کرتی ف مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اسطور پر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بچھونے پر نماز پڑھی اور اسپر دلیل یہ ہے کہ عائشہ رض جو سوتی تھیں تو ضرور ہے کہ کسی بچھونے پر سوتی ہونگی اور آپ اسکے سونے کی جگہ میں نماز پڑھتے پس معلوم ہوا کہ حضرت فرش پر نماز پڑھتے تھے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے حدثنا یحیی بن بکیر قال نا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی عروۃ ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وہی بینہ وبین القبلۃ علی فراش اہلہ اعتراض الجنازۃ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے بچھونے پر نماز پڑھا کرتے تھے اور وہ آپکے اور قبلہ کے درمیان سوئی رہتی جیسے کہ نمازی کے آگے جنازہ پڑا ہوتا ہے ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نماز بھی اسی بچھونے پر تھی جسپر آپ سویا کرتے تھے چنانچہ دوسری روایت میں صریح موجود ہے حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال نا اللیث عن یزید عن عراک عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وعائشۃ معترضۃ بینہ وبین القبلۃ علی الفراش الذی ینامان علیہ ترجمہ عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس فرش پر رات کو سویا کرتے اسی پر نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ عائشہ آپکے اور قبلہ کے درمیان سوئی رہتی ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس بچھونے پر بیوی کے ساتھ ملکر سویا کرتے اوسی پر نماز پڑھتے پس ثابت ہوا کہ بچھونے پر نماز پڑھنی جائز ہے اور مقصود امام بخاری کا اس باب سے اوس وہم کو دفع کرنا ہے جو حدیث جعلت لی الارض الخ سے پیدا ہوتا تھا کہ زمین کے سوا اور کسی چیز پر نماز پڑھنی جائز نہیں ہے

باب السجود علی الثوب فی شدۃ الحر سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کا بیان یعنے جائز ہے

وقال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ ویداہ فی کمہ یعنے حسن بصری

نے کہا کہ صحابہ پگڑیون اور ٹوپیون پر سجدہ کیا کرتے تہے اور ہاتہہ ہر ایک کے آستین مین ہوتے یعنے سخت گرمی کی وجہ سے
اپنی پیشانی کو زمین پر نہ رکہہ سکتے تہے بلکہ اپنی پگڑیون اور ٹوپیون پہ سجدہ کرتے اور ہاتہون کو اپنی آستینون
مین رکھتے پس یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ
عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ اَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ
مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ
نماز پڑہا کرتے تہے سو ایک ہم مین سے گرمی کے سبب سے کپڑے کا کنارہ سجدہ کی جگہ مین رکہہ لیتا تہا یعنے تاکہ
گرمی سے پیشانی بچ جاوے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سخت گرمی ہو اور گرمی کی وجہ سے
زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو اس حالت مین اگر پہنے کپڑے کے کنارے کو سجدے کی جگہ مین رکہکر ...... اسپر سجدہ کر لیوے
تو جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور جمہور کا اور شافعیہ کے نزدیک جس کپڑے کو پہنے ہو اوسکے
کنارہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہین کہ یہ اس کپڑے کا ذکر ہے جو بدن
سے علیحدہ ہو یعنے پہنے ہو مگر اسقدر فراخ ہو کہ نمازی کے ہلنے سے وہ نہ ہل سکے مگر یہ تاویل بالکل غلط
ہے اسلیے کہ حدیث مین صریح موجود ہے کہ اوسی کپڑے کا کنارہ کو سجدہ کی جگہ مین رکہتے تہے جو کپڑہ پہنے ہوئے
ہوتے اور یہ بات ظاہر ہے کہ صحابہ کے پاس علیحدہ جانماز موجود نہین تہے اور نہ انکے پاس ایسے کپڑے فراخ تہے
کہ ہلنے سے نہ ہل سکین اور اگر سخت سردی ہو تو اوسکا بہی یہی حکم ہے بلکہ بعضون کے نزدیک بلا ضرورت
بہی کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز اول وقت مین پڑہنی
چاہیے اور جو حدیثین کہ ظہر کی نماز سرد کر کے پڑہنے پر دلالت کرتی ہین وہ اسکی معارض ہین سو اگر ابراد
کو رخصت پر حمل کیا جاوے تو اسمین کوئی تعارض باقی نہین رہتا ہے اور جو شخص ابراد کو سنت کہتا ہے
سو وہ یا تو تقدیم کو رخصت کہیگا اور یا اسکو منسوخ کہے گا ساتہہ حکم ابراد کے اور بہت خوب بات ان دونو
سے یہ ہے کہ کہا جاوے کہ سخت گرمی کبہی سردی کے ساتہہ جمع ہو جاتی ہے پس اسوقت کپڑے پر سجدہ کرنے
کی حاجت پڑیگی اسلیے کہ کبہی گرمی ابراد کے بعد بہی بہت دیر تک باقی رہتی ہے اور اسوقت فائدہ ابراد کا یہ ہوگا
کہ دیوارون کا کچہ سایہ ہو جاوے تاکہ نمازی اس سایہ مین چلکر مسجد کیطرف جاوے یا مسجد مین جاکر سایہ مین نماز پڑہ سکے
پس تعارض کے دفع کرنے سے یہ تطبیق بہت خوب ہے **بَابُ** الصَّلٰوةِ فِی النِّعَالِ جوتا پہن کر نماز
پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ اَنَا اَبُوْ مَسْلَمَةَ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ
الْاَزْدِيُّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ

ترجمہ ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ مینے انسؓ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتون مین نماز پڑھا کرتے تھے تو انسؓ نے کہا ہان پڑھا کرتے تھے ف جوتون مین نماز پڑھنا اسوقت جائز ہے جب کہ اُنمین کوئی پلیدی نہو اور پھر جب اُنمین پلیدی نہو تو اُنمین اختلاف ہے کہ آیا اُنمین نماز پڑھنی رخصت ہے یا مستحب ہے سو بعض کے نزدیک تو رخصت ہی مستحب نہین اور صحیح بات یہی ہے کہ مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ یہودیون سے مخالفت کرو وہ جوتون مین نماز نہین پڑھتے تم جوتون مین نماز پڑھو ولیکن شرط یہ ہے کہ اُنمین مخالفت کی نسبت ہو اور اگر اُنمین پلیدی لگ جاوے تو شافعیون کے نزدیک پانی کے پاک نہین ہوتی ہے خواہ خشک ہو یا تر اور حنفیہ کے نزدیک اگر پلیدی خشک ہو تو کھرچ ڈالنا کافی ہے اور اگر تر ہو تو دھوڈالنا چاہیے لیکن شافعیہ کا قول بہت معلوم ہوتا ہے

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْخِفَافِ موزون کو پہن کر نماز پڑھنے کا بیان یعنے جائز ہے

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ اِبْرَاهِيْمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِاَنَّ جَرِيْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ اَسْلَمَ ترجمہ ہمام سے روایت ہے کہ مینے جریر بن عبد اللہ کو دیکھا کہ انہون نے بول کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزون پر مسح کیا پھر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی سو کسی نے اُس سے پوچھا کہ کیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے سو انہون نے جواب دیا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ...... دیکھا ہے سو ابراہیم نے کہا کہ یہ حدیث انکو بہت پسند آتی تھی اسلیے کہ جریر اخیر مین اسلام لایا ہے ف جس سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسی سال مین جریر اسلام لایا تھا تو گویا اسلام اُسکا سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد واقع ہوا ہے پس ثابت ہوا کہ موزون پر مسح کرنیکا حکم باقی ہے غسل رجلین کی آیت سے منسوخ نہین ہوا ہے بلکہ یہ حدیث اُس آیت کی مخصص ہے یعنے حکم غسل کا موزون کی غیر صورت مین ہے اور یہی معنے سبب خوش ہونے یارون ابن مسعود کا تھا اور سبب انکی خوش ہونیکا یہ تھا کہ بعضے گمان کرتے تھے کہ مسح موزون کا منسوخ ہو گیا ہے ساتھ اس آیت کے جسمین وضو مین پاؤن کے دھونے کا ذکر ہے سو جب جریر نے کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موزون پر مسح کرتے دیکھا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہین ہوا ہے اور نیز آیت غسل رجلین کی فرضیت وضو مین نازل ہوئی ہے پس اسکو لازم ٹھیرا مسح خفین کی سبق فرضیت کو مقتضی ہے حالانکہ اس باب مین کوئی چیز ثابت نہین ہوئی

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَصَلّٰى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا سو آپنے موزون پر مسح کیا اور نماز پڑھی ف ان حدیثون

نماز مین بازون کو بغل سے سجدہ مین دور رکھنا

سے معلوم ہوا کہ موزون مین نماز پڑھنی جائز ہے اور عرب کے لوگون کے موزی جوتون کی طرح ہوتے تھے نہین
سی وہ لوگ بازارون وغیرہ مین چلتے پہرتے تھے سو اونکو پہنکر نماز پڑھنے مین شبہ پیدا ہوتا تہا اسلیے امام بخاری
نے یہ باب باندہا اس غرض سے کہ انہین نماز پڑھنے جائز ہے اسمین کچھ ڈر نہین **بَابٌ إِذَا لَمْ يُتِمَّ**
السُّجُوْدَ جب نمازی سجدہ کو پورا کرے نہ تو اسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا مَهْدِيٌّ
عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا
قَضَى صَلٰوتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حذیفہ رض سے روایت ہے کہ اونہون نے ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا کہ رکوع
پورا کرتا ہے اور نہ سجدہ پورا کرتا ہے سو جب وہ مرد اپنی نماز تمام کر چکا تو حذیفہ نے اوسے کہا کہ تیری نماز نہین ہوئی
سو اگر تو اسی حال مین مرگیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہین مریگا یعنے مسلمانی کے طریقہ سے باہر
ہو کر مریگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجود مین ٹہیرنا واجب ہے اگر نہ ٹہیرے تو نماز نہین ہوتی ہے
بَابٌ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي جَنْبَيْهِ فِي السُّجُوْدِ باب ہے اس بیان مین کہ نمازی سجدہ مین
۲۵۰ بازون کو ظاہر کرے یعنے بازون کو بغلون سے دور رکہے اور انکو پیٹ سے دور رکہے کہ سنت ہے **ف**
ضبع درمیان بازون کو کہتے ہین یا اس گوشت کو کہتے ہین جو بغلون سے نیچے ہے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى
بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ
بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ
وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهُ .... **ترجمہ** عبداللہ بن مالک سے
روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا کرتے تھے تو اپنے دونو بازون کہ کشادہ کرتے تھے یعنے دونو بازوؤنکو
دونو پہلوؤن سے دور کرتے یہانتک کہ آپ کی بغلون کی سفیدی ظاہر ہوتی **ف** یہ دونو باب صحیح بخاری ہی
کہ مین ایک بار یہان ہین اور ایک بار باب صفۃ الصلوۃ مین آوینگے سو یہ کسی ناقل کی غلطی ہے اُسنے دو
بارہ سہوا لکہی گئی ہین **بَابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ**
قبلے کیطرف منہ کرنے کی فضیلت کا بیان نمازی اپنے پاؤن کی انگلیون کی سرے قبلے کیطرف کرے **قَالَهُ** أَبُو حُمَيْدٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو حمید نے روایت کیا
ہے **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ
سِيَاهٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلٰوتَنَا
وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِ اللهِ

فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑہے اور نماز کے وقت ہماری قبلے کیطرف مُنہ کرے اور ہمارا حلال کیاہوا جانور کہاوے سو وہ ایسا مسلمان ہے کہ جسکے واسطے اللہ اور اُسکے رسول کی پناہ ہے سو اللہ کا قول و قرار نہ توڑو اُسکی دی امان مین یعنے اُسکو کچہ تکلیف نہ دو خدا کا قول نہ توڑو اُسکے پناہ دی ہوئے کو نہ چہیڑو **ف** جب مسلمانون کا قبلہ کعبے کی طرف ہوا تو یہودی نہایت برا کہتے تہے اور مسلمانون کی ذبیحہ کہانے سے منع کرتے تہے، اس سے معلوم ہوا کہ لوگون کے کام ظاہر پر محمول ہین سو جسنے ظاہر مین احکام شرع کو قائم کیا اسپر شرع کا حکم جاری ہوگا یعنے اُسکے ساتھ مسلمانون کی طرح سب معاملہ کیا جاویگا جب تک کہ اُس سے کوئی کام اُسکے برخلاف وقوع مین نہ آوے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف مُنہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اسلیے کہ آپنے اُسکو ان خصلتون سے بیان فرمایا جنسے اسلام اور کفر مین جدائی ہوتی ہے

حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى

۲۵۱ يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا وَصَلَّوْا صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجہکو لوگون سے لڑنے کا حکم ہوا ہے یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین یعنے کلمہ پڑہین سو جب اُنہونے لا الہ الا اللہ کہا اور ہماری طرح نماز پڑہی اور نماز کے وقت ہماری قبلہ کی طرف مُنہ کیا اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کہایا ہماری طرح حلال کیا یعنے خدا کے نام سے تو اُنکے مال اور جانین ہمپر حرام ہوگئین مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اُسکا حساب خدا کے ذمہ ہے **ف** یعنے جب آدمی مسلمان ہوا اور کلمہ پڑہا تو اُسکا جان اور مال لینا حرام ہے لیکن اگر ناحق خون کریگا تو اُسکے بدلے مارا جاویگا یا مال ضامن ہوگا تو اُس سے مال دلایا جاویگا اور اگر وہ خوف سے ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین کافر ہا تو اُس سے خدا حساب کریگا لوگونکے حال معلوم کرنے کا حاکم اور قاضی کو حکم نہین ہے **وَقَالَ** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلَ مَيْمُوْنُ بْنُ سِيَاهٍ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهٗ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهٗ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَا يَحْيَى ابْنُ اَيُّوْبَ قَالَ نَا حُمَيْدٌ قَالَ نَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حمید سے روایت ہے کہ میمون نے انس بن مالک سے پوچہا کہ اے ابا حمزہ (یہ انس کی کنیت ہے) آدمی کی جان اور مال لینے

کیا چیز حرام کر دیتی ہے سو انس نے کہا کہ جو شخص گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کیطرف منہ کرے اور ہماری طرح نماز پڑہے اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کہاوے تو وہ مسلمان ہے اور واسطے اُسکے وہ چیز ہے جو مسلمان کے لیے ہے اور اسپر وہ چیز ہے جو مسلمان پر ہے یعنے اگر اُسنے ایسا کام کیا جسمین کہ مسلمان کو فائدہ ہوتا ہے تو اسکو بہی اُسمین پہونچے گا اور اگر اُسنے ایسا کام کیا جسمین مسلمان کو نقصان ہے جیسے مثلاً چوری کی تو اسکو بہی اسمین نقصان پہونچے گا یعنے اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی بڑی فضیلت ہی کہ اُس سے آدمی کا مال اور جان بچ جاتا ہے اور آخرت کا فائدہ علاوہ ہے **بَابُ** قِبْلَةِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ یعنے مدینہ والون اور شام والون و مشرق والون کو قبلہ کا بیان ——

—— وَلَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْبَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا یعنے قبلہ نہ مشرق مین ہے اور نہ مغرب مین واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ قبلے کی طرف مُنہ نکیا کرو نہ جاضرور کے وقت نہ پیشاب کے وقت بلکہ پورب یا پچہم بیٹھا کرو یعنے جب جاضرور اور پیشاب کے وقت مدینہ والون کو قبلے کی طرف مُنہ کرنا منع فرما کر پورب اور پچہم کیطرف مُنہ کرنا فرمایا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اوسکا پورب اور پچہم مین نہین ہے بلکہ اور کہین ہے **ف** یہ حکم حضرت صلی اللہ وسلم کا خاص مدینہ اور شام والون کے لئے ہی اسلیے کہ مدینہ والون اور شام والون کا قبلہ نہ مشرق کی طرف ہی اور نہ مغرب کی طرف ہی بلکہ جنوب کی طرف ہی یعنے دکہن مین اور جو لوگ مشرق کے ملکون مین رہتے ہین جیسے ہندوستان وغیرہ تو اسکا قبلہ مغرب مین ہے اور جو مغرب مین رہتے ہین انکا قبلہ مشرق کیطرف ہی تو یہان جاضرور اتر یا دکہن بیٹھنا چاہیے اور جبکہ مدینہ اور شام والون کا قبلہ دکہن مین ہے تو معلوم ہوا کہ مشرق والون کا قبلہ مغرب مین ہے اور برعکس اُسکے **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ **ترجمہ** ابی ایوب انصاری سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جاؤ ضرور کو جایا کرو تو قبلے کے سامنے نہ بیٹھا کرو اور نہ اسکو پیٹھ دیا کرو بلکہ پورب یا پچہم کیطرف منہ کرکے

بیٹھا کرو ابو ایوب نے کہا کہ ہم شام کے ملک مین گئے سو ہمنے پائخانون کو قبلے کیطرف بنے ہوئے پایا یعنی
اُنمین پائخانہ بیٹھنے سے مُنہ قبلے کی طرف ہو جاتا تہا سو ہم اُسنے مُنہ پہیر لیتے تہے اور خدا سے استغفار
کرتے تہے یعنے پائخانہ بنانے والی کے واسطے یا اسبات سے کہ ہم قبلے کیطرف مُنہ کرین ف ابو ایوب کا مُنہ پہیرنا
اور اس سے استغفار کرنا یہ اُنکا اپنا اجتہاد ہے ورنہ عمارتون مین قبلے کی طرف مُنہ کر کے جاضرور بیٹھنا
جائز ہے جیسے کہ بہت حدیثون سے ثابت ہوتا ہے بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاتَّخِذُوْا مِنْ
مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى باب ہی بیان ہین قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکڑو مقام ابراہیم کو جاے نماز یا جاے
دعا یعنے اسجگہ سے قبلے کیطرف مُنہ کرو ف مقام ابراہیم سے مراد وہ پتہر ہے جسپر حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے دونو قدمون کا نشان ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنا کیا تو اُس
پتہر پر کہڑے ہوکر بنایا تہا سو اُسپر آپکے دونون قدمون کا نشان پڑ گیا اور وہ پتہر اب تک موجود ہے
اور مراد امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ اس آیت مین امر وجوب کے لیے نہین ہے بلکہ استحباب کے لیے
اسلیے کہ کعبہ کی تمام طرفون مین نماز پڑہنی بالاجماع جائز ہے حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ
قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ لِلْعُمْرَةِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ۲۵۴
سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَ
الْمَرْوَةِ ترجمہ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ ہمنے ابن عمر سے پوچہا کہ اگر کسی شخص نے عمرہ کا احرام باندہ کر
صرف خانہ کعبہ کا طواف کیا ہو اور صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑا ہو تو اُسکو احرام سے باہر آنا اور اپنی
بیوی سے جماع کرنا جائز ہے یا نہین ف عمرہ مین صفا اور مروہ کی سعی کرنی فرض ہے اور رکن ہے
اگر اُسکو نہ کرے تو عمرہ جائز نہین ہوتا ہے ت سو ابن عمر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین تشریف
لائے سو آپنے خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچہے دو رکعت نماز پڑہی اور صفا
اور مروہ کے درمیان دوڑے اور تحقیق ہے واسطے تمہارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین پیروی نیک اور
عمرو بن دینار نے کہا کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سے اس شخص کا حال پوچہا سو اُسنے کہا کہ وہ عورت کے پاس نہ جاوے
یہانتک کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے ف ابن عمر نے اس آیت سے صفا اور مروہ کے درمیان
سعی کرنا واجب کہا ہے مگر اُسسے لازم آتا ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچہے نماز پڑہنا بہی واجب ہو لیکن اسکے
بہت لوگ قائل ہین اور مقام ابراہیم کے پیچہے آپکا نماز پڑہنا یہی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ سَيْفٍ يَعْنِي ابْنَ اَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ
اُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَاَقْبَلْتُ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَاَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَاَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ
اَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ
عَلٰى يَسَارِهٖ اِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ ترجمہ مجاہدؒ سے روایت ہے
کہ ابن عمرؓ کو کسی نے آکر کہا کہ یہ دیکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہین یعنے جاکر تو حضرت
کعبہ کے اندر کیا کرتے ہین ابن عمرؓ نے کہا سو مین کعبہ کیطرف آیا اور حضرت میرے آنے سے پہلے
ہی کعبہ سے باہر نکل آئے تھے اور مین نے بلال کو دروازے کی دونو طرفون مین کہڑے ہوئے پایا سو مینے بلال
سے پوچھا کہ کیا حضرتؐ نے کعبہ کے اندر نماز پڑہی ہے یا نہین اُسنے کہا ہان آپنے دو رکعت نماز پڑہی
ہے درمیان دونو ستونون کے جو داخل ہونے کے وقت بائین طرف ہتے ہین پہر حضرتؐ کعبہ سے باہر
نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑہی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کا استقبال
کرنا واجب نہین اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑہی سو اگر مقام کی طرف مُنہ کرنا
واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز صحیح نہ ہوتی اسلیے کہ کعبہ کے اندر آپکا مُنہ مقام کیطرف نہین
٢٥٤ تہا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ
الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے
اندر داخل ہوے تو آپنے اسکی تمام طرفون مین دعا کی اور اسکے اندر نماز نہ پڑہی یہانتک کہ آپ باہر نکل آئے
سو جب آپ باہر آئے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑہی اور فرمایا کہ یہ کعبہ ہے یعنے اب بیت المقدس
کا قبلہ ہونا موقوف ہوا یا یہ معنے ہین کہ جو کعبہ کو آنکھ سے دیکھے اسپر واجب ہے کہ اسکو ٹہیک اپنے منہ کے سامنے
کرے بخلاف غائب لوگون کے اور یا یہ معنے ہین کہ جسکی طرف منہ کرکے نماز پڑہنے کا حکم ہے وہ نہ مکہ ہے
اور نہ حرم ہے اور نہ مسجد حرام ہے جو گرد کعبہ کے ہے بلکہ وہ فقط کعبے کا گہر ہے اور یہ جو ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز نہین پڑہی سو یہ حدیث ابن عباسؓ کی مرسل ہے اسلیے کہ وہ اسوقت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہین تھے اور بلال آپکے ساتھ تہا بلکہ حدیث بلال کی راجح ہوگی اور مناسبت
اس حدیث کی ترجمہ سے اسطور پہ ہو سکتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دو رکعت نماز پڑہنا مقام

ابراہیم مین نہین تہا یس معلوم ہوا کہ مقام کے سامنے نماز پڑہنی واجب نہین ہے واللہ اعلم بالصواب باب
التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ نمازی کے قبلے کی طرف منہ کرنے کا بیان جسجگہ مین ہو ف
یعنے نمازی خواہ مشرق مین ہو یا مغرب مین ہو سفر مین ہو یا حضر مین ہو جب نماز پڑہنے لگے تو
قبلے کی طرف منہ کرنا واجب ہے اور مراد نماز سے فرضی نماز ہے نہ نفلی جیسے کہ دوسرے باب کی حدیث
سے معلوم ہوتا ہے وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ
وَكَبِّرْ یعنے ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے وقت قبلے کیطرف منہ
کرو اور تکبیر تحریمہ کہو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ نَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ
سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ
مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَمَرَّ
۲۵۵ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ يُصَلُّوْنَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهُ
صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى
تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ ترجمہ براءؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہے بیت المقدس کی
طرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک اور آپ کو پسند آتا تہا یہ کہ آپکو کعبہ کیطرف نماز پڑہنے کا حکم دیا جاوے
سو خدا تعالے نے یہ آیت اتاری قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ یعنے تحقیق دیکہتے ہین ہم پہرنا
منہ تیرے کا طرف آسمان کی یعنے واسطے انتظار وحی کے کہ قبلہ کعبہ کی طرف ہو جاوے ف یہ اسلیے تہا
کہ کعبہ افضل ہے بیت المقدس سے اور نیز وہ آپ کے دادے ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ تہا ت سو آپنے کعبہ
کی طرف منہ پہیرا اور اوسطرف نماز پڑہنے لگے سو بے وقوف لوگون (یعنے یہود مین) نے کہا کہ کس چیز
نے پہیرا ہے انکو اس قبلہ سے جو تہے وہ اوسپر ای پیغمبر تو کہدے کہ واسطے اللہ کے ہی مشرق و مغرب یعنی
ذاتی خصوصیت کسی جگہ کو نہین ہے بلکہ حکم الٰہی کے سب تابع ہین ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
طرف راہ سیدہی کی سو ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نماز پڑہی یعنے کعبہ کیطرف
منہ کرکے پہر وہ شخص نماز پڑہ کر نکلا اور انصار کی ایک جماعت پر گذرا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف
پڑہ رہے تہے سو اوسنے کہا بیں اللہ ساتہہ گواہی دیتا ہون کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کے

کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھی ہے یعنے آپکا قبلہ کعبے کیطرف ہوگیا ہے سو وہ لوگ اُسی حالت مین
پھر گئے اور کعبے کی طرف مُنہ کرلیا ف جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کرکے مدینہ مین گئے
تو وہان اکثر یہودی رہتے تھے اور انکا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا سو خدا تعالے نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بیت المقدس کیطرف نماز پڑھنے کا حکم کیا پس اس سے یہودیون کو بہت خوشی ہوئی سولہ یا سترہ
مہینے تک اُسطرف نماز پڑھی پھر آپکو کعبہ کیطرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور کعبہ کیطرف نماز پڑھنا آپکو
پسند آتا تھا کہ یہودی کہتے تھے کہ محمد ہمارے دین مین مخالف ہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے سو آیت
اُتری جو مذکور ہو چکی ہے اور بعض حدیثون سے صبح کی نماز معلوم ہوتی ہے ولیکن صحیحین مین عصر ہی
کی نماز آئی ہے پس اسی کو ترجیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت المقدس مدینہ سے اُتر کی طرف
واقع ہے اور کعبہ دکھن کی طرف واقع ہے پس نماز کے اندر کعبہ کی طرف پھر جانے سے یہ لازم ہوا کہ امام
اور مقتدیون کی صفین کئی قدم نماز مین چلی ہون اسلیے کہ اگر سب لوگ اپنی اپنی جگہ مین کھڑے ہوکر پھر جاتے
تو امام مقتدیون کی صف کے پیچھے ہو جاتا اور عورتون کی صف مردون کی صف کے آگے ہو جاتی پس
ثابت ہوا کہ کئی قدم متواتر نماز مین چلے ہونگے اور حنفیہ اسکا جواب دیتے ہین کہ یہ حدیث منسوخ ہے ولیکن
۲۵۰ نسخ کی کوئی دلیل نہین اور نہ تاخر ناسخ کا منسوخ سے ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی اور صحابہ نے بھی جسجگہ تھے اُس جگہ سے کعبے کی طرف مُنہ پھیر لیا
پس اسیطرح سے ہر شخص پر لازم ہے کہ جسجگہ ہو نماز کے وقت کعبے کیطرف مُنہ کرلیوے یہی وجہ ہے
مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ نَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ فَاِذَا اَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ
الْقِبْلَةَ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نماز پڑھا کرتے جسطرف کو جاتی
یعنے جسطرف سواری جاتی اُسی طرف مُنہ کرکے آپ بھی نفلی نماز اُسکے اوپر پڑھتے چلے جاتے سو جب
آپ فرض پڑھنے چاہتے تو سواری سے نیچے اُتر آتے اور کعبہ کیطرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ف
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب کوئی فرض نماز پڑھنے لگے تو اسکو لازم ہے کہ کعبہ کی طرف مُنہ کرے
خواہ کسی جگہ ہو مگر سخت خوف کے وقت استقبال ترک کرنا جائز ہے حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ
نَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا اَدْرِيْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ

شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی اور آپ کو اسمین سہو ہوگیا ابراہیم (راوی) نے کہا کہ مجھکو یہ معلوم نہین کہ آپ اسمین کوئی رکعت زیادہ پڑہ گئے یا کم پڑہی سو جب آپنے سلام کہی تو کسی نے عرض کی کہ یا حضرت کیا نماز مین کوئی نیا حکم پیدا ہوا ہے آپنے فرمایا وہ نئی کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کی کہ آپنے ایسی ایسی نماز پڑہی ہے یعنے نماز مین کچہ زیادہ پڑہا گیا ہے یا کم پڑہا گیا ہے سو آپنے اپنے دونو پاؤن کو پہیرا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کیے پہر سلام پہیری سو جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا اگر نماز مین کوئی نیا حکم آتا تو البتہ مین تمکو اسکی خبر دیتا لیکن مین تو آدمی ہون مثل تمہاری بہول جاتا ہون جیسے تم بہول جاتے ہو سو جب مین بہول جاؤن تو مجھکو یاد کراؤ یعنے سبحان اللہ وغیرہ سے سو جب کوئی شک کرے اپنی نماز مین تو چاہیے کہ انگل کرے ٹہیک بات کی تا تردد اور شک دفع ہو جاوے اور یقین حاصل ہو پہر اسی پر نماز کو تمام کرے پہر سلام کہے پہر دو سجدہ کرے ف اس حدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤن کو پہیر کر قبلے کی طرف کیا پس اسنے معلوم ہوا کہ نماز مین استقبال قبلہ کو ترک کرنا کسی حال مین جائز نہین ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ نبیون سے احکام مین بہول ہو جاتی ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہین ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ امام کو مقتدیون کے قول کی پیروی کرنی جائز ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بہول کر نماز مین کلام کر لینا نماز کو نہین توڑتا اور باقی بحث اس حدیث کی اپنے موقع پر آوے گی انشاء اللہ تعالے **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَنْ لَمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلٰى مَنْ سَهٰى فَصَلّٰى إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ** قبلے کی حدیثون اور اسکی طرف منہ کرنے کا بیان یعنے سوا اُسکے جو مذکور ہوا اسکے اور جو بہول کر قبلے کے سوا دوسری طرف نماز پڑہ لیوے تو اسکے نماز کے نہ دوہرانے کا بیان ف یعنے اندہیری رات مین اگر کسی کو قبلہ معلوم نہ ہوا اور خوب کوشش اور فکر کر کے اُسنے ایک طرف کو قبلہ ٹہرا کر نماز پڑہ لی اور نماز پڑہنے سے بعد ظاہر ہوا کہ اُسنے قبلہ کی طرف نماز نہین پڑہی بلکہ قبلہ کے سوا دوسری طرف نماز پڑہی ہے تو اس صورت مین اسپر اس نماز کا دوہرانا لازم نہین ہے بلکہ وہ نماز اُسکی جائز ہے اور یہ ہے مذہب امام ابو حنیفہ کا اور امام شافعی کے نزدیک اسپر نماز دوہرانا لازم ہے **وَقَدْ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ ثُمَّ أَتَمَّ مَا بَقِيَ** یعنے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت

پہچہ کر سلام کہے یعنے بہول کر چار کی جگہہ دو پڑہے پہر لوگون کی طرف منہ کیا یعنے قبلے کیطرف پیٹہہ کی پہر
باقی دو رکعت پڑہی ف یہ حدیث ذوالیدین کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث آگے آویگی انشاء اللہ تعالے
اور اس سے غرض یہہ ہی کہ بعد ظاہر ہونے خطا کے اور قبلہ کی طرف پیٹہہ کرنے کی آپنے نماز کو نہ دوہرایا بلکہ باقی
ماندہ کو پڑہ لیا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ آپکا پہلی نماز
پر بنا کرنا اسپر دلالت کرتا ہے کہ آپ قبلے کی طرف پیٹہہ کرنے کے وقت نماز مین تہے پس اسسے معلوم ہوا کہ جو
بہول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑہ جاوی تو اسکی نماز باطل نہین ہوتی ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث
کی ترجمہ سے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ
عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَآيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمَرْتَ
نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا
خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ
٢٥٨ نے کہا کہ مین تین باتون مین اپنے رب سے موافق ہوگیا یعنے خدا نے میری رائی کے موافق حکم اتارا ایک
یہ مینے کہا یا حضرت اگر ہم مقام ابراہیم کو جاے نماز ٹہیراوین تو بہتر ہو سو اسوقت یہ آیت اتری وَاتَّخِذُوا
مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یعنے پکڑو مقام ابراہیم کو جائی نماز اور دوسرا یہ کہ موافقت کی مین خدا کو آیت پردہ
مین وہ یہ کہ مینے کہا یا حضرت اگر آپ اپنی عورتون کو پردہ کرواؤ تو بہت بہتر ہو اسلیے کہ بہلا اور برا آدمی انسے
کلام کرتا ہے یعنے ہر قسم کا آدمی اُنسے کلام کرتا ہے سو یہ بات لائق نہین سو اُسوقت پردہ کرانے کی آیت
اتری یعنے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ الآیۃ اور تیسرا یہ کہ حضرت کی سب بیویان نے جمع کر آپ پر
غصے ہوئین اور آپ سے زیادہ خرچ مانگنے لگین اور آپ کو تنگ کیا سو مینے آپکی بیویون کو کہا کہ نزدیک ہے کہ
پروردگار آپکا اگر طلاق دین تمکو یہ کہ بدلا دیوے اسکو بیویان بہتر تمسے سو موافق میری رای کے یہ آیت اتری
وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا بِهٰذَا غرض امام
بخاری کی اس سے قوت دینا ہے پہلے اسناد کو اسلیے کہ یہ اسناد اس سے زیادہ تر قوی ہے ف پردہ کا مسئلہ
طلاق کا بیان سورہ احزاب مین اور سورہ تحریم مین آویگا انشاء اللہ تعالے اور حضرت عمر کا تین چیزون کو خاص کرنا
اسپر دلالت نہین کرتا کہ کسی اور چیز مین موافقت نہ ہوئی ہو اسلیے کہ اسکے سوا اور بہت حکمون مین بہی حضرت
عمر کی رای کے موافق وحی اتری چنانچہ بعضون نے لکہا ہے کہ وہ پندرہ حکم ہین اور موافقت اس حدیث کی

ترجمہ کی پہلی جز سے ہے اور وہ اسطور پر ہے کہ مقام ابراہیم کو جا نماز ٹہیرانے کا یہ معنے ہیں کہ مقام ابراہیم کو بیچ کعبہ کے درمیان کہڑا کر نماز پڑہو پس یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ کعبہ قبلہ ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑہ رہے تہے کہ یکایک انکے پاس کوئی شخص آیا سو اُسنے آکر کہا کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن اُتارا گیا ہے یعنے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ الاٰية سو آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑہا کریں سو تم بہی کعبہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑہو اور حالانکہ اُنکے منہ شام کی طرف تہے یعنے پہلے حکم کے موافق بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑہ رہے تہے سو وے لوگ اُسی حالت نماز میں کعبے کی طرف پہر گئے **ف** پہلے گذر چکا ہے کہ یہ خبر انکو نماز عصر میں پہونچی تہی اور اس حدیث میں ہے کہ یہ خبر انکو صبح کی نماز میں پہونچی تہی سو ان دونو میں تطبیق اسطور سے ہے کہ عصر کی نماز میں مدینہ کے لوگوں کو خبر پہونچی تہی اور مسجد قبا مدینہ سے دور ہے انکو یہ خبر صبح کی نماز میں پہونچی تہی پس انمیں کوئی منافات نہیں ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ کی اول جز سے اسطور پر ہے کہ آپ کو قبلے کی طرف منہ پہیر کے نماز پڑہنے کا حکم ہوا اور دوسری جز سے اسطور پر ہے کہ اون لوگوں نے پہلی کچھ نماز منسوخ قبلے کی طرف پڑہی اسلیے کہ انکو پہلے قبلے سے منہ پہیر لینا واجب تہا لیکن بے خبری سے انہوں نے نماز پڑہ لی اور انکو اس نماز کے دوہرانے کا حکم نہ ہوا پس اسسے معلوم ہوا کہ اگر بہول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑہ جاوے تو اسکا حکم بہی یہی ہے اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ حکم ناسخ کا ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ پہونچ نہ جاوے اسلیے کہ اہل قبا کو نماز دوہرانے کا حکم نہیں ہوا باوجودیکہ سابق قبلہ اُنکی اس نماز سے پہلے منسوخ ہو چکا تہا اور یہ کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ کہ جو نماز سے باہر ہو اگر نمازی کو کوئی حکم تعلیم کرے تو جائز ہے اور یہ کہ نمازی اگر نماز سے باہر والے کی کلام سُن لیوے تو اسکی نماز نہیں ٹوٹتی ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوْا اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ فَثَنّٰى رِجْلَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبداللہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑہی یعنے بہول کر چار کے بدلے پانچ پڑہ گئے سو صحابہؓ نے عرض کی کہ کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے آپنے فرمایا تمہاری اس پوچہنے کا کیا سبب

یا وہ زیادتی کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کی کہ آپنے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے سو آپنے اپنے دونو پاؤن کو پھیرا یعنے قبلے کی طرف مُنہ پھیرا اور دو سجدے کیے ف جسوقت صحابہؓ نے سوال کیا اسوقت آپ قبلے کی طرف پیٹھ دیے بیٹھے تھے جیسے کہ اوپر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے پھر آپنے اپنی پہلی نماز پر بنا کی پس اس سے معلوم ہوا کہ جو بھول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑھ جاوے اسکی نماز نہین ٹوٹتی ہے اور حنفیہ کے نزدیک اس صورت مین یہ حکم ہے کہ اُنکے ساتھ ایک رکعت اور جوڑ کر اونکو چھہ رکعت پوری کرے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے صرف پانچ رکعتین پڑہین اور فقط لوگون سے سُنکر سجدہ سہو کا کر لیا

باب حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ مسجد سے ہاتھ کے ساتھ تھوک دور کرنے کا بیان ف بصاق اور بزاق اُس تھوک کو کہتے ہین جو منہ سے آوے بلغم ہو یا کچھ اور۔ اور مُخاط اسکو کہتے ہین جو سینڈہ ناک سے آوے اور نخامہ اسکو کہتے ہین جو بھیر سے آوے یا سینہ سے آوے اب یہان سے احکام مسجد کا بیان ہے اور جو اُسکے متعلق ہے استقبال قبلہ وغیرہ کے احکام سے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلٰوتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ
أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ ٢٦٠
قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا

ترجمہ انس سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی قبلہ کی دیوار مین سینڈہ لگا ہوا دیکھا سو یہ دیکھنا آپ پر بہت دشوار گذرا یعنے آپ غصے ہوئے یہانتک کہ اسکا اثر آپکے چہرہ مبارک مین ظاہر ہوا یعنے آپکا چہرہ سرخ ہو گیا سو آپ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اسکو کھرچ ڈالا سو فرمایا کہ بیشک جب تم مین سے کوئی اپنی نماز مین کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات اور عرض کرتا ہے یعنے قرآن و تسبیح و ذکر وغیرہ پڑھتا ہے اور یا رب اُسکا اُسکے اور قبلے کے درمیان ہے یعنی حاضر اور شاہد ہے سو کوئی آدمی کھنکھار کے اپنے قبلے کے سامنے نہ تھوکے ولیکن اپنی بائین طرف یا بائین پاؤن کے تلے تھوکے پھر آپنے اپنی کپڑے کی کنارے کو پکڑا اور اسمین تھوکا پھر اسکو مل ڈالا اور فرمایا یا اسطرح کرے جیسے کہ مینے کیا ہے ف قبلے کی طرف تھوکنا اسواسطے منع ہے کہ نمازی خدا سے عرض معروض کرتا ہے اور خدا سامنے قبلہ کے حاضر ہے اور داہنی طرف فرشتے ہین پس اگر نماز کے اندر تھوک آجاوے تو کپڑے مین لیکر اسکو مل ڈالے اور بائین پاؤن کے تلے تھوکنے کا حکم جو فرمایا تو یہ حکم مسجد کے سوا اور جگہ کا ہے ایسے کہ آگے آویگا کہ مسجد مین تھوکنا گناہ ہے اور کفارہ اُسکا اُسکو دفن کر دینا ہے اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا

مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای بصاقا فی
جدار القبلۃ فحکہ ثم اقبل علی الناس فقال اذا کان احدکم یصلی فلا یبصق قبل وجہہ
فان اللہ سبحانہ قبل وجہہ اذا صلی ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مسجد کے قبلے کی دیوار میں تھوک لگا دیکھا سو اسکو کھرچ ڈالا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ جب
تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اسلیے کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو خدا
اُسکے منہ کے سامنے ہوتا ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف تھوکنا حرام ہے خواہ مسجد
میں ہو یا نہ ہو خاصکر نمازی کے لیے تو بہت ہی برا ہے حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال انا
مالک عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ام المومنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم رای فی جدار القبلۃ مخاطا او بصاقا او نخامۃ فحکہ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مقرر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں تھوک یا سینڈہ لگا دیکھا سو آپنے اسکو کھرچ ڈالا ف
مناسبت ان حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے باب حک المخاط بالحصی من المسجد مسجد
پتھر کے ساتھ سینڈہ کھرچنے کا بیان وقال ابن عباس ان وطئت علی قذر رطب فاغسلہ
وان کان یابسا فلا یعنے ابن عباس نے کہا کہ اگر تو پلیدی پر چلے اور تیرے پاؤں کو لگ جاوے تو ۲۶۱
اسکو پانی سے دہو ڈال اور اگر خشک ہو تو دہونے کی کچھ حاجت نہیں ف اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ اگر پلیدی جیسے بول وغیرہ ہے جوتی کو لگ جاوے تو سوا دہونے کے پاک نہیں ہوتی ہے اسپر اجماع ہو چکا ہے
کہ اور جن حدیثوں میں دہونے کا ذکر ہے وہ خشک پلیدی پر محمول ہیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے
اسطرف کہ منع کی علت محض تعظیم قبلہ کی ہے نہ محض ایذا پانا اسلیے تر اور خشک میں کچھ فرق نہیں بخلاف
اُسکے جسمیں علت محض پلیدی ہے کہ اسمیں خشک سے کچھ نقصان نہیں ہے حدثنا موسی بن اسمٰعیل
قال انا ابراہیم بن سعد قال نا ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن ان ابا ہریرۃ وابا سعید
حدثاہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای نخامۃ فی جدار المسجد فتناول حصاۃ
فحکہا فقال اذا تنخم احدکم فلا یتنخمن قبل وجہہ ولا عن یمینہ ولیبصق عن یسارہ او
تحت قدمہ الیسری ترجمہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد
دیوار میں سینڈہ لگا دیکھا سو آپنے ایک پتھر سے اسکو کھرچ ڈالا سو فرمایا کہ جب کوئی کھنکھار کے تھوکے تو اپنے
منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے اور چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے ف
اس باب کو گرلانے کی کئی سبب ہیں بعضی لوگ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ سینڈہ ناپاک ہے اور کہتے ہیں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہرچ ڈالنا واسطے جگہ پاک کرنے کے تہا نہ واسطے صاف کرنے کے سو امام بخاری
کی غرض اس سے اس مذہب کو ثابت کرنا ہے اور احتمال ہے کہ بخاری کی غرض اس مذہب کو باطل کرنیکی ہو
اور یہی احتمال ہے کہ مراد امام بخاری کی ایک حدیث کو کئی طریق سے بیان کرنے کی ہو اسلیے کہ یہ اسکی عادت
ہے کہ ایک حدیث کو کئی بار دوہرا کر لاتا ہے لیکن اسکی سند دوسری ہوتی ہے سو جو لفظ حدیث مین واقع ہو
اسی لفظ سے ترجمہ باندہتا ہے اور اُس سے فقط غرض یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کے بہت طریق ہین اور یہ حدیث
کئی سندون سے آئی ہے اور اس وجہ سے بخاری کی بہت مشکل جگہین حل ہو جاتی ہین اور یاد رہے کہ اس باب اور
سابق باب مین فرق ہے اسلیے کہ مخاط اسکو کہتے ہین جو جرم دار اور لیسدار ہو پس اسکو تہوکنے مین تکلیف
کرنی پڑتی ہے اور اس باب مین مخاط کا لفظ ہے اور حدیث مین نخامہ کا لفظ ہے سو در حقیقت ان دونون
کچہ فرق نہین پس اسی وجہ سے یہ حدیث ترجمہ سے مناسب ہے **بَابٌ لَا يَبْصُقُ عَنْ يَمِينِهِ فِي الصَّلٰوةِ**
نماز مین جب کوئی کہکہار کے تہوکے تو اپنے داہنے نہ تہوکے بلکہ بائین طرف یا بائین پاؤن کے تلے تہوکے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَبَا سَعِيْدٍ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي
حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ اِذَا تَنَخَّمَ ٢٦٢
اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى
ترجمہ اس حدیث کا کئی بار گذر چکا ہے **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ
قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتْفِلَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى **ترجمہ** انس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم مین سے کہکہار کے اپنی منہ کے سامنے نہ تہوکے اور نہ اپنے داہنے ولیکن اپنی بائین
طرف یا بائین پاؤن کے تلے تہوکے **ف** اس باب کا مطلب پہلے بابون مین آچکا ہے اب اس باب کو دوبارہ
لانے سے غرض یہ ہے کہ جو بعض حدیثون مین اپنے آگے اور داہنی طرف تہوکنے کی مطلق ممانعت آئی ہے
وہ مقید ہے ساتہ حالت نماز کے یعنے تہوکنا فقط نماز کی حالت مین منع ہے نماز سے باہر آگے اور داہنی
طرف تہوکنا منع نہین جیسے کہ آیندہ باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور یہ امام بخاری کی اکثر عادت ہے کہ بہت
جگہ حدیث باب سے ترجمہ معلوم نہین ہوتا ولیکن اس ترجمہ سے اسطرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ اس حدیث
کے بعض طریقون سے ثابت ہے امام نووی نے لکہا ہے کہ آگے اور داہنے طرف تہوکنا ہر حال مین منع ہے
خواہ نماز مین ہو یا باہر ہو مسجد مین ہو یا باہر ہو اور بعضون نے کہا کہ اگر بائین طرف کوئی آدمی ہو تو نہ بائین تہوکے

داہنے لیکن پاؤں کے تلے یا کپڑے میں اور اگر پاؤں تلے کوئی فرش ہو تو فقط کپڑے میں تھوکے اور اگر کپڑا
موجود نہ ہو تو تھوک کو نگل جاوے اور نیز حدیث ابو سعید اور ابوہریرہ کی جو بیان مکرر لایا ہے تو اسکی سند دوسری
ہے اور صرف اتنی ہی مغایرت کافی ہے جیسے کہ ہم کئی بار اسپر تنبیہ کر چکے ہیں **باب** لِیَبْصُقْ عَنْ
یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے **حدثنا**
اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّهٗ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَلٰكِنْ
عَنْ یَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گذر چکا ہے **حدثنا** عَلِیٌّ قَالَ نَا سُفْیٰنُ قَالَ
نَا الزُّهْرِیُّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ
نُخَامَةً فِیْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰی اَنْ یَّبْزُقَ الرَّجُلُ بَیْنَ یَدَیْهِ اَوْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ
وَلٰكِنْ عَنْ یَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی وَعَنِ الزُّهْرِیِّ سَمِعَ حُمَیْدًا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
نَحْوَهٗ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گذر چکا ہے دوبارہ اس حدیث کو لانے سے امام بخاری کا مطلب ہو کہ سماع
زہری کا حمید سے ثابت ہو پہلے طریقوں میں یہ حدیث معنعن ہے اسمیں سماع کا ذکر نہیں اور نیز یہ سند بھی
دوسری ہے پس اتنا ہی فرق کافی ہے **باب** كَفَّارَةِ الْبُزَاقِ فِی الْمَسْجِدِ مسجد میں تھوکنے کے کفارہ ٢٦٣
کا بیان **حدثنا** اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا ترجمہ انس سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اسکو مٹی سے دبا دینا اس گناہ کا اتارا ہے
ف مٹی سے دبا دینا اسوقت ہے جبکہ مسجد میں خاک ہو اور اگر مسجد سنگین ہو یا اسمیں گچ لگی ہو تو تھوک کر پونچھ
ڈالنا چاہیے اور بعضوں نے کہا کہ مسجد میں تھوکنا اس شخص کو جائز ہے جو کسی عذر سے مسجد سے باہر نکلنے
کی طاقت نہ رکھتا ہو بشرطیکہ اسکو دفن کردے اور جسکو کوئی عذر نہ ہو اسکو مسجد میں تھوکنا جائز نہیں ہے واللہ اعلم
باب دَفْنِ النُّخَامَةِ فِی الْمَسْجِدِ مسجد میں سینڈہ ڈالنے کو دفن کرنے کا بیان **حدثنا**
اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا یَبْصُقْ اَمَامَهٗ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا یُنَاجِی اللّٰهَ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ
وَلَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَاِنَّ عَنْ یَّمِیْنِهٖ مَلَكًا وَّلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ فَیَدْفِنُهَا ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے کہ جب کوئی نماز کیطرف کھڑا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اسلیے کہ نمازی خدا سے
عرض معروض کرتا ہے جب تک کہ اپنی نماز کی جگہ ٹھیرا رہے اور نہ اپنے داہنے تھوکے اسلیے کہ اسکی داہنی طرف

فرشتہ ہی اور چاہیے کہ اپنی بائین طرف یا اپنے بائین پاؤن کے تلے تہوکے اور اسکو مٹی سے دبادیوے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد مین تہوک دفن کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی
ترجمہ سے اور پہلے باب مین کفارہ کا ذکر کیا اور اس باب مین دفن کا ذکر کیا تو شاید غرض یہ ہے کہ پہلے باب مین
وہ شخص مراد ہے جو جانکر بلا حاجت مسجد مین تہوکے اور اس باب مین وہ شخص مراد ہے جسپر تہوک غلبہ کرے
سو پہلے کو گناہ ہے اور دوسرے کو گناہ نہین ہے **بَابٌ** اِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ
جب تہوک نماز مین غلبہ کرے اور اسکو روک نہ سکے تو اپنے کپڑے مین لیوے **حَدَّثَنَا** مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ
نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ
فَحَكَّهَا بِيَدِهٖ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ اَوْ رُئِيَ كَرَاهِيَتُهٗ لِذٰلِكَ وَشِدَّتُهٗ عَلَيْهِ فَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ
اِذَا قَامَ فِي صَلٰوتِهٖ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ اَوْ رَبُّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قِبْلَتِهٖ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِيْ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ
اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَزَقَ فِيْهِ وَرَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ اَوْ يَفْعَلُ
هٰكَذَا **ترجمہ** اس حدیث کا اوپر گذر چکا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اسکی سند دوسری ہے **ف** اس
حدیث مین تہوک کے غلبہ کرنے کی قید مذکور نہین بلکہ بلا غلبہ کرنے کے بھی تہوکنا جائز معلوم ہوتا ہے
سو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس باب باندہنے سے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض ٢٦٤
طریقون مین تہوک غلبہ کرنے کی قید مذکور ہے چنانچہ صحیح مسلم مین یہ لفظ صریح آچکا ہے اور اس حدیث سے
ثابت ہوتا ہے کہ حسن و قبح چیزونکا شرع سے ثابت ہوتا ہے اسلیے کہ داہنے کو بائین پر فضیلت ہے
اور ہاتہہ کو پاؤن پر فضیلت ہے اور یہ کہ نیکیون کو بہت جمع کرنا چاہیے اگرچہ آدمی بڑا ہی بزرگ ہو اسلیے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتہہ سے تہوک کو کہرچ ڈالا اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ تہوک اور
سینٹہ پاک ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے مین تہوک کو مل ڈالا اور غلبہ کے وقت کپڑے
مین تہوک لیلینے کا حکم فرمایا پس اگر تہوک ناپاک ہوتی تو اسکو کپڑے مین لینے کا حکم نہ فرماتے اور نہ آپ کرتے خاص
کر نماز کی حالت مین تو بطریق اولے جائز نہ ہوتا **بَابٌ** عِظَةِ الْاِمَامِ النَّاسَ فِيْ اِتْمَامِ الصَّلٰوةِ
وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ امام کا لوگون کو تمام کرنے نماز کی نصیحت کرنا اور بیان قبلہ کا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ
مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکہتے ہو کہ منہ میرا
ادہر ہے یعنی تم گمان کرتے ہو کہ مین نماز مین تمہارے کامون کو نہین دیکہتا ہون صرف آگے کیطرف دیکہتا ہون

واسطے ہونے منہ میرے کے طرف قبلے کی سو ایسا نہیں بلکہ میں ہر طرف دیکھتا ہوں سو قسم خدا کی مجھ پر تمہارا رکوع اور سجدہ چھپا نہیں رہتا تحقیق میں تمکو دیکھتا ہوں اپنی پس پشت سے یعنے تمہاری نماز کا حال سب مجھکو معلوم ہوتا ہے **ف** مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی پیٹھ پیچھے دیکھنے سے حقیقی دیکھنا ہے اپنی آنکھ سے اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خارق عادت تھی کہ آگے کی آنکھوں سے آپکو اپنے پیچھے کی طرف بھی نظر آتا تھا اسیلیے کہ اہل سنت کے نزدیک حق یہی قول ہے کہ دیکھنے کے واسطے کوئی عضو مخصوص ہونا اور سامنے ہونا شرط نہیں بلکہ اسکے سوا بھی ہو سکتا ہے اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے

حدثنا یحیی بن صالح قال نا فلیح بن سلیمان عن هلال بن علي عن انس بن مالك قال صلی لنا النبي صلی الله علیه وسلم صلوة ثم رقي المنبر فقال في الصلوة وفي الركوع اني لاراكم من وراءي كما اراكم **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں تمکو نماز اور رکوع میں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں جیسے کہ تمکو آگے سے دیکھتا ہوں **ف** یہاں بھی مراد رویت بصری ہے علم کشفی نہیں ہے اور رکوع کو اسواسطے خاص کیا کہ اکثر آدمیوں کی عادت ہے کہ رکوع میں اہتمام نہیں کرتے اور طمانینت کو ترک کر دیتے ہیں یا اتفاقاً انہی نماز
۲۶۵ میں مقتدیوں سے سستی ہو گئی ہو گی اسواسطے فرمایا کہ نماز کو اچھی طرح پڑھا کرو اسمیں قصور نکیا کرو **باب**

هل يقال مسجد بني فلان یہ کہنا کہ یہ مسجد فلانے کی ہے کیسا ہے یعنے مسجد کو کسی شخص بانی وغیرہ کی طرف نسبت کرنا جائز ہے یا نہیں **حدثنا** عبد الله بن يوسف قال انا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سابق بين الخيل التي اضمرت من الحفياء وامدها ثنية الوداع وسابق بين الخيل التي لم تضمر من الثنية الى مسجد بني زريق وان عبد الله بن عمر كان فيمن سابق بها **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑدوڑ میں آگے بڑھ گئے ان گھوڑوں میں جو گھاس سے خوب پالے ہوئے تھے حفیہ سے ثنیۃ الوداع تک اور آگے بڑھ گئے ان گھوڑوں میں جو پالے ہوئے تھے ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک اور مقرر عبداللہ بن عمر بھی آگے بڑھ جانے والوں میں سے تھے **ف** حفیہ اور ثنیۃ الوداع دو جگہوں کا نام ہے نزدیک مدینے کے ان دونوں کے درمیان چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے اور تضمیر کے معنے یہ ہے کہ لوگ گھوڑدوڑ کے واسطے پہلے گھاس کھلا کر گھوڑے کو خوب موٹا کرتے ہیں پھر اسکو اپنی معمولی خوراک دیتے ہیں اس سے وہ بہت ہلکا ہو جاتا ہے اور خوب دوڑتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفیہ سے ثنیۃ الوداع تک مقرر کر کے ایسے پلے ہوئے گھوڑوں کے ساتھ گھوڑ دوڑ کی کہ دیکھیں کسکا گھوڑا آگے بڑھ جاتا ہے سو آپ اپنے ساتھی سے آگے بڑھ گئے اسیطرح آپنے نہ پلے ہوئے گھوڑوں

ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک حد مقرر کرکے گھوڑ دوڑ کی سو اُسمین ابن عمرؓ اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے اور
اسطرح کی گھوڑ دوڑ کرنی شرع مین جائز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو بانی یا متولی وغیرہ کی طرف نسبت
کرنا اور یہ کہنا کہ یہ مسجد فلانے شخص مثلاً زید یا عمرو کی ہے جائز ہے اور غرض اس سے رد کرنا ہے ابراہیم
نخعی کے قول کو کہ وہ کسی کی طرف مسجد کی نسبت کرنے کو مکروہ رکھتا ہے بَابُ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيْقِ
الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد مین مال تقسیم کرنے اور کھجور کے گچھے لٹکانے کا بیان یعنے جائز ہے وَقَالَ اَبُوْ
عَبْدِ اللهِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ اَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ یعنے امام
بخاری نے کہا کہ قنو کا معنے عذق ہے یعنے خوشہ کھجور کا اور قنو صیغہ واحد کا ہے اور تثنیہ اسکا قنوان ہے
اور جمع بھی قنوان ہی مثل صنو اور صنوان کی یعنے اسکا تثنیہ اور جمع ایک وزن پر آتا ہے ف چونکہ قنو قرآن کا
لفظ ہے اور یہان اسکا ذکر آگیا تھا اسسے امام بخاری نے اسکا معنے بیان کر دیا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ
طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ
الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ
فَمَا كَانَ يَرٰى اَحَدًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَعْطِنِيْ فَاِنِّيْ فَادَيْتُ ۲۶۶
نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِيْ ثَوْبِهِ ثُمَّ
ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اُمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ اِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ
عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ اِلَيَّ قَالَ لَا
قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَاَلْقَاهُ عَلٰى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا
زَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِّنْ حِرْصِهِ فَمَا
قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا سو فرمایا کہ اسکو مسجد مین ڈالدو اور بکھیر دو اور تھا وہ زیادہ تر مال کا جو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر آئے اور اسکی کچھ خیال نہ کیا سو جب آپ نماز
ادا کر چکے تو اُس مال کے پاس تشریف لائے اور اُس پاس بیٹھ گئے (اور تقسیم کرنے لگے) سو آپ جس شخص کو دیکھتے
تھے اُسکو کچھ مال دیتے تھے کہ ناگاہ حضرت عباسؓ آئے سو اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو بھی اس مال سے کچھ دیجیے
اسلیے کہ مقرر مینے بدلہ دیا تھا اپنی جان کا اور بدلہ دیا تھا عقیل کا دن بدر کے جبکہ ہم قید ہو کر آئے تھے یعنے
اُسدن بہت مال خرچ کیا تھا مین اسکے سبب سے بہت قرضدار ہو گیا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو

فرمایا کہ جسقدر تو اُٹھا سکے وتنی مال کو اُٹھا لے سو اُسنے دونو ہاتھون سے بہر بہر کر مال کو اپنے کپڑے مین ڈالا پہر اُسکو اُٹھانے لگا سو نہ اُٹھا سکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ کسی کو فرمایئے کہ مجھکو مال اُٹھانے مین مدد دیوی آپنے فرمایا مین کسی کو نہین کہونگا عباس رض نے کہا کہ تم آپ ہی اُٹھا کر میرے سر پر رکھ دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نہین اُٹھواونگا سو عباس رض نے اس سے کچہ مال نکال ڈالا تاکہ بوجھ ہلکا ہو جاوے پہر اُسکو اُٹھانے لگا سو پہر بھی نہ اُٹھا سکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت کسی کو فرمایئے کہ مجھکو یہ بوجھ اُٹھوا دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین کسی کو نہین کہونگا اُسنے کہا کہ تم آپ ہی اسکو اُٹھا کر مجھپر رکھدو آپنے فرمایا نہ سو عباس رض نے اس سے کچہ مال اور نکال ڈالا پہر اسکو اُٹھا لیا اور اپنی پیٹھ پر ڈال لیا پہر وہان سے چلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو ہمیشہ دیکھتے رہے یہانتک کہ آنکہ سے چہپ گیا اس کی حرص سے تعجب کرنے کے لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے اُسی وقت کہڑے ہوے جبکہ وہان ایک درہم بھی نہ رہا **ف** یہ مال زکوۃ کا نہین تھا اسلیے کہ اگر زکوۃ کا مال ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عباس رض کو نہ دیتے اسلیے کہ زکوۃ بنی ہاشم پر حرام ہے بلکہ یہ مال خراج کا تہا جو سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تہا اور بحرین ایک شہر کا نام ہے نزدیک عمان کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ مال لاکھ درہم تہا اور درہم ساڑہے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے سو جب وہ مال آیا تو آپنے فرمایا کہ ٦٧
اسکو مسجد مین بکہیر دو پہر اُسکو لوگون مین تقسیم کر دیا اور عباس رض کو فرمایا کہ جسقدر اُٹھا سکے اس مال سے اُٹھا لے سو وہ جسقدر اُٹھا سکا اُٹھا لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تہا یا اسکو تقسیم کرنا آپ کی راے پر موقوف تہا اسلیے کہ آپنے عباس رض کو زیادہ دیا اور تقسیم مین کمی بیشی کی ورنہ سبکو برابر دینا چاہیے تہا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ اور صدقہ اور خراج اور غنیمت وغیرہ کو مال کہ جسمین سب مسلمان شریک ہون مسجد مین رکہنا اور وہین بانٹنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے لیکن شرط یہ ہے کہ نماز پڑہنے کو مانع نہ ہو اور دوسری جز ترجمہ کی یعنے مسجد مین گچہا لٹکانا اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا ولیکن امام بخاری نے اسکو تقسیم مال پر قیاس کیا ہے اسلیے کہ مسجد مین مال رکہنا محتاجون کے لیے تہا سو وہ معنے گچہا لٹکانے مین بھی موجود ہے یا اس ترجمہ سے اشارہ کر دیا کہ اسباب مین حدیث آئی ہے ولیکن چونکہ اسکی شرط پر نہین تہی اسکو کتاب مین نہ لایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے سب لوگون کو فائدہ پہونچے اسکو مسجد مین رکہنا جائز ہے جیسے کہ پیاس کے لیے پانی رکہنا بَابُ مَنْ دَعَى لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ أَجَابَ مِنْهُ مسجد کے اندر کسی کی دعوت کرنا اور دعوت قبول کرنا کیسا ہے یعنی جائز ہے یا نہین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا

قَالَ وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِي أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ قُومُوا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی آدمیون ساتھہ مسجد مین بیٹھے پایا سو مین کھڑا ہوا سو آپنے مجھکو فرمایا کہ کیا تجھکو ابو طلحہ نے بھیجا ہے مینے عرض کی ہان ابو طلحہ نے بھیجا آپنے فرمایا کھانے کیلیے بولایا ہے مینے عرض کی ہان سو آپنے اپنے گرد بیٹھنے والون کو فرمایا کھڑے ہو جاؤ سو آپ ہمارے گھر کیطرف چلے اور مین آپکے آگے آگے چلا ف بعضے کہتے ہین کہ مسجد مین دنیا کی کلام کرنی منع ہے اسلیے کہ وہ عبادت کیلیے بنائی گئی ہے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھے دوسرے شخص کو کہے کہ مینے دعوت کی اور دوسرا کہے کہ مینے قبول کی تو جائز ہے پس غرض اس باب سے یہی ہے کہ اس قسم کی کلام مسجد مین کرنی جائز ہے یہ لغو اور بیہودہ کلام نہین جسکے مسجد مین کرنے کی ممانعت آئی ہے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ کہ جب معلوم ہو کہ دعوت کنندہ بُرا نہین مانے گا تو اپنے ساتھہ کسی دوسرے کو لیجانا جائز ہے گو اسکی اجازت صریح نہ ہو **بَابُ الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ** مردون اور عورتون کے درمیان مسجد مین فیصلہ اور لعان کرنا جائز ہے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ ترجمہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقرر ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کی کہ یا حضرت بھلا بتاؤ تو اگر کوئی مرد اپنی عورت پاس کسی غیر مرد کو پاوے یعنے زنا کرتے ہوئے تو کیا اسکو قتل کر ڈالے یا کیا کرے سو دونون مرد اور عورت نے مسجد مین لعان کیا اور مین اسوقت وہان حاضر تہا یہ سہل کا قول ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد مین فیصلہ کرنا اور لعان کرنا جائز ہے اور یہی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور یہ حدیث بہت لمبی ہے جیسے کہ باب اللعان مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگی ولیکن چونکہ مقصود اسجگہ فقط یہی ہے کہ مسجد مین کچہری کرنی جائز ہے اسلیے اسی قدر ضروری پر اکتفا کیا **بَابُ إِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّي حَيْثُ شَاءَ أَوْ حَيْثُ أُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ** جب کوئی کسی کے گھر مین آوے تو کیا اسکو ہر جگہ مین نماز پڑھنی جائز ہے یعنی اذن عام کی وجہ سے یا جس جگہ مین گھر والا کہے اور نہ تحقیق کرے کہ جگہ پلید ہے یا پاک ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ

ف اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے کو تھوڑے سے طعام کیطرف بلانا جائز ہے اور

فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ترجمہ عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے گہر مین تشریف لائے سو فرمایا
کہ کہیں نماز پڑہنا تجھکو کسجگہ پسند ہے عتبان نے کہا کہ مینے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا یعنے اسجگہ مین آپ نماز پڑہیئے
سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم صف باندہ کر آپکے پیچہے کہڑے ہوگئے سو آپنے دو رکعتین
نماز پڑہی **ف** عتبان ایک صحابی تہا اور اندہا ہوگیا تہا مسجد مین نہین آسکتا تہا سو اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے گہر مین تشریف لاؤ اور ایک جگہ میرے واسطے مقرر کردو اور آپ بہی وہان
نماز پڑہو تاکہ مین تبرک کیلیے اُسجگہ نماز پڑہا کرون سو اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پوچہا کہ جسجگہ
تجھکو پسند ہے اُسی جگہ مین نماز پڑہون اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہمان کو دعوت کنندہ کے گہر مین
ہر جگہ نماز پڑہنی جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلیے اذن لیا کہ گہر والے کو آپ کی نماز کی جگہ
سے تبرک حاصل کرنا مقصود تہا اسلیے آپنے اُس سے اُسجگہ کی تخصیص پوچہی پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث
کی ترجمہ سے **بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ** گہرون مین مسجدین بنانے کا بیان یعنے جائز ہے **وَصَلّٰی**
الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ دَارِهٖ جَمَاعَةً یعنے براء بن عازب نے اپنے گہر کی مسجد مین جماعت سے نماز
پڑہی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ گہر مین نماز کے لیے مسجد بنانی جائز ہے **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ ٢٦٩
قَالَ نَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ
عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُوَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ
اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاَنَا اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ
فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اٰتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَاُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُّ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَاْتِيْنِيْ فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ
ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حِيْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ
قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا
لَهٗ قَالَ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ
الدُّخَيْشِنِ اَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ
قَالَ فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ
ابْنَ مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ اَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ
فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ ترجمہ عتبان بن مالک رض (یہ صحابی بدری ہین) سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت مین آنکھ سے اندھا ہو گیا ہون مجھکو نظر نہین آتا ہے اور مین اپنی
قوم کا امام ہون سو جب مینہ برستا ہے تو پانی کا نالا میرے اور اُنکے درمیان بہتا ہے سو مین نہین طاقت
رکھتا کہ اُنکی مسجد مین جاؤن اور اُنکو نماز پڑھاؤن سو مین چاہتا ہون کہ آپ میرے پاس تشریف لاوین اور میرے
گھر مین کسی جگہ نماز پڑھین تا کہ مین اُسجگہ کو جائی نماز ٹھیراؤن اور ہمیشہ اُس جگہ مین نماز پڑھا کرون سو حضرت صلے
اللہ علیہ و سلم نے اُسکو فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا کرونگا یعنے تیرے گھر مین آؤنگا سو حضرت صلی اللہ علیہ و سلم
اور ابو بکر الصدیق دوسرے دن چاشت کے وقت میرے پاس تشریف لائے سو آپ نے اندر
آنے کے لیے اذن چاہا سو مینے آپ کو اذن دیا سو جب آپ گھر کے اندر تشریف لائے تو ابھی بیٹھے نہ تھے کہ
فرمایا کہ میرا نماز پڑھنا تجھکو اپنے گھر مین کس جگہ پسند آتا ہے اُسنے کہا سو مینے آپ کو گھر کی ایک طرف مین
اشارہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی سو ہم بھی کھڑے ہوئے اور آپکے پیچھے
صف باندھی سو آپنے دو رکعتین نماز پڑھی پھر سلام کہی عتبان نے کہا کہ ہمنے آپ کو خزیرہ کی کھانے پر ۲۷۰
روک رکھا جسکو ہمنے آپکے واسطے تیار کیا تھا عتبان نے کہا کہ محلہ کے چند آدمی وہان جمع ہو گئے سو کسی
نے انمین سے کہا کہ مالک بن دخشن کہان ہے یعنے وہ حضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی خبر سُنکر کیون نہین حاضر
نہین ہوا سو انمین سے بعضون نے کہا کہ وہ منافق ہے خدا اور رسول سے محبت نہین رکھتا ہے اسواسطے
نہین آیا سو حضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے سُنکر فرمایا کہ ایسا مت کہو کیا تو نے اسکو نہین دیکھا کہ مقرر اُسنے
لا الٰہ الا اللہ کہا ہے واسطے چاہنے رضامندی اللہ کے سو اس شخص نے کہا کہ اللہ اور رسول اُسکا زیادہ جاننے
والا ہے اور اُسنے کہا کہ تحقیق ہم توجہ اُسکی اور خیر خواہی منافقون کی طرف دیکھتے ہین یعنے وہ منافقون
کی خیر خواہی بہت کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اللہ نے حرام کر دیا ہے آگ پر اُس شخص کو
جو کہے لا الٰہ الا اللہ یعنے نہین کوئی معبود برحق سوا خدا کے چاہتا ہو ساتھ اُسکے رضامندی اللہ کی
ف خزیرہ اُس کھانے کو کہتے ہین کہ پہلے گوشت کو قیمہ کر کے پکاتے ہین جب وہ خوب گل جاوے تو اُسمین
آٹا ملا دیتے ہین پس وہ بہت عمدہ ہو جاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے مالک بن دخشن کی شہادت
اور نفاق سے بری ہونے کی تصدیق اسواسطے کی کہ آپکو وحی سے معلوم ہوا تھا یا یہ کہ خدا تعالی نے بدر والون
کے سب گناہ بخشدیے ہین پس اُن سے نفاق نہین ہو سکتا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھرون مین نماز

کے لیے مسجد بنانا جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان کو گھر مین نماز کے لیے ایک جگہ مقرر
کر دی اور اسی کو مسجد کہتے ہین اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ اندہے کی
امامت جائز ہے اور یہ کہ مدینہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے سوا اور بہی کئی مسجدین تہین اور یہ کہ
اندہیرا اور مینہ کی عذر سے جماعت کو ترک کرنا جائز ہے اور یہ کہ ایک جگہ نماز کے لیے مقرر کر رکہنی جائز
ہے اور جو حدیث کہ مسجد مین ایک خاص جگہ معین کر رکہنے کی ممانعت مین آئی ہے وہ محمول ہے ریا
پر اور یہ کہ صفون کو برابر کرنا چاہیے اور یہ کہ غیر جگہ مین جاکر امامت کرانے کی ممانعت کا عموم مخصوص ساتہ
اُسکے جب کہ زائر امام اعظم ہو اسلیے کہ اُسکی امامت مکروہ نہین ہے اور اسیطرح جسکو گہر والا اذن دیوے
اور یہ کہ جسجگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی یا چلے ہین اسجگہ سے متبرک حاصل کرنا جائز ہے اور یہ
کہ بڑے کو چہوٹے کی دعوت قبول کرنی جائز ہے اور یہ کہ وعدہ کو وفا کرنا چاہیے اور یہ کہ دعوت کنندہ سے
گہر مین داخل ہونیکے لیے اذن لینا چاہیے اور یہ کہ جب کوئی امام یا عالم محلہ مین کسی کے گہر آوے تو اہل محلہ
سب وہان جمع ہون تاکہ اس سے کوئی مسئلہ پوچہین اور فائدہ اُٹہائین اور یہ کہ جس شخص سے دین مین فساد کا گمان ہو
اسکو امام کے نزدیک ذکر کرنا اور لوگون کو خبر دینا جائز ہے اور یہ غیبت نہین اور یہ کہ جو جماعت سے بلا عذر
غائب ہو اسکو تلاش کرنا چاہیے اور یہ کہ زبان سے کلمہ پڑہنا کچہ فائدہ نہین دیتا ہے جب تک کہ دل مین ۲۷۱
یقین نہ ہو اور یہ کہ جو شخص توحید پر مرجاوے وہ آگ مین ہمیشہ نہین رہیگا بلکہ کچہ مدت عذاب ہوکر
بہشت مین داخل ہوگا اور یہ کہ جو کام آیندہ کرنا ہو اوسمین انشاء اللہ کہنا چاہیے **بَابُ** التَّيَمُّنِ فِي
دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ مسجد کے اندر داخل ہونے کے وقت اور غیر کام مین داہنے طرف سے شروع
کرنے کا بیان **وَ**كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى یعنے ابن عمر جب
مسجد مین داخل ہونا چاہتے تو پہلے داہنا پاؤن داخل کرتے اور جب مسجد سے نکلنا چاہتے تو پہلے بایان پاؤن
نکالتے **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي
طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تہا داہنی طرف
سے شروع کرنا اپنے سب کامون مین جہان تک طاقت رکہتے پاکی کرنے مین اور کنگہی دینے اور جوتا پہننے
مین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد مین داخل ہونے کے وقت اور وضو وغیرہ مین داہنی طرف سے شروع
کرنا سنت ہے ولیکن پائخانہ مین داخل ہونے کے وقت اور مسجد سے نکلنے کے وقت اور استنجا کرنے کے وقت اور
ناک جہاڑنے کے وقت داہنی طرف سے شروع کرنا جائز نہین ہے **بَابُ** هَلْ يُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي

الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد کافرون کی قبرون کو کہود کر اسجگہ مسجد بنانا جائز ہے لقول
النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد واسطے فرمانے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ خدا لعنت کرے یہود...... پر کہ ان لوگون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون
مسجد بنایا ف اور استدلال کرنا اس حدیث سے اس مسئلہ باب پر اسطرح سے ہے کہ سبب لعنت یہود اور نصاری
کا دو امر ہین ایک تو یہ کہ انکی قبرون کو تعظیم اور غلو کے طور سے مسجد ٹہیرایا جاوے اور اُسی کو سجدہ کیا جاوے دوم یہ
کہ ان پیغمبرون کی قبرون کو اُکھاڑ کر اہانت کی طور سے انکی ہڈیین پہینکدیجاوین اور وہان مسجد بنائی
جاوے سو پیغمبرون کی قبرین ان دونو کامون کے لائق نہین نہ تعظیم کے نہ اہانت کی اور چونکہ کافر لوگ مستحق
اہانت اور ذلت کی ہین پس انکی قبرون کو کہود کر انکی ہڈیون کو پہینکدینا جائز ہے اور نیز اس حدیث مین
سبب لعنت کا یہ ہے کہ قبر کو مسجد بنانے سے قبر کی تعظیم مقصود ہو اور کافرون کی قبرون کو اُکھاڑ کر انکی جگہ
مسجد بنانے سے ان قبرون کی تعظیم مقصود نہین بلکہ وہ برائی کو نیکی کے ساتھ بدلنا ہے پس کافرون کی قبرون
کو کہود کر انکی جگہ مسجد بنانی جائز ہے **وما يكره من الصلوة في القبور** اور قبرون مین نماز کے
مکروہ ہونے کا بیان یعنے جو قبرین کہ صحیح سالم ہون کہودی گئی نہون انمین نماز پڑہنی مکروہ ہے خواہ قبر
نمازی کے آگے ہو یا قبر کے اوپر ہو یا قبرون کے درمیان لیکن اگر پڑہ لیوے تو اس نماز کا دوہرانا واجب ۲۷۲
نہین اور دلیل اسکی حضرت عمر رض کا یہ قول ہے **ورأى عمر بن الخطاب انس بن مالك يصلي
عند قبر فقال القبر القبر ولم يأمره بالاعادة** یعنے حضرت عمر رض نے انس بن مالک کو ایک قبر کے
پاس نماز پڑہتے دیکھا پس کہا کہ یہ قبر ہے یہ قبر ہے لیکن اُسکو نماز کا دوہرانا نفرمایا ف پس اس سے
معلوم ہوا کہ قبر کے پاس نماز پڑہنا موجب کراہت ہے نہ موجب فساد و بطلان اور یہ بات اس سے معلوم ہوتی
ہے کہ انس رض اسی حالت مین نماز پڑہتے رہے اور اُسکو قطع نہ کیا پس اگر قبر کے پاس نماز پڑہنی باطل ہوجاتی
تو البتہ اسکو قطع کر دیتے اور نئے سر سے شروع کرتے **حدثنا محمد بن المثنى قال نا يحيى
عن هشام اخبرني ابي عن عائشة ان ام حبيبة وام سلمة ذكرتا كنيسة رأينها بالحبشة
فيها تصاوير فذكرتا ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اولئك اذا كان فيهم الرجل
الصالح فمات بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور واولئك شرار الخلق عند
الله يوم القيمة** ترجمہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ انہون نے حبشہ مین نصاری کا گرجا دیکھا کہ اسمین تصویرین
بنی تہین سو ان دونو نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو آپ نے فرمایا کہ البتہ وے لوگ جب انمین
کوئی نیکبخت مرتا تہا تو اُسکی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد مین یہ تصویرین بناتے تھے وہ لوگ خدا کے نزدیک

قیامت میں بدترین خلق ہیں ف حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت
ہوا تو ایک بی بی نے حبش کے عبادت خانے کی تعریف کی یعنے اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
پر بھی ویسا ہی بنایا جاوے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی کہ وے لوگ ایسا کرتے ہیں تم میری
قبر کو سجدہ گاہ نہ ٹھیرانا اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور نصاری اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ کرتے
تھے اور اُنکی تعظیم کرتے تھے اور اُنپر مسجدیں بنا کر اُنکی طرف نماز پڑھتے تھے اسیلیے اللہ نے اُنکو لعنت کی اور مسلمانوں
کو اس سے منع کر دیا پس سبب لعنت کا صرف یہ ہے کہ اُن قبروں پر مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود ہو
اور ظاہر ہے کہ کافروں کی قبروں کی جگہ مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود نہیں بلکہ اُس سے اُن کی
اہانت ہوتی ہے پس یہ نہی میں داخل نہ ہوگا پس جائز ہوگا اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی ترجمہ سے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ اَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ
السُّيُوفَ فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَاَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَاُ بَنِي النَّجَّارِ
۲۷۳ حَوْلَهُ حَتّٰى اَلْقٰى بِفِنَاءِ اَبِي اَيُّوبَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ
الْغَنَمِ وَاَنَّهُ اَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَاَرْسَلَ اِلَى الْمَلَاِ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ
هٰذَا قَالُوا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا اَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ
الْمُشْرِكِينَ وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ
ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ
وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ
اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں
تشریف لائے سو مدینہ کے اوپر کی طرف ایک محلہ میں اترے جسکو محلہ بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم وہاں چوبیس دن تک ٹھیرے پہر آپ نے کسی کو قبیلہ بنی نجار کے بلانے کو بھیجا سو وہ لوگ آئے در حالیکہ
تلواروں کو گلوں میں لٹکائے ہوئے **ف** یہ قبیلہ بنی نجار حضرت کے دادا عبد المطلب کے ننہال تھے اسیلیے کہ عبد المطلب
کی ماں سلمی انہیں کے قبیلہ میں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تہا کہ انہیں جا اتریں اور تلواروں کو
اسواسطے لٹکائے ہوئے کہ مبادا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف دیوے **ت** (سو آپ اسجگہ سے سوار ہوئے)
پس گویا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر دیکھ رہا ہوں اور ابو بکر آپ کے پیچھے سوار تھے اور بنی نجار

کی جماعت آپ کے گرد تھی سو آپ اسیطرح سے انکے ساتھ چلے گئے یہانتک کہ آپنے اپنی اسباب کو ابو ایوب کے گھر کے صحن مین ڈالدیا یعنے وہان اتر پڑے اور دستور آپکا یہ تھا کہ جس جگہ نماز کا وقت آجاتا اسی جگہ نماز پڑھنے کو پسند رکھتے تھے اور آپ نماز پڑھتے تھے بکریون کے بیٹھنے کی جگہ مین اور مقرر آپنے حکم دیا مسجد بنانے کا سو آپنے کسی کو بنی نجار کے بلانے کے لیے بھیجا (سو وہ لوگ آپکے پاس حاضر ہوئے) سو آپنے فرمایا کہ اے بنی نجار کی اولاد تم اپنا یہ باغ مجھسے بیچ ڈالو انہونے کہا قسم اللہ کی ہم اسکی قیمت نہین چاہتے مگر اللہ سے کی یعنے یہ باغ ہمنے آپ کو للہ دیدیا انس نے کہا کہ اس باغ مین مشرکون کی قبرین تھین اور کچھ ویران مین تھی اور کچھ کھجورین تھین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کافرون کی قبرون کے اکھاڑنے کا حکم فرمایا سو کھودی گئین پھر زمین کے برابر اور صاف کرنے کا حکم فرمایا سو برابر کی گئی اور کھجورون کے کاٹنے کا حکم دیا سو کاٹی گئین سو لوگون نے کھجورون کو مسجد کے قبلہ کیطرف کھڑا کیا اور مسجد کی دونو طرف پتھر کھڑے کردیے اور پتھر اٹھا اٹھا کر لانے لگے اور شعر پڑھتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکے ساتھ پتھر لاتے اور شعر پڑھتے اور فرماتے کہ اے پروردگار سچے بہتری نہین مگر آخرت کی بہتری سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکین کی قبرون کو اکھاڑ کر انکی جگہ مسجد بنانی جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ سے مشرکون کی قبرون کو کھدوا کر وہان مسجد بنوائی پس یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مقبرہ ہبہ یا بیع سے ملک مین آیا ہو اسمین تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبرون کو وہان سے اکھاڑ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ قبرین تعظیم کے لائق نہون اور یہ کہ مشرکین کی قبرون مین نماز پڑھنی بعد کھود ڈالنے کے جائز ہے اور یہ کہ میوہ دار درختون کا حاجت کے لیے کاٹنا جائز ہے **باب** الصَّلٰوةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ بکریون کے بیٹھنے کی جگہ مین نماز پڑھنے کا بیان **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُولُ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے بکریون کے بیٹھنے کی جگہ مین پھر مینے بعد اسکے انس کو کہتے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکریون کے بیٹھنے کی جگہ مین نماز پڑھا کرتے تھے مسجد بننے سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بکریون کے بیٹھنے کی جگہ مین نماز پڑھنا مسجد بننے سے پہلے تھا بعد مسجد بننے کے آپنے بکریون کی جگہ نماز نہین پڑھی مگر کبھی ضرورت کے وقت اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بکریون کا پیشاب اور پائخانہ پاک ہے **باب** الصَّلٰوةِ فِي مَوَاضِعِ الْإِبِلِ اونٹون کی جگہ نماز پڑھنے کا بیان **حَدَّثَنَا** صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ إِلَى بَعِيْرِهِ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ترجمہ نافع رض
سے روایت ہے کہ مینے ابن عمر کو اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑہتے دیکہا اور ابن عمر نے کہا کہ مینے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکہا ہے **ف** یعنے اونٹ کو اپنے قبلے کے سامنے بٹہلا کر اُسکی طرف منہ
کرکے نماز پڑہ رہا تہا اور اونٹ کو اپنے سامنے سترہ کے لیے بٹہلایا تہا تاکہ لوگ آگے سے نگذریں اور بعضے لوگ
کہتے ہین کہ اونٹون کی جگہ مین نماز پڑہنی منع ہے اسلیے کہ اونٹ شیطان ہین سو امام بخاری کی غرض اس باب
یہ ہے کہ یہ علت نماز کی ممانعت کی نہین ہو سکتی ہے اسلیے کہ اگر نماز کے نہ جائز ہونے کی یہ علت ہوتی تو اونٹ
کو اپنے آگے کرکے اوسکی طرف بہی نماز پڑہنی جائز نہوتی حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے
اسی طرح اونٹ پہ سوار ہوکر نفل پڑہنے بہی ناجائز ہوتے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پہ نفل
پڑہے **بَابُ مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّوْرٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ وَجْهَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ**
جو شخص نماز پڑہے اور اُسکے آگے تنور ہو یا آگ ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جسکی اسکے سوا عبادت کی جاتی ہے
پس ارادہ کرے نمازی ساتہ اُسکے رضامندی اللہ کی یعنے آگ وغیرہ کی تعظیم مقصود نہو بلکہ محض اسکی رضامندی
مطلوب ہو تو اس صورت مین نماز مکروہ نہین ہے **وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ**
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّيْ یعنے انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے ۲۷۵
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے لائی گئی آگ حالانکہ مین نماز پڑہتا تہا **ف** یہ ایک بڑی حدیث کا
ٹکڑا ہے جو باب وقت الظہر مین آگے آئیگی غرض امام بخاری کی دفع کرنا ہے اس وہم کو کہ اگر نمازی آگ وغیرہ کو
سامنے رکہکر نماز پڑہے تو اسکی نماز نہین ہوتی ہے اسلیے کہ اسمین مجوسیون کے ساتہہ تشبیہ ہے اور
وجہ استدلال کی اس حدیث سے اسطرح پہ ہے کہ اگر نمازی کے آگے آگ کا ہونا اللہ کو پسند نہوتا اور نماز کا مفسد
ہوتا تو خدا اپنے پیغمبر کے سامنے نماز مین آگ کو نہ کرتا اور پیغمبر کے حق مین یہ بات جائز نہوتی اور حنفیہ اس
صورت مین اسکو مکروہ کہتے ہین گو بے اختیاری سے ہے ولیکن یہ کلام اُنکے شارحین کے سراسر مخالف ہے اسلیے
شارحین اس صورت مین نماز کو مکروہ نہین کہتے ہین گو حالت اختیاری مین وہ جائز نہین کہتے ہین اور
شیخ ابن حجر نے لکہا ہے کہ اس صورت مین نماز مکروہ نہین اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطل پر ٹہیرنا
جائز نہین پس اختیار و عدم اختیار اسمین برابر ہے پس حالت عدم اختیار مین اُسکو جائز رکہنا مستلزم ہے
جواز کو حالت اختیار مین اور یہ کہنا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہی محض بے دلیل بات ہے پس مردود
ہے اور محض احتمال مفید نہین ہے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ**
عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وسلم ثم قال اُریت النار فلم ار منظرا کالیوم قط افظع ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ (حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین) سورج کو گہن لگا اور سیاہ اور بے نور ہو گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز
پڑہی یعنے سورج گہن کی پہر فرمایا کہ مجھکو دوزخ دکہائی گئی سو مینے آجکے دن جیسی بُری چیز کبہی ..... نہین دیکھی
ف مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اسی طور پر ہے جو اوپر مذکور ہے **باب** کراھیۃ الصلوۃ فی
المقابر قبرون مین نماز کے مکروہ ہونے کا بیان **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی عن عبید اللہ بن عمر
قال اخبرنی نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اجعلوا فی بیوتکم من صلوتکم ولا
تتخذوھا قبورا ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گہرون مین کچہ نماز
پڑہا کرو اور انکو قبرین نہ ٹہراؤ ف اس حدیث مین ظاہر التشبیہ دی ہے ان گہرون کی جنمین نماز نہین پڑہی
جاتی ساتہہ قبرون کے یعنے جیسے کہ قبرون مین نماز نہین پڑہی جاتی ویسے گہرون کو مت ٹہراؤ کہ انمین بہی
نماز نہ پڑہو پس معلوم ہوا کہ قبرون مین نماز پڑہنی مکروہ ہے پس یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے
باب الصلوۃ فی مواضع الخسف والعذاب زمین دہنس جانے کی جگہ اور عذاب نازل ہونے کی جگہ
مین نماز پڑہنے کا بیان ویذکر ان علیا رضی اللہ عنہ کرہ الصلوۃ بخسف بابل یعنے حضرت علی رض
سے روایت ہے کہ اُنہونے بابل مین نمرود کے ہلاک ہونے کی جگہ مین نماز کو مکروہ جانا ف مجمل طور سے یہ قصہ ٢٧٦
اسطرح پر ہے کہ نمرود نے شہر بابل (یہ شہر کوفہ کے پاس ہے) مین ایک محل تیار کیا واسطے دریافت کرنے کے
اور حرکات آسمانی کے بلندی اُسکی پانچ ہزار گز تہی سو جب وہ تمام ہو چکا تو خدا تعالے نے ایک ہوا بہیجی
کہ اسکو جڑہ سے اکہاڑ کر دو اور اُسکی قوم پر گرا دیا پس اُس سے وہ قوم ہلاک ہو گئی اور مناسبت حدیث کی ترجمہ
سے ظاہر ہے **حدثنا** اسمعیل بن عبد اللہ قال حدثنی مالک عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ
بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تدخلوا علی ھؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین
فان لم تکونوا باکین فلا تدخلوا علیھم لا یصیبکم ما اصابھم ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت جاؤ اُس قوم پر جنپر عذاب نازل ہوا مگر یہ کہ ہو تم رونے والے اور اگر تم رونے
والے نہ ہو تو مت جاؤ تم اُن پاس تاکہ نہ پہونچے تمکو وہ عذاب جو پہونچا اُنکو یعنے اگر تم بے رحم وہان جاؤ تو
جو عذاب اُنپر اُترا تہا وہ تمپر بہی اُتریگا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن جن جگہون مین عذاب الٰہی اترا ہو وہان
جانا جائز نہین مگر روتے ہوئے جانا جائز ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اس زمین سے آگے بڑہ گئے اور وہان نہ اُترے جیسے کہ اس حدیث کے بعض طریق مین آیا ہے پس حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے وہان نہ اترنے سے معلوم ہوا کہ ایسی جگہ مین نماز مکروہ ہے اور خود وہان جانے سے یہ امر

ہوسکتی ہے کہ اگر اس جگہ کے درمیان سے گذرنا چاہو تو اُس جگہ سے روتے ہوئے گذر جاؤ ورنہ وہان ٹہیرو اور
مراُس قوم عذاب کردہ شدہ سے قوم صالح علیہ السلام کی ہے **بَابُ** الصَّلٰوةِ فِي الْبِيْعَةِ نصاری کے گرجا گہر
مین نماز پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے **وَقَالَ** عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِنْ اَجْلِ
التَّمَاثِيْلِ الَّتِيْ فِيْهَا الصُّوَرُ یعنے عمر رضے اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ ہم تمہاری گرجے مین سو اسطے داخل نہین ہوتے
کہ اُسمین تصویرین ہین **ف** پوری حدیث اسطور پر ہے کہ جب حضرت عمر رضہ شام مین گئے تو نصاری
کے ایک بڑے رئیس نے اُنکی دعوت کی اور اُنکے لیے کہانا طیار کیا اور کہا کہ مین دوست رکہتا ہون کہ آپ میرے
مکان مین تشریف لاؤ اُسوقت حضرت عمر رضہ نے یہ فرمایا اور عمر رضہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسمین تصویرین
نہ ہون تو اُسکے اندر داخل ہونا اور نماز پڑہنی جائز ہے پس یہی ہے وجہ مناسبت اُس حدیث کی ترجمہ سے
وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّيْ فِي الْبِيْعَةِ اِلَّا بِيْعَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ یعنے ابن عباس رضہ نصاری کے گرجے مین نماز
پڑہا کرتے تھے مگر جسمین تصویرین ہوتین وہان نہ پڑہتے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهٗ مَا رَاَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا ۲۷۷
عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے
کہ ام سلمہ رضہ نے حبش مین ایک گرجا دیکہا جسکو ماریہ کہتے تھے یعنے نصاری کا عبادت خانہ سو ام سلمہ نے اُسکا
حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور جو تصویرین اسمین دیکہین تہین اُنکا ذکر کیا یعنے اُسکی تعریف
کی سو آپ نے فرمایا کہ البتہ وہی لوگ جب اُنمین کوئی نیک بخت مرد مرجاتا تہا تو اُسکی قبر پر مسجد بناتے تہی اور اس
مسجد مین یہ تصویرین بناتے تہے وہی لوگ خدا کے نزدیک قیامت مین سب خلق سے بدتر ہین **ف** اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ گرجے مین نماز پڑہنی منع ہے لیکن ظاہر علت نہی کی یہ ہے کہ وہ گرجا قبرون پر بنائے
تہے اور اُسمین تصویرین کہینچتے تہے اگر یہ دو نو امر نہ ہون تو اُسمین نماز جائز ہے اور یہی وجہ مناسبت کی
اس باب سے ہو ولکن لم یتعرض لہ **صَحْ بَابٌ** **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ
بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ
وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ
يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا **ترجمہ** عائشہ اور عبد اللہ بن عباس رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت

اتری یعنے جب آپ کو مرض الموت ہوا تو آپ اپنے منہ پر ایک چادر ڈالنے لگے سو جب آپ اس سے گرم ہوتے
تو اسکو منہ سے دور کرتے اور منہ کھول لیتے سو آپنے اسی حالت مین فرمایا کہ خدا کی لعنت پڑے یہود اور نصاری
پر کہ ان لوگون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنایا حضرتؐ اپنی امت کو انکے اس فعل سے ڈراتے تھے
تا کہ آپکی قبر شریف پر ایسا کام نہ کیا جاوے جیسے کہ انہون نے کیا یہ جملہ جواب ہے سوال کا گویا کہ کسی راوی سے اسکی
حکمت پوچھی کہ آپ نے اسوقت مین یہ حدیث کیون فرمائی تو راوی نے یہ جواب دیا **ف** یہ باب ترجمہ سے
خالی ہے اسواسطے کہ اسکو پہلے باب سے تعلق ہے اسوجہ سے کہ دونو بابون مین قبرون پر مسجد بنانے کی ممانعت
وارد ہوئی ہے **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمة عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن
ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قاتل الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم
ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا لعنت کرے یہود پر کہ ان لوگون نے اپنے
پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنایا **ف** اس حدیث مین یہود کی تخصیص اسواسطے کی ابتدا اس کام کی انہون نے کی
اور نصاری نے انکے اس کام مین پیروی کی اور نبیون کی جن قبرون کو یہود نے پوجا انکو نصاری نے بھی پوجا

۲۶۸ **باب** قول النبي صلى الله عليه وسلم جعلت لي الارض مسجدا وطهورا باب ہے بیان مین
قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی یعنے
جس جگہ مین کوئی چاہے اسی جگہ نماز پڑھ لیوے **ف** اگلی امتون مین سوا عبادت خانون کے اور جگہ نماز
پڑھنا درست نہ تھا معلوم نہین کیا کرتے تھے شاید عبادت خانے مین آکر قضا کر لیتے ہونگے واللہ اعلم اور
پاک کرنے والے سے مراد تیمم ہے یعنے مٹی پاک سے تیمم جائز ہے اگلی امتون مین تیمم کا حکم نہ تھا **حدثنا**
محمد بن سنان قال حدثنا هشيم قال حدثنا سيار هو ابو الحكم قال حدثنا يزيد
الفقير قال حدثنا جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطيت خمسا
لم يعطهن احد من الانبياء قبلي نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الارض مسجدا
وطهورا وايما رجل من امتي ادركته الصلوة فليصل واحلت لي الغنائم وكان النبي يبعث
الى قومه خاصة وبعثت الى الناس كافة واعطيت الشفاعة ترجمہ جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو پانچ نعمتیں عنایت ہوئین کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہین ملین مجھکو فتح نصیب
ہوئی دھاک سے مہینے بھر کی راہ تک اور ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی سو
جس مرد کو میری امت سے جہان نماز کا وقت ملے وہان نماز پڑھ لیوے اور حلال ہوئی میرے واسطے غنیمت اور
لوٹ کا مال اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور مین تمام عالم کے لوگون پر بھیجا گیا ہون یعنے مین تمام جہان

کا بنی ہوئی اور مجھکو شغلت کا رتبہ عنایت ہوا ف یہ حدیث بعینہٖ کتاب التیمم کے ابتدا مین مذکور ہو چکی ہو لیکن
اس جگہ مین اس حدیث کو لانے سے غرض یہ ہے کہ جو کراہت پہلے بابون مین مذکور ہو چکی
وہ کراہت تحریمی نہین اسلیے کہ اس حدیث کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین کی ہر جز اور ہر جگہ نماز کی صلاحیت
رکھتی ہے اور ہر جگہ مین نماز کے لیے مسجد بنانی جائز ہے **بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ** عورت کو مسجد مین
سونا جائز ہے اگرچہ حیض آجانیکا خوف ہے **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ
مَعَهُمْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ
بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُونِي
بِهِ قَالَتْ فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونِي حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا قَالَتْ وَاللَّهِ إِنِّي لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ إِذْ مَرَّتِ
الْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هَذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ زَعَمْتُمْ وَأَنَا
مِنْهُ بَرِيئَةٌ وَهُوَ ذَا هُوَ قَالَتْ فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ
قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِينِي فَتَحَدَّثُ عِنْدِي
قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ وَيَوْمَ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ ۲۷۹
الْكُفْرِ أَنْجَانِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِينَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هَذَا
قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ عرب کے ایک قبیلے کی ایک سیاہ رنگ
لونڈی تھی سو اُسکے مالکون نے اسکو آزاد کر دیا سو وہ انہین کے ساتھ رہا کرتی تھی سو انکی ایک لڑکی کھیلنے
کو باہر نکلی اور اسپر سرخ چمڑے کا ایک ہار تھا یعنی ایک سرخ موتیون کا جڑاؤ ہار پہنے ہوئی تھی اُس
لونڈی نے کہا سو اُس لڑکی اُس کو خود اُتار کر رکھدیا اور بھول گئی یا اُس سے گر پڑا (یہ راوی کا شک ہے) سو
ایک چیل وہان پر گذری اور حالانکہ وہ گرا ہوا تھا سو اُسنے اسکو گوشت سمجھا یعنے سرخ ہونیکی وجہ سے سو وہ چیل
اسکو اوچک لے گئی سو ان لوگون نے اُس ہار کو تلاش کیا مگر انکو کہین نہ ملا اس لونڈی نے کہا سو انہون نے
مجھکو چوری کی تہمت لگائی کہ تو نے چرا لیا ہے سو میری تلاشی لینے لگے یہانتک کہ انہون نے میری شرمگاہ
کی تلاشی لی اُسنے کہا قسم خدا کی کہ مین اُنکے ساتھ وہین کھڑی تھی کہ ناگاہ وہ چیل اڑتی ہوئی
وہان گذری سو اُسنے ہار کو پھینکدیا وہ ہار اُنکے درمیان گر پڑا سو مینے کہا یہ ہے وہ ہار جسکی تم مجھکو
تہمت لگاتے تھے اور حالانکہ مین اُس سے بری تھی اور وہ ہار یہ ہے عائشہ نے کہا سو وہ لونڈی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہو گئی سو اُسنے مسجد مین جھونپڑی ڈال رکھی تھی اُسی مین

رہا کرتی تہی عائشہؓ نے کہا کہ وہ میرے پاس آیا کرتی تہی اور بات چیت کرتی رہتی سو جب وہ میرے پاس بیٹھتی تو
یہ بات ضرور کہتی کہ ہار کا دن ہمارے رب کی عجائب کاموں سے ہی خبردار ہو سفر اس دن نے مجھکو نجات دی کفر
کے شہر سے عائشہؓ نے کہا کہ مین نے اسکو کہا کہ تیرا کیا حال ہے اور یہ ہار کا قصہ کس طرح پر ہے کہ جب تو میرے پاس
بیٹھتی ہے تو یہی کہتی ہے اور یہی ذکر کرتی ہے سو اسوقت اس لونڈی نے مجھکو یہ تمام قصہ سنایا
اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو مسجد مین قیلولہ کرنا اور رات گذارنا اور سونا جائز ہے جب کہ اسکا
کوئی گہر نہ ہو بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو ولیکن اگر مسجد مین حیض آ جاوے تو مسجد سے باہر نکل جاوے اور یہی وجہ
ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ مسجد مین خیمہ یا سائبان کہڑا
کرنا سایہ کے لیے جائز ہے اور یہ کہ جس شہر مین آدمی کو تکلیف پہونچے وہان سے دوسری جگہ جاوے اور یہ کہ دار
الکفر سے ہجرت کرنی افضل ہے اور یہ کہ مظلوم کی حمایت اور مدد کرنی جائز ہے اگرچہ کافر ہے **باب**
نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ مرد کو مسجد مین سونا جائز ہے اگرچہ خوف احتلام ہو جانے کا ہے **وَقَالَ** اَبُوْ قِلَابَةَ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِّنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا فِي الصُّفَّةِ یعنے انسؓ
سے روایت ہے کہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند آدمی قبیلہ عکل سے سو صفہ مین رہنے لگے **ف**
یہ عرنیین کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث کتاب الطہارت مین گذر چکی ہے اور صفہ ایک جگہ ۲۸۰
تہی چہتی ہوئی مسجد نبوی کے آخر مین وہان مساکین مسلمان رہتے تہے اور وہ مین سوتے اور بیٹہتے تہے پس معلوم ہوا
کہ مردون کو مسجد مین سونا جائز ہے **وَقَالَ** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ
یعنے عبدالرحمن نے کہا کہ صفہ مین رہنے والے فقیر لوگ تہے ان لوگون کا کوئی گہر بار نہین تہا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ بہیجتا تو آپ انکو دیدیتے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ
قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ اَعْزَبُ لَا اَهْلَ لَهٗ فِيْ
مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ مسجد مین سویا کرتا تہا اور حالانکہ وہ کنوارا
تہا اسکی بیوی نہین تہی **ف** اس حدیث سے بہی مسجد مین سونا ثابت ہوا **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ
وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهٗ عَنْ شِقِّهٖ وَاَصَابَهٗ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ **ترجمہ** سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضؓ کے گھر مین تشریف لائے سو آپنے علی رضؓ کو گھر مین پایا سو آپنے فاطمہ رضؓ سے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہان ہے سو اُسنے کہا کہ میرے اور اُسکے درمیان کچھ بات چیت ہوگئی تھی یعنے کچھ جھگڑا ہوگیا تھا سو مجھپر غصے ہوکر باہر نکل گیا ہے اور آج دوپہر کو میرے پاس نہین سویا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ دیکھ تو وہ کہان گیا ہے سو وہ شخص آیا اور آکر کہا کہ وہ مسجد مین لیٹا ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور حالانکہ علی رضؓ اپنے ایک پہلو پر لیٹے تھے اور چادر مونڈھے سے نکلے گری ہوئی تھی اور مونڈھے کو مٹی لگ گئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کو اُسکے مونڈھے سے جھاڑنے لگے اور فرمانے تھے کہ اُٹھہ کھڑا ہو اے باپ مٹی کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو مسجد مین سونا جائز ہے لیکن اسّے عام طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو مسجد مین سونا جائز ہے خواہ اُسکا گھر ہو یا نہ ہو سو اسمین اتنا فرق ہوسکتا ہے کہ مسجد مین رات کو سونا اُسیکے لیے جائز ہے جسکا گھر نہ ہو اور دوپہر کو سونا ہر شخص کے لیے جائز ہے مگر اس فرق کی کوئی وجہ معقول نہین رات اور دوپہر کے سونے مین کچھ فرق نہین پس اولے یہ ہے کہ کہا جاوے کہ حدیث ابن عمر سے تخصیص معلوم نہین ہوتی کہ مسجد مین صرف اسی کو سونا جائز ہے جسکا گھر نہ ہو اسلیے کہ عمر کا گھر وہان موجود تھا پس ابن عمر بھی اپنے باپ کے گھر مین ٹھیر سکتے تھے اور حضرت علی رضؓ فاطمہ رضؓ کے چچا کی بیٹی نہ تھی بلکہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے پس معلوم ہوا کہ باپ کے چچیرے بھائی کو بیٹی کا چچیرا بھائی کہنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد مین دوپہر کو سونا جائز ہے اور یہ کہ کنیت کہنی بغیر اولاد کے بھی جائز ہے اور یہ کہ اپنے داماد کو راضی کرنا مستحب ہے اور یہ کہ باپ کو اپنی بیٹی کے گھر مین بلا اذن جانا جائز ہے بشرطیکہ اُسکا خاوند ناراض نہ ہو **حَدَّثَنَا** يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ مقرر مینے اصحاب صفہ کے ستر آدمیون کو دیکھا کہ انمین سے کسی پر چادر نہ تھی یا تو تہبند تھا اور یا اس سے بھی چھوٹا کپڑا ہوتا تھا کہ لوگ اُسکو اپنی گردنون مین باندھے ہوتے تھے سو انمین سے بعض کے کپڑے تو آدھی پنڈلی تک پہونچتے تھے اور بعضون

۲۸۱

کی ٹخنوں تک پہونچتے تھے سو ہر شخص کپڑے کی دونوں طرفوں کو اکٹھا کر لیتا تھا واسطے اس خوف کے
کہ اسکی ستر گاہ نہ کھل جاوے ف مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اسطور پر ہے کہ اسمین ان لوگون
کا ذکر ہے جو صفہ مین رہا کرتے تھے اور اُسی مین سوتے تھے اور صفہ مسجد کے اندر تھا پس مسجد مین سونا
جائز ہوا **باب** الصلوٰۃ اذا قدم من سفر جب سفر سے پلٹ کر آوے تو گھر مین داخل ہونے
سے پہلے مسجد مین جا کر نماز پڑھے سو مستحب ہے **وقال** کعب بن مالک کان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فصلی فیہ یعنے کعب بن مالک رض نے کہا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پلٹ کر آتے تو پہلے مسجد مین جاتے اور اسمین نماز پڑھتے **حدثنا**
خلاد بن یحییٰ قال حدثنا مسعر قال حدثنا محارب بن دثار عن جابر بن عبد اللہ قال
اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد قال مسعر اراہ قال ضحی فقال صل
رکعتین وکان لی علیہ دین فقضانی وزادنی **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور حالانکہ آپ مسجد مین بیٹھے تھے چاشت کے وقت سو آپنے فرمایا کہ
دو رکعت نماز پڑھ لے اور میرا آپ پر کچھ قرض آتا تھا سو آپ نے مجھکو ادا کر دیا یعنے مجھکو دیدیا اور کچھ
زیادہ کر دیا ف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جابر رض سے ایک اونٹ خرید کیا تھا اُسکی قیمت باقی تھی ۲۹۲
تھی اور یہ قیمت ادا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر سے آنیکے وقت تھا اُسوقت آپ مسجد مین نماز
پڑھنے کے لیے آ گئے تھے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے **باب** اذا دخل احدکم
المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس جب کوئی مسجد مین جاوے تو دو رکعتین پڑھے بیٹھنے سے
پہلے **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عامر بن عبد اللہ بن
الزبیر عن عمرو بن سلیم الزرقی عن ابی قتادۃ السلمی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس **ترجمہ** ابو قتادہ رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے مسجد مین جاوے تو دو رکعتین نفل
پڑھے بیٹھنے سے پہلے ف اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے سنت یہ ہے کہ جب مسجد مین داخل ہووے تو اول
تحیۃ المسجد پڑھے تب مسجد مین بیٹھے اور یہ نماز واسطے تعظیم مسجد کے مقرر ہوئی ہے اسلیے کہ یہ خانہ خدا
کا ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت اس نماز کا بیٹھنے سے پہلے ہے لیکن اگر بھولکر بیٹھ جاوے
اور پھر کھڑا ہو کر پڑھ لیوے تو جب بھی جائز ہے اور بعض لوگون کی عادت ہے کہ اول عمداً اتنی دیر بیٹھ لیتے مین
پھر کھڑے ہو کر تحیۃ المسجد پڑھتے ہین سو یہ جائز نہین اور سب علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ یہ دو رکعت مستحب

ہین لیکن بعضے اہل ظاہر اسکو واجب کہتے ہین اور یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کی جو اوقات منہی عنہا
مین نماز پڑہنے کو نا جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے سو شافعیہ تو پہلی حدیث سے اسکے عموم
کی تخصیص کرتے ہین اور حنفیہ اُسکے برعکس کرتے ہین **بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد کے اندر
وضو ٹوٹنے کا بیان **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ
الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُصَلِّيْ
عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ
اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر فرشتے دعا
کرتے ہین ایک تمہارے پر جب تک اپنی نماز پڑہنے کی جگہ مین بیٹھا رہے جب تک اُسکا وضو نہ ٹوٹے
فرشتے کہتے ہین ای اللہ اسکو بخش دے اسپر رحمت کر **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد مین وضو ٹوٹ
جانا سینڈہ ڈالنے سے بھی سخت ہی اسلیے کہ اُسکے لیے کفارہ ہے اور اسکے لیے کفارہ مذکور نہین بلکہ وہ
شخص فرشتون کی دعا سے محروم رہتا ہے **بَابُ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ** مسجد نبوی کے بنانے کا بیان
سنت یہ ہی کہ مسجد کو لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوی اور اسمین زینت نہ کی جاوی **وَقَالَ** اَبُوْ سَعِيْدٍ
كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ یعنے ابوسعید رضہ نے کہا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی
چھڑیون سے تہی **وَاَمَرَ** عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَاِيَّاكَ اَنْ تُحَمِّرَ
اَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ یعنے حضرت عمر رضہ نے مسجد نبوی کے بنانے کا حکم کیا اور کہا کہ مین
چاہتا ہون کہ بچاؤن آدمیون کو مینہ سے اور بچ اس سے کہ سرخ رنگ کری تو مسجد کو یا زرد رنگ کری
سو لوگونکو فتنے مین ڈالے . **ف** یعنے لوگ اُسکے دیکہنے مین مشغول ہو جاوین اور نماز مین حضور قلب
سے محروم رہین یا یہ کہ مبتلا کری تو لوگون کو ساتہہ نقش کرنے مسجدون کے کہ مسجد نبوی کی سند
پکڑین **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسجد نبوی کی چھت ایسی نہین تہی کہ لوگون
کو مینہ سے بچاوی سو حضرت عمر رضہ نے اپنی خلافت مین اسکو مضبوط کر دیا تہا تا کہ لوگ مینہ سے محفوظ
رہین **وَقَالَ** اَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُوْنَهَا اِلَّا قَلِيْلًا یعنے انس رضہ نے کہا (کہ پچھلے
زمانے مین) لوگ فخر کے لیے بڑی بڑی مسجدین بنائین گے ولیکن انکو عبادت کی ساتہہ آباد نہین
کرینگے مگر تہوڑے لوگ **ف** یعنے انمین عبادت کوئی نہین کریگا مگر تہوڑی لوگ **وَقَالَ** ابْنُ عَبَّاسٍ
لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى یعنے ابن عباس رضہ نے کہا کہ مسجدون کو تم
مست بناؤ جیسے کہ یہود اور نصاری نے اپنے عبادت خانون کو زینت دار بنایا ہے **حَدَّثَنَا**

عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ
قَالَ ثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ الْمَسْجِدَ کَانَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَبْنِیًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُہُ الْجَرِیْدُ وَعُمُدُہٗ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ یَزِدْ
فِیْہِ اَبُوْبَکْرٍ شَیْئًا وَّزَادَ فِیْہِ عُمَرُ وَبَنَاہُ عَلٰی بُنْیَانِہٖ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِیْدِ وَاَعَادَ عُمُدَہٗ خُشُبًا ثُمَّ غَیَّرَہٗ عُثْمَانُ فَزَادَ فِیْہِ زِیَادَۃً
کَثِیْرَۃً وَّبَنٰی جِدَارَہٗ بِالْحِجَارَۃِ الْمَنْقُوْشَۃِ وَالْقَصَّۃِ وَجَعَلَ عُمُدَہٗ مِنْ حِجَارَۃٍ
مَّنْقُوْشَۃٍ وَّسَقَفَہٗ بِالسَّاجِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ مقرر مسجد نبوی کی دیوارین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کچی اینٹون سے بنی ہوئی تہین اور اُسکی چہت کہجور کی شاخون
سے بنی تہی اور اُسکے ستون کہجور کی لکڑی سے تہے سو صدیق اکبر رضؓ نے اسمین کچہ زیادہ نہ کیا بلکہ اسکو
حال پر قائم رکہا اور عمر فاروق رضؓ نے اوسمین کچہ زیادہ کیا اور جو بنیاد اسکی حضرت کے زمانے مین
رکہی گئی تہی اسی پر اسکو کچی اینٹون اور کہجور کی شاخون سے پہر کر بنایا اور اُسکے ستونون کو بہی وہانسے
یعنے پرانے نکال کر انکی جگہ نئے ستونونکو کہڑا کیا پہر عثمان رضؓ نے اسکو بدلا یا سو اُسنے اسمین بہت
زیادتی کی یعنے اسکی لمبائی اور چوڑائی مین　اور اسکی دیوارون نقشدار پتہرون اور گچ سے بنوایا اور اُسکے ۲۸۴
ستونون کو نقشدار پتہرون سے بنوایا اور ساکہو کی لکڑی سے اسپر چہت ڈالی ف پس اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ مسجد کے بنانے مین میانہ روی کی جاوے اور اُسکی زیب زینت مین زیادتی نہ کی جاوے
اسلیئے کہ حضرت عمر رضؓ نے باوجود کثرت مال کے اور فتح ہونے بہت ملکون کے اسمین کچہ زیادتی
نہ کی بلکہ اسکو سابق حال پر رہنے دیا صرف تجدید کر دی سو وہ بہی اس غرض سے کہ شاخین کہجور کی
پرانی ہو گئین تہین پہر حضرت عثمان رضؓ نے اپنی خلافت مین اُسکو پتہرون سے بنوایا لیکن اُسمین
ایسے نقش نگار نہین تہے کہ آدمی کا دل اُسکی طرف دیکہہ کر لگ جاوے و مع ذلک بعض صحابہ نے عثمان رضؓ
پر اسمین بہی سخت انکار کیا پس معلوم ہوا کہ سنت وہی ہے کہ لکڑی اور کچی اینٹون سے سیدہی سادی
مسجد بنائی جاوے اور اسمین کچہ تکلف نہ کرے اور حضرت عمر رضؓ کی اوسمین زیادتی کرنے سے یہ مراد ہے
کہ انہون نے اسمین مضبوطی زیادہ کر دی یا بلندی مین زیادتی کر دی تہی بَابُ التَّعَاوُنِ فِیْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ
وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰہِ الْاٰیَۃَ مسجد کے بنانے مین مدد لینے کا بیان اور بیان مین قول
اللہ تعالیٰ کا کہ مشرکون کا کام نہین کہ آباد کرین اللہ کی مسجدین یعنے عمارت کرین ساتہ اخلاص کے اور نیت تقرب کے آخر آیت تک
غرض امام بخاری کی اس آیت کے لانے سے یہ ہے کہ مراد اس آیت مین مسجد آباد کرنے سے مسجد کی مرمت و دیوار کا بنانا ہے

پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکون سے مسجد کے بنانے مین مدد لینی جائز نہین ہے واللہ اعلم
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ
قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَانْطَلَقْنَا
فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ
الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ
إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُولُ عَمَّارٌ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ **ترجمہ** عکرمہؓ سے
روایت ہی کہ ابن عباسؓ نے مجھکو اور اپنے بیٹے علی کو کہا کہ تم دونو ابوسعید خدریؓ کے پاس جاؤ اور اُس سے
حدیث کو سنو سو ہم دونو (اُسکی طرف) چلے سو ناگاہ وہ ایک باغ مین تہا کہ اسکو سنوار رہا تہا سو اُسنے اپنی چادر
کو لیا اور بیٹھ گیا اس صورت سے کہ اپنے گھٹنون کو کھڑا کیا اور چوتڑون کو زمین پر رکھا اور چادر سے
اپنی پشت اور گھٹنون کو حلقہ کیا پھر ہمکو حدیثین سنانے لگا یہانتک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر
کرنے لگا سو اُسنے کہا کہ ہم ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر لاتے تہے اور عمار دو دو اینٹونکو اٹھا کر لاتے تہے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھا کہ دو دو اینٹین اٹھا کر لا رہا ہے سو آپ اُسکی مونڈھے سے مٹی کو جھاڑنے ٢٨٥
لگے اور فرماتے تہے کہ افسوس ہے عمار پر اسکو بڑی سختی ہونی ہے کہ اسکو باغی گروہ قتل کریگا وہ تو انکو بہشت
کی طرف بلاویگا اور وہ گروہ اسکو دوزخ کی طرف بلاوینگے ابوسعید نے کہا کہ عمار کہا کرتے تہے کہ
مین پناہ پکڑتا ہون اللہ کی فتنون سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے بنانے مین دوسرے آدمیون
سے مدد لینا جائز ہے اسلیے کہ صحابہ اینٹونکو اٹھا اٹھا کر لے جاتے تہے اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے
ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ علم کو کسی نے احاطہ نہین کیا ہے اسلیے کہ ابن عباسؓ نے باوجود فراخی علم کے
اپنے بیٹے کو ابوسعیدؓ سے حدیث پڑہنے کو بھیجا جو ابن عباسؓ کو یاد نہ تہی اور یہ کہ سلف کے لوگ تواضع
کرتے تہے اور تکبر نہین کرتے تہے اور اپنی معاش کا کام اپنے ہاتہون سے کرتے تہے اور یہ کہ طالب علمون کی
تعظیم کی جاوے اور انکی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کیا جاوے اور یہ کہ مسجد کے بنانے مین بڑی فضیلت
ہے اور یہ کہ حدیث بیان کرنے کے وقت اطمینان اور ادب کے ساتھ بیٹھنا چاہیے اور کام کی مشغولی مین
حدیث بیان نکرنی چاہیے اور یہ کہ جو اللہ کے لیے ہر کام کرنیوالا ہو اُسکی تعظیم کرنی چاہیے **ف** عمار علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفیق تہے جب معاویہ اور حضرت علی کے درمیان صفین مین لڑائی ہوئی تب عمار شہید
ہوئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام بحق علی مرتضے تہے اور معاویہ کا لشکر باغی تہا اور مراد جنت اور آگ سے

اُسکا سبب ہے یعنے طاعت امام کی سو دونو طرف کے لوگ مجتہد تھے اپنے اپنے اجتہاد مین اپنے تئین ہر کوئی حق جانتا تھا لیکن امام بحق علی مرتضے تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور وہ اپنے اجتہاد مین مخطی تھی اُنسے اجتہاد مین خطا واقع ہوئی پس انکو کچھ طعن کرنا جائز نہین اور سلامتی اسی مین ہے کہ صحابہ رض کی ان لڑائیون اور تنازعون مین سکوت کیا جاوے اور اُنکے واقعات مین بحث اور گفتگو کرنے سے اپنی زبان کو بند کیا جاوے اور اُنکے اس معاملہ کو اللہ کی طرف سپرد کیا جاوے پس اس مقام مین یہی بات ٹھیک ہے وبس بَابُ الْاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِیْ اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ منبر کی لکڑیون اور مسجد کے بنانے مین بڑھیون اور کاریگرون سے مدد لینے کا بیان حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی امْرَاَةٍ مُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ یَعْمَلُ لِیْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَیْهِنَّ ترجمہ سہل بن سعد رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک عورت کی طرف کہلا بھیجا کہ تو اپنے بڑھئی غلام سے کہدے کہ میرے واسطے لکڑیون سے منبر بنائے کہ مین اسپر بیٹھکر لوگون کو وعظ سنایا کرون حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَیْمَنَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ

۲۸۶ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَیْئًا تَقْعُدُ عَلَیْهِ فَاِنَّ لِیْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ اِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت کیا مین آپکے لیے لکڑیون سے کوئی چیز ایسی نہ بناؤن جسپر آپ بیٹھا کرین اسلیے کہ میرا ایک غلام ہے وہ بڑھئی کا کام کیا کرتا ہے سو آپنے فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو تو بنا سو اُسنے منبر تیار کروایا ف ان دونو حدیثون مین مسجد اور صناع کا ذکر نہین صرف منبر اور بڑھئی کا ذکر ہے سو انکو دونو پر قیاس کیا ہے یعنے جب منبر مین بڑھئی سے مدد لینی جائز ہے تو ایسے ہی مسجد مین بھی کاریگر سے امداد لینی جائز ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کاریگر سے مراد عام ہو جو بڑھئی کو بھی شامل ہو اور مسجد منبر کو شامل ہو پس گویا کہ منبر کا بنانا مسجد کا بنانا ہے اور ظاہر ان دونو حدیثون مین مخالفت ہے اسلیے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنانے کی خود فرمائش کی اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے پہلے سے درخواست کی سو وہ کچھ دن اُسکو بھول گئی پھر کئی دن کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو وہ یاد دلایا پس اُس سے منبر تیار کروایا پس مخالفت دفع ہوگئی پس حاصل یہ ہے کہ منبر اور مسجد کے کام مین کاریگرون اور بڑھئیون سے مدد لینا جائز ہے بَابُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا اللہ کے واسطے مسجد کے بنانے والے کی فضیلت کا بیان

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ بُكَیْرًا حَدَّثَهٗ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِیَّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِیْهِ حِیْنَ بَنٰی مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ اَكْثَرْتُمْ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا قَالَ بُكَیْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ

ترجمہ عبداللہ رض سے روایت ہی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین زیادتی کی اور اُسکی دیوارون اور ستونون کو پتھرون سے بنوایا تو لوگون نے اُسکے حق مین انکار کیا یعنے جب خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا تکلف نہین کیا تو اب اسکو پتھرون سے بنوانا جائز نہین ہے تب حضرت عثمان رض نے لوگون سے کہا کہ تمنے میرے حق مین بہت انکار کیا ہی اور ... مقرر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بناوے اور اس سے صرف اللہ ہی کی رضامندی چاہے نام اور فخر غرض نہو تو اللہ اُسکے لیے ویسا گھر بہشت مین بناویگا **ف** یعنے جسقدر بلند اور فراخ اور محکم زیادہ ہوا اسی قدر بہتر ہے پس اِس
۲۸۷ زیادتی کا بدلہ بھی ویساہی ہے جیسے کہ کوئی ابتداء سے مسجد بناوے اور ظاہرا یہ حدیث مخالف ہے اس آیت کو مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنے ایک نیکی کے بدلے دس نیکی ملین گی سو اسکا جواب یہ ہی کہ مراد مثل سے مثلیت باعتبار کمیت و اندازہ کے ہے اور زیادتی حاصل ہے باعتبار کیفیت اسلیے کہ ایک گھر ایسا ہوتا ہے کہ وہ دس بلکہ سو گھر سے بہتر ہوتا ہے اور یہ کہ اسکو گھر کے بدلے ملے گا نہ دوسری چیز قطع نظر اس سے کہ دس ہون یا زیادہ باوجودیکہ فرق حاصل ہے اسطور کہ دنیا تنگ ہی اور بہشت فراخ ہے اور ایک بالشت کی جگہ وہان کی تمام دنیا سے بہتر ہے واللہ اعلم

بَابُ یَاْخُذُ بِنُصُوْلِ النَّبْلِ اِذَا مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ جب کوئی مسجد مین جاوے تو چاہیے کہ تیر کے پھل کو ہاتھہ سے پکڑ لیوے تا کسی کو ایذا نہ پہونچے حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو اَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ سِهَامٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا ترجمہ سفیان رض سے روایت ہی کہ مینے عمرو کو کہا کہ کیا تونے جابر بن عبداللہ کو کہتے سُنا ہے کہ ایک مرد مسجد مین آیا اور اُسکے پاس تیر تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ اسکے پھل کو پکڑ رکھہ تا کہ کسی کو لگ نہ جاوے سو عمرو نے کہا کہ ہان مینے یہ حدیث جابر سے سُنی ہے **ف** بعض طریقون مین نعم کا لفظ واقع نہین ہوا سو اُنمین

عمرو کا سکوت ہان کے قائم مقام ہے جیسے کہ امام بخاری کا مذہب ہے کہ استاد کا نعم کہنا شرط نہین
بلکہ اگر خبردار ہو تو سکوت کافی ہے بَابُ الْمُرُوْرِ فِي الْمَسْجِدِ یعنے اگر تیر کے پھل کو ہاتھ سے
پکڑا ہو تو تیر ساتھ لیے ہوئے مسجد مین آنا جائز ہے حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلَى
نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهِ مُسْلِمًا ترجمہ ابو بردہ رضا اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہماری مسجد یا بازار مین تیر کو ساتھ لیے آوے تو چاہیے کہ اُسکے پھل کو
پکڑا رہے تا کہ کسی مسلمان کو زخم نہ کرے ف ان دونو حدیثون مین کچھ فرق نہین صرف استاد دو
ہونے کی وجہ سے یہ حدیث دوبارہ لائی گئی ہے اور نیز پہلی حدیث مین مسجد مین گذرنے کا لفظ
شارع سے مروی نہین اور اسمین یہ لفظ شارع سے مروی ہے بَابُ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد
مین شعر پڑھنے جائز ہین حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ
۲۸۸ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ
أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ ترجمہ حسان بن ثابت رض سے روایت ہے کہ وہ ابوہریرہ رض کو گواہ کر کے کہتے تھے
کہ مین تجھکو اللہ کی قسم دیتا ہون کہ کیا تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے
حسان رسول کی طرف سے کافرون کو جواب دے یا الٰہی اُسکو روح پاک سے مدد کر یعنے جبرائیل
ف کفار قریش حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ رض کی ہجو اور مذمت بیان کیا کرتے تھے اور
اسمین شعر جوڑ جوڑ کر پڑھتے کافرون کی طرف سے شاعر ابو سفیان تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
حسان کو فرمایا کہ تو کافرون کی ہجو کر اور شعرون مین اُنکی مذمت بیان کر سو مسلمانون کی طرف سے
حسان کافرون کی ہجو کیا کرتے تھے اور بعض طریقون مین اس حدیث کے آیا ہے کہ حسان مسجد مین
کافرون کی ہجو مین شعر پڑھ رہے تھے سو عمر رض وہان آئے اور حسان کو شعر پڑھنے سے منع کیا
سو حسان نے کہا کہ مین اسی مسجد مین شعر پڑھا کرتا تھا اور حالانکہ اسمین وہ شخص تھا جو تجھ سے بہتر تھا
یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تھین کے سامنے مسجد مین شعر پڑھا کرتا تھا اور آپ مجھکو کبھی منع
نہین کرتے تھے سو تو کیون منع کرتا ہے پس حسان نے ایک نظر کی تو ابوہریرہ کو وہان دیکھا سو اُنکو

گواہ گیا اور اسوقت یہ حدیث بیان کی پس مسئلہ باب کا اس حدیث سے ثابت ہو گیا اور ایک صحبت میں بابِ کر
مسجد مین شعر کا پڑھنا منع ہے سو انمین تطبیق یہ ہے کہ منع وہ شعر ہین جو جاہلیۃ اور جھوٹھون اور
غالیون کے ہین اور جو حق ہون وہ جائز ہین **باب** اصحاب الحراب فی المسجد برچھی بازون کو
مسجد مین آنا اور اسمین کھیلنا جائز ہے **حدثنا** عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراہیم
بن سعد عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ
قالت لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما علی باب حجرتی والحبشۃ
یلعبون فی المسجد ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی بردائہ انظر الی
لعبہم زاد ابراہیم بن المنذر قال حدثنا ابن وہب قال اخبرنی یونس عن
ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحبشۃ
یلعبون بحرابہم **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ مقرر دیکھا مین نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حالانکہ حبشی لوگ مسجد مین چھوٹے نیزون سے کھیل رہے تھے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو اپنی چادر سے چھپائے ہوئے تھے درحالیکہ مین انکو دیکھ رہی تھی **ف**
باب کو لانے سے اسطرف اشارہ ہے کہ مسجد مین تیرون کے ساتھ گذرنے کے جو ممانعت آئی ہے ٢٨٩
وہ مخصوص ہے ساتھہ اس باب کے اسلیے کہ اس صورت مین تیرون سے محفوظ رہنا آسان ہے
کیونکہ ہر کسی کا خیال اسی مین ہوتا ہے بخلاف اُسکے کہ بے خبر تیر کو لیے مسجد مین چلا آوی اسلیے کہ اسمین ایذا
کا خوف ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مباح کھیل کی طرف دیکھنا جائز ہے اور عورت کا
غیر مردون کو دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ اسکو اُنسے چھپایا ہوا ہو اور اگر کوئی کہے کہ یہ کھیلنا مسجد مین
کیسے جائز ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کھیلنا درحقیقت بندگی ہے اسلیے کہ کافرون کے جہاد میں
کام آتا ہے اگر نیت نیک ہو تو ثواب ہی **باب** ذکر البیع والشراء علی المنبر فی المسجد
مسجد مین منبر پر خرید و فروخت کے ذکر کرنے کا بیان یعنے مسجد مین اسکو ذکر کرنا اور اُسکا حکم
بیان کرنا جائز ہے لیکن اُسکو مسجد مین منعقد کرنا جائز نہین ہے **حدثنا** علی بن عبد اللہ
قال حدثنا سفیان عن یحیی عن عمرۃ عن عائشۃ قالت اتتہا بریرۃ تسألہا
فی کتابتہا فقالت ان شئت اعطیت اہلک ویکون الولاء لی وقال اہلہا
ان شئت اعطیتہا ما بقی وقال سفین مرۃ ان شئت اعتقتہا ویکون الولاء لنا
فلما جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرتہ ذلک فقال ابتاعیہا فاعتقیہا

فَاِنَّمَا الْوَلَاۗءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيَانُ
مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ
شُرُوْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَاِنِ اشْتَرَطَ
مِائَةَ مَرَّةٍ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ قَالَ
عَلِيٌّ قَالَ يَحْيٰى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ
يَحْيٰى سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ بریرہ اُسکے پاس
آئی مدد اس سے کتابت کے باقی درہمونکی ادا کرنی کا سوال کرتے تھے سو عائشہ رض نے کہا اگر تو چاہے تو
مین باقی مال کتابت کا تیرے مالکون کو دیدون اور آزادی کا حق میرے لیے ہوگا اور اُسکے مالکون نے
عائشہ رض سے کہا اگر تو چاہے تو اُسکو آزاد کردے اور ... آزادی کا حق ہمارے لیے ہوگا یعنے خواہ
آزاد کریا نہ کر آزادی کے حق کے ہم وارث ہین عائشہ نے کہا سو جب حضرت گھر مین تشریف
لائے تو مینے آپسے اس بات کا ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ تو اُس لونڈی کو مول لے پھر اسکو آزاد کردے
اسواسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کیا حال ہے اُن لوگون کا جو خرید و فروخت مین ایسی شرطین کرتے ٢٩٠
ہین جو اللہ کی کتاب مین نہین جو شخص ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب مین نہو تو وہ شرط اُسکو کچھ
فائدہ نہین دیتی اور اُسکا وہ مستحق نہین ہوسکتا ہے اگرچہ ایسی سو شرط کرے ف ایک لونڈی
تھی اُسکا نام بریرہ تھا اُسکے مالکون نے اُسکو لکھدیا تھا کہ اگر تو مثلاً اتنے درہم کما کر ہمکو دیدے تو تو آزاد
ہوجاویگی سو اُسنے کچھ درہمونکو کما کر اپنی کتابت مین ادا کردیا تھا اور کچھ باقی رہتے تھے سو اُسنے عائشہ رض
سے اسبات کا آکر سوال کیا کہ تو باقی درہمکو میرے سر سے ادا کرکے مجھکو آزاد کردے سو عائشہ رض نے کہا
کہ مین اس شرط سے خریدتی ہون کہ تیرے وراثت کا حق مجھکو ملے اور اُسکے مالکون نے کہا کہ ہم
شرط یہ کیے ہین کہ اوسکے وراثت کا حق ہمکو ملے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وراثت کا
حق ادا کرنے والے کو چاہیے اُسکے مالک ناحق شرط کرتے ہین اور وارث کا حق یہ ہے کہ جب غلام
آزاد ہوگیا اور کچھ مدت بعد مرگیا تو وہ جو مال چھوڑ کر مر جاوے اُسکا وارث آزاد کرنیوالا ہوتا ہے اور اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد مین بیع شرا کا ذکر کرنا اور اُسکا حکم بیان کرنا یا کوئی اسباب کا مسئلہ بیان
کرنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اُن لوگون کا الخ اسلیے کہ اسمین اشارہ
ہی طرف اس قصہ مذکورہ کی جسمین بیع و شرا و عتق و ولا کا ذکر ہے لیکن مسجد مین خود بیع و شرا کرنا

جائز نہین اور بعضون نے اسکو جائز رکھا ہے لیکن اگر مسجد مین کسی چیز کی بیع ہو جاوے تو وہ بیع بالاتفاق صحیح ہو جاتی ہے اور منعقد ہو جاتی ہے (فتح الباری) **بَابُ التَّقَاضِی وَالْمُلَازَمَةِ فِی الْمَسْجِدِ** مسجد مین کسی قرضدار سے اپنا قرض مانگنا اور اسکو تقاضا کرنا اور تقاضے کو لازم پکڑنا جائز ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ اَنَّهٗ تَقَاضٰی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰی سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمَا حَتّٰی كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰی یَا كَعْبُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَیْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَاَ اِلَیْهِ اَیِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ ترجمہ کعبؓ سے روایت ہے کہ اُسکا کچھ قرض ابن ابی حدرد کے سر پر تھا سو کعب نے اس سے مسجد مین اپنا قرض چاہا اور اسکا تقاضا کیا سو اُن دونو کی آوازین بلند ہوئین یعنے دونو آپس مین جھگڑنے لگے یہانتک کہ انکی آواز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا اور حالانکہ آپ اپنے گھر مین تھے سو آپ انکی طرف نکلے یہانتک کہ اپنے حجرے کے پردے کو کھولا اور آواز کی کہ ای کعب اُسنے عرض کی مین حاضر ہون یا رسول اللہ فرمایا کہ اپنا آدھا قرض اسکو معاف کر دے سو اُسنے عرض کی کہ البتہ مینے اسکو آدھا چھوڑ دیا یا رسول اللہ سو آپنے ابن حدرد کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور باقی آدھے کو ادا کر دے

ف اس حدیث سے مسجد مین قرضدار سے اپنے قرض کا مطالبہ اور تقاضا کرنا ثابت ہوا لیکن اُسکے ساتھ ہر وقت رہنا اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا ہے اس سے غرض امام بخاری کی اشارہ کرنا ہے طرف اسبات کی کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین اُسکو ہر وقت لازم پکڑنے کا بیان آچکا ہے جیسے باب الصلح مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور یہ عادت ہے امام بخاری کی اس کتاب مین جیسے کہ کئی بار مذکور ہو چکا ہے **بَابُ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰی وَالْعِیْدَانِ** مسجد کو جھاڑ دینا اور اسمین سے چیتھڑون اور میلی چیز اور لکڑیون کو اٹھانا یعنے اسکی کیا فضیلت ہے **حَدَّثَنَا** سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَسْوَدَ اَوِ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَ یَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَاَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ بِهٖ دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ اَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَاَتٰی قَبْرَهٗ فَصَلّٰی عَلَیْهَا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک سیاہ عورت مسجد کو جھاڑ دیا کرتی تھی سو وہ مر گئی (اور لوگون نے اسکو دفن کر دیا) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حال پوچھا کہ وہ کہان ہے سو لوگون نے

عرض کی کہ وہ مرگئی ہے سو فرمایا کہ تمنے مجھکو اسکی اطلاع کیون نہین دی مجھکو اُسکی قبر بتلاؤ سو آپ
اسکی قبر پر آئے اور اُسپر نماز پڑہی **ف** اس حدیث سے مسجد مین جہاڑو دینے کا مسئلہ ثابت ہوا ہے
لیکن دہجیون اور لکڑیون وغیرہ کی اُٹہانے کا اس حدیث مین ذکر نہین ہے سو اِن چیزون کو ترجمہ مین ذکر
کرنے سے امام بخاری نے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین اِن چیزون
کا بہی ذکر آیا ہے **بَابُ تَحْرِيمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین تجارت شراب کی حرمت بیان
کرنے کا ذکر **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ ترجمہ عائشہ رض سے
روایت ہی کہ جب سورہ بقرہ کی آیتین سود کے حرام کرنے مین اتریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد
مین آئے سو آپنے وہ آیتین لوگون کو پڑہ سُنائین بہر آپنے فرمایا کہ شراب کی سوداگری کرنی حرام
ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت شراب کی حرمت کو اور اُسکے اور احکام کو مسجد مین
بیان کرنا جائز ہے **بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ** مسجد کی خدمت کے لیے خدمتگار رکہنے کا بیان **و** ۲۹۲
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدِمُهُ ابن عباس رض نے
اس آیت کی تفسیر مین کہا نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا یعنے عمران کی عورت نے کہا کہ نظر کی مینے
واسطے اللہ کے جو میرے شکم مین ہے درحالیکہ آزاد کیا گیا ہے ابن عباس رض نے کہا کہ مراد اُس عورت
کی یہہی کہ مین نے اُسکو مسجد کے لیے آزاد کردیا ہے تا کہ مسجد کی خدمت کیا کرے اور مین اُسّے کوئی
دنیا کا کام نہین لونگی **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجد کے لیے خادم رکہنا جائز ہے اسلیے
اس عورت نے مسجد کی خدمت کے لیے نذر مانی اور وہ نذر اُسکی صحیح ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بہی اسکو ثابت کہا اسکی اس نذر کو منع نہ فرمایا **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ
عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ
إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهَا ترجمہ ابو ہریرہ
رض سے روایت ہے کہ ایک عورت مسجد کو جہاڑو دیا کرتی ہتی بہر اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
بیان کی کہ آپنے اُسکی قبر پر نماز پڑہی **بَابُ الْأَسِيرِ أَوِ الْغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ** قیدی و قرضدار
کو مسجد مین باندہنا جائز ہے **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ

عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ اَوْكَلِمَةً نَّحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنون مین سے ایک اکھڑ رات کو میرے آگے گھس پڑا میری نماز توڑ دینے کو سو خدا نے اُسکو میرے قابو مین کر دیا پھر مینے اُسکو پکڑ لیا سو مینے چاہا کہ مسجد کے کھنبون مین سے کسی کھنبے مین باندہ دون تاکہ تم سب لوگ اسکو دیکھو پھر مجھکو یاد آگئی اپنے سلیمان بہائی کی دعا۔ وہ دعا یہ تھی کہ اے میرے رب مغفرت کر اور دے مجھکو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دھکیل دیا دو کار کر ف جن اور دیو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو مین تھے انہون نے خدا تعالی سے دعا مانگی تھی کہ ایسی بادشاہی میرے بعد کسی کو نہ ملے اسلیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو چھوڑ دیا اور سلیمان علیہ السلام کی دعا کی رعایت کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مراد اُن کی دعا سے یہی تھی کہ جن اور دیو میرے قابو مین ہو جاوین اور انپر میرا پورا قبضہ ہو جاوے اور اس حدیث سے

۲۹۳ معلوم ہوا کہ قیدی کو مسجد مین باندہنا جائز ہے ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس جن کو مسجد مین باندہنے کو جائز نہ رکھتے اور قرض دار کا حکم اس حدیث مین مذکور نہین سو اُسکو قیدی پر قیاس کر لیا ہے

بَابُ الْاِغْتِسَالِ اِذَا اَسْلَمَ وَرَبْطِ الْاَسِيْرِ اَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ جب کافر مسلمان ہو جاوے تو اُسکے غسل کرنے کا بیان اور نیز قیدی کے مسجد مین باندہنے کا بیان **وَ**كَانَ شُرَيْحٌ يَاْمُرُ الْغَرِيْمَ اَنْ يُّحْبَسَ اِلٰى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ یعنی شریح قاضی حکم کیا کرتے تھے کہ قرضدار کو مسجد کے کھنبون مین باندہا جاوے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو نجد کی طرف بھیجا (نجد ایک ملک کا نام ہے عراق کیطرف) سو وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ کر لے آئے کہ اُسکا نام ثمامہ تھا سو انہون نے اُسکو مسجد کے کھنبون سے ایک کھنبے مین باندہ دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اُوسکے پاس آئے سو فرمایا کہول دو ثمامہ کو (سو لوگون نے اسکو کہول دیا) سو وہ کہجورون کی طرف چلا جو
مسجد سے قریب تہین سو اُسنے غسل کیا پہر مسجد مین آیا اور کہا کہ گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ نہین کوئی
معبود برحق سوا خدا کے اور مقرر محمدؐ رسول اللہ کے ہین **ف** یہ ترجمہ اکثر نسخون مین نہین ہے صرف باب کا
لفظ واقع ہوا ہے اسیلیے کہ اسکو پہلی بابسے بہت مناسبت ہے ...... کہ دونو بابون کا مطلب ایک ہے
اور کافر کا مسلمان ہوکر نہانا مسجد سے کچھ علاقہ نہین رکھتا اور کتاب احکام مسجد کے بیان مین ہے سو اسکی
توجیہ اسطور سے ہوسکتی ہے کہ کافر اکثر جنبی ہوتا ہے اور جنبی مسجد سے ممنوع ہے مگر ضرورت کے لیے
سو جبکہ وہ اسلام لے آیا تو اُسکے لیے مسجد مین ٹہیرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی پس اُسنے غسل کر لیا تا کہ
اسکو مسجد مین ٹہیرنا جائز ہو **باب** الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضَى وَغَيْرِهِمْ بیمارون وغیرہ کے واسطے
مسجد مین خیمہ کہڑا کرنا جائز ہے **حدثنا** زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْأَكْحَلِ
فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي
۲۹۴ الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هَذَا
الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ جنگ خندق کے دن سعد کو رگ ہفت اندام مین تیر لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لیے
مسجد مین خیمہ کہڑا کیا تا کہ پاس سے اُسکو پوچھتے رہین اور مسجد مین ایک اور خیمہ تہا بنی غفار کا سو نہ گہبرایا
مین ڈالا انکو مگر خون نے جو انکی طرف بہہ کر گیا سو وہ کہنے لگے کہ اے خیمہ والو یہ کیا چیز ہے جو ہمارے
پاس تمہاری طرف سے آتی ہے پس یکایک دیکہا انہون نے کہ وہ سعد ہے کہ اُسکی رگ سے
خون جوش مار کر بہہ رہا ہے سو سعد اُسی زخم کے سبب سے مر گئے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار
وغیرہ کے واسطے مسجد مین خیمے کو کہڑا کرنا جائز ہے **باب** إِدْخَالِ الْبَعِيرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ بیماری
وغیرہ کسی سبب کے واسطے اونٹ کو مسجد مین داخل کرنا جائز ہے **وقال** ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعِيرٍ یعنی ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرتؐ نے خانہ کعبہ کا طواف اونٹ پر سوار ہوکر
کیا **ف** یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبے کا طواف سوار ہوکر اسواسطے
کیا تہا کہ سب لوگ آپکو دیکہین اور آپسے دین کے احکام پوچہین اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خانہ کعبہ کی مسجد مین اونٹ کو داخل کیا تہا تو معلوم ہوا کہ اونٹ کو حاجت کے لیے مسجد مین داخل کرنا
جائز ہے **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

نوفل عن عروۃ بن الزبیر عن زینب بنت ابی سلمۃ عن ام سلمۃ قالت شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اشتکی قال طوفی من وراء الناس وانت راکبۃ فطفت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الی جنب البیت یقرأ بالطور وکتاب مسطور ترجمہ ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اس بات کی کہ مین بیمار ہون اور پیادہ پا طواف کرنے کی طاقت نہین رکہتی ہون سو آپنے فرمایا کہ تو طواف کر لوگون کے پیچھے سوار ہو کر ف مسئلہ باب کا اس حدیث سے بھی اُسی طرح ثابت ہوتا ہے جیسے کہ پہلی حدیث سے ثابت ہوا

باب حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ بن ہشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ قال حدثنا انس ان رجلین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرجا من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدہما عباد بن بشر واحسب الثانی اسید بن حضیر فی لیلۃ مظلمۃ ومعہما مثل المصباحین یضیئان بین ایدیہما فلما افترقا صار مع کل واحد منہما واحد حتی اتی اہلہ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ مقرر دو صحابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اندہیری رات مین نکلے یعنے عشا کی نماز کے بعد اپنے گہر کو چلے ایک کا نام تو عباد بن بشر تہا اور دوسرے کا نام اسید تہا اور حالانکہ نور کی دو مشعلین وہ چراغون کی طرح دونو کے ساتہہ ساتہہ جلتی جاتی تہین سو جب وہ دونو جدا جدا ہوے تو دونو سے ایک ایک مشعل ہر ایک کے ساتہہ ہولی یہانتک کہ وہ دونو اپنے اپنے گہر گئے ف اس باب کو کتاب المساجد مین لانے سے اسطرف اشارہ ہے کہ یہ دونو صحابی عشا کی نماز پڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت رات تک بیٹھے رہے جب اٹھکر گہر کو جانے لگے تو رات بہت اندہیری تہی سو نور کی دو مشعلین دونو کے ساتہہ ساتہہ جلتی گئین یہانتک کہ وہ اپنے گہر جا پہونچے اور یہ نور انکو دو وجہ سے حاصل ہوا تہا ۲۹۵
ایک تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سی دوسری مسجد مین بیٹھنے سے سو اسی وجہ سے امام بخاری اس حدیث کو احکام المساجد مین لایا ہے اور بعضون نے کہا کہ جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بہت رات مسجد مین کلام کرتے رہے تو اس سی معلوم ہوا کہ مسجد مین کلام کرنی جائز ہے باب الخوخۃ والممر فی المسجد مسجد مین طاقی رکہنے اور اسمین سے گذرنے کا بیان ف جو صحابہ کے گہر مسجد کی دیوارون کے ساتہہ ..... تھے ان سبہون نے مسجد مین طاقین رکہی ہوئی تہین تا جماعت وغیرہ کے انکو ..... اطلاع ہو جایا کرے اور بعضون نے مسجد مین دروازے رکہے ہوئے تھے کہ اسمین سے اندر باہر آتے جاتے تھی سو وحی آئی کہ تمام دروازے اور طاقین بند کی جاوین لیکن بعضے اُس سے دروازون اور طاقیون کو بند کیا جاوے

مخصوص ہو گئے تھی جیسے کہ معلوم ہو گا انشاء اللہ تعالے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ نَا فُلَيْحٌ قَالَ نَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ أَنْ يَكُنِ اللَّهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ ترجمہ ابو سعید خدری رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا مقرر خدا نے مختار کیا اپنے بندے کو دنیا اور آخرت مین سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا سو ابو بکر صدیق رونے لگے سو مینے اپنے جی مین کہا کہ یہ بوڑھا کس سبب روتا ہے اگر خدا نے مختار کیا ایک بندے کو دنیا اور آخرت مین سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا یعنے ابو سعید کو تعجب آیا کہ یہ رونے کا کون مقام ہے سو وہ بندے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکر صدیق ہمسے زیادہ عالم تھے وہ سمجھ گئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کی خبر دی ہے یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تب ہم اُسکا مطلب سمجھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کی خبر دی تھی) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای ابو بکر مت رو سب لوگون مین رفاقت جان اور مال کے راہ سے تیرا مجھپر احسان بڑا ہے یعنے آپنے ابو بکر کو تسلے دی ساتھہ ظاہر کرنے کمال خصوصیت کے) اگر میں اپنی امت کے سوا جانی دوستی کسی اور سے کرتا تو تجھ ہی سے کرتا لیکن ہماری تیری اسلام کی برادری اور محبت ہی مسجد مین کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر بند کیا جاوی سوائے دروازے ابو بکر کے ف خلت کا معنی صفائی دوستی کا ہے جو مراد اسرار قبول کرنے سی اور وہ محبت سی بلند ہے اور نیز خلیل اسکو کہتے ہین کہ اسکو دل اپنا سوا دوست کی اور کسی کی گنجایش نہ ہو اور چونکہ حضرت کا دل مبارک محبت اور دوستی خدا ای سے پر تہا اسلیے سوا خدا کے دوست پکڑنے کی گنجایش نہ تھی اور محبت قلبی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض کے ساتھہ تھی تو وہ محض اللہ کے واسطے تھی سو یہ بھی خدا کی محبت کی ایک شاخ ہے پس اسکی منافی نہیں ہے اور نیز محبت کہتے ہین دل کے تعلق کو ساتھہ محبوب کے اور کسی چیز کا تمام دل کو گھیر لینا دوسری چیز ہے اور اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مسجد مین طاقی رکھنی جائز نہیں ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ

سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ
اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ
أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنْ
خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ
ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اُس بیماری میں جسمیں
آپنے انتقال کیا اور آپ اپنے سر کو ایک کپڑے سے باندھے تھے سو آپ آکر منبر پہ بیٹھ گئے
سو اسکی تعریف کی اور اسپر ثنا کہی پہر فرمایا کہ سب لوگوں میں رفاقت اور احسان کرنے
والا جان اور مال کے راہ سے مجھپر ابوبکرؓ سے کوئی شخص زیادہ نہیں اور اگر سوا خدا کے جانی دوستی
میں کسی اور سے کرتا تو ابوبکر ہی سے کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت اسکے ساتھ سب سے زیادہ
ہے یا سب دوستون سے افضل ہے سو مسجد کے اندر سے آنے جانے کی سب طاقیوں کو بند کر دو سوا طاقی
ابوبکرؓ کے کہ وہ کہلی رہے کہ وہ میرے اسرار اور بہید کا واقف ہے ف اس حدیث کا مطلب بھی
وہی ہے جو اوپر گذرا **باب الْأَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ** خانہ کعبہ اور مسجدوں کے ۲۹۷
لیے دروازے رکھنے اور کواڑ لگانے کا بیان یعنے جائز ہے وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِي
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ
الْمَلِكِ لَوْ رَأَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْوَابَهَا ترجمہ ابن جریج رضؓ سے روایت ہے کہ مجھکو ابن
ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبدالملک (یہ ابن جریج کا نام ہے) اگر تو ابن عباسؓ کی مسجدوں اور انکے
دروازوں کو دیکھے تو انسے متعجب ہو جاوے یعنے وہ مسجدیں بہت عمدہ ہیں ف اس سے معلوم ہوا
کہ مسجدوں کیلیے دروازے رکھنے جائز ہیں حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا
نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ
مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
بِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ أُغْلِقَ الْبَابُ فَلَبِثَ فِيهِ سَاعَةً ثُمَّ
خَرَجُوا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلَّى فِيهِ فَقُلْتُ فِي أَيٍّ فَقَالَ
بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى ترجمہ ابن عمرؓ سے
روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن) مکے میں تشریف لائے تو آپنے عثمانؓ بن طلحہ کو

ہوں یا بیت رکعبے کی چابی اُسکے پاس تہی سو اُسنے کعبے کا دروازہ کہولا سو آپ اور بلال و اسامہ بن
زید و عثمان بن طلحہ چاروں کعبہ کے اندر داخل ہوگئے پہر آپنے دروازہ کو بند کرادیا سو آپ ایک گہڑی
تک اسمین ٹہرے رہے پہر باہر نکل آئے ابن عمر رضنے کہا کہ مینے جلدی سے جاکر بلال کو پوچھا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر کیا کیا ہے سو بلال نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسمین نماز پڑہی ہے سو مینے کہا کہ آپنے کعبے کی کسطرف مین نماز پڑہی ہے کہا کہ درمیان دو کہنبوں
کے ابن عمر نے کہا کہ مین بلال سے یہ بات پوچھنا بہول گیا کہ آپنے کتنی رکعتین نماز پڑہی ف
یہ حدیث پہلے بہی مذکور ہوچکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ خالی کعبے کا دروازہ بہی تہا اور اُسکے کواڑ
بہی تہے جس سے بند کیا جاتا تہا پس معلوم ہوا کہ مسجد کا دروازہ رکہنا اور اسکو کواڑ لگانا جائز ہے
اور یہی ہے مسئلہ باب کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کعبہ کے اندر جاکر دروازہ کو بند کروادیا
تہا تو اُسکا سبب تہا کہ تمام لوگ اندر نہ گہس آوین آپکے افعال دیکہنے کو تاکہ آپ بے فکر خشوع اور
خضوع کے ساتہہ نماز پڑہین یا یہ کہ آپ اسکی تمام طرفون مین نماز پڑہین اسلیے کہ کہلے دروازے
کی طرف نماز پڑہنی نہیں بنتی **باب دُخُولِ الْمُشْرِكِ فِي الْمَسْجِدِ** مشرک کو مسجد مین داخل ہونا......
......جائز ہے **حدثنا** قتيبة قال نا الليث عن سعيد بن ابي سعيد انه سمع ۲۹۸
ابا هريرة يقول بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم خيلا قبل نجد فجاءت برجل
من بني حنيفة يقال له ثمامة بن اثال فربطوه بسارية من سواري المسجد ترجمہ
ابوہریرہ رضسے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو نجد کی طرف بہیجا سو وہ قبیلے بنی
حنیفہ کے ایک مرد کو قید کرکے لے آئے اُسکا نام ثمامہ تہا سو اُنہون نے اسکو مسجد کے کہنبون مین
سے ایک کہنبے کے ساتہہ باندہ دیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کا مسجد مین آنا جائز ہے
سوا مسجد کعبہ کے کہ وہ اس سے مخصوص ہے اور غرض اس سے رد کرنا ہے امام مالک پر کہ وہ مطلق منع
کرتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک مطلق جائز ہے **باب رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد مین چلاکر
بولنا اور آواز کو بلند کرنا کیا حکم رکہتا ہے **حدثنا** علي بن عبد الله بن جعفر بن نجيح المدني
قال نا يحيى بن سعيد القطان قال نا الجعيد بن عبد الرحمن قال حدثني يزيد بن
خصيفة عن السائب بن يزيد قال كنت قائما في المسجد فحصبني رجل فنظرت اليه
فاذا عمر بن الخطاب فقال اذهب فأتني بهذين فجئته بهما فقال ممن انتما
او من اين انتما قالا من اهل الطائف قال لو كنتما من اهل البلد لاوجعتكما ترفعان

اَصْوَاتَكُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ سائب بن یزید رض سے روایت ہے کہ مین مسجد مین کہڑا ہوا تہا سو مجہکو ایک شخص نے کنکر مارا سو مینے اُسکی طرف پہر نظر کی تو ناگاہ کیا دیکہتا ہون کہ عمر فاروق رض ہین سو اُسنے کہا کہ جا اور ان دونو آدمیون کو میرے پاس پکڑ لا سو مین ان دونو کو اُسکے پاس پکڑ لایا سو فرمایا کہ تم کس قبیلے سے ہو یا یہ فرمایا کہ تمہارا گہر کہان ہے انہون نے کہا کہ ہمارا گہر طائف مین ہے (ایک نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مکے کے) عمر رض نے کہا کہ اگر تم مدینہ کے لوگون سے ہوتے یعنے اگر تمہارا گہر یہان ہوتا تو مین تمکو سزا دیتا ...... کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین چلا چلا کر بولتے ہو اور مسجد کا کچہ ادب نہین کرتے ہو ف مسجد نبوی مین یہ دو مرد آپسمین چلا چلا کر گفتگو کر رہے تہے تو حضرت عمر رض نے انکو یہ فرمایا اور انکو نووارد ہونے کی وجہ سے معذور رکہا ورنہ انکو سزا دیتے اور یہ انکو اسواسطے کہا کہ آپ سنین گے تو ناراض ہونگے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَقَاضٰی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰی سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰی كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ یَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَشَارَ بِیَدِهٖ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَیْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهٖ ترجمہ کعب بن مالک رض سے روایت ہے کہ اُنکا قرض ابن ابی حدرد کے ذمہ تہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سو اُسنے ابن ابی حدرد سے مسجد مین اپنا قرض طلب کیا سو ان دونو کی آواز بلند ہوئی یعنے آپسمین جہگڑنے لگے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آواز کو اپنے گہر مین سُنا سو آپ اُنکی طرف نکلے یہانتک کہ اپنے حجرے کا پردہ کہولا سو آپ نے فرمایا کہ اے کعب اُسنے کہا کہ حاضر ہون مین یا رسول اللہ سو آپ نے اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا کہ آدہا قرض چہوڑ دے سو اُسنے عرض کی کہ یا حضرت مینے چہوڑ دیا سو آپ نے ابن ابی حدرد کو فرمایا کہ کہڑا ہو اور باقی آدہا قرض جا کر ادا کر دے ف پہلی حدیث سے مسجد مین آواز بلند کرنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری سے اُسکا جواز معلوم ہوتا ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ منع وہی کلام ہے جو لغو اور بے فائدہ ہو اور جسکی ضرورت ہو اور فائدہ ہو وہ جائز ہے بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِی الْمَسْجِدِ مسجد مین حلقہ باندہ کر بیٹہنے کا بیان اور اُسمین ذکر اور مذاکرہ علم کیلیے

بیٹھنے کا بیان حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور حالانکہ آپ منبر پر تھے اور احکام دینی بیان کر رہے تھے کہ آپ اسکو نفلوں میں کیا فرماتے ہیں دو دو رکعت پڑہنی چاہئیں یا چار چار رکعت پڑہی جاویں آپنے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں سو جب کوئی فجر ہونے سے خوف کرے تو ایک رکعت وتر پڑہ لیوے سو وہ اسکی پہلی نماز کو وتر کر دیگی یعنے اگر کسی کو پچھلی رات میں تہجد پڑہتے پڑہتے یہ معلوم ہوا کہ صبح صادق نکلنے کے قریب ہے تو صرف ایک رکعت علحدہ پڑہ لیوے اسلیے کہ وہ ایک رکعت پہلی سب نماز کو جو پڑہ چکا ہے وتر یعنے طاق بنا دیگی اور عبد اللہ بن عمر کہا کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی رات کی نماز میں پچھلی نماز وتر کو کرو ف یہ اس شخص کے لیے ہے جو پچھلی رات کو اٹھتا ہو اور جو پچھلی رات کو نہ اٹھ سکے اسکو چاہیے کہ وتر کو عشا کے ساتھ پڑہ لیا کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف ایک رکعت وتر پڑہنے جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ آپنے اس ایک رکعت کو دو کے ساتھ جوڑ کر پڑہنا کہا تھا مگر یہ تاویل ظاہر حدیث کی سراسر مخالف ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی باب الوتر میں آویگی انشاء اللہ تعالی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں منبر پر بیٹھ کر احکام بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ مسجد میں علم... بیان کرنے کے لیے بیٹھنا جائز ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ آپ خطبہ پڑہ رہے تھے سو اسنے پوچھا کہ رات کی نماز کی کتنی رکعتیں پڑہنی چاہئیں سو آپنے فرمایا کہ دو دو رکعت پڑہنی چاہیے سو جب تو صبح صادق کا خوف کرے تو ایک رکعت وتر کر وہ تیری پہلی نماز کو وتر کر دیگی یعنے طاق بنا دیگی اور ابن عمر نے کہا کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس شخص کا مسئلہ پوچھنا اور حضرت ۳۰۰

صلے اللہ علیہ وسلم کا اسکو بتلانا یہ سب کچھ مسجد مین واقع ہوا ہے اور حلقہ باندہنا اسطور سے معلوم ہوتا ہے کہ
جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین منبر پر احکام دین بیان کر رہے تھے تو ضرور ہے کہ صحابہ آپکے گرد
مین بیٹھے ہونگے پس اس سے ثابت ہوا کہ مسجد مین عالم کے گرد حلقہ باندہ کر بیٹھنا جائز ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّ
اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عُقَيْلِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلٰثَةٌ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَ
اَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ
عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى
اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ ترجمہ ابو واقد اللیثی رض سے روایت ہے کہ
جس حالت مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ تین مرد سامنے سے آئے
سو دو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگے آئے اور ایک پلٹ کر چلا گیا سو اُن دونو مین سے ایک نے تو مسجد مین
خالی جگہ دیکھی پس وہان بیٹھ گیا اور دوسرا اُن سب کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پلٹ کر چلا گیا سو جب ۲۰۱
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ہان مین خبر دیتا ہون تمکو تینون شخصون کے حال سے
پس انمین سے ایک نے تو خدا کی طرف ٹھکانا پکڑا سو خدا نے اسکو جگہ دی اور لیکن دوسرا سو وہ شرمایا پھر
خدا بھی اس سے شرمایا یعنے خدا نے اسکو اپنے غضب سے بچایا اور لیکن تیسرے نے منہ پھیرا سو اللہ نے
بھی اُس سے منہ پھیر لیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد مین عالم کے گرد حلقہ باندہ کر بیٹھنا جائز ہے
اور یہی مسئلہ ہے باب کا اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین حلقہ باندہنے
کو مکروہ جانا سو وہ حدیث محمول ہے اس حال پر جسمین کچھ فائدہ نہو اور جسمین کچھ فائدہ ہو جیسے کہ علم سیکھنا
اور وعظ سُننا تو یہ جائز ہے پس دونو حدیثون مین کچھ منافات نہین ہے **بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ**
مسجد مین چت لیٹنے کا بیان یعنے جائز ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا
فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ كَانَ
عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ ترجمہ عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہے کہ اُسنے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد مین چت لیٹے دیکھا اس حال مین کہ آپنے اپنی ایک پاؤن کو دوسرے پر رکھا تہا

ف مناسبت حدیث کی مسئلہ باب سے ظاہر ہے اور ایک حدیث مین ایک پاؤن کو دوسرے پر رکھنا
منع آیا ہے سو وہ نہی محمول ہے اسحالت پر جسمین کہ ستر کھل جانے کا خوف ہو اور جہان خوف نہ ہو
وہان جائز ہے پس دونو حدیثون مین کچھ منافات نہین ہے **بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ**
مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ فِيهِ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ وَأَيُّوبُ وَمَالِكٌ راہ مین مسجد بنانی جائز ہے
جب کہ لوگون کو اُسمین ضرر نہ پہونچے اور ساتھ اسکے قائل ہین حسن بصری اور ایوب اور مالک اور
جمہور علماء) **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ
أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ
فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ** ترجمہ عائشہ
رضی سے روایت ہے کہ مینے اپنے مان باپ کو نہین دیکھا مگر کہ وہ مسلمان تھے یعنے میرے مان باپ
میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی اسلام قبول کیا ہوا تھا اور کوئی دن خالی نہین گذرتا تھا مگر کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر مین تشریف لایا کرتے تھے صبح کو بھی اور شام کو بھی یعنے دونو وقت آیا کرتے ۳۰۲
تھے پھر ابو بکر رض کو خیال آیا سو اُسنے اپنے گھر کے صحن مین مسجد بنائی سو وہ اسمین نماز پڑھا کرتے تھے اور قرآن
پڑھتے تھے سو مشرکون کی عورتین اور بچے اُنکے پاس قرآن سننے کو کھڑے ہو جاتے اور سن سن کر خوش
ہوتے اور اُسکو دیکھتے اور ابو بکر بہت رونیوالے تھے سو جب قرآن کو پڑھتے تو اُنکے آنسو نہ رکتے سو قریش کے
رئیس اس معاملے سے بہت گھبرائے اور ڈر گئے کہ مبادا ہماری عورتین اور بچے مسلمان نہو جاوین ف
حضرت ابو بکر صدیق رض کے گھر کے صحن مین سے راہ جاتی تھی اس راہ مین انہون نے مسجد بنائی سو جب مشرکون
کی عورتین اور بچے اس راہ سے آتے جاتے تو قرآن سنکر کھڑے ہو جاتے الخ اور اصل قصہ اسطور سے ہے کہ
جب کافر لوگ حضرت صدیق رض کو ایذا دینے لگے تو صدیق گھر سے کوچ کر کے دوسرے ملک کو روانہ ہوئے
تب مکہ کے رئیسون نے مشورہ کیا جس شہر سے ابو بکر جیسا آدمی چلا جاوے وہ خراب ہو جاویگا سو کافر صدیق اکبر رض کو
پلٹا کر پھیر لائے اور یہ شرط کی کہ اپنے گھر مین جسطرح تیرے جی مین آوے عبادت کیا کر کوئی تجھکو نہین کہیگا
سو اُنہون نے اپنے گھر کے صحن مین ایک مسجد بنا لی اسمین عبادت اور قراءۃ قرآن مین مشغول رہتے تھے پس
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راہ مین مسجد بنانی جائز ہے اسلیے کہ صدیق اکبر کا فعل حجت ہے خاصکر ایسی
حالت مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قائم رکھا پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی باب سے

(حاشیہ:) يتقصف عليه نساء المشركين وأبناؤهم يعجبون منه وينظرون إليه وكان أبو بكر رجلا بكاء لا يملك عينيه
إذا قرأ القرآن

علماء نے لکھا ہے کہ اپنے ملک مین مسجد بنانی بالاجماع جائز ہے اور غیر کے ملک مین بالاجماع منع
ہے اور جو جگہین کسی ملک مین نہون جیسے راہ وغیرہ تو جمہور کے نزدیک اسمین ہی جائز ہے **باب**
الصَّلٰوةِ فِي مَسْجِدِ السُّوْقِ بازار کی مسجد مین نماز پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے **وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِي**
مَسْجِدٍ فِي دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ یعنے ابن عون نے ایک گہر کے اندر کی مسجد مین نماز پڑہی جسکا
دروازہ ابن عون اور اُسکے ساتہیون پر بند کیا جاتا تہا یعنے کسی کی حویلی مین ایک مسجد تہی سو وہ حویلی کا
دروازہ بند کر دیتے تہے اور وہ مسجد کے اندر نماز پڑہتے رہتے تہے **ف** بعضے کہتے ہین کہ یہ تعلیق ترجمہ
مین داخل ہے ترجمہ کی دلیل نہین اندرین صورت احادیث مین گہر کی مسجد مین نماز پڑہنے کا ذکر صریح
موجود ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ تعلیق ترجمہ کی دلیل ہے اس صورت مین مسئلہ ترجمۃ الباب کا اس
طور پر ثابت ہے کہ کسی جگہ کا بند ہونا نماز کو نہین روکتا ہے اسلیے کہ ابن عون نے بند حویلی مین نماز پڑہی
اس بندش نے اُسکے اندر مسجد بنانے کو۔ اسیطرح بازار اگرچہ بند ہوتا ہے لیکن اسمین مسجد بنانا
جائز ہے لیکن اس توجیہ سے پہلی توجیہ ظاہر ہے اسمین اتنا تکلف کرنا نہین پڑتا ہے **حَدَّثَنَا**
مُسَدَّدٌ قَالَ نَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ۳۰۲
فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَاَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً
اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً اَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ
كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ وَتُصَلِّى الْمَلٰٓئِكَةُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُؤْذِ يُحْدِثْ فِيْهِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اُسکے گہر اور بازار کی نماز سے بیس اور پانچ درجے زیادہ ہے
اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب کسی نے وضو کیا اور اُسکو سنوارا پہر مسجد مین آیا اس حالت مین کہ سوا نماز کے
اُسکے جنبش کا کوئی سبب نہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ خدا اس قدم کے سبب سے اُسکا ایک درجہ
بلند کریگا اور اسکی جہت سے اُسکا گناہ دور کریگا یہانتک کہ مسجد مین آوے پہر جب مسجد مین آیا تو نماز مین داخل ہے
جب تک کہ اسکو نماز روکی رہے یعنے جو مدت کہ نماز کی انتظار مین گذریگی وہ نماز مین شمار ہوگی نماز پڑہنے
کے برابر انتظار کا ثواب ملیگا اور فرشتے اُسکے لیے دعا کرتے ہین جب تک کہ اُس مکان مین بیٹہا رہے
کہ جسمین نماز پڑہ چکا فرشتے کہتے ہین الٰہی اسپر رحم کر اُسکی مغفرت کر یہ وعدہ اسپر شرط ہے جبتک کہ مسجد مین
کسی کو تکلیف نہ دیوے جب تک کہ مسجد مین دنیا کی بات نہ کہے یا وضو نہ ٹوٹے **ف** اس حدیث سے معلوم

ہوتا ہے کہ اپنے گہر اور بازار مین نماز پڑہنی جائز ہے اور جب نماز جائز ہوگی تو مسجد بنانی بہی جائز ہوگی
یا ترجمہ مین مسجد سے مراد سجدہ کی جگہ ہے نہ وہ مسجد کہ ایک خاص مکان　نماز کے لیے بنا کرتے ہین
پس اس صورت مین مسئلہ باب کا حدیث سے ثابت ہے **بَابُ تَشْبِيكِ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ**
مسجد وغیرہ مین اپنے دونو ہاتہون کی انگلیون کو قینچی کرنا اور آپسمین ڈالنا جائز ہے **حَدَّثَنَا**
حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ نَا عَاصِمٌ نَا وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَوِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ
شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ
سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي فَلَمْ أَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهُ لِي وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ
قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو كَيْفَ
بِكَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے دونو ہاتہون کی انگلیون کو قینچی کیا یعنے قینچی کی طرح آپسمین ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے عبد اللہ بن عمر تو کیا کریگا جب کہ تو باقی رہیگا اور نکمّے ناقص لوگون مین **حَدَّثَنَا**
٣٠٤ خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي
مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ
بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ ترجمہ ابو موسٰے رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے حق مین ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے
کو مضبوط کیے رہتا ہے　اور آپ نے اس مسئلہ کی مثال کے واسطے اپنے دونو ہاتہو
کی انگلیون کو قینچی کیا ف یعنے جیسے عمارت مین مضبوطی ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے ہوتی ہے اسیطرح مسلمانون کو لازم ہے
مدد کرین اور آپسمین اتفاق اور محبت رکہین اختلاف کرکے جدا جدا نہ ہو جاوین کہ جیسے دیوار کی اینٹین جدا
جدا ہو جاوین تو دیوار گر پڑتی ہے **حَدَّثَنَا** إِسْحٰقُ قَالَ نَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ
سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ
قَالَ ابْنُ سِيرِينَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيتُ أَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ
فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى
الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ
السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ
يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسِيتَ

اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ اَنَسٌ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَکَمَا یَقُوْلُ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی مَا تَرَکَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ وَکَبَّرَ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ وَکَبَّرَ فَرُبَمَا سَاَلُوْہُ ثُمَّ سَلَّمَ فَیَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو دوپہر بعد کی دو نمازون مین سے ایک نماز پڑہائی یعنے ظہر کی یا عصر ابن سیرین راوی نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے اس نماز کا نام لیا تہا لیکن مین اسکو بہول گیا ہون سو آپنے ہمکو دو رکعت نماز پڑہائی پہر سلام پہیری پہر ایک لکڑی کی طرف کہڑے ہوئے جو مسجد مین کہڑی تہی یعنے اپنے تکیہ لگایا گویا کہ آپ غصے مین تہے اور اپنے داہنے ہاتہہ کو اپنے بائین ہاتہہ پر رکہا اور اپنے دونو ہاتہون کی انگلیون کو قینچی کیا اور اپنے داہنے رخساری کو اپنے بائین ہتہیلی کی پیٹہہ پر رکہا اور جلدباز لوگ مسجد کے دروازے سے باہر نکلے یعنے عوام اور کاروبار والے اور کہنے لگے کہ کیا نماز چہوٹی کی گئی ہے اور قوم حاضرین مین ابوبکر اور عمر بہی تہے سو وہ دونو خوف کے مارے آپ سے کلام نہ کر سکے اور اون لوگون مین ایک مرد تہا کہ اسکے ہاتہہ لنبے تہی اسکو لوگ ذوالیدین کہا کرتے تہی اوسنے کہا کہ یا حضرت کیا نماز چہوٹی کی گئی ہے یا کہ آپ بہول گئے ہو آپنے فرمایا کہ نہ مین بہولا ہون اور نہ نماز چہوٹی کی گئی ہے سو آپنے حاضرین سے فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہوا ہے جیسے کہ ذوالیدین کہتا ہے یعنے کیا مین بہول گیا ہون سب حاضرین نے عرض کی کہ ہان آپ بہول گئے ہین سو آپ آگے بڑہے یعنے مصلے پر سو آپنے جو نماز چہوڑی تہی اسکو پڑہا پہر سلام کہی اور سجدہ کیا مثل پہلے سجدہ کی یا اس سے بہت لنبا پہر آپنے سر سجدہ سے اٹہایا اور تکبیر کہی پہر تکبیر کہی یعنے سجدہ مین جانے کے وقت اور سجدہ کیا مانند پہلے سجدہ اپنے کی یا اس سے بہت لنبا پہر سجدے سے اپنے سر کو اٹہایا اور تکبیر کہی پہر سلام پہیری **ف** یہ آخر کی کلام پہلے اجمال کی تفصیل ہے جو فَصَلّٰی مَا تَرَکَ ثُمَّ سَلَّمَ مین پہلے مذکور ہوا اور غرض ان دونو حدیثون سے یہان یہ ہے کہ مسجد مین ہاتہون کی انگلیون کو قینچی کی طرح آپسمین ڈالنا جائز ہے سو ابوموسے کی حدیث سے تو یہ مسئلہ عام طور پر ثابت ہوتا ہے خواہ مسجد مین ہو یا کسی اور جگہ مین ہو اور ابوہریرہ کی حدیث سے صرف مسجد مین تشبیک کرنا ثابت ہوتا ہے لیکن جب مسجد مین جائز ہوا تو اور جگہ مین بطریق اولے جائز ہوگا ٣٠٥

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِیْ عَلٰی طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِیْ صَلّٰی فِیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بیان ان مسجدون کا جو مکہ سے مدینہ کو جاتے ہوئے راہ مین آتی ہین اور بیان ان جگہون کا جنمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ہے لیکن وہان مسجد نہین بنائی گئی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ

الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
يَتَحَرَّى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَأَنَّهُ رَأَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ قَالَ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ
كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ۔ ترجمہ موسے بن عقبہ رضہ سے روایت ہے
کہ مینے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ مدینہ کے راہ مین کئی جگہون کو معین کرتا اور انمین نماز پڑہتا تہا
اور حدیث بیان کرتا کہ میرے باپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان جگہون مین نماز پڑہتے دیکھا
ہے اور نافع نے کہا کہ ابن عمر بہی ان جگہون مین نماز پڑہا کرتے تہے موسے نے کہا کہ مین سالم سے
ان جگہونکی تفصیل پوچہی سو اُسکی حدیث نافع کی حدیث کے موافق نکلی مگر مسجد روحا مختلف ہوگئی یعنے
ایک نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین نماز پڑہی ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہین پڑہی اور ان
جگہون کی تفصیل دوسری حدیث مین نافع کے ابہی آتی ہے **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ
الْحِزَامِيُّ قَالَ نَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ
أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ يَعْتَمِرُ وَفِي حَجَّتِهِ ۶۰
حِينَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ
غَزْوَةٍ وَكَانَ فِي تِلْكَ الطَّرِيقِ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ بَطْنَ وَادٍ فَإِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ أَنَاخَ
بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي عَلَى شَفِيرِ الْوَادِي الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتَّى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الَّذِي بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْأَكَمَةِ الَّتِي عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيجٌ يُصَلِّي عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَهُ
فِي بَطْنِهِ كُثُبٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّي فَدَحَا فِيهِ السَّيْلُ
بِالْبَطْحَاءِ حَتَّى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّي فِيهِ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَيْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِيرُ الَّذِي
دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ
صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثَمَّ عَنْ يَمِينِكَ حِينَ تَقُومُ فِي الْمَسْجِدِ
تُصَلِّي وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ الْيُمْنَى وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي إِلَى الْعِرْقِ الَّذِي عِنْدَ
مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ انْتِهَاءُ طَرَفِهِ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي

بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ وَقَدِ ابْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ اللهِ
بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ كَانَ يَتْرُكُهُ عَنْ يَسَارِهِ وَوَرَاءَهُ وَيُصَلِّي أَمَامَهُ إِلَى الْعِرْقِ
نَفْسِهِ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَرُوحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتَّى يَأْتِيَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ
فَيُصَلِّي فِيهِ الظُّهْرَ وَإِذَا أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ مَرَّ بِهِ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ أَوْ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ
عَرَّسَ حَتَّى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُونَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيقِ فِي
مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتَّى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ أَعْلَاهَا
فَانْثَنَى فِي جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلَى سَاقٍ وَفِي سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيرَةٌ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ
عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ وَ
أَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُورِ رَضْمٌ مِنْ
حِجَارَةٍ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ عِنْدَ سَلَمَاتِ الطَّرِيقِ بَيْنَ أُولٰئِكَ السَّلَمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللهِ
يَرُوحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ أَنْ تَمِيلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ وَ
أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ ۳۰۷
عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ فِي مَسِيلٍ دُونَ هَرْشَى ذٰلِكَ الْمَسِيلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الطَّرِيقِ قَرِيبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى سَرْحَةٍ هِيَ أَقْرَبُ السَّرَحَاتِ
إِلَى الطَّرِيقِ وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيلِ الَّذِي فِي أَدْنَى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ يَهْبِطُ مِنَ
الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِي بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ
لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَأَنَّ
عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ
حَتَّى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ
عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ
غَلِيظَةٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ
فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ
ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَلَ مِنْهُ

عَلَی الْاَکَمَۃِ السَّوْدَآءِ تَدَعُ مِنَ الْاَکَمَۃِ عَشَرَۃَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَھَا ثُمَّ تُصَلِّیْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَیْنِ
مِنَ الْجَبَلِ الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَ الْکَعْبَۃِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ذوالحلیفہ مین اترا کرتے تھے جبکہ آپ عمرہ کا احرام باندھتے اور حجۃ الوداع مین جب کہ آپنے حج کیا سو
اترتے تلے اس درخت خاردار کے جو ذوالحلیفہ کی مسجد مین ہے (ذوالحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے قریب مدینہ
کے مدینہ والے حج کا احرام وہان سے باندھتے ہین) اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لڑائی
سے اس راہ مین پلٹ کر آتے یا حج یا عمرہ کے واسطے آنے جاتے تو بطن وادی (یہہ بھی ایک جگہ کا نام ہے
مکہ اور مدینہ کے درمیان) مین اترتے سو جب بطن وادی سے آگے بڑہتے تو اپنی سواری کو بطحا مین بٹھلاتے
(بطحا اس زمین کو کہتے ہین جو سنگستانی ہو) جو وادی سے پورب کی طرف ہے سو پچھلی رات کو وہان اترکر
آرام کرتے یہانتک کہ صبح ہو جاتی اور یہ آپکا پچھلی رات کو اترنا اُس مسجد کے پاس نہین تھا جو پتھرون سے بنی ہوئی
ہے اور نہ اس ٹیلی پر جسپر مسجد ہے وہان ایک میدان گہیرا تھا عبداللہ بن عمر اُسکے پاس نماز پڑہا کرتے تھے
اور اس میدان کے درمیان بالو بہت جمع ہو گیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان نماز پڑہا کرتے تھے پس
سیلاب نے اسمین بہت کنکرون کو ڈالدیا یہانتک کہ وہ مکان نامعلوم ہو گیا جسمین کہ عبداللہ نماز پڑہا کرتے تھے
۳۰۸ اور عبداللہ نے کہا مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ہے اس چھوٹی مسجد مین جو شرف روحا
(ایک گاؤن کا نام ہے دو دن کی راہ پر مدینہ سے) کی مسجد سے کم ہے اور عبداللہ بن عمر کو وہ مکان معلوم
تھا یا خبر دیتے تھے جسمین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ہے کہ وہ مکان تیری داہنی طرف
رہتا ہے جب کہ تو مسجد مین نماز پڑہنے کو کھڑا ہووے اور یہ مسجد مکہ کو جاتے ہوئے راہ کی داہنی طرف رہتی ہے
اور اس مسجد اور بڑی مسجد کے درمیان پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے یا مثل اسکی اور مقرر عبداللہ بن عمر نماز
پڑہا کرتے تھے طرف اس چھوٹی پہاڑی کی جو روحا کے انتہا مین ہے اور یہ پہاڑی اس مسجد کے اخیر طرف سے
راہ کے کنارہ پر نزدیک اس مسجد کے کہ درمیان اُسکے اور درمیان اخیر طرف روحا کے ہے مکہ کو جاتے
ہوئے اور مقرر وہان ایک مسجد بنائی گئی ہے سو عبداللہ بن عمر اسمین نماز نہین پڑہا کرتے تھے کہ بلکہ وہ اس مسجد
کو اپنی بائین طرف اور پیٹھ پیچھے چھوڑ دیتے اور اُسکے آگے ہو کر پہاڑی کی طرف نماز پڑہتے اور تھے عبداللہ
کہ روحا سے چل کر سیر کیا کرتے تھے سو ظہر کی نماز نہ پڑہتے جب تک کہ اس مکان مین نہ آتے سو اُس مکان
مین ظہر کی نماز پڑہتے اور عبداللہ جب مکہ سے مدینہ کو آتے سو اگر صبح سے ایک گھڑی پہلے وہان پہنچتے
یا آخر شب مین پہونچتے تو وہان اُترتے بعد آرام کرتے یہان تک کہ صبح کی نماز وہان پڑہتے اور عبداللہ بن عمر
نے کہا کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے درخت کے تلے اترا کرتے تھے جو رویثہ (ایک گاؤن کا نام ہے) کے شروع

مدینہ سے) کے پاس ہے راہ سے داہنی طرف اور اسکے سامنے فراخ اور برابر نرم زمین میں یہانتک کہ
باہر آئے اُس بلندی سے جو رویثہ کے راہ سے قریب ہی دو میل پر اور سفر ٹوٹ گئی ہے بلندی اس درخت
کی اور بیچ سے ہو گئی ہے کمر اُسکی اور وہ ایک جڑہ پر کہڑا ہوا ہے اور اسکی شاخون مین بہت بالو بہرا ہوا ہے
اور عبد اللہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ہے سیلاب کی جگہ مین جہان پانی اوپر سے
گرتا ہے پیچھے عرج کے (عرج ایک جگہ کا نام ہے جو رویثہ سے تیرہ میل ہے) اور حالانکہ تو جانے والا ہے
طرف بڑے پتہر کی اس مسجد کے پاس دو یا تین قبرین ہین اور قبرون پر پتہر جوڑ کر رکھے ہوئے ہین راہ کی
داہنی طرف پتہرون کے پاس درمیان ان پتہرون کے اور تھے عبد اللہ بن عمر سیر کیا کرتے عرج سے آفتاب
ڈہلنے کے بعد سخت گرمی مین سو ظہر کی نماز کو اس مسجد مین پڑہتے اور عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ مقرر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم راہ کی بائین طرف درختون مین اترے پانی بہنے کی جگہ مین اس پہاڑ کے جہان کہ ختم
ہو مدینہ کی راہ آکر ملجاتی ہے اور وہ سیلاب کی جگہ ملی ہوئی ہے ساتھ ایک کنارہ اُس پہاڑ کے اُسکے
اور راہ کے درمیان ایک تیر چلانے کا فاصلہ ہے اور تھے عبد اللہ نماز پڑہا کرتے طرف اُس درخت
کی جو سب درختون سے راہ کی طرف زیادہ نزدیک ہے اور وہ سب سے لنبا ہے اور عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا
کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اترا کرتے اس نیچی جگہ مین جو مر الظہران (ایک جگہ کا نام ہے) کے پاس ۳۰۹
ہے طرف مدینہ کی جب کہ کوئی مسافر کوہستان سے نکلے آوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترتے اس پانی
بہنے کی جگہ کے درمیان مکہ کو جاتے ہوئے راہ کی بائین طرف نہین ہے درمیان اترنے کی جگہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور راہ کے مگر فاصلہ پتہر پہینکنے کا اور عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی
(ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) مین اترا کرتے تھے اور وہان رات گذارتے تھے یہانتک کہ آپ وہان
صبح کی نماز پڑہتے ایسا جب کرتے جبکہ مکے مین تشریف لاتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جا نماز
وہان سخت پہاڑی پر تھی نہ اس مسجد مین جو وہان بنائی گئی ہے ولیکن اس کے تلے سخت پہاڑی پر اور عبد اللہ
بن عمرؓ نے کہا کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے راہ مین اس پہاڑ کو جسکے درمیان اور لنبے پہاڑ کے درمیان
کعبے کی مثل فاصلہ ہو کہا اس مسجد کو جو وہان بنائی گئی ہے بائین اس مسجد کے جو چہوٹی پہاڑی کی
طرف ہے اور حضرت کی جا نماز اس سے تلے ہے سیاہ پہاڑی پر چہوڑ دیو تو پہاڑی سے دس گز یا مثل اسکی پہر نماز
پڑہی تو سامنے راہ کے جو پہاڑ سے آتی ہے وہ پہاڑ جو درمیان تیرے اور درمیان کعبہ کے ہے ف
یہ مسجدین مدت سے نامعلوم ہین اب انکا پتہ نشان کسی کو معلوم نہین ہے سوائے مسجد ذو الحلیفہ اور مسجد روحا کے
سو انکو بھی صرف وہی لوگ جانتے ہین جو خاص عرب کی باشندے ہین اور ہفت ہشت سو برس ہوئے ہین

اور ابن عمر کے فعل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور نماز کی جگہ کو تلاش کرنا
اور انسے تبرک لینا مستحب ہے اور امام بخاری نے اُن مسجدون کا ذکر نہین کیا جو خاص مدینہ مین ہین
شاید کہ انکی اسناد اسکی شرط پر نہو گی مگر بہت اہل علم سے منقول ہے کہ مدینہ کی سب مسجدین نقشدار پتہر ون
سے بنی ہوئی نہین اور سب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے و لیکن اکثر مسجدین زمین سے
نا معلوم ہوگئی ہین اور جو مسجدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی آج کل باقی ہین وہ یہ ہین
اول مسجد قبا ہے دوم مسجد فضیخ ہے اور وہ قبا سے مشرق کیطرف ہے سوم مسجد بنی قریظہ چہارم بالا خانہ
ام ابراہیم اور وہ مسجد بنی قریظہ سے اتر کی طرف ہے پنجم مسجد بنی ظفر بقیع سے مشرق کی طرف ہے
اور اسکو مسجد بغلہ کے ساتھ مشہور ہے ششم مسجد بنی معاویہ اور اسکو مسجد اجابہ کہتے ہین ہفتم مسجد فتح
ہشتم مسجد القبلتین بنی سلمہ مین ہے **بَابُ** سُتْرَةُ الْاِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهٗ ستره امام کا مقتدیون
کے لیے کافی ہے یعنے جب میدان مین نماز پڑہی جاوے تو اسحالت مین اگر صرف امام اپنے آگے
کسی چیز کو کہڑی کر لیوے اور مقتدی کوئی چیز اپنے آگے کہڑی نہ کرین تو امام کا سترہ مقتدیون
۳۱۰ کو کفایت کرتا ہے ف جب کوئی آدمی میدان مین نماز پڑہنے لگے تو سنت ہے کہ کسی چیز کو مثل لکڑی وغیرہ کے
اپنے آگے کہڑی کر لیوے تا کہ نمازی کی نظر سجدہ گاہ سے اور طرف نہ جاوے اور آگے سے گذرنے والا
گناہگار نہووے اور اگر بے سترہ نماز پڑہتا ہو تو اُسکے آگے سے گذرنا گناہ ہے اور مقدار جگہ
گذرنے کا یہ ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر کو سجدہ گاہ مین رکہے تو گذرنے والا اُسکی نظر مین آوے
اس مقدار مین گذرنے والا گنہگار نہین ہوتا ہے اور اگر نمازی کی نظر مین آجاوے تو گنہگار ہوتا ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ
الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ
يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ
عَلَيَّ اَحَدٌ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ مین گدہے پر سوار ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور حالانکہ مین بلوغت کے قریب پہونچا ہوا تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا مین لوگون
کو بغیر سترہ کے نماز پڑہا رہے تہے سو مین بعض صفون کے آگے سے گذرا اور مینے گدہے کو چہوڑ دیا
وہ چرنے لگے اور مین صف مین داخل ہو لیعنے جماعت مین شریک ہو گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجہپر انکار نکیا یعنے خود مین ہی بعض صفون کے آگے سے گذر گیا اور میرے گدہے بہی

آگے سے گذر گئے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اس سے منع نہ فرمایا **ف** ظاہر اس حدیث سے مسئلہ باب کا ثابت نہین ہوتا ہے لیکن امام بخاری نے اسکو مشہور امر پر محمول کیا ہے اسلیے کہ مشہور عادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی ہتی کہ میدان مین سوا ستره کے نماز نہین پڑہا کرتے تھے اور اسی کی تائید کرتی ہین دونو حدیثین جو اس باب مین آتی ہین۔ یا یہ کہا جاوے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرنا اسوجہ سے تہا کہ آپکے آگے ستره کہڑا کیا ہوا تہا جیسے کہ دوسری روایت مین آیا ہے کہ آپکے آگے چہوٹا نیزه کہڑا کیا ہوا تہا اور ستره امام کا ستره مقتدی کا ہے پس اس صورت مین مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے یا یہ کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشاره کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقون مین لفظ ستره کا آگیا ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** اِسْحٰقُ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ قَالَ نَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَۃِ فَتُوْضَعُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَیُصَلِّیْ اِلَیْھَا وَالنَّاسُ وَرَآءَہٗ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَھَا الْاُمَرَآءُ **ترجمہ** ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقرر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نماز پڑہنے کو باہر نکلتے تو خادم کو برچھی اٹہانے کا حکم فرماتے سو برچھی آپکے آگے گاڑدی جاتی ہتی سو آپ اُسکی طرف نماز پڑہتے اور لوگ آپکے پیچھے ہوتے اور آپ سفر مین ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے پس اسی وجہ سے امیرون نے نیزه لگانے کو لازم کر لیا ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِیْدُ قَالَ نَا شُعْبَۃُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِھِمْ بِالْبَطْحَآءِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ تَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ الْمَرْاَۃُ وَالْحِمَارُ **ترجمہ** ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو بطحا (ایک میدان برابر ہموار کا نام ہے قریب مکے کے) مین نماز پڑہائی اور آپکے آگے برچھی گاڑی ہوئی ہتی ظہر دو رکعتین اور عصر دو رکعتین اور آپ کے آگے سے عورتین اور گدہے آتے جاتے تہے **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا ستره مقتدیون کے لیے کافی ہے ورنہ عورتون کے گذرنے سے مقتدیون کی نماز ٹوٹ جاتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیون کو اپنے اپنے آگے ستره کہڑا کرنے کا حکم فرماتے پس آپ کا صرف اپنے ستره پر کفایت کرنا اور لوگون کو اسکا حکم نہ فرمانا صریح دلیل ہے اسپر کہ امام کا ستره مقتدیون کو کافی ہے اسلیے کہ اگر امام کا ستره لوگون کو کافی نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو اپنے اپنے آگے ستره کہڑا کرنے کا حکم ضرور فرماتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا

سترہ کے وقت گدہے کا آگے سے گذر جانا نماز کو نہین توڑتا ہے ولیکن اگر آگے سترہ نہ ہو تو اسحالت
مین گدہے کا آگے سے گذر جانا اور اُسسے نماز کا نہ ٹوٹنا کسی حدیث سے ثابت نہین ہوا ہے **بَاب** ۹
قَدْرِ کَمْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنَ الْمُصَلِّیْ وَالسُّتْرَةِ نمازی اور سترہ کے درمیان کتنے ہاتہہ جگہ ہونی
چاہیے **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلِ
بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَیْنَ مُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ
ترجمہ سہل بن سعد رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرنے کی جگہ
اور دیوار کے درمیان مقدار گذرنے بکری کا تہا **حَدَّثَنَا** الْمَكِّیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ نَا یَزِیْدُ بْنُ
اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا
ترجمہ سلمہ رضہ سے روایت ہی کہ مسجد کے آگے کی دیوار جو منبر کے پاس تہی اتنے مقدار پر تہی
یعنے آپ کے سجدہ کی جگہ سے اُسکے درمیان سے بکری گذر سکتی تہی **ف** مسئلہ باب کا ان دونو
حدیثون سے اسطور پر ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری نے سترہ کو قبلہ کی دیوار اور اُسکے فاصلہ پر قیاس
کیا ہے یعنے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور دیوار کے درمیان بکری کے گذرنے
۲ کا مقدار تہا تو اس سے معلوم ہوتا سترے اور نمازی کے درمیان بھی اسیقدر فاصلہ رہنا چاہیے
کہ اُسکے آگے سے بکری گذر جاوی اور ایک حدیث مین آگے آویگا کہ آپکے اور دیوار کے درمیان تین
ہاتہہ کا فاصلہ تہا تو اس صورت مین آپکے سجدہ کی جگہ سے دیوار تک تقریبا اتنا فاصلہ باقی رہتا ہے جس
مین سے بکری گذر جاوے لیکن بہر صورت سترہ سے نزدیک رہنا بہتر ہے بلکہ مستحب ہے کہ اسقدر نزدیک
رہے کہ صرف سجدہ ہی ہو سکے اور غرض اسقدر فاصلہ ثابت کرنے سے یہ ہے کہ نمازی کو چاہیے
اپنے اور سترہ کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ رکہے تاکہ لوگون کی راہ تنگ نہ ہووے **بَاب**
الصَّلٰوةِ اِلَی الْحَرْبَةِ برچھی کی طرف نماز پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ نَا یَحْیٰی عَنْ
عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
یُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ فَیُصَلِّیْ اِلَیْهَا ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے برچھی
گاڑی جاتی تہی سو آپ اسکو سامنے رکہہ کر نماز پڑہتے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ برچھی کو سترہ
بناکر اُسکی طرف نماز پڑہنی جائز ہے **بَابُ** الصَّلٰوةِ اِلَی الْعَنَزَةِ چھوٹی برچھی کی طرف
نماز پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا عَوْنُ بْنُ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ
اَبِیْ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَصَلّٰی

بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرَّانِ مِنْ وَرَائِهَا ترجمہ ابن جحیفہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سخت گرمی مین ہمارے پاس تشریف لائے سو آپ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا سو آپنے وضو کیا اور ہمکو ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپکے آگے برچھی گاڑھی ہوئی تھی اور عورتین اور گدہے برچھی کے پیچھے سے آتے جاتے تھے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ عَصًا أَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جا ضرور کو جاتے تو مین اور ایک لڑکا برچھی اور پانی کی چھاگل کو آپکے ساتھ اٹھا کر لے جاتے سو جب آپ جا ضرور سے فارغ ہوتے تو ہم پانی کی چھاگل آپ کو پکڑا دیتے تاکہ آپ اُس سے استنجا کرین ف مناسبت پہلی حدیث کی مسئلے باب سے تو ظاہر ہے اور دوسری حدیث سے بھی ظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ برچھی آپکے ساتھ صرف اسی واسطے اٹھائی جاتی تھی تاکہ حاجت کے وقت آپ اسکو سترہ بنالیوین واللہ اعلم

بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا مکہ وغیرہ جگہون مین سترہ بنانے کا بیان یعنی مستحب ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنُصِبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ ترجمہ ابو جحیفہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سخت گرمی مین ہمارے پاس تشریف لائے سو آپنے بطحا میدان مین ظہر اور عصر کی نماز دو رکعتین نماز پڑھی اور آپکے آگے برچھی گاڑی گئی تھی اور آپنے وضو کیا سو لوگ آپکے وضو کا مستعمل پانی لے لے کر اپنے سر اور مُنہ کو ملتے تھے واسطے امید حاصل کرنے تبرک کے ف بطحا کہتے ہین سنگستانی زمین کو اور مراد اس زمین مکہ کی ہے یعنے آپنے مکے کی سنگستانی زمین مین نماز پڑھی اور آپنے آگے برچھی سے سترہ بنایا پس معلوم ہوا کہ مکے مین بھی سترہ بنانا جائز ہے اور مقصود اس سے رد کرنا ہے اوس شخص پر جو کہتا ہے کہ مکے مین جب کعبہ سامنے ہو تو اسوقت کسی چیز کو سترہ بنانا ضرور نہین اور اس سے اُس شخص کا قول بھی رد ہو گیا جو کہتا ہے کہ اگر کوئی مسجد حرام مین نماز پڑھے تو وہان اپنے آگے سترہ بنانا ضرور نہین ہے اسلیے کہ اسمین لوگون پر تنگی ہوتی ہے جو نماز اور طواف وغیرہ مین

مشغول ہین اور اس سے یہ قول بھی رد ہوگیا کہ کہتے ہین اگر کوئی آگے سے گذر جائے تو نماز نہین ٹوٹتی

باب الصلوۃ الی الاسطوانۃ کھنبون کو آگے رکھہ کر نماز پڑہنے کا بیان **وقال**
عمر المصلون احق بالسواری من المتحدثین الیھا یعنے عمر رض نے کہا کہ نماز پڑہنے والے کھنبون
کے زیادہ ترحقدار ہین انکے ساتھ تکیہ لگا کر باتین کرنیوالون سے اسلیے کہ وہ عبادت مین ہین اور تم
باتون مین **ورای** ابن عمر رجلا یصلی بین اسطوانتین فادناہ الی ساریۃ فقال
صل الیھا یعنے ابن عمر رض نے ایک مرد کو دو کھنبون کے درمیان نماز پڑہتے دیکھا تو اسکو پکڑ کر
ایک کھنبے کے پاس کردیا اور کہا کہ اسکو سامنے رکھہ کر نماز پڑہ **ف** ان دونو اثرون سے ثابت
ہوا کہ مسجد مین سترہ کو پکڑنا جائز بلکہ اولے ہے اسلیے کہ مسجد مین آگے آدمی گذرنے کا زیادہ
احتمال ہے بہ نسبت میدان کے اور جبکہ میدان مین سترہ بنانا مستحب ہے تو مسجد مین بطریق اولے
ہوگا **حدثنا** المکی بن ابراھیم قال نا یزید بن ابی عبید قال کنت اتی مع سلمۃ بن
الاکوع فیصلی عند الاسطوانۃ التی عند المصحف فقلت یا ابا مسلم اراک تتحری
الصلوۃ عند ھذہ الاسطوانۃ قال فانی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری
الصلوۃ عندھا ترجمہ یزید رض سے روایت ہی کہ مین سلمہ بن الاکوع کے ساتھ آیا کرتا تہا یعنے ۳۱۴
مسجد نبوی مین سو وہ اس کھنبے کے پاس نماز پڑہتے تہے جو قرآن رکھنے کی جگہ کے نزدیک ہے
سو مینے اسکو کہا (یہ یزید کا قول ہے) کہ ای ابا مسلم (یہ سلمہ کی کنیت ہے) مین تجھکو دیکھتا ہون
کہ تو اس کھنبے کو سامنے رکھہ کر نماز پڑہنے کی بہت قصد کرتا ہے یعنے اسکا کیا سبب ہے
کہ تو اسکے نزدیک نماز پڑہتا ہے اُسنے کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کھنبے کے
پاس نماز پڑہنے کے واسطے قصد کیا کرتے تہے یعنے اسکو سامنے رکھکر نماز پڑہتے تہے **ف** حضرت عثمان رض
کے زمانے مین ایک ستون تہا کہ قرآن مجید صندوق مین بند کرکے اُسکے پاس رکہا ہوا تہا اسوجہ
سے اسکا نام ستون مصحف مشہور تہا **حدثنا** قبیصۃ قال نا سفین عن عمرو بن عامر عن
انس بن مالک قال لقد ادرکت کبار اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبتدرون
السواری عند المغرب وزاد شعبۃ عن عمرو عن انس حتی یخرج النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے
بڑے صحابہ کو دیکھا کہ مغرب کی وقت کھنبون کی طرف جلدی کیا کرتے تہے یعنے جسکا قابو چلتا جلدی
سے دوڑ کر کھنبے کو اپنے آگے کر لیتا تاکہ اسکو سترہ بناکر اسکی طرف نفل گذارے یہانتک کہ حضرت گہر سے

تشریف لاتے ف ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ مسجد مین کہنبون وغیرہ کو سترہ بنانا مستحب ہے
اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کہنبے کے پاس نماز پڑہنے سے یہ ہے کہ آپ اسکو
اپنے آگے رکہہ کر نماز پڑہتے تہے **باب** الصلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ اکیلے آدمی
کو کہنبون کے درمیان نماز پڑہنی جائز ہے یعنے اسطور سے کہ ایک کہنبا داہنی طرف ہو اور
ایک بائین طرف **حدثنا** موسی بن اسمٰعیل قال نا جویریۃ عن نافع عن ابن عمر
قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم البیت واسامۃ بن زید وعثمان بن طلحۃ و
بلال فاطال ثم خرج وکنت اول الناس دخل علی اثرہ فسألت بلالا این صلی فقال
بین العمودین المقدمین ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ چارون کعبہ کے اندر داخل ہوئے پس آپ اسکے اندر دیر تک ٹہیرے
رہے پہر باہر نکل آئے اور مین آگے پیچہے سب لوگون سے پہلے وہان آیا سو مینے آتے ہی بلال سے
پوچہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ نماز پڑہی ہے اُسنے کہا کہ اگلے دونو کہنبون کو درمیان
نماز پڑہی ہے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی تنہا ہو تو اسکو کہنبون مین نماز پڑہنی جائز ہے لیکن ٣١٥
اگر جماعت ہوتی ہو تو بعض کے نزدیک ستونون کے درمیان نماز پڑہنی مکروہ ہے اسلیے کہ
اسمین صفون کا اتصال اور کندہے کے ساتہ کندہے کا ملنا حاصل نہین ہوتا ہے **حدثنا**
عبد اللہ بن یوسف قال انا مالک بن انس عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل الکعبۃ واسامۃ بن زید وبلال وعثمان بن طلحۃ
الحجبی فاغلقہا علیہ ومکث فیہا فسألت بلالا حین خرج ما صنع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال جعل عمودا عن یسارہ وعمودا عن یمینہ وثلثۃ اعمدۃ وراءہ وکان البیت یومئذ
علی ستۃ اعمدۃ ثم صلی وقال لنا اسمٰعیل حدثنی مالک فقال عمودین عن یمینہ
ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان رضہ کعبہ
مین داخل ہوئے سو عثمان رضہ نے آپ پر کعبہ کی دروازہ کو بند کر دیا سو آپ وہان ٹہیرے رہے سو جب آپ باہر
آئے تو مینے بلال سے پوچہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کام کیا ہے بلال نے کہا
کہ آپنے ایک کہنبے کو اپنے داہنے کیا اور ایک کو اپنے بائین کیا اور تین کہنبون کو اپنے
پیچہے کیا اور اسوقت کعبہ کے چہہ کہنبے تہے پہر آپنے نماز پڑہی ف اس حدیث سے بہی معلوم ہوا
کہ کہنبون مین نماز پڑہنی جائز ہے بلا کراہت اور یہی ہے مسئلہ باب کا **باب حدثنا**

ابراهيم بن المنذر قال نا ابو ضمرة قال نا موسى بن عقبة عن نافع ان عبد الله كان
اذا دخل الكعبة مشى قبل وجهه حين يدخل وجعل الباب قبل ظهره فمشى حتى
يكون بينه وبين الجدار الذي قبل وجهه قريبا من ثلثة اذرع صلى يتوخى المكان
الذي اخبره به بلال ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى فيه قال وليس على احد بأس
ان صلى في اي نواحي البيت شاء ترجمہ نافع رض سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر
رض جب کعبہ مین داخل ہوا کرتے تو سیدھے اپنے منہ کے سامنے چلے جاتے اور دروازے کو اپنی پیٹھ
پیچھے کرتے سو چلے جاتے یہانتک کہ جب اس کے اور سامنے کی دیوار کے درمیان تین ہاتھ
کا فاصلہ رہجاتا تو نماز پڑہتے اور قصد کرتے تہے اس جگہ کو جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز
پڑہنا بلال نے اسکو بتلایا تہا اور ابن عمر نے کہا کہ اور نہین کسی پر کچھ گناہ کہ کعبے کی جس طرف مین
چاہے نماز پڑھے ف اس باب کا ترجمہ نہین یہ باب پہلے سے بمنزلہ فصل کے ہے اور وجہ
مناسبت کی پہلے باب سے یہ ہے کہ اگرچہ اسمین کہنبون کے درمیان نماز پڑہنے کا ذکر نہین ہے
ولیکن جو اسکے اور دیوار کے درمیان فاصلہ تہا اسکا بیان اسمین مذکور ہے تو اسکو اسکے ساتھ
اسوجہ سے علاقہ ہے کہ یہ بھی اسی واقعہ کا ذکر ہے یا یہ کہ عبد اللہ بن عمر رض دو کہنبون کے درمیان نماز ۴۱۶
پڑہتے تھے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہنبون کے درمیان
نماز پڑہی اور آپکے اور سامنے کی دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تہا **باب الصلوة الى
الراحلة والبعير والشجر والرحل** سواری اور اونٹ اور درخت اور کجاوہ کی پچھلی لکڑی کو سامنے رکہہ کر نماز
پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے **حدثنا** محمد بن ابي بكر المقدمي البصري قال نا
معتمر بن سليمان عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه كان يعرض راحلته فيصلي اليها قلت افرأيت اذا هبت الركاب قال
كان يأخذ الرحل فيعدله فيصلي الى آخرته او قال مؤخره وكان ابن عمر يفعله
ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو اپنے سامنے چوڑائی مین
بٹہلایا کرتے تھے اور اسکی طرف نماز پڑہتے تہے مینے کہا (نافع کا قول ہے) بھلا بتلاؤ تو جب سواری
ہلنے لگتی یا کہڑی ہو جاتی تو کیا کرتے اسنے کہا کہ اسوقت کجاوہ کو پکڑتے اور اسکو برابر کرکے اپنے
آگے لیتے سو اسکی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑہتے اور ابن عمر رض بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے
ف اس حدیث سے صرف سواری اور کجاوے کی طرف نماز پڑہنی ثابت ہوتی ہے اونٹ اور درخت

کی طرف نماز پڑھنے کا اسمین ذکر نہین لیکن امام بخاری نے اونٹ کو سواری مین داخل کیا ہی اور درخت کو کجاوے پر قیاس کیا ہے کہ وہ معنے اسمین بطریق اولے پائے جاتے ہین **باب** الصّلٰوۃِ اِلَی السَّرِیرِ چارپائے کی طرف نماز پڑھنے کا بیان یعنے جائز ہے **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ نَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْکَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُضْطَجِعَۃً عَلَی السَّرِیْرِ فَیَجِیْئُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَتَوَسَّطُ السَّرِیْرَ فَیُصَلِّیْ فَاَکْرَہُ اَنْ اُسْنِحَہٗ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیِ السَّرِیْرِ حَتّٰی اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِیْ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ اُسنے کہا کہ تمنے ہمکو کتے اور گدہے کے ساتھہ برابر کیا ہے اور البتہ مینے اپنے تائین چارپائی پر لیٹے دیکھا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آتے اور چارپائی کو اپنے اور قبلہ کے درمیان کرتے اور نماز پڑھتے پس مین برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے کھڑی ہون سو مین چارپائی کے پاؤن کی طرف سے آہستہ سرکتی یہانتک کہ اپنے لیف سے باہر نکل جاتی **ف** بعضے صحابہ کہتے تھے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت یا کتا یا گدہا گذر جاوے تو اُسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے سو اس کلام کو عائشہ رضے اللہ تعالے عنہا نے سُنا تب یہ حدیث بیان کی کہ تمنے ہمکو کتوں کے ساتھہ ملا دیا ہے حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میری چارپائی کو سامنے رکھہ کر نماز پڑھا کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چارپائی کو سامنے رکھہ کر نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضے اللہ تعالے عنہا کی چارپائی کو اپنے سامنے رکھکر اُسکی طرف نماز پڑھی **باب** لِیَرُدَّ الْمُصَلِّیْ مَنْ مَرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ جب کوئی شخص نمازی کے آگے سے گذرنے لگے تو نمازی کو چاہیے کہ اُسکو رد کرے وہ روکے خواہ آدمی ہو یا کوئی اور جانور ہو **وَرَدَّ** ابْنُ عُمَرَ فِی التَّشَھُّدِ وَفِی الْکَعْبَۃِ وَقَالَ اِنْ اَبٰی اِلَّا اَنْ یُّقَاتِلَہٗ قَاتَلَہٗ یعنے رد کیا ابن عمرؓ نے آگے گذرنیوالے کو التحیات مین اور کعبہ مین التحیات سے مراد غیر کعبہ ہے یعنے کعبہ اور غیر کعبہ مین یا یہ معنے کیا جاوے کہ رد کیا ابن عمر رض نے التحیات مین درحالیکہ وہ کعبہ مین تھے یعنے کعبہ مین نماز پڑہ رہے تھے جب اخیر التحیات مین بیٹھے تو کوئی آدمی آگے سے گذرنے لگا تب انہون نے اسکو روک دیا باوجودیکہ وہان آدمیون کا بہت ہجوم ہوتا ہے) اور اگر بے لڑائی کے باز نہ آوے تو اُس سے لڑائی کر اور مار کر پیچھے ہٹا دے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا یُوْنُسُ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ ھِلَالٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ نَا سُلَیْمَانُ بْنُ
الْمُغِیْرَۃِ قَالَ نَا حُمَیْدُ بْنُ ھِلَالٍ الْعَدَوِیُّ قَالَ نَا اَبُوْ صَالِحِ السَّمَّانُ قَالَ رَاَیْتُ
اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ یُّصَلِّیْ اِلٰی شَیْءٍ یَّسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ
شَابٌّ مِّنْ بَنِیْ اَبِیْ مُعَیْطٍ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فِیْ صَدْرِہٖ
فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ یَجِدْ مَسَاغًا اِلَّا بَیْنَ یَدَیْہِ فَعَادَ لِیَجْتَازَ فَدَفَعَہٗ اَبُوْ
سَعِیْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلٰی فَنَالَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰی مَرْوَانَ فَشَکَا
اِلَیْہِ مَا لَقِیَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّدَخَلَ اَبُوْ سَعِیْدٍ خَلْفَہٗ عَلٰی مَرْوَانَ فَقَالَ مَا
لَکَ وَلِابْنِ اَخِیْکَ یَا اَبَا سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَّسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ
بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَدْفَعْہُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ ترجمہ ابو صالح رض سے روایت
ہے کہ مینے ابوسعید خدری رض کو جمعہ کے دن دیکھا کہ نماز پڑہتے تھے طرف ایک چیز کی جو اُسکو
لوگون سے پردہ کرے ۔ یعنے کسی چیز سے سترہ بناکر اُسکی طرف نماز پڑہ رہے تھے سو ۳۱۸
بنی معیط کے ایک جوان نے چاہا کہ اُسکے آگے سے گذرے سو ابوسعید نے اُسکے سینے مین
ایک دوہتڑ مارا سو اس جوان نے پلٹ کر نگاہ کی یعنے کوئی اور راہ دیکھنے لگا سو اُسنے کوئی
راہ نہ پائی مگر اُسکے آگے سے سو پہر دوبارہ اُسکے آگے سے گذرنے لگا سو ابوسعید رض نے اُسکو
پہلے سے زیادہ سخت مارا سو اسکو ابوسعید سے نہایت ایذا پہونچی پہر وہ جوان مروان پاس فریادی
گیا سو اُسنے مروان کے آگے ابوسعید کی شکایت کی اور ابوسعید رض بہی اُسکے پیچھے سے
مروان پاس جا پہونچے سو مروان نے کہا کہ اے ابوسعید تمہارا آپس مین بھتیجے بھتیجے کا کیا قصہ ہے
ابوسعید رض نے کہا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تہے کہ جب کوئی آدمی کسی ایسی
چیز کیطرف نماز پڑہے کہ اُسنے اُسکو لوگون سے سترہ بنایا ہو سو اگر کوئی اُسکے آگے سے گذرنا چاہے تو
چاہیے کہ اُسکو دفع کرے اور روکے اور اگر وہ باز نہ آوے تو اس سے لڑے سو اسکے نہین کہ وہ
شیطان ہے کہ نمازی کو حضور دل سے باز رکہتا ہے ف مراد لڑنے سے اس حدیث مین دفع
کرنا ہے اور روکدینا نہ حقیقی لڑائی اسلیے کہ اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ ہتیارون سے لڑنا وسیر
لازم نہین اسواسطے کہ وہ ارکان نماز کے بالکل مخالف ہے پہر وہ نماز کیسے رہی پس پہلی بار
اُسکے سینے مین ہاتہہ آوے اگر باز نہ آوے تو دوبارہ اُس سے زیادہ سخت رہے اور اگر پہر بہی باز نہ آوے

تو اور زیادہ سخت مارے اور اگر اُسکے قتل تک نوبت پہونچے اور اُسکو قتل کر ڈالے تو اُسپر قصاص
یا دیت لازم نہین ہے اور اسپر بھی علما کا اتفاق ہے کہ اُسکو ہی اپنی جگہ سے دفع کرنے کے
لیے آگے بڑہنا اور اُسکے دفع کرنے مین عمل کثیر کرنا جائز نہین اسلیے کہ یہ اُس گذرنے سے زیادہ
گناہ رکھتا ہے اور اگر کوئی آگے سے گذر جاوے تو اُسکو پلٹانا جائز نہین اور اسپر بھی سب کا
اتفاق ہے کہ یہ دفع کرنا مستحب ہے واجب نہین لیکن بعضے اہل ظاہر اسکو واجب کہتے ہین
اور یہ دفع کرنا اسی شخص پر لازم ہے جسنے اپنے آگے سترہ رکہا ہوا ہو اور جسکے آگے سترہ نہو
یا اس سے دور ہو تو اس صورت مین اسکو دفع کرنا جائز نہین واسطے قصور کرنے کے اُسکے
ابتدا سے اور اسوقت آگے سے گذرنا حرام نہین لیکن ترک اولے ہے **باب**
إِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي جو شخص نمازی کے آگے سے چلا جاوے اُسکے لیے کیا گناہ ہوتا ہے
حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ
عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِيْ جُهَيْمٍ يَسْأَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ
مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ
٣١٩ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ
لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ
قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً ترجمہ بسر رضہ سے روایت ہے کہ زید بن خالد نے اُسکو
ابی جہیم کی طرف بھیجا تاکہ اُس سے پوچھے کہ تو نے نمازی کے آگے سے گذرنے والے کے
حق مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا سُنا ہے یعنے اُسکو کتنا گناہ ہوتا ہے سو ابو جہیم رضہ نے
کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے چلنے والا جانتا کہ اسپر کتنا
عذاب ہوگا تو مقرر اُسکو وہان کا کہڑا ہو رہنا چالیس برس یا چالیس مہینے یا چالیس دن اُسکے
آگے چلنے سے بہتر معلوم ہوتا **ف** اس حدیث مین راوی نے بیان نہین کیا کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے چالیس برس فرمائے ہین یا چالیس مہینے یا چالیس دن ہین لیکن طحاوی
وغیرہ نے لکہا ہے کہ مراد اس سے چالیس برس ہین سو معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے چلنے
کا بڑا گناہ ہے کہ چالیس برس تک کہڑے ہو رہنا اس سے بہتر ہے بلکہ حرام ہے اور کبیرہ
ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ گناہ خاص اُسی شخص کے لیے ہے جو آگے
سے چلا جاوے نہ اُسکے لیے جو آگے کہڑا ہو جاوے جان کر لیکن اگر نمازی کو اس سے پریشانی

حاصل ہو تو اُسکو بھی گذرنے والے کا گناہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہی سب کو شامل ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو خواہ اکیلا ہو سب کے آگے سے گذرنا گناہ ہے اور اگر دوسری راہ کوئی نملے تو جب بھی نمازی کے آگے سے نگذرے بلکہ وہان کھڑا رہے یہانتک کہ نماز سے فارغ ہو جاوے ولیکن آگے سے گذرنے والے کو یہ گناہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ نمازی کے آگے کوئی سترہ یا آڑ وغیرہ نہو اور جب کہ نمازی کے آگے کوئی سترہ یا آڑ ہو تو اسوقت اُسکے آگے سے چلنے مین گناہ نہین ہے جیسے کہ ابن عباسؓ اور ابو جحیفہؓ کی حدیث سے اوپر معلوم ہو چکا ہے

باب اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَهُوَ يُصَلِّي وَكَرِهَ عُثْمَانُ اَنْ يُّسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَهٰذَا اِذَا اشْتَغَلَ بِهٖ فَاَمَّا اِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهٖ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ اِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الرَّجُلِ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو دوسرے آدمی کو اُسکے آگے سامنے ہو کر بیٹھنے کا کیا حکم ہے اور نمازی کے سامنے ہو کر بیٹھنے کو حضرت عثمانؓ نے مکروہ رکھا ہے لیکن مکروہ اسی وقت ہے جبکہ نمازی کا دل اُسکے ساتھ مشغول ہو جاوے اور حضور قلب فوت ہو جاوے اور جبکہ نمازی اُسکے ساتھ مشغول نہووے اور اُسکی نماز مین خلل
٣٢٠ پیدا نہو تو مکروہ نہین جیسے کہ زید بن ثابت نے کہا کہ نمازی کے سامنے ہو کر بیٹھنے مین مَین کوئی ڈر نہین جانتا اسلیے کہ ایک شخص کی نماز کو دوسرا آدمی نہین توڑتا ہے یعنے اسکے سامنے بیٹھنے سے اسکی نماز نہین ٹوٹتی ہے **ف** حضرت عثمانؓ اور زید بن ثابت کا اثر آپس مین ظاہرا مخالف تھا سو امام بخاری نے دونون مین تطبیق دیدی ہے باین طور کہ حضرت عثمانؓ کا اثر اُس حالت پر محمول ہے جبکہ نماز مین خلل پیدا ہو اور زید بن ثابت کا اثر اس حالت پر محمول ہے کہ نماز مین خلل پیدا نہو **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَاِنِّي لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهُ فَاَنْسَلُّ اِنْسِلَالًا وَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہے کہ اُسکے نزدیک ذکر ہوا اس بات کا کہ نمازی کے آگے کس چیز کے چیز کا چلنا نماز کو توڑ دیتا ہے ۔ سو بعضے لوگون نے کہا کہ توڑ دیتا ہے اُسکو آگے سے چلنا کتے کا اور گدہے کا اور عورت کا سو عائشہؓ نے کہا

کہ البتہ تمنے ہمکو کتون کے حکم مین کر دیا ہے مقرر مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ
نماز پڑہتے تھے اور حالانکہ مین آپکے اور قبلے کے درمیان چارپائی پر سوئی رہتی سو مجکو اٹھنے کی حاجت
ہوتی یعنے کسی ضروری کام کے لیے سو مین برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے کھڑی ہون
سو مین چارپائی کے پاؤن کی طرف سے آہستہ سرک کر نکل جاتی ف مطلب اس
حدیث سے یہ ہے کہ جب نمازی کے آگے عورت لیٹی ہوئی ہو تو اُسکا دل اسکی طرف زیادہ مشغول
ہوتا ہے مرد کے سامنے ہونے سے حالانکہ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے سامنے ہونے کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو کچھ خلل نہ ہوا سلیے کہ آپ کا دل اسکی طرف مشغول نہین تہا اور آپکا
خیال بھی اُس طرف نہین تہا پس اسیطرح اگر نمازی کے سامنے عورت ہو اور اُسکا خیال اُسکی
طرف نہ ہو تو اسکی نماز مین کچھ نقصان نہین آتا ہے اور مرد کے سامنے ہونے سے بطریق اولی
نماز مین خلل نہین ہوگا **بَابُ الصَّلٰوةِ خَلْفَ النَّائِمِ** اگر کوئی آدمی بیٹھ کر سویا ہوا ہو تو
اُسکو سامنے رکھکر اسکی طرف نماز پڑہنی جائز ہے **نَا** مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا هِشَامٌ
قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا
رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُوْتِرَ اَيْقَظَنِيْ فَاَوْتَرْتُ ترجمہ عائشہ رضی ۳۲۱
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا کرتے تھے اور حالانکہ مین آپکے آگے جنازے کی طرح
لیٹی رہتی سو جب آپ وتر پڑہنے کا ارادہ کرتے تو مجھکو جگا دیتے سو مین آپکے ساتھ ملکر وتر پڑہتی
ف سونے والے سے مراد عام ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو یا حکم شرعی مین مرد اور عورت
برابر ہے سو جو حکم عورت پر ثابت ہو وہ مرد پر بھی ثابت ہوگا بلکہ بطریق اولے ثابت ہوگا پس
مطابقت حدیث کی مسئلہ باب سے ظاہر ہے اور غرض اس سے یہ کہ سوئی ہوئی اور جاگتے مین
کچھ فرق نہین گویا کہ اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ سونے والے کی طرف نماز پڑہنے کی ممانعت مین جو
حدیث آئی ہو وہ ضعیف ہے **بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْاَةِ** عورت کے پیچھے نفل پڑہنے کا
بیان یعنے جائز ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى
عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ
فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ
يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے آگے سوئی رہتی اور میرے پاؤن آپکے سجدہ کی جگہ مین ہوتے ... بدہ کرتے تو
مجھکو ٹھوکر مارتے سو مین اپنے پاؤن کو کھینچ لیتی سو جب آپ سجدہ ... وتے تو مین
پاؤن کو دراز کر دیتی اور عائشہ نے کہا کہ اسوقت گہرون مین ... نے نفی یعنے اگر
چراغ ہوتا تو مین سجدہ کو وقت دیکھ کر پاؤن کو خود کھینچ لیا کرتی آپکے سر یا ٹہوکر مارنے کی حاجت
نہ ہوتی **ف** یہ نماز نفل تھی اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی عادت تھی کہ
فرضون کو آپ مسجد مین جماعت کر ساتھ پڑہا کرتے تھے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نماز تہجد کی تھی اسلیے
کہ نفل اسکو شامل ہین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے سامنے بیٹھی ہو تو
اسکی طرف نماز پڑہنے جائز ہے خواہ کسی طرح اُسکا آگے ہونا ثابت ہو یعنے خواہ فقط
سر اُسکا سامنے ہو یا دہڑ اسکا یا پاؤن اُسکے **باب** مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ
اگر نمازی کے آگے سے کوئی چیز چلی جاوی تو اُس سے اُسکی نماز نہین ٹوٹتی ہے **ف**
بعضے لوگ کہتے ہین کہ اگر نمازی کے آگے سے کتا یا عورت یا گدہا گذر جاوی تو اُسکی نماز
ٹوٹ جاتی ہے سو امام بخاری نے اس قول کو رد کرنے کے واسطے یہ باب باندہا ہے ۲۲۳
اور اس بات کو ثابت کیا کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت چلی جاوے
تو اُسکی نماز مین کچھ نقصان نہین آتا ہے اور پہلی حدیث سے اس باب کی صرف عورت
کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے گدہے اور کتے کا اُسمین ذکر نہین ہی ولیکن جب نمازی کے آگے سے
عورت کا گذرنا قاطع نماز نہین باوجودیکہ نفس کو عورت کی بڑی خواہش ہے تو اسی طرح کتے اور
گدہے کا گذرنا بھی قاطع نماز نہین ہوگا اور دوسری حدیث باب کے تمام ترجمہ پر دلالت کرتی ہے
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ
عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا
مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَ
اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُو لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ اُسکے پاس اسچیز کا ذکر ہوا
جو نمازی کی نماز کو توڑ دیتی ہے سو بعضون نے کہا کہ عورت اور گدہے اور کتے کا نمازی کے آگے سے گذرنا
اسکی نماز توڑ دیتا ہے سو عائشہ رض نے کہا کہ تم نے ہمکو گدہون اور کتون کے ساتھ برابر

کردیا [illegible] حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نماز پڑہتے تہے اور حالانکہ
مین آپ [illegible] بلے کے درمیان چارپائی پر لیٹی رہتی سو مجکو کوئی حاجت بستری پیش
آئی سو مین [illegible] اس بات کو کہ آپ کے سامنے اٹھہ کر بیٹھون ور آپکو ایذا دون سو مین چارپائی
کے پاؤن کی طرف سے آہستہ سرک کر نکل جاتی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت
نمازی کے آگے سے گذر جاوے تو اسکی نماز نہین ٹوٹتی ہے جیسے کہ بارہا اوپر مذکور ہو چکا
حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ نَا ابْنُ اَخِیْ اِبْنِ
شِهَابٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَمَّهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ یَقْطَعُهَا شَیْءٌ قَالَ لَا یَقْطَعُهَا شَیْءٌ اَخْبَرَنِیْ
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَاِنِّیْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ
الْقِبْلَةِ عَلٰی فِرَاشِ اَهْلِهٖ **ترجمہ** یعقوب رض سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجسے
بھتیجے ابن شہاب کے کہ اُسنے اپنے چچا سے پوچھا کہ کیا کسی چیز کا نمازی کے آگے سے گذرنا نماز کو
توڑ دیتا ہے ابن شہاب نے کہا کہ کسی چیز کا آگے سے گذرنا اسکی نماز کو نہین توڑتا۔
اس لیے کہ مجھکو عروہ نے خبر دی ہے کہ عائشہ رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ۳۲۳
اٹھا کرتے تہے سو نماز پڑہتے اور حالانکہ مین آپ کے اور قبلہ کے درمیان فرش پر لیٹی رہتی **ف**
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانے مین بعضے لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اگر نمازی کے
آگے سے عورت یا کتا یا گدہا چلا جاوے تو اُسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دلیل اُنکی یہ حدیث ہے
جو صحیح مسلم مین ابو ذر رض سے روایت ہے کہ عورت اور گدہا اور سیاہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے سو اس
ابو ذر رض کی حدیث سے بہت علما نے انکار کیا ہے اور طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ
ہے ساتھہ ان حدیثون عائشہ وغیرہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو سامنے رکھہ کر نماز
پڑہتے رہے ولیکن نسخ ثابت نہین ہوتا ہے واسطے عدم علم تاریخ کے اور واسطے ممکن ہونے
تطبیق کے اور وہ اسطور سے ہو سکتی ہے کہ ابو ذر کی حدیث مین نماز ٹوٹنے سے مراد اُسکے
خشوع اور خضوع کا ٹوٹنا ہو اسلیے کہ جب صحابی نے کالے کتے کی حکمت پوچھی تو اُسکے جواب مین
کہا گیا کہ وہ شیطان ہے حالانکہ اگر شیطان نمازی کے آگے سے چلا جاوے تو اُسکی نماز نہین
ٹوٹتی ہے پس دعوی نسخ سے یہ تطبیق اولیٰ ہے **بَابٌ** اِذَا حَمَلَ جَارِیَةً صَغِیْرَةً
عَلٰی عُنُقِهٖ فِی الصَّلٰوةِ جب کوئی شخص نماز کے اندر کسی چھوٹی لڑکی کو اپنے مونڈہے پر

اٹھا لیوے تو کیا جائز ہے یا نہیں **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال انا مالک عن
عبد اللہ بن الزبیر عن عمرو بن سلیم الزرقی عن ابی قتادۃ الانصاری ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وھو حامل امامۃ بنت زینب بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولابی العاص بن ربیعۃ بن عبد شمس فاذا سجد وضعھا
واذا قام حملھا **ترجمہ** ابو قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا
کرتے اور حالانکہ آپ اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو نماز مین اٹھائے ہوتے اور وہ امامہ ابی العاص کی بیٹی
تہی (جو آپ کا داماد تہا) سو جب آپ سجدہ کرتے تو اسکو زمین پر رکہدیتے اور جب کہڑے ہوتے
تو اسکو اٹہا لیتے **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے اپنی بیٹی زینب کا نکاح
ابو العاص سے کر دیا تہا اور وہ اسلام ظاہر ہونے کے بعد کافرون کے ساتھ رہا یہانتک کہ
جنگ بدر کے دن قیدیون مین پکڑا آیا پس مسلمان ہوگیا اور ہجرت کرکے مدینے مین چلا آیا سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو اسکے حوالہ کر دیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی
دامادی کی بہت تعریف کی صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کی خلافت مین فوت ہوا اور زینب
رضی اللہ تعالی عنہا بھی اسی کے نکاح مین انتقال کر گئے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
نماز مین چہوٹی لڑکی کو اپنے مونڈہے پر اٹہا لینے سے نماز نہین ٹوٹتی ہے اور یہ فعل آپکا
تشریع کیلیے تہا اور واسطے بیان جواز کے اور ساتہ اسی کے قائل ہین اکثر ائمہ مجتہدین اور
جو لوگ کہتے ہین کہ یہ عمل کثیر ہے سو ان لوگون نے اس حدیث کی بہت تاویلین کی ہین بعضے
کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ واسطے ضرورت کے تہا اور بعضے کہتے
ہین کہ یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تہا اور بعضے کچھ اور تاویل کرتے ہین لیکن امام نووی
نے کہا ہے کہ یہ سب تاویلین جہوٹی اور باطل ہین اور اس حدیث مین کوئی ایسی چیز نہین جو
قواعد شرع کے مخالف ہو اور یہ عمل قلیل تہا اور متفرق تہا سو ایسا عمل نماز کو باطل نہین کرتا ہے
اور شرع مین دلیلین اسپر غالب ہین اور یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل واسطے بیان جواز کے تہا
انتہے **باب** اذا صلی الی فراش فیہ حائض جب کوئی شخص ایسے بچہونے کی طرف نماز پڑہے
جسمین حیض والی عورت ہو تو نماز جائز ہے **حدثنا** عمرو بن زرارۃ قال نا ھشیم عن
الشیبانی عن عبد اللہ بن شداد بن الھاد قال اخبرتنی خالتی میمونۃ بنت
الحارث قالت کان فراشی حیال مصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فربما وقع

وَ ... وَاَنَا عَلٰی فِرَاشِی ترجمہ میمونہ رضہ سے روایت ہے کہ میرا بچھونا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ... سجدہ گاہ کے پہلو مین تہا بہت وقت آپ کا کپڑا مجہ پر پڑ جاتا یعنے سجدے کے
وقت اور حالانکہ مین اپنے بچھونے مین حیض سے ہوتی **ف** مراد اس سے یہ ہے کہ اگر نمازی
کے پہلو مین حیض والی عورت ہووے اور اُسکا کپڑا اسپر پڑ جاوے تو اُسکی نماز صحیح ہے اور
باب مین مراد طرف سے عام ہے خواہ آگے ہو خواہ داہنے خواہ بائین یہیں یہی وجہ ہے
مناسبت حدیث کی ترجمہ سے **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ
قَالَ نَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ
تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ نَائِمَةٌ فَاِذَا سَجَدَ
اَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ ترجمہ اسکا وہی جو اوپر گذرا **بَابُ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ
امْرَاَتَهٗ عِنْدَ السُّجُوْدِ لِكَيْ يَسْجُدَ** اگر مرد اپنی عورت کو سجدہ گاہ خالی کرنیکے لیے ٹہوکر مارے
تو کیا جائز ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ
نَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ　١٨
فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا ترجمہ اور مطلب اس حدیث کا بارہا اوپر
... چکا ہے **ف** اس ترجمہ اور ترجمہ سابق مین یہ فرق ہے کہ سابق ترجمہ مین یہ تہا کہ اگر
نمازی کا کپڑا عورت کو چہو جاوے تو نماز جائز ہے اور اسمین یہ ہے کہ اگر نمازی کا بعض بدن عورت
کو لگ جاوے تو بھی نماز صحیح ہے **بَابُ الْمَرْاَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّيْ شَيْئًا مِنَ الْاَذٰى**
اگر عورت نمازی کے اوپر سے کچھ پلیدی کو دور کرے تو اسکا کیا حکم ہے **ف** مطلب اس
باب سے یہ ہے کہ اگر مرد کو حالت نماز مین عورت کا ہاتھ لگ جاوے تو اُسکی نماز نہین ٹوٹتی ہے
حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ السُّرْمَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ نَا اِسْرَائِيْلُ
عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ
اِلٰى هٰذَا الْمُرَائِيْ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا
فَيَجِيْءُ بِهٖ ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَاجِدًا فَضَحِكُوا حَتّٰى قَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى
فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا
حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ
بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ
اَبِيْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ
ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ
اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ایک گروہ قریش کے بدبخت وہان
مجلس لگا کر بیٹھے تھے جبکہ ایک شریر نے اُن مین سے کہا کہ کیا تمکو یہ ریاکرنے والا نظر نہین
آتا تم مین ایسا کون ہے جو آل فلانے کی ذبح کے اونٹ کی طرف جاوے سو اُسکی لید اور
خون اور اوجھڑی کو لاوے پھر اُسکو مہلت دیوے یہانتک کہ جب سجدہ کرے تو اُس اوجھڑی
۳۲ کو اسکی دونو مونڈھون پر رکھدیوے سو کھڑا ہوا زیادہ تر بدبخت سب قوم سے اور اوجھڑی
کو لایا سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ مین گئے اُس بدبخت نے اُسکو آپکے دونو
مونڈھون کے درمیان رکھدیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ مین پڑے رہے اُس سے
اُٹھہ نہ سکے سو وہ شریر سب ہنسنے لگے یہانتک کہ ہنسی کے مارے بعضے بعضون پر گرتے تھے
سو کسی نے فاطمہ رض (آپ کی صاحبزادی) کو جاکر خبر دی سو وہ دوڑتی آئین اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ابہی تک سجدے مین پڑے تہے یہانتک کہ اُسنے اوجھڑی کو آپ کی پیٹھ سے گرایا اور اُن
کافرون کی طرف متوجہ ہوکر اُنکو گالین دینے لگین سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز کو
ادا کر چکے تو آپ نے کافرون کے حق مین بددعا کی اور فرمایا الٰہی پکڑلے قریش کو یہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا (یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمل طور سے سب قریش کو
بددعا دی پھر ہر ہر موذیون کے مفصل نام لے کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے حق مین بددعا کی) سو فرمایا
الٰہی پکڑلے عمرو بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور پکڑلے ولید بن عتبہ کو اور امیہ
بن خلف کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور عمارہ بن ولید کو عبد اللہ رض نے کہا سو قسم اللہ کی (کہ جنکا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا تہا) مقرر مینے انکی لاشین پڑین دیکھین جنگ بدر کے
دن

کوئین میں ڈالی گئیں بدر کے کوئین میں یعنے جنگ بدر [illegible] سب مارے گئے اور کوئین میں ڈالے گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کوئین [illegible] پیچھے لعنت لگائی گئی یعنے جیسے کہ دنیا مین خواری اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے [illegible] آخرت مین خدا کی رحمت سے مردود اور محروم ہوگئے **ف** اس حدیث سے معلوم [illegible] کہ مرد کو نماز کی حالت مین عورت کا ہاتھ لگ جاوے تو مرد کی نماز نہین ٹوٹتی ہے لیکن اوجھڑی اُٹھانے سے یہ لازم نہین آتا کہ خواہ مخواہ بدن کو ہاتھ لگ جاوے ہو سکتا ہے کہ اوجھڑی کو اوپر کی طرف سے اُٹھا کر پھینک دیا جاوے اور نیز اسبات کا ثابت ہونا بھی مشکل ہے کہ اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر کوئی کپڑا نہین تھا تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِیْ مِنْ فَیْضِ الْبَارِیْ فِیْ تَرْجَمَۃِ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ بِعَوْنِ اللّٰہِ الْبَارِیْ الحمد للہ کہ پارہ دوم صحیح بخاری کا ترجمہ تمام ہوا اسی طرح سے تمام صحیح بخاری کا ترجمہ کیا جاویگا انشاء اللہ

تمت

فہرست مطالب کتاب فیض الباری شرح اردو صحیح البخاری پارہ دوم

۳۲۷

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از رشحات مقبول فحول زمن مولانا محمد ابو الحسن محدث مدظلہ ترجمہ اردو با محاورہ باسناد عز آرا و فوائد ملقب بتسہیل القاری مسمیٰ بہ

۱۳۰۶ھ

فیض الباری

پارہ تیسرا ترجمہ اردو

صحیح البخاری

۱۸۸۹

بفرمایش جناب نامی گرامی فقیر اللہ عبد القادر ابن احمد جامی رزقہم اللہ تعالیٰ ایمانا کاملا و رزقا واسعا

در مطبع محمدی واقع لاہور مطبوع گردید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی **اَمَّا بَعْدُ** فَھٰذِہٖ تَرْجَمَۃُ الْجُزْءِ الثَّالِثِ مِنْ صَحِیْحِ ۳۳.
الْبُخَارِیِّ وَفَّقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی لِخَتْمِہٖ وَاِنْتِھَائِہٖ کَمَا وَفَّقَنَا لِشُرُوْعِہٖ وَابْتِدَائِہٖ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **کِتَابُ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ** ترجمہ کتاب ہے بیان
مین وقتون نماز کے **بَابُ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ وَفَضْلِھَا** وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی عَزَّ
وَجَلَّ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا مُوَقَّتًا وَقَّتَہٗ عَلَیْھِمْ
ترجمہ یہ نماز کے وقتون کا بیان اور اُسکی فضیلت اور ثواب کا بیان اور اس آیت کی
تفسیر کا بیان کہ تحقیق یہ نماز ہے مسلمانونپر فرض وقت مقرر کیا ہوا (امام بخاری نے
اسکی تفسیر مین کہا) کہ مراد اس آیت مین موقوتا سے یہ ہے کہ نماز کا وقت مسلمانونپر مقرر
کر دیا گیا ہے اپنے وقت معین سے اوسکو ٹالکر پڑہنا کسی حال مین جائز نہین **ف** اس
کتاب اور باب مین یہ فرق ہے کہ کتاب سے مراد مطلق نماز ہے اور باب سے مراد یہ ہے کہ یہہ نماز
اجتہاد سے فرض ہوئی ہے یا وحی سے اور اس آیت سے مجمل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نماز
کے لیے وقت مقرر ہے پس وجہ مناسبت اس آیت کی باب سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ
بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوۃَ
یَوْمًا فَدَخَلَ عَلَیْہِ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ فَاَخْبَرَہٗ اَنَّ الْمُغِیْرَۃَ بْنَ شُعْبَۃَ اَخَّرَ الصَّلٰوۃَ

يوما وهو بالعراق فدخل عليه ابو مسعود الانصاري فقال ما هذا يا مغيرة اليس
قد علمت ان جبرائيل عليه السلام نزل فصلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله
عليه وسلم ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى فصلى
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال بهذا امرت فقال عمر لعروة اعلم ما
تحدث به او ان جبرائيل هو اقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم وقت الصلوة
قال عروة كذلك كان بشير بن ابي مسعود يحدث عن ابيه قال عروة ولقد
حدثتني عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي العصر والشمس
في حجرتها قبل ان تظهر ترجمہ ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز
خلیفہ نے ایک دن نماز عصر کو دیر سے پڑہا یعنے اسقدر تاخیر کی کہ وقت مستحب نکل گیا
سو عروہ اُسکے پاس آیا اور اوسکو یہہ حدیث تبلائی کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی نے ایک
دن ملک عراق مین نماز کو دیر سے پڑہا سو ابو مسعود صحابی انصاری اُس پاس آیا اور اُسکو
آکر کہا کہ اے مغیرہ یہ کیسے تاخیر ہے یعنے تونے نماز کو اسقدر دیر سے کیون پڑہا ہے ۳۳۱
کیا تجکو معلوم نہین کہ مقرر جبرئیل علیہ السلام (آسمان سے) اوترے یعنے شب معراج
کی صبح کو) سو جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑہی اور حضرت نے اُنکے ساتھ نماز پڑہی پہر
جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے ساتھ نماز پڑہی
پہر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے ساتھ نماز پڑہی
پہر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے ساتھ نماز پڑہی
پہر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے ساتھ نماز پڑہی
یعنے جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کی امامت کی اور آپکو پانچ وقتون مین پانچ نمازین تعلیم
کے واسطے پڑہائین تاکہ امت کو اسیطرح تعلیم کرین پہر جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے
کہا کہ مجھکو یہی حکم ہوا ہے کہ نماز کو ان پانچ وقتون مین ادا کرو یا یہہ کہ ان وقتون مین آپکو
نماز پڑہاؤن سو عمر نے عروہ سے کہا کہ اس حدیث کو سوچکر کہو یعنے کیا یہ حدیث سچ ہے کیا
تجکو معلوم ہے کہ ٹہیک جبرئیل علیہ السلام نے حالت مین بیان کرنے وقتون نماز کے حضرت
کو نماز پڑہائی تھی عروہ نے کہا ہان جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو امامت کرائی تھی اسیطرح سے

بشیر بن ابی مسعود اسحدیث کو اپنے باپ سے روایت کیا کرتا تہا (پہر) عروہ نے (اپنی شہادت
کے لیے عمر سے) کہا کہ سفر رحمجسے عایشہ رض نے حدیث بیان کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے اسحالت مین کہ سایہ آفتاب کا میرے حجرے مین ہوتا دیوار پر چڑہنے
سے پہلے یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز پڑہتے تو اسوقت سایہ آفتاب
کا بہت بلند ہوتا تہا اسلیے کہ عائشہ رض کے حجرے کے صحن مین آفتاب کا سایہ اسی وقت ہوتا
تہا جب کہ آفتاب بہت بلند ہوتا اور جب کہ آفتاب نیچے جاتا تو اوسوقت سایہ اوسکا حجرے کی
دیوار پر چڑہ جاتا خاصکر ثابت ہو چکا ہے کہ ازواج مطہرات کے حجرونکا صحن بہت تنگ تہا
جیسے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے **ف** جب مروان کا پوتا ولید بن عبد
الملک تخت پر بیٹہا تو اس زمانے مین عمر بن عبد العزیز اسکی طرف سے مدینہ منورہ پر حاکم ہوا اور
اس وقت احکام شرع مین کچہ سستی ہوگئی تہی اور بنی امیہ نماز کو دیر کرکے پڑہا کرتے تہے
سو ایکدن اُنسنے بہی نماز عصر کو دیر کرکے پڑہا عروہ نے اوسپر انکار کیا اور اسکو یہ حدیث سنائی لیکن فتح الباری مین
لکہا ہے کہ مراد دیر کرنے سے یہ ہے کہ وقت مستحب یعنے اول وقت نہین رہا تہا یہ مراد نہین
کہ آفتاب بالکل غروب ہوگیا تہا اسلیے کہ اسحدیث کے دوسرے طریق مین صریح آگیا ہے کہ ۳۳۲
اُسنے نماز عصر مین تہوڑی سی دیر کی تہی اور اعتراض عروہ کا عمر پر اور اعتراض ابو مسعود رض کا
مغیرہ پر بہی اسی وجہ سے تہا کہ اول وقت سے نماز کی دیر ہوگئی تہی اور عروہ نے جو حدیث
جبرئیل علیہ السلام کی عمر کے آگے بیان کی تو اسحدیث سے عمر پر کوئی الزام نہین آسکتا ہے اسواسطے
کہ اسمین نماز کے وقتون کی تعیین نہین ہے مگر شاید عمر کو تفصیل وقتون نماز کی پہلے سے معلوم
ہوگی عمل مستمر ہونے کی وجہ سے اسوجہ سے اُسنے اُسکے آگے یہ حدیث جبرئیل علیہ کی بیان کی
اور انکار عمر سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ وہ نماز کے وقتون کو مطلق نہین پہچانتا تہا بلکہ
اس سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نماز کے وقتون کو تو جانتا تہا لیکن اُسکو یہ معلوم نہین
تہا کہ اصل تعیین اوقات نماز کی جبرئیل علیہ السلام کے فعل سے ثابت ہوئی ہے پس اسوجہ سے
عروہ نے یہ حدیث اوسکے پیش کی یعنے اصل تعیین اوقات نماز کی جبرئیل کے فعل سے ثابت
ہے اور اسی واسطے اُسنے عروہ سے یہ حدیث دوہراکر پوچہی اور شاید اوسکی یہ رائے
بہی تہی کہ اول وقت اور آخر وقت مین کوئی فرق نہین ہے بلکہ برابر ہے اور یہی تاویل ہے فعل
مغیرہ کی پس ظاہر ہوگئی وجہ مناسبت بیان کرنے عروہ کی اسحدیث کو اور نیز اسحدیث کے

بعض طریقون مین تعیین اوقات کا بیان صاف آچکا ہے جیسا کہ ابو داؤد وغیرہ مین موجود ہے پس وجہ الزام کی ظاہر ہوگئی اور عروہ کا اسحدیث سے دلیل پکڑنا صحیح ہو گیا اور اسحدیث جبرئیل کے یہان لانے مین اشارہ ہے اسطرف کہ اُسکے بعض طریقون مین تفصیل اوقات کی آچکی ہے جیسے بخاری کی عادت ہی اور چونکہ عمر نے نماز عصر کو تاخیر کیا تہا اسواسطے عروہ نے حدیث عائشہ کو بیان کیا اسلیے کہ وہ صریح ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عصر کو اول وقت مین پڑہا کرتے تہے پس عروہ کی غرض اول حدیث سے یہ ہے کہ اصل بیان اوقات کا جبرئیل کی تعلیم سے ہے اور دوسری سے یہ غرض ہے کہ نماز کو اول وقت پڑہنا چاہئے پس وجہ مناسبت کی دونو حدیثون مین ظاہر ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ اسی حدیث کے بعض طریقون مین آیا ہے کہ جبرئیل ؑ نے حضرت کو دو روز امامت کرائی پہلے دن اول وقتون مین اور دوسرے دن اخیر وقتون مین پھر فرمایا کہ وقت نماز کا ان دونو وقتونکے درمیان ہے اسسے صاف ظاہر ہے کہ اخیر وقت مختار مین بھی نماز جائز ہے مکروہ نہین پس استدلال ابو مسعود اور عروہ کا اس سے صحیح نہین ہوگا اور اسیطرح اعتراض عروہ کا عمر پر بھی صحیح نہین ہوگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس انکار سے یہ لازم نہین آتا کہ اونے وقت مکروہ مین نماز ادا کی تہی اسلیے کہ احتمال ہے کہ انکار عروہ کا اسوجہ سے ہو کہ اونے وقت مختار یعنے دو مثل کے بعد عصر کی نماز پڑہی ہو یا وجہ انکار کی یہ ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اول وقت پر ہمیشگی کی ہے اور تونے اول وقت سے تاخیر کی ہے سو انکار بوجہ مواظبت نبوی کی مخالفت ہے اور اس سے نماز کے وقتون کا معین ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اصل تعیین اوقات نماز کی وحی سے ثابت ہے پس اسسے ثابت ہوگئی وجہ مناسبت اسحدیث کی ترجمہ باب سے اور دوسرا مسئلہ باب کا اسسے لزوماً ثابت ہوتا ہے اسلیے کہ نماز پڑہنے کو ثواب لازم ہے واللہ اعلم اور اسحدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ عالم کا امیر کے پاس جانا جائز ہے دوم یہ کہ حاکم سے کوئی کام خلاف سنت کے واقع ہو تو اوسکو اوس کام سے منع کرنا چاہیے سوم اگر کوئی نیا مسئلہ عالم سے سنے تو اوسکو دوبارہ تحقیق کرنا جائز ہے چہارم یہ کہ جب کسی مسئلہ مین جھگڑا پڑے تو حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے پنجم یہ کہ اول وقت مین نماز پڑہنے مین ثواب ہے اور خبر واحد کی مقبول ہی ششم یہ کہ اگر کوئی آدمی قضا فرض پڑہتا ہو تو اوسکے پیچھے وقتی فرض کے نیت کرکے کہڑے ۳۳۳

ہو جانا جائز ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ حجت وہی حدیث ہوتی ہے جو متصل
ہو منقطع حجت نہین ہوتی ہے اسلیے کہ عمر نے مرسل سے انکار کیا چنانچہ کہا گذلک کان بشیرن ابی
مسعود یحدث عن ابیہ اور اس حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ جب عروہ نے اسحدیث کو
عمر کے آگے بیان کیا تو عمر نے اوسکو مان لیا یا انکار کیا لیکن ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے
انکار کیا تہا آخر کو تحقیق کے بعد مان لیا چنانچہ دوسری روایتون سے ثابت ہوتا ہے
اسیطرح سے یہ بہی معلوم نہین ہوتا کہ جب ابو مسعود نے مغیرہ کے آگے یہ حدیث بیان کی تو اوسنے
اوسکا کیا جواب دیا ظاہر یہی ہے کہ اُسنے بہی اسکو مان لیا اور اپنے فعل سے رجوع کیا یا سکوت
کیا اور وہ بہی دلیل تسلیم کی ہے اور یہہ جو عروہ نے ابو مسعود کا مغیرہ پاس آنا عمر کے آگے بیان
کیا تو یہہ اوسوقت کا ذکر ہے جب کہ مغیرہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تہا اور عراق سے مراد
عراق عرب ہے جسکا طول عبادان سے موصل تک ہے اور چوڑائی اسکی قادسیہ سے حلوان تک
واللہ اعلم بالصواب **باب** قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ترجمہ خدا تعالے کے اس قول کا بیان (جو مسلمانون کے حق
مین وارد ہے) کہ درحالیکہ رجوع کرنے والے ہین طرف اُسکے اور قطع کرنے والے ہین غیر ۳۴۴
اوسکے سے اور ڈرو اُس سے اور قائم رکہو نماز کو اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والون سے بلکہ ہو جاؤ
موحدین جو نرالے خدا کی عبادت کرتے ہین حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبَّادٌ وَّهُوَ ابْنُ
عَبَّادٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الْحَیَّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَیْءٍ
نَاْخُذُ عَنْكَ وَنَدْعُوْ اِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَنَا فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ
بِاللهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ
وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا اِلَیَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَ
الْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيْرِ ترجمہ عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ عبدالقیس (عرب کے
ایک قبیلہ کا نام ہے) کے ایلچی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے (سو حضرت نے
فرمایا کہ تم کون قوم سے ہو) سو انہون نے عرض کی کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہین اور ہم آپکے
پاس آنے کی طاقت نہین پاتے ہین مگر مہینے حرام مین (یعنے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور
محرم اور رجب مین) سو آپ ہمکو کوئی امر (حق اور باطل مین فرق کرنے والا) فرما دیجیے

جسکو ہم آپ سے سیکھ جاوین اور اپنے پیچھے والون کو اوسکی طرف بلاوین یعنے اپنی قوم کو جو وطن مین چھوڑ آئے ہین اسلام کیطرف بولاوین) سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو حکم کرتا ہون چار چیزونکا اور منع کرتا ہون چار چیزون سے پہر آپ نے انکو وہ چار چیزین اسکی گواہی دینا کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہین اور یہ کہ مین اُسکا رسول ہون اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اور لوٹ کے مال سے پانچوان حصہ میرے پاس ادا کرنا مین تمکو منع کرتا ہون کدو کے تونبے سے اور لاکھی برتن سے اور روغنی رال والے برتن اور چوبی برتن سے **ف** ابتدا اسلام مین شراب مباح ہونے کے وقت لوگ شراب کو ان چار قسم کے باسنون مین بنایا کرتے تہے جب شراب حرام ہوگیا تو سد باب کیلیے حضرت نے ان چار قسم کے باسنون کے استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا تاکہ لوگ اسّے بالکل باز رہین پہر بعد اُسکے جب شراب کی حرمت لوگون کے دلون مین خوب جم گئی تو حضرت نے ان باسنون کے استعمال کرنے کی اجازت فرمائی اب ان باسنونکو استعمال کرنا جائز ہے اور عبد القیس ربیعہ کی قوم سے ایک گروہ کا نام ہے جب وے حضرت کی خدمت مین مسلمان ہونے کو آئے تب آپنے

۳۳۵ انکو یہ احکام سکھلائے اور مناسبت اسحدیث کی آیت سے   اسطور پر ہے کہ جیسے آیت مین نفی شرک کے ساتھ اقامت نماز کا ذکر ہے ویسے ہی اسحدیث مین بھی اثبات توحید کے ساتھ اقامت نماز کا ذکر ہے اسلیے کہ نفی شرک اور اثبات توحید درحقیقت ایک ہی چیز ہے اور کتاب کے ساتھ باب کے مناسبت اسطور سے ہی کہ مراد اقامت نماز سے اپنے وقت پڑھنا ہے بس مجمل طور سے وقت نماز کا اسحدیث سی ثابت ہی واللہ اعلم اور یہ جو اُنہون نے عرض کی کہ ہم مہینے حرام کے سوا آپکے پاس نہین آسکتے ہین تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے مین کافر لوگ آٹھ مہینے آپسمین سکھہ شاہی کیطرح لوٹ مار کرتے تہے جب یہ چار مہینے آتے تو کوئی شخص کسی راہی اور مسافر کو نہ چھیڑتا ملک مین امن ہو جاتا ان چار مہینون کی وہ لوگ بہت تعظیم کرتے تہے اونکے دلون مین ان مہینون کی بڑی عظمت بیٹھی ہوئی تہی اور یہ حدیث اول پارے مین بھی گذر چکی ہے **فائدہ ثانیہ** بعضے لوگ اس آیت سے دلیل پکڑتے ہین اسپر کہ تارک نماز کا کافر ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ترک صلوۃ مشرکین کے فعلون سے ہے پس غرض یہ ہے کہ اُنکے ساتھ تشبیہ پیدا نکرو اور اُنکی مانند نہ ہو جاؤ نہ یہ کہ جو نماز ترک کرے وہ کافر ہو جاتا ہے واللہ اعلم

بَابُ اَلْبَيْعَةِ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ

ثبایا فرائض دین

نماز کے قائم کرنے پر بعیت کرنے کا بیان **ف** مراد بعیت سے بعیت اسلام کی ہے یعنے
جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی سے اسلام کی بعیت لیتے تو بعد تعلیم توحید کے سب
سے پہلے قائم کرنے نماز کی شرط کرتے اسلیے کہ وہ سب عبادتون بدنیہ کی جڑ ہے پھر
زکوۃ کے دینے کی شرط کرتے اسلیے کہ وہ سب عبادتون مالیہ کی جڑ ہے پر بعد اوسکے جس
کام کی کسی کو سخت حاجت ہوتی اس کا حکم تعلیم کرتے چنانچہ جریر کو آپ نے ہر مسلمان کو خیر خواہی
کرنے پر بعیت کی اسلیے کہ وہ اپنی قوم کا سردار تہا گویا اوسکو فرمایا کہ اپنی قوم کی خیر خواہی کیا کر
اور وفد عبد القیس کو لوٹ کے مال سے پانچوان حصہ ادا کرنیکی تاکید کی اسلیے کہ قبیلہ مضر وغیرہ آس
پاس والے کافرون سے اون کی لڑائی رہتی تہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ ثَنَا يَحْيٰی
قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ **ترجمہ** جریر
بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعیت کی
نماز کے قائم کرنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر یعنے اپنے حضرت کے
۳۳۶ ہاتھ پر اقرار کیا کہ نماز کو قائم رکھونگا اور زکوۃ دیتا رہون گا اور ہر مسلمان کے حق مین بھلائی
کرتا رہونگا **ف** جریر نے فقط انہین حکمون پر حضرت سے بعیت نہین کی بلکہ یقین ہے کہ
اسلام کے سب احکام اور ارکان پر بعیت کی ہوگی اور صرف انہین تین حکمون کی تخصیص
اسواسطے کی کہ انکا شان زیادہ ہے **بَابٌ** اَلصَّلٰوةُ كَفَّارَةٌ نماز گناہ کا اوتارنے ہے حَدَّثَنَا
مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ
قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ اَنَا كَمَا قَالَهٗ قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ اَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيْءٌ قُلْتُ
فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَ
الصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَلٰكِنَّ الْفِتْنَةَ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا
يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَاْسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا
مُغْلَقًا قَالَ اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ اِذًا لَا يُغْلَقُ اَبَدًا قُلْنَا اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ
الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ
فَهِبْنَا اَنْ نَسْئَلَ حُذَيْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ **ترجمہ**

حذیفہ رض سے روایت ہی کہ ہم (کئی صحابہ) عمر رض کے پاس بیٹھے ہوئے تہے سو عمر رض نے کہا کون تم مین ایسا ہے کہ یاد رکھتا ہو حدیث حضرت کی فتنہ کے باب مین یعنے جس حدیث مین حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد ایک بڑا فتنہ فساد پیدا ہوگا وہ حدیث کسکو یاد ہے) مین نے کہا کہ وہ حدیث مجھکو بعینہ یاد ہے جیسے کہ آپ نے فرمایا عمر رض نے کہا کہ مقرر تو حضرت پر یا اس حدیث پر (یہ راوی کا شک ہے) بڑا دلیر ہے کہ بہول چوک ہو جانیکا تجھکو خوف نہین ہے مین نے کہا کہ قصور مرد کا اوسکی بیوی کے حق مین ہے اور اوسکے مال اور لڑکے اور ہمسایہ مین ہے اوسکی نماز اور روزہ اور صدقہ یعنے زکوۃ وغیرہ کا دینا اور نیک بات تبلانا اور برے کام سے دکنا دور کر ڈالتا ہے عمر رض نے کہا کہ میری مراد یہ فتنہ نہین ہے بلکہ مین اوس بڑے فتنے کا حال دریافت کرنے چاہتا ہون جو موج ماریگا جیسے کہ دریا موج مارتا ہے حذیفہ نے کہا اے امیر المومنین تجکو اوس سے کچھ خوف نہین ہے یعنے تیری زندگی مین وہ فتنہ ظاہر نہین ہوگا مقرر تیرے اور فتنے کے درمیان ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا عمر رض نے کہا کہ وہ دروازہ ٹوٹ جائیگا یا کھل جاویگا یعنے میرے مرنے کے بعد حذیفہ نے کہا کہ ٹوٹ جاویگا عمر رض نے کہا کہ اگر وہ ٹوٹ گیا تو پھر کبھی بند نہین ہو سکے گا ہمنے (یہ قول شقیق کا ہے) (حذیفہ) سے کہا کہ کیا عمر اس دروازے کو جانتا تہا حذیفہ نے کہا ہان وہ اوس کو جانتا تھا جیسے کہ کل کے دن سے رات قریب ہے (حذیفہ) نے کہا کہ مینے یہ حدیث ایسی سنائی ہے کہ غلط نہین ہے یعنے یہ حدیث سچی ہے (شقیق نے کہا) کہ ہم حذیفہ سے دروازہ کا حال پوچھنے سے ڈرے یعنے دروازہ سے کون آدمی مراد ہے سو ہمنے مسروق کو (حذیفہ سے پوچھنے کا) حکم کیا حذیفہ نے کہا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر رض تہے **ف** اصل فتنے کا معنے ہے جانچنا اور امتحان لینا اور یہان مراد قصور ہے سو فتنہ مرد کا اوس کے بیوی بال بچون مین یہ ہے کہ اونکے حقوق کو جو اوسپر واجب ہین ادا نہ کرے یا اوسکے سبب سے گناہ مین گرفتار ہو اور اوسکے مال مین فتنہ یہ ہی کہ اوسکو ناجائز طور سے کماوے اور بیجا صرف کرے اور اولاد مین فتنہ یہ ہے کہ انکی محبت مین مشغول ہو کر نیک کامون سے باز رہے اور ہمسایہ مین فتنہ یہ ہو کہ اوسکے ملک مین ناحق تصرف کرے پس مطلب حذیفہ رض کا یہ ہے کہ یہ سب چیزین اہل و مال و اولاد وغیرہ آدمی کے لیے امتحان کا مقام ہین اگر آدمی سے اون کے حق مین کچھ قصور یا بے انصافی ہو جاوے تو وہ گناہ نماز و روزہ وغیرہ

نیک کامون سے معاف ہو جاتے ہین اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے
لیکن معاف صرف وہی گناہ ہوتے ہین جو صغیرے ہون کبیرے گناہ اس سے معاف نہین
ہوتے ہین اسلیے کہ دوسری حدیث مین صاف آچکا ہے کہ اگر ایک نماز سے دوسری نماز
تک کبیرے گناہون سے بچتا رہے تو صغیرے معاف ہو جاتے ہین اوجہ حذیفہ رض نے
عمر رض سے کہا کہ درمیان تیرے اور درمیان فتنے کے ایک دروازہ بند کیا
ہوا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ فتنہ تیری حیاتی مین ظاہر نہین ہوگا بلکہ تیرے
موت کے بعد پیدا ہوگا سو ایسا ہی وقوع مین آیا کہ جب عمر رض کے بعد عثمان رض ظالمون کے
ہاتھ سے ناحق شہید ہوئے تو اوس دن سے فتنے کا دروازہ ایسا کھل گیا کہ قیامت تک بند
نہین ہوگا فتنے پر فتنے پیدا ہوتا چلا جاویگا حضرت علی رض اور معاویہ مین کیا کیا لڑائیین وقوع
مین آئین اور حسنین کی شہادت کے وقت کیا کیا فساد ظاہر ہوا وغیرہ وغیرہ اور حذیفہ نے
اول یہ کہا کہ درمیان تیرے اور درمیان فتنے کے ایک دروازہ ہے اور پھر یہ کہا کہ وہ دروازہ
خود عمر ہی تھے تو ان دونون قولون مین کوئی مخالفت نہین ہے اسلیے کہ مطلب پہلے قول کا
یہ ہے کہ درمیان زمانے تیرے اور زمانے فتنے کے دروازہ تیری حیاتی ہے سو جب وہ دروازہ ۳۳۸
ٹوٹ گیا یعنے تیری حیاتی ہو چکی تو فتنے ظاہر ہو جاوینگے اور لڑائی اور جھگڑے قیامت تک
قائم رہینگے پس مطلب دونون قولونکا ایک ہی ہے اگر کوئی سوال کرے کہ جب عمر رض اُس
دروازے کو جانتے تھے تو پھر حذیفہ سے کیون پوچھا تو جواب اسکا یہ ہے کہ عمر رض بیشک
اس دروازے کو جانتے تھے لیکن شدت خوف سے انکو اشتباہ کا ڈر ہوا کہ مبادا مین اسکو بھول نہ جاون
سو اسلیے حذیفہ رض سے پوچھا واللہ اعلم اور مناسبت اس حدیث کی کتاب سے اسطور پر ہے کہ
نماز سے مراد وقت پر قائم کرنا ہے پس وقت نماز کا اس سے مجمل طور پر ثابت ہی اور یہ جو عمر رض
نے حذیفہ رض سے کہا کہ تو بڑا دلیر ہے تو یہ حدیث کا انکار نہین ہے بلکہ حذیفہ کے اس
دعوے پر انکار ہے کہ مین اوسکو ویسی ہی یاد رکھتا ہون جیسے کہ حضرت نے فرمایا یعنے
جب حذیفہ رض نے یہ دعوے کیا تو عمر رض نے اوسپر انکار کیا کہ ایسا دعوے کیون کرتا
ہے کہ مجھکو بعینہ ویسی ہی یاد ہے بندہ بشر ہے بھول چوک ہو جاتی ہے احتمال ہے کہ کوئی
لفظ بھول گیا ہو یا الفاظ حدیث مین کوئی تغیر و تبدل ہو گیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ روایت
حدیث بالمعنے جائز ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

النَّبِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِي هٰذَا قَالَ لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کسی بیگانی عورت کا بوسہ لیا پھر وہ مرد حضرت ؐ کے پاس آیا اور آپ کو یہ حال بتلایا سو خدا نے (اوسکے حق مین) یہ آیت اتاری کہ قائم رکھہ نماز کو دونون طرفون مین دن کے یعنے صبح کی نماز اور ظہر اور عصر کی نماز اور کچہہ گہڑیون مین رات کے یعنے مغرب اور عشا کی نماز (اسلیے) کہ مقرر نیکیان گناہون کو دور کر دیتے ہین سو اوس مرد نے عرض کی کہ یا حضرت (یہ انعام باری) خاص میرے ہی لیے ہے یا سبکے لیے آپ نے فرمایا (یہ انعام تیرے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ) میری تمام امت کے لیے ہے **ف** جو نیکیان کہ برائیون کو دور کر دیتی ہین اونمین نماز بہی داخل ہے پس گناہون کے لیے نماز کا کفارہ ہونا ثابت ہو گیا اور یہی ہے وجہ مناسبت اسحدیث کے ترجمہ سے اور فرقہ مرجیہ اسحدیث سے دلیل پکڑتے ہین اسپر کہ نیکیون سے کبیرے گناہ بہی معاف ہو جاتے ہین اور جمہور اہل سنت کہتے ہین کہ یہ حدیث مطلق مقید ہے ساتھہ دوسری حدیثون کے یعنے مراد اس سے وہی گناہ ہین جو صغیرے ہون اور کبیرے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہین اور اسکا بیان آئیگا اوسیگا انشاء اللہ تعالے اور اسحدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ نماز کی بڑی فضیلت ہے کہ علاوہ ادائے فرض کے اور گناہون کو بہی مٹا دیتی ہے

باب فَضْلِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا

وقت پر نماز پڑہنے کی فضیلت کا بیان حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ الْعَيْزَارِ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ خدا کے نزدیک زیادہ پیارا کون عمل ہے آپ نے فرمایا نماز کو وقت پر پڑہنا اوس نے عرض کی پہر بعد اوسکے کون عمل خدا کے نزدیک بہت

325

پیارا ہے آپ نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھہ نیکی کرنا اوسنے عرض کی کہ پہر اوسکے بعد کون افضل
ہے آپ نے فرمایا خدا کی راہ مین جہاد کرنا ابن مسعود رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم نے مجھے یہ تین عمل
بیان فرمائے اور اگر مین آپ سے کچہہ زیادہ پوچھتا تو آپ بیان فرماتے یعنے مین نے آپ سے
صرف یہی تین عمل پوچھے سو آپ نے بیان فرما دیے اور اگر مین کوئی اور مسئلہ پوچھتا تو آپ
اوسکو بھی بیان فرما دیتے **ف** اور بہت حدیثون صحیح مین وارد ہوا ہے کہ سب عملون
سے بہتر بھوکے کو کھانا کھلانا ہے اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ سب عملون سے افضل جہاد
ہے اور بعضی حدیثون مین دوسرے عملون کا بہتر ہونا آیا ہے سو ان حدیثون مین تطبیق
کئی طور سے ہو سکتی ہے یا تو یہہ اختلاف جواب کا باعتبار مختلف ہونے حال سائلون
کے ہی اسطور سے کہ جس قوم کو جس عمل کی زیادہ ضرورت دیکھی اونکو وہی فرمایا کہ
تمہارے حق مین یہہ عمل سب عملون سے بہتر ہے یا جس کام کیطرف اونکی زیادہ رغبت دیکھی
یا اونکے لائق دیکھا تو اونکو وہی افضل فرمایا یا یہہ اختلاف افضلیت کا باعتبار اختلاف
وقتون کے ہے اسطور سے کہ یہہ عمل اسوقت مین افضل ہے اور عملون سے جیسے کہ مثلاً جہاد
ابتدا اسلام مین سب عملون سے افضل تہا اسلیے کہ یہ عملون کے قائم کرنے کا وسیلہ ہے اور اوس سے
اونکے ادا کرنیکی قوت حاصل ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس نماز صدقے سے بہتر ہے ومع ذلک آدمیون
کی تنگی اور اضطراب کی حالت مین صدقہ افضل ہے اوسنے یا یہ اسم تفضیل اپنے معنے مین نہین
ہے بلکہ مراد اس سے مطلق فضیلت ہے پس معنے یہ ہے کہ سب عمل بہتر اور اچھے ہین یا
یہ کہ جو عمل زیادہ فضیلت رکہتے ہین یہ عمل بہی ان عملون سے ہین اور بعضون نے کہا ہے
کہ مراد ان عملون سے اعمال بدنیہ ہین پس جس حدیث مین ایمان افضل ہونے کا ذکر ہے
اوسکے ساتہہ تطبیق ہو جاوے گی اسلیے کہ ایمان فعل دل کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ نماز کو
وقت پر پڑہنا بہت بہتر ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو نماز غیر وقت مین ادا کیجاوے
جیسے کہ سو جانے والا اور بہول جانے والا غیر وقت مین ادا کرتا ہے یا مکروہ وقت مین ادا
کیجاوے تو ایسی نماز کا ثواب کم ہے اسکو افضل نہین کہا جاویگا اور اس حدیث سے
اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ ماں باپ کی تعظیم کرنے مین بڑا ہے ثواب ہے اور
یہ کہ نیکی کے کام ایکدوسرے سے افضل ہین دوم یہہ کہ ایک وقت مین مختلف مسئلون کا سوال
کیا جاتا ہے اور یہہ کہ عالم سے بہت مسئلے نہ پوچھے جسمین کہ اوسکو رنج ہو اور یہ کہ صحابہ رضہ

حضرتؐ کی بڑی تعظیم کرتے تھے سوم یہ کہ اشارہ بمنزلہ تصریح کے ہوتا ہے جبکہ مشارٌ الیہ معین ہو اس لیے ابن مسعود رضؓ نے دوسری اور تیسری بار اشارہ سے سوال کیا کہ پھر کون ہے عملون کا صریح ذکر نہ کیا واللہ اعلم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز وقت پر پڑھنی سب عملون سے بہتر ہے **باب** اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا اِذَا صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا پانچون نمازین گناہون کا اوتارہین جب کہ اون کو وقت پر پڑھا جاوے جماعت سے یا اکیلے **حَدَّثَنِي** اِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهٖ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهَا الْخَطَايَا **ترجمہ** ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بتاؤ تو اگر تم مین کسی کے دروازہ پر ندی ہو کہ وہ اسمین سے ہر روز پانچ بار نہاوے کیا اوسکی میل سے کچھ باقی رہے گا اصحاب نے عرض کی کہ کچھ اوسکے میل سے باقی نہ رہیگا حضرت نے فرمایا کہ یہی حال ہے پانچ نمازونکا کہ اونکے سبب سے حقتعالی گناہون کو مٹا دیتا ہے **ف** یہ تمثیل ہے نماز کی ساتھ پانی ندی کے یعنے جیسے کہ ہر روز پانچ وقت نہلانے سے بدن پر میل نہین رہتا ہے اوسیطرح نہ بچیگا نماز سے گناہ نہین رہتے ہین بس معلوم ہوا کہ نماز گناہ کا اوتار ہے وفیہ مطابقۃ للترجمۃ اور فائدہ اس تمثیل کا تاکید ہے اور معقول کو محسوس کیطرح کر دیتا ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کل گناہ معاف ہوجاتے ہین خواہ کبیرے ہون خواہ صغیرے لیکن مراد اس سے فقط صغیرے گناہ ہین اسلیے کہ اوسکو میل سے تشبیہ دی گئی ہے اور میل ادنے ہے بہ نسبت بڑی زخمون اور جراحات کے اور امام شیخ الاسلام ابن حجر رحؒ نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ حالات آدمی کے بہ نسبت اوسکے گناہون کے پانچ قسم ہین اول یہ کہ اوس سے کوئی چیز صادر نہ ہووے سو یہہ معارض ہے ساتھ رفع درجات کی دوم یہ کہ صغیرے گناہ اس سے صادر ہون اور اسپر اصرار نہ ہو تو یہہ یقیناً نماز سے معاف ہوجاوینگے سوم یہ کہ گناہ صغیرے ہون لیکن اونپر اصرار اور ہٹ کرے تو یہہ نماز سے معاف نہین ہونگے چہارم

یہ کہ گناہ کبیرہ ایک ہی ہو اور صغیرے بہت ہوں تجھ یہ کہ کبیرے گناہ بھی بہت ہوں اور صغیرے بھی بہت ہوں تو یہ دونو قسم کے گناہ بھی معاف نہیں ہونگے انتہے اور جس گناہ میں حق العبد ہو یعنے آدمی کی تقصیر کے ہو تو اوسکا معاف ہونا اوسکی بخشش پر موقوف ہے

باب فِي تَضْيِيعِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا نماز کو وقت سے نکالنا منع ہے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ الصَّلٰوةُ قَالَ أَلَيْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِيهَا

ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ اونہنے کہا کہ جو جو نیک عمل حضرت کے زمانے میں کیے جاتے تھے میں اونمیں سے ایک عمل کو بھی نہیں پاتا ہوں یعنے اب اونمیں سے کوئی نیک عمل باقی نہیں رہا لوگوں نے غفلت کیوجہ سے سب عمل چھوڑ دیے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ صرف کلمہ لا الہ الا اللہ باقی رہگیا کسی نے انس سے کہا کہ نماز تو باقی ہے (پس تو کیوں کہتا ہے کہ کوئی چیز باقی نہیں رہی) انس رض نے کہا کیا یہ شان نہیں ہے کہ ضائع کے تمنے وہ چیز جو ضائع کی ہے تمنے نماز میں **ف** نماز کی ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اوسکو اپنے
وقت سے نکالدیا جاوے اور وقت نماز کا بالکل باقی نہ رہے چنانچہ ایک روایت میں ہی ۲۴۳
کہ انس نے کہا کہ کیا تمنے ظہر کو عصر کے ساتھہ نہیں ملا دیا ہے پس وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اوسوقت میں روزہ وحج وزکوۃ بھی باقی تھی لیکن اوسنے نماز کی تخصیص اسواسطے کی کہ یہ سب عبادتوں میں عمدہ ہے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ أَخِي عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ دَخَلْتُ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ نَحْوَهُ **ترجمہ** زہری سے روایت ہے کہ میں انس رض پاس دمشق میں آیا اسحال میں وہ رورہے تھے میں نے کہا کس سبب سے روتے ہو انہوں نے کہا میں ارکان اسلام سے کسی چیز کو باقی نہیں پاتا ہوں مگر نماز کو اور یہ نماز بھی ضائع ہو چکی ہے یعنے اوسکو اپنے وقت سے نکالدیتے ہیں وقت پر ادا نہیں کرتے ہیں +

ف حجاج ولید بن عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اوسنے ملک شام اور عراق میں اپنی طرف

سے نائب بھیجے اور حجاج نابکار کو ملک عرب پر حاکم کرکے بھیجا اور یہہ حجاج نہایت ظالم تھا
اور دین میں بڑا سست تھا نماز کو ہمیشہ قضا کر دیتا تھا کبھی وقت پر نہیں پڑھتا تھا تو انس رضہ
اسکی شکایت کرنے کو ولید حاکم وقت پاس دمشق میں گئے مگر ولید خود بھی نماز کو قضا کر دیا
کرتا تھا اسلیے اُسنے انس رضہ کی شکایت نہ سنی اسی طرح ملک شام اور بصری میں اسکی طرف سے
جو نائب ہوئے تھے وہ بھی نماز کو قضا کر دیتے تھے سو انس رضہ اونکا حال دیکھ کر ایکدن رو
رہے تھے کہ زہری تابعی اُنکے پاس ملاقات کو گیا اور اونسے اونکے رونے کا سبب پوچھا
تب حضرت انس رضہ نے یہ حدیث فرمائی اور مراد نماز کے ضائع کرنے سے یہی ہے کہ وہ نماز
بالکل قضا کر دیتے تھے جیسے کہ مصنف عبدالرزاق میں عطا سے روایت ہی کہ ولید نے جمعہ میں
یہانتک دیر کی کہ شام ہو گئی سو میں نے پہلے ظہر پڑہی پہر بیٹھے بیٹھے اشارے سے عصر پڑہی
اور حالانکہ ولید ابھی جمعے کا خطبہ پڑھ رہا اور عطا نے اشارہ سے نماز سو اسطے پڑہی کہ اگر کھڑا
ہوکر پڑہونگا تو ولید مجھکو قتل کرڈالیگا پس اس سے ظاہر ہوگئی مطابقت درمیان باب
کے اور درمیان اس حدیث کے اور انس رضہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ارکان اسلام
سے کوئی چیز باقی نہیں رہی تھے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ ارکان اسلام کے سب باقی ۳۴۳
تھے مگر نماز نہیں تھے تو ظاہرا ان دونو قولوں میں تعارض ہے سو وجہ تطبیق کی یہہ ہے کہ پہلا
قول اونکا امیروں شام اور بصری کے حق میں وارد ہوا ہے اور دوسرا قول اونکا خاص مدینہ
والوں کے حق میں وارد ہوا ہے مدینہ میں اسوقت عمر بن عبدالعزیز حاکم تھے وہ صرف نماز میں
سستی کیا کرتے تھے سو جب عروہ نے اونکو حدیث تعیین اوقات کی سنائی تو اوسدن سے
وہ وقت کی نہایت محافظت کیا کرتے تھے واللہ اعلم **باب** المُصَلِّی یُنَاجِی رَبَّہٗ
نمازی نماز میں اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا
ھِشَامٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی
یُنَاجِیْ رَبَّہٗ فَلَا یَتْفِلَنَّ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَلٰکِنْ تَحْتَ قَدَمِہِ الْیُسْرٰی **ترجمہ** انس سے روایت
ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بیشک جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے
بات چیت کرتا ہے سو اپنی داہنے طرف نہ تھوکے ولیکن اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ عَنْ اَنَسٍ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْہِ

کالکلب واذا ابزق فلا یبزق بین یدیہ ولا عن یمینہ فانہ یناجی ربہ وقال سعید عن قتادۃ لا یتفل قدامہ او بین یدیہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ وقال شعبۃ لا یبزق بین یدیہ ولا عن یمینہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ وقال حمید عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا یبزق فی القبلۃ ولا عن یمینہ و لکن عن یسارہ او تحت قدمہ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ حضرت ص نے فرمایا درست اور ٹھیک ہو جایا کرو اپنے سجدے مین اور تم مین سے کوئی اپنے دونون ہاتھون کو نہ بچھایا کرے کتے کیطرح اور جب کوئی (نماز مین) تھوکے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے اسلیے کہ بیشک وہ اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اپنے اگے یا اپنے سامنے نہ تھوکے ولیکن اپنے بائین طرف یا بائین پانو کے تلے تھوکے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ قبلے کیطرف نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے ولیکن اپنے بائین طرف یا بائین پانو کے تلے تھوکے **ف** اگر نماز مین تھوک آجاوے تو آگے نہ تھوکے اسواسطے کہ قبلہ ہے اور داہنے فرشتہ ہے تو بائین قدم کے نیچے تھوکے اگر جنگل مین ہو اور اگر مسجد مین ہو یا بائین طرف کوئی نمازی کہڑا ہو تو اپنے کپڑے مین تھوک لے اور مناسبت اس باب کی پہلے بابون سے اسطور پر ہے کہ پہلے بابون سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی نماز کو وقت پر ادا کرے اوسکے لیے بڑا ثواب ہے اور جو شخص نماز کو وقت سے نکالدے اوس کو بڑا گناہ ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ کلام کرنے سے آدمی کا درجہ بلند ہوتا ہے سو امام بخاری کی غرض اس باب سے نماز کو وقت پر پڑھنے کی ترغیب دینا ہے یعنے نماز کو اپنے بوقت پر ادا کرنا چاہیے تاکہ یہ مرتبہ مناجات کا حاصل ہووے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس باب کی باب مواقیت الصلوۃ سے واللہ اعلم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدے مین کہنیون کو زمین سے اور پیٹ کو رانون سے ملانا منع ہے علیحدہ رکھے **باب** الابراد بالظھر فی شدۃ الحر سخت گرمی مین ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنا **حدثنا** ایوب بن سلیمان قال حدثنا ابوبکر عن سلیمان قال صالح بن کیسان حدثنا الاعرج عبد الرحمن وغیرہ عن ابی ھریرۃ ونافع مولی عبد اللہ بن عمر عن عبد اللہ بن عمر انھما حدثاہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم **ترجمہ** ابوہریرہ اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت ص

نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہوا کرے تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرو اسواسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرْ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلوٰةِ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موذن نے ظہر کی اذان دی سو حضرت نے اسکو فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے ٹھنڈا ہو نے دے یا کہ یوں فرمایا انتظار کر انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے سو جب سخت گرمی ہوا کرے تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو ابوذر نے کہا کہ حضرت نے ٹھنڈی کرنے کا حکم فرمایا یہانتک کہ ہمنے ٹیلوں کا سایہ دیکھا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَدِينِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلوٰةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ وَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ **ترجمہ** ۳۴۵ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آگنے خدا کے آگے شکوہ کیا اور عرض کی کہ اے رب میرے بعض نے بعض کو کھا لیا ہے یعنے نہایت گرمی اور شدت جوش سے سو خداتعالے نے اسکو دو بار دم لینے کا اذن کیا ایک بار سردی کے موسم مین اور ایک بار گرمی کے موسم مین سو جو گرمی کہ تم گرمی کے موسم میں پاتے ہو وہ اسی سانس کی سخت گرمی سے اور جو سردی کہ تم سردی کے موسم مین پاتے ہو وہ اسی سانس کی نہایت تیز ردی سے ہے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ تَابَعَهُ سُفْيَانُ وَيَحْيٰى وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ **ترجمہ** اسکا وہی جو اوپر گذر چکا ہے **ف** ان حدیثون سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ گرمی کے موسم مین ظہر کے نماز ٹھنڈے وقت مین پڑھنا چاہیے اسلیے کہ جوش گرمی کا غضب کا وقت ہے دفیہ مطابقۃ للترجمۃ فتح الباری مین لکھا ہے کہ جمہور اہل علم کے نزدیک

سخت گرمی مین ظہر مین تاخیر کرنی مستحب ہے یہانتک کہ وقت ٹھنڈا ہو جاوے اور گرمی
ٹوٹ جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر جماعت ہو تو ٹھنڈے وقت مین ظہر پڑہے اور اگر اکیلا ہو
تو اُسکے لیے اول وقت مین نماز پڑہنی افضل ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اکثر مالکیہ کا لیکن
امام شافعی کہتے ہین کہ یہہ ٹھنڈا کرنے کا حکم صرف اُسی جگہہ مین ہے جہان شہر گرم ہو اور
جماعت کو اسطے لوگ دور دور سے آوین اور اگر ایک جگہہ جمع ہون تو اُنکے لیے اول وقت
نماز پڑہنی افضل ہے ٹھنڈا کرنا افضل نہین ہے اور احمد کے نزدیک ہر حال مین ابراد افضل
ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ظہر کو اول وقت پڑہنا ہر حال مین افضل ہے اور وہ لوگ حدیث ابراد
کا یہ معنے کرتے ہین کہ مراد ٹھنڈا کرنے سے اول وقت پڑہنا ہے لیکن یہ تاویل ضعیف ہے
رد کرتا ہے اس تاویل کو حضرت کا یہ فرمانا کہ شدت گرمی کی دوزخ کے جوش سے ہے اسلیے کہ یہ علت
دلالت کرتی ہے اسپر کہ مراد اسی نماز کا تاخیر کرنا ہے ورنہ یہ علت لغو ہو جاویگی اور یہ حدیث ابوذر
کی جو عنقریب آتی ہے صحیح ہے اوسکے ضعیف ہونے پر اسلیے کہ اوسمین صاف موجود ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انتظار کر انتظار کر اور جو لوگ کہ گرمی مین بہی اول وقت نماز پڑہنے کو
افضل کہتے ہین اُنکی ایک دلیل حدیث خباب کی ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ ہمنے حضرت ؐ کے ۲۴۶
نزدیک سخت گرمی کی شکایت کی کہ ہمارے ہاتہہ اور پیشانی گرمی سے جل جاتے ہین یعنے سجدہ
کرنے کے وقت (پس آپ ہمکو نماز ٹھنڈا کرنے کی اجازت دیجے) سو حضرت نے ہمکو ٹھنڈا کرنے
کی اجازت ندی سو اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہہ حدیث ابراد کی حدیثون سے منسوخ ہے
اسلیے کہ ابراد کی حدیثین مؤخر ہین اور یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اصل ابراد کے وقت سے زیادہ
تاخیر چاہتے تہے یعنے جب وقت کہ بالکل گرمی دفع ہو جاوے سو کبہی کبہی اسی تاخیر مین ظہر کا اصل
وقت بہی جاتا رہتا ہے اسلیے آپ نے اونکو تاخیر کا اذن نہ دیا اور جو لوگ کہ ظہر اول وقت
پڑہنے کو افضل جانتے ہین دوسری دلیل اُنکی وہ حدیثین ہین جو اول وقت ظہر پڑہنے کی فضیلت
پر دلالت کرتی ہین سو جواب اونکا یہ ہے کہ وہ حدیثین مطلق اور عام ہین اور حدیث ٹھنڈا
کرنے کی خاص ہے پس یہ حدیث مقدم کیجاوے گی اونپر اسلیے کہ تخصیص عام کی خاص سے
بالاتفاق جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اول وقت مین ظہر پڑہنے افضل ہے اسواسطے کہ
اسمین مشقت زیادہ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ افضلیت اسمین منحصر نہین ہے بلکہ کبہی آسان
کام زیادہ افضل ہوتا ہے مشکل کام سے جیسے کہ سفر مین نماز کا قصر کرنا افضل ہے پوری پڑہنے

سے اور امام احمد سے روایت ہے کہ دونون امرون سے آخری فعل حضرت م کا یہی ہے کہ آپ نے
گرمی کے موسم مین ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت مین پڑھی ہے اور بعضون نے دونو
طرف کی حدیثون مین یہ تطبیق دی ہے کہ اول وقت افضل ہے اور ابراد رخصت اور جائز
ہے اور بعضے اسکے برعکس کہتے ہین کہ ٹھنڈا کرنا افضل ہے اور اول وقت پڑھنا جائز ہے انتہی
ملخصًا مترجم کہتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے دوسرے پارہ مین ان حدیثون مین یہ
تطبیق دی ہی کہ ٹھنڈا کرنا اول وقت کے منافی نہین ہے بلکہ دونو آپسین جمع ہو جاتی ہین
اسلیے کہ حد ٹھنڈا کرنے کی یہ ہے کہ دیوارونکا سایہ اسقدر ہو جاوے کہ اوسمین آدمی چلکر
مسجد کیطرف جاسکے اور بعضے لوگ اس حدیث سے سند لاتے ہین اسپر کہ ظہر کا وقت دومثل تک
باقی رہتا ہے اسلیے کہ بالو کے ٹیلے زمین پر بچھے ہوئے ہوتے ہین اور انکی بلندی کم ہوتی ہی
پس انکا سایہ اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا دومثل ہو جاوے سو جواب اسکا یہ
ہے کہ جب سایہ ہر چیز کے دومثل ہونے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو اسسے لازم آتا ہے
کہ یہ ٹیلون کے دومثل ہونے تک بہی ظہر کا وقت باقی رہتا ہے حالانکہ اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اور حد تاخیر ظہر کی اسی وقت تک ہے جبکہ سایہ ٹیلونکا ابتدا شروع ہو ۳۴۷
پس یہ حدیث انکی بہی مخالف ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سایہ ٹیلونکا دیر کے بعد ظاہر ہوتا ہے
مگر اوسکی حد یہی ہے کہ ایک مثل کے اندر ہوتا ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ جب شدت گرمی
کی وجہ سے نماز کی تاخیر جائز ہے تو نہایت سردی کی وجہ سے بہی تاخیر نماز کی جائز ہوگی
اسلیے کہ وہ بہی آگ کے جوش سے ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ نہایت سردی اکثر
صبح ہی کے وقت ہوتی ہے اور وہ آفتاب نکلنے کے سوا دور نہین ہوتی ہے سو اگر یہان
بہی نماز کو تاخیر کیا جاوے تو صبح کا وقت باقی نہین رہیگا پس تاخیر جائز نہوگی اور یہ جو
فرمایا کہ آگ نے خدا کے نزدیک اپنی شدت کا گلہ کیا سو اکثر کہتے ہین کہ یہ گلہ حقیقی زبان
سے ہوا ہے کہ اللہ تعالے نے حیوانون کی طرح اوسمین بہی حیاتی پیدا کی ہوئی ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ گلہ زبان حال سے واقع ہوا ہے یعنے شدت گرمی سے آگ کا جوش
خروش کرنا گویا کہ یہ گلہ ہے لیکن پہلی بات صحیح ہے اسلیے کہ جب پیغمبر صادق کسی امر
ممکن کی خبر دے تو اوسکی تاویل کی کچھہ حاجت نہین ہے بلکہ اوسکو حقیقی معنے پر محمول
کرنا اولے ہے امام نووی نے لکہا ہے کہ یہی بات صواب ہے یعنے مراد اس سے حقیقی کلام

ہے اسلیے کہ آگ کی گفتگو پیغمبر کے ساتھہ اور مسلمانون کے ساتھہ بہت واقع ہو چکی ہے
چنانچہ مومن جب پلصراط پر سے گذریگا تو دوزخ کہے گی کہ اے مومن میرے اوپر سے
جلدی گذر جا کہ تیرے نور نے میرے جوش کو بجھا دیا ہے واللہ اعلم اور آگ مین سردی
کے ہونے کا یہہ مطلب ہے کہ دوزخ ان دونون کی جگہہ ہے بعضے طبقون مین اسکے آگ
ہے اور ایک طبقہ اسمین زمہریر ہے کہ اسمین اس شدت کی سردی ہے کہ اوسکی حد سوا
خدا کے کسی کو معلوم نہین پس مراد آگ سے اس حدیث مین دوزخ ہے **فائدہ ثانیہ** فرقہ
معتزلہ کہتے ہین کہ دوزخ قیامت کے دن پیدا کیجاویگی اسوقت پیدا نہین ہو چکی ہے سو یہ
حدیث صریح ہے اُنکے ردمین اسلیے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دوزخ پیدا ہوئی ہے
اور اب موجود ہے **باب** الإبراد بالظهر في السفر سفر مین ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرکے
پڑہنے کا بیان حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ مَوْلَى
لِبَنِي تَيْمِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ ۳۴۸
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ
الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَفَيَّؤُ يَتَمَيَّلُ **ترجمہ** ابوذر رض سے
روایت ہے کہ ہم حضرت کے ساتھ ایک سفر مین تھے سو موذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے
سو حضرت نے (اسکو) فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پہر اوسنے اذان کا ارادہ کیا سو
آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے (سو آپ نماز کو ٹھنڈا کرنا فرماتے ہے) یہانتک کہ
(آپ نے) ٹیلون کا سایہ دیکھا (تو اوسوقت آپ نے نماز پڑہی) اور فرمایا کہ گرمی کے شدت
دوزخ کے جوش سے ہے سو جب سخت گرمی ہوا کرے تو نماز ٹھنڈے وقت پڑہا کرو
اور ابن عباس رض نے آیت یتفیؤ ظلالہ کی تفسیر مین فرمایا کہ معنے یتفیؤ کا یہ ہے کہ میل
کرے اور جہک جاوے سایہ اوسکا ایک طرف سے دوسری طرف **ف** فتح الباری
مین لکھا ہے کہ ظہر ٹھنڈا کرنیکی حد مین علماء کو اختلاف ہے سو بعضون نے کہا کہ ایک
ہاتہہ سایہ ہونے تک ہے اور بعضون نے کہا کہ آدمی کے قد کی چوتہائی تک ہے اور بعضون نے
کہا ہے کہ اوسکی تہائی تک اور بعضون نے کہا ہے کہ اوسکے نصف تک اور بعضون نے

کہا کہ وہ مختلف ہے باعتبار اختلاف وقتوں کے لیکن شرط یہ ہے کہ آخر وقت قضا نہو جاوے اور بعض
روایتوں مین آیا ہے کہ ٹیلوں کا سایہ اونکے برابر ہوگیا تہا سو مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے ظاہر نہین تہا
پہر ظاہر ہوگیا نہ یہ کہ ایک مثل ہوگیا تہا یا شاید اسواسطے تاخیر کیا ہوگا کہ عصر کے ساتہ جمع کا ارادہ ہوگا
اور مراد امام بخاری کی اسباب سے یہ ہے کہ گرمی کے موسم مین نماز ظہر کو ٹہنڈا کرنے کے لئے طرف گہر
کے ساتہ خاص نہین ہے بلکہ سفر مین بہی ٹہنڈا کرنا جائز ہے لیکن یہ اسیوقت ہے جبکہ مسافر کسی
منزل مین اترا ہوا ہو اور جب چلتا ہو یا سواری پر تو اوسوقت نماز جمع کرلینے چاہیئے تقدیم ہو
یا تاخیر جیسے بیان اسکا آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالے اور مناسبت ترجمہ کی حدیث سے ظاہر
ہے **باب** وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ ظہر کی نماز کا وقت آفتاب ڈہلنے سے شروع ہوتا ہے اور جابر رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت سخت گرمی مین نماز پڑہا کرتے
تہے یعنے بعد زوال کے **ف** غرض اس باب سے رد کرنا اُن کوفیون پر ہو کہتے ہین کہ نماز
اول وقت مین فرض نہین ہوتی ہے حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
۳۴۹ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ
الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي
مَقَامِي هَذَا فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ
السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ
عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ ترجمہ
انس رض سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آفتاب ڈہلنے کے وقت گہر
سے باہر تشریف لائے سو آپ نے اول وقت ظہر کی نماز پڑہی پہر آپ نے بعد نماز ظہر کے
منبر پر خطبہ پڑہا اور قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتین ہونے
والی ہین پہر فرمایا کہ جو کچہ کوئی پوچہا چاہے سو پوچہے مجہسے جو کچہ پوچہو گے بتلا دونگا جب تک کہ
مین اپنے اس مقام مین ہون یعنے منبر پر سو اصحاب بے اختیار قیامت کے خوف سے رونے لگے سو
آپ نے بہت بار لوگون سے یہ کلمہ فرمایا کہ مجہسے جو کچہ چاہو سو پوچہو سو عبداللہ بن حذافہ نے

کہڑے ہوکر پوچھا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا کہ خدافہ ہے پہر بہت بار فرمایا کہ جو کچھہ چاہو مجھسے پوچھو
یعنے حضرت اوسوقت بہت غضب مین آگئے سو عمر فاروق رض نے گھٹنون کے بل کہڑے ہوکر
عرض کیا کہ ہم بدل راضی ہین خدا کی خدای سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت کی پیغمبری
سے یہہ سنکر حضرت کا غصہ دور ہوا اور آپ چپ ہوگئے پہر فرمایا کہ بہشت اور دوزخ اسوقت
میرے سامنے لائے گئے اس دیوار کی طرف .. سو مین نے بہلائی اور برائی کی شکل کوئی چیز نہین
دیکھی ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابتدا وقت ظہر کا زوال سے شروع ہوتا ہے اسلیئے کہ
حضرت صلعم نے آفتاب ڈہلنے کے وقت نماز پڑہی پس معلوم ہوا کہ اول وقت ظہر کا آفتاب کا ڈہلنا
ہے اور یہی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور یہہ کہین سے ثابت نہین ہوتا ہے کہ حضرت نے
زوال سے پہلے نماز پڑہے ہو اور اسپر تمام امت کا اجماع ہوچکا ہے لیکن قدیم زمانے مین بعض صحابہ
سے اسباب مین اختلاف تہا کہ ظہر کو آفتاب ڈہلنے سے پہلے جائز رکھتے تہے اور اسیطرح امام احمد
اور اسحاق بہی جمعہ پڑہنے کو زوال سے پہلے جائز رکھتے ہین جیسے آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالے اور زوال کے
پہچاننے کا طریق یہ ہے کہ کسی سیدہی چیز کو برابر زمین مین سیدہا کہڑا کیا جاوے اور صبح کو آفتاب
۲۵ نکلنے کے وقت اس چیز کے سایہ کو جو مغرب کی طرف ہے دیکھتا رہے سو جسقدر آفتاب بلند ہوتا جاوے
اوسیقدر اوسکا سایہ بہی کم ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ جب آفتاب اپنے نہایت درجہ کی بلندی پر
پہونچے اور عین سر پر آجاوے تو اوسوقت ایک لحظہ ٹہیرا رہتا ہے اور اسوقت اوسکا سایہ بہی
ٹہیر جاتا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ پس یہ وقت آدہے دن کا ہے اور اسی وقت کو استوا کہتے
کہتے مین پہر ایک لحظہ کے بعد آفتاب وہان سے ڈہل جاتا ہے پس جو اول درجہ ڈہلنے کا
ہے یعنے اپنے نہایت درجہ کی بلندی سے ڈہلکر جس درجہ مین اول اول آوے وہی وقت
زوال کا ہے اور وہی ہے اول وقت ظہر کا اور یہہ وقت وہ ہے جبکہ سایہ اس چیز کا مشرق
کی طرف مین ذرا سا ظاہر ہوکر نظر آنے لگے اور قسطلانی مین حدیث نقل کی ہے کہ جتنے دیر مین
آدمی زبان سے کلا نعم کہتا ہے وتنی دیر مین آفتاب پانسو برس کی راہ قطع کرجاتا ہے اور حضرت صلعم غصے
اسوجہ سے ہوئے تہے کہ منافقون نے کہا تہا کہ پیغمبر ہمارے سوال مین عاجز ہے
جو کچھہ ہم پوچھتے ہین اوسکا جواب نہین دے سکتا ہے سو حضرت نے منافقون کی یہہ
کلام سن لی تہی اسواسطے حضرت صلعم غصے سے بار بار فرماتے تہے اونکی طرف اشارہ کرکے کہ پوچھے
جسکا جی چاہے عبداللہ بن خدافہ اس مطلب کو نہ سمجھے عمر فاروق رض یہ بات بوجہہ گئے

کہ تکلام حضرتؐ کا اصحاب سے نہین ہے منافقون سے تب وہ بات عرض کی جس سے حضرتؐ کا
غصہ گیا اور رونا اصحاب کا یا تو اس خوف سے تہا کہ پہلی امتون کی طرح ہمپر بہی عذاب نازل نہ ہوجاوے
کہ پہلی امتون نے بہی پیغمبرون کو ایذا دی تہی اور حضرت کو بہی منافقون سے ایذا پہونچی ہے اور یا
رونا اونکا قیامت کے حالات سننے کی وجہ سے تہا اور حذافہ نے اپنا باپ اسواسطے پوچہا کہ لوگ اُنکو
کسی اور شخص کا بیٹا کہتے تہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ بہشت اور دوزخ اسوقت میرے سامنے
لائے گئے سو یہ سامنے لانا یا تو اسطرح سے تہا کہ جو پردہ کہ درمیان بہشت اور دوزخ اور درمیان آدمیون
کے ہے وہ درمیان سے اوٹہا دیا گیا تہا اور یا بہشت اور دوزخ کی لوگ آپکو دکہلائے گئے تہے یا
ان دونو کی مثال حضرت کو دکہلائی گئی تہی واللہ اعلم اور آپ نے یہ جو فرمایا کہ مین نے بہلائی اور برائی
کیطرح کوئی چیز نہیں دیکہی ہے سو مراد اس سے یا تو یہ ہے کہ مین نے بہشت جیسے بہتر جگہہ اور دوزخ جیسے بری
جگہہ کوئی نہین دیکہی اور یا یہہ مراد ہے کہ مین نیکی اور گناہ کی مثل کوئی چیز نہین دیکہی ہے کہ نیکی سے
آدمی بہشت مین داخل ہوتا ہے اور گناہ کے سبب سے آدمی دوزخ مین داخل ہوتا ہے اور اس حدیث
سے بڑی بزرگی اور نہایت تیزفہمی عمر فاروق کی ثابت ہوتی ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ بدون
حاجت کے بیفائدہ سوال عالم سے کرنا منع ہے حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي ۳۵۱
الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِي بَرْزَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ
وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ اِلَى الْمِائَةِ وَيُصَلِّي الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا
يَذْهَبُ اِلَى اَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِي
بِتَاْخِيرِ الْعِشَاءِ اِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ اِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ
مَرَّةً فَقَالَ اَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ **ترجمہ** ابوبرزہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
صبح کی نماز ایسے وقت مین پڑہا کرتے تہے کہ ہم مین سے ہر ایک آدمی اپنے پاس والے کو پہچان
لیتا تہا اور نماز مین ساٹہہ آیت سے لیکر سو آیت تک پڑہتے تہے یعنے جب آپ نماز صبح سے فارغ
ہوتے تو اوسوقت ایسی روشنی ہوجاتی کہ ایک دوسرے کو پہچان لیتا جیسے دوسری حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ ایسے وقت مین نماز کو شروع کرتے تہے اور ظہر کی نماز اسوقت پڑہتے جب کہ
آفتاب ڈہل جاتا اور عصر کی نماز ایسے وقت مین پڑہتے کہ ہم مین سے کوئی عصر پڑہکر مدینے کی پرلی طرف
اپنے گہر مین پلٹ جاتا اور حالانکہ ابہی آفتاب خوب سفید ہوتا تہا یعنے اُسکی گرمی اور رنگ نہ بدلتا
راوی ابوالمنہال کہتا ہے کہ مین بہول گیا ہون اُسکو جو ابوبرزہ نے نماز مغرب کے حال مین کہا اور عشا

کی نماز کو تہائی رات تک یا کہا آدہی رات تک تاخیر کرتے تھے (یہ راوی کا شک ہے) یعنے وقت مستحب عشا کا تہائی یا آدہی رات تک ہے والا اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ وقت عشا کا صبح صادق تک باقی رہتا ہے **ف** عشا کی نماز کے چار وقت ہین اول وقت فضیلت کا ہے اور تہائی رات تک مختار وقت ہے اور صبح صادق تک جواز کا وقت ہے اور مغرب کے ساتھ جمع کرنا عذر کا وقت ہے اور غرض امام بخاری کی اس حدیث سے یہ ہے کہ ظہر کا اول وقت وہ ہے جبکہ آفتاب ڈہل جاوے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت گرمی مین ظہر کی نماز پڑہا کرتے تو اپنے کپڑون پر سجدہ کرتے گرمی سے بچنے کے لیے یعنے گرمی کی شدت سے زمین ایسی گرم ہو جاتی تھی کہ اوس پر سجدہ کرنے سے پیشانی جل جاتی پس گرمی سے بچنے کے واسطے کپڑون پر سجدہ کرتے تھے **ف** جب
حضرت م نے گرمی مین ظہر کی نماز پڑہی تو معلوم ہوا کہ زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو ۳۵۲
جاتا ہے اسلیے کہ شدت گرمی کی زوال کے سوا اور کسی وقت مین نہین ہوتی ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور یہ حدیث ابراد کی حدیث کے مخالف نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ اول وقت جائز ہے اور ابراد افضل ہے واللہ اعلم اور یہ حدیث دوسرے پارہ مین بہی گذر چکی ہے

باب تَاْخِيْرِ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ ظہر کی نماز کو عصر تک تاخیر کرنا جائز ہے۔

ف مراد اس سے یہ ہے کہ ظہر کی نماز کو ایسے وقت مین ادا کرے کہ اوس سے فارغ ہوتے ہی عصر کا وقت داخل ہو جاوے اور اوسکو جمع صوری کہتے ہین یعنے ظاہر مین دونو نمازین ایک وقت مین معلوم ہوتی ہین اور در حقیقت اپنے اپنے وقت پڑہی جاتی ہین اور غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ حدیث ابن عباس رض کی اپنے ظاہری معنے مین نہین ہے بلکہ وہ محمول ہے جمع صوری پر یعنے ظہر کو آخر وقت مین ادا کیا اور عصر کو اول مین ادا کیا باین طور کہ جب ظہر سے فارغ ہوئے تو شاید عصر کا وقت داخل ہوگیا حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ سَبْعًا وَّثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَقَالَ اَيُّوْبُ لَعَلَّهٗ

فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ قَالَ عَسَى ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین نماز پڑہی سات رکعتین اکٹہی اور آٹہہ رکعتین اکٹہی ظہر اور عصر کی آٹہہ رکعتین اور مغرب اور عشا کی سات رکعتین یعنے چار فرض ظہر کے اور چار فرض عصر کے آٹہہ رکعتین جمع کر کے ایک وقت مین پڑہین اور تین فرض مغرب کے اور چار فرض عشا کے یہ سات رکعتین ایک وقت مین جمع پڑہین سو ایوب سختیانی نے کہا کہ شاید حضرت کا یہ جمع کرنا مینہ کے دن مین ہوگا جابر رضہ نے کہا امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا **ف** اس حدیث کے لوگون نے کئی تاویلین کین مین امام مالک کہتے ہین کہ شاید حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جمع کرنا مینہ کے سبب سے تہا مگر یہ تاویل ضعیف ہے اسلیے کہ مسلم کے ایک طریق مین صاف آگیا ہے کہ اسوقت نہ مینہ تہا اور نہ کوئی خوف تہا پس معلوم ہوا کہ یہ جمع نہ کہ خوف کے سبب سے تہا اور نہ سفر اور مینہ کے سبب سے تہا اور بعضون نے یہ تاویل کی ہے کہ یہ جمع کرنا بیماری کے سبب سے تہا مگر یہ تاویل بہی ضعیف ہے اسلیے کہ اگر مرض کے عذر سے جمع ہوتی تو آپکے ساتہہ وہی لوگ جمع کرتے جنکو بیماری ہوتی حالانکہ ابن عباس رضہ سے صریح آچکا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ نماز بہت اصحاب کے ساتہہ پڑہی اور بعضون نے یہ تاویل کی ہے کہ بدلی تہا سو حضرت نے ظہر کی نماز پڑہی پہر آسمان صاف ہوگیا اسوقت معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آگیا ہے پس آپ نے عصر کی نماز پڑہی مگر یہ تاویل بہی ضعیف ہے اسلیے کہ یہ احتمال ظہر اور عصر کی نماز مین تو ہو سکتا ہے مگر مغرب اور عشا کی نماز مین یہ احتمال بالکل نہین ہو سکتا کہ کہا جاویگا پہر اندین صورت مغرب اور عشا کو کیون جمع کیا اور بعضون نے یہ تاویل کی ہے کہ یہ جمع صوری ہے جمع حقیقی نہین ہے جیسے کہ بیان اسکا ابہی ہو چکا ہے اور یہی مذہب ہے امام بخاری اور حنفیہ کا لیکن یہ احتمال بہی ضعیف ہے امام نووی نے لکہا ہے کہ یہ احتمال باطل ہے اسلیے کہ ظاہر حدیث کے مخالف ہے اور نیز جابر راوی حدیث کا کہتا ہی کہ یہ مینہ کے عذر سے تہا لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکہا ہے کہ یہ احتمال جمع صوری کا قوی ہے اسلیے کہ اس حدیث کے کسی طریق مین جمع کے وقت کا ذکر نہین آیا ہے کہ آپ نے ظہر اور عصر کو کس وقت مین جمع کیا اور مغرب اور عشا کو کس وقت مین جمع کیا اور ظاہرا کوئی عذر بہی نہین بن سکتا ہے جیسے کہ ابہی بیان عذر کا گذر چکا ہے کہ سب عذر ضعیف ہین پس اندین صورت اگر مراد مطلق جمع جائز رکہی جاوے جیسے کہ مثلاً ظہر کو عصر کے وقت مین جمع کرنا یا بالعکس اسکے تو لازم آوے گا نکالنا نماز کا اپنے وقت مقرر سے بلا عذر اور یہ جائز نہین ہے جیسے کہ بیان اسکا اوپر گذر چکا ہے کہ نماز

۵ اگر حضرت کو معلوم ہوتا کہ بلا عذر کے ظہر جمع ہی دونوں نماز
۳ کو جمع کرنا درست ہے لیکن
۳۵

کا وقت معین او رمقرر ہے اپنے وقت سے اسکو نکالنا جائز نہین ہے اور اگر مراد اسسے
جمع صوری رکھی جاوے تو نماز کو وقت سے نکالنا لازم نہ آویگا اور نیز سب حدیثون کی
آپسمین تطبیق ہو جاوے گی پس معلوم ہوا کہ اسکو جمع صوری پر حمل کرنا اولے ہی واللہ اعلم بالصواب
اور یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی ترجمہ سے لیکن صحیح مسلم مین ابن عباس رضسے اسی حدیث
مین یہ لفظ آچکا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو نماز ونکو اس ارادہ سے جمع کیا کہ
آپکی امت سے کسیکو کوئی حرج نہ ہو اور ابن مسعود رضسے طبرانی مین روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جمع اسواسطے کیا ہے کہ میری امت کو حرج نہ ہو سو یہ حدیث
صریح ہے کہ مراد اس سے جمع حقیقی ہے جمع صوری نہین ہے پس معلوم ہو کہ جمع صوری کی تاویل اس
حدیث مین نہین بن سکتی ہے اسلیے کہ جمع صوری حرج سے خالی نہین ہے اور نیز نفی حرج کے
روسے صورت مین صادق آتی ہے جب کہ جمع حقیقی ہو اور نیز جمع صوری مین وقت نکل
جانیکا خوف ہے خاصکر عوام لوگ کہ انکو وقت ظہر کے آخر جزو اور وقت عصر کے اول
جزو مین بالکل تمیز نہین ہو سکتی ہے پس اسمین بڑا حرج ہے اور نیز ابن عباس رضسے روایت
۳۵۴ ہے کہ اوسنے بصرہ مین نماز ظہر اور عصر کو جمع کیا اور انکے درمیان کوئی نفل نہ پڑھے اسسے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمع حقیقی ہے اسلیے کہ نوافل کا انکے درمیان نہ پڑھنا صرف جمع
صوری کے درمیان نوافل پڑھ لیتے ہین اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی مترجم نے کلام المتین
مین کردی ہے شائق اوسکا مطالعہ کرے غرضکہ اسحدیث مین جمع صوری ہی مراد نہین ہو
سکتی ہے اور اماموں کی ایک جماعت نے اسحدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور ضرورت کے
گھر مین بھی دو نماز ونکو جمع جائز کہا ہے بشرطیکہ عادت نہ ٹھیرا رکھے اور ساتھ اسی کے قائل
مین ابن سیرین اور ربیعہ اور اشہب اور ابن منذر اور قفال کبیر اور ساتھ اسکے قائل ہے ایک
جماعت محدثین کی اور دلیل انکی یہی حدیث ابن عباس رضکی ہے جسمین حرج کے واسطے جمع
کرنا آیا ہے مترجم کہتا ہے افسوس ہے کہ شارحین خاصکر امام ابن حجر نے اسحدیث
کی شرح مین بہت طویل کلام کی اور سب تاویلونکو رد کردیا لیکن آخر کوئی معنے اسحدیث کا بیان
نہ کیا اور کوئی بات محقق مقرر نہ کی جسپر آدمی عمل کرے لیکن جمع کرنے کا آپ نے یہ سبب جو
بیان فرمایا ہے کہ میری امت کو کوئی حرج نہ ہو اسسے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ مین جمع کرنے
کوئی سبب ضرور تہا اور کسی عذر کی وجہ سے آپنے نمازون کو جمع کیا تہا گو شارحین نے

کہ جمع بدون کسی عذر کے مقصود نہین

عذر ونکو رد کر دیا ہے والا یہ علت بالکل لغو ہے جاویگی پس ظاہر معنے اس حدیث یہی ہے کہ گہر مین بھی عذر کے واسطے دو نمازونکو جمع کرنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ آدمی اوسکو عادت نہ ٹہیرا لے کہی کبہی ضرورت کے وقت کر لیا کرے جیسے کہ ایک جماعت محدثین کا یہی مذہب ہے کما مر واللہ اعلم بالصواب **باب** وَقْتِ الْعَصْرِ نماز عصر کے وقت کا بیان حَدَّثَنَا اِبْرَاہِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِہَا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے اور حالانکہ آفتاب میرے حجرے سے ابہی باہر نہ نکلتا **ف** مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلعم عصر کی نماز ایسے وقت مین پڑہتے کہ سایہ آفتاب کا میرے حجرے کے صحن مین ہوتا یعنے آفتاب بہت بلند ہوتا تہا اسلیے کہ چہوٹے حجرے کے صحن مین آفتاب کا سایہ اوسیوقت ہوتا ہے جبکہ آفتاب خوب بلند ہو اور جب آفتاب نیچے چلا جاوے تو اُسوقت اُسکا سایہ صحن مین نہین رہتا ہے بلکہ دیوار و نپر چڑہ جاتا ہے جیسے کہ مشاہدہ سے یہ بات ظاہر ہے اور بعضے دشمن عقل کے اسکی یہ تاویل کرتے ہین کہ عائشہ کے حجرے کا دروازہ مغرب کی طرف تہا پس جب آفتاب آسمان کے کنارہ پر جاتا یعنے غروب کے نزدیک ہوتا تو اُسکی روشنی دروازے سے حجرے کے اندر چلی آتی تہے پس آفتاب کے حجرے سے نہ نکلنے کی یہی مراد ہے پس معلوم ہوا کہ عصر کا وقت دو مثلونکے بعد ہوتا ہے سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہ کہ عائشہ کے حجرے کا مغرب کیطرف دروازہ ہونا مسلم نہین ہے **دوم** یہ کہ حجرہ کے دروازہ پر پردہ پڑا رہتا تہا جیسے کہ شیخ نے جذب القلوب مین بیان کیا ہے پس دروازہ سے روشنی کا اندر جانا ممکن نہین تہا سوم کتاب المواقیت کے اول مین یہی حدیث عائشہ کی گذر چکی ہے اسمین صریح موجود ہے کہ آفتاب دیوار کے سایہ پر چڑہنے سے پہلے آپ عصر پڑہتے تہے اور آیندہ حدیثین بہی اسباب مین صریح ہین پس اگر روشنے آفتاب کے دروازہ سے اندر جاتی تھی تو پہر دیوار پر سایہ چڑہنے اور نہ چڑہنے کا کیا معنے ہوا پس اس حدیث سے یہ قید بالکل لغو ہوجاویگی چہارم یہ کہ جب آفتاب غروب کے نزدیک ہوتا ہے تو وہ وقت بالاتفاق مکروہ ہے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی اکثر اوقات یہی عادت تہی پس ایسے وقت مین حضرت کا ہمیشہ نماز پڑہنا کبہی ممکن نہین ہے پس اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہین کہ عصر

کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد ہوتا ہے فمن ادعی ذلک فعلیہ البیان حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى
الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلعم نے
عصر کی نماز پڑہی اور حالانکہ آفتاب ابہی میرے حجرے مین تہا اوسکا سایہ بلند نہین ہوا تہا اور ایک
روایت مین آیا ہے کہ نہ زمین سے سایہ بلند نہ ہوا ہوتا حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ
عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ قَالَ اَبُوْ
عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مَالِكٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ اَبِي حَفْصَةَ وَالشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ
تَظْهَرَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑہا
کرتے تہے اور حالانکہ آفتاب میرے حجرے مین ہوتا تہا اسکا سایہ ابہی بلند نہ ہوا ہوتا امام بخاری
نے کہا کہ مالک اور یحیی اور شعیب اور ابن ابی حفصہ کی روایت مین یہ ہے کہ آفتاب اوسکے حجرے
مین ہوتا دیوار پر چڑہنے سے پہلے **ف** غرض امام بخاری کی اس معلق حدیث کے لانے
سے یہ ہے کہ اس روایت مین نسبت بلند ہونے کے آفتاب کیطرف کی ہے اور پہلے روایت ۲۵۶
مین نسبت بلند ہونے کے سایہ کیطرف کی ہے سو وجہ تطبیق کی ان دونو حدیثون مین یہ ہے
کہ مراد آفتاب کے بلند ہونے سے یہ ہے کہ اوسکی روشنی ابہی حجرے سے باہر نہین نکلی تہی
اور سایہ کے نہ بلند ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ابہی تک اوسکا سایہ صحن حجرے مین چوڑا اور
فراخ نہ ہوا ہوتا پس دونو روایتون مین کوئی مخالفت نہین ہے اسلیے کہ سایہ اسیوقت
چوڑا ہوتا ہے جب کہ آفتاب کی روشنی حجرے سے باہر نکل جاوے اور اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز مین بہت جلدی کرنی چاہیے اور اسکو اول وقت پڑہنا
چاہیے اسلیے کہ عائشہ رض نے اس سے یہی سمجہا ہے اور اسیطرح عروہ راوی حدیث نے
بہی یہی سمجہا ہے اسیواسطے اونسے عمر بن عبد العزیز پر اس حدیث سے دلیل پکڑی
لیکن امام طحاوی حنفی نے کہا ہے کہ اس حدیث عائشہ رض سے عصر کا اول وقت پر پڑہنا
ثابت نہین ہوتا ہے اسلیے کہ حجرے کی دیوارین بہت چہوٹی تہین سو آفتاب اوسیوقت
پوشیدہ ہوتا جب کہ غروب کے نزدیک جاتا پس معلوم ہوتا کہ ہم عصر اول وقت نہین پڑہتے تہے
بلکہ دیر کرکے پڑہتے تہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ احتمال طحاوی کا اوسے وقت پیدا ہو سکتا ہے

حب کہ حجرے کا صحن فراخ اور چوڑا ہو حالانکہ استفاضہ اور مشاہدے سے معلوم ہوچکا ہے کہ
ازواج مطہرات کے حجرے فراخ نہین تھے بلکہ تنگ اور بہت چھوٹے تھے اور چھوٹے حجری
کے صحن مین آفتاب کی روشنی اوسیوقت باقی رہتے ہے جبکہ آفتاب خوب بلند ہو واالاجب
آفتاب غروب کے قریب چلا جاوے تو اوسوقت اوسکی روشنی حجرے کے صحن مین
بالکل نہین رہتی بلکہ بلند ہوجاتی ہے اگرچہ حجرے کی دیوارین چھوٹی ہون امام نووی نے
لکھا ہے کہ حجرے کا میدان بہت تنگ تھا اور اوسکی دیوارین بھی چھوٹی تہین باین
طور کہ لنبائے دیوار وسکے صحن کی چوڑائی سے کچھہ ہی کم تھی سو جب سایہ دیوار کا ایک
مثل ہوجاتا تو آفتاب کی روشنی صحن کے اخیر مین چلی جاتی اور گویا کہ جب امام بخاری نے
ایک مثل کے بعد وقت عصر ہونے پر کوئی حدیث صریح اپنی شرط پر نہ پائی تو صرف اسی
حدیث عائشہ رضہ پر اکتفا کیا اور اسی سے اول وقت عصر کا استنباط کیا اور صحیح مسلم مین
اس قسم کی حدیثین بہت ہین جو اسباب مین صریح ہین کہ وقت عصر کا بعد ایک مثل کے
کے شروع ہوجاتا ہے اور کسی اہل علم سے اسکا خلاف منقول نہین ہوا مگر امام ابوحنیفہ سے
کہ وہ کہتے ہین وقت عصر کا بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے امام قرطبی نے کہا کہ تمام ۳۵۷
جہان کے علما اوسکے مخالف ہین یعنے کہتے ہین کہ وقت عصر کا ایک مثل کے بعد
ہوجاتا ہے یہانتک کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد بھی اوسکے مخالف ہوگئے لیکن امام صاحب
کے بعض مقلدین متاخرین نے ابراد وغیرہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ ظہر کا وقت دو مثل تک
باقی رہتا ہے مگر یہ استدلال اونکا ٹھیک نہین ہے کیونکہ ابراد کی حدیث کی بھی مراد ہے کہ ہر چیز کا سایہ
ظاہر ہوجاوے وقدر بیانہ مرارًا امام ابن حجر نے کہ اس استدلال کی حکایت کیکو اوسکے
رد سے مستغنی کردیتی ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا
عَوْفٌ عَنْ سَیَّارِ بْنِ سَلَامَۃَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِیْ عَلٰی اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ فَقَالَ
لَہٗ اَبِیْ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ فَقَالَ کَانَ یُصَلِّی
الْھَجِیْرَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْاُوْلٰی حِیْنَ تَدْحَضُ وَیُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَرْجِعُ اَحَدُنَا
اِلٰی رَحْلِہٖ فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ وَالشَّمْسُ حَیَّۃٌ وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ وَکَانَ
یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْعَتَمَۃَ وَکَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَھَا وَ
الْحَدِیْثَ بَعْدَھَا وَکَانَ یَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حِیْنَ یَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِیْسَہٗ

وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ **ترجمہ** سیار سے روایت کہ مین اور میرا باپ (ہم دونوں) ابی برزہ
صحابی پاس آئے سو میرے باپ نے اوس سے پوچھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرض نماز کس وقت
پڑہا کرتے تھے سو اوس نے کہا کہ حضرت ظہر کی نماز (جسکو تم پیشین کہتے ہو) اوس وقت پڑہا کرتے
تھے جب کہ آفتاب ڈہل جاتا یعنے جبکہ آسمان کے درمیان سے مغرب کیطرف ذرا سا جہک جاتا
اور عصر کی نماز پڑہتے (یعنے ایسے وقت مین) کہ ہم مین سے کوئی عصر پڑہکر مدینہ کے پرلی
اپنے گہر مین پلٹ جاتا اور حالانکہ آفتاب سفید زندہ ہوتا تہا یعنے اوسکے رنگ مین کچھ تغیر نہ آتا
(راوی نے کہا) کہ مین بہول گیا ہون اوسکو جو ابو برزہ نے نماز مغرب کے باب مین کہا اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز (جسکو تم اندہیرے کی نماز کہتے ہو) مین دیر کرکے پڑہنے کو پسند
رکھتے تھے یعنے دیر کرکے پڑہا کرتے تھے اور نماز عشا سے پہلے سونے کو اور اوسکے بعد بات
چیت کرنے کو برا جانتے تھے اور صبح کی نماز سے (ایسے وقت مین) فارغ ہوتے کہ ہر ایک مرد
اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور آپ نماز مین ساٹھ آیت سے لیکر سو آیت تک پڑہتے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز اول وقت پڑہا کرتے تھے سو یہ ٹہنڈے وقت مین ظہر
٣٥٨ پڑہنے کے مخالف نہین ہے اسلیے کہ احتمال ہے کہ حضرت کا اول وقت مین پڑہنا سردی کے
موسم مین ہو یا حدیث ابراد سے پہلے کا یہ واقعہ ہو یا شدۃ گرمی کی نہ ہو یا بیان جواز کے لیے کیا ہو
یعنے اول وقت مین بہی ظہر پڑہنی جائز ہے لیکن جمہور کے نزدیک ابراد افضل ہے جیسا کہ امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ سخت گرمی مین مستحب ہے کہ ظہر کی نماز ٹہنڈے وقت مین پڑہے
اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ساتہہ اسکے قائل ہین جمہور صحابہ اسلیے کہ احادیث صحیحہ اسمین
وارد ہو چکی ہین اور بہت جگہون مین آپ نے اسکے ساتہہ حکم فرمایا ہے لیکن حد ابراد کی یہ ہے
کہ دیوارونکا سایہ اسقدر ہو جاوے کہ اوسمین لوگ چل سکین اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ نماز عصر مین
ابراد کرنا کسی کے نزدیک جائز نہین مگر اشہب مالکی کے نزدیک اور جمعہ کی نماز مین ابراد کرنا بہی
جمہور علماء کے نزدیک جائز نہین اور ظہر نماز کو پیشین اسواسطے کہتے ہین کہ دن کی سب نمازون
سے یہ پہلے نماز ہے یا یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو پہلے یہی نماز پڑہائی تہی اور ظہر اور
عشا کو پیشین اور اندہیرے کی نماز کہنا شاید اس وجہ سے ہے کہ ظہر کو اول وقت مین پڑہنا چاہیے
اور عشا مین تاخیر کرنی چاہیے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز مین اسواسطے دیر کرتے تھے
کہ سب نمازی جمع ہو جاوین جیسے کہ آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالے اور مراد آفتاب کے زندہ ہونے سے

یہ ہے کہ اوسکی گرمی اور روشنی کی تاثیر اور قوت باقی ہو اور اُسکا رنگ قائم ہو اور یہ نہین ہوتا ہے مگر بعد ایک مثل کے واللہ اعلم اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت صبح کی نماز سے ایسے وقت مین فارغ ہوتے تہے کہ ہر ایک آدمی اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تہا تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی نماز اول وقت اندہیرے مین پڑہنی چاہیے اسلیے کہ اپنے پاس والے کو پہچاننے کی ابتدا اندہیرے کے آخر مین شروع ہوتی ہے اور اسوقت مین حضرت نماز سے فارغ ہو جاتے تہے اور یہ بات سبکو معلوم ہے کہ حضرت ص کی عادت قرآن کو ٹہیر ٹہیر کر پڑہنے کی تہی اور نماز کے اور رکنون مین بہی بہت اطمینان کرتے تہے پس اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز غلس یعنے اندہیرے مین پڑہا کرتے تہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر کوئی عالم سے مسئلہ پوچہے اور اوسکو وہ جانتا ہو تو سائل کو جلدی جواب دینا چاہیے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے پہر کوئی آدمی (عصر کی نماز پڑہکر) قبیلہ بنی عمرو کیطرف جاتا سو اونکو عصر کی نماز پڑہتے پاتا ۳۵۹

ف امام نووی نے لکہا ہے کہ علما کہتے ہین کہ مدینہ سے بنی عمرو کا گاؤن دو میل کے فاصلہ پر تہا اور وہ لوگ عصر کی نماز میانہ وقت مین پڑہتے تہے اسلیے کہ وہ اپنے کامون اور کہیتون مین مشغول رہتے تہے اور حضرت ص عصر کی نماز اول وقت مین پڑہا کرتے تہے سو جو لوگ وہانکے حضرت کے ساتہہ اول وقت نماز پڑہ کر اپنے گہرونکے طرف پلٹ جاتے اور دو میل چلکر جاتے تو اوسوقت قوم کے اور لوگون کو نماز پڑہتے پاتے پس معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اول وقت پڑہا کرتے تہے کہ آدمی عصر کی نماز پڑہکر دو میل چلا جاتا تب عصر کا درمیانہ وقت ہوتا تہا اور یہ حدیث کو ظاہر مین موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِي صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهِ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ **ترجمہ** ابو امامہ سے روایت ہے کہ ہمنے عمر بن عبد العزیز کے ساتہہ ظہر کی نماز پڑہی پہر ہم وہان سے نکلکر انس رض پاس

آئے سو ہمنے اوسکو عصر کی نماز پڑہتے پایا سو جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو ہمین نے اونسے کہا کہ اے چچا تمنے یہ کون سی نماز پڑہی ہے یعنے ظہر ہے یا عصر انس نے کہا یہ عصر کی نماز ہے اور یہ وہ نماز ہے جسکو ہم حضرت کے ساتھ پڑہا کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز اول وقت پڑہنی چاہیے اور اوسکا اول وقت وہ ہے جبکہ ظہر کا وقت تمام ہو جاوے اسی وجہ سے ابو امامہ نے انس رضہ کی نماز مین شک کیا کہ یہ ظہر ہے یا عصر پس معلوم ہوا کہ دونون وقتون کے درمیان فاصلہ نہین ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ عصر کا وقت بعد ایک مثل کے ہو جاتا ہے اسلیے کہ اگر انکی نماز ظہر کی بعد دو مثل کے ہوتی تو پہر انس رضہ سے نماز پوچہنے کا کوئی معنے نہ تہا اور اسنے انس کو چچا اسواسطے کہا کہ وہ عمر مین اُسسے بڑے تہے حقیقی چچا نہین تہے اور اسحدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ چہوٹی عمر والا بڑی عمر والے کو نام سے نہ بلاوے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ آپ سے بڑے کو چچا یا ماموں وغیرہ کہنا جائز ہے اگرچہ کوئی غیر ہو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ

۳۶۰ مُرْتَفِعَةٌ **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے پہر (بعد نماز کے) ہم مین سے کوئی آدمی قبا کیطرف جاتا سو وہ قبا والون کے پاس آتا اسحالت مین کہ آفتاب ابہی بلند ہوتا تہا **ف** قبا ایک جگہ کا نام ہے تین یا چار میل مدینہ سے سو اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عصر کی نماز مین بہت جلدی کیا کرتے تہے اسلیے کہ بعد عصر کے چار میل چلکر جانا اور پہر بہی آفتاب کا بلند رہنا اوسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ عصر کو بعد ایک مثل کے پڑہے حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے اور حالانکہ آفتاب بلند اور روشن ہوتا سو کوئی جانے والا عوالی کیطرف جاتا سو وہان کے لوگون پاس جاتا اور حالانکہ آفتاب ابہی بلند ہوتا تہا اور بعضے گاؤن مدینہ سے چار میل پر ہین یا مثل اوسکی **ف** بعضی روایتون مین آیا ہے کہ مدینے سے عوالی چہہ میل ہین اور بعضون مین دو یا تین میل کا ذکر آیا ہے سو تطبیق

انمین یہ ہے جو سب سے زیادہ قریب ہین وہ دو میل مین اور جو سب سے زیادہ دور ہین وہ چھہ میل مین یا
اور میل چھہ ہزار ہاتھہ کا ہوتا ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالے اس حدیث مین لفظ عوالی کا آیا ہے
اور عوالی کہتے ہین ان گانون کو جو مدینہ کے آس پاس نجد کیطرف واقع ہین اور یہہ طرف مدینہ
کی اونچی اور بلند ہے اسلیے ان گاؤن کو عوالی کہتے ہین یعنے اونچی طرف اور بلندی پر واقع
ہین اور جو گاؤن کہ مدینہ سے تہامہ کیطرف واقع ہین اونکو سافلہ کہتے ہین امام نودی نے لکھا
کہ اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز اول وقت پڑہنی چاہیے اسلیے کہ عصر کی
نماز پڑہکر دو یا تین میل چلنا اور پہر بہی آفتاب کا بلند اور روشن رہنا ممکن نہین مگر جب کہ عصر کو
ایک مثل کے بعد پڑہا جاوے اور یہ حاصل نہین ہوتا ہے مگر لمبے دنون مین پس یہ حدیث دلیل
ہے واسطے امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کے کہ وقت عصر کا ایک مثل کے بعد
شروع ہو جاتا ہے اور جب کہ عصر دو مثل کے بعد پڑہی جاوے تو پہر دو تین میل چلکر آفتاب
کا روشن رہنا ممکن نہین ہے جیسکہ مشاہدہ سے یہ بات حاصل ہوتی ہے جسکو شک ہو تجربہ
کر کے دیکہہ لیوے غرض کہ ان حدیثون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا
وقت باقی نہین رہتا ہے پس اسسے ثابت ہوا کہ حدیث ابراد مین ٹھنڈا کرنے کی حد یہی ہے کہ ۳۶۱
ایک مثل سے پہلے ظہر کی نماز ادا ہو جاوے یا دیوارونکا سایہ اسقدر ہو جاوے کہ آدمی اوسمین
چل سکے پس اسسے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے گی واللہ اعلم **بَابُ** اِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ
الْعَصْرُ جسکی عصر کی نماز جاتی رہے اسکو کیا گناہ ہوتا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ
اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ
يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلْتَ لَهٗ قَتِيْلًا اَوْ اَخَذْتَ مَالَهٗ ترجمہ ابن عمر سے روایت
ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جسکی عصر کی نماز جاتی رہے تو جیسے اوسکے جورو لڑکے اور مال
چہین گیا یعنے اس نماز کے فوت ہونے کا ایسا غم کرنا چاہیے جیسے کہ آدمی اپنے جورو اولاد کے
اور مال کے ہلاک ہو جانے کا غم کرتا ہے یا اس نماز کے فوت ہو جانے سے ایسا ڈرے جیسے
کہ اہل اور مال کے ہلاک ہو جانے سے ڈرتا ہے امام بخاری نے کہا یترکم اشارہ ہے طرف
آیت وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ کے یعنے ہرگز نہ ناقص کریگا تمہارے عملونکو دوسری کلام امام بخاری
نے یہ فرمائی وَتَرْتُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلْتَ لَهٗ قَتِيْلًا اَوْ اَخَذْتَ مَالَهٗ یہ عرب کا محاورہ ہے جب

کوئی کسی کے بھائی بند یا مددگار کو مار ڈالے اور اسکے اسباب کو چھین لیوے تو اوسوقت یہ کلمہ
بولتا ہے وُتِرَتُ الرَّجُلَ یعنے مین نے اوسکو ناقص اور اکیلا کر دیا ہے اور غرض امام بخاری
کی اس آیت اور عرب کے لوگون کے محاورہ سے یہ ہے کہ لفظ اَہْلَہٗ وَمَالَہٗ کے لام پر پیش
اور زبر دونو جائز ہین اور وتر کا باب کبھی دو مفعول کیطرف متعدی ہوتا ہے اور کبھی ایک
مفعول کیطرف سو آیت دو مفعول کیطرف متعدی ہونے کی شہادت ہے اور محاورہ عرب کا ایک
مفعول کی شہادت ہے **ف** مراد فوت ہو جانے سے یہ ہے کہ بے عذر نماز کو وقت
جواز سے نکالدیوے پس بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسکی عصر کی نماز جاتی رہے اسکو
بڑا گناہ ہوتا ہے کہ اوسکے سب عمل اکارت اور برباد ہو جاتے ہین پس یہی وجہ ہے غفلت
اس حدیث کی ترجمہ باب سے اسلئے نماز عصر کی خاص کر تاکید ہوا سطے ہی کہ یہ وقت غفلت کا ہی
لوگ اسوقت بازار مین مشغول ہونے مین نماز عصر قضا ہو جاتی ہے اور یا اسواسطے اسکو خاص
کیا کہ ہر روز فرشتے عصر کے وقت نامہ اعمال آسمان پر لیجاتے ہین اور آمد و رفت کے فرشتے
اسوقت بہن جمع ہوتے ہین اور بعضون نے کہا کہ فجر کا بھی یہی حال ہے کہ اوسمین بھی فرشتے
٣٦٢ جمع ہوتے ہین لیکن اوسمین سو جانے کا عذر ہے اور اسمین عذر نہین اسلیے کہ یہ جاگنے کا
وقت ہی اور وہ سونے کا وقت ہی اور بعضے کہتے ہین کہ تفضیل کا کلی ہونا لازم نہین بلکہ بہ
نسبت اکثر نماز ونکے یہی ہو سکتا ہے اور احتمال ہے کہ تخصیص باعتبار سوال سائل کے
ہو کہ اسنے فقط اسی نماز کا سوال کیا ہو یا کاشتکار لوگ زراعت مین مشغول ہوتے ہین یا
کوئی اور وجہ تخصیص کی ہوگی لیکن اصل تخصیص کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالے جس نماز کو چاہتا
ہے فضیلت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے وجہ تخصیص کی سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا ہے
اور بعضون نے اس حدیث کو بھول جانے پر محمول کیا ہے یعنے جسکی عصر کی نماز بھول سے
جاتی رہے اُسکا یہ ذکر ہے سو اس تقدیر پر اسکا یہ معنے ہوگا کہ جسکی نماز عصر کی بھول سے
جاتی رہے تو جب کسی عصر پڑھنے والے کے ثواب کو دیکھتا ہی تو اوسکو ایسا غم حاصل ہوتا ہے
جیسے کہ جورو لڑکے وغیرہ چھن جانے والے کو غم حاصل ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو
نماز کو عمداً چھوڑ دیوے تو اوسکو بہت زیادہ غم ہوتا ہے ایک اس وجہ سے کہ اُسکے ہاتھ سے
ثواب فوت ہوا دوسرا اس وجہ سے کہ اوسکو گناہ حاصل ہوا اور اس حدیث مین یہ بھی اشارہ ہی کہ
دنیا بہت حقیر ہے تھوڑا عمل بہتر ہے بہت دنیا سے اور بعضون نے کہا کہ اس حدیث

ئے برابر کوئی حدیث نہین ہے اسلیے کہ کیفیت محافظت عصر کی اسکے سوا کسی حدیث مین پائی
نہین جاتی ہے واللہ اعلم **باب** اِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ جو عصر کی نماز کو جانکر چھوڑ دے
اسکو کیا گناہ ہوتا ہے حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى
بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِيْ غَزْوَةٍ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ
غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ
الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ **ترجمہ** ابی الملیح سے روایت ہو کہ ہم بریدہ رض کے ساتھ ایک لڑائی
مین تھے مینہ کے دن مین سو بریدہ نے کہا کہ نماز عصر کی پڑہنے مین جلدی کرو یعنے اول وقت
پڑہو اسلیے کہ مقرر حضرت ؐ نے فرمایا کہ جسنے عصر کی نماز چھوڑی یعنے جانکر تو اُسکا عمل اکارت
ہوا یعنے اوسکا ثواب باطل ہوگیا معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کے چھوڑنے کا بڑا گناہ ہے و
وفیہ المطابقة للترجمة **ف** امام احمد اور اونکے اہلمذہب اس حدیث سے دلیل پکڑتے
مین اسپر کہ جو شخص جانکر نماز چھوڑ دے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جمہور علما کہتے ہین کہ اس حدیث
کے ظاہری معنے مراد نہین ہے اسلیے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ سوائے شرک کے کسی چیز سے عمل
اکارت نہین ہوتے ہین پس اس حدیث کے انہون نے بہت تاویلین کی ہین بعضے کہتے ہین ۳۶۳
کہ مراد اکارت ہونے سے یہ ہے کہ نزدیک ہے کہ اکارت ہوجاوین اور بعضے کہتے ہین
کہ مراد عمل سے صرف یہی نماز ہے یعنے خاص اس نماز کا اوسکو ثواب نہین ملیگا نہ یہ کہ کل عمل اوسکے
اکارت ہوجاوین اور بعضے کہتے ہین کہ عمل سے مراد کام دنیا کا ہے جسکے سبب سے نماز چھوٹی
یعنے ایسے کام سے اوسکو فائدہ اور نفع حاصل نہین ہوگا وعلے ہذا القیاس بعضون نے
اسکی کچھ اور تاویلین کی ہین لیکن سب سے عمدہ یہ تاویل ہے کہ یہ حدیث زجر کے مقام مین واقع ہوئی
ہے ظاہر معنے اسکے مراد نہین ہین اور وجہ تاویل کی یہ ہے کہ قرآن مجید مین وارد ہے
وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ یعنے جسنے کفر کیا ساتھ ایمان کے تو اسکا عمل اکارت
ہوا پس اس آیت کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ایمان کے ساتھ کفر نہ کرے
اُسکا عمل اکارت نہین ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا عمل اکارت ہے
پس اس آیت اور حدیث مین تطبیق کے واسطے یہ تاویل کی گئی اسلیے کہ تطبیق جب تک
ممکن ہو اولے ہے ترجیح سے اور یہی ہے جواب امام احمد کی دلیل سے اگر کوئی سوال کرے کہ
ابر کے دن مین بریدہ کو اول وقت کا داخل ہونا کیسے معلوم ہوا تو جواب اسکا یہ ہے کہ

کہ احتمال ہے کہ بریدہ کو اول وقت معلوم ہوگیا ہو اسلیے کہ ابر کے دن مین کبھی کبھی آفتاب ظاہر
بھی ہوجاتا ہے اور اگر بالفرض آفتاب بالکل ظاہر نہ ہو تو اسمین یقین شرط نہین ہے بلکہ اوسمین اجتہاد
کرنا بھی کافی ہوجاتا ہے اور اس ترجمہ اور سابق ترجمہ مین یہہ فرق ہے کہ فوت ہوجانا ترک عمد
مین صریح نہین ہے اور ترک کرنا عمد مین صریح ہے **باب** فَضْلِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ نماز عصر کی فضیلت
کا بیان حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ
عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً
فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ
اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ فَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ افْعَلُوْا لَا تَفُوْتَنَّكُمْ
ترجمہ جریر رض سے روایت ہی کہ ہم حضرت م کے پاس بیٹھے تھے سو آپنے چودہوین رات کے
چاند کو دیکھا اور فرمایا کہ بیشک تم قیامت مین دیکھوگے اپنے رب کو جیسا اسکو دیکھتے ہو یعنے
چاند کو ہجوم نکرکے اسکو دیکھتے ہو ایسے ہی اوسکو دیکھوگے یعنے خلقت کی ہجوم اور کثرت سے اوسکے دیدار مین کچھ
حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے مین ہجوم خلل نہین ڈالتا ہے سو اگر تم سکتے ہو ۳۶۴
سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو
پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے اوسکی دلیل پڑہی کہ پاکی بول تعریف کی ساتھ
رب اپنے کے سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے **ف** مراد سورج نکلنے سے پہلے
فجر کی نماز ہے اور ڈوبنے سے پہلے عصر کی نماز ہے اور ان دو وقتون کو اسواسطے خاص کیا کہ
فرشتے آمد و رفت کے انمین جمع ہوتے ہین اور ان دونون وقتون مین آدمیون کے نامہ اعمال
آسمان پر لیجاتے ہین پس معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کی بڑی فضیلت ہی کہ اخبار نویس فرشتے اوس مین
جمع ہوتے ہین وفیہ مطابقۃ للترجمۃ اور یہی وجہ ہے مناسبت وارد کرنے حدیث اجتماع
فرشتون کی بعد اس حدیث کے لیکن یہ **فضیلت** ان دونون نمازون کی جماعت کے ساتھ
ادا کرنے پر موقوف نہین بلکہ ظاہر حدیث سے مطلق نماز ثابت ہوتی ہے جماعت سے ہو
یا تنہا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کا دیدار قیامت مین ایماندارون کے نصیب
ہوگا اور یہی مذہب ہے اہلسنت کا مگر شیعہ اور معتزلہ دیدار کے منکر ہین یہ دولت اونکے نصیب
مین نہین ہے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ نماز فجر اور عصر کو دیدار خدا کو حاصل کرنے مین بڑا دخل ہے

اوران دونو نمازون پر محافظت کرنے مین خدا کے دیدار کی امید ہے اور مناسبت ذکر ان دونو
نمازون کے خدا کے دیدار کے ساتھ یہ ہے کہ جیسے یہ دونو نمازین سب نمازون سے افضل
ہین ایسے ہی مناسب ہے کہ اونکا ثواب بہی سب ثوابون سے افضل ہو اور وہ دیدار خدا کا
ہے پس عصر کی نماز کی فضیلت ثابت ہوگئی اور یہی وجہ ہے مطابقت احدیث کی ترجمہ سے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَ
مَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ بَاتُوا الَّذِينَ
فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ
وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت ص
نے فرمایا کہ تم مین آگے پیچھے آجایا کرتے ہین فرشتے ہر ایک رات اور دن مین اور جمع ہوتے
ہین عصر کی نماز اور فجر کی نماز مین پہر آسمان پر چڑھ جاتے ہین وے فرشتے جو رات کو تمہارے
درمیان رہے ہے تو خدا اونسے پوچھتا ہے حالانکہ وہ تمہارا حال اونسے زیادہ جانتا ہے کہ کس حال
۳۶۵ مین تمنے میرے بندونکو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہین کہ ہم اونکو چھوڑ آئے ہین نماز پڑہتے
اور جاتے وقت پایا اونکو ہمنے نماز پڑہتے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شب و روز
اخبار نویس فرشتون کے دوبار بدلی ہوتی ہے اور بندونکا حال دوبار دربار الٰہی مین عرض
ہوتا ہے جو فرشتے دنکو بندون مین رہتے ہین وہ اونکا حال عصر کے وقت جاکر عرض کردیتے
ہین اور جو فرشتے رات کو بندون مین رہتے ہین وہ اونکا حال صبح کو دربار الٰہی مین جاکر عرض کردیتے
ہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرشتے کہتے ہین یا الٰہی اونکو قیامت مین بخشدے
اور یہ بدلی والے فرشتے وہ فرشتے نہین جو آدمی کے ساتھ ہر وقت رہتے ہین بلکہ یہ اُنسے علیحدہ
ہین اور فرشتون سے بندونکا حال پوچھنے کی یہ حکمت ہے کہ فرشتون کی زبان سے بندونکی
نیکی کی شہادت دلائی جاوے واسطے اظہار حکمت کے انسان کی پیدایش مین یعنے چونکہ
انسان کی پیدایش کے وقت فرشتون نے انکار کیا تہا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو
زمین مین فساد کرے تو اسواسطے خدا چاہتا ہے کہ ان فرشتون سے انسان پر شہادت دلائے
یعنے خود تمہاری شہادت سے ثابت ہوگیا کہ انسانون مین بہی ایسے آدمی ہین جو مثل
تمہاری الحمد کی پاکی بولتے ہین اور فرشتون نے صرف نماز کا جواب دیا اور چیز کا ذکر نکیا

اس سے معلوم ہوا کہ نماز سب عملون سے افضل ہے اور جو گناہ نمازون کے درمیان ہون وہ سب معاف
ہوجاتے ہین اسیواسطے فرشتون نے گناہ کا ذکر نہ کیا اور اسیواسطے اسیکا سوال ہوا اور اسیکا
جواب ہوا اور یہ جو فرشتون نے عرض کیا کہ ہم انکو چھوڑ آئے ہین نماز پڑھتے سو اس سے لازم
آتا ہے کہ فرشتے نماز پڑھنے سے پہلے آسمان پر چڑھ جاتے ہین حالانکہ حدیث مین صاف آچکا
ہے کہ وہ نماز مین اونکے ساتھ حاضر ہوتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ قول فرشتونکا محمول
ہے اسپر کہ جن لوگون نے اول وقت مین نماز پڑہی ہے فرشتے اونکے ساتھ حاضر تھے اور جنہون
نے بعد اوسکے نماز شروع کی ہے یا ابھی نماز کی تیاری مین ہین اوسوقت بھی حاضر تھے پس یہ قول
اونکا بنسبت اور لوگون کے صادر ہوا ہے جو بعد اوسکے نماز مین داخل ہوئے یا تیاری مین ہین
اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے نکلتے ہین ایک یہ کہ جب کوئی چیز انسان کے بدن سے جدا ہو
تو مستحب ہے کہ آدمی اسوقت پاکی سے ہو جیسے کہ بالونکا منڈانا اور ناخونونکا کٹوانا اور کپڑے
کا بدلنا وغیرہ . اور دوم یہ کہ نماز سب عبادتون سے افضل ہے اسلیے کہ اوسیکا سوال ہوا
اور اوسیکا جواب ہوا اور سوم یہ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونو وقت بڑی فضیلت کے
وقت ہین کہ انہین فرشتے جمع ہوتے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ صبح کے بعد رزق تقسیم ۳۶۴
کیا جاتا ہے اور عصر کے بعد اعمال آسمان پر اوٹھائے جاتے ہین سو جو شخص کہ ایسے وقت عبادت
مین ہو اوسکے رزق اور عمل مین برکت کیجاتی ہے اور اسکا رزق بڑھ جاتا ہے پس اس سے معلوم
ہوا کہ نماز عصر کی بڑی فضیلت ہے یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور یہی
حکمت ہے ان دونون نمازون پر محافظت کرنے کی حکم مین اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ امت
سب امتون سے افضل ہے پس اسکا نبی بھی سب نبیون سے افضل ہوگا اور یہ غیب کی خبر
ہے جسکی وجہ سے ایمان زیادہ ہوتا ہے اور یہ کہ ان وقتون مین خوش ہونا چاہیے اس سے
کہ خدا کے رسول ہمارے پاس اسوقت آتے ہین اور خدا ونسے ہمارا حال پوچھتا ہے اور اس سے
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے ہمارے ساتھ بہت محبت رکھتے ہین پس ہمکو بھی انکے ساتھ محبت
رکھنی چاہیے تاکہ ہمکو اس وجہ سے خدا کے نزدیک مرتبہ حاصل ہو اور یہ کہ خدا اپنے فرشتون سے
کلام کرتا ہے اور بعضے حنفیہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہین کہ نماز عصر کی دیر کے ساتھ پڑھنی مستحب
ہے تاکہ فرشتون کا آسمان پر چڑھنا نماز سے بعد آخر دن مین واقع ہو سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس سے
عصر کا تاخیر کرنا لازم نہین آتا ہے اسلیے کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت نہین ہوتی ہے کہ فرشتے

نمازسے فارغ ہونے کے وقت آسمان پر چڑہتے ہین بلکہ احتمال ہے کہ نماز اول وقت مین پڑہی جاوے اور وہ بعد اوسکے آخر دن تک ٹہیرے رہین اور یہہ بہی ممکن ہے کہ دن کے فرشتے چڑہ جاوین اور کچہہ دن ابہی باقی ہو اور رات کے فرشتے ٹہیرے رہین اور یہ ٹہیرنا اونکا رات بہیجے کے مخالف نہین ہے اسلیے کہ رات رہنا اپنر صادق آتا ہے اگرچہ وہ کچہہ دن رہے آئے ہون واللہ اعلم بالصواب **باب** مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ جب کوئی ایک رکعت عصر کی نماز سورج ڈوبنے سے پہلے پاوے تو اوسکی نماز جائز ہو جاتی ہے یعنے وہ نماز ادا ہو جاتی ہے قضا کرنے کی حاجت نہین حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهُ وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ایک رکعت عصر کی نماز سورج ڈوبنے سے پہلے پاوے تو اپنی نماز پوری کرلیوے یعنے تین رکعتین باقی غروب کے وقت پڑہے اور جب ایک رکعت فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے پاوے تو اپنے باقی نماز کو پورا کرے یعنے باقی ایک رکعت سورج ۳۶۷
نکلنے کے وقت پڑہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص ایک رکعت نماز عصر یا فجر سورج ڈوبنے یا نکلنے سے پہلے پاوے تو وہ اپنی باقی نماز کو پورا کرلیوے اور یہ نماز اوسکی ادا ہے قضا نہین ہے دوبارہ قضا کرکے اوسکو پڑہنے کی کچہ حاجت نہین ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اور ابوسعید اصطخری کہتے ہین کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد قضا ہو جاتی ہے سو یہ حدیث صریح ہے اوسکے رد مین اور امام بخاری نے رکعت کا لفظ بڑہا دیا ہے تو اس سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث مین جو لفظ سجدۃ کا واقع ہوا ہے تو اوس سے مراد رکعت ہے تو گویا یہ ترجمہ تفسیر ہے اس حدیث کی اور عصر کے پانچ وقت مین ایک وقت مستحب ہے اور وہ بعد ایک مثل کے ہے متصل اسکے اور دوم وقت مختار ہے اور وہ دو مثل تک ہے سوم وقت محض جواز کا ہے اور وہ دو مثل سے لیکر سورج کے زرد ہونے تک ہے چہارم وقت ضرورت کا ہی اور وہ بعد زرد ہونے سورج کے ڈوبنے تک مگر جو اس وقت تک تاخیر کرے وہ گنہگار ہوتا ہے پنجم وقت عذر کا ہے اور وہ عصر کو ظہر کے ساتھہ جمع کرکے پڑہنا ہے واسطے سفر کے یا مینہ کے انتہے پس معلوم ہوا کہ عصر کا وقت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے مطلب

اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر عصر درست کے وقت مین ایک رکعت پاوے تو نماز ادا ہو جاوے گی
لیکن تاخیر کے سبب سے گنہگار ہوگا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک رکعت
نماز فجر کی سورج نکلنے سے پہلے پاوے تو وہ نماز صحیح ہو جاتی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور
مالک اور احمد وغیرہ سب اماموں کا ہے لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک عصر کی نماز تو درست
ہے مگر فجر کی نماز سورج نکلنے کے وقت درست نہین ہے باطل ہو جاتی ہے اور حنفیہ امام صاحب کیطرف
سے یہ دلیل بیان کرتے ہین کہ غروب اور طلوع اور دوپہر کے وقت نماز پڑہنے کی ممانعت مین
کئی حدیثین آچکی ہین اور وہ عام ہین پس وہ اس حدیث کے ساتھ معارض ہین اور حکم تعارض کا یہ ہے
کہ قیاس کیطرف رجوع کیا جاوے اور قیاس نے عصر کی نماز کو ایسے وقت مین جائز رکھا ہے
اور فجر کی نماز کو قیاس نے جائز نہین رکھا یعنے فجر کا وقت کامل ہے پس ادا ناقص نہ چاہیے سو اسکا
جواب مترجم نے اپنی کتاب کلام المتین مین کافی شافی دیا ہے شائق اوسکا مطالعہ کرے اور بیان
اسکا جواب فقط اتنا ہی کافی ہے کہ حدیثین ممانعت کی عام ہین اور یہ حدیث خاص ہے اور
تخصیص عام کی ساتھ خاص کے ائمہ اربعہ وغیرہ کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے پس تخصیص کو
ناجائز کہنا دلیل ناواقفی کی ہے کتب اصول سے اور نیز یہ قیاس مقابلے مین نص کے ہے اور ۳۶۸
قیاس نص کے مقابلے مین بالاجماع مقبول نہین اور نیز حدیث جواز کی نص ہے یعنے جواز مین
اور حدیث نہی کی ظاہر ہے یعنے عدم جواز مین اور تعارض کے وقت نص مقدم ہوتی ہے
ظاہر پر اور نیز عصر کی نماز کو جو قیاس سے جائز رکھتے ہین تو یہ قیاس بہی حدیث نہی کے مقابلہ
مین ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ یہ حدیث بخاری کی منسوخ ہے نہی
کی حدیثون سے سو جواب اسکا یہ ہے کہ ناسخ کا موخر ہونا شرط ہے سو مدعی نسخ کو لازم ہے
کہ ناسخ کا اس حدیث جواز سے موخر ہونا ثابت کرے بعدہ دعوے نسخ زبان پر لاوے ورنہ خرط
القتاد اور باقی تفصیل اس مسئلے کی کلام المتین مذکور ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ یہ حدیث صریح دلیل ہے اسپر کہ اگر کوئی شخص عصر یا فجر کی نماز سے ایک رکعت کا وقت
پاوے پہر سورج نکل آوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاتی ہے باقی نماز کو پورا کر لیوے اور عصر کی جائز
ہونے مین تو سب علماء کا اجماع ہے اور امام مالک اور شافعی اور احمد اور تمام علما کے نزدیک
صبح کی نماز بھی جائز ہے مگر ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جائز نہین اور یہ حدیث حجت ہے اوسپر لکہتے اور بعضے
کہتے ہین کہ اگر نفل اوس شخص کے حق مین ہوتے تو فوت شدہ نماز کا پڑہنا بھی جائز ہوتا سو جواب

اسکا یہ ہے کہ حضرتؐ نے ظہر کی سنتونکو عصر کے بعد قضا کرکے پڑہا پس قضا شدہ نمازوونکو اسوقت
پڑہنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا پس یہ استحالہ بالکل غلط ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ
الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرٰىةَ
فَعَمِلُوا حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ
الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا إِلَى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا
ثُمَّ أُوتِينَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِينَا قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ
أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ أَيْ رَبَّنَا أَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ وَأَعْطَيْتَنَا قِيرَاطًا
قِيرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ
شَيْءٍ قَالُوا لَا قَالَ وَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت
کہ مین نے حضرتؐ سے سنا ہے فرماتے تہے کہ سوا اسکے کوئی مثل نہین ہو سکتی کہ عمر اور
مدت تمہاری اے مسلمانونؐ اگلی امتون کی عمر اور مدت کے مقابلے مین ایسی ہے جیسے کہ عصر ٣٦٩
کی نماز سے شام تک یعنے اگلی امتون کی زندگی زیادہ ہتی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانون
کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک مثلاً اگلی امتون کی ہزار برس اور اس سے بہی زیادہ
ہوتی تہی اور اس امت کی عمر سو برس تک بہی نہین ہے سو یہود کو توریت دی گئی سو کام
کیا یہود نے یہانتک کہ جب دوپہر ہوئی تو عاجز ہوگئے یعنے تمام دن کام نہ کر سکے سو
اونکو ایک ایک قیراط مزدوری ملی پہر نصارے کو انجیل دی گئی سو نصارے نے (دوپہر سے
عصر تک کام کیا پہر عاجز ہوگئے سو اونکو ایک ایک قیراط مزدوری ملی پہر ہمکو یعنے امت
محمدی کو قرآن ملا سو ہمنے عصر سے) شام تک کام کیا سو ہمکو دو دو قیراط مزدوری ملی سو یہود
اور نصارے قیامت مین کہینگے کہ اے رب ہمارے تو نے انکو یعنے امت محمدی کو دو
دو قیراط مزدوری دی اور ہمکو ایک ایک قیراط دی اور ہم کام مین زیادہ ہین (پس عجب
بات ہے کہ کام بہت اور محنت کم) خدا فرماویگا کیا مین نے تم پر کچہہ ظلم کیا یعنے جو مزدوری
ٹہیر گئی تہی اوس سے کچہہ کم دیا کہینگے جو ٹہیرا تہا اوس سے کم نہین ملا خدا فرماویگا سو یہ تو یعنے
دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جسکو چاہون اوسکو دون **ف** ظاہر ہے کہ یہہ ماجرا قیامت

مین ہوگا اور حضرت م نے وحی سے معلوم کیکے اُسکے خبر دی جیسے کہ آپ نے اور علامات قیامت کی خبر دی ہے اور قیراط کہتے ہین آدہے دانگ کو سو ٹی کی ہوتی ہے وزن مین پانچ جو کے برابر ہوتی ہے ملک مصر مین اوسکی بہت چال ہے اور اصلی معنے قیراط کے یہان مراد نہین بلکہ یہ صرف ایک تمثیل ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ یہود اور نصاری کی ہر چند عمرین زیادہ تہین اور عبادت بہت لیکن امت محمدی کو باوجود کم عمری اور قلت عبادت کے ان سے ثواب دونا ہے یہ خدا کا فضل ہے اپنے حبیب کی ضعیف امت پر الٰہی ہزار ہزار شکر بتر سے احسان کا کہ اپنے حبیب کی امت مین ہمکو پیدا کیا اور یہود اور نصاری کی کام کرنے اور عاجز آنے سے یہ مراد ہے کہ انہون نے توریت اور انجیل پر عمل کیا اور اسی پر ایمان کے ساتہہ مرگئے اور اسلام کے زمانے کو انہون نے نہ پایا کہ اوسکا اجر بہی اونکو ملتا تو گویا کہ وہ عاجز آگئے کہ اسلام کے ثواب سے محروم رہے واللہ اعلم اور غرض امام بخاری کی ابن عمر اور ابو موسی کی ان دونو حدیثون کے یہان لانے سے یہ ہے کہ کبہی آدمی کو بعض عمل کرنے سے کل کا ثواب ملجاتا ہے جیسے کہ عصر سے شام تک کام کرنے والے کو کل دن کی مزدوری دی گئی پس یہ نظیر ہے اوسکی جسکو ایک رکعت پانے سے نماز کا ثواب ملے پس یہی وجہ ہے مناسبت ان حدیثون کی ترجمہ باب سے اور یہ جو انہون نے کہا کہ
۲۷۰
ہمارا کام بہت ہے اور محنت کم اس قول سے دلیل پکڑی ہے ابو زید دبوسے حنفی نے اسپر کہ وقت عصر کا دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اسلیے کہ اگر ایک مثل کے بعد شروع ہو تو ظہر کے وقت کے برابر ہوجاویگا اور یہہ مخالف ہے اونکے قول کی کہ ہمارا کام بہت ہے اسواسطے کہ بہت کام کے لیے بہت وقت چاہیے پس معلوم ہوا کہ عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم ہے سو جواب اسکا دو وجہ سے ہے اول یہ کہ وقت عصر کا وقت ظہر کے برابر ہونا مسلم نہین ہے بلکہ وقت ظہر کا وقت عصر سے بہت ہے اور یہ بات اہل علم مین مشہور ہے اور بعضے حنابلہ سے جو منقول ہے کہ وقت عصر کا چوتہائی دن کی ہے تو اسے مراد تقریبًا ہے نہ حقیقۃ یعنے قریب چوتہائی دنکے ہوتا ہے مگر یہ بہی اسیوقت ممکن ہے جبکہ وقت عصر کا ایک مثل کے بعد شروع ہو جیسے کہ جمہور کا مذہب ہے لیکن حنفیونکا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت بعد دومثل کے شروع ہوتا ہے پس حنفی مذہب کے رو سے تو ظہر کا وقت عصر کے وقت سے قطعًا بہت لنبا ہے اور عصر کا وقت یقینًا اُسسے چہوٹا ہے دوسرے یہ کہ اگر دونون وقتون کا برابر ہونا تسلیم بہی کیا جاوے تو ہر وجہ سے مساوات لازم نہین آتی ہے سوم یہ کہ جب کوئی حدیث کسی معنے مقصود مین وارد ہو تو اُسسے

معارضہ نہ کیا جاویگا ساتھ اس چیز کے جو خاص اُسی معنے مین وارد ہوئی ہو مقصود دوسرے امر
مین چہارم یہ کہ اس حدیث مین کوئی نص نہین کہ ہرایک دونو گروہ سے کام مین بہت ہین اسلیے
کہ یہ بات صادق آتی ہے کہ دونو گروہ ملکر مسلمانون سے کام مین بہت ہین اور یہ بھی احتمال ہے کہ
یہ تغلیبًا بولا گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قول صرف یہود کا ہو پس اسسے یہ اعتراض جڑ سے
اوکھڑ جاویگا کہا جاویگا کہ دونو گروہ کا کام مراد نہین بلکہ یہ عموم ہے کہ اوس سے خصوص مراد
ہے یا تغلیبًا بولا گیا ہے پنجم یہ کہ اونکے کام بہت ہونے سے یہ لازم نہین آیا کہ اونکا وقت
اور زمانہ بھی بہت ہو اسلیے کہ احتمال ہے کہ اونکے زمانی مین عمل مشکل اور سخت ہو اور اسی
کی تائید کرتی ہے یہ آیت رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا پس معلوم ہوا
کہ مراد اسسے کام کا مشکل ہونا ہے اُنکے زمانے مین نہ وقت کا بہت ہونا اور اسی امر کے تائید کرتی
ہے یہ دلیل کہ تمام اہل اخبار اور سب اہل تاریخ کا اسبات پر اتفاق ہے کہ عیسے علیہ السلام اور
حضرت صلعم کے درمیان کا زمانہ بہت کم ہے اوس زمانے سے جو ہمارے حضرت صلعم اور قیامت
کے درمیان ہے اسلیے کہ جمہور اہل تاریخ کہتے ہین کہ عیسے علیہ السلام سے لیکر حضرت صلعم تک چھہ
سو برس گذرے ہین اور بعضون نے کہا کہ ایک سو پچیس برس ہین اور اسلام کا زمانہ اس سے ۳۷۱
قطعًا بہت ہو جیسا کہ مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے سو اگر حنفی اس سے دلیل پکڑین کہ مراد دونو
زمانون کا بہت اور چھوٹا ہونا ہے تو اس سے قطعًا لازم آویگا کہ وقت عصر کا وقت ظہر سے
بڑا ہو حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے پس ثابت ہوگیا کہ مراد اس سے عمل کا بہت اور
تھوڑا ہونا ہے نہ زمانے کا لینا اور چھوٹا ہونا واللہ اعلم پس اس حدیث سے دلیل پکڑنی باطل
ہوگئی حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ
اِسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا إِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوا إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوا لَا
حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ فَاسْتَأْجَرَ آخَرِينَ فَقَالَ أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِي
شَرَطْتُ فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا كَانَ حِينَ صَلَوٰةِ الْعَصْرِ قَالُوا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَأْجَرَ
قَوْمًا فَعَمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الْفَرِيقَيْنِ
ترجمہ ابو موسے رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مثل مسلمانون کی اور مثل یہود
اور نصاریٰ کی مثل اُس مرد کی ہے جسنے ایک گروہ کو مزدور پکڑا جو اوسکا کام کرین صبح سے

شام تک سو اونہون نے صبح سے دوپہر تک کام کیا سو کہنے لگے کہ ہمکو تیری مزدوری کی کچھ حاجت نہین (پہر) اس مرد نے دوسرے مزدور رکھے اور کہا کہ تم باقی دن پورا کرو اور جو مزدوری این نے ٹہرائی ہے وہ تمکو ملیگی سو انہون نے کام کیا یہانتک کہ جب عصر کا وقت ہوا تو کہنے لگے کہ ہمنے تجکو اپنی مزدوری چھوڑی یعنے ہم تجسے اپنی مزدوری نہین چاہتے ہین سو اوسنے کہا اب تہوڑا دن باقی رہگیا ہے اوسکو پورا کرو اور اپنی مزدوری لے لو سو انہون نے انکار کیا سو (پہر) اسنے اور مزدور رکھے سو انہون نے باقی دن کام کیا یہانتک کہ سورج ڈوب گیا سو انہون نے پہلے دونو گروہ کی پوری مزدوری لی **ف** اس حدیث مین مراد یہود اور نصاری سے وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے دین کی تحریف کی اور اپنے پیغمبر کے سوا اور کسی پیغمبر کو نہ مانا اور دین محمدی کو مقبول نہ کیا اور اپنے کفر اور گمراہی پر اڑ رہے اور بے عذر عمل سے باز رہے سو چونکہ اونہون نے ان مزدورون کی طرح جنہون نے بعض دن کام کر کے باقی دن کام کرنے سے انکار کیا اور اپنی مزدوری چھوڑ گئے تھے) اپنے پیغمبر کو مانا اور اُسکے حکمو پر عمل کیا اور باقی دن یعنے باقی پیغمبرونکو نہ مانا اور ان حکمو پر عمل کرنے سے انکار کیا تو خدا تعالے نے اُن دونو گروہ کے مزدوری یعنے اُنکے عملونکا ثواب جو انکو اپنے پیغمبرونکے احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہوا تھا) بھی مسلمانون کو دیدیا اسلیے کہ اُنہون نے باقی دن پورا کیا اور سب پیغمبرون کو مانا وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اور ابن عمر کی حدیث مذکور مین وہ یہودی اور نصاری مراد ہین جو اپنے دین کے منسوخ ہونے سے پہلے مرگئے اور دوسرے پیغمبر کا زمانہ نہ پایا اور غرض اِن دونو حدیثون سے یہ ہے کہ پہلے حدیث ابن عمر رض کا اہل عذر کی مثال ہے اسلیے کہ اوسمین عمل سے عاجز ہو جانے کا ذکر ہے پس اسمین اشارہ ہے کہ جو شخص پورا عمل کرنے سے عاجز ہو جاوے اور عذر ہو تو اوسکو پورا ثواب ملتا ہے اور حدیث ابو موسے رض کی اُس شخص کی مثال ہے جو بے عذر کام سے باز رہے پس اوسکو بالکل کچھ مزدوری نہین ملتی ہے واللہ اعلم ۳۷۲

باب وَقْتِ الْمَغْرِبِ نماز شام کے وقت کا بیان **ف** مغرب کے وقت کے انتہا مین اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور اوزاعی اور جمہور فقہا اور اہلسنت وغیرہ تابعین کہتے ہین کہ مغرب کا آخر وقت سرخی ڈوبنے تک ہے اور امام ابو حنیفہ وغیرہ بعضے کہتے ہین کہ اوسکا وقت سفیدی ڈوبنے تک یعنے جب تک سفیدی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اور یہی مروی ہے ابو بکر صدیق اور عائشہ اور معاذ بن جبل وغیرہ

سے اور ابو یوسف اور محمد کا یہی قول ہے لیکن راجح اور مختار پہلا قول ہے اور ابن منذر نے
امام شافعی اور مالک اور اوزاعی سے روایت کی ہے کہ مغرب کا وقت فقط غروب کے بعد ہے اور
طاؤس اور عطا سے روایت کی ہے کہ مغرب اور عشا کا وقت صبح تک باقی رہتا ہے واللہ اعلم
وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيْضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ یعنے عطا نے کہا کہ بیمار کو نماز شام
اور عشا جمع کرکے پڑھ لینا جائز ہے **ف** نووی نے لکھا ہی کہ بیمار کو شام اور عشا جمع کرکے
پڑھنا جائز ہے اور یہی مختار قول ہو اور یہی ہے مذہب بعض شافعیہ اور امام احمد اور اسحاق رحمہ
کا اور امام شافعی کے نزدیک سفر اور مینہ اور بیماری سب مین جمع کرنا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے
نزدیک مطلق کسی صورت مین جمع جائز نہین اور مشہور قول شافعی کا بھی یہی ہے لیکن صحابہ سے اس باب
مین کچھ منقول نہین ہوا ہے اور مناسبت اس قول عطا کی ترجمہ باب سے اسطور پر ہے کہ وقت مغرب
کا عشا تک دراز ہوتا ہے اور آخر وقت اسکا اول وقت عشا کے ساتھ متصل ہے اسلیے کہ اگر اوسکا
وقت تنگ ہوتا تو اوسکے اور عشا کے درمیان فصل ہوتا پس دونو نمازونکو اوسمین جمع کرنا جائز نہ ہوتا
جیسے کہ صبح اور ظہر کی نماز مین جائز نہین اور نیز جمع فی المرض سے مراد بخاری کی جمع صوری ہے گو مرض
کے عذر سے ہو اور جن حدیثون سے بعض شافعیہ وقت مغرب کے تنگ ہونے پر استدلال کرتے ۳۷۳
ہین سو ان حدیثون سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اول وقت سب
نمازونکو پڑھا کرتے تھے جیسے کہ آئندہ حدیثون سے ثابت ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
سب نمازون مین یہ عادت تھی مگر جن مین خلاف ثابت ہو چکا ہے جیسے کہ سخت گرمی مین
ٹھنڈے وقت نماز پڑھنے اور لوگون کی انتظار کے واسطے عشا مین دیر کرنی سو ان
حدیثون سے نماز شام کا تنگ وقت ہونا ثابت نہین ہوتا ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب مین سے محققین اسی قول کو ترجیح دیتے ہین کہ مغرب کو سرخی
ڈوبنے تک تاخیر کرنا جائز ہے اسمین کچھ گناہ نہین اور یہی صحیح اور صواب بات ہی جسکا خلاف
کرنا جائز نہین اور جبرئیل کی حدیث مین ہے کہ اونسے مغرب کو دو نون روز ایک وقت مین پڑھا
جب کہ سورج غروب ہوا سو جواب اسکا تین طور پر ہے ایک یہ کہ جبرئیل ؑ نے فقط مختار
وقت پر اقتصار کیا اور وقت جواز کو استیعاب نہین کیا اور یہ امر ظہر کے سوا سب نمازون
مین جائز ہے دوم یہ کہ حدیث جبرئیل ؑ کی مکی ہے اور یہ حدیثین مغرب کے وقت دراز
ہونی کی مدنی ہین سو انپر اعتماد کرنا واجب ہے سوم ان حدیثون کی اسناد جبرئیل ؑ کی حدیث سے

زیادہ تر صحیح ہے سو انکا مقدم کرنا واجب حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ
قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ اسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ مَوْلَى رَافِعِ
ابْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ **ترجمہ** رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مغرب نماز پڑہا کرتے تھے سو ہم مین سے
کوئی (نماز پڑہکر) پہر جاتا (اور تیر اندازی کرتا) اور مقرر وہ تیر گرنے کی جگہہ دیکھتا تہا یعنے نماز
شام ایسی جلدی پڑہتے تہے کہ بعد نماز کے بہت روشنی باقی ہوتی تہی اور جس جگہہ تیر گرتا
اوس جگہہ کو تیر انداز پہچان لیتا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ
فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ
وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا إِذَا رَآهُمُ
اجْتَمَعُوا عَجَّلَ وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَأُوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوا أَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ **ترجمہ** محمد بن عمرو سے روایت ہی کہ حجاج مدینے مین آیا اور نمازون کو ۳۷۴
بہت دیر سے پڑہا کرتا تہا سو ہمنے جابر رضی اللہ عنہ سے (نماز کے وقتون کا حال) پوچھا سو اونہونے کہا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑہا کرتے تہے یعنے بعد زوال کے اور عصر
کی نماز پڑہتے اور حالانکہ آفتاب سفید ہوتا تہا اور مغرب کی نماز پڑہتے جبکہ آفتاب ڈوب جاتا
اور نماز عشا کو مختلف وقتون مین پڑہتے تہے جب لوگ جمع ہو جاتے تو جلدی پڑہتے اور جب
لوگ آنے مین دیر کرتے تو دیر سے پڑہتے اور حضرت فجر کی نماز اندہیرے مین پڑہا
ف حجاج بن یوسف ایک مشہور ظالم تہا کہ عبد الملک بن مروان نے اوسکو ملک عرب پر
حاکم کر کے بہیجا تہا اور اوسوقت مکے مین عبد اللہ بن زبیر حاکم تہے سو اس ظالم نے عبد الملک
کے حکم سے عبد اللہ بن زبیر کو قتل کر ڈالا بعد اوسکے سنہ ۷۳ ہجری مین عبد الملک نے اوسکو
حرمین وغیرہ پر حاکم کر دیا اور اوسیوقت وہ مدینہ مین گیا تہا اور اسکی عادت یہہ تہی کہ
نمازون کو دیر سے پڑہا کرتا تہا سو جب مدینہ مین گیا اور نمازون مین دیر کرنے لگا تو لوگون
نے جابر بن عبد اللہ صحابی سے نماز کی وقتونکا حال پوچھا اوسوقت جابر نے یہ حدیث بیان
کی کہ حضرت اول وقت نماز پڑہا کرتے تہے اور وقت نماز کی تو سب کو معلوم تہے لیکن

شاید زیادہ تحقیق کے واسطے انہون نے پوچھا ہوگا یا غرض اُنسے حجاج کو سنانے کی ہوگی تاکہ وہ
نمازون کو اول وقت پڑہا کرے اور حضرت کا ظہر کو اول وقت پڑہنا ابراد کی مخالف نہین
ہے جیسے کہ تطبیق اسکی اوپر گذر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت جماعت کے
واسطے نمازیون کی انتظار کرنا اول وقت نماز پڑہنے سے بہتر ہے اور یہی مذہب ہے
ابو حنیفہ کا لیکن انتظار کرنا اوسی وقت تک ہے جب تک بہت دیر نہ ہو جاوے اور نمازی
بیٹھے بیٹھے تنگ نہ ہو جاوین اور ابن بطال نے کہا کہ اب اماموں کو نماز عشا کی تاخیر کرنے
لائق نہین اسلیے کہ آپ نے اماموں کو نماز مین تخفیف کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ مقتدیون
مین ضعیف اور حاجتمند بہی ہوتے ہین پس انتظار اور تطویل کو ترک کرنا اولے ہی اور یہی مذہب
ہے امام مالک کا اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ اگر قوم ضعیف ہون تو تعجیل مستحب ہے اور اگر اہل
رغبت ہون تو تاخیر مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جب سورج ڈوب جاوے
تو نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے لیکن اسمین
یہ شرط ہے کہ دیکہنے والے کے درمیان اور سورج کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ
۳۷۵ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ترجمہ سلمہ رضہ سے روایت ہی کہ ہم حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ شام کی نماز پڑہا کرتے تہے جب کہ سورج چہپ جاتا یعنے آسمان کے
کنارہ مین پوشیدہ ہو جاتا حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ
سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيعًا وَثَمَانِيًا
جَمِيعًا ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی سات
رکعتین اکٹہی اور آٹہہ رکعتین اکٹہی یعنے ظہر اور عصر کو جمع کیا اور مغرب اور عشا کو جمع کرکے
پڑہا **ف** بیان اس حدیث کا پہلے ہو چکا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر وقت مغرب
کا اول وقت عشا کے ساتہہ متصل ہے اسلیے کہ حضرت کا دو نمازون کو جمع کرنا گہر مین تہا
اس دلیل سے کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آٹہہ رکعتین ایکبار
اکٹہی پڑہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر عادت شریف سفر مین یہ تہی کہ ظہر اور عصر
مین قصر کیا کرتے تہے یعنے دو فرض ظہر کے اور دو فرض عصر کے پڑہتے تہے سو اس حساب
سے کل چار رکعتین ہوتی ہین پس معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گہر مین دونون

نمازون کو جمع کیا تھا اسیوجہ سے آٹھہ رکعتین پڑہین اور امام بخاری کی مراد جمع سے اسحدیث
مین جمع صوری ہے یعنے ظہر کو آخر وقت پڑہنا اور عصر کو اول وقت پڑہنا جیساکہ اوپر مذکور
ہو چکا ہے پس ثابت ہوا کہ نماز مغرب کا آخر وقت اول وقت عشا تک باقی رہتا ہے اور
یہی وجہ ہے مناسبت ترجمہ باب کی احادیث سے **باب** مَنْ كَرِهَ اَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ
الْعِشَاءُ مغرب کو عشا کہنا منع ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ
الْمُزَنِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ
صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ وَقَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ ترجمہ عبد اللہ مزنی سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمپر غلبہ نکرنے پاوین عرب کے جنگلی
لوگ تمہاری مغرب کے نماز کے نام پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگلی لوگ مغرب کو
عشا کہتے ہین یعنے مغرب کا نام عشا رکھتے ہین **ف** ایک روایت مین یون آیا ہے کہ تمہاری
نماز کا نام عشا ہے سو البتہ اُس نماز کا نام خدا کی کتاب مین عشا ہے اور جنگلی لوگ اندہیرے
اونٹون کا دودہ دوہتے ہین اور عرب کی جنگلی لوگ نماز مغرب کو عشا کہتے تہے اور عشا
کی نماز کو عتمہ کہتے تہے عتمہ کا معنے اندہیرا ہے یعنے اندہیرے کے دودہ دوہنے والی نماز اسواسطے
کہ عشا کے وقت وسے لوگ اپنے اونٹون کا دودہ دوہتے تہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ایسا کہین نہو کہ اسکا نام بدل جاوے اور جنگلی لوگون کی بولی مشہور ہو جاوے
اور مغرب کو عشا کہنے کی ممانعت کی وجہ یہہ ہے کہ عشا کہتے ہین اول شب اندہیرے کو اور رات مین مغرب کے
بعد پیدا ہوتا ہے اور ابتدا اوسکے سرخی کے غائب ہونے سے ہوتی ہے سو اگر مغرب کو بہی
عشا کہا جاوے تو اس سے لازم آویگا کہ مغرب کا وقت بہی سرخی غائب ہونے کے بعد
شروع ہوا اور بعضون نے کہا کہ وجہ ممانعت کی یہہ ہے کہ اگر لفظ عشا کا مغرب پر بولا جاوے
اور لوگون مین مشہور ہو جاوے تو لفظ عشا کا جو قرآن مین واقع ہوا ہے اوسمین شبہہ پڑ جاویگا
کہ آیا اس لفظ سے مراد مغرب ہے یا عشا پس قرآن مین خرابی لازم آویگی اسواسطے اس سے
منع کیا گیا اور مغرب کو مغرب اسواسطے کہا گیا کہ اپنے معنے کی خبر دیتا ہے یا اسواسطے کہ وہ دلالت
کرتا ہے اسپر کہ ابتدا وقت شام کا غروب سے ہوتا ہے لیکن اگر مغرب کو عشاء اول کہا جاوے
یا تغلیباً دونون کو عشائین کہا جاوے تو جائز ہے **باب** ذِكْرِ الْعِشَاءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَآهُ

واسعًا نماز خفتن کو عشا اور عتمہ کہنا جائز ہے یعنے خواہ اسکو عشا کہے خواہ اسکا نام عتمہ رکھے دونو
جائز ہین وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى
الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ
وَالْاِخْتِيَارُ اَنْ يَّقُوْلَ الْعِشَاءُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ
مُوْسٰى قَالَ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَاَعْتَمَ
بِهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ وَقَالَ
بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ وَقَالَ اَبُوْ بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ وَقَالَ اَنَسٌ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ
وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ
ترجمہ ابو ہریرہ رضہ روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقون پر بہت بھاری
نماز عشا کی اور فجر کی نماز ہے اور فرمایا کہ اگر وے لوگ جانین جو ان مین ثواب ہی تو مقرر انکے
واسطے آوین گھسٹتے ہے سے امام بخاری نے کہا کہ مختار یہ ہے کہ اسکا نام عشا بولا وین اسواسطے کہ ۳۷۷
خدا نے فرمایا ہے مِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ یعنے بعد نماز عشا کے یعنے خدا کی کتاب مین اس نماز کا نام
عشا ہے پس بہتر یہی ہے کہ اوسکو عشا کہا کرین وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الخ یعنے ابی موسے رضہ سے
روایت ہی کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس عشا کے وقت باری باری سے حاضر ہوا کرتے تھے
سو آپ اسمین دیر کرتے تھے یہانتک کہ بہت اندھیرا ہو جاتا ف اسحدیث مین عشا کی نماز پر اعتم کا لفظ بولا
گیا ہے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَعْتَمَ النَّبِيُّ الخ یعنے ابن عباس رضہ اور عائشہ رضہ نے کہا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا مین تاخیر کی ف اسحدیث مین بھی عشا پر لفظ اعتم کا بولا گیا ہے
وَقَالَ بَعْضُهُمْ الخ یعنے بعضون نے عائشہ رضہ سے روایت کی کہ حضرت نے نماز عتمہ کو دیر
سے پڑھا ف اسحدیث مین بھی نماز عشا کو عتمہ کہا گیا ہے وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ الخ یعنے جابر رضہ نے
کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھا کرتے تھے ف اس حدیث مین نماز خفتن
کو عشا کہا گیا ہے وَقَالَ اَبُوْ بَرْزَةَ الخ یعنے ابو برزہ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز
دیر سے پڑھا کرتے تھے وَقَالَ اَنَسٌ الخ یعنے انس رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم نے عشا کی نماز مین دیر
کی وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ الخ یعنے ابن عمر اور ابو ایوب اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم

نے مغرب اور عشا کی نماز پڑہی **ف** یہ سب حدیثین معلق ہین لیکن دوسرے جگہہ مین سب
سند ہین اور بعض مین نماز خفتن کو عشا کہا گیا ہے اور بعض مین عتمہ کہا گیا ہے سو غرض امام
بخاری کی ان سب حدیثون سے صرف یہی ہے کہ نماز خفتن کو عشا کہنا بہی جائز ہے اور عتمہ
بولنا بہی جائز ہے اور ان دونون نام سے اسکو بولنا درست ہے لیکن مختار اور افضل یہی ہے
کہ اوسکو عشا ہی کہا جاوے اسلیے کہ اوسکا نام خدا کی کتاب مین عشا ہے اور نیز حضرت ؐ
نے بہی اکثر اس نماز کا نام عشا ہی فرمایا ہے اور نیز اسکو عشا نام رکہنا دلالت کرتا ہے اول
وقت پر اور لفظ عتمہ کا دلالت کرتا ہے تاخیر کرنے پر اور نیز امام بخاری نے ترجمہ مین
نماز کیطرف اشارہ کیا ہے سو جو خلاف کا ناقل ہوا اوسکو جائز ہے کہ ایک قول کو ختیار
کرلیوے حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
سَالِمٌ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ
وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَرَاَيْتُكُمْ لَيْلَتَكُمْ
هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ
۳۷۹ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے ہمکو ایک رات عشا کی نماز پڑہائی اور وہ
نماز وہ ہے جسکو لوگ عتمہ کہتے ہین یعنے اندہیرے کی نماز پہر نماز سے فارغ ہوکر متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ بہلا تم بتلاؤ تو اپنے اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یون ہے کہ اس رات سے
سو برس کے سرے تک جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نہ رہیگا **ف** یعنے سو برس سے
زیادہ اسوقت مین کسی کی عمر نہ ہوگی مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب عمر ایسی کم ٹہیری تو
دنیا کا لالچ کرنا بیفائدہ ہے اور دوسرا فائدہ اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا
تہا کہ میرے بعد بعضے جہوٹے لوگ میری صحبت کا دعوے کرینگے کہینگے کہ ہم حضرت
کے صحابی ہین جیسے کہ ہندوستان مین کئی سو برس کے بعد بابا رتن ہندی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت کا دعوے کرتا تہا سو اس حدیث سے اوسکا دعوے غلط ہوگیا اسواسطے
کہ حضرت ؐ کے زمانے کے لوگ سو برس کے اندر گذر چکے اور تیسرا فائدہ اسکا یہ ہے کہ اس سے معلوم
ہوا کہ خضر اب تک زندہ نہین ہین لیکن جمہور علماء کہتے ہین کہ عیسے علیہ السلام کیطرح خضر بہی
اس حدیث سے مخصوص ہے کما قر اور جن بہی اس حدیث سے مخصوص ہین اونکو یہ حکم شامل نہین
ہے اور غرض امام بخاری کی اس حدیث کے یہان لانے سے یہ ہے کہ نماز عشا کو عتمہ کہنا

بہی جائز ہے اور جن حدیثون مین عشا کو عتمہ کہنا منع آیا ہے سو اوس سے مراد نہی تنزیہی ہے تحریمی
نہین ہے پس جواز کے منافی نہوگی یا یہ کہ جو لوگ عشا کے نام کو نہین جانتے تہے اونکو عتمہ کے نام
سے خطاب کیا گیا **باب** وَقْتِ الْعِشَاءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوا وقت عشا کا وہ
ہے جبکہ آدمی جمع ہوجاوین جلدی جمع ہوجاوین یا دیر سے آوین یعنے جب نمازی جمع ہوجاوین
اوسی وقت نماز عشا کی پڑھی جاوے حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
صَلَوٰةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَ
الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ وَ
الصُّبْحَ بِغَلَسٍ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم ظہر کی نماز آدہے دن
مین پڑہا کرتے تہے یعنے بعد زوال کے اور عصر کی نماز پڑہتے ایسحال مین کہ سورج سفید ہوتا
اور مغرب کی نماز پڑہتے جب کہ آفتاب ڈوب جاتا اور عشا کی نماز مین اگر لوگ جمع ہوجاتے
تو جلدی کرتے اور اگر لوگ دیر کرکے آتے تو آپ نماز مین تاخیر کرتے **ف** بعضے
لوگ ان دونون مین یہ فرق کرتے ہین کہ جب نماز خفتن کی جلدی پڑہی جاوے تو اسکو 379
عشا کہتے ہین اور جب دیر کرکے پڑہی جاوے تو اوسکو عتمہ کہتے ہین سو امام بخاری
کی غرض اس باب سے یہ ہی کہ ان دونون مین کچھ فرق نہین ہے اسلیے کہ اس حدیث مین اس
نماز کو تقدیم اور تاخیر کی دونون حالتون مین عشا کہا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ فرق غلط ہی
واللہ اعلم بالصواب **باب** فَضْلِ الْعِشَاءِ نماز عشا کی فضیلت کا بیان حَدَّثَنَا يَحْيَى
ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ
أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ وَذَلِكَ قَبْلَ
أَنْ يَفْشُوَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ
الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلعم نے ایکرات نماز عشا مین بہت دیر کی اور یہہ واقعہ اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے
تہا سو حضرت صلعم گہر سے تشریف نہ لائے یہانتک کہ عمر رضہ نے جاکر عرض کیا کہ عورتین اور لڑکے
سوگئے ہین سو پہر آپ باہر آئے اور فرمایا کہ نہین انتظار کرتا عشا کی نماز کی زمین کے رہنے
والون سے تمہارے سوا کوئی **ف** اسلام ظاہر نہونے کے یہ معنے ہین کہ اوسوقت تک اسلام مدینہ

منورہ کے سوا اور شہروں میں نہیں پھیلا تھا بلکہ بعد فتح مکے کے اور ملکوں میں اسلام ظاہر ہوا سو مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک رات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا میں بہت دیر کی آپ نماز کے لیے گھر سے باہر نہ آئے لوگ بہت دیر تک آپکی انتظار کرتے رہے یہانتک کہ بعضے لوگ سو گئے سو حضرت عمر رضہ نے جاکر عرض کی کہ لوگ انتظار کرتے کرتے سو گئے ہین تو اوسوقت باہر تشریف لائے اور یہہ حدیث فرمائی یعنے سوقت تک زمین پر تمہارے سوا شہروالون کوئی باقی نہیں رہا یعنے سب نماز پڑھ چکے ہین صرف تم ہی منتظر بیٹھے ہو تو تمکو دو سبب سے ثواب زیادہ ہوا ایک تو انتظار کا ثواب دوسرا خالی وقت عبادت کا ثواب کہ تمہارا کوئی شریک نہیں معلوم ہوا کہ عشا کی نماز دیر کرکے پڑھنا اور اسکی انتظاری کرنا افضل ہے اسمین بہت ثواب ملتا ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اسے یہی معلوم ہوا کہ نماز عشا اس امت کا خاصہ ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاَصْحَابِي الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِيَ فِي السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِي بَقِيْعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِّنْهُمْ ٨٠ فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَصْحَابِيْ وَلَهٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ اَمْرِهٖ فَاَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ عَلٰى رِسْلِكُمْ اَبْشِرُوْا اَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ اَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحٰى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو موسے رضہ سے روایت ہے کہ مین اور میرے ساتھی (جو کشتی مین میرے ساتھ آئے تھے) بطحان (مدینہ مین ایک میدان کا نام ہے) کے میدان مین اترے ہوئے تھے سو اُنمین سے چند آدمی ہر رات عشا کے وقت باری باری سے حضرت کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے سو مین اور میرے بعضے ساتھی ایک رات حضرت کے پاس آئے یعنے اپنی باری کے دن اور حالانکہ آپ کسی کام مین مشغول تھے یعنے کوئی کام کر رہے تھے سو آپنے نماز عشا مین بہت دیر کی یہانتک کہ آدھی رات گذر گئی پھر آپ باہر نکلے اور لوگون کو نماز پڑھائے سو جب آپ نماز ادا کر چکے تو حاضرین سے

فرمایا کہ جلدی نکرو شیر دو مین تمکو سکھلاتا ہون اور خوشخبری دیتا ہون کہ البتہ خدا کا تمپر
احسان ہے کہ تمہارے سوا کوئی ایسا آدمی نہین جسنے اس گھڑی نماز پڑہی ہو یا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا کہ تمہارے سوا اس گھڑی مین کسی نے نماز نہین پڑہی (یہ شک
راوی کا ہے) ابو موسے نے کہا کہ ہم حضرت کے پاس سے (اپنے مکان کیطرف) پلٹ گئے
اور ہم خوش تھے اس حدیث سے جو ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی **ف** یعنے ایک
بار حضرت ؐ نے آدہی رات گئی نماز پڑہی بعد اوسکے یہہ حدیث فرمائی کہ خدا کا تمپر احسان
ہے کہ اسوقت کی عبادت تمہارے ہی واسطے خاص کی اور آدمی عبادت مین اسوقت تمہارے
شریک نہین ہین پس معلوم ہوا کہ عشا کی نماز دیر کرکے پڑہنا افضل ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت
اس حدیث کی ترجمہ سے اور یہہ اول وقت کی حدیث کے معارض نہین اسلیے کہ انتظار مین
ثواب زیادہ ہے لیکن نماز عشا کی دیر کرکے پڑہنا اوس شخص کے حق مین افضل ہے جو دیر کرنے
کی قوت رکہتا ہو اور نیند اوسپر غالب نہ آجاوے اور مقتدیون پر بھی نماز بھاری نہ ہو اور جسکو
نیند غلبہ کرے تو اوسکو اول وقت نماز پڑہنا بہتر ہے اور علما کا اسباب مین اختلاف ہے
381 بعضے کہتے ہین کہ نماز عشا کو تہائی رات تک دیر کرکے پڑہنا مستحب ہے اور یہی مذہب ہے
امام مالک اور احمد اور بہت صحابہ اور تابعین کا اور امام شافعی کا جدید قول بھی یہی ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ تہائی رات سے پہلے پڑہنا افضل اور یہ مذہب ہے لیث اور اسحاق کا اور
بعضے کہتے ہین نصف رات تک تاخیر کرنا افضل ہے **باب** مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ
الْعِشَاءِ عشا کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے **ف** عشا کی نماز سے پہلے سونا اسواسطے
مکروہ ہے کہ سوتے سوتے مبادا عشا کا وقت افضل یا جائز فوت ہو جاوے اور نیز لوگ سستی
کرکے نماز سے غافل نہ ہو جاوین حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا **ترجمہ** ابو برزہ رض
سے روایت ہے کہ مقرر حضرت ؐ مکروہ رکہتے تہے نماز عشا سے پہلے سونے کو اور اوس سے
پیچھے بات چیت کرنے کو **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ ترمذی نے کہا کہ نماز عشا
سے پہلے سونا اکثر اہل علم کے نزدیک مکروہ ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ رض
اور مالک اور جمہور علما کوفی و لونکا اور ابن عمر اور ابن سیرین اور عروہ وغیرہ سے روایت

ہے کہ وہ عشا کی نماز سے پہلے سوتے تہے اور اپنے لوگون کو کہتے تہے کہ نماز کے وقت ہمکو
جگا دینا پس معلوم ہوا کہ مراد کراہت سے کراہت تحریمی نہین بلکہ تنزیہی ہے واسطے خوف
فوت ہونے وقت کے اور بعضے کہتے ہین کہ فقط رمضان کے مہینے مین عشا سے پہلے سونا
جائز ہے اور دنون مین جائز نہین سو جب کوئی جگانے والا ہو یا خود بخود اوسکو وقت مختار مین جاگ
آجانی ہو تو اوسوقت عشا سے پہلے سونا جائز ہے ورنہ نہین اور یہی قول ٹہیک معلوم ہوتا ہے اسلیے
کہ علت کراہت کی یہ ہے کہ مبادا وقت جاتا رہے اور طحاوی نے لکہا ہے کہ وقت عشا کے داخل ہونے
سے پہلے جائز ہے اور بعد دخول وقت کے مکروہ ہے اور بعد نماز عشا کے بات چیت کرنا
اوسیوقت مکروہ ہے جبکہ بےفائدہ اور لغو ہو اور جبکہ کوئی مصلحت ہو یا دینی امر کی بحث
ہو جیسے علم کی تعلیم وغیرہ تو یہ جائز ہے جیسے کہ انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ آویگا اور امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد بات چیت کرنی اسواسطے مکروہ ہے کہ وہ بیداری
کا سبب ہے اور خوف ہے کہ آدمی نیند مین غرق ہو کر اسکے قیام اور صبح کی نماز سے غافل ہو جاوے
اور فجر کا وقت افضل یا جائز فوت ہو جاوے اور نیز جب آدمی رات کو جاگے گا تو دنکو کاروبار
دینی اور دنیاوی مین سست ہو جاویگا اور حقوق واجبہ کو ادا نہ کرسکے گا پس اسواسطے شارع ۳۵۴
نے اوس سے منع فرمایا **بَابٌ** اَلنَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ **ترجمہ** جبکہ نیند کا غلبہ
ہو اوسکو عشا کی نماز سے پہلے سونا جائز ہے حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ
اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ
قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوةَ
نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ
قَالَ وَلَا يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ
اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ **ترجمہ** اسکا اوپر گذر چکا ہے اسمین اتنا زیادہ ہے کہ اون دنون
مدینہ کے سوا اور کسی جگہہ مین نماز نہین پڑہی جاتی تہی یعنے اسواسطے کہ اوسوقت اسلام اور جگہہ
مین پہیلا نہین تہا اور راوی نے کہا کہ عشا کی نماز سرخی ڈوبنے اور تہائی رات کے درمیان
مین پڑہا کرتے تہے[عہ] **ف** اس باب مین اشارہ ہے اسطرف کہ عشا کی نماز سے پہلے سونا اوس شخص کے
حق مین مکروہ ہے جو اپنے اختیار سے سو جاوے نیند نے اوسپر غلبہ نہ کیا ہو اور جسپر
نیند غلبہ کر جاوے تو اوسکو سو جانا جائز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر گہر مین سو جائے

عہ یعنی حضرت صلعم اور اصحاب رضہ

تو بکروہ ہے اور اگر مسجد مین جماعت کی انتظار مین سو جاوے تو جائز ہے اسلیے کہ جو لوگ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی انتظار مین سو گئے تہے آپ نے اونپر انکار نہین کیا اور مطابقت حدیث کی ترجمہ
سے ظاہر ہے مگر یہ وقت مختار کا ذکر ہے اور جس حدیث مین آدہی رات تک نماز تاخیر کرنے
کا ذکر ہے تو وہ احادیث عائشہ رض کے معارض نہین اسلیے کہ یہ حدیث عائشہ کی اکثر عادت
پر محمول ہے اور کبہی کبہی آدہی رات تک بہی دیر کی ہے حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَاَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ
ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
لَا يُبَالِيْ اَقَدَّمَهَا اَمْ اَخَّرَهَا اِذَا كَانَ لَا يَخْشٰى اَنْ يَّغْلِبَهُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِهَا وَقَدْ كَانَ
يَرْقُدُ قَبْلَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ اَعْتَمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا
٣٨٣ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَاءً وَّاضِعًا يَّدَهٗ عَلٰى
رَاْسِهٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْهَا هٰكَذَا فَاسْتَثْبَتُّ
عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِهٖ يَدَهٗ كَمَا اَنْبَاَهُ ابْنُ
عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِيْ عَطَاءٌ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ شَيْئًا مِّنْ تَبْدِيْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ
عَلٰى قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّاْسِ حَتّٰى مَسَّتْ اِبْهَامُهٗ
طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ
اِلَّا كَذٰلِكَ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْا هٰكَذَا ترجمہ
عمر رض سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ؐ نماز عشا مین گہر سے تشریف نہ لائے. آپ
نے بہت دیر کی یہانتک کہ ہم سب مسجد مین سو گئے پہر جاگے پہر سو گئے پہر جاگے پہر حضرت
گہر سے تشریف لائی پہر فرمایا کہ نہین انتظار کرتا عشا کی نماز کی زمین والون سے تمہارے
سوا کوئی اور ابن عمر نماز عشا کی اول وقت پڑہنی اور دیر کرکے پڑہنی کو دونو طرح جائز رکہتے تہے
جبکہ اونکو غلبہ نیند سے وقت نکل جانے کا خوف نہ ہوتا اور نماز عشا سے پہلے سو لیا کرتے

ابن جریج (اس حدیث کا راوی ہے) نے کہا کہ مینے یہ حدیث (نافع سے سنکر) عطار کی آگے
بیان کی اوسنے کہا کہ مینے ابن عباس رض سنا ہے کہ ایک رات حضرت ؐ نے عشا کی نماز دیر کرکے
پڑہی یہانتک کہ لوگ سوگئے پہر جاگے پہر سوگئے پہر جاگے سو عمر رض حضرت ؐ کے پاس گئے
اور عرض کی کہ نماز مین بہت دیر ہوگئی ابن عباس رض نے کہا کہ پہر حضرت باہر تشریف
لائے جیسے کہ مین آپ کو اب دیکھ رہا ہون کہ بالون سے پانی ٹپک رہا ہے اور آپ نے اپنے
ہاتہہ کو سر پر رکہا ہوا ہے سو آپ نے (اوسوقت) فرمایا کہ اگر مین اپنی امت پر مشکل اور کٹہن
نہ جانتا تو مین اونکو واجب کرکے حکم کرتا کہ عشا کی نماز اسی طرح پڑہا کرین (ابن جریج نے) کہا کہ مینے
عطا سے پوچھا کہ حضرت ؐ اپنے ہاتہہ کو کسطرح سر پر رکہا ہوا تہا سو عطا نے (میرے دکہانے کے لیے)
اپنی انگلیون کو تہوڑا سا کہولا پہر انگلیون کو سر کی ایک طرف پر رکہا پہر اونکو آپسمین ملایا
اسحالت مین کہ اونکو اسی طرح سر سے نیچے کہینچتے تہے یہانتک کہ گہسا انگوٹہا اوسکا کنارہ
کان کو جو کنپٹی اور ڈاڑہی کیطرف منہ کے متصل ہے اور نہ نچوڑتے اور نہ جمع کرتے بالون
کو مگر اسیطرح یعنے بالون کو ہاتہہ مین جمع کرکے نہ نچوڑتے تہے بلکہ بالون کو نچوڑنا ہاتہہ کی سختی
۴۸۴ سے تہا اور فرمایا کہ اگر مین اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو مین اونکو وجوبا حکم کرتا کہ عشا کی نماز اسی وقت
پڑہا کرین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ نچوڑنے مین نہ جلدی کرتے اور نہ دیر کرتے **ف**
اسحدیث مین جو عشا مین دیر کرکے پڑہنا مذکور ہے تو مراد اس دیر سے وہ دیر ہے جو کسی
کام کی وجہ سے ہوئی تہی اور جو دیر جابر رض کی حدیث مین مذکور ہے اوسسے مراد وہ دیر ہے جو
نمازیون کی انتظار کے واسطے ہوئی تہی اور اسحدیث سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے اسپر
کہ سو جانے سے وضو نہین ٹوٹتا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہین ہے اسلیے کہ احتمال ہے کہ سونا
اونکا بیٹھے بیٹھے ہو باقدرت اور یہ بہی احتمال ہے کہ کروٹ پر لیٹ گئے ہون لیکن نیند سے اوٹہہ
کر پہر وضو کر لیا ہوا سلیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ صحابہ بے وضو نماز نہین پڑہتے تہے حاصل کر
حدیث اس سے ساکت ہے اور ابن عمر کا عشا سے پہلے سونا جو آیا ہے تو اوس سے مراد وہی سونا ہے
کہ غلبہ نیند سے وقت مختار نکل جانے کا خوف نہ ہو جیسے کہ ابہی اوپر گذر چکا ہے غرض
ان حدیثون سے صاف معلوم ہوا کہ اگر نیند غلبہ کر جاوے تو عشا کی نماز سے پہلے سونا
جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت ان حدیثون کی ترجمہ باب سے **بَابُ** وَقْتِ
الْعِشَاءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ یعنے نماز عشا کا وقت آدہی رات تک ہے وَقَالَ اَبُوْبَرْزَۃَ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَسْتَحِبُّ تَاخِيْرَهَا ترجمہ ابوبرزہ رض نے کہا کہ حضرت م عشاکی
نماز دیر کرکے پڑہنے کو پسند کرتے تہے **ف** اس حدیث مین آدہی رات تک کا ذکر نہین ہے
لیکن اس حدیث کے دوسرے طریق مین (جو اوپر گذر چکا ہے) صاف آگیا ہے کہ آدہی رات تک
نماز عشا کو تاخیر کرتے تہے پس معلوم ہوا کہ عشا کی نماز کو آدہی رات تک تاخیر کرنا جائز ہے بنیۃ النظا تر بقتہ ترجمہ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ
الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلّٰى ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّى النَّاسُ
وَنَامُوْا اَمَا اِنَّكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَزَادَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى
ابْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ لَيْلَتَئِذٍ
ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلعم نے نماز عشا کو آدہی رات تک
دیر کیا پہر نماز پڑہی پہر فرمایا کہ لوگ نماز پڑہ چکے ہین اور سو گئے ہین خبردار ہو کہ تم نماز
ہی مین ہو جب تک کہ اوس کی انتظار کرو یعنے نماز کی انتظار کرنے کا ثواب بہی پڑہنے
کے برابر ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ انس رض نے کہا کہ جیسے مین آپکی خاتم النبوۃ کی
طرف دیکھ رہا ہون یعنے جس رات مین آپ نے نماز عشا کی دیر کرکے پڑہی وہ رات مجہکو ۳۸۵
ایسی یاد ہے جیسے کہ مین اب دیکھ رہا ہون **ف** ظاہر اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ نماز کی حد آدہی رات تک ہے اوسکے بعد وقت باقی نہین رہتا ہے اور یہی مذہب ہے امام
بخاری اور اصطخری کا کہ بعد آدہی رات کے عشا کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور فتح الباری مین لکہا ہے
کہ اس باب مین کوئی حدیث صحیح صریح نہین آئی کہ عشا کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے
لیکن جمہور علما کے نزدیک عشا کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے امام نووی نے
لکہا ہے کہ دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ابوقتادہ سے روایت ہے کہ گناہ
صرف اُس شخص کو ہوتا ہے جو نماز نہ پڑہے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے
اور جمہور کے نزدیک انس رض کی اس حدیث کا یہ معنے ہے کہ مختار اور مستحب وقت آدہی
رات تک ہے اور لیکن اوسکے جواز کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور جبرئیل م
کی حدیث سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ عشا کی نماز صبح صادق تک جائز ہے اور اوسکے سوا
اور کئی حدیثین بہی اس باب مین آ چکی ہین اور نیز یہہ حدیث انس وغیرہ کی اس باب مین نص
نہین ہے کہ عشا کا وقت آدہی رات کے بعد باقی نہین رہتا ہے اور اس سے حد اور انتہا

وقت عشا کا ذکر ہے بلکہ اُس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آدھی رات تک نماز کو
تاخیر کیا سو جائز ہے کہ وقت عشا کا اوسکی بعد بھی باقی رہے اسلیے کہ معین وقت سوا سے
تعیین دوسری ہم شل کے دور نہین ہو سکتا ہے پس جب کوئی حدیث عشا کے وقت کی صبح تک رہنے
مین صریح نہین اسی طرح سے کوئی حدیث اس باب مین بھی ثابت نہین جو صریح ہو کہ وقت عشا کی حد
اور انتہا آدھی رات تک ہے اوسکے بعد نہین ہے **باب** فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ والحدیث
نماز فجر کی فضیلت کا بیان حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا
قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ
اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اَمَا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُوْنَ
اَوْ لَا تُضَاهُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ
الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ زَادَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا ترجمہ جریر رضہ سے روایت
۳۸۶ ہے کہ ہم حضرت کے پاس بیٹھے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چودھوین رات کے چاند کو دیکھا
اور فرمایا خبردار ہو کہ بیشک تم قیامت مین دیکھو گے اپنے رب کو جیسا کہ اسکو دیکھتے ہو یعنے
چاند کو ہجوم نہ کر سکو گے اوسکے دیکھنے مین یعنے خلقت کے ہجوم سے اوسکے دیدار مین
کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے کہ چاند کے دیکھنے مین ہجوم خلل نہین ڈالتا ہے سو اگر تم سے
ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا
کرو پھر حضرت م نے قرآن سے اسکی دلیل پڑھی کہ پاکی بول تعریف کے ساتھ اپنے رب کی
سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے **ف** مراد سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے فجر اور عصر
کی نماز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر اور عصر کو دیدار خدا کے حاصل
ہونے مین دخل ہے جیسے کہ بیان اسکا اوپر گذر چکا ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت
اس حدیث کی ترجمہ سے حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ
اَبُوْ جَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ
اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اَخْبَرَهٗ بِهٰذَا ترجمہ ابو موسے رضہ سے روایت

ہے کہ حضرت م نے فرمایا کہ جو دونو ٹھنڈے وقت یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھے گا وہ بہشت
مین جائیگا **ف** ان دونو نمازون کو اسواسطے خاص کیا گیا کہ اسوقت فرشتے حاضر ہوتے ہین
جیسے کہ گذرا اسواسطے کہ فجر کو نیند غالب ہوتی ہے اور عصر کو دنیا کے کام بہت درپیش آتے ہین
تو اسواسطے ان دونو نمازونکا بہت بڑا ثواب ہے کہ ان دونو کے سبب سے آدمی بہشت مین داخل
ہوگا پس معلوم ہوا کہ نماز فجر کی سبب ہے داخل ہونے بہشت کا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس
حدیث کی ترجمہ سے حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبُوْجَمْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ
مقصود ان دونون علق حدیثون سے یہ ہے کہ ابو رجا نے دونو کو مرسل روایت کیا ہے اور اسحاق نے
مرفوع بیان کیا ہے پس اسمین اسناد مذکور کی تقویت ہے **باب** وَقْتِ الْفَجْرِ
نماز فجر کے وقت کا بیان حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ
اَنَسٍ اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوةِ قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِیْنَ اَوْ سِتِّیْنَ یَعْنِیْ اٰیَةً
ترجمہ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ اصحاب نے حضرت کے ساتھہ سحری کہائی
پہر نماز کیطرف کہڑے ہوئی مینے کہا کہ نماز اور سحری کہانے کے درمیان کسقدر دیر ہوی
تہی اوسنے کہا کہ مقدار پچاس یا ساٹہہ آیت کے یعنے جتنی دیر مین پچاس یا ساٹہہ آیت پڑہی
جاوے وتنی دیر اونکے درمیان ہوئی تہی حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ
عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَصَلّٰی قُلْنَا لِاَنَسٍ کَمْ کَانَ بَیْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِی الصَّلٰوةِ
قَالَ قَدْرُ مَا یَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِیْنَ اٰیَةً ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ زید بن ثابت
او حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ساتھ ملکر سحری کہائی سو جب دونو سحری کہا چکے تو
حضرت صلعم نماز کی طرف کہڑے ہوئے پس آپ نے نماز پڑہی ہمنے انس رض سے پوچہا کہ ان
دونون کی سحری اور نماز کے درمیان کسقدر دیر ہوی تہی اوسنے کہا جتنی دیر مین آدمی پچاس
آیتین پڑہے **ف** ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا ہے کہ اول وقت نماز فجر کا طلوع صبح صادق
ہے اسلیے کہ اسمین کہانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور جتنی دیر مین پچاس آیتین پڑہی جاوین وہ

وہ ایک گھڑی کے تین خمس ہوتے ہین سو اسقدر مین صرف وضو ہی ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ اول وقت فجر کا طلوع صبح صادق ہے اور حضرت صبح کی نماز اندہیرے مین پڑہتے تھے اور حدیث عائشہ رض کی جو ابواب ستر العورت مین مذکور ہو چکی ہے وہ اس باب مین بڑی صریح ہے کہ حضرت فجر کی نماز اندہیرے مین پڑہا کرتے تہے اور اوسسے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہمیشہ اسیوقت پڑہا کرتے تہے اور سب سے زیادہ صریح یہ حدیث ہے جو ابو داؤد مین ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار فجر کی نماز روشنی مین پڑہی ہے بعد اوسکے آپ ہمیشہ اندہیرے مین پڑہتے رہے یہانتک کہ آپنے اس جہان سے انتقال فرمایا اور یہ حدیث جو آئی ہے کہ صبح کی نماز روشن کرکے پڑہو کہ اسمین ثواب زیادہ ہے تو امام شافعی اور احمد اور مالک وغیرہ جمہور نے کہا کہ مراد اس سے صبح صادق کے طلوع کا تحقق ہے یعنے جب اچھی طرح معلوم ہو جاوے کہ صبح صادق ہوگئی ہے تو اوسوقت نماز پڑہے اسکا یہ معنے نہین کہ بہت روشن کرکے پڑہو اور امام طحاوی نے کہا کہ مراد روشن کرنے سے یہ ہے کہ اوسمین قراءۃ لمبی پڑہے یہانتک کہ نماز سے فراغت روشنی مین واقع ہو اور ابن مسعود رض کی حدیث صحیح بخاری مین ہے کہ مین نے حضرت

۸۸ کو دن مزدلفہ کے سوا اور کسی دن مین صبح کی نماز غیر وقت پڑہتے نہین دیکھا یعنے اوسدن آپنے فجر کو اول وقت پڑہا سو مراد اس سے یہ ہے کہ ہمیشہ حضرت ص طلوع صبح کے بعد ایک لحظہ دیر کیا کرتے تہے جیسے کہ زید بن ثابت اور سہل بن سعد کی حدیث سے ایک لحظہ دیر معلوم ہوتی ہے تو اوسدن مطلق کچھ دیر نکی یہ مراد نہین کہ اوسدن طلوع صبح صادق سے پہلی نماز پڑہی تہی یہ بات بالاجماع باطل ہے اور جو غلس کو منسوخ کہتا ہے وہ شرائط نسخ کی بیان کرے اور بعضے کہتے ہین کہ حدیث ابن مسعود کی جو ابو داؤد سے منقول ہو چکی ضعیف ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر اوسکا ضعیف ہونا تسلیم بہی کیا جاوے گا تو اور بہت حدیثون صحیح سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ صبح کی نماز اندہیرے مین پڑہتے رہے پس اوسکے ضعیف ہونے سے کچھ حرج نہین اور نیز اسی طرح حدیث اسفروا بالفجر بہی ضعیف ہے پس اوس سے بہی استدلال صحیح نہین ہوگا کما ذکرنا فی کلام المتین پس تطبیق دینی بہت بہتر ہے جیسے کہ طحاوی نے کہا ہے اور حنفیہ کی دلیل ایک یہ ہے جو کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت ص کے اصحاب کسی چیز پر جمع نہین ہوئے جیسے کہ صبح کی نماز روشن کرکے پڑہنی پر ہوئے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر انکی مراد کل یا اکثر اصحاب رض ہین تو یہ بات صحیح نہین اسلیے کہ جمہور

صحابہ سے اونکو ملاقات حاصل نہین بلکہ فقط ایک دوصحابی سے اونکو ملاقات حاصل ہے چنانچہ تقریب مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکھا ہے اور اس طبقہ والے وہ لوگ ہین جنکو فقط ایک دوصحابی سے ملاقات حاصل ہوئی ہے بلکہ بعض کو اونمین سے کسی صحابی سے سماع ثابت نہین ہے اور نیز صدیق اکبر اور فاروق وغیرہ صحابہ سے تغلیس مین نماز پڑہنی ثابت ہوچکی ہے پہر دعوے اجماع کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اورشیخ سلام اللہ حنفی نے شرح موطا مین لکھا ہو کہ جب ان صحابہ سے تغلیس ثابت ہوچکی ہے تو ابراہیم نخعی کا قول محمول ہوگا اسپر کہ مراد اوس سے وہ اصحاب ہین جنکے ساتھ اوسنے اہل عراق سے ملاقات کی نہ کل اصحاب حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ اَهْلِيْ ثُمَّ يَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِيْ اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ مین اپنے گہر مین سحری کھایا کرتا تہا پہر مجکو آنے مین بہت جلدی ہوتی یعنے بہت جلدی سے نماز کیطرف آتا کہ مین صبح کی نماز حضرت کے ساتھ پاؤن ف اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ حضرت صبح کی نماز اول وقت پڑہا کرتے تہے اور یہ احتمال کہ شاید سہل کا گہر گاؤن مین ہوگا بالکل لغو ہے اسلیے کہ سحری کہاکر نماز کی طرف آنا اول وقت پر دلالت کرتا ہے ورنہ اونکے خبر دینے مین کچھ فائدہ نہین حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مسلمان عورتین صبح کی نماز مین حضرت ص کے ساتھ حاضر ہواکرتی تہین یعنے حضرت ص کے ساتھ جماعت مین آکر نماز پڑہتین اسحالت مین کہ اپنی چادرون کو لپیٹنے والی ہوتی تہین پہر نماز سے فارغ ہوکر اپنے گہرون کو پلٹ جاتین اندہیرے سبب سے اونکو کوئی نہ پہچانتا ف یعنے اسکا یہہ ہے کہ اندہیرے کے سبب سے معلوم نہ ہوتا کہ یہ مرد ہے یا عورت دیکھنے والے کو صرف ایک جسم معلوم ہوتا اور بعضون نے کہا کہ اونکے جسمون مین تمیز نہ ہوتی کہ کیا مثلا یہ خدیجہ ہے یا زینب یا کوئی اور ہے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز اول وقت اندہیرے مین پڑہنے چاہیے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ عورتون کو راتکے وقت نماز کے واسطے مسجد مین جانا جائز ہے

۳۸۹

اور جب رات کو مسجد میں جانا جائز ہوا تو دن کو مسجد میں آنا بطریق اولے جائز ہے اسلیے کہ رات زیادہ شک کا وقت ہے دن سے لیکن مسجد مین جانا اونکا اوسی وقت جائز ہے جبکہ فتنہ کا خوف نہو اور چونکہ اب اس زمانے مین فتنے کا بہت خوف ہے اسلیے عورتون کو مسجد مین جانے سے منع کرنا چاہیے اور وہ حدیث ابو برزہ کی جو پہلے گذر چکی ہے کہ نماز فجر سے ایسے وقت مین فارغ ہوتے تہے کہ ہر آدمی اپنے پاس والے کو پہچانتا تہا تو وہ حدیث اس حدیث عائشہ کی معارض نہین اسلیے کہ اسمین اُن عورتون کا ذکر ہے جو دور سے دیکھی جاتی تہین پس معنے ان دونو نکا یہ ہے کہ آدمی اپنے پاس والے کو پہچانتا تہا اور آپ سے دور والے کو نہ پہچانتا تہا واللہ اعلم **باب** مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً یعنے جسنے نماز فجر کی ایک رکعت پائی اوسکا کیا حکم ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت

۵۹۰ ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نماز فجر سے ایک رکعت پائی سورج نکلنے سے پہلے تو اوسنے البتہ فجر کی سب نماز پائی اور جسنے نماز عصر کی ایک رکعت پائی سورج ڈوبنے سے پہلے تو اسنے البتہ عصر کی سب نماز پائی **ف** ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک رکعت ہی پڑہنے اوسکو کافی ہوجاتی ہے باقی نماز پڑہنے کی اوسکو کچھ حاجت نہین ہے لیکن یہ معنے بالاجماع باطل ہے بلکہ مطلب اسکا یہ ہے کہ جسنے ایک رکعت جماعت مین پائی تو اوسنے جماعت کی نماز کا ثواب پایا اور جسنے ایک رکعت نہ پائی اوسکو جماعت کا ثواب نہین اور اسکا یہ معنے بہی ہے کہ جسنے بقدر ایک رکعت کے نماز کا وقت پایا تو اوسکی باقی نماز ادا ہے قضا نہین ہے جیسے کہ فجر کی نماز مین ایک رکعت کے بعد سورج نکل آیا یا عصر کی نماز کے وقت ایک رکعت کے بعد سورج ڈوب گیا تو نماز ہوگئی اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث مین صریح رد ہے طحاوی پر کہ اوسنے کہا ہے کہ یہ حدیث ان آدمیون کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ لڑکا جو اسوقت بالغ ہو دوم عورت جو حیض سے پاک ہو سوم کافر جو اسوقت مین مسلمان ہووے اور جو اونکی مثل ہین اور غرض اوسکی اس سے اپنے مذہب کی تائید کرنی ہے کہ جو فجر کی نماز سے ایک رکعت پائے تو اوسکی نماز باطل ہوتی ہے جیسے کہ بیان اوسکا مذکور ہوچکا

اور یہ تاویل اسکی اسپر مبنی ہے کہ جو حدیثین سورج نکلنے کی وقت نماز کی ممانعت مین وارد ہین
وہ فرضون اور نفلون سب کو شامل ہین پس سورج نکلنے کے وقت کوئی نماز جائز نہین لیکن تطبیق
ان دونون حدیثون مین ممکن ہے باین طور کہ مراد ممانعت کی حدیثون سے وہ نفل
ہین جو بلاسبب پڑہے جاوین اور یہ حدیث اسپر محمول ہے جس نماز کا کوئی سبب ہو اور بعضون
نے کہا کہ یہ حدیث ابو ہریرہ کی منسوخ ہے نہی کی حدیثون سے لیکن یہ دعوے بالکل باطل ہے
اسلیئے کہ شرائط نسخ کا یہان پایا جانا ممکن نہین ہے مدعی نسخ شرائط نسخ بیان کرے کہ محض احتمال
سے نسخ کا دعوے کرنا جائز نہین ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو پوری رکعت
نہ پائے اوسکی نماز نہین ہوتی اور اسپر اجماع ہوچکا ہے اور مقدار اس رکعت کا یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ
کہے اور فاتحہ پڑہے اور رکوع کرے اور دو سجدے کرے ساتھہ شرائط کے لیکن یہ اُن لوگون کے
حق مین ہے جنکو کوئی عذر نہ ہو کہ اونکو پوری رکعت پانی ضرور ہے اور جو لوگ عذر والے
ہین جیسے کہ بیہوش کہ اوسوقت ہوش مین آئے یا حائض جو کہ اُسوقت پاک ہوئی یا مثل انکی اور کوئی
تو ان لوگون کو اگر اتنا وقت ملجاوے تو اونکی سب نماز ادا ہوجاویگی اونکو ایک رکعت پوری
پانی لازم نہین صرف اسقدر وقت پالینا کافی ہے اور یہ فضل اللہ کا ہے جسکو چاہے دے ۳۹۱
اور بعضون نے کہا کہ اجماع ہے اسبات پر کہ جسکو عذر نہو اوسکو ایسے وقت تک نماز کی تاخیر جائز
نہین ہے اور بعضون نے کہا کہ اگر امام نے رکوع سے سر اوٹھا لیا ہو اور مقتدیون نے ابہی نہ
اوٹھایا ہو تو جب بہی رکعت ہوجاتی ہے اور بعضون نے کہا کہ اگر امام کو سجدے مین پاوے
تو جب بہی رکعت ہوجاتی ہے بعد نماز کے اوٹھہ کر رکوع کر لیوے لیکن یہ سب قول ظاہر
حدیث کے مخالف ہین **لطیفہ** امام بخاری جس جگہہ حدیث کے لفظ سے ترجمہ باندہتا
ہے تو جو حدیث اس باب مین لاتا ہے اوسکا لفظ اوس ترجمہ سے بعینہ موافق ہوتا ہے یا
اس حدیث کے کسی اور طریق مین وہ لفظ ترجمہ کا موجود ہوتا ہے **باب** مَنْ اَدْرَكَ
مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً جسنے نماز سے ایک رکعت پائی اوسکا کیا حکم ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ
فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نماز کی
ایک رکعت پائی تو اوسنے البتہ سب نماز پائی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت پالینے سے نماز ہوجاتی ہے

اور دونون بابون مین فرق یہ ہے کہ پہلے مین صرف نماز فجر اور عصر کے وقت پانے کا ذکر ہے
اور اسمین مطلق نماز پانے کا ذکر ہے اور بعضون نے کہا کہ اسحدیث سے مراد جماعت کے ساتھہ ایک
رکعت پانا ہے یا جمعہ سے ایک رکعت پانا ہے اور پہلے مین اسقدر وقت کا پانا مراد ہی
پس مغایرت ظاہر ہے **باب** الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ نماز فجر سے بعد
سورج بلند ہونے تک اور نماز پڑہنے کا کیا حکم ہے حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا
هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِیْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ
وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِیْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ
حَتّٰی تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ **ترجمہ** عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرتؐ
نے منع فرمایا ہے نماز پڑہنے سے بعد نماز صبح کے یہانتک کہ آفتاب بلند ہو جاوے اور منع
فرمایا ہے نماز سے بعد نماز عصر کے یہانتک کہ آفتاب ڈوب جاوے **ف** اسباب مین فجر کو
اسواسطے خاص بکیا کہ عصر کی نماز کے بعد حضرتؐ کا نماز پڑہنا ثابت ہوچکا ہے بخلاف فجر کے کہ اوسکے بعد آپکا کوئی
نماز پڑہنا ثابت نہین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک
کوئی نماز درست نہین لیکن اس نہی کا عموم اور اطلاق سب نمازون کو شامل نہین اسلیے کہ علماکو ۳۹۲
اسمین اختلاف ہے اور حنفی اسحدیث سے دلیل پکڑتے ہین کہ بعد نماز فجر اور عصر کے کوئی نماز پڑہنی جائز
نہین ہے خواہ فرض ہو یا نفل ہو یا قضا ہو لیکن عصر کی نماز کے بعد قضا نماز کو پڑہنا جائز رکہتے
ہین اور حدیث مین دونون نمازون کی ممانعت برابر ہے پس اسحدیث سے استدلال اونکا غلط
ہے کہ ایک کے بعد منع کرتے ہین اور ایک کے بعد جائز رکہتے ہین اور باقی بیان اسکا اوپر گذر
چکا ہے اور جمہور علما کہتے ہین کہ فجر اور عصر کی نماز سے پیچہے اور دوپہر کے وقت اور آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کے
وقت بلا سبب نماز پڑہنی مکروہ ہے اور ایک جماعت علما سے کہتے ہین کہ بلا سبب نماز پڑہنی
بھی ان وقتون مین جائز ہے وہ کہتے ہین کہ حدیثین نہی کی منسوخ ہین یا نہی سے مراد نہی تنزیہی
ہے اور یہی مذہب ہے داؤد وغیرہ اہل ظاہر کا اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور نیز اکثر علما کہتے
ہین کہ ان وقتون مین ادا فرض پڑہنے جائز ہین اور بعضے کہتے ہین کہ کوئی نماز پڑہنی جائز نہین
خواہ فرض ہون خواہ نفل خواہ قضا ہو یا ادا ہو اور جو نفل کہ حدیثون مین آچکے ہین جیسے کہ
تحیۃ المسجد اور عید اور کسوف اور جنازے کی نماز اور فوت شدہ نماز ہے سو امام شافعیؒ تو
انکو ان وقتون مین پڑہنا جائز رکہتے ہین بلا کراہت اسلیے حضرتؐ نے ظہر کی سنتین عصر

بعد پڑھیں پس حاصل سنتیں اور قضا نماز پڑھنا ان وقتوں میں بطریق اولے جائز ہوگا اور بعضے
کہتے ہیں کہ بلا سبب نفل پڑھنے ہی جائز ہیں اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ کسی نماز کو اُن وقتوں میں
پڑھنا جائز نہیں ہے سوا اسدن کی عصر کے اور امام مالک کے نزدیک فرض پڑھنے جائز ہیں
نفل پڑھنے جائز نہیں اور یہی ہے مذہب امام احمد کا لیکن احمد نے طواف کی دو رکعتوں کو
اس سے مستثنےٰ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہی کی حدیثوں میں وہ نماز مراد ہے جو بلا سبب
ہو اور جائز وہ نماز ہے جسکا کوی سبب ہو اور اسمیں سب حدیثوں کی تطبیق ہو جاتی ہے
اور یہی بات صحیح ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ
سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَاسٌ بِهَذَا **ترجمہ** ابن عباس رض سے
روایت ہے کہ کئی لوگوں نے مجکو حدیث (جو اوپر گذری) سنائی حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا
غُرُوبَهَا قَالَ وَحَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ
حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا ۳۹۳
الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ تَابَعَهُ عَبْدَةُ **ترجمہ** ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ
نہ قصد کیا کرو نماز کا سورج نکلتے اور ڈوبتے اور فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو نماز نہ
پڑھو دیر کرو جب تک کہ سب نکل آوے اور جب سورج کا ایک کنارہ ڈوب جاوے
تو نماز نہ پڑھو دیر کرو جب تک کہ سب ڈوب جاوے **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ نماز فجر اور عصر کے بعد صرف اُسی شخص کو نماز پڑھنی منع ہے جو اوسکا قصد
کرے اور اُسکا وقت عمدا تلاش کرے اور جس شخص کی نماز اسوقت میں اتفاقا واقع ہو
اوسکو منع نہیں ہے جیسے کہ خواب سے بیدار ہو یا نماز کو بھول گیا ہو یا یہ حدیث خاص
ہے عام نہیں یعنے صرف اوسی وقت نماز پڑھنی منع ہے جب کہ آفتاب کا کنارہ ظاہر
ہو جاوے یا اوسکا کنارہ ڈوب جاوے پس یہ حدیث تفسیر ہے پہلی حدیث عمر رض
کی اور اوسکی بیین ہے اور اسے تطبیق ہو جاوے گی درمیان اس حدیث کے اور ان
حدیثوں کے جو ایک رکعت پانے سے نماز کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اکثر
کے نزدیک قصد اور عدم قصد برابر ہے۔ اور کوی کہے کہ جو شخص خواب سے بیدار ہوا

ہوا ہے انکا اس نماز کو پورا کرنا تو قصد سے ہے پس تناقض باقی ہے تو اسکا جواب یہ ہے
کہ ایسے ہی عصر کی نماز کے تمام کرنے مین بھی قصد موجود ہے پس وہ بھی جائز نہین ہوگی
حالانکہ تم اوسکے جائز ہونے کے قائل ہو حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ
عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ
نَهَى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ
وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ
وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے
منع فرمایا ہے دو قسم کی خرید و فروخت سے اور دو قسم کے لباس سے اور دو نمازون سے
آپ نے منع فرمایا نماز پڑھنے سے بعد نماز فجر کے یہانتک کہ سورج نکل آوے اور
بعد نماز عصر کے یہانتک کہ آفتاب ڈوب جاوے اور منع فرمایا ہے سب بدن پر کپڑا
لپیٹ کر اوڑھنے سے کہ نماز یا کسی اور کام مین ہاتھ باہر نہ نکل سکین اور منع فرمایا ایک
٣٩٤ کپڑے مین زانو اوٹھا کر بیٹھنے سے کہ ستر اوپر کیطرف سے کہلا رہے اور منع فرمایا پہینکنے کی
بیع سے اور ہاتھ لگانے کی بیع سے **ف** بیع پہینکنے کی یہ ہے کہ بیچنے والا اپنے کپڑے
کو خریدار کی طرف پہینکدیوے پہلے اس سے کہ خریدار اوسکو کہولکر دیکھ لیوے یا
اوسکی طرف نظر کرے اور بیع ملامست کی یہ ہے کہ بدون دیکھے خریدار اوسکو ہاتھ
لگاوے سو یہ دونو قسم کی بیع منع ہے اور دوسرے پارے مین اوسکا ذکر ہوچکا ہے
اور کتاب البیع مین بھی انشاء اللہ تعالے آویگا اور مطابقت ان حدیثون کی ترجمہ باب سے
ظاہر ہے کہ ان سے بعد نماز صبح کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے ثابت ہوتی ہے سوائے
حدیث ابن عمر کے کہ اوس سے صرف عین طلوع اور غروب کے وقت ممانعت معلوم
ہوتی ہے **باب** لَا تُتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ نہ قصد کرے کوئی
نماز کا سورج ڈوبنے سے پہلے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرَّى
أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا ترجمہ ابن عمر رضہ سے
روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قصد کیا کرے تم مین کا کوئی تو نماز پڑھے وقت نکلتے اور

نہ سورج ڈوبتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج ڈوبتے نماز پڑہنی منع ہے وفیہ المطابقة حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي
عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الْجُنْدَعِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ
بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ **ترجمہ** ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین نماز ہوتی بعد نماز فجر کے یہانتک آفتاب بلند ہو جاوے اور نہین
نماز ہوتی بعد نماز عصر کے یہانتک کہ آفتاب ڈوب جاوے **ف** یہ نفی بمعنے نہی
ہے یعنے بعد نماز فجر اور عصر کے نماز نہ پڑہو اور بعض علما سلف نے کہا ہے کہ یہ اخبار ہے کہ
اِن دونون وقتون کے بعد نفل نہین اور یہ مراد نہین کہ اسوقت نماز پڑہنی منع ہے جیسے
کہ عین طلوع اور غروب کے وقت منع ہے اور اس قول کو قوی کرتا ہے جو ابو داؤد مین
حسن بن علی رض سے روایت ہے کہ حضرت م نے فرمایا کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز
نہ پڑہا کرو مگر یہ کہ آفتاب سفید اور بلند ہو پس اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی بعد
٣٩٥ عام نہین ہے بلکہ خاص ہے ساتھ عین طلوع اور غروب کے پس احادیث اسی سبب جھگڑا
فیصلہ ہو گیا واللہ اعلم بالصواب اور مطابقت احادیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ ممنوع نماز صحیح
نہین ہوتی ہے پس لازم ہے کہ آدمی اوسکا قصد نہ کرے کہ عاقل بیفائدہ چیز کے ساتھ
مشغول نہین ہوتا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا
رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ **ترجمہ** معاویہ رض
سے روایت ہے کہ مقرر تم ایک نماز پڑہتے ہو اور البتہ ہمنے حضرت م کی صحبت کی سو ہمنے
آپکو یہ نماز پڑہتے نہین دیکھا اور آپ نے منع فرمایا اس نماز سے یعنے عصر کے بعد دو رکعت
پڑہنے سے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ
عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ صَلٰوتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ
ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو نمازون سے

ایک تو بعد نماز فجر کے یہانتک کہ آفتاب بلند ہو اور دوسری بعد نماز عصر کے یہانتک کہ سورج
ڈوب جاوے **ف** معاویہ رضہ کی نفی کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ جنکو اونسے خطاب
کیاتہا وہ لوگ ہمیشہ عصر کے بعد دو رکعت نفل پڑہا کرتے تہے جیساکہ ظہر کے بعد پڑہتے ہین
لیکن جس چیز کی معاویہ نے نفی کی ہے اوسکو اور لوگون نے ثابت کیا ہے اور مثبت کو ترجیح ہوتی
ہے نافی پر کما تقرر فی الاصول اور آئندہ باب مین آویگا کہ عائشہ رضہ نے فرمایا کہ حضرت انکو
مسجد مین نہین پڑہا کرتے تہے بلکہ گہر مین پڑہا کرتے تہے اور جس حدیث مین بعد عصر کے
دو رکعت پڑہنے کا ثبوت ہے وہ نہی کے حدیثون کے معارض نہین ہے اسلیے کہ ثبوت
کی روایت کے واسطے سبب ہے جیسے کہ آئندہ آویگا اور جس نماز مین سبب ہے وہ بہی پڑہنی جائز
ہوگی اور اوسکے ماسوا اور نماز نہی کے عموم مین داخل رہیگی اور نہی محمول ہوگی اُس نماز پر جسکا
کوئی سبب نہ ہو اور حدیث عائشہ رضہ کی جو آگے آوے گی کہ حضرت بعد عصر کے دو رکعت
ہمیشہ پڑہتے رہے یہانتک کہ آپنے اس جہان سے انتقال فرمایا اوسنے راہ نسخ کی بند کردی
ہے **بابٌ** مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلٰوةَ اِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ
۳۹۶ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَّ اَبُوْهُرَيْرَةَ کسی وقت مین نماز پڑہنی مکروہ نہین مگر بعد نماز فجر اور عصر کے
روایت کیا ہے اس حکم کو عمر اور ابن عمر اور ابو سعید اور ابو ہریرہ نے یعنے حضرت م سے
ان چار صحابہ نے یہ حکم نقل کیا ہے حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ
عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُصَلِّيْ كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يُصَلُّوْنَ لَا اَنْهٰى
اَحَدًا يُّصَلِّيْ بِلَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ مَا شَاءَ غَيْرَ اَنْ لَا تَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا
ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ اونسے کہا مین ویسی نماز پڑہتا ہون جیسے کہ مین
نے اپنے اصحاب کو پڑہتے دیکہا ہے مین کسی کو منع نہین کرتا ہون کہ نماز پڑہے رات مین
یا دن مین یعنے سب وقتون مین جائز ہے جس وقت کوئی چاہے پڑہے) لیکن نہ
قصد کیا کرو نماز کا سورج نکلتے اور نہ ڈوبتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
دوپہر کے وقت نفل وغیرہ پڑہنے منع نہین ہین اور یعنی دوپہر کا وقت مکروہ
وقتون مین داخل نہین ہے پس حاصل اس باب کا یہ ہے کہ جن وقتون مین نماز پڑہنی منع ہے
وہ پانچ وقت ہین ایک سورج نکلنے کا وقت اور دوم سورج ڈوبنے کا وقت اور سوم
نماز فجر کے بعد اور چہارم نماز عصر کے بعد اور پنجم عین دوپہر کے وقت سو امام بخاری نے

اول چار وقتوں مین نماز کا مکروہ ہونا ثابت کیا سو اول دو وقتوں مین پڑہنا تو حدیث ابن عمر سے ثابت
کیا اور دوسرے دو وقتوں مین چار صحابہ کی حدیثوں سے ثابت کیا جیسے کہ اوپر گذر چکا ہے اور
دوپہر کے وقت نماز پڑہنے کو جائز رکھا جیسے کہ حدیث ابن عمر سے ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب
ہے امام مالک وغیرہ کا کہ ہر روز دوپہر کے وقت نماز کو جائز رکہتے ہین اور امام شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد
اور جمہور کے نزدیک دوپہر کے وقت بہی نماز پڑہنی مکروہ ہے جیسے کہ اور حدیثون سے
ثابت ہو چکا ہے اور یہی روایت ہے عمر فاروق اور ابوسعید سے اور سعید بن مقبری سے
روایت ہے کہ مین نے لوگون کو پایا کہ دوپہر کے وقت نماز پڑہنے سے بچتے تہے مگر شاید وہ
حدیثین بخاری کی نزدیک صحیح نہین ہوئی ہونگی اسواسطے دوپہر کے وقت مین نماز جائز رکہی لیکن
امام شافعی وغیرہ نے صرف جمعہ کو دوپہر کے وقت جائز رکہا ہے اور اسباب مین حدیثین
بہی آچکی ہین گو ضعیف مین لیکن سب ملکر قوت پا جاتی ہین اور بعضون نے ان نمازون مین یہ فرق
کیا ہے کہ اول دو صورتون مین نماز پڑہنی حرام ہے اور اخیر دو صورتون مین نماز مکروہ ہے اور
یہی قول محمد بن سیرین اور محمد بن جریر کا اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ صبح کے بعد نماز پڑہنے
حرام ہے اور عصر کے بعد مباح ہے اور یہی قول ہے ابن حزم کا لیکن مشہور تمام مین کراہت ۳۹۷
ہے بعضون کے نزدیک کراہت تحریمی اور بعضون کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے واللہ
اعلم **باب** مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا نماز عصر کے بعد قضا شدہ
وغیرہ نمازونکا پڑہنا وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ شَغَلَنِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ
ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے نماز عصر کے بعد دو رکعتین پڑہین اور فرمایا کہ عبد القیس
کے ایلچیون نے مجہکو ظہر کے بعد کی دو رکعتون سے باز رکہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا
ہے کہ جس نماز کا کوئی سبب ہو اسکو عصر کے بعد پڑہنا جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی
اور ایک جماعت علما کا اور حنفیہ کہتے ہین کہ یہ حضرت کا خاصہ تہا لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ
حضرت کا خاصہ مداومت تہا نہ اصل قضا **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ
أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ
اللهَ وَمَا لَقِيَ اللهَ حَتَّى ثَقُلَ عَنِ الصَّلَاةِ وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا
تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا

وَلَا يُصَلِّيهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ أَنْ يُثْقِلَ عَلَى أُمَّتِهِ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ
ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ کہا اُس خدا کی قسم جو حضرت ﷺ کو اس جہان سے لیگیا
آپ نے عصر کے بعد دو رکعتون کو کبھی نہین چھوڑا یہانتک کہ آپ خدا سے ملے یعنے آپ نے
انتقال فرمایا اور نہ انتقال کیا آپ نے یہانتک کہ آپکو نماز بہاری معلوم ہونے لگی اسلیے
آپ اکثر نماز بیٹھہ کر پڑہا کرتے تہے مراد عائشہ رض کی نماز سے عصر کے بعد کا دو رکعتین ہین
یعنے باوجودیکہ آخر عمر مین نماز حضرت ﷺ پر بہاری ہوگئی تہی مگر تاہم بہی ان دو رکعتون کو آپ
نے نہین چھوڑا ہمیشہ پڑہتے رہے) اور حضرت انکو پڑہا کرتے تہے اور انکو مسجد مین نہین پڑہتے
تہے اس خوف سے کہ آپ کی امت پر مشکل نہ ہوجاوے یعنے بوجہ لازم ہونے متابعت کے
امت پر) اور دوست رکہتے تہے اوس چیز کو جسمین امت کو تخفیف اور آسانی ہو حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ابْنَ أُخْتِي
مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ ترجمہ
عائشہ رض سے روایت ہے کہ اونے عروہ سے کہا کہ اے میرے بہانجے حضرت ﷺ نے عصر
۵۹۸ کے بعد کی دو رکعتین میرے نزدیک کبھی نہین چھوڑین یعنے جب میرے گہر مین ہوتے تو
ضرور پڑہتے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا
الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً
رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت
ہے کہ اونے کہا کہ حضرت دو رکعتون کو کبھی نہین چھوڑتے تہے نہ ظاہر مین نہ پوشیدہ دو
رکعتین تو نماز فجر سے پہلے اور دو رکعتین بعد نماز عصر کے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ وَمَسْرُوقًا شَهِدَا عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ
مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فِي يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ
ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ عصر کے بعد کبھی جب حضرت ﷺ میرے پاس آتے
تو دو رکعتین نماز پڑہتے **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد ہر قسم کے
نفل پڑہنے جائز ہین جب تک کہ آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کا قصد نہ کرے یعنے خواہ مخواہ عمداً
یہ عادت نہ ٹہیرا رکہے کہ جب طلوع اور غروب کا وقت ہو تو اوس وقت اونکو پڑہے اور یہی --

مذہب ہے داؤد اور اہل ظاہر کا لیکن حنفیہ وغیرہ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ حضرت کا خاصہ ہے
لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ خاصہ مداومت ہے نہ اصل قضا پس قضا جائز ہوگی اور حضرت
عائشہ رضہ نے بہی اس سے یہی سمجہا کہ نہی حضرت کی خاص ہے ساتہہ اوس شخص کے جو عین
طلوع اور غروب کے وقت نماز کا قصد کیا کرے نہ عام اور نیز جامع الاصول مین ابن عمر رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت م نے عصر کے بعد نماز پڑہنے کی رخصت دی اسی وجہ سے حضرت عائشہ بہی عصر
کے بعد ہمیشہ نفل پڑہا کرتی تہین وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيْثُ النَّهْيِ قَوْلٌ وَهٰذَا فِعْلٌ وَالْقَوْلُ مُقَدَّمٌ
عَلَى الْفِعْلِ عِنْدَ التَّعَارُضِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا مُثْبِتٌ وَحَدِيْثُ النَّهْيِ نَافٍ وَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ
عَلَى النَّافِيْ كَذَا بَيَّنَ لیکن ترجیح سے تطبیق مقدم ہے جب تک تطبیق ممکن ہو ترجیح جائز نہین
ہے اور تطبیق یہان ممکن ہے کہ نہی سے مراد وہ نماز ہے جو بلا سبب ہو جیسے کہ ظاہر ترجمہ
سے معلوم ہوتا ہے اور ان حدیثون سے مراد وہ نماز ہے جسکا کوئی سبب ہو جیسے فوت
شدہ نمازین یا نماز جنازہ یا سنتین مؤکدہ ظہر وغیرہ کی ہین پس ایسی نمازونکو فجر اور عصر کے
بعد پڑہنا جائز ہے اور یہ ہے غرض امام بخاری کی اس باب سے کہ نہی کی حدیثون سے یہ نمازین
مخصوص ہین اسیوجہ سے امام بخاری اس باب کو نہی حدیثون سے بعد لایا ہے اور یہی وجہ ۳۹۹
ہے مطابقت ان حدیثون کی ترجمہ باب سے اور اسی قول کو ترجیح ہے **فائدہ** عصر کے
بعد حضرت کی نماز پڑہنی دو قسم کی تہی ایک تو وہ نماز تہی جو آپ سے کبہی کبہی کسی کام کی وجہ سے
قضا ہو جاتی جیسے سنت مؤکدہ ظہر کی تو اوسکو بعد عصر کے آپ پڑہتے تہے اور ایک وہ نماز
تہی جسکو آپ ہمیشہ عصر کے بعد پڑہا کرتے تہے اور وہ رکعتین نفل تہے پس یہ دو رکعتین نفل
جنکو ہمیشہ پڑہا کرتے تہے غیر ہین ان سنتون کی جنکو عصر کے بعد قضا کرکے پڑہتے تہے اور یہی
معلوم ہوتا ہے عائشہ کی ان حدیثون سے پس ان حدیثون مین حنفیہ کی کوئی تاویل نہین چل
سکتی ہے واللہ اعلم **باب** التَّبْكِيْرِ بِالصَّلٰوةِ فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ ابر کے دن نماز کو اول وقت
پڑہنے کا بیان **ف** ظاہر اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے دن ہر نماز کو اول وقت
پڑہنا چاہیے لیکن حدیث باب سے صرف نماز عصر معلوم ہوتی ہے اسیواسطے علما نماز عصر کو
ابر کے دن اول وقت پڑہنا مستحب کہتے ہین حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى هُوَ ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّ اَبَا الْمَلِيْحِ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ
فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ

الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ ترجمہ ابوالملیح سے روایت ہے کہ ہم بریدہ رضؓ کے ساتھ تھے ابر کے دن مین تو اونسنے کہا کہ نماز کو اول وقت پڑھو اسلیے کہ مقرر حضرت م نے فرمایا کہ جسنے عصر کی نماز چھوڑی اوسکا کیا اکارت ہوا ف اسحدیث کا بیان اوپر ہوچکا ہے اور ظاہر یہ حدیث باب کے مطابق نہین ہے لیکن اسحدیث کے بعض طریقون مین آچکا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ابر کے دن نماز عصر مین جلدی کیا کرو تو گویا کہ امام بخاری نے اسحدیث کو اسباب مین للانے سے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ اسحدیث کے بعض طریقون مین معنے ترجمہ کا ثابت ہے اور یہ عادت ہے امام بخاری کی جیسے کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے کہ وہ بہت جگہہ باب باندہتا ہے اور اسمین ایسی حدیث لاتا ہے جو ظاہر مین اس باب کے مطابق نہین ہوتی تو اوس اسکی سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقون مین ترجمہ ثابت ہے اگرچہ وہ خود اس طریق کو روایت نکرے اور گو وہ طریق اوسکی شرط پر نہو پس اس سے امام بخاری پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا ہے کہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہین ہے اور یہہ توجیہ بخاری مین اکثر جگہہ کام آتی ہے اور اس سے اکثر ترجمہ بخاری حل ہوجاتے ہین وباللہ التوفیق باب

۴۰۰ الْأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ قضا نماز کے واسطے اذان دینے کا بیان حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ بِلَالٌ أَنَا أُوقِظُكُمْ فَاضْطَجَعُوا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا بِلَالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلَّى ترجمہ ابوقتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک رات حضرت اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے رہے یعنے سفر کیا سو جب تھوڑی رات رہی) تو بعضے لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ ٹھیرین تو لوگ تھوڑا اسلولیوین تو حضرت نے فرمایا مین ڈرتا ہون کہ تم نماز سے سوجاؤ یعنے کہین نماز قضا نہوجاوے تب بلال نے کہا کہ یا حضرت مین جاگتا رہونگا آپکو نماز کے وقت جگا دونگا سو حضرت لیٹ گئے (اور لوگ بھی سوگئے اور بلال

اور بلال جاگتے رہے جب نیند کا غلبہ ہوا) تو کجاوے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے سو غلبہ نیند سے
انکی دونوں آنکھیں بند ہو گئیں پھر سو گئے (پھر سب کی فجر کی نماز قضا ہو گئی) سو جب آفتاب
کا کنارہ ظاہر ہوا اور دھوپ نکلی تو حضرت ؐ پہلے سب سے جاگے پھر فرمایا کہ اے بلال کدھر
گیا تو نے کہا تھا بلال نے عرض کی کہ یا حضرت ایسی نیند مجھکو کبھی نہیں آئی تھی یعنے میرے کچھ
اختیار نہیں رہا پھر فرمایا کہ مقرر خدا نے بند کر رکھا تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا
جب چاہا اے بلال اٹھ اور لوگوں کو خبر دے نماز کی یعنے اذان کہو سو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے وضو کیا سو جب آفتاب بلند ہوا اور خوب روشن ہو گیا تو کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی
یعنے قضا کر کے نماز جماعت سے پڑھی ف حضرت ؐ جہاد سے پلٹ کر مدینہ کو آرہے تھے
ایک بار تمام رات چلے جب تھوڑی رات رہی تو حضرت ؐ اترے اور سو گئے اور اس رات کو
لیلۃ التعریس کہتے ہیں کہ رات کے آخر وقت میں اترے تھے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا
نماز کے واسطے اذان کہنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور یہی
مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور ابو ثور اور ابن منذر کا اور مالک اور اوزاعی کے نزدیک قضا
نماز کے لیے اذان کہنی جائز نہیں ہے اور ایک قول شافعی کا بھی یہی ہے لیکن شافعی کے اکثر ۴۰۱
اصحاب کے نزدیک یہی بات مختار ہے کہ قضا نماز کے واسطے بھی اذان کہی جاوے اسلیے کہ
یہ حدیث صحیح صریح ہے اس باب میں اور اگر کوئی سوال کرے کہ اذان اسواسطے مشروع ہوئی ہے
کہ لوگوں کو نماز کے وقت سے اطلاع ہو جاوے اور جماعت سے نماز پڑھی جاوے اور قضا
نماز میں ان دونوں امروں سے کسی کی حاجت نہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ اذان نماز
کی سنت ہے جیسے کہ جماعت سنت ہے اور مقصود اس سے فقط اطلاع ہی نہیں بلکہ اسکے
سوا ثواب بھی مقصود ہے ساتھ ذکر کرنے ان کلمات کے اور ظاہر کرنے اشعار اسلام کے
اسیواسطے افضل ہے کہ اکیلا آدمی بھی اذان کہے تا جماعت کی شکل پر نماز ادا ہووے اور
اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر تابعدار کوئی ایسے کام کی
التماس کرے جسمیں دینی مصلحت ہو تو جائز ہے دوم یہ کہ امام پر لازم ہے کہ مصلحت
دینی کی زیادہ رعایت رکھے اور جس کام سے نماز فوت ہو جانے کا خوف ہو اس سے
بچتا رہے اور یہ کہ خادم کو ایسے کام کی چوکیداری لازم کر لینا جائز ہے اور یہ کہ بڑے
کاموں میں ایک آدمی کی چوکی کافی ہے اور یہ کہ اگر کوئی شخص ایک عذر جائز کو پیش کرے

تو اوسکے عذر کو قبول کرنا چاہیے اور یہ کہ جو شخص کسی کام کا التزام کر لیوے اوس سے اُس کام کے پورا
کرنیکا مطالبہ کرنا جائز ہے اور آپنے بلال سے اسواسطے مطالبہ کیا تا کہ اونکو تنبیہ ہو جاوے کہ ایسا
دعوے نہین کرنا چاہیے اور نفس پر کچھ بھروسا نہین ہے سوم یہ کہ اگر امام خود بخود جہاد مین
لشکر کے ساتھ جاوے تو جائز ہے چہارم یہ کہ قضا نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز ہے
اور یہ کہ قضا نماز کو جاگنے کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ حضرت م کا اس نماز کو آفتاب بلند ہوتے تک دیر کرنا اسوجہ سے نہین تہا کہ کراہت کا
وقت نکلجاوے بلکہ اپنے اور کامون مین مشغول رہے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ قضا نماز
کیلیے اذان نہین ہے اور وہ احادیث کی یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اذان سے یہان اقامت
ہے مگر یہ تاویل صحیح نہین محض تکلف لا یعنی ہے اسواسطے کہ حدیث مین صریح موجود ہے
کہ اذان کے بعد آپ نے وضو کیا پھر سورج بلند ہونے تک ٹھیرے رہے پس اگر اقامت مراد
ہوتی تو نماز کو اوس سے تاخیر نہ کرتے اور روح کا قبض ہونا دو قسم ہے ایک یہ کہ ظاہر اور باطن
مین روح بدن سے جدا ہو جاوے سو وہ موت ہے اور ایک یہ کہ ظاہر بدن سے صرف جدا ہو باطن
۷۰۲ مین نہ ہو اور وہ سونا ہے پس روح قبض سے موت لازم نہین ہے **باب** مَنْ صَلّٰی
بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذِهَابِ الْوَقْتِ قضا نماز کو جماعت سے پڑھنے کا بیان
حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا
غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ اُصَلِّي
الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ
مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّاْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ
مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ عمر
فاروق رض خندق کے دن آئے سو کفار قریش کو گالی دینے لگے سو عرض کی کہ یا رسول اللہ
مین نہین نزدیک تہا کہ گذار دون نماز عصر کو یہانتک کہ سورج ڈوبنے لگا حضرت م نے فرمایا
قسم خدا کی مین نے بھی نماز عصر کی نہین پڑھی ہے سو ہم بطحان کی (ایک میدان ہے مدینہ مین) کی
طرف گئے سو حضرت نے نماز کے لیے وضو کیا اور ہمنے بھی وضو کیا سو آپ نے عصر کی نماز پڑھی
سورج ڈوبنے سے پیچھے یعنے جماعت سے پھر بعد اوسکے مغرب کی نماز پڑھی **ف**

چوتہے سال ہجری مین مکے وغیرہ تمام ملک کے کافرون نے حضرت پر ہجوم کیا اور مدینہ کو چارونطرف سے گہیر لیا تب حضرت نے پناہ کے واسطے مدینے کے گرد خندق یعنے کہائی کہدوائی تاکہ کوئی کافر مدینہ کے اندر نہ آسکے اصحاب کے ساتھہ حضرت بہی خندق سے مٹی نکالتے تہے اسواسطے اسکو خندق کی لڑائی کہتے ہین کہ اوسمین خندق کہو دی گئی تہی اسمین کافر دس ہزار تہے اور مسلمان تین ہزار تہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا نماز کو جماعت سے پڑہنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اسلیے کہ حضرت صلعم نے لوگون کو جماعت سے نماز پڑہائی اور جماعت کرانا اگرچہ صریحا اس حدیث مین مذکور نہین ہے لیکن عمر فاروق کے اس قول سے کہ ہم بطحان کیطرف گئے اور ہمنے وضو کیا) معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اونکو جماعت سے نماز پڑہائی تہی اور نیز ایک طریق مین اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے فَصَلَّی بِہِم یعنے حضرت صلعم نے اونکو نماز پڑہائی پس یہ صریح ہے جماعت مین پس مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہوگئی اور عمر فاروق رض کے اس قول سے کہ مین نہین نزدیک تہا کہ پڑہون نماز کو الخ ظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کو اطلاع دینے سے پہلے اونسے نماز عصر کی پڑہ لی تہی پہر نماز کے حضرت کو اطلاع دی اگر کوئی سوال کرے کہ ظاہر یہی ہے کہ عمر فاروق بہی اوسوقت حضرت کے ساتھہ تہے پس اونکا اپنے آپ ۴۰۳
کو نماز کے لیے خاص کرنا کیا معنے رکہتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ شاید کافرون کے ساتھہ لڑائی سورج ڈوبنے کے وقت لگی ہو اور عمر رض نے اوس سے پہلے وضو کیا ہوا تہا سو نماز پڑہکر حضرت کو جاکر حضرت کو ایسے وقت مین اطلاع دی کہ آپ نماز کی تیاری کر رہے تہے اسیواسطے اطلاع دینے کے وقت حضرت اور اصحاب وضو کیطرف کہڑے ہوگئے اور حضرت نے اس نماز کو تاخیر اسواسطے کیا تہا کہ آپ لڑائی مین رہے اور نماز کی فرصت نہ ملی اسواسطے نماز مین تاخیر کی خاصکر دوسری حدیث نسائی سے ثابت ہوتا ہے کہ خوف کی نماز کے نازل ہونے سے پہلے یہ واقعہ ہوا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی عصر کی نماز خندق کی لڑائی مین قضا ہوگئی تہی اور دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ تین نمازین قضا ہوئی تہین سو انمین تطبیق اسطور سے ہے کہ خندق کی لڑائی کئی دن تک ہوتی رہی تہی سو یہ نمازین کئی روز مختلف وقتون مین قضا ہوئی تہین یعنے ایک دن عصر کی و دوسرے دن ظہر کی و علی ہذا القیاس اور اب بہی یہ حکم باقی ہے یا نہین سو اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہے لیکن بعضے کہتے ہین نہین کیا سبب کہ اس حدیث سے اور بہی

لئی مسلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ قضا نمازونکو باترتیب پڑہنا چاہیے اکثر علما کہتے ہین
کہ اگر یاد ہو تو ترتیب واجب ہے اگر نمازین یاد نہ ہون تو واجب نہین اور امام شافعی کہتے ہین
کہ ترتیب واجب نہین ہے اور اگر وقتی نماز باقی ہو اور قضا نماز یاد آوے اور وقت ایسا تنگ
ہو کہ اگر قضا پڑہے گا تو وقتی قضا ہو جاوے گی تو اسمین اختلاف ہے مالک کہتے ہین کہ پہلے قضا کو پڑہے پہر
وقتی پڑہے اور امام شافعی اور اہل راے اور اکثر اہلحدیث کہتے ہین کہ پہلے وقتی پڑہے پہر قضا
پڑہے لیکن اختلاف اوسی وقت تک ہے جب تک قضا نمازین بہت نہ ہون اور اگر بہت
ہو جاوین تو پہر اتفاق ہے کہ پہلے وقتی پڑہے پہر بعد اوسکے قضا اور حد قلیل ہونے کی یہ ہے
کہ ایک دن کی نمازین ہون یا چار نمازین ہون اور اگر اس سے زیادہ ہون تو اونکو بہت کہا
جاویگا اور دوم یہ کہ بدون جاننے دوسرے کی قسم کہانی جائز ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو
جیسے اطمینان کا زیادہ ہونا اور وہم کا دفع کرنا اور یہ کہ قضا نمازون مین جماعت کرانی جائز ہے اور یہی
مذہب ہے اکثر اہل علم کا مگر لیث اسکو جائز نہین کہتے باوجودیکہ نماز جمعہ کی فوت شدہ مین جماعت
جائز رکہتا ہے اور یہ کہ حضرت م کے مکارم اخلاق اصحاب کے ساتہہ نہایت تک تہے اور اس حدیث
سے دلیل پکڑی ہے بعضون نے کہ قضا نماز کے لیے اذان دینی جائز نہین ہے سو جواب اسکا یہ ہے ۲۰۴
کہ وقتی نماز کے لیے اذان دینا آپکی ہمیشہ عادت شریف تہی اور نماز مغرب وقتی تہی پس آپ نے
اذان ضرور دی ہوگی راوی نے شاید اسکو ذکر نہین کیا واللہ اعلم **باب** مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً
فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ وَلَا يُعِيْدُ اِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ جو نماز کو بہول جاوے تو چاہیے کہ پڑہے
جب یاد کرے اور نہ دُہراوے مگر اسی نماز کو یعنے اگر کوئی ایک نماز کو بہول گیا اور اسی بہول
کی حالت مین اور بہت نمازین وقتیہ پڑہ گیا اور پہر اوسکو وہ نماز یاد آئی تو اب صرف اوسی
ایک نماز کو قضا کرلیوے اور جو نمازین کہ درمیان مین پڑہ گیا ہے اونکو نہ دوہراوے وَقَالَ
اِبْرَاهِيْمُ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً وَاحِدَةً عِشْرِيْنَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ اِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ الْوَاحِدَةَ
ترجمہ ابراہیم نخعی نے کہا کہ جسنے بیس برس تک ایک نماز چہوڑی تو وہ صرف اوسی ایک نماز کو
دوہراوے یعنے اگر کوئی مثلاً فجر کی نماز یا ظہر کی نماز پڑہنی بہول گیا اور بیس برس تک وہ نماز اسکو یاد
نہ آئی بعد اوسکے یاد آئی تو وہ صرف اوسی ایک نماز کو دوہراوے اور جو نمازین کہ اوسنے بیس
برس کی اندر بعد اوسکے پڑہی ہین اونکو نہ دوہراوے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس ترجمہ
کی حدیث سے حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ وَمُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ وَقَالَ مُوْسٰى قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ قَالَ حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت م نے فرمایا کہ جو کوئی نماز بہول جاوے یعنے نماز قضا ہوجاوے تو چاہیے کہ قضا کی نماز پڑہے جب اوسکو یاد کرے اور نہین ہے اوتار اوسکا مگر دوہرانا خدانے فرمایا ہے قائم کر نماز کو وقت یاد دلانے میرے کے تحکو ہمام راوی نے کہا کہ مین نے قتادہ سے بعد اس حدیث کے آیت کو سنا ہے یعنے جس وقت مین نے اوس سے یہ حدیث سنی اوسوقت یہ آیت قتادہ نے بیان نہین کی تہی **ف** غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ وقتیہ نمازون اور قضا نمازون مین ترتیب واجب نہین ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے اس حدیث انس رضہ سے اسلیے کہ حضرت م نے فرمایا کہ جب اوسکو یاد کرے تو پڑہ لیوے سوآپ نے اسمین کسی اور نماز کا ذکر نہین کیا کہ اگر مثلا دوسرے یا تیسرے دن کسی کو وہ نماز یاد آئی جیسے کہ اذا کی عموم سے ثابت ہے تو جو نمازین کہ اونکے درمیان پڑہ چکا ہے اونکو بہی دوہراوے اور نیز آپ نے فرمایا کہ اسکا کفارہ صرف یہی ہے اسنے بہی معلوم ہوا کہ اور ۴۰۵
کسی نماز کا دوہرانا واجب نہین پس اگر درمیان اور نمازین وقتیہ پڑہ جاوے تو اونکے دوہرانے سے یہ کفارہ حاصل نہین ہوگا پس معلوم ہوا کہ وقتیہ نمازون اور قضا نمازون مین ترتیب واجب نہین اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور امام مالک اور احمد کہتے ہین کہ اگر کسی نے کوئی نماز وقتی پڑہی پہر اوسکو یاد آگیا کہ اس سے پہلی نماز میری قضا ہے تو اوسکو چاہیے کہ پہلے اس نماز قضا شدہ کو پڑہے اور پہر بعد اسکے وقتی نماز کو دوہراوے جو پہلے پڑہ چکا تہا اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر پانچ نمازین متواتر قضا ہوجادین اور اوسکو یاد ہون تو پہلے اُن قضا شدہ نمازون کو پڑہے پہر وقتی نماز کو پڑہے اور اگر باوجود یاد اونکے قضا نمازون کو نہ پڑہے اور وقتی نماز کو پڑہے تو اونکو دوہرانا واجب ہے اسلیے کہ ترتیب واجب ہے اور اگر پانچ نمازون سے زیادہ ہون تو دفع حرج کے واسطے اس حالت مین ترتیب ساقط ہوجاتی ہے **فائدہ ثانیہ** جو شخص کہ عمدا جان بوجہکر نماز قضا کرے تو اوسکے باب مین اختلاف ہے بعضے کہتے کہ اوس نماز کو قضا کرنا واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نہین ہے صرف استغفار کرے لیکن جمہور علما کے نزدیک اُس نماز کا قضا کرنا واجب ہے اور اسی قول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ جانکر چہوڑنے والے کے حق مین نماز فرض

یعنی ظہر اور عصر اور [illegible]

ہوچکی ہے اور اوسکے ذمے مین اوسکا ادا کرنا لازم تہا تو یہ اوسپر قرض تہا اور قرض نہین ساقط
ہوتا ہے مگر سانہ ادا کرنے کی جو اوسکو قضا کریگا تو اوس قضا کرنے کا گناہ اوسکے ذمہ رہیگا اور
جب اوسکو قضا کرکے پڑہ لیگا تو طلب اوس سے ساقط ہوجاوے گی لیکن وقت سے نکالنے
کی وجہسے گناہ اوسکے ذمہ باقی رہیگا اور اسی قول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم

باب قَضَاءِ الصَّلٰوتِ الْاُوْلٰى فَالْاُوْلٰى قضا شدہ نمازون مین ترتیب کا بیان یعنے پہلی
نماز کو پہلے پڑہے اور پچھلی کو پیچھے پڑہے **ف** اگر فوت شدہ نماز یاد ہووے تو اکثر علما
کے نزدیک انہین ترتیب واجب ہے اور امام شافعی کہتے ہین کہ ترتیب واجب نہین اور اگر وقتی نماز
کا وقت تنگ ہوا اور قضا نماز یاد آجاوے تو امام شافعی اور حنفیہ اور اکثر علما حدیث کے نزدیک
پہلے وقتی کو پڑہے اور امام مالک کہتے ہین کہ پہلے قضا کو پڑہے اگرچہ وقتی نماز قضا ہوجاوے
اور بعضے کہتے ہین کہ اختیار ہے خواہ پہلے وقتی کو پڑہے خواہ قضا کو پڑہے مگر یہ سب اختلاف
اسی صورت مین ہے کہ قضا نمازین بہت نہون اور اگر بہت ہون تو سب علما کا اتفاق
ہے کہ پہلے وقتی کو پڑہے پہر قضا کو پڑہے اور حد قلیل کی بعضون کے نزدیک چار نمازین
۴۰۶ ہین اور بعضے کہتے ہین ایک دن کی نمازین ہین اس سے زیادہ ہون تو وہ بہت شمار کی
جاوینگی **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى
هُوَ ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ
يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ فَقَالَ مَا كِدْتُ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ
فَصَلّٰى بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ **ترجمہ** جابر رضسے روایت ہے
کہ خندق کے دن عمر فاروق رضنے کفار قریش کو گالی دینے لگے اور کہا کہ نزدیک نہین تہا مین
کہ گذارون نماز عصر کی یہانتک کہ آفتاب ڈوبنے لگا اونسے کہا کہ ہم بطحان مین گئے سو حضرت
نے سورج ڈوبنے کے بعد عصر کی نماز پڑہی پہر آپ نے مغرب کی نماز پڑہی **ف** یعنے
پہلے حضرت نے عصر کی نماز پڑہی اور بعد اوسکے مغرب کی نماز پڑہی پس معلوم ہوا کہ قضا
شدہ نمازون مین ترتیب کا لحاظ رکہنا چاہیے یعنے باترتیب پڑہنا چاہیے جیسے پہلے فجر پہر
ظہر پہر عصر وعلے ہذا القیاس اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے لیکن اس حدیث
سے ترتیب کا واجب ہونا ثابت نہین ہوتا ہے مگر جب یہ تسلیم کیا جاوے کہ مجرد فعل وجوب پر
دلالت کرتا ہے حالانکہ مجرد فعل وجوب پر دلالت نہین کرتا ہے اللہم مگر اس حدیث کے عموم سے

دلیل پکڑی جاوے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ نماز پڑہو جیسے کہ مجھکو نماز پڑہتے دیکھتے ہو تو البتہ ممکن ہے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اُسدن نماز مغرب کی بھی قضا ہو چکی تھی جیسے کہ ابو سعید اور ابن مسعود کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم **باب** مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ نماز عشا کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے **ف** مراد اس سے مباح امر کا ذکر کرنا ہے ۔ ورنہ الکلام کر وہ سب وقتوں مین حرام ہے اور مستحب ذکر بھی مراد نہین کہ وہ مکروہ نہین جیسے کہ آیندہ باب مین آویگا اور لفظ سَامِر کا سَمَر سے مشتق ہے اور معنے اوسکا رات کے وقت قصے کہانیان بیان کرنے کا ہے اور جمع سَامِر کی سُمَّار ہے جیسے کہ طالب جمع طُلّاب کی ہے اور سامر کہ جمع اور واحد دونون پر بولا جاتا ہے) اسجگہہ جمع واقع ہوا ہے **ف** مراد امام بخاری کی اس عبارت سے آیت مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سَامِرًا تَهْجُرُوْنَ کی تفسیر کرنا ہے یعنے سامر کا لفظ جو اس آیت مین آیا ہے تو یہ جمع ہے مفرد نہین اور ایسا صحیح بخاری مین بہت جگہہ واقع ہوا ہے کہ جب کسی حدیث مین کوئی لفظ قرآن کے لفظ کے مطابق آجاوے تو امام بخاری اُس لفظ کی تفسیر کر دیتا ہے اور جب کوئی لفظ قرآن کا کہین آجاوے تو اوسکا معنے بھی بیان کر دیتا ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ اَبِيْ اِلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ وَهِيَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى اَهْلِهٖ فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ اَحَدُنَا جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَاُ مِنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ **ترجمہ** ابو برزہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ؐ ظہر کی نماز کہ جسکو تم پیشین کہتے ہو) کو اوسوقت پڑہا کرتے تھے جبکہ سورج ڈہل جاتا یعنے آسمان کی بلندی سے مغرب کیطرف میل کرتا اور نماز عصر کو ایسے وقت پڑہتے کہ ہم مین سے کوئی آدمی پرلی طرف مدینہ کی اپنے گہر مین پلٹ جاتا اور حالانکہ آفتاب سفید اور روشن ہوتا اور مین بہول گیا ہون اوس چیز کو جو کہا ابو برزہ نے نماز مغرب کے باب مین اور نماز عشا مین دیر کرکے پڑہنے کو پسند رکہتے تہے اور مکروہ رکہتے تہے سونے کو پہلے عشا سے اور بات چیت کرنے کو بعد اوسکے اور فجر کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے کہ ہر ایک آدمی اپنے

السامر من السمر والجميع السمار والسامر ههنا في موضع الجمع ٤٠٧

پاس والے کو پہچانتا اور نماز میں ساٹھ آیت سے لیکر سو آیت تک پڑھتے **ف** اس حدیث کی
شرح پہلے گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنا اور قصے
کہانیاں بیان کرنا مکروہ ہے اسلیے کہ اسکی وجہ سے کبھی نماز فجر کی قضا ہو جاتی ہے یا
مستحب وقت نکلجاتا ہے یا قیام رات میں قصور ہو جاتا ہے اور تہجد وغیرہ نوافل میں قصور
آتا ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے لیکن بعد عشاء کی اگر کسی مصلحت کے
لیے بات چیت ہو تو وہ مکروہ نہیں جیسے کہ آیندہ باب میں آتا ہے **باب** السمر فی الفقہ
والخیر بعد العشاء نماز عشا کے بعد علم دین اور نیک کام میں بات چیت کرنا جائز ہے
حدثنا عبد اللہ بن الصباح قال حدثنا ابو علی الحنفی قال حدثنا قرۃ بن خالد
قال انتظرنا الحسن وراث علینا حتی قربنا من وقت قیامہ فجاء فقال
دعانا جیراننا ھؤلاء ثم قال قال انس بن مالک نظرنا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ذات لیلۃ حتی کان شطر اللیل یبلغہ فجاء فصلی لنا ثم خطبنا فقال
الا ان الناس قد صلوا ثم رقدوا وانکم لم تزالوا فی صلوۃ ما انتظرتم
الصلوۃ قال الحسن وان القوم لا یزالون فی خیر ما انتظروا الخیر قال قرۃ ھو من ۴۰۸
حدیث انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** قرہ سے روایت ہے کہ ہمنے
حسن بصری کی انتظار کی اور اونسے ہمپر بہت دیر کی تا کہ نزدیک ہوئے ہم اوسکے قیام سے
یعنے جسوقت وہ مسجد سے اٹھکر سونے کے لیے گھر کو جایا کرتے تھے وہ وقت آگیا سو حسن بصری
ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمکو ان ہمسایون نے بلایا تھا یعنے اونکے ساتھ بات چیت کرنے
کی وجہ سے میرے آنے مین دیر ہوگئی پھر حسن بصری رض نے کہا کہ انس رض سے روایت ہے
کہ ایک رات ہمنے حضرت کی انتظار کی یعنے اسواسطے کہ عشا کی نماز کے لیے گھر سے باہر آئے یہان
تک کہ آدھی رات گذرگئی سو بعد اوسکے حضرت باہر آئے اور ہمکو نماز پڑھائی پھر ہمکو خطبہ سنایا اور فرمایا
کہ خبردار ہو کہ مقرر سب لوگ نماز پڑھ چکے اور سوگئے ہین اور تم ہمیشہ نماز ہی مین ہو جب تک کہ اسکی انتظار
کرتے ہوگے یعنے خواہ کوئی جماعت کے لیے انتظار کرے یا ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے لیے
مسجد مین بیٹھ کر انتظار کرتا ہے تو اس انتظار کا ثواب بھی ویسا ہی ہے جیسے کہ نماز پڑھنے کا)
حسن بصری نے کہا کہ ہمیشہ نیکی مین ہین جبتک کہ نیکی کی انتظار کرتے رہینگے قرہ (راوی) نے کہا کہ
یہ کلام آخر کی انس کی کلام ہے یعنے حضرت کا قول نہین **ف** اس حدیث مین ہے کہ حضرت م ا

بعد نماز عشا کے خطبہ پڑہنا اور لوگون کو وعظ سنایا پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز عشا کی بعد علم دین مین
گفتگو کرنا اور مسائل بیان کرنا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اور
حسن بصری سے نے اپنے یارون کے لیے یہ حدیث اسواسطے بیان کی کہ اونکو اطمینان ہو جاوے
اسلیے کہ وہ اوس سے علم دین سیکہا کرتے تہے یعنے اگرچہ تمکو آج دین کے سیکہنے کا ثواب نہین
ملا لیکن تمکو انتظاری کا ثواب ملیگا کہ جو نیکی کی انتظار کرے اوسکو بہی ثواب ملتا ہے

حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني سالم بن عبد الله بن عمر وابو بكر بن ابي حثمة ان عبد الله بن عمر قال صلى النبي صلى الله عليه وسلم صلوة العشاء في اخر حياته فلما سلم قام النبي صلى الله عليه وسلم فقال ارأيتكم ليلتكم هذه فان راس مائة سنة لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الارض احد فوهل الناس في مقالة النبي صلى الله عليه وسلم الى ما يتحدثون في هذه الاحاديث عن مائة سنة وانما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الارض يريد بذلك
۴۰۹ انها تخرم ذلك القرن **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے اپنی
آخر عمر مین ہمکو عشا کی نماز پڑہائی سو جب آپنے نماز سے سلام پہیری تو کہڑے ہوئے اور فرمایا
کہ بہلا تم بتلاؤ تو اپنے اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یون ہے کہ اس رات سے سو برس
کے سرے تک جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نہ رہیگا یعنے تمہاری عمر اگلی امتون کی عمرون
کیطرح بہت نہین پس دنیا کا لالچ کرنا بے فائدہ ہے نیک عمل کماؤ سو لوگون نے حضرت صلعم
کی اس کلام کے سمجہنے مین خطا کی طرف اسچیز کے جو گفتگو کرتے ہین ان باتون سے
یعنے تاویل کیا اونہون نے ساتہ ان تاویلون کے سو برس سے جو حضرت کی کلام مین
واقع ہے یعنے سو برس کا مطلب سمجہ سکے بلکہ اوسمین اور اور تاویلین کرنے لگے سو بعضون
نے تو یہہ سمجہا کہ مراد حضرت کی یہ ہے کہ سو برس کے بعد قیامت قائم ہو جاوے گی جیسے
کہ ابن مسعود رض سے طبرانی مین وارد ہے اور ابن عمر رض نے کہا کہ سوا اسکے نہین کہ مراد حضرت صلعم
کی یہ ہے کہ آپکے دن سے سو برس کے سرے تک جو زمین پر ہے کوئی باقی نہین رہیگا اور سو
برس تک اس زمانے کے لوگون سے کوئی باقی نہ رہیگا اور یہہ زمانہ منقطع ہو جاویگا **ف**
اصل مراد حضرت صلعم کی یہ تہی جو ابن عمر رض نے بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز عشا کی

بعد علم دین میں تکرار کرنا اور مسائل دینی یکہنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث
کی ترجمہ سے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے امام بخاری وغیرہ
نے کہ خضر زندہ نہیں ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ زندہ ہے اور اس حدیث کا یہ جواب دیتے
ہیں کہ خضر اس حدیث سے مخصوص ہے یعنے وہ اسوقت زمین پر نہیں تہا بلکہ دریا پر تہا اور بعضے
کچھ اور تاویل کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث سب آدمیوں کو شامل ہے سو اگر خضر کو زندہ
کہا جاوے تو اوسکا جواب ایسا ہے جیسے کہ عیسے علیہ السلام کا **باب** السمر مع الاهل
والضيف نماز عشا کے بعد اپنے گھر والوں اور مہمانوں کے ساتھ بات چیت کرنا جائز ہے

حدثنا ابو النعمان قال حدثنا معتمر بن سليمان ثنا ابي قال حدثنا ابو عثمان
عن عبد الرحمن بن ابي بكر ان اصحاب الصفة كانوا اناسا فقراء وان النبي صلى
الله عليه وسلم قال من كان عنده طعام اثنين فليذهب بثالث وان اربع
فخامس او سادس وان ابا بكر جاء بثلاثة وانطلق النبي صلى الله عليه و
سلم بعشرة قال فهو انا وابي وامي ولا ادري هل قال وامرأتي وخادم بين
بيتنا وبيت ابي بكر وان ابا بكر تعشى عند النبي صلى الله عليه وسلم ثم ٦١٠
لبث حيث صليت العشاء ثم رجع فلبث حتى تعشى النبي صلى الله عليه
وسلم فجاء بعد ما مضى من الليل ما شاء الله قالت له امرأته ما حبسك
عن اضيافك او قالت ضيفك قال اوما عشيتهم قالت ابوا حتى تجيء قد
عرضوا فابوا قال فذهبت انا فاختبأت فقال يا غنثر فجدع وسب وقال
كلوا لا هنيئا لكم فقال والله لا اطعمه ابدا وايم الله ما كنا ناخذ من لقمة
الا ربا من اسفلها اكثر منها قال شبعوا وصارت اكثر مما كانت قبل ذلك
فنظر اليها ابو بكر فاذا هي كما هي او اكثر فقال لامرأته يا اخت بني فراس
ما هذا قالت لا وقرة عيني لهي الآن اكثر منها قبل ذلك بثلاث مرار
فاكل منها ابو بكر وقال انما كان ذلك من الشيطان يعني يمينه ثم اكل
منها لقمة ثم حملها الى النبي صلى الله عليه وسلم فاصبحت عنده وكان
بيننا وبين قوم عقد فمضى الاجل ففرقنا اثني عشر رجلا مع كل رجل
منهم اناس والله اعلم كم مع كل رجل فاكلوا منها اجمعون او كما قال

ترجمہ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رض سے روایت ہی کہ اصحاب صفہ محتاج
لوگ تھے اور مقرر حضرت م نے فرمایا کہ جسکے پاس دو آدمی کا کہانا ہو وہ تیسرے آدمی کو کہلانے
کے واسطے لیجاوے اور جسکے پاس چار آدمی کا کہانا ہووہ پانچوین کو لیجاوے یا پانچ کے ساتھہ
چہٹے کو لیجاوے (یہ راوی کا شک ہے) اور مقرر ابوبکر صدیق رض تین آدمی کو لائے اور حضرت
اپنے ساتھہ دس آدمی کو لے گئے سو عبدالرحمن نے کہا کہ شان یہ ہے کہ گہر مین ہم کل تین آدمی تہے
مین اور میرے ماں باپ (راوی کہتا ہی) مین نہین جانتا کہ کیا عبدالرحمن نے یہی کہا ہے کہ میری عورت
بہی گہر مین تھی اور ایک غلام میرے گہر کے درمیان اور ابوبکر کے گہر کے درمیان خادم تہا
یعنے دونون گہرون کی خدمت وہی کرتا تہا اور مقرر ابوبکر صدیق رض نے رات کا کہانا حضرت
کے پاس کہایا تہا پہر ابوبکر رض نے دیر کی یعنے گہر مین نہ آئے یہانتک کہ عشا کی نماز ہوچکی پہر
ابوبکر رض نماز پڑہکر حضرت م کے پاس پلٹ گئے پس وہان ٹہیرے رہے یہانتک کہ حضرت م کہانا
کہاچکے سو ابوبکر گہر مین کچہہ رات گئی آئے جتنی خدا نے چاہا سو اوسکی بیوی نے اوسکو کہا کہ کس
چیز نے روک رکہا تجکو اپنے مہمانون سے یا کہا اپنے مہمان سے (راوی کا شک ہے) ابوبکر رض
نے کہا کیا تونے اونکو کہانا نہین کہلایا اوسنے کہا کہ مہمانون نے بدون تیرے آئے کہانا کہانے ۱۱۴
سے انکار کیا تہا اور مقرر کہانا اونکے سامنے لایا گیا تہا لیکن اونہون نے انکار کیا تہا عبدالرحمن
نے کہا کہ مین جاکر چھپ گیا یعنے ابوبکر رض کے غصے کے سبب سے جو مین نے اونہین دیکہا سو ابوبکر رض
نے کہا کہ اے جاہل اور اے کم بخت اور مجھکو ناک کٹ جانے کی بد دعا دی اور گالی دی یعنے
تونے انکو ابتک کہانا کیون نہین کہلایا اور گہر والون کو کہا کہ کہانا کہاؤ تم کو ہضم نہ ہو پہر ابوبکر
نے کہا کہ قسم خدا کی مین اوسکو کبہی نہین کہاؤنگا اور عبدالرحمن نے کہا قسم خدا کی کہ ہم کوئی لقمہ
نہین اٹہاتے تہے مگر اوسکے تلے سے اوس سے زیادہ بڑہجاتا تہا عبدالرحمن نے کہا کہ سب کے
پیٹ بہر گئے اور سب آدمی سیر ہوگئے اور کہانا آگے سے بہی زیادہ باقی بچا تہا سو ابوبکر نے کہانے
کو دیکہا پس وہ وتنا ہی تہا جتنا پہلے تہا یا اوسے بہی زیادہ تہا سو ابوبکر رض نے اپنی بیوی
سے کہا کہ اے بنی فراس (یہ اوسکے دادا کا نام ہے) کی بہن یہ کیا حال ہے یعنے کیسی کرامت
ظاہر ہوئی ہے کہ سب کہاچکے مین اور کہانا وتنا ہی ہے جتنا کہ اونکے آگے رکہا تہا اوس
عورت نے کہا کہ قسم ہے مجکو شنڈک آنکہ کی یعنے حضرت کی کہ البتہ کہانا تو آگے سے بہی بہت ہی
یہ کلمہ اوسنے تین بار کہا تو پہر ابوبکر رض نے بہی اوس سے کہایا اور کہا کہ یہ قسم میری شیطان

سے تھی یعنے شیطان کے دھوکے سے قسم کھائی تھی پھر ابو بکر رضؓ نے ایک لقمہ اوس سے اور کہا پھر باقی بچے
ہوئے کو اوٹھا کر حضرت صلعم کے پاس لے گئے سو وہ کھانا حضرت کے پاس صبح تک پڑا رہا اور ہم مین
اور ایک قوم مین عہد تھا سو اوسکی مدت گذر گئی اور وہ لوگ مدینہ مین آگئے سو ہم نے اونکو بارہ
گروہ کیا ہر ایک ساتھ انہین سے کئی آدمی تھے خدا جانتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی
تھے سو سب آدمیون نے اوس کھانے سے کھایا جیسے کہا راوی کا شک ہے **ف** اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ نماز عشا کے بعد اپنے مہمانون اور اہل عیال کے ساتھ بات چیت کرنا جائز ہے اسلیے کہ ابوبکر
صدیق رضؓ نے عشا کی نماز کے بعد آکر گھر والون سے مہمانون کی خبر پوچھی پھر عبدالرحمن کو جھڑکا اور
پھر بعد کھانے کے اپنی بیوی سے بات چیت کرتے رہے کہ اے بنی فراس کی بہن کھانا تو دونا ہی ہے
جتنا پہلے تھا وغیرہ گفتگو جو اونکے درمیان واقع ہوئی پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی
ترجمہ باب سے اور پہلے باب اور اس باب کا مطلب ایک ہی ہے لیکن اس باب مین اتنا فرق ہے کہ
اس بات چیت کا رتبہ پہلے باب کے رتبے سے کم ہے کیونکہ خیر یعنے نیک کام مین گفتگو کرنا محض عبادت
ہے اور مہمانون وغیرہ کے ساتھ گفتگو کرنے کی کچھ حاجت نہین ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بات
۴۱۲ چیت کرنا جائز ہے نہ اسمین ثواب ہو اور نہ عذاب ہو اور علم دین اور نیک کام مین گفتگو کرنی جیسے
کہ پہلے باب مین واقع ہے تو اسمین بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے پس فرق ظاہر ہے واللہ اعلم
اور یہ جو راوی نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ عبدالرحمن نے بیوی اور غلام کا ذکر بھی کیا ہے یا
نہین تو مطلب اسکا یہ ہے کہ راوی کہتا ہے مجکو شک ہے کہ عبدالرحمن نے اپنے گھر والون
سے تین آدمی کو ذکر کیا یا پانچ آدمی کو ذکر کیا اور یہ جو کہا کہ ابو بکر رضؓ نے رات کا کھانا حضرت کے
پاس کھایا تھا تو اصل کلام اسطرح ہے کہ جب عشا کی نماز ہو چکی تو ابو بکر رضؓ حضرت کے پاس پلٹ گئے اور
وہان ٹھیرے رہے یہانتک کہ حضرت صلعم نے کھانا کھایا اور ابو بکر رضؓ نے بھی آپکے پاس کھانا کھایا
پس یہ کلام راوی سے آگے پیچھے ہوگئی ہے اور یہ جو ابو بکر رضؓ نے قسم کھائی کہ مین کھانا نہین کھاؤنگا تو
یہ قسم اونکے مہمانون کے کھانا کھانے سے پہلے واقع ہوئی تھی پھر مہمانون نے بھی قسم کھائی کہ اگر
تم نہین کھائیگا تو ہم بھی نہین کھائینگے تب ابو بکر رضؓ نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور اونکے ساتھ
کھانا کھایا علما کہتے ہین کہ یا تو ابو بکر رضؓ نے اس قسم کا کفارہ دیدیا تھا اور یا یہ قسم لغو تھی اور باقی
بچے طعام کو حضرت صلعم کے پاس لیجانا بوجہ ظاہر ہونے کرامت کے تھا کہ ابو بکر رضؓ کے خاندان سے
ظاہر ہوئی اور یہ حضرت صلعم کا ایک معجزہ تھا کہ ابو بکر رضؓ کے گھر والون سے ظاہر ہوا اور یہ جو

کہا کہ ہم مین اور ایک قوم مین عہد تہا تو اسکا مطلب یہ ہو کہ کچہہ مسلمانون اور کافرون مین ایک مدت
تک صلح قرار پا چکی تہی کہ ایکدوسرے کو نہ چہیڑین سو جب وہ مدت گذر گئی تو مسلمان مدینہ مین چلے
آئے کہ بہادا کافر لوگ ہمکو ایذا دین اور حضرت م نے اونکے بارہ فرقے بنائے کہ بانٹ بانٹ مسلمان
انکو کہانا کہلا دین اسلیے کہ اتنے آدمیونکا بوجہہ ایک آدمی نہین اوٹہا سکتا ہے اور یہ جو حضرت ص
نے فرمایا کہ جسکے پاس دو آدمی کا کہانا ہو وہ تیسرے کو لیجاوے الخ تو اوسکی وجہ یہہ تہی کہ
جب حضرت م کافرون کے خوف سے مکہ چہوڑ کر مدینے مین آئے تو حضرت م کے ساتہہ اور صحابہ
بہی ہجرت کر آئے تہے اور اپنا مال اسباب سب وطن مین چہوڑ آئے تہے وہ اصحاب صفہ مین (جو مسجد
کے آگے ایک دالان تہا) رہا کرتے تہے اونکو زیادہ تر کہانے کی تکلیف ہونے لگی کہ اونکا گہر کوئی نہین
تہا مسافر تہے تب حضرت ص نے مدینہ والون سے فرمایا کہ جسکے پاس دو کا کہانا ہو وہ تیسرے آدمی کو
ساتہہ لیجایا کرے اور کہانا کہلائے تب مدینے والون نے سب اصحاب صفہ کو بانٹ لیا کوئی
ایک آدمی کو کہانا کہلاتا تہا اور کوئی دو کو اور کوئی زیادہ کو اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے نکلتے
ہین بیان اونکا علامات النبوۃ مین آگے آویگا انشاء اللہ تعالے

۴۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاذان

یہ کتاب ہے اذان دینے کے بیان مین

ف اذان کا معنے لغت مین خبر دینا اور اعلام کرنا ہے اور عرف شرع مین اذان کہتے ہین
نماز کے وقت کی خبر دینے کو ساتہہ خاص لفظون کے اور قرطبی وغیرہ نے کہا ہے کہ اذان سے
عقائد کی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین اسلیے کہ اذان کا پہلا لفظ یہ ہے کہ اللہ بڑا ہے سو اس سے خدا
کا وجود ثابت ہوا اور اوسکا کمال اور دوسرا لفظ اسکا یہ ہے کہ نہین کوئی معبود برحق سوا خدا کے
سو اس سے خدا کی توحید ثابت ہوئے اور خدا نرالا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور تیسرا
لفظ اوسکا یہ ہے کہ حضرت محمد ص رسول اللہ کے ہین سو اس سے حضرت کی نبوت اور رسالت
ثابت ہوئے یعنے حضرت م بے شک پیغمبر ہین اور چوتہا کلمہ یہ ہے کہ آؤ طرف نماز کے
سو اس سے ثابت ہوا کہ نماز فرض ہے اور یہ بلانا ہے طرف نماز کی اور اقرار رسالت کی
بعد ہمکو اسواسطے ذکر کیا کہ یہ رسول کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے اوسکی سوا اور کسی طریق سے
معلوم نہین ہوسکتی ہے اور پانچوان کلمہ اوسکا یہ ہے کہ آؤ طرف نجات کے اور وہ ہمیشہ کا

زندہ رہتا ہے ابدالآباد تک سواس سے آخرۃ اور حشر نشر ثابت ہوا اور اذان دینے سے دخول وقت اور جماعت کیطرف بولانا ثابت ہوتا ہے اور اوسمین اختلاف ہے کہ اذان افضل ہے یا امامت افضل ہے سواگر امامت کے حقوق کو ادا کرسکے تو امامت افضل ہے ورنہ اذان افضل ہے **بَابُ بَدْءِ الْاَذَانِ** اذان کے شروع ہونے کا بیان یعنے اسلام مین ابتدا اذان کی کس طور سے ہوئی اور کب ہوئی وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ یعنے جب پکارتے تم کافرون کو طرف نماز کے تو پکڑتے مین اوسکو ٹھٹھا اور کھیل اور یہ حال انکا بسبب اسکے ہے کہ وہ ایک قوم مین کہ نہین سمجھتے یعنے حق کو باطل سے وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ یعنے خدا نے فرمایا کہ جبکہ اذان کہی جاتی ہے واسطے نماز کے دن جمعہ کے **ف** غرض امام بخاری کی ان دونون آیتون کے لانے سے یہ ہے کہ اذان کا ثبوت ان دونون سے نکلتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اذان کا مشروع ہونا صرف حدیثون سے ثابت نہین ہی بلکہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور ان آیتون مین اذان کا مجمل ذکر ہے اور جن حدیثون مین

٤١١ اذان کے کلمات مذکور ہین وہ حدیثین ان آیتون کی تفسیر ہین اور یہ بھی ان دونون آیتون سے معلوم ہوا کہ ابتدا اذان کی مدینہ مین ہوئی اسلیے کہ یہ آیتین مدینے مین نازل ہوئی مین اور ابتدا جمعہ کی بھی مدینہ مین ہوئی ہے **حَدَّثَنَا** عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ

ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ اصحاب رض نے (نماز کی خبر دینے کے واسطے آگ اور ناقوس کو ذکر کیا اور یہود اور نصارے کو ذکر کیا سو بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہی اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے **ف** نماز کی اذان ہجری کے پہلے سال مین شروع ہوئی اور اصل کیفیت اوسکی اسطور سے ہی کہ اسلام مین پہلے اذان نہین تھی نماز کے وقت لوگ اندازہ کرکے آجاتے تھے جب اصحاب بہت ہوگئے اور سبکو خبر دینی مشکل ہوئی تو سب اصحاب نے ملکر یہ مشورہ کیا کہ نماز کے وقت کی اطلاع دینے کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے جس سے نماز کے وقت سب آدمیون کو اطلاع ہو جایا کرے سو بعضون نے تو یہ کہا کہ نماز کے وقت آگ جلا یا کرو اوس سے سب آدمیون کو اطلاع ہو جایا کریگی

اذان کا ابتدائی حال اور اعلان صلوٰۃ

فرضیت اذان

اور بعضون نے کہا کہ ناقوس بناؤ کہ نماز کے وقت اوسکی آواز سے لوگ آجایا کرین گے
اور بعضون نے کہا کہ نصارے کیطرح سینگہ لاؤ کہ نماز کے وقت اسمین پہونک مارا کرو اور
بعضون نے کچھ اور مشورہ دیا سو حضرت نے فرمایا کہ آگ جلانا تو مجوس کا کام ہے یعنے وہ نماز
وقت آگ روشن کرتے ہین اور ناقوس نصارے کا کام ہے وہ نماز کے وقت اسکو بجاتی
ہین اور سینگہ مین پہونکنا یہود کا کام ہے پس ان گروہ کے ساتھ مشابہت پیدا کرنی
مکروہ ہے اور بعضون نے کہا کہ نشان کہڑا کرنا چاہیے کہ اسکو دیکھ کر ایکدوسرے کو خبر کر دیا
کرین گے سو حضرت کو یہ بھی پسند نہ آیا اور عمر فاروق نے کہا کہ کسی آدمی کو مقرر کیا چاہیے کہ نماز
کے وقت لوگون کو اطلاع دیدیا کرے اور کسی نے کوئی اور تدبیر کرنی بتلا ئی پہر لوگ چلے
گئے سو عبداللہ بن زید کو اس امر کا بہت فکر رہا سو رات کو خواب مین اونے اذان دیکھی یعنے
کسی فرشتہ نے اوسکو خواب مین سب اذان سکہلائی کہ اسطرح نماز کے وقت کہا کرو سو اونے
فجر کو آکر حضرت کے آگے وہ خواب بیان کی سو حضرت نے اوسے کہا کہ تو یہ اذان بلال کو سکہلا
دے کہ اوسکی آواز بہت بلند ہے نماز کے وقت وہی اذان دیا کرے گا سو جب بلال نے
اذان کہی تو عمر فاروق رضہ گہر سے دوڑے آئے اور حضرت م سے عرض کی کہ مین نے ٤١٥
بہی خواب مین ویسا ہی دیکھا ہے جیسے کہ عبداللہ زید نے دیکھا اس سے معلوم ہوا کہ
عبداللہ بن زید کا خواب دیکھنا بعد مشورہ کے واقع ہوا ہے اور عمر کا قول اسے پہلے واقع ہوا
ہے پس اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ ابتدا اذان کی خواب کے ذریعہ
سے ہوئی ہے اور دوسرے لوگون کو اذان خواب مین نظر آئی اور خود حضرت کو نہ آئی تو اسمین یہہ
حکمت ہے کہ اس سے حضرت کی شان کی بلندی معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ جب غیر کی زبان پر ہو تو اوس
سے حضرت کی مرتبہ کی بلندی اور آپکی شان کی عظمت ثابت ہوتی ہے لیکن شیخ ابن حجر نے
فتح الباری مین لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اذان کا شروع ہونا وحی کے ذریعہ سے ہوا ہے جیسے
کہ ابو داؤد اور عبدالرزاق نے مراسیل مین روایت کیا ہے کہ جب عمر نے حضرت م کو آکر اذان کی
خبر دی تو آپ نے فرمایا مجہ سے پہلے وحی کے ذریعہ سے مجکو اذان معلوم ہو چکی ہے اس سے
معلوم ہوا کہ عبداللہ بن زید اور عمر کی خواب دیکھنے سے پہلے وحی حضرت کے پاس آچکی تھی یا
احتمال ہے کہ وحی کا آنا عبداللہ بن زید کی عرض سے بعد ہوا و عمر کی عرض کرنے سے پہلے ہو
اور اس حدیث سے یہ سوال بہی دفع ہوگیا کہ پیغمبر دن کے سوا کسی کی خواب سے حکم شرعی ثابت نہین

ہوتا پس اصحاب کی خواب دیکھنے سے اذان کا جائز ہونا ثابت نہین ہوگا اسلیے کہ جواب اسکا
یہ ہے کہ اذان محض اُنکی خواب سے ثابت نہین بلکہ اسکے ساتھہ وحی بہی شامل ہے واللہ اعلم
حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ
فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا
نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ
اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا
بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت کہ جب سلمان ہجرت کرکے مدینہ مین
آئے تو جمع ہوتے تہے اور نماز کے وقت کا اندازہ کرلیا کرتے تہے نماز کے لیے اونکو کوئی نہین
پکارتا تہا سو ایکدن اونہون نے آپس مین مشورہ کیا سو بعضون نے کہا کہ نصاریٰ کیطرح ناقوس
بناؤ اور بعضون نے کہا یہودیون کیطرح سینگہہ پکڑو اور عمر رض نے کہا کہ کیون نہین بہیجتے
ہو تم کسی مرد کو کہ لوگون کو خبر نماز کی دے سو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے بلال اٹھہ اور لوگون کو
خبر دے نماز کی **ف** حضرت عمر کا یہ مشورہ دینا خواب دیکھنے سے پہلے تہا اور یہ حضرت صلعم کا ۵۱۶
بلال کو اذان کا حکم کرنا بہی عبداللہ بن زید کی خواب سے دیکھنے سے پہلے تہا یعنے یون ہی کسی مکان
بلند پر کہڑا ہو کر آواز کردے کہ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ یعنے نماز تیار رہے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
اذان بعد ہجرت کے شروع ہوئی ہے اسلیے کہ عبداللہ بن عمر نے مطلق نفی کردی ہے کہ
پہلے اس سے کسی قسم کی اذان نہین تہی اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اذان کی
مکہ مین ہوئی ہے مگر وہ حدیثین صحیح نہین ہین اور اذان مین اختلاف ہے کہ آیا واجب ہے یا سنت
یا مستحب جمہور علماء کے نزدیک سنت موکدہ ہے اور امام اوزاعی اور داؤد اور ابن منذر اور
امام مالک کہتے ہین کہ واجب ہے اور بعضون نے کہا کہ فرض کفایہ ہے لیکن وجوب کو ترجیح معلوم
ہوتی ہے اسلیے کہ حضرت صلعم نے اوسکی تقریر پر ہمیشگی کی ہے اور آپکا اذان کو چہوڑ دینا ثابت
نہین ہوا اور نہ آپ نے کبہی چہوڑنے کا حکم فرمایا اور نہ اوسکے چہوڑنے کے رخصت دی پس
معلوم ہوا کہ واجب ہونا اسکا راجح ہے ورنہ اوسکے سنت موکدہ ہونے مین تو کچہہ بہی
کلام نہین لیکن امام بخاری نے بوجہہ اس اختلاف کے اسپر کوئی حکم نہ لگایا صرف اوسکا جواز
ثابت کردیا تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے **فائدہ** کا نہایت لوگ سوال کرتے ہین کہ حضرت صلعم

نے کبھی خود بھی اپنی زبان مبارک سے اذان کہی ہے یا نہین سو امام ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہی کہ نودی نے کہا کہ حضرت صلعم نے ایکبار سفر مین اپنی زبان مبارک سے اذان کہی ہے ولیکن یہ بات ثابت نہین ہوتی ہے اور آپکے اذان کہنے کا یہ معنے ہے کہ آپ نے بلال کو اذان کہنے کا حکم فرمایا نہ یہ کہ خود آپنے اذان کہی پس معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے کبھی اپنی زبان سے اذان نہین کہی ہے اور یہ جو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اوٹھ اور لوگون کو خبر دے نماز کی سو اس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ اذان کے لیے کھڑا ہونا سنت ہی اور اسپر اتفاق ہے سب علما اسلام کا مگر حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک بیٹھکر اذان کہنی بھی جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جائز نہین لیکن قیام کے سنت ہونے پر سب کا اتفاق اور اسحدیث ابن عمر رضہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بڑے کام مین مشورہ کرنا جائز ہے اور کہ جو جو کسی کے قیاس مین آوے اوسکو سب کے سامنے پیش کرنا جائز ہے اسمین کچھ حرج نہین اور نیز اس سے فضیلت عمر فاروق کی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت صلعم نے انکی رائے کی موافق بلال کو فرمایا کہ لوگون کو خبر دے نماز کی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کو احکام مین اجتہاد کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معانی مستنبطہ سے احکام طلب کرنے جائز ہین

۲۱۷ **باب** الْاَذَانِ مَثْنٰى مَثْنٰى اذان کے کلمے دو دو بار کہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ اِلَّا الْاِقَامَةَ

ترجمہ انس رضہ سے روایت ہی کہ بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہے اور اقامت کی کلمے ایک ایک بار کہے مگر اقامت کو یعنے قد قامت الصلوۃ دو بار کہے **ف** مراد اذان سے اس حدیث مین کل اذان نہین بلکہ اوسکے اکثر کلمے مراد ہین یعنے اکثر کلمے اذان کے دو دو بار کہے جاوین اسلیے کہ اذان کے اول مین تکبیر چار بار کہی جاتی ہے اور آخر مین کلمہ توحید کا ایک بار کہا جاتا ہے جیسا کہ اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ جب کوئی اذان دینے لگے تو چاہیے کہ اول اور اخیر کی تکبیر و غیرہ سوا اور سب کلمے اذان کے دو دو بار کہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور اسحق اور بہت صحابہ اور تابعین کا اور حنفیہ کے نزدیک اذان اور اقامت دونون کے اول مین تکبیر چار چار بار کہی جاوے اور امام مالک کہتے ہین کہ دو بار لیکن اسپر علما کا اتفاق ہے کہ اذان اور اقامت کی آخر مین کلمہ توحید کا لفظ ایکبار کہے اور لفظ شفع کا جو اسی حدیث مین آیا ہے تو وہ دو بار کو بھی بولا جاتا ہے اور چار بار کو بھی بولا جاتا ہے پس یہ حدیث اول مین چار بار

ع اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹھکر اذان دینی جائز نہین ہے اور یہی مذہب تمام علما کا مگر ابو ثور کہتے ہین کہ جائز ہے لیکن یہ قول اسکا ضعیف ہے کما قالہ النووی

تکبیر کہنے کے مخالف نہین علاوہ اسکے تکبیر کو دُو بار کہنا گو صورت مین تثنیہ ہے لیکن حکم مین
مفرد کیہے اسی واسطے مستحب ہے کہ دو تکبیر ونکو ایک دم مین کہا جاوے اور امام مالک کے نزدیک
اذان کے اول مین فقط دو بار تکبیر کہی جاوے لیکن دوسری حدیث مین صاف آچکا ہے کہ اذان
اونیس کلمے مین ترجیع کے ساتھہ اور اقامت کے گیارہ کلمے ہین اور ترجیع اسکو کہتے ہین
کہ اذان مین شہادتین کو پہلے دو دو بار آہستہ آواز سے کہے پہر دوسری بار اونکو دو دو بار بلند آواز
سے کہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما کا اور حنفیہ کہتے ہین
کہ اذان مین ترجیع جائز نہین وہ کہتے مین کہ واسطے تعلیم کے تہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر تعلیم
کی غرض تہی تو پہر آپ نے فقط شہادتین پر اکتفا کیون فرمایا اور دوسرے سب کلمات کو چار چار
مرتبہ کیون نہ دوہرایا اور مفصل جواب اسکا ظفر المبین جدید حصہ دوم مین مذکور ہے اور
امام نووی نے لکھا ہے کہ جمہور کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے یعنے حدیث ابو محذورہ کی اور
زیادتی مقدم ہے باوجودیکہ حدیث ابو محذورہ کی متاخر ہے عبد اللہ بن زید کی حدیث سے
اسلیے کہ ابو محذورہ کی حدیث ۸ھ آٹھہ ہجری کی ہے اور حدیث عبد اللہ کی ابتدا زمانے کی
۳۱۸ ہے اور منضم ہوا ہے ساتھہ اوسکے عمل مکے اور مدینے والون کا اور تمام شہر ونکا انتہے اگر
کوئی سوال کرے کہ اقامت کی اول آخر مین تکبیر دو دو بار کہی جاتی ہے حالانکہ اس حدیث مین
آیا ہے کہ قد قامت کی سوا اور سب کلمے ایک ایک بار کہے جاوین سو جواب اسکا یہ ہے کہ
وہ تکبیر نسبت اذان کے مفرد ہے اسلیے کہ اذان کے اول مین تکبیر چار بار کہی جاتی ہے اسیواسطے
امام نووی نے لکھا ہے کہ اذان کی اول کی چار تکبیر ونکو دو دم مین کہنا مستحب ہے پس اس سے
معلوم ہوا کہ اذان کی آخر دو تکبیر ونکو دو دم مین کہا جاوے لیکن ظاہر حدیث سے یہی معلوم
ہوتا ہے کہ تکبیر بہی ایک ایک بار کہی جاوے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ ذَكَرُوا أَنْ يُعْلِمُوا وَقْتَ الصَّلَوٰةِ بِشَيْءٍ
يَعْرِفُونَهُ فَذَكَرُوا أَنْ يُوْرُوا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ
الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان لوگ بہت ہوگئے
یعنے نمازیون کی کثرت ہوگئی تو انہون نے ذکر کیا یعنے مشورہ کیا کہ وقت نماز کی لیے
کسی چیز سے نشانی مقرر کرین جس سے لوگ نماز کا وقت پہچان لیا کرین سو بعضون نے آگ

جلانا کہا اور بعضوں نے ناقوس بجانا کہا اسواسی حالت مین عبداللہ بن زید کو خواب مین اذان
نظر آئے اور اسنے حضرت سے آکر عرض کی سو بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہے
اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے یعنے جب کوئی اذان کہنے لگے تو اذان کے کلمون کو
دو دو بار کہے اور اقامت کو ایک ایک بار **ف** بعضوں نے دلیل پکڑی ہے اس حدیث سے کہ
کہ لفظ قد قامت الصلوٰۃ کا بھی ایک ہی بار کہا جاوے لیکن پہلی حدیث جو ابھی گذر چکی ہے
وہ حجت ہے ان بعض پر اور اگر وہ شخص کہے کہ اہل مدینے کا عمل ایک بار پر ہے تو ہم کہینگے
کہ اہل مکہ کا عمل دو بار پر ہے اور معہذا اونکے ساتھ صحیح حدیث بھی موجود ہے پھر اہل مدینہ کے
عمل سے استدلال کرنا کسطرح صحیح ہوگا اور ناقوس کہتے ہین ایک لکڑی کو کہ اوسپر دوسری لکڑی
کو مارتے ہین تو اوس سے ایک آواز نکلتا ہے اور یہ نصاریٰ کا طریق ہے اور مطابقت
ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے **بَابٌ** اَلْاِقَامَةُ وَاحِدَةٌ اِلَّا قَوْلَهٗ قَدْ قَامَتِ
الصَّلٰوةُ اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے جاوین مگر لفظ قد قامت الصلوٰۃ کو دو بار کہنا
چاہیے **ف** حدیث مین لفظ وتر کا آیا ہے اور اس باب مین لفظ واحدۃ کا آیا ہے مگر معنے
دونوں کا ایک ہی ہے لیکن لفظ وتر کا ایک بار کے لیے خاص نہین بلکہ کبھی صرف ایک ہی پر بولا جاتا ۳۱۹
ہے اور لفظ واحدۃ کا صرف ایک ہی بار کے لیے خاص ہے اور کسی معنے کے لیے بولا نہین جاتا
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ
عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ قَالَ
اِسْمٰعِيْلُ فَذَكَرْتُهٗ لِاَيُّوْبَ فَقَالَ اِلَّا الْاِقَامَةَ **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے
کہ بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمون کو دو دو بار کہے اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت مین اول اور آخر کے تکبیرون کے اور
لفظ قد قامت الصلوٰۃ کے سوا اور سب کلمے ایک ایک بار کہے جاوین اور یہی مذہب ہے
اکثر اہل علم کا صحابہ اور تابعین وغیرہ سے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور زہری اور اوزاعی کا اور
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ اقامت
نماز کے گیارہ کلمے ہین انتہے اور امام ابو حنیفہ اور ثوری کہتے ہین کہ اقامت مثل اذان کے ہے
اور حنفی بھی کہتے ہین کہ اذان کے کلمے اور اقامت کے کلمے برابر ہین سو یہ حدیث صریح ہے
اونکے رد مین اور بعضے حنفی یہ جواب دیتے ہین کہ اقامت ایک ایک بار کہنا پہلے اسلام

مین تہا پہر منسوخ ہو گیا ساتہہ حدیث ابی محذورہ کے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے اسلیے
کہ اوسمین اقامت کا دو بار کہنا آگیا ہے اور وہ متاخر ہے حدیث انس سے پس وہ اسکی ناسخ ہو
جاوے گی سو جواب اسکا یہ ہے کہ ابو محذورہ کی حدیث کے بعض طریقون مین اقامت کے
چار بار کہنے کا اور ترجیع کا ذکر بہی آگیا ہے پس حنفیہ پر لازم آویگا کہ اوسکو بہی قبول کرین حالانکہ
یہ بات اونکے مذہب کی بالکل مخالف ہے اور امام احمد نے کہا کہ جو شخص اسکی نسخ کا دعوے کرے
وہ دعوے اوسکا غلط ہے اسلیے کہ حضرت فتح مکہ کے بعد مدینے کیطرف پلٹ گئے اور وہان
بہی بلال کو اسی پر قائم رکہا کہ اقامت کو ایک ایک بار کہا کرے اور سعد قرظ کو بہی آپ نے
اسی طرح سکہلایا سو بعد اسکے اونسے اسیطرح اذان کہی اور ابن عبد البر نے کہا کہ امام احمد اور
اسحق اور داؤد اور ابن جریر کا یہ مذہب ہے کہ یہ سب اختلاف مباح ہے یعنے اگر اذان کے اول
مین چار بار تکبیر کہے تو یہ بہی جائز ہے اور اگر دو بار تکبیر کہے تو یہ بہی جائز ہے اسیطرح اگر
اذان مین ترجیع کرے تو یہ بہی جائز ہے اور اگر ترجیع نہ کرے تو یہ بہی جائز ہے اسیطرح اگر اقامت
کے سب کلمے دو دو بار کہے تو یہ بہی جائز ہے اور اگر سب کلمے ایک ایک بار کہے تو یہ بہی جائز ہے
اور اگر سب اقامت کو ایک ایک بار کہے اور لفظ قد قامت الصلوۃ کو دو بار کہے تو یہ بہی جائز ۴۲۰
ہے انمین کسی طریقہ مین گناہ نہین ہے سب طرح سے جائز ہے **مترجم** کہتا ہے کہ یہی بات قریب
صواب کے ہے کہ سب طریقے جائز ہین جسپر عمل کرے درست ہے کسی مین گناہ نہین اسلیے کہ حدیثین
ان سب وجوہات کا احتمال رکہتی ہین اور بعضون نے کہا کہ اگر اذان مین ترجیع کرے تو اقامت
کو دو دو بار کہے مگر سلف سے اسکا کوئی قائل نہین ہے اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ مراد وتر سے جو اس
حدیث مین آیا ہے ایکبار کہنا نہین بلکہ مراد اوس سے جلدی کہنا ہے یعنے اقامت کو جلدی
کہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل ایسی کچی ہے اور ایسی باطل ہے کہ جسکو ذرا سا بہی عقل ہو
اوسکے باطل ہونے مین کچہ شک نہین کرسکتا ہے اول اسوجہ سے کہ اس حدیث مین استثنا
آچکا ہے کہ لفظ قد قامت الصلوۃ کو دو بار کہے پس اس سے لازم آویگا کہ اسے بہی دو بار مراد
نہ ہو بلکہ مراد یہ ہوگی کہ اسکو سرعت سے نہ کہو دیر سے کہے دوم اسوجہ سے کہ وتر کا لفظ اس حدیث
مین شفع کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے تو اسصورت مین لازم آویگا کہ شفع کا معنے یہ کیا جاوے
کہ اذان کو بلند آواز اور سرعت سے کہے نہ یہ کہ دو دو بار کہے پس اذان کا دو دو بار کہنا اس حدیث سے
ثابت نہین ہوگا سوم یہ کہ دوسری حدیث ابی محذورہ کے ایک طریق مین صریح آچکا ہے

کہ ترجیع کے ساتھ اذان کے انیس کلمے ہین اور اقامت کے گیارہ کلمے ہین تو اب احادیث
مین یہ تاویل کیسے چل سکے گی بینوا توجروا اور ابو محذورہ کی حدیث مین جو اقامت کے
سترہ کلمے آئے ہین تو اوس سے ایکبار اقامت کہنے کی ممانعت نہین نکلتی ہے اسلیے کہ
ممکن ہے کہ دونو طرح سے جائز ہو اور نیز اگر اوس سے افراد اقامت کی ممانعت نکالی جاوے
تو تشفیع واجب ہو جاوے گی اور بلال وغیرہ کی اذان جو سترہ کلمے کہتے ہین بالکل ممنوع
ہو جاویگی اسلیے کہ بلال وغیرہ کی حدیث مین تشنیہ اذان کا بیان ہے افراد اقامت کے
ساتھ مذکور ہے اور دونونکا حکم ایک سلسلے مین مذکور ہے پس اگر ممانعت ہوگی تو دونو کی
ہوگی نہ ایک کی اور تطبیق صرف اس تاویل پر موقوف نہین ہے بلکہ اسطور سے بھی ممکن
ہے کہ سب طریقون کو جائز رکھا جاوے جیسے کہ ابھی گذر چکا ہے اور باقی حدیثین جو حنفیہ
اس باب مین پیش کرتے ہین اول تو انکا صحیح ہونا مسلم نہین ہے اور بفرض تسلیم یہ ہی تطبیق
دی جاویگی کہ سب طرح سے جائز ہے جو کوئی کرے درست ہے پس ایک کو جائز رکھنا اور دوسرے
کو ناجائز بتلانا بالکل جائز نہین ہے ورنہ ایک ایک بار کہنے کی حدیثون سے دو دو بار کہنا
بالکل باطل ہو جاوے گا فما ہو جوابکم فہو جوابنا واللہ اعلم اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے ۴۲۱
کہ اقامت مثل اذان کے تھی پر سلاطین بنی امیہ نے اوسکو جلدی کے لیے ایک ایک کر دیا لیکن
یہ حدیثین صریح اوسکے رد مین اسلیے کہ انمین صریح موجود ہے کہ خاص حضرت ؐ نے بلال کو ایک
ایک بار تکبیر کہنے کا حکم فرمایا تھا اوسکو بنی امیہ کا ایجاد سمجھنا محض خیال فاسد ہے اور نیز جلدی کے واسطے
انہون نے اذان کو مفرد کیون نہ کیا اگر کوئی کہے کہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہنے
کی کیا حکمت ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ حکمت اسمین یہ ہے کہ اذان دور رہنے والے لوگون کی پکارنے
کے لیے ہے پس اوسکو دو دو بار کہنا چاہیے کہ اونکو آواز پہونچ جاوے اور اقامت حاضر
لوگون کے واسطے ہے اسلیے اسمین تکرار کی کوئی حاجت نہین اسیواسطے مستحب ہے کہ اذان بلند
مکان پر دیجاوے نہ اقامت اور یہ کہ اذان مین آواز بلند ہے نہ اقامت مین اور یہ کہ
اذان ٹھیر ٹھیر کے کہنی چاہیے اور اقامت جلدی کہی جاوے اور اذان مین ترجیع کرنے
کی حکمت یہی ہے مگر اوسمین شہادتین کو چار چار بار کہنا اسواسطے ہے کہ اذان مین کلمہ
کی بڑی عظمت ڈالے ہین واللہ اعلم اور مطابقت احادیث کی باب سے ظاہر ہے **باب**
فَضْلِ التَّاذِيْنِ اذان کہنے ثواب کا بیان حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا

مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا
قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ
اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ
يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے
کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی نماز کے لیے اذان دیتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا
ہے گوز مارتا ہوا یہانتک کہ اذان کی آواز کو نہین سنتا سو جب اذان تمام ہوجاتی ہے تو
پھر سامنے آجاتا ہے یہانتک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دیکر بھاگتا
ہے یہانتک کہ جب تکبیر تمام ہوجاتی ہے تو پھر سامنے آجاتا ہے تاکہ آدمی کی اور اوسکی ذات
کے درمیان وسوسہ ڈالے یعنے اوسکے دل مین یا یہ کہ نمازی کے اور اوسکے حضور کے درمیان
واقع ہوتا ہے اور اوسکو حضور سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ یاد کر فلانی بات کو یاد کر فلانے
کام کو ہر چیز کہ نہ تھا وہ کہ یاد کرے اوسکو یہانتک کہ آدمی کا ایسا حال ہوجاتا ہے کہ نہین
۴۲۲ جانتا کہ کتنی رکعتین نماز پڑہی ہے **ف** مراد شیطان سے یہان ابلیس ہے جیسے کہ اکثر
شارحین کہتے ہین اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد سرکش جن ہو جنون سے خواہ آدمیون
سے لیکن مراد اسجگہ خاص شیطان جن کا ہے اور اوسکا گوز مارنا ظاہراً تو عمداً معلوم ہوتا ہے
یعنے وہ شیطان جانکر گوز مارتا ہے تاکہ اوسکی آواز سے اذان کی آواز نہ سنی جاوے یا اوسکی
اہانت کے واسطے مارتا ہے جیسے بیوقوف لوگ کرتے ہین یا یہ کہ اوسکو اذان سے ایسا سخت
خوف پیدا ہوتا ہے کہ اوس سے ڈر کے مارے اوسکا گوز نکل جاتا ہے یا یہ کہ جانکر کرتا ہے
تاکہ طہارۃ کا پلیدی سے مقابلہ کرے پس اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کو بلند آواز
سے کہنا مستحب ہے اسواسطے کہ شیطان بہت دور بھاگ جاتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اذان
اور تکبیر کے درمیان مین فاصلہ کرنا جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اول وقت کی فضیلت بھی
وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ اول تکبیر کا اول وقت کے ساتھہ متصل ہوجاوے اور مراد
تثویب سے اسحدیث مین اقامت ہے اور یہ جو فرمایا کہ جو چیز اوسکو یاد نہین ہوتی شیطان نماز مین
اوسکو یاد کرادیتا ہے تو اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ مراد ہر کام ہے دنیا کا کام ہو خواہ
دین کا کام ہو جیسے علم وغیرہ اور خواہ پہلے وہ کام کیا ہو یا نکیا ہو ہر قسم کا کام اوسکو نماز مین یاد کر

دیتا ہے چنانچہ ذکر ہو کہ ابو حنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ مین نے ایک جگہہ کچھہ خزانہ دفن کیا تھا
لیکن اب وہ مکان مجھے معلوم نہین رہا تو امام صاحب نے فرمایا کہ تو نماز پڑھ اور اسبات کی
بہت کوشش کر کہ دنیا کے کام کا خیال دلمین آوے سو اوسنے نماز پڑھی تو اوسکو نماز مین
وہ جگہہ خزانہ دفن کرنے کی معلوم ہوگئی اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کہنے کا بڑا
ثواب ہے اسلیے کہ اس سے شیطان بہاگ جاتا ہے بخلاف نماز اور تلاوت قرآن وغیرہ
کے کہ اوس سے نہین بہاگتا اور بعضون نے کہا کہ اذان کے کہنے مین کوئی ریا وغیرہ نہین پایا
جاتا بخلاف نماز کے کہ اوسمین وسوسہ کے دروازے کہل جاتے ہین اور بعضون نے کہا کہ
اذان کہنے سے شیطان کا مقصود باطل ہوجاتا ہے یعنے وہ چاہتا ہے کہ جماعت سے
روکے اور اوسکو نماز وقت قضا کرادے یا اول وقت کی فضیلت سے باز رکہے اور یہ سب
وسوسے اوسکے اذان سے باطل ہو جاتے ہین اسلیے بہاگتا ہے سو معلوم ہوا کہ اذان کہنے
کی فضیلت بڑی ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے **باب** رَفْعِ
الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ اذان کو بلند آواز سے کہنے کا بیان وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَذِّنْ
اَذَانًا سَمْحًا وَّاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا یعنے عمر بن عبد العزیز نے موذن کو کہا کہ صاف اور سیدہی ۶۲۳
آواز سے اذان دیا کر یعنے اوسمین نغمہ اور سرود نہ کیا کرے جیسے گانیوالے اپنے آواز کو
راگ سے بہت لنبا کرتے ہین) ورنہ ہمسے کنارے ہوجا یعنے اذان دینا چھوڑ دے
تو اس منصب کے لائق نہین ہے **ف** عمر بن عبد العزیز مدینے پر حاکم تہا سو موذن نے
اذان کہی اور اوسمین راگ کے ساتہہ آواز نکالی تب عمر نے اوسکو منع کیا غرض امام بخاری
کی اس اثر سے یہ ہے کہ اذان بلند آواز سے اوسیوقت مستحب ہے جبکہ اوسمین راگ اور سرود
نہ ہو اور عمر بن عبد العزیز نے اوسکو صرف راگ کرنے سے منع کیا تہا پس یہی وجہ ہے مطابقت
اس اثر کی باب سے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ
الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ عَنْ
اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهٗ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَ
الْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ
بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ
لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ عبداللہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضہ نے مجھسے کہا کہ مین تمکو دیکھتا ہون کہ تو
جنگل اور بکریونکو بہت دوست رکہتا ہے یعنے تو اکثر جنگل ہی مین رہتا ہے اور بکریون کو
چرایا کرتا ہے سو جب تو جنگل مین رہا کرے اور نماز کے لیے اذان کہے تو اذان کو بلند آواز
سے کہا کر اسلیے کہ جہانتک کہ مؤذن کی آواز پہونچتی ہے وہانتک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز اوسکو
سنیگا وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت مین گواہی دیگا اور پہر ابو سعید رضہ نے کہا کہ مین
نے اسحدیث کو حضرت م سے سنا ہے **ف** یعنے جن اور آدمی اور حیوان اور درخت اور پہاڑ
اور فرشتے اور زمین وغیرہ جو اوسکی آواز کو سنیگا قیامت مین اوسکی ایمان کی گواہی دیگا اور اسبات کی
کہ وہ لوگون کو نماز کے لیے بلایا کرتا تہا پس معلوم ہوا کہ اذان کو بلند آواز سے کہنے کا بڑا ثواب ہے پس یہی ہے
وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے اور یہ شہادت دینا درخت اور پہاڑون وغیرہ کا حقیقت
پر محمول ہے یعنے وہ چیزین قیامت مین کلام کرینگی جیسے کہ آدمی کلام کرتا ہے اور یہ بات ممکن ہے
جیسے کہ حدیث آگے مین گذر چکا ہے کہ اوسنے خدا کے نزدیک شکوہ کیا اور آگے آویگا کہ ایک
گائی نے حضرت م سے کلام کی اور صحیح مسلم مین ہے کہ ایک پتھر آپ کو سلام کیا کرتا تہا ایسے ہی یہ بہی
ممکن ہے کہ یہ شہادت انکی حقیقی کلام سے ہو اور اللہ تعالی اونمین حیاتی پیدا کر دیوے پس اسبات 424
کا انکار کرنا جائز نہین ہے اور اس سے انکار کرنا محض عقل اور ہوای نفس کی پیروی ہے ۵
فلسفی منکر شود از فکر و ظن + گو سر خود را برین دیوار زن + فلسفی کو ہیدز معقولات دون + عقل از دہلیز
مے ماند برون + نطق آب و نطق خاک و نطق گل + ہست محسوس حواس اہل دل ۶ اور حکمت اس گواہی
مین یہ ہے کہ قیامت کے دن حساب کتاب اور گواہی دعوے اور سوال جواب سب دنیا کے طریق
پر ہوگا پس اس گواہی سے اوسکا فیصلہ کیا جاوے گا اور بعضون نے کہا کہ گواہی اسواسطے ہے
کہ اوسکی بزرگی اور تعظیم سب لوگونپر ظاہر ہو جاوے جیسے کہ گواہی سے بعضے لوگون کی خلقت
مین رسوائی ہوگی اور اسحدیث سے یہی معلوم ہوا کہ اگر صرف اکیلا ہی آدمی ہو دوسرا جماعت والا کوئی
نہ ہو تو اوسکے واسطے بہی اذان کہنی مستحب ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جنگل اور بکریونکو دوست
رکہنا خاصکر فتنے کے وقت سلف صالح عملون سے ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جنگل مین گہر بنا کر
رہنا اور انکے ساتھ ملاپ رکہنا جائز ہے بشرطیکہ کچھ علم ہو اور ظلم سے امن ہو **باب**
مَا يُحْقَنُ بِالْأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ اذان کا دینا خون کرنے سے منع کرتا ہے یعنے جس جگہہ
اذان ملے وہان کے لوگون کو قتل کرنا منع ہے اسواسطے کہ اذان اسلام کا شعار ہے

یہانتک کہ علما کہتے ہین کہ اگر کسی شہر کے سب لوگ متفق ہوکر اذان کو ترک کردیوین تو حاکم مسلمان کو
جائز ہے کہ اونکے ساتھ لڑائی کرکے اونکو قتل کرڈالے **حدثنا** قتیبۃ قال ثنا اسمٰعیل
بن جعفر عن حمید عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا غزا بنا
قوما لم یکن یغیر بنا حتی یصبح وینظر فان سمع اذانا کف عنہم وان لم یسمع
اذانا اغار علیہم قال فخرجنا الی خیبر فانتہینا الیہم لیلا فلما اصبح ولم یسمع
اذانا رکب ورکبت خلف ابی طلحۃ وان قدمی لتمس قدم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فخرجوا الینا بمکاتلہم ومساحیہم فلما راوا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قالوا محمد واللہ محمد والخمیس قال فلما راہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال اللہ اکبر اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء
صباح المنذرین **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ جب حضرت ص ہمارے ساتھ جہاد مین
جاتے یعنے کافرون سے لڑنے کو تو نہ لڑائی کرتے یہانتک کہ صبح ہوتے اور انتظار
کرتے یعنے راتکو اونکے قریب آکر ٹہیرے رہتے اور صبح کو انتظار کرتے کہ یہان اذان ملتی
ہے یا نہین) سواگر حضرت وہان سے اذان سن لیتے تو اونکی لڑائی سے باز رہتے اور لشکر ۴۲۵
کو روک دیتے اسلیئے کہ اذان سے معلوم ہوجاتا کہ یہ لوگ مسلمان ہین کافر نہین اور اگر وہان
سے اذان نہ سنتے تو اونپر لوٹ کرتے یعنے دہاوا کرکے اونپر جا پڑتے اور اونکو جا کر لوٹ
لیتے انس رض نے کہا سو ہم قلعہ خیبر (کہ اوسمین یہودی رہتے تھے اور حضرت سے بہت دشمنی رکہتے
تھے) کیطرف نکلے اور چلے سو ہم رات کو اونکے نزدیک جا پہونچے سو جب صبح کے وقت
حضرت نے اذان نہ سنی تو آپ سوار ہوئے اور مین ابو طلحہ کے پیچھے سوار ہوا اور مقرر میرا پاؤن
حضرت کے پاؤن سے چہوتا تہا یعنے ہم حضرت کے بہت قریب قریب جارہے تہے سو خیبر کے لوگ
کدال اور زنبیلین لیکر ہماری طرف نکلے یعنے اونکو یہہ خبر نہین تھی کہ مسلمان آ پہونچے ہین
بلکہ وہ بے فکر تھے اور حسب عادت روزمرہ کی اپنے کدال اور زنبیلین لیکر اپنے کاروبار
کو چلے تہے سو جب اونہونے حضرت کو دیکھا تو کہنے لگے قسم خدا کی محمد اور اوسکا لشکر آپہونچا سو
جب حضرت ص نے اونکو دیکھا تو فرمایا اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے خیبر کا قلعہ خراب ہوا یعنے فتح
ہوگیا اور آپ نے یہہ آیت پڑہی کہ تحقیق جب ہم کسی قوم کے ڈانڈے پر اوترین تو بری ہوجاتی
ہے صبح ڈرائی گیون کی **ف** یہ حدیث دوسرے پارہ مین بھی گذر چکی ہے اور یہہ جو

حضرت م نے فرمایا کہ خیبر کا قلعہ خراب ہوا تو یہ آپکا فرمانا یا تو وحی کے ذریعہ سے تہا کہ آپ کو وحی
نے خبر دی تھی کہ یہ قلعہ فتح ہوجاویگا یا بطریق فال کے آپ نے فرمایا کہ جب ان لوگون کو کدال لیے ہوے
دیکھا تو اُسنے اپنی فال ماری کہ اب قلعہ فتح ہوجاویگا اسلیے کہ کدال مکان کی ڈہادینے کا ہتہیار
ہے اور یہ آیت بھی آپ نے بطریق فال کے پڑہی اور یہ حدیث آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالی پس
اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جس جگہہ مین اذان ملے وہان کے لوگونکو قتل کرنا منع ہے اور یہی وجہ
ہے مطابقت اسحدیث کی ترجمہ سے اور اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان اسلام کی ایک بڑی
بہاری نشانی ہے اوسکو چھوڑنا جائز نہین اور اگر کسی شہر کے لوگ اسکو چھوڑ دیوین تو حاکم وقت کو جائز
ہے کہ اونسے لڑے اور یہی بات ٹہیک ہے مذہب مین **باب** مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيْ
جب کوئی اذان سنے تو اوسکے جواب مین کیا کہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ **ترجمہ**
ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت م نے فرمایا کہ جب تم اذان سناکرو تو کہا کرو جیسے
مؤذن کہتا ہے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ سامع اذان کے سب کلمون مین متابعت کرے اسلیے کہ آمین اختلاف ۳۲۶
ہے بعضے کہتے ہین کہ اوسکے سب کلمون مین متابعت کرے اور بعضے کہتے ہین کہ حی علی الصلوة
وحی علی الفلاح مین متابعت نہ کرے بلکہ اوسکے بدلے لاحول ولا قوة الا باللہ کہے مگر ظاہر اسکی
اس کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونو کلمون مین مؤذن کی متابعت نہ کرے اور یہی ہے
مذہب جمہور علماء کا اور یہ حدیث ابوسعید کی عام ہے اور حدیث معاویہ کی جو آگے آتی ہے
خاص ہے اور خاص مقدم ہوتا ہے عام پر یعنے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ حی علی الصلوة
حی علی الفلاح کے بدلے لاحول ولا قوة الا باللہ کہے جیسے کہ آیندہ حدیثون سے معلوم ہوتا
ہے اور بعضون نے کہا کہ دونو طرح جائز ہے کبھی حیعلہ کہے اور کبھی حوقلہ کہہ لیوے اور
بعضون نے کہا کہ دونون کو جمع کرے اور بعضے لوگ کچھ اور بہی کہتے ہین لیکن صحیح وہی
بات ہے جو پہلے گذر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ جو مؤذن کہے ویسے کہا کرو تو اسے
معلوم ہوا کہ اذان کا جواب دینا اوس شخص پر ہے جو اوسکو سنے اور جو اوسکو نہ
سنے ہو جو دوری کے یا بہرہ ہونے کے تو اُسپر جواب اذان کا دینا ضرور نہین ہے کذا
قال النووی اور آمین بہی اختلاف ہے کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے یا نہین سوا امام شافعی

اور احمد اور مالک اور جمہور کے نزدیک واجب نہین مستحب ہے اور حنفیہ اور اہل ظاہر وغیرہ کے نزدیک واجب ہے پہر جب کوئی اذان کہے تو سننے والی کو چاہیے کہ چپ رہے اور سنے بات چیت نہ کرے اور حکم کہ جب موذن کوئی کلمہ کہے تو سننے والا بہی اوسکے ساتھہ وہ کلمہ کہے اور جب موذن دوسرا کلمہ کہے تو سننے والا بہی اوسکے ساتھہ دوسرا کلمہ کہے اسیطرح ہر ہر کلمہ کے ساتھہ ہر ہر کلمہ کہتا جاوے اور حدیث عمر رضہ کی جو صحیح مسلم مین آئی ہے صریح ہے اس معنی سے کہ ہر کلمے کے ساتھہ ہر کلمہ کہتا جاوے یہ نہ کرے کہ جب موذن کل اذان کہہ چکے تو اوسوقت اوسکے جواب مین کل اذان یکبارگی کہے اور اگر اذان کا جواب نہ دیا یہانتک کہ سب اذان ہو چکی تو اوسکا تدارک یہی ہے کہ اوسکے بعد تمام اذان کہے بشرطیکہ دیر نہ ہوگئی ہو اور یہ کچھہ ضرور نہین کہ سننے والا بہی موذن کیطرح بلند آواز سے کہے بلکہ آہستہ آواز سے کہے اور اگر کوئی نماز مین اذان سنے تو اوسکو جواب نہ دے جب نماز سے فارغ ہووے تو جواب دیوے اسیطرح اگر جماع مین ہو یا پائخانہ مین ہو تو جب بہی اذان کا جواب نہ دیوے بعد فراغت کے جواب دیوے اور اسحدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اقامت مین بہی موذن کا جواب دیا جاوے مگر لفظ قد قامت الصلوۃ کے بدلے اقامہا اللہ وادامہا کہے حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ۳۲۷
هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ **ترجمہ** عیسے بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایکدن اونسے معاویہ کو سنا کہ موذن کیطرح کہتا جاتا تہا اس کلمہ تک واشہد ان محمدا رسول اللہ **ف** شاید بعد کو اوسکے پاس نہین رہا ہوگا اسواسطے باقی اذان نہ سنی ہوگی حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى نَحْوَهُ قَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَقَالَ هَكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ **ترجمہ** یحیی سے روایت ہے کہ میرے بعضے دوستون نے مجکو حدیث سنائی کہ جب موذن نے حی علے الصلوۃ کہا تو معاویہ نے اوسکے جواب مین لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا پہر معاویہ نے کہا کہ مینے تمہارے نبی سے ایسا ہی سنا ہے فرماتے تہے **ف** اور حی علے الفلاح کو ذکر نہین کیا اسواسطے کہ یہ حدیث مختصر ہے لیکن نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ مین یہ حدیث معاویہ کی مفصل طور سے مذکور ہے اوسمین تمام اذان کا جواب موجود ہے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ

باب الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ اذان کے بعد دعا مانگنے کا بیان کہ سامع مؤذن کی تمام تعمیم کرے و فیہ المطابقۃ

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہی کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ جو شخص جب اذان سنے تو یہ دعا اللہم سے وعدتہ تک پڑہے تو اوسکو قیامت مین میری شفاعت پہونچیگی یعنے حضرت ؐ اوسکو بخشوا وینگے اور اس دعا کے یہ معنے ہین کہ اے خدا اس پوری پکار اور سدا رہنے والی نماز کے صاحب یعنی محمد ؐ کو وسیلہ اور بڑائی پہونچا اوسکو سراہے مکان پر جسکا تو نے اوس سے وعدہ کیا ہے اور پوری پکار اسواسطے کہ ثواب کے تاثیر مین پوری ہے اور سدا رہنے والی سے مراد یہ ہے کہ قیامت تک اوسکا حکم موقوف نہوگا قیامت تک فرض ہی اور وسیلہ سے مراد ایک بہت عمدہ مکان بہشت مین ہے کہ وہ خاص حضرت ؐ کے واسطے ہے اور مقام محمود سے مراد شفاعت کا رتبہ ہے جب قیامت کی مصیبتون مین لوگ گرفتار ہونگے ۴۲۸
اور سب پیغمبر جواب دینگے کسی کی شفاعت نہ کرسکین گے تو اوسوقت ہمارے حضرت ؐ دیر تک خدا کے سامنے سجدہ مین جا وینگے پہر لوگون کو بخشوا وینگے اسکا نام مقام محمود ہے اور شفاعت کبرے بہی اسیکا نام ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد پوری پکار سے وہ کلمے اذان کے ہین جنمین توحید ہی اور شرک کی نفی ہے یعنے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور سدا رہنے والی نماز سے مراد وہ کلمے ہین جنمین نماز کا ذکر ہے یعنے حی علی الصلوٰۃ اس دعا مین ہذا کا اشارہ اس اذان کیطرف ہے اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ اگر مؤذن کے جواب مین صرف یہی دعا پڑہ لیوین تو جب بہی کافی ہے اوسکی طرح سب اذان کہنی ضرور نہین لیکن مراد اس سے یہ ہی کہ یہ دعا بعد اذان کے کہی اور جواب اوسکا ساتھہ ساتھہ دیتا جاوے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد اس دعا کے پڑہنے کا بڑا ثواب ہی

باب الْاِسْتِھَامِ فِی الْاَذَانِ اذان دینے مین قرعہ ڈالنے کا بیان یعنے اگر کئی آدمی اذان دینے والے ہون ہر ایک یہی کہے کہ مین ہی اذان دون اور آپس مین جھگڑا کرین تو ایسی حالت مین قرعہ ڈالنا جائز ہے جسکا نام قرعہ مین نکلے وہی اذان دیوے وَیُذْکَرُ اَنَّ قَوْمًا اخْتَلَفُوْا فِی الْاَذَانِ فَاَقْرَعَ بَیْنَھُمْ سَعْدٌ یعنے روایت ہے کہ کئی

آدمیون نے اذان مین جھگڑا کیا سعد نے اونکے درمیان قرعہ ڈالا **ف** عمر فاروق کی خلافت کا یہ ذکر ہے کہ اونکے زمانے مین جب قادسیہ فتح ہوا تو اوسوقت وہان کا مؤذن شہید ہو گیا تب بہت لوگون نے چاہا کہ یہ عہدہ اور عمدہ منصب ہمکو ملے تب سعد بن ابی وقاص نے اونکے درمیان قرعہ ڈالا ایک کا نام نکل آیا سو سعد نے اوسکو موذن کیا اور سعد لشکر کے سردار تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ اذان مین قرعہ ڈالنا جائز ہے **حدثنا** عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قَالَ اَخبَرَنَا مَالِكٌ عَن سُمَيٍّ مَولَى اَبِي بَكرٍ عَن اَبِي صَالِحٍ عَن اَبِي هُرَيرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَو يَعلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ اِلَّا اَن يَستَهِمُوا عَلَيهِ لَاستَهَمُوا وَلَو يَعلَمُونَ مَا فِي التَّهجِيرِ لَاستَبَقُوا اِلَيهِ وَلَو يَعلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبحِ لَاَتَوهُمَا وَلَو حَبوًا **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانین جتنا ثواب کہ اذان دینے اور جماعت کی اول صف مین ہے پہر جھگڑا فیصل ہونیکا کوئی طریق نہ پاوین سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ قرعہ ہی ڈالین اور اگر جانین کہ کیا ثواب ہی ظہر کے اول وقت نماز پڑھنے مین تو جماعت کے واسطے مسجد مین حاضر ہونے کی نہایت جلدی کرین 429 اور اگر جانین کہ کتنا ثواب ہے عشا اور فجر کی جماعت کا تو آوین گھسٹتے یعنے اگر پاؤن سے نہ آ سکین تو گھسٹتے آوین **ف** یعنے اگر اذان اور اول صف کا ثواب معلوم ہو جاوے تو لوگون مین جھگڑا پڑے ہر ایک یہی چاہے کہ مین ہی اذان دون اور مین ہی صف اول مین داخل ہون پہر یہ جھگڑا فیصل ہونیکا کوئی طریق نہ پاوین سوائے قرعہ ڈالنے کے یعنے معرفت وقت کی برابر سبکو ہو اور آواز بھی سبکا عمدہ ہو اور فضیلت مین بھی سب برابر ہون تو قرعہ ڈالین جسکا نام نکلے وہی اذان کہے پس معلوم ہوا کہ اذان مین قرعہ ڈالنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت الحدیث کی باب سے **باب** الكَلَامِ فِي الاَذَانِ اذان کے درمیان کلام کرنے کا بیان **ف** امام احمد اور عروہ اور عطا اور حسن اور قتادہ کہتے ہین کہ اذان مین کلام کرنی بلا کراہت جائز ہے اور نخعی اور ابن سیرین اور اوزاعی کہتے ہین کہ مکروہ ہے اور امام ثوری کہتے ہین کہ منع ہے اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین کہتے ہین کہ اذان مین کلام کرنی لائق نہین لیکن اگر کر لیوے تو اذان ٹوٹتی نہین اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک کا لیکن فاحش کلام کرنی کہ اوسکو اذان ہونے سے نکال دیوے

بالاتفاق منع ہے غرض امام بخاری کی اس باب سے یہہ ہے کہ جیسے کلام کرنے سے نماز
ٹوٹ جاتی ہے ویسی اذان مین کلام کرنے سے اذان نہین ٹوٹتی ہے اگر
اذان مین اتفاقی کلام ہوجاوے تو اُسکا دوسرا ضرر نہین وَتَکَلَّمَ سُلَیْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِیْ
اَذَانِہٖ یعنے سلیمان بن صرد نے اپنی اذان مین کلام کی **ف** امام بخاری نے اپنی تاریخ مین روایت
کی ہو کہ سلیمان نے اذان کہی اور اذان کے درمیان اپنے غلام سے کچھ کلام کی پس معلوم ہوا
کہ اذان کے درمیان کلام کرنی جائز ہے وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ اَنْ یَّضْحَکَ وَھُوَ یُؤَذِّنُ
اَوْ یُقِیْمُ **ترجمہ** یعنے حسن بصری نے کہا کہ نہین ہے کوئی خوف اسمین کہ ہنس پڑے
موذن اور حالانکہ وہ اذان کہتا ہے یا تکبیر کہتا ہے **ف** غرض اس قول سے یہ ہی کہ جب آواز سے
ہنستا ہو تو اُسنے کبھی حرف ظاہر ہوجاتا ہے پس اوسے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جب وہ اذان
مین ہنس پڑے تو معلوم ہوا کہ اذان مین کلام کرنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت
اس اثر کی باب سے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ وَعَبْدِ الْحَمِیْدِ صَاحِبِ
الزِّیَادِیِّ وَعَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ یَوْمٍ
دَزْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ فَاَمَرَہٗ اَنْ یُّنَادِیَ الصَّلٰوۃُ فِی الرِّحَالِ فَنَظَرَ ۴۳۰
الْقَوْمُ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ ھٰذَا مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنْہُ وَاِنَّھَا عَزْمَۃٌ **ترجمہ**
عبداللہ بن حارث سے روایت ہی کہ ایکدن سخت مینہ مین ابن عباس نے ہمکو خطبہ سنایا سو جب
موذن حی علے الصلوۃ پر پہونچا تو ابن عباس نے اوسکو حکم کیا کہ اس کلمے کو پکارے اَلصَّلٰوۃُ
فِی الرِّحَالِ یعنے اذان مین حی علے الصلوۃ کے بدلے اَلصَّلٰوۃُ فِی الرِّحَالِ کہو یعنے اے لوگو اپنے
گھرون مین نماز پڑہو سو بعضون نے بعضون کی طرف نظر کی یعنے لوگون کو ایسا بات سے تعجب آیا
کہ ایسا کبھی نہین دیکھا تھا سو ابن عباس رض نے کہا کہ اسکو اس شخص نے کیا ہے جو مجھسے بہتر
ہے یعنے حضرت نے ایسا ہی فرمایا ہے یعنے اپنی راے سے یہ کام نہین کہا) اور ایسے وقت
گھرون مین نماز پڑہنے واجب ہے **ف** اسمین اختلاف ہی کہ ابن عباس نے واجب کس
چیز کو کہا بعضے شارحین کہتے ہین کہ مینہ کے دن گھر مین نماز پڑہنے کو واجب کہا اور بعضے
کہتے ہین کہ ابن عباس رض نے جمعہ کے خطبے کو واجب کہا اسلیے کہ یہ خطبہ جمعہ کا تھا اور وہ مینہ
کا دن جمعہ کا روز تھا لیکن **مترجم** کہتا ہے کہ اگر یہ خطبہ جمعہ کا ہوتا تو پہر اوسکے درمیان
اذان دینے کا کون سا موقع تھا جمعہ کے دن تو اذان خطبہ سے پہلے دیجاتی ہے اور اگر خطبہ

سے پہلے یہ کہا تہا تو پہر کس چیز کو واجب کہا خطبہ تو ابہی شروع نہین ہوا تہا ہان یہ بات ہو سکتی ہی
کہ ماسِنے الضمیر کو باعتبار ما یئول الیہ کے واجب کہا ہو یعنے یہ خطبہ جو مین شروع کرنے لگا
ہون واجب ہے اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین فرمایا ہے کہ ایک روایت مین صریح
جمعہ کا ذکر آچکا ہے بنابرا سکے کہا جاوے گا کہ خطبہ پڑہنے کا معنے یہ ہو کہ خطبہ کا ارادہ کیا
تہا اور مطابقت اس حدیث کی جمعہ سے اسطور پر ہے کہ جب بضرورت کیوسطے اتنا لفظ اذان مین
زیادہ کرنا جائز تہی معلوم ہوا ضرورت کے واسطے اوسکے درمیان کلام کرنی بھی جائز ہو گی لیکن اگر ترجمہ
باب مین کلام سے عام کلام مراد رکہی جاوے یعنے خواہ موذن کے کلام ہو خواہ سامع کی
کلام ہو تو ممکن ہے پس اسمین بصورت قول سلیمان اور حسن بصری کا اسپر دلیل ہو گا کہ موذن کو اذان
مین کلام کرنی جائز ہے اور حدیث ابن عباس رض کی اسپر دلیل ہو گی کہ سامع کو اذان کے اندر
کلام کرنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب حنیفہ کا لیکن وہ ترک اولیٰ کہتے ہین اور شافعیہ کہتے ہین
کہ بہت دراز کلام جائز نہین اگر تہوڑی کلام فاحش سے خالی ہو تو جائز ہے **باب** اَذَانِ
الْاَعْمٰی اِذَا کَانَ لَہٗ مَنْ یُّخْبِرُہٗ اندہے آدمی کو اذان کہنی جائز ہے جبکہ کوئی اوسکو وقت بتلانے
والا ہو **ف** مذہب حنفیہ وغیرہ کا یہی ہے کہ اندہے کی اذان بلاکراہت جائز ہے جبکہ کوئی ۶۲۱
اوسکو وقت بتلانے والا ہو اور ایسا ہی لکھا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ
ابْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُّؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ
اُمِّ مَکْتُوْمٍ قَالَ وَکَانَ رَجُلًا اَعْمٰی لَا یُنَادِیْ حَتّٰی یُقَالَ لَہٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ **ترجمہ** ابن عمر رض
سے روایت ہو کہ حضرت صلعم فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کہایا پیا کرو جب تک
عبد اللہ ابن ام مکتوم اذان نہ دیوے اور وہ ابن ام مکتوم اندہا مرد تہا جب تک لوگ نہ کہتے
کہ فجر کی تو نے فجر کی تو نے اذان نہ کہتا تہا **ف** مراد فجر کی تو نے سے یہ ہے کہ اب صبح صادق
ہونے کی قریب ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اذان صبح صادق سے پہلے واقع ہوا سلیے کہ
احتمال ہے کہ لوگ اوسکو رات کی آخر جزو مین یہ بات کہا کرتے تہے اور اوسکی اذان صبح
صادق کے اول جزو مین واقع ہوتی تہی اور یہ بات اگرچہ عادت سی بعید لیکن ہمیشہ کے موذن
سے یہ بات بعید نہین اسلیے کہ انکو فرشتون کی تائید تہی پس اس صفت مین اوسکا کوئی شریک
نہین ہے اور نیز ایک حدیث مین صاف آچکا ہے کہ ابن ام مکتوم وقت کی تلاش کرتا رہتا تہا

پس اوس سے کبھی خطا نہین کرتا تھا پس اگر کوئی اسپر یہ اعتراض کرے کہ اوسکی اذان کو کھانے پینے کی حرمت کی نہایت قرار دی گئی ہے سو اگر وہ صبح صادق کے بعد اذان دیا کرتا تھا تو اُس سے لازم آویگا کہ کھانا بعد طلوع صبح صادق کے ہو حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے تو اُسکا جواب یہ ہے جو اوپر گذر چکا کہ اوسکی اذان صبح کی اول جزء مین واقع ہوتی تھی اور لوگ اوسکو آخر جزء مین اطلاع کرتے تھے پس اس حدیث کو آیندہ باب مین لانے سے کچھہ خرابی لازم نہین آتی ہے غرض کہ اس سے معلوم ہوا کہ اندھے کو اذان کہنی جائز ہے وفیہ المطابقۃ لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اندھے کو کوئی وقت کی خبر دینے والا نہ ہو تو اوسکو اذان دینی مکروہ ہے اسلیے کہ وقت پہچانتا مشاہدہ پر موقوف ہے اور جب کہ اندھے کو نظر نہ آوے اور کوئی وقت بتلانے والا بھی نہین تو ضرور کراہت ہوگی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل طلوع صبح صادق کے اذان دینی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مسجد مین دو مؤذن رکھنے جائز ہین اور ایک دوسرے کے بعد اذان دینی مستحب ہے اور دو سے زیادہ مؤذن رکھنے حدیث سے ثابت نہین ہوتے لیکن امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ حاجت ہو تو چار مؤذن رکھنے بھی جائز ہین چار سے زیادہ

جائز نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اندھے کی گواہی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اندھے کو آنکھہ والی ۴۳۲

کی تقلید کرنی وقت مین جائز ہے اور یہ کہ خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز ہے اور یہ کہ مابعد الفجر کو ونکا حکم ہے اور یہ کہ فجر کی طلوع مین شک ہو تو کھانا جائز ہے اور یہ کہ صرف سماع سے روایت کرنی جائز ہے اگرچہ راویکو آنکھہ سے نہ دیکھے اور یہ کہ کسی آدمی کو ماں کیطرف نسبت کرنا جائز ہے

بَابُ الْاَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ بعد طلوع صبح صادق کے اذان دینے کا بیان **ف** غرض امام بخاری کی ان دونو بابون سے یہ ہے کہ بلال کا فجر سے پہلے اذان کہنا اور وجہ سے تھا اور ابن ام مکتوم کا بعد فجر کے اذان دینا اور وجہ سے تھا اور ان دونو اذانون کے سبب مختلف تھے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ **ترجمہ** حفصہ رض سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان کہتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو حضرت صلعم دو رکعت ہلکی نماز پڑھتے پہلے اقامت کہنے سے یعنے نماز فرض کے لیے اقامت کہنے سے پہلے دو رکعت ہلکی نماز پڑھا کرتے تھے اور ہلکی سے مراد یہ ہے کہ اوسمین قرأت

تہوڑی پڑہتے تہے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اذان صبح صادق کے بعد دینی چاہیے اسلیے کہ واو نفظ بدر مین واسطے حال ہے پس اذان اوسکو بعد طلوع فجر کی ہوگی حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَاۤءِ وَالْاِقَامَۃِ مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نماز فجر کے اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتین ہلکی نماز پڑہا کرتے تہے **ف** اسحدیث مین باب کا مسئلہ صریح موجود نہین ہے اسلیے کہ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان آپکا دو رکعت نماز پڑہنا اسکو مستلزم نہین ہے کہ اذان بعد فجر کے ہو لیکن اسحدیث کے بعض طریقون مین آچکا ہے کہ جب صبح صادق ہوتی تو موذن اذان کہتا تہا پس معلوم ہوا کہ اذان صبح صادق کے بعد دینی چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کہایا پیا کرو جب ۴۲۳

تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیوے **ف** اور وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے اسطور پہ ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیوے تب تک کہایا پیا کرو تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ بعد طلوع صبح صادق کے اذان دیا کرتا تہا اسلیے کہ اگر طلوع صبح صادق سے اوسکی اذان پہلے ہوتی تو دونون کی اذانون مین کچہہ فرق نہ تہا اور باقی تقریر اسکی پہلی باب مین گذر چکی ہے

بَابٌ الْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ طلوع صبح صادق سے پہلے اذان دینے کا بیان یعنے جائز ہے یا نہین اور اگر جائز ہے تو فجر کی اذان یہی کافی ہو جاتی ہے یا نہین **ف** امام شافعی اور احمد اور مالک اور جمہور علما کے نزدیک طلوع صبح صادق سے پہلے اذان کہنی جائز ہے اور ابو حنیفہ اور ثوری وغیرہ کے نزدیک طلوع صبح صادق سے پہلے اذان دینی جائز نہین ہے اور اگر طلوع صبح صادق سے پہلے اذان ہو چکی ہو تو امام مالک اور شافعی اور احمد اور اُنکے اصحاب کے نزدیک یہ اذان فجر کی اذان کیواسطے کافی ہو جاتی ہے بعد صبح کے دوسری اذان دینے کی کوئی ضرورت نہین اور بعضے علما کہتے ہین کہ وہ اذان فجر کی اذان کے واسطے کافی نہین ہے اور اسباب مین بخاری نے تین حدیثین بیان کی ہین

پہلی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اذان کافی ہوجاتی ہے اور دوسری دونون سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اذان کافی نہین ہوتی لیکن قوی یہی بات ہو کہ کافی ہوجاتی ہے اور جن حدیثون مین دوسری اذان دینے کا ذکر آیا ہے تو وہ محمول ہین جواز پر یعنے کوئی لازم و واجب نہین دوسری اذان دے تو جائز ہے اور بعضے حنفیون نے کہا ہے کہ مراد پہلی اذان سے اذان نہین ہے بلکہ وہ ایسے ہی لوگون کو سحری کہانے کی واسطے جگایا کرتا تہا او سمین اذان کے لفظ نہین تہے لیکن شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ یہہ وہم قطعا باطل اور مردود ہے اسلیے کہ تمام طریقون مین اذان ہی کا لفظ واقع ہوا ہے پس اوسکو شرعی معنی پر حمل کرنا مقدم ہے اور نیز اگر یہ صرف آدمیون کو جگانے کی واسطے ہو تو پہر یہ حدیث کہ نہ روکے کسی کو بلال کی اذان سحری کہانے سے بالکل لغو ہوجاوے گی اوسکا کوئی معنے نہین بن سکے گا اور نیز یہہ حدیث کہ بلال رات کو اذان دیتا ہے تم کہایا پیا کرو یہی لغو ہوجاویگی اور بعضے کہتے ہین کہ حدیث بخاری کی محمول ہے زجر پر یا یہ کہ حضرت ﷺ اوسکی اذان کا اعتبار نہین کرتے تہے سو جواب اسکا یہ کہ آپکا یہ فرمانا کہ اوہ رات کو اذان دیتا ہے تاکہ تہجد پڑہنے والے گہر کو پلٹ آوین) صریح ہے اس تاویل کے باطل ہونے مین اور نیز اگر جائز نہ ہوتی تو آپ اوسکو منع فرما دیتے پس آپ کی تقریر سے ثابت ہے

۴۳۴ حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا زهیر قال حدثنا سلیمان التیمی عن ابی عثمان النهدی عن عبد الله بن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا یمنعن احدکم او احدا منکم اذان بلال من سحوره فانه یؤذن او ینادی بلیل لیرجع قائمکم ولینبه نائمکم ولیس ان یقول الفجر او الصبح وقال باصابعه ورفعها الی فوق وطأطأ الی اسفل حتی یقول هکذا وقال زهیر بسبابتیه احدهما فوق الاخری ثم مدها عن یمینه وشماله ترجمہ ابن مسعود رض سے روایت ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال کی اذان اوسکی سحری کہانے سے اسواسطے کہ بلال اذان دیتا ہے یا راوی نے کہا منادی کرتا ہے رات سے تاکہ تم مین سے جو نماز تہجد پڑہتا ہو وہ آرام کرے اور جو سوتا ہے وہ نماز اور سحری کہانے کے واسطے جاگے اور صبح صادق وہ نہین جو اسطرح ہو پہر حضرت نے اونگلیون سے اشارہ کیا یعنے اپنے دونون اونگلیون کو ملاکر اونچا کرکے دکہایا پہر اونکو نیچے کی طرف لائے یعنے جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اوسکا نام صبح صادق نہین حضرت ﷺ نے فرمایا جب تک

اسطرح نہ اشارہ کرے اور زہیر (راوی) سے نے ہکذا کی تفسیر یون کی کہ اپنے کلمہ دو انگلیون کو ملا کر پہیلا یا داہنے اور بائین یعنے صبح صادق وہ ہے جسکی روشنی چوڑی ہو **ف** مطلب اسکا یہ ہے کہ صبح دو قسم ہے ایک صبح کاذب ہے جسکی لنبی روشنی ہوتی ہے اُسوقت تک روزہ دار کو کہانا پینا حرام نہین اور فجر کی نماز اوسوقت درست نہین دوسری صبح صادق ہے جسکی روشنی چوڑی چکلی ہوتی ہے اوسوقت روزہ دار کو کہانا پینا حرام ہے پہر اسحدیث سے معلوم ہوا کہ صبح صادق سے پہلے اذان دینی جائز ہے پس مطابقت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہے

حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ **ترجمہ** ابن عمر اور عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کہایا پیا کرو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیوے **ف** اسحدیث سے بہی معلوم ہوا کہ صبح صادق ۴۳۵
سے پہلے اذان دینی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی ترجمہ باب سے اور طحاوی نے اسحدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ فجر سے پہلے اذان دینی جائز نہین اسلیے کہ ابن عمر اور عائشہ رض کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونو کی اذان قریب قریب ہوتی تہی سو اسی ثابت ہوا کہ وہ دونو فجر کی اذان کے واسطے کہڑے ہوتے تہے سو بلال تو وقت کو خطا کرتے تہے اور ابن ام مکتوم اصل وقت پالیتے تہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو پہر حضرت اوسکو مؤذن کیون مقرر کرتے اور اوسکے قول پر اعتبار کیون کرتے اور اگر ایسا ہے ہوتا تو یہ واقعہ اُنسی کبہی نادر ظاہر ہوتا نہ ہمیشہ حالانکہ حدیث ابن عمر کی دلالت کرتی ہے کہ بلال کی ہمیشہ کی یہی عادت تہی اور نیز آنکہہ والی کا اصل وقت کو نہ پانا اور اندہے کا اصل وقت کو پالینا عجب بات ہے حالانکہ دونو آدمی فجر کی تلاش کرتے تہے

بَابٌ کَمْ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ یعنے اذان اور اقامت کے درمیان کتنی دیر کرنی جائز ہے یا اونکے درمیان کتنی نمازین پڑہنی جائز ہین **ف** غرض امام بخاری کی اشارہ کرنا ہے طرف اسحدیث کی جو جابر سے روایت ہے کہ حضرت م نے بلال کو فرمایا کہ اذان اور اقامت کی درمیان اتنی دیر کر کہ کہانے والا کہانے سے

فارغ ہوجاوے اور پانی پینے والا پینے سے اور بول براز والا بول براز سے اور بعضون نے
کہا کہ اس دیر کی کوئی حد نہین جب نمازی جمع ہوجاوین اوسوقت نماز پڑہی جاوے بشرطیکہ
وقت نماز کا قضا نہ ہوجاوے ہر اذان اور اقامت کے درمیان نفل پڑہنے بالاتفاق جائز
ہین لیکن مغرب کے نماز سے پہلے نفل پڑہنے مین اختلاف ہے جیسے کہ آگے آویگا انشاء اللہ
تعالے **حدثنا** اسحق الواسطی قال حدثنا خالد عن الجریری عن ابن بریدة عن
عبد الله بن مغفل المزنی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بین کل اذانین
صلوة ثلاثا لمن شاء **ترجمہ** عبد اللہ بن مغفل رض سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ
ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے پھر
حضرت ؐ نے تیسری بار فرمایا کہ جو چاہے سو پڑہے یعنے واجب نہین **ف** اگر مراد دونو
اذانون سے دو اذانین رکہی جاوین تو جب بھی صحیح ہے اسلیے کہ اب معنے یہ ہوگا کہ درمیان
دو اذانون کے نماز ہے یعنے سوائے فرضی نماز کے نفل بھی ہین اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ
باب سے ظاہر ہے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان نفل نماز جائز
ہے **حدثنا** محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة قال سمعت ۴۳۶
عمرو بن عامر الانصاری عن انس بن مالک قال کان المؤذن اذا اذن قام ناس
من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم یبتدرون السواری حتی یخرج النبی
صلی الله علیه وسلم وهم کذلک یصلون رکعتین قبل المغرب ولم یکن بین
الاذان والاقامة شیء وقال عثمان بن جبلة وابوداود عن شعبة لم یکن
بینهما الا قلیل **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ مؤذن مغرب کی اذان دیا کرتا تو صحاب
حضرت ؐ کے مسجد کے کہنبون کیطرف جلدی سے کہڑے ہوجاتے تھے یعنے نماز کے لیے یہانتک
کہ حضرت ؐ گہر سے تشریف لاتے اور صحاب اسی طرح جلدی مین ہوتے اور دو دو رکعت
نماز پڑہتے مغرب سے پہلے یعنے فرض نماز مغرب سے پہلے دو دو رکعت نفل پڑہتے تھے اور
اذان اور اقامت کے درمیان کوئی چیز نہ پڑہتے تھے یعنے بہت نفل نہین پڑہتے تھے بلکہ
تہوڑے تہوڑے نفل پڑہتے اسکا یہ معنے نہین کہ بالکل کچھہ نہین پڑہتے تھے پس ان دونو
حدیثون مین کچھہ تعارض نہین **ف** اس حدیث انس رض سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دو
رکعت نماز مغرب سے پہلے اور دو رکعت مغرب سے پیچھے حضرت ؐ کی تقریر سے ثابت ہے اسلیے

کہ حضرت صلعم نے اصحاب کے اس عمل کو برقرار رکھا اور اصحاب نے اسپر حضرت کے سامنے عمل کیا یہانتک
کہ حضرت کے آنے سے پہلے جلدی کرکے پڑھ لیا کرتے تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ نفل مستحب ہین
اور حضرت کا انکو نہ پڑھنا استحباب کی نفی پر دلالت نہین کرتا بلکہ اوس سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا
ہے کہ یہ مؤکدہ نفل نہین ہین جیسے کہ ظہر کے اول اور بعد کے نفل مؤکدہ ہین اور مذہب امام احمد اور
اسحق اور اہلحدیث کا بھی یہی ہے کہ یہ نفل مستحب ہین اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک یہ
نفل جائز نہین اور بعضون نے کہا یہ نفل منسوخ ہین پہلے اسلام مین انکا حکم تہا پہر جب عصر کے
بعد نماز پڑہنے کی ممانعت ہوئی تو یہ نفل بہی منسوخ ہو گئے سو یہ دعوے نسخ کا بالکل غلط
ہے اسپر کوئی دلیل نہین اور شرائط نسخ کی یہان پائی نہین جاتی ہین اور بعضے ابن عمر رضہ سے
حدیث نقل کرتے ہین کہ اوسنے کہا کہ مین نے حضرت کے زمانے مین یہ نفل کسیکو پڑہتے
نہین دیکھا اور چارون خلیفون سے بہی منقول ہے کہ وہ انکو نہین پڑہتے تہے سو جواب اسکا یہ
ہے کہ حدیث انس رضہ کی جو مذکور ہو چکی ہے وہ مثبت ہے اور ابن عمر کی حدیث نافی ہے اور مثبت
مقدم ہوتا ہے نافی پر اور جو چارون خلیفون سے منقول ہے وہ حدیث منقطع ہے اور
بفرض تسلیم اوس سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہے بلکہ کراہت بہی ثابت نہین ہوتی ہے اور ۴۳۷
حالانکہ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابے الدردا اور ابی بن کعب اور
ابی موسے وغیرہ صحابہ سے اونکا ہمیشہ پڑہنا ثابت ہو چکا ہے جیسے کہ فتح الباری مین مذکور
ہے اور جن بعض صحابہ سے نہ پڑہنا مروی ہے وہ ثابت نہین اور بفرض تسلیم احتمال ہے
کہ اونکا نہ پڑہنا دنیا کے شغل کیوجہ سے ہو جیسے کہ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ اوسنے
کہا کہ ہم حضرت صلعم کے زمانے مین ہمیشہ ان نفلونکو پڑہا کرتے تہے لیکن اب شغل دنیا کی وجہ
سے نہین پڑہ سکتا ہون اور بعد صحابہ کے بہت تابعین اور امامون سے بھی انکا پڑہنا
ثابت ہے اور امام مالک سے بھی اخیر قول مین اونکا استحباب منقول ہے اور شافعیہ کے نزدیک بہی
اونکا پڑہنا مستحب ہے اسی وجہ سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے
ہین کہ اونکے پڑہنے سے مغرب مین دیر ہو جاتی ہے تو یہ خیال اونکا فاسد مخالف ہے سنت کے
باوجودیکہ وہ بہت تہوڑی دیر مین پڑہے جاتے ہین اونکے نماز اول وقت سے مؤخر نہین ہوتی
ہے مگر سب دلیلون سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اونکو ہلکا پڑہے جیسے فجر کی دو رکعت ہلکی ہوتی
ہے اور حکمت اسمین یہ ہے کہ دو اذانون کے درمیان دعا رد نہین ہوتی اور جب نماز مغرب سے پہلے

کا نفل پڑہنا اور کہنبون کیطرف نفلون کے لیے جلدی کرکے جانا ثابت ہوا باوجود کم ہونے
وقت مغرب کے تو اور نمازون سے پہلے نفل پڑہنا بطریق اولے جائز ہوگا اور دو رکعت یا چار رکعت
نفل پڑہنے جائز ہونگے پس معلوم ہوا کہ اذان اور اقامت کے درمیان اتنی نماز پڑہنی جائز ہی
اور ضمناً اوسے اندازہ وقت کا معلوم ہوگیا پس یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے

باب مَنِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ یعنے اقامت نماز کی انتظار جائز ہے **ف** یہ انتظار
کرنا خاص امام کے واسطے ہے اور مقتدی کے واسطے مستحب یہی ہے کہ صف اول مین آگے بیٹھے اور
جسکا گھر مسجد سے قریب ہو وہ بھی انتظار کر سکتا ہے اور مطلب بابکا یہ ہے کہ گھر مین بیٹھ کر
نماز کی انتظار کرنے کا بھی وہی ثواب ہے جو مسجد مین بیٹھ کر نماز کی انتظار کرنے والے کو ملتا ہی ۱۲

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَتَ
الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ
بَعْدَ أَنْ يَسْتَبِينَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ

ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ جب مؤذن فجر کے پہلے اذان سے چپ ہوتا تو حضرت ۴۳۸
کھڑے ہوتے اور دو رکعت ہلکی نماز پڑہتے فرض نماز سے پہلے اور طلوع صبح صادق سے بعد
اپنے داہنے کروٹ پر لیٹ جاتے یہانتک کہ موذن آکے آپکو اقامت کی خبر دیتا **ف** اسحدیث
سے معلوم ہوا کہ حضرت ص فجر کی سنت پڑہکر لیٹ جاتے اور نماز کی انتظار کرتے پس ثابت
ہوا کہ گھر مین انتظار کرنے والے کو بھی وہی ثواب ہی جیسے کہ مسجد مین انتظار کرنے
والے کو ملتا ہے والا حضرت مسجد مین آکر انتظار کرتے پس مطابقت اسحدیث کی ترجمہ
باب سے ظاہر ہوگئی اور بعضی حدیثون مین ہے کہ اذان کے بعد حضرت ص مسجد مین آتے
تھے اگر نمازیون کو بہت دیکھتے تو بیٹھ جاتے ورنہ پلٹ کر گھر مین چلے جاتے سو یہ حدیث
عائشہ کی حدیث کے معارض نہین ہے اسلیے کہ احتمال ہے کہ یہ فجر کے سوا اور نمازون کا
ذکر ہے اور علمانے لکھا ہی کہ داہنی کروٹ پر سونا پرہیزگارونکا کام ہے اور بائین کروٹ
پر سونا حکیمون کا کام ہے اور چت لیٹنا متکبرون کا طریقہ ہے اور منہ پر سونا کافرون کا
طریقہ ہے **باب** بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ لِمَنْ شَاءَ ہر دو اذانون کے درمیان
نماز ہے جو چاہے سو پڑہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ

الحسن عن عبد اللہ بن بریدۃ عن عبد اللہ بن مغفل قال قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بین کل اذانین صلوۃ بین کل اذانین صلوۃ ثم قال فی الثالثۃ لمن شاء
ترجمہ اسکا اوپر گذر چکا ہے اور اس باب اور پہلے باب مین یہ فرق ہے کہ یہ باب لفظ
حدیث سے باندہا اور پہلا باب بعض اس مضمون کا ہے جو اس حدیث سے نکلتا ہے لیکن
اصل مین کوئی دوسری معلوم نہین ہوتا ہے **باب** من قال لیؤذن فی السفر مؤذن واحد
سفر مین صرف ایک اذان کہنی چاہیے یعنے صبح وغیرہ نمازون کے واسطے فقط ایک ہی اذان
کہی جاوے **حدثنا** معلی بن اسد قال حدثنا وهیب عن ایوب عن ابی
قلابۃ عن مالک بن الحویرث قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی نفر من قومی فاقمنا عندہ عشرین لیلۃ وکان رحیما رفیقا فلما رای
شوقنا الی اھلینا قال ارجعوا فکونوا فیھم وعلموھم وصلوا فاذا حضرت
الصلوۃ فلیؤذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم **ترجمہ** مالک بن حویرث
رض سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی اپنی قوم کے حضرت ؐ پاس حاضر ہوئے سو ہم حضرت ؐ
پاس بیس دن تک ٹھیرے رہے اور حضرت ؐ آدمیون کے ساتھ بہت رحم اور نرمی کرنے ۴۳۹
والے تھے سو جب آپ نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والون کی طرف بہت دیکھا تو فرمایا کہ پیچھے
پلٹ جاؤ اور اپنے گھر والون مین ٹھیرے رہو اور انکو اسلام کے احکام سکھلاؤ اور
نماز پڑہا کرو سو جب نماز کا وقت آوے تو چاہیے کہ تم مین سے کوئی اذان دیوے
اور چاہیے کہ تم مین بڑا امام ہووے **ف** اس حدیث معلوم ہوا کہ سفر مین بھی اذان کہنی
چاہیے اسواسطے کہ وہ لوگ ابھی بالفعل سفر مین تھے سو جب سفر مین نماز کا وقت آوے تو
اذان دینی ضرور ہوگی اسلیے کہ یہ بات یقینا معلوم ہے کہ حضرت کی اس کلام کا یہ معنی
نہین کہ جب تک تم اپنے گھرون مین نہ پہونچ جاؤ تب تک راہ مین نہ نماز پڑہو نہ اذان
کہو بلکہ اگر راہ مین بھی نماز کا وقت آوے تو اذان اور نماز پڑھ لینا ضرور ہے اور نیز
اس حدیث مالک کے بعض طریقون مین صاف آگیا ہے کہ جب تم سفر مین نکلو تو نماز کے
وقت اذان دیا کرو جیسے کہ آیندہ باب مین یہ حدیث آویگی تو گویا امام بخاری نے اپنی
عادت کے موافق اس حدیث کے لانے سے اشارہ کر دیا ہے اسطرف کہ اس حدیث کے بعض
طریقون مین مسئلہ باب کا ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ سفر مین بھی اذان کہنی چاہیے اور یہ

بہی معلوم ہوا کہ سفر مین صرف ایک ہی اذان کہنی چاہیے اسلیے کہ حضرت ﷺ نے اونکو صرف ایک ہی اذان کہنے کا حکم فرمایا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور قید سفر کی اسباب مین زائدہ ہے اسلیے کہ گہر مین بھی یہی حکم ہے کہ صرف ایک ہی اذان کہنی چاہیے خواہ سفر مین ہو خواہ گھر مین نماز کیلیے صرف ایک ہی اذان کہنی چاہیے اور غرض امام بخاری کی اس سے رد کرنا ہے اوس قول کو جو ابن عمر رض سے روایت ہے کہ سفر مین صبح کی نماز مین دو بار اذان کہی جاوے **فائدہ ثانیہ** امام شافعی کے نزدیک کئی موذن رکہنے جائز ہین لیکن مناسب یہ ہے کہ سب ایک بار اذان نہ دیوین بلکہ ایک کے بعد دوسرا اذان دیوے اور اگر مسجد بڑی ہو تو جائز ہے کہ ہر طرف مین ایک ایک موذن اذان دیوے خواہ ایک ہی وقت مین ہون اسیطرح اگر شہر بڑا ہو اور اوسکے کنارے دور دور ہون تو ہر طرف ایک ایک موذن ایک وقت مین اگر اذان دیوے تو وہ بھی جائز ہے اور اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب علم اور فضیلت مین سب برابر ہون تو بڑی عمر والا امام بنے اور اذان مین بڑے چہوٹے کا کچہ لحاظ نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امامت اذان سے افضل ہے واللہ اعلم بالصواب

باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعۃ والاقامۃ وکذلک بعرفۃ وجمع جب مسافر کئی آدمی ہون تو چاہیے نماز کے وقت اذان بھی کہین اور اقامت بھی کہین اور اسی طرح عرفات مین یعنے حج کے دن جب ظہر اور عصر کی نماز جمع کرین تو وہان بھی اذان اور اقامت دونو کہین اور اسی طرح مزدلفہ مین بھی یعنے حج کی دسوین رات مین جب مغرب اور عشا کو جمع کرین تو اونکے ساتھہ بھی اذان اور اقامت دونو کہین وقول المؤذن الصلوۃ فی الرحال فی اللیلۃ الباردۃ او المطیرۃ جس رات مین مینہ ہووے یا سردی ہو تو موذن اذان مین یہ کلمہ کہے الصلوۃ فی الرحال یعنے نماز اپنے گہرون مین پڑہو **ف** اس باب مین امام بخاری نے جماعت کی قید لگائی تو یہ قید بہی اتفاقی ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اگر ایک ہو تو وہ اذان نہ کہے بلکہ اگر صرف ایک ہی آدمی ہو تو وہ بھی اذان کہے جیسے کہ مذہب ہے تین اماموں کا اور ثوری کا اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ اذان صرف لشکر کے واسطے ہے یا جس جماعت مین کوئی امیر ہو اوسکے سوا اور مسافرون کے واسطے صرف اقامت کافی ہے اور بعضون کے نزدیک اگر مسافر اذان نہ کہے تو اوسکی نماز نہین ہوتی ہے مگر صحیح مذہب وہی ہے جو تین امام کہتے ہین حدثنا مسلم بن ابراھیم قال حدثنا شعبۃ عن المہاجر بن

ابی الحسن عن زید بن وھب عن ابی ذر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جھنم **ترجمہ** ابو ذر رض سے روایت ہی کہ ہم حضرت ؐ کے ساتھ ایک سفر مین تھی سو موذن نے ظہر کی اذان کہنی کا ارادہ کیا سو حضرت ؐ نے اوسکو فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دی پہر اوسنے اذان کا ارادہ کیا سو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پہر اوسنے اذان کا ارادہ کیا سو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے یہانتک کہ سایہ ٹیلونکے برابر ہوگیا سو حضرت ؐ نے فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر مین بہی اذان کہنی چاہیے پس اس حدیث سے پہلا مسئلہ باب کا ثابت ہوا یعنے اگر مسافر کئی آدمی ہون تو اذان کہین **حدثنا** محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن خالد الحذاء عن ابی قلابۃ عن مالک بن الحویرث قال اتی رجلان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یریدان السفر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتما خرجتما فاذنا

۶۴۱ ثم اقیما ثم لیؤمکما اکبرکما **ترجمہ** مالک بن حویرث رض سے روایت ہے کہ دو آدمی حضرت ؐ پاس حاضر ہوئے اور وہ سفر کا ارادہ رکھتے تھے سو حضرت ؐ نے فرمایا کہ جب تم دونو سفر کو نکلو تو اذان دیا کرو پہر اقامت کہا کرو پہر چاہیے کہ تم دونون مین بڑا امام ہووے **ف** اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ سفر مین اذان اور اقامت کہنی چاہیے ہوا پس مطابقت ان حدیثون کی پہلے جز باب سے ظاہر ہے اور یہ جو آپ نے اونکو فرمایا کہ اذان دیا کرو تو اسکا یہ مطلب نہین کہ دونو اذان دیا کرو بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تم دونون سے جو چاہے اذان اور اقامت کہے چونکہ اذان کا ثواب دونونکو ملتا ہے اسواسطے دونونکی طرف اسکو نسبت کیا ہے پس اس حدیث اور پہلے باب کے درمیان کوئی تعارض نہین ہے **حدثنا** محمد بن المثنی قال اخبرنا عبد الوہاب قال اخبرنا ایوب عن ابی قلابۃ قال حدثنا مالک قال اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن شببۃ متقاربون فاقمنا عندہ عشرین یوما ولیلۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیما رفیقا فلما ظن انا قد اشتھینا اھلنا او قد اشتقنا سالنا عمن ترکنا بعدنا فاخبرناہ فقال ارجعوا الی اھلیکم فاقیموا فیھم وعلموھم ومروھم وذکر اشیاء احفظھا او لا

بھی معلوم ہوا کہ سفر مین صرف ایک ہی اذان کہنی چاہیے اسلیے کہ حضرت صلعم نے اونکو صرف
ایک ہی اذان کہنے کا حکم فرمایا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور قید
سفر کی اسباب مین زائدہ ہے اسلیے کہ گھر مین بھی یہی حکم ہے کہ صرف ایک ہی اذان کہنے چاہیے
خواہ سفر مین ہو خواہ گھر مین نماز کیلیے صرف ایک ہی اذان کہنی چاہیے اور غرض امام بخاری کی اس سے
رد کرنا ہے اوس قول کو جو ابن عمر رض سے روایت ہے کہ سفر مین صبح کی نماز مین دو بار اذان
کہی جاوے **فائدہ ثانیہ** امام شافعی کے نزدیک کئی موذن رکھنے جائز ہین لیکن مناسب
یہ ہے کہ سب ایک بار اذان نہ دیوین بلکہ ایک کے بعد دوسرا اذان دیوے اور اگر مسجد بڑی ہو تو
جائز ہے کہ ہر طرف مین ایک ایک موذن اذان دیوے خواہ ایک ہی وقت مین ہون اسیطرح
اگر شہر بڑا ہو اور اوسکے کنارے دور دور ہون تو ہر طرف ایک ایک موذن ایک وقت مین
اگر اذان دیوے تو وہ بھی جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب علم اور فضیلت
مین سب برابر ہون تو بڑی عمر والا امام بنے اور اذان مین بڑے چھوٹے کا کچھ لحاظ نہین اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ امامت اذان سے افضل ہے واللہ اعلم بالصواب **باب** الاذان
۱۲۰ **لِلْمُسَافِرِ اِذَا کَانُوْا جَمَاعَةً وَّالْاِقَامَةِ وَکَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ** جب مسافر کئی
آدمی ہون تو چاہیے نماز کے وقت اذان بھی کہین اور اقامت بھی کہین اور اسی طرح عرفات
مین یعنے حج کے دن جب ظہر اور عصر کی نماز جمع کرین تو وہان بھی اذان اور اقامت دونو
کہین اور اسی طرح مزدلفہ مین یعنے حج کی دسوین رات مین جب مغرب اور عشا کو جمع کرین تو
اونکے ساتھ بھی اذان اور اقامت دونو کہین **وَقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ فِی الرِّحَالِ فِی اللَّيْلَةِ**
الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ جس رات مین مینہ ہووے یا سردی ہو تو موذن اذان مین یہ کلمہ کہے
اَلصَّلٰوةُ فِی الرِّحَالِ یعنے نماز اپنے گھرون مین پڑھو **ف** اس باب مین امام بخاری نے
جماعت کی قید لگائی تو یہ قید بھی اتفاقی ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اگر ایک ہو تو وہ اذان نہ
کہے بلکہ اگر صرف ایک ہی آدمی ہو تو وہ بھی اذان کہے جیسے کہ مذہب ہے تین امامون کا اور ثوری
کا اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ اذان صرف لشکر کے واسطے ہے یا جس جماعت مین
کوئی امیر ہو اوسکے سوا اور مسافرون کے واسطے صرف اقامت کافی ہے اور بعضون کے
نزدیک اگر مسافر اذان نہ کہے تو اوسکی نماز نہین ہوتی ہے مگر صحیح مذہب وہی ہے جو
تین امام کہتے ہین **حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ**

اَبِی الْحَسَنِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ
سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ
یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰی سَاوَی الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ **ترجمہ** ابو ذر رضہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ؐ کے ساتھ
ایک سفر میں تھے سو موذن نے ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ کیا سو حضرت ؐ نے اوسکو فرمایا کہ ٹھنڈا
ہونے دی پھر اوسنے اذان کا ارادہ کیا سو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پھر اوسنے
اذان کا ارادہ کیا سو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے یہانتک کہ سایہ ٹیلونکے برابر ہوگیا
سو حضرت ؐ نے فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے **ف** اسحدیث سے معلوم
ہوا کہ سفر میں بھی اذان کہنی چاہیے پس اسحدیث سے پہلا مسئلہ باب کا ثابت ہوا یعنے اگر مسافر
کئی آدمی ہوں تو اذان کہیں **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ خَالِدِ
الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ اَتَی رَجُلَانِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ یُرِیْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا
ثُمَّ اَقِیْمَا ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمَا اَکْبَرُکُمَا **ترجمہ** مالک بن حویرث رضہ سے روایت ہے کہ دو آدمی ۴۴۱
حضرت ؐ پاس حاضر ہوئے اور وہ سفر کا ارادہ رکھتے تھے سو حضرت ؐ نے فرمایا کہ جب تم
دونو سفر کو نکلو تو اذان دیا کرو پھر اقامت کہا کرو پھر چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام ہووے
ف اسحدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سفر میں بھی اذان اور اقامت کہنی چاہیے پس مطابقت ان
حدیثوں کی پہلے جزء باب سے ظاہر ہے اور یہ جو آپ نے اونکو فرمایا کہ اذان دیا کرو تو
اسکا یہ مطلب نہیں کہ دونو اذان دیا کرو بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تم دونوں سے جو چاہے اذان
اور اقامت کہے چونکہ اذان کا ذکر دونو کو ملتا ہے اسواسطے دونو کی طرف اسکو نسبت کیا ہے پس
اسحدیث اور پہلے باب کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ
اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ
اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ
یَوْمًا وَّلَیْلَةً وَّکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِیْمًا رَفِیْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا
قَدِ اشْتَهَیْنَا اَهْلَنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَکْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ
اِرْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْکُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَکَرَ اَشْیَاءَ اَحْفَظُهَا اَوْ لَا

احفظوها وصلوا کما رأیتمونی اصلی واذا حضرت الصلوٰۃ فلیؤذن لکم احدکم
ولیؤمکم اکبرکم **ترجمہ** مالک بن حویرث رضؓ سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی حضرت کے
پاس حاضر ہوئے اور ہم سب جوان اور قریب العمر تھے سو ہم حضرت صلعم کے پاس بیس دن
ٹھیرے رہے سو جب آپ نے معلوم کیا کہ انکو اپنے گھر والون سے ملنے کا بہت شوق ہے تو
آپ نے اپنے پیچھے والونکا حال پوچھا سو ہمنے آپکو انکا حال بتلایا پس آپنے فرمایا کہ اپنے گھر والون کی
طرف پلٹ جاؤ اور انہین میں ٹھیرے رہو اور انکو دین سکھلاؤ اور نیک بات بتلاؤ اور
آپنے اور بہی کئی حکم انکو بیان کیا جنکو مین یاد رکھتا ہون یا نہین یاد رکھتا ہون (یہ راوی کا شک
ہے) اور نماز پڑھو جیسے کہ مجکو نماز پڑہتے دیکھتے ہو اور جب نماز کا وقت آوے تو چاہیے
کہ تمسے کوئی اذان دیوے اور چاہیے کہ تم مین بڑا امام ہووے **ف** اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ سفر مین اذان کہنی چاہیے پس مطابقت اس حدیث کی اول باب سے ظاہر ہے
حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن عبید اللہ بن عمر قال حدثنی نافع قال
اذن ابن عمر فی لیلۃ باردۃ بضجنان ثم قال صلوا فی رحالکم واخبرنا ان رسول
۶۴۲ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر مؤذنا یؤذن ثم یقول علی اثرہ الا صلوا
فی الرحال فی اللیلۃ الباردۃ او المطیرۃ فی السفر **ترجمہ** نافع رضؓ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضؓ نے
ایک جاڑے کی رات مین اذان کہی بمقام ضجنان مین کہ ایک مقام ہے ایک منزل مکہ سے)
پہر کہا کہ اپنی اپنی جگہہ مین نماز پڑہو اور ہمکو خبر دی کہ مقرر حضرت صلعم نے مؤذن کو حکم فرمایا اذان
دیوے پہر بعد اوسکے یہ کلمہ کہے الصلوٰۃ فی الرحال یعنے خبردار ہو اپنے
گہرون مین نماز پڑہو اور یہ حکم فرمایا حضرت کا جاڑی کی رات مین تہا یا مینہ کی رات
مین سفر مین **ف** اگر کوئی کہے کہ باب الکلام فی الاذان مین گذر چکا ہے کہ مؤذن
کا یہ قول بدلے حی علی الصلوٰۃ کے تہا اور اس حدیث مین ہے کہ بعد اذان کے تہا
سو جواب اسکا یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دونو امر جائز ہون جیسے کہ امام شافعی کا مذہب ہے
یا آخر سے مراد یہ ہو کہ فارغ ہونے سے تھوڑا پہلے یہ کلمہ کہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے
کہ مینہ کے وقت گہرون مین نماز پڑہنی واجب نہین بلکہ مستحب بھی نہین صرف جائز اور
رخصت ہی سو جو شخص فضیلت حاصل کرنے چاہے اور سردی اور مینہ کا رنج اوٹھاوے
تو وہ بیشک بہتر ہے پس اس باب کی حدیثون مین کوئی تعارض نہین ہے اور نیز اگرچہ یہہ

یہ سفر کا ذکر ہے لیکن اذان میں یہ لفظ کہنا سفر کے ساتھ خاص نہین بلکہ اگر مینہ کے دن گھر مین
بھی یہ لفظ اذان مین کہا جاوے تو جائز ہے پس اس حدیث سے مطابقت دوسرے
مسئلے باب کے ساتھ ظاہر ہوگئی پس معلوم ہوا کہ مینہ اور سردی کے دن جماعت کو ترک کر
دینا جائز ہے اور بعضی روایتون مین ہوا کا بھی ذکر آیا ہے اور شافعیہ کے نزدیک ہوا بھی
ترک جماعت کے لیے عذر ہے اور عرفے اور مزدلفے کا ان حدیثون مین ذکر نہین لیکن امام بخاری
نے اشارہ کردیا طرف حدیث جابر رض کے جو صفت حج مین ہے اور ابن مسعود رض کی کہ ان
دونون سے عرفہ اور مزدلفہ مین اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھنی معلوم ہوتی ہے ۝
حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ
ابْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ
فَجَاءَهٗ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْاَبْطَحِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ ترجمہ ابوجحیفہ رض سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلعم کو
ابطح (ایک مکان ہے باہر مکہ سے) مین دیکھا سو بلال آکر باہر آیا اور آپکو نماز کی اطلاع دی پھر بلال
443 برچھا لیکر نکلا یہانتک کہ اوسکو حضرت صلعم کے سامنے گاڑا اور نماز کی اقامت کہی ف
اس حدیث سے یہی معلوم ہوا کہ سفر مین اذان کہنی چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت
اس حدیث کی ترجمہ سے

باب هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَهَلْ يَلْتَفِتُ

فِي الْاَذَانِ کیا مؤذن کو داہنے اور بائین منہ پھیرنا جائز ہے وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ اَنَّهٗ جَعَلَ
اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ بلال رض سے روایت ہے کہ اوسنے اپنے کلمہ کی دو انگلیون کو اپنے
کانون مین کیا یعنے اذان دینے کے وقت تاکہ آواز بلند ہووے اور لوگ معلوم کر جاوین
کہ اذان کہتا ہے لیکن یہ اوسیوقت متصور ہوسکتا ہے جبکہ آدمی بہت جمع ہون یا دور
ہون یا کوئی بہرہ ہو تو کانون مین انگلیاں دینے سے معلوم ہو جاوے گا کہ اذان کہہ رہا ہے
وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ یعنے اور ابن عمر رض اپنی انگلیون کو کانون
مین نہین کرتے تھے ف پہلے بلال رض کے اثر مین امام بخاری صیغہ تمریض لایا ہے اور
ابن عمر کے اثر مین صیغہ جزم کا لایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی رائے بھی اسیطرف مائل
ہے کہ اذان کے وقت انگلیون کو کان مین نہ کیا جاوے اور ترمذی نے کہا کہ اہل علم کے
نزدیک مستحب ہے کہ مؤذن اپنی شہادت کی انگلیون کو اپنے کانون مین کرے واللہ اعلم وقال

اِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ یعنے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ بے وضو اذان دینے جائز ہے **ف** علمار نے لکھا ہے کہ بے وضو اذان کہنی جائز ہے لیکن کراہت سے خالی نہین اور جنابت کی حالت مین سخت کراہت ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا لیکن اگر بے وضو اذان کہے تو روا ہے ایسے ہی اگر اقامت بیوضو کہے تو وہ بھی جائز ہے لیکن نہایت تک مکروہ ہے وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْوُضُوْءُ حَقٌّ وَّسُنَّةٌ یعنے اور عطا نے کہا کہ وضو ثابت اور سنت ہے یعنے اذان مین وضو شرع سے ثابت ہوا اسلیے کہ یہ نماز کی ابتدا ہے وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ **ترجمہ** یعنے اور عائشہ رض نے کہا کہ حضرت م ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے یعنے خواہ وضو سے ہوتی یا بیوضو ہوتے **ف** ظاہر مراد ذکر سے ذکر زبان کا ہے نہ ذکر دل کا جسکی ضد بھول جانا ہے پس مطلب اسکا یہ ہے کہ اذان بھی ذکر مین داخل ہے تو جب اللہ کا ذکر بیوضو کرنا جائز ہے تو اذان بھی بے وضو دینی جائز ہوگی اور یہ بات معلوم ہے کہ حضرت م ہر وقت وضو سے نہین ہوتے تھے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ

۴۴۴ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاٰى بِلَالًا يُّؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْاَذَانِ **ترجمہ** ابو جحیفہ رض سے روایت ہے کہ مین نے بلال کو اذان دیتے دیکھا پس مین بھی اپنے منہ کو اذان مین داہنے اور بائین کرنے لگا یعنے وہ اذان دیتے تھے اور مین اونکی طرف دیکھ رہا تھا تو جس طرف وہ منہ کرتے مین بھی اونکی طرف نظر کرتا تھا تو میرا منہ بھی اسطرف پھر جاتا تھا یعنی کہ مین بھی اذان دے رہا تھا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موذن اذان دینے مین جب حیعلتین پر پہونچے تو اپنے منہ کو داہنے اور بائین پھیرے یعنے اول داہنی طرف منہ کرکے دو بار حی علے الصلوۃ کہے اور پھر بائین طرف منہ کرکے دو بار حی علے الفلاح کہے اور دونو طرف ایک ایک بار منہ پھیرنا ہی کافی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اول حی علے الصلوۃ ایک بار داہنے طرف کہے پھر حی علی الصلوۃ دوسری بار بائین طرف کہو اور اسیطرح حی علے الفلاح کو ایک بار داہنے اور ایک بار بائین طرف کہو لیکن صرف منہ کو داہنے اور بائین پھیرے اپنے سینہ کو قبلہ سے نہ پھیرے اور پانون کو بھی ایک جگہہ قائم رکھے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ اذان نماز کا رکن نہین ہے اور جیسے کہ نماز مین طہارت اور استقبال قبلے کا شرط ہے اسطرح اسمین طہارت وغیرہ شرط نہین ہے وعلے ہذا القیاس

اسمین دلکا خشوع ہے مستحب نہین تاکہ داہنے بائین منہ پھیرنا اور کانون مین انگلیان دینا
اُسکے مخالف ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت ان اثرون باب سے اور اسکے لئے ادنی مناسبت
بھی کافی ہے **باب** قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلوٰةُ یہ کہنا جائز ہے کہ ہماری نماز
فوت ہوگئی یعنے قضا ہوگئی وَكَرِهَ ابْنُ سِيرِينَ اَنْ يَقُولَ فَاتَتْنَا الصَّلوٰةُ وَلْيَقُلْ
لَمْ نُدْرِكْ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَحُّ اور ابن سیرین نے یہ کہنا
مکروہ رکہا ہے کہ ہمارے نماز فوت ہوگئی اور چاہیے کہ کہے کہ ہمنے نماز کو نہین پایا اور امام
بخاری نے فرمایا کہ حضرت کا فرمانا صحیح ہے **ف** مطلب امام بخاریکا اس باب سے ابن
سیرین پر رد کرنا ہے یعنے حضرت کی حدیث جو آگے آتی ہے وہ صحیح ہے اور ابن سیرین کا یہ
قول صحیح نہین اسلیے کہ حدیث آیندہ مین فوت کا لفظ صریح موجود ہے اور وہ حدیث یہ
ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ
عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ
جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا اِلَى الصَّلوٰةِ قَالَ فَلَا
تَفْعَلُوْا اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلوٰةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا
فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا **ترجمہ** ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ ہم حضرت ص
کے ساتہہ نماز پڑہ رہے تہے کہ اچانک آپ نے آدمیون کے پانون کے آواز سنے یعنے
دوڑے چلے آتے تہے سو جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا کیا حال ہے تمہارا یعنے تم نے
اتنی جلدی کیون کی اُنہون نے کہا کہ ہمنے نماز کے واسطے جلدی کی تہے کہ جماعت
ملجاوے فرمایا ایسا نہ کیا کرو جب تم نماز کی طرف آؤ تو آرام اور چین سے آؤ یعنے
جلدی نکرو آہستگی سے چلو پس جتنی نماز امام کے ساتہہ پاؤ وہ تو پڑہو اور جو فوت ہوجاوے
یعنے چھوٹ جاوے اوسکو آپ تمام کرلو **ف** پس معلوم ہوا کہ جماعت کے واسطے جہپٹنا مکروہ
ہے اسواسطے کہ جلدی مین دم پہول جاتا ہے نماز چین سے نہین ہوتی ہے اور یہی مذہب ہے
امام احمد کا اور غرض امام بخاری کی اسباب سو یہ ہے کہ اسحدیث مین صریح لفظ فوت ہونے
نماز کا آگیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ کہنا جائز ہے کہ ہماری نماز فوت ہوگئی اور یہی وجہ ہے
مطابقت حدیث کی باب سے اور اسے یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر نمازیکا دل کسی امر نو پید اکیطرف متوجہ
ہوجاوے تو اوس سے نماز نہین ٹوٹتی ہے **باب** مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ

فَاَتِمُّوْا مَالَہٗ اَبُوْ قَتَادَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے جتنے نماز جماعت کے ساتھہ پاؤ
وتنی پڑھو اور جو چھوٹ رہے اوسکو آپ تمام کرلو ابو قتادہ رض نے اسحدیث کو حضرت ص
سے روایت کیا ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ
عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح
وَعَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَۃَ فَامْشُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا
فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ص
نے فرمایا کہ جب تم نماز کی تکبیر اور قد قامت الصلوۃ سنو تو چلو جماعت کے واسطے ٹھیرے ہوئے
آہستگی اور آرام سے اور نہ جلدی کرو سو جتنی نماز جماعت کی ساتھہ پاؤ وتنی پڑھو اور جو چھوٹ رہے
اوسکو آپ تمام کرلو **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جماعت سے کچھہ بھی نہ ملے اور بالکل
خالی رہے تو جب بھی اوسکو جماعت کا ثواب ملجاوے گا کیونکہ وہ نماز ہی مین ہے اور نیز
نہ جلدی کرنے سے بہت قدم حاصل ہوتے ہین سو جتنے قدم زیادہ ہونگے وتنا ہی ثواب
زیادہ ملے گا اور بعضی حدیثون مین صریح آچکا ہے کہ اگر جماعت کی نماز سے صرف ایک ۴۴۶
سجدہ ہی ملجاوے تو تمام نماز کا ثواب ہوجاتا ہے اسلیے کہ اس حدیث مین تھوڑی یا
بہت نماز کا ذکر نہین ہے بلکہ جتنی پاوے وتنی پڑھے ہے اور یہی مذہب جمہور علماء کا اگر کوئی
سوال کرے کہ حدیث مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ الخ سے جو اوپر گذر چکی ہے معلوم ہوتا ہے
کہ رکعت سے کم پانے مین جماعت کا ثواب نہین ملتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اوسکے
واسطے ہے جسکو کوئی عذر نہ ہو اور جسکو عذر ہو جیسے کہ دور سے چلکر آوے تو اوسکو اگرچہ
جماعت سے کچھہ بھی نہ ملے تب بھی اوسکو جماعت کا ثواب ملجاتا ہے۔ اور اسحدیث سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے مقتدی کے لیے کہ امام کو جس حالت مین پاوے وہین ملجاوے
اور اسحدیث سے یہی معلوم ہوا ہے کہ نماز کیطرف جلدی نہ کرے اور بعضون نے کہا
ہے کہ اگر تکبیر کے فوت ہوجانے کا خوف ہو تو جلدی کرنی جائز ہے لیکن یہ قول انکا
صحیح نہین اسلیے کہ اسحدیث مین جلدی کرنے سے صریح ممانعت آچکی ہے اور اسمین اختلاف
ہے کہ مقتدی نے مثلاً چار رکعت فرض سے امام کے ساتھہ دو رکعت اخیر کی پائی تو اب
یہ دو رکعت اوسکی اول نماز کا شمار کیا جاوے یا آخر نماز کا حنفیہ کہتے ہین کہ یہ نماز کا آخر ہے۔

جیسے کہ امام کی نماز آخر ہے اور جمہور علما کا کہتے ہین کہ نماز کا اول ہر گز صحیح قول جمہور کا ہے جیسے کہ فتح الباری مین مذکور ہے اور وجہ مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابٌ** مَتٰی یَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ نماز کی تکبیر ہونے کے وقت جبتک لوگ امام نہ دیکھ لیوین تب تک جماعت کے واسطے نہ اوٹھین یعنے تکبیر کے وقت بدون امام آئے جماعت کے لیے کھڑے نہوین **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ **ترجمہ** ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو تو اوٹھا نکرو جب تک مجکو آتے دیکھہ نہ لیا کرو **ف** حضرت صلعم کا گھر مسجد سے ملا تھا سنت آپ گھر مین پڑھتے تھے جب فرض کی تکبیر ہوتی تب حضرت صلعم گھر سے تشریف لاتے تھے لوگ تکبیر کے ہوتے ہی اوٹھ کھڑے ہوتے سو فرمایا کہ بدون میرے آئے نہ اٹھا کرو امام شافعی کے نزدیک جب تکبیر تمام ہو تو لوگ نماز کو اوٹھین اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک حی علی الصلوۃ کہنے کے وقت امام اور مقتدی کھڑے ہون اور قد قامت الصلوۃ کے وقت نماز شروع کرین اور امام مالک کے نزدیک شروع تکبیر کے وقت کھڑے ہون اور بعضون کا کچھہ اور مذہب ہے کہ جب امام مسجد مین نہو تو جب تک امام نہ آوے تب تک مقتدی نہ اوٹھین اگرچہ تکبیر ہی ہو جاوے اور امام مسجد مین ہو تو امام شافعی اور ابو یوسف وغیرہ کے نزدیک جب اقامت سے فارغ ہووے تو مقتدی کھڑے ہو جاوین لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کا قول صحیح ہے اور باقی سب قول بے دلیل ہین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کے آنے سے پہلے بھی اقامت کہنی جائز ہے بشرطیکہ امام سنتا ہو اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک حضرت صلعم گھر سے نہ نکلتے بلال رضؓ تکبیر نہ کہتے تو ان دونوں کے درمیان تطبیق اسطور سے ہے کہ شاید بلال رضؓ حضرت کی راہ دیکھتا رہتا ہوگا سو جب اول اول حضرت صلعم گھر سے نکلتے تو آپ کو دیکھہ کر تکبیر شروع کر دیتا اور اوسوقت آپکو اکثر لوگ نہین دیکھتے تھے پھر جب حضرت کو دیکھہ لیتے تو کھڑے ہو جاتے اور بعضی حدیثون مین ہے کہ حضرت صلعم کے آنے سے پہلے تمام صفین برابر ہو جاتی تہین جیسے کہ حدیث آیندہ سے معلوم ہوتا ہے سو یہ بھی ابو قتادہ کی حدیث کے معارض نہین اسلیے کہ یہ کبھی بیان جواز کے واسطے واقع ہوا ہوگا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنا جائز ہے

اور مطابقت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب** لا یسعیٰ الی الصلوٰۃ ولا یقوم الیھا مستعجلا ولیقم الیھا بالسکینۃ والوقار ۔ نماز کیطرف دوڑ کر نہ جاوے یعنے نماز کے واسطے جلدی نہ کرے بلکہ اوسکے واسطے آرام اور آہستگی سے چلے **ف** یہ دو جملہ اخیر یعنے لا یقوم ولیقم پہلے جملہ کی تفسیر ہین پس اس ترجمہ اور آیت فاسعوا الی ذکر اللہ کے درمیان کوئی تعارض نہین اسلیئے کہ آیت مین سعی کا معنے جلدی کرنے کا ہی اور کاروبار دنیاوی چھوڑ دینے کا اور اسکا ذکر آگے بھی آویگا انشاء اللہ تعالیٰ **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحییٰ عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتیٰ ترونی وعلیکم السکینۃ تابعہ علی بن المبارک **ترجمہ** اسکا اوپر گذر چکا ہے صرف اتنا زیادہ ہے کہ چلو جماعت کے لیے ٹہیرے ہوئی آہستگی سے **ف** یہ باب پہلے گذر چکا ہے دونوں کا مطلب ایک ہی ہے لیکن اسکا باب علیحدہ باندھنے سے غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضہ کی حدیث مین جو لفظ لا یسعے کا واقع ہوا ہے تو مراد اوس سے یہ ہے کہ نماز کے واسطے جلدی نکرے بلکہ آرام سے چلے تاکہ آیت کے ساتھ تعارض نہ ہو تو گویا کہ مطلب اسکا یسعے کی تفسیر کرنا ہے **باب** ھل یخرج من المسجد لعلۃ ۔ اذان ہو جانے کے بعد کسی ضرورت کے لیے مسجد سے نکلنا جائز ہے **حدثنا** عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراھیم بن سعد عن صالح بن کیسان عن ابن شھاب عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج وقد اقیمت الصلوٰۃ وعدلت الصفوف حتیٰ اذا قام فی مصلاہ انتظرنا ان یکبر انصرف قال علی مکانکم فمکثنا علیٰ ھیئتنا حتیٰ خرج الینا ینطف رأسہ ماءً وقد اغتسل **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت گہر سے تشریف لائے اور حالانکہ نماز کی تکبیر ہو چکی تہی اور صفین بہی برابر ہو چکی تہین یہانتک کہ جب آپ مصلے پر کہڑے ہوئی اور ہم انتظار کرتے تہے کہ حضرت تکبیر کہتے ہین یعنے نماز کی نیت کرتے ہین تو آپ گہر کی طرف پلٹ گئی اور فرمایا کہ ٹہیرو سو ہم اپنے اوسی حال پر ٹہیرے رہے یہانتک کہ آپ گہر سے تشریف لائی اور آپکے سر سے پانی ٹپکتا تہا اور آپ نے غسل کیا تہا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پہر آپ نے فرمایا کہ مجھکو نہانے کی حاجت تہی اور مین اوسکو بہول گیا تہا **ف** صحیح مسلم وغیرہ مین ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ بعد اذان ہو جانے

۴۴۸ (حاشیہ، دست نوشت، قلمی: مستحب ... اذان ... — بڑی حد تک ناخواندہ)

کے ایک آدمی مسجد سے باہر نکلا سو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اُسنے پیغمبر کی نافرمانی کی سو امام بخاری کی غرض
اسباب سے یہ ہے کہ یہ حدیث خاص اوسکی حق مین ہے جو اذان کے بعد مسجد سے بلا ضرورت
باہر نکل جاوے اور جسکو کوئی ضرورت پیش آجاوے تو اوسکو اذان کے بعد مسجد سے
نکلجانا جائز ہے جیسے بخاری کے اسباب سے معلوم ہوتا ہے اور اسیطرح جسکو یا بیوضو
ہوجاوے یا کوئی کسی دوسری مسجد کا امام ہووے تو اِن لوگون کو بعد اذان کے مسجد سے
باہر نکلنا جائز ہے اور طبرانی کی حدیث مین آگیا ہے کہ حاجت کے واسطے مسجد سے باہر نکلنا
جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ضرورت
کے واسطے دیر کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نہانے کے بعد جو پانی بدن سے ٹپکے وہ
پاک ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نہانے مین دیر کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جنبی
مسجد مین بھول سے آجاوے تو گناہ نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرونکا عبادت
مین بھول جانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدیونکو کھڑے ہوکر امام کی انتظار کرنا
ضرورت کے لیے جائز ہے ایسا قیام منع نہین ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو مسجد کے
اندر احتلام ہے ہوجاوے اوسکو باہر نکلنے کے واسطے تیمم کرنا واجب نہین اور یہ بھی معلوم ۴۷۹
ہوا کہ اقامت اور نماز کے درمیان کلام کرنا جائز ہے اسلیے کہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے
کہ اقامت کو دوہرایا نہین گیا لیکن یہ ضرورت کے وقت ہے اور مطابقت اس حدیث
باب سے ظاہر ہے **باب** اِذَا قَالَ الْاِمَامُ مَكَانَكُمْ حَتّٰى اَرْجِعَ انْتَظَرُوْهُ جب
امام مقتدیونکو کہے کہ میرے آنے تک ٹھیرو تو اونکو لائق ہے کہ اوسکی انتظار کرین
حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ
الصَّلٰوةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاْسُهٗ
يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہوگئی اور
لوگون نے صفونکو برابر کیا سو حضرت صلعم گھر سے تشریف لائے اور آگے بڑھے یعنی مصلے پر
پر کھڑے ہوئے اور حالانکہ آپکو نہانے کی نہانی کی حاجت تھی فرمایا کہ ٹھیرو سو آپ گھر کی
طرف پلٹ گئے اور غسل کیا پھر گھر سے تشریف لائے اور آپکے سر سے پانی ٹپکتا تھا

سو آپ نے لوگوں کو نماز پڑہائی **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام مقتدیوں کو کہے کہ ٹہیرے رہو تو اونکو لائق ہے کہ ٹہیرے رہین اور اوسکی انتظار کرین یعنے ایسا نکرین کہ اوسکی جگہہ دوسرے امام کو کھڑا کر دین یا جدا جدا ہو جاوین اور یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے مگر یہہ حکم واجب نہین جائز یا مستحب ہے **باب** قَوْلِ الرَّجُلِ مَا صَلَّيْنَا یہہ کہنا جائز ہے کہ ہمنے نماز نہین پڑہی **ف** ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ یہ کہنا مکروہ ہے ہمنے نماز نہین پڑہی سو امام بخاری کی غرض اس سے یہ ہے کہ یہہ کراہت جو نخعی سے منقول ہے یہ مطلق نہین بلکہ یہہ کہنا اوسی شخص کو مکروہ ہے جو نماز کی انتظار کر رہا ہو اسلیے کہ نماز کی انتظار کرنے والا نماز ہی مین ہوتا ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ اَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كِدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا اَفْطَرَ الصَّائِمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُطْحَانَ وَاَنَا مَعَهُ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ 450 **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ خندق کے دن عمر فاروق حضرت صلعم پاس آئے سو عرض کی کہ یا حضرت صلعم نہین نزدیک تہا کہ نماز پڑہون یہانتک کہ سورج ڈوبنے لگا اور یہہ عرض کرنا عمر فاروق رض کا بعد اوس وقت کے تہا کہ روزہ دار روزہ کہولے یعنے مغرب کا وقت ہو گیا تہا سو حضرت صلعم نے فرمایا قسم خدا کی مین نے بھی نماز نہین پڑہی سو حضرت صلعم بطحان کیطرف گئے اور مین بھی آپکے ساتہہ تہا سو آپ نے وضو کیا پہر عصر کی نماز پڑہی سورج ڈوبنے سے پیچہے پہر بعد اوسکے مغرب کی نماز پڑہی **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہہ کلمہ بولے کہ مین نے نماز نہین پڑہی ہے تو ایسا کہنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلعم نے خود فرمایا کہ مین نے بھی نماز نہین پڑہی اور یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی باب سے اور اسیطرح یہ کہنا بھی جائز ہے کہ ہماری نماز فوت ہو گئی اسیطرح اگر کافرونکے جنگ مین مشغول ہووے یا بہول سے کہہ بیٹھے تو یہہ مکروہ نہین ہے **باب** الْاِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْاِقَامَةِ نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آوے تو کیا کرے یعنے اوسکو اپنی حاجت کا روا کرنا جائز ہے یا نہین **حَدَّثَنَا**

ابو معمر عبد اللہ بن عمرو قال حدثنا عبد الوارث
قال حدثنا عبد العزیز ھو ابن صہیب عن انس قال اقیمت الصلوٰۃ و
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجی رجلا فی جانب المسجد فما قام الی الصلوٰۃ
حتی نام القوم **ترجمہ** انس رض سے روایت ہی کہ نماز کی تکبیر ہوگئی اور حالانکہ حضرت ایک
مرد سے بات چیت کر رہے تھے مسجد کے کنارے مین سو کھڑے ہوئے طرف نماز کے یہانتک
کہ لوگ سو گئے یعنے بہت دیر تک اوسے بات چیت کرتے رہے **ف** اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد اگر امام کو کوئی کام ضروری پیش آجاوے تو نماز کے شروع
کرنے سے پہلے وہ کام کرنا جائز ہے اور اسمین کوئی حرج نہین ہے اور اس سی یہ بھی معلوم ہوا کہ
نماز کی اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز ہے جبکہ کوئی ضرورت ہو اور بلا حاجت
دیر کرنی مکروہ ہے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے رد کرنا ہے حنفیہ پر وہ کہتے ہین کہ اگر
نماز کی تکبیر ہو جاوے تو اوسوقت امام کو تکبیر تحریمہ کہنی واجب ہے اور اقامت اور تکبیر
تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز نہین سو امام بخاری کی غرض اس باب سی یہ ہے کہ یہ قول حنفیہ
کا صحیح نہین ہے بلکہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز ہے جیسے کہ اس ۴۵۱
حدیث سی معلوم ہوتا ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سی **باب**
الکلام اذا اقیمت الصلوٰۃ جب تکبیر نماز کی ہو جاوے تو اوسوقت کلام کرنے کا
کیا حکم ہے **ف** پہلے باب اور اس باب مین فرق یہ ہے کہ پہلے باب مین امام کی حاجت
کا ذکر تھا کہ اگر اوسکو کوئی حاجت پیش آوے تو اوسکے ساتھ مشغول ہونا جائز ہے
اور اس باب مین یہ ہے تکبیر ہوجانے کے بعد کلام کرنی کا جواز معلوم ہوتا ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو
حدثنا عیاش ابن الولید قال حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا حمید قال سالت
ثابتا البنانی عن الرجل یتکلم بعد ما تقام الصلوٰۃ فحدثنی عن انس بن
مالک قال اقیمت الصلوٰۃ فعرض للنبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فحبسہ
بعد ما اقیمت الصلوٰۃ **ترجمہ** حمید سے روایت ہی کہ مین نے ثابت سے پوچھا کہ جو
آدمی نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد کلام کرے اوسکا کیا حکم ہے سو اوسنے مجکو انس رض
کی حدیث سنائی وہ یہ ہے کہ انس رض نے کہا کہ نماز کی تکبیر ہوگئی سو ایک مرد حضرت ص کے
سامنے آیا یعنے اوسنے عرض کی کہ مجکو آپ سے کچھ حاجت ہی سو اوسنے حضرت ص کو روک کہا

بعد تکبیر ہو جانے کی **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت ہو جانے کے بعد تکبیر تحریمہ سے
پہلے کلام کرنی سبکو جائز ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت اس
حدیث کی باب سے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو اسجگہ میں
کلام کرنے کو مطلق منع کرتا ہے **باب** وُجُوْبِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ جماعت کی نماز کے
واجب ہونیکا بیان **ف** جماعت کے ساتھ نماز پڑہنا امام بخاری کے نزدیک فرض
عین ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اوزاعی اور عطا اور ثوری اور ایک جماعت محدثین
کا جیسے کہ ابی ثور اور اسحق اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن منذر وغیرہم اور امام شافعی کے نزدیک
فرض کفایہ ہے اور یہی ہے مذہب جمہور شافعیونکا اور اسیکے ساتھ قائل ہیں بہت حنفیہ
اور مالکیہ لیکن صحت نماز کے لیے شرط نہیں وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْهُ اُمُّهٗ عَنِ الْعِشَاءِ
فِی الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا یعنے حسن بصری نے کہا کہ اگر کسی کو عشا کی نماز جماعت
مین پڑہنے سے ماں منع کرے تو وہ ماں کا حکم نہ مانے **ف** اس اثر سے معلوم ہوا کہ جماعت
فرض عین ہے اسلیے کہ ماں کی اطاعت کرنی واجب ہے اور جبکہ ترک جماعت مین اوسکی تابعداری
۴۵۲ جائز نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ جماعت فرض عین ہے اور ترک کرنا اوسکا بڑا گناہ ہے اور یہی
ہے وجہ مطابقت اس اثر کی باب سے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ
ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ
اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ
اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ **ترجمہ** ابوہریرہ رض
سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اوسکی قسم جسکے قابو مین میری جان ہے کہ البتہ
مینے ارادہ کیا کہ لکڑیون کو جمع کراؤن پھر حکم کرون نماز کا سو اوسکے واسطے اذان دیجاوے
پھر حکم کرون کسی مرد کو کہ لوگون کو جماعت سے نماز پڑہاوے پھر پھر جاؤن طرف ان
لوگون کی جو جماعت مین نہین آتے پھر مین اونکے گھر جلادون اور قسم ہے اوسکی جسکے
قابو مین میری جان ہے اگر کوئی جانتا کہ موٹی ہڈی یا دو پاچے عمدہ پاوے گا تو البتہ نماز عشا
مین حاضر ہوتا یعنے اگر نماز پڑہنے مین دنیا کا اتنا فائدہ بھی ہوتا کہ ہر نماز کے بدلے موٹی ہڈی

ل جایا کرتی یا دو پاچہ مل جایا کرتے تو کوئی آدمی نماز سے غفلت نہ کرتا سب حاضر ہوتے لیکن
ثواب آخرت کے واسطے نماز کو ئی حاضر نہین ہوتا ہے یعنے دنیا کی خسیس اور بیقدر چیز کو بھی ثواب
آخرت سے بہتر جانتے ہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کی ساتھہ نماز پڑہنا فرض
عین ہے اسلیے کہ اگر جماعت کی نماز سنت ہوتی تو اوسکے تارک کو جلا دینے کا ڈر نہ سنایا
جاتا اور اگر فرض کفایہ ہوتی تو صرف حضرت ؐ اور آپ کے اصحاب کا جماعت کو قائم کرنا کافی ہوتا
اور دوسرے لوگون کی سر سے جماعت کی پابندی اتر جاتی پس معلوم ہوا کہ جماعت فرض عین
ہے لیکن صحت نماز کے لیے شرط نہین اسلیے کہ دوسرے حدیث مین آگیا ہے کہ جماعت کی
نماز مین اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس حصے زیادہ ثواب ہے اسسے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا نماز
پڑہنے کو بھی کچھہ ثواب ملتا ہے گو تہوڑا ہی سہی اور جب ثواب مل گیا تو معلوم ہوا کہ نماز ہو جاتی ہے
ورنہ اوسپر ثواب ملنے کا کوئی معنے نہ تہا بلکہ گناہ لازم آتا لیکن اس حدیث کی لوگون نے بہت
تاویلین کی ہین بعضے کہتے ہین کہ جلا دینے کی وعید ممکن ہے کہ فرض کفایہ کی ترک مین وارد
ہوئی ہو جیسے کہ فرض کفایہ کے تارک کی ساتھہ لڑائی کرنی جائز ہے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ جلا دینا لڑائی
سے خاص ہے اور ان دونون مین فرق ہے کہ لڑائی اوسیوقت جائز ہوتی ہے جب کہ سب لوگ ۴۵۳
ترک کر دیوین بخلاف جلا دینے کے کہ اوسمین سبکا ترک کرنا شرط نہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ؐ
نے جماعت مین نہ آنے والون کیطرف جانے کا قصد کیا پس اگر جماعت فرض عین ہوتی تو
اوسکے ترک کا قصد نکرتے حالانکہ ترک جماعت کا قصد کیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ واجب کا ترک کر
دینا جائز ہے جبکہ اوس سے بڑہکر کوئی اور واجب وہان موجود ہو اور یہان اسلیے کہ امادہ جلانیکا لوگون کا نہ
آنا بڑا بھاری واجب تہا پس اوسکے واسطے جماعت کو ترک کر دینا جائز تہا اور نیز جماعت کا مدار
پھر اکر بھی ہو سکتا تہا کہ حضرت ؐ باقی رہے لوگونکو جماعت سے نماز پڑہاتے اور بعضے یہ تاویل
کرتے ہین کہ اگر جماعت فرض ہوتی تو جب حضرت ؐ نے جلا دینے کی وعید فرمائی تہی تو اسوقت
یہ بیان فرمانا بہی ضروری تہا کہ جو جماعت مین نہ آوے اوسکی جماعت نہین ہوتی ہے سو جواب
اسکا یہ ہے کہ آپکا بیان فرمانا کبھی تو صاف ہوتا ہے اور کبھی دلالۃ ہوتا ہے سو جب آپنے
فرمایا کہ مین نے ارادہ کیا ہے کہ اونکے گہر جلا دون تو اوسنے دلالت کی اسپر کہ جماعت مین
حاضر ہونا واجب ہے اور یہی کافی ہے واسطے بیان کے اور بعضے یہ تاویل کرتے ہین کہ یہہ
حدیث جھڑک اور زجر کے موقع مین وارد ہوئی ہے ظاہر معنے اسکا مراد نہین بلکہ مراد مبالغہ ہے

جیسے کہ مسلمانون کے حق مین کافرون کے عذاب کی وعید آچکی ہی حالانکہ وہ عذاب مسلمانون کو
کرنا بالاجماع منع ہے سو جواب اسکا یہ ہی کہ آگ سے جلا دینے کی منسوخ ہونے کے بعد منع
وارد ہوا ہے اور پہلے اس سے آگ کی ساتھ جلانا جائز تہا جیسے کہ ابو ہریرہ کی حدیث سی
جو جہاد مین آویگی اوسکا جائز ہونا اور منسوخ ہونا معلوم ہوتا ہے پس اس زجر کو اپنے حقیقی معنے
پر حمل کرنا محال نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر جماعت فرض عین ہوتی تو زجر اور جہڑک بعد انکا
جلانا ترک نہ کرتے حالانکہ آپنے صرف جہڑک دیا تہا کسی کو جماعت کی ترک سی جلایا نہین پس
انکا جلا دینا واجب تہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت ؐ نہین قصد کرتے تہی مگر اوسی کام کا جو
جسکا کرنا آپکو جائز ہوتا اور آپکا ترک کر دینا ہو یہ عدم فرضیت پہ دلالت نہین کرتا ہے احتمال
ہے کہ وہ ترک جماعت سے باز آگئے ہون اور نصیحت قبول کر لی ہو علاوہ ازین حضرت کا جلانے
سے باز رہنا اسوجہ سے تہا کہ گہر مین عورتین اور بال بچے تہی جیسے کہ دوسرے حدیث مین یہ صریح
آچکا ہے اور بعضے یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس حدیث مین وہ لوگ نہین جو جماعت مین نہین آتے
تہے بلکہ وہ لوگ مراد ہین جو بالکل نماز کے تارک تہی سو جواب اسکا یہ ہے کہ دوسری حدیث مسلم وغیرہ
۴۵۴ کی مین صریح آچکا ہے کہ وہ عشا کی جماعت مین حاضر نہین ہوتے تہی الا بعضے یہ تاویل کرتے ہین
کہ جماعت کا فرض ہونا پہلے اسلام مین تہا اب منسوخ ہو گیا ہے ساتہہ اُس حدیث کی کہ جماعت کی
نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب رکہتی ہے اسلیے کہ فضیلت چاہتی ہے کہ
اصل فضیلت مین دونون نمازین شریک ہون اور جائز ہونا اُوسکو لازم ہے سو جواب اس تاویل کا
شیخ الاسلام نے فتح الباری مین کچھ نہین دیا بلکہ اسکی تقویت کر دی ہے لیکن مترجم
کہتا ہے کہ اگر اس حدیث کو اس تقریر مذکور سے فرضیت جماعت کا ناسخ ٹہیرایا جاوے تو جماعت
کا سنت موکدہ ہونا بہی بالکل باطل ہو جاویگا بعینہ اسی تقریر سے حالانکہ سنت موکدہ ہونی
اُسکے مین کسی کو بہی کلام نہین اسلیے کہ آپ نے اوسپر ہمیشگی کی ہے اور ترک سنت موکدہ
سے بہی گناہ ہوتا ہے پس جو انکے مخالف ہو گا ہان اگر ترک سنت موکدہ مین گناہ نہ ہو
تو یہ منسوخ ہو سکتی ہے واللہ اعلم لیکن اگر اس حدیث کو صرف تہدید اور مبالغہ پہ محمول کیا جاوے اور
ظاہری معنے اوسکے مراد نہ رکہی جاوین واسطے تطبیق کے ان دونو حدیثون مین تو دعوے
نسخ سے یہ بہتر ہے اسلیے کہ جب تک تطبیق ممکن ہووے دعوی نسخ جائز نہین ہے
بہر حال جماعت کو سنت موکدہ ہونے کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث سے لوگون نے

اور بھی تاویلین کی ہین مگر سبکا جواب فتح الباری مین موجود ہے شائق اوسکا مطالعہ کرے اور کم علم
کے واسطے اتنا ہی کافی ہے اور جماعت عشا اور فجر کو شاید اسواسطے خاص کیا کہ اور نمازون مین شغل
دنیا کا گمان ہوتا ہے اور اکثر لوگ کاروبار دنیامین مشغول ہوتے ہین اور اس حدیث سے اور
بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ عذاب کرنے سے پہلے ڈرانا جائز ہے اور یہ کہ مجرمون کو
اچانک پکڑ لینا جائز ہے کہ انکو خبر بھی نہ ہو اور یہ کہ عذر سے ترک کرنا جماعت کا جائز ہے
اگرچہ فرض ہی کیون نہو اسلیے کہ ابو داؤد کی روایت مین آچکا ہے کہ بلا عذر اور بلا علت جو
کوئی جماعت ترک کرے اوسکے حق مین یہ وعید ہے اور یہ کہ امام یا اوسکے نائب کو جماعت کا
ترک کرنا جائز ہے جبکہ لوگون کو جماعت کے لیے گھرون سے نکالنے جاوے اور جمعہ کا
بھی یہی حال ہے کہ اوسمین بھی امام کو ایسے عذر کے واسطے ترک جماعت کرنا جائز ہے

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ نماز جماعت کے ثواب کا بیان وَكَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا
فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ اِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ یعنے جب اسود سے جماعت فوت ہو جاتی تو
جماعت کے واسطے دوسری مسجد مین چلی جاتی وَجَاءَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّیَ
فِیْهِ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ وَصَلّٰى جَمَاعَةً یعنے انس بن مالک ایک مسجد مین آئے کہ اوسمین ۴۵۵
نماز ہو چکی تھی سو اونھون نے اذان دی اور تکبیر کہی اور جماعت سے نماز پڑھی **ف**
ان دونون اثرون سے معلوم ہوا کہ جماعت کا بہت بڑا ثواب ہے اسلیے کہ اگر جماعت
مین ثواب نہ ہوتا تو اسود تابعی اول وقت کی فضیلت ترک نہ کرتے اور دوسری مسجد مین
جماعت کے لیے نہ جاتے بلکہ فورًا نماز پڑھ لیتے اسیطرح اگر جماعت مین ثواب نہ ہوتا تو
انس رض دوبارہ اذان نہ دیتے اور جماعت نہ کرتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت سے
نماز پڑھنے کا ثواب جو حدیثون مین وارد ہوا ہے تو وہ صرف اسی شخص کے واسطے ہے جو
مسجد مین جماعت سے نماز پڑھے اور جو اپنے گھر مین جماعت کرے اوسکو یہ ثواب نہین ہے
پس وجہ مطابقت ان اثرون کی باب سے ظاہر ہو گئی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً ترجمہ عبد اللہ
بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت ص نے فرمایا ہے کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے
ستائیس حصے فضل ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ

حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ الْھَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً

ترجمہ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز جماعت کی تنہا آدمی کی نماز سے پچیس حصے افضل ہے حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَفِیْ سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِکَ اَنَّہٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رُفِعَتْ لَہٗ بِھَا دَرَجَۃٌ وَّحُطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ

ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت سے اوسکے گھر اور بازار کی نماز سے بیس اور پانچ درجے زیادہ ہے یعنے پچیس یا ستائیس اور اسکا سبب
ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا اور اسکو سنوارا یعنے فرائض اور سنتون کی رعایت کی اور نہ ۴۵۶
اسراف کیا اور نہ قصور کیا پھر مسجد مین آیا اس حالت سے کہ سوائے نماز کے اوسکے جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی ڈگ یعنی قدم نہ چلے گا مگر کہ خدا اوس قدم کے سبب سے اسکا ایک درجہ بلند کریگا اور اسکی جہت سے اوسکا گناہ دور کریگا سو جب نماز پڑھی تو ہمیشہ فرشتے اوسکو دعا کرتے ہین اور رحمت بھیجتے ہین جب تک کہ اس مکان مین بیٹھا رہے گا جسمین نماز پڑھ چکا ہے فرشتے کہتے ہے الٰہی اِسکو بخش دے الٰہی اسپر رحم کر اور ہمیشہ آدمی نماز مین ہے جب تک کہ اوسکی انتظار کرتا ہے یعنے جو مدت نماز کی انتظار مین گذرے گی وہ بھی نماز مین شمار ہوگی نماز پڑھنے کی برابر انتظار کا ثواب ملے گا **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا
ستائیس کہ جماعت کی نماز کا ثواب بڑا ہے کہ تنہا آدمی کی نماز سے پچیس حصے اوسکا ثواب زیادہ ہے اور جماعت کی نماز کے ثواب زیادہ ہونے کے کئی سبب ہین ایک یہ کہ موذن کو جواب دینا جماعت کی نیت سے دوم جماعت مین اول وقت جانا سوم مسجد کیطرف آرام سے چلنا چہارم مسجد مین دعا کرتے داخل ہونا اور مسجد مین داخل ہو کر تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز پڑھنی ان سب مین اصل نیت جماعت کی ہوتی ہے ششم جماعت کی انتظار کرنا ہفتم

فرشتونکا اسکے لیے دعا مانگنا ہشتم فرشتونکا اوسکے لیے گواہی دینا نہم اقامت کا جواب دینا دہم
اقامت کے وقت شر شیطان سے سلامت رہنا یازدہم امام کی نیت کی ٹھہرے ہوکر انتظار کرنا
دوازدہم امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ پانا سیزدہم صفونکا برابر کرنا چہاردہم امام کے سمع اللہ لمن حمدہ
کا جواب دینا پانزدہم بھول جانے سے اکثر بچنا اور جب امام بھول جاوے تو اوسکو سبحان اللہ سے
خبردار کرنا یا اوسکی قرارت کا کھولدینا شانزدہم خشوع کا ہونا اور غفلت سے اکثر سلامت رہنا ہفدہم اپنے
ہیئت اور صورت کا اچھی طرح رکھنا ہژدہم فرشتونکا اوسکو ڈھانک لینا نوزدہم قرارت کا سیکھنا
اور ارکان کا یاد رکھنا بستم اسلام کی علامت کا ظاہر کرنا بست ویکم جماعت سے شیطان کا ناک مٹی پر
ملنا بست ودوم نفاق سے سلامت رہنا بست وسوم امام پر سلام کا رد کرنا بست وچہارم
نفع اوٹھانا لوگونکی جمع ہوکر دعا اور ذکر کرنے سے اور کامل آدمی کی برکت سے ناقص آدمی کی نماز کا کامل
ہونا بست وپنجم ہمسایون اور یارون کے درمیان الفت کا قائم رہنا اور نماز کے وقتون مین
انکی ملاقات حاصل کرنا اور یہ کہ بے علم آدمی علم والے سے نماز کے احکام سیکھے لیکن ان اسباب کا مقتضی
یہی ہے کہ جماعت سے پچیس حصے زیادہ ثواب ملنا اوسی وقت ہے جبکہ جماعت مسجد مین ہو جیسے کہ حدیث
ابی ہریرہ رضہ مین آگے آویگا اور باقی رہا یہ امر کہ بعضی حدیثون مین ستائیس ۲۷ حصونکا ذکر ہے اور بعضی حدیثون ٤٥٧
مین پچیس حصونکا ذکر ہے توانمین تطبیق دینی ضرور ہے سو جاننا چاہیے کہ ان دونو عددون مین تطبیق
کئی طور سے ہوسکتی ہے ایک یہ کہ کم عدد کے ذکر کرنے سے اکثر عدد کی نفی نہین نکلتی ہے دوم یہ کہ
ستائیس حصے ثواب اوسکو ملتا ہے جسکی مسجد دور ہو اور پچیس حصے اوسکو ملتا ہے جسکی مسجد قریب ہو سوم
یہ کہ جسکا نماز مین توجہ اور خلوص زیادہ ہو اوسکو زیادہ ثواب ملتا ہے اور جسکا کم ہے اوسکو کم ہے
چہارم یہ کہ جو جماعت کی انتظار کرے اسکو زیادہ ثواب ہے اور جو انتظار نہ کرے اوسکو کم پنجم یہ
کہ جو کل نماز جماعت کے ساتھ پاوے اوسکو ستائیس حصے ثواب ہے اور جو تھوڑی نماز جماعت سے
پاوے اسکو پچیس حصے ثواب ہے ششم یہ کہ اگر جماعت زیادہ ہو تو ثواب بھی زیادہ ہے اور اگر جماعت
کم ہو تو ثواب بھی کم ہے ہفتم یہ کہ نماز فجر اور عشا مین ثواب زیادہ ہے اور باقی نمازون مین کم
ہے ہشتم یہ کہ ستائیس حصے ثواب ان نمازون مین ملتا ہے جنمین قرارت پکار کر پڑھی جاتی ہے اور
پچیس حصے ثواب انمین ہے جنمین قرارت آہستہ پڑھی جاتی ہے اور یہ وجہ اخیر کی زیادہ صحیح معلوم ہوتی
ہے جیسے کہ آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالی لیکن اس عدد خاص کو معین کرنے کی کیا حکمت ہے اسکی اصلی وجہ
سوا نبی کے کسی کو معلوم نہین ہوسکتی ہے لیکن بعضے علماء نے لکھا ہے کہ یہ عدد جماعت کی نماز کے واسطے

معین ہولے ہے اور ادنے درجہ جماعت کا تین آدمی ہین تو تینون کو دس دس نیکیان ملین جو کل ملکر تیس ہوتی ہین سو انمین سے جب اصل تین نکال لے تو باقی ستائیس ہے اور حدیث ابو ہریرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستائیس حصے زیادہ ثواب ملنا اوسی کے حق مین خاص ہی جو مسجد مین جماعت سی نماز پڑہے اور جو بازار یا گہر مین جماعت سی نماز پڑہے اوسکو یہ ثواب نہین ملتا ہے. اور گہر مین جماعت سے نماز پڑہنی بازار کی جماعت سے افضل ہے اور بازار مین جماعت سی نماز پڑہنی تنہا آدمی کی نماز سے افضل ہے اور اسحدیث سی یہ بہی معلوم ہوا کہ نماز سب عملون سے افضل ہے اسلیے کہ نماز مین فرشتے نمازیو پہ رحمت بہیجتے ہین اور انکے واسطے دعا کرتے ہین اور بخشش مانگتے ہین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ نیکو کار آدمی فرشتون سے افضل ہین اسلیے کہ نماز کی حالت مین نمازی تو بلند درجون کے حاصل کرنے مین مشغول ہوتے ہین اور فرشتے اوسوقت انکی واسطے استغفار مین مشغول ہوتے ہین اور اسحدیث سی یہ بہی معلوم ہوا کہ کل جماعتونکا ثواب برابر ہے خواہ جماعت بہت ہو یا کم ہو اسلیے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق جماعت تنہا کی نماز سے زیادہ ثواب رکہتی ہے پس جماعت کی عموم مین ہر قسم کی جماعت داخل ہوگی گو دو ہی آدمی ہون سوا ے اکیلے کے اور نیز ان ستائیس حصون کے سوا اور بہی ثواب ملتا ہے
۴۵۸ اور وہ جماعت کی کثرت اور قلت پر موقوف ہی جتنی جماعت زیادہ ہو وتنا ہی ثواب بہی زیادہ ملتا ہے پس جماعت کا ثواب علیحدہ ہی اور بہت ہونے جماعت کا ثواب علیحدہ ہے اسیواسطے بعضون کہا ہے کہ اگر اول تہوڑی جماعت مین نماز پڑہی ہو اور پہر بہت آدمیون کی جماعت ملجاوے تو مستحب ہی کہ اسکو کہ دوہراوے اور بعضے کہتے ہین کہ مستحب نہین اور بعضے کہتے ہین کہ زیادہ پرہیزگار کے ساتھہ دوہراوے والا نہ اور اسیطرح اگر جماعت کے کم وبیش ہونیکا ثواب کم وبیش ہے ایسی ہی پانچ نمازون مین بہی فرق ہے یعنی نمازون کی جماعت مین زیادہ ثواب ہے اور بعضون مین کم ہے اسیواسطے امام بخاری نے پہلے مطلق مسئلہ فضیلت جماعت کا بیان کیا پہر بعد اوسکے خاص مسئلہ فضیلت جماعت فجر کا بیان کیا اور اسحدیث سی یہ بہی معلوم ہوا کہ ادنے درجہ جماعت کا امام اور مقتدی ہے اور بیان اسکا آیندہ آویگا

فائدہ ثانیہ اس باب کی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت صحت نماز کے واسطے شرط نہین ہی اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ تنہا آدمی پر دلالت کرتا ہی کہ تنہا آدمی کی نماز بہی صحیح ہے اسلیے کہ صیغہ افعل کا چاہتا ہے کہ اصل فضیلت مین دونو شریک ہون پس معلوم ہوا کہ تنہا کی نماز بہی فضیلت سے خالی نہین ہے اور جب کہ اوسمین فضیلت ثابت ہوئی تو صحت خود ثابت ہوگئی اسلیے کہ بدون صحت کے فضیلت کا ثابت ہونا ممکن نہین ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ افعل کبہی

یا کسی مبارک مسجد مین ملجاوے تو اوسمین بہی دوہراوے لیکن مسجد مکہ اور نبوی مین نہ دوہراوے و علی ہذا القیاس جیسے کہ جماعت

صرف ایک ہی طرف کی فضیلت ثابت کرنیکے لیے آتا ہے تو کہا جاوے گا کہ ایسا بہت ہی کم آتا ہے
اور وہ بھی صرف اسی جگہہ آتا ہے جسجگہ مُطلق ہو اور کسی عدد معین کے ساتھہ خاص نہ ہو اور جبکہ
کسی عدد کے ساتھہ خاص ہو جیسے مثلاً کہا جاوے کہ یہہ عدد اوس فلانے عدد سے زیادہ ہے تو ایسی
جگہہ مین یہہ احتمال بالکل ممکن نہین ہے اور یہان بہی ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ جماعت کی نماز افضل ہے
تنہا کی نماز سے پس ایسی جگہہ مین اصل عدد کا پایا جانا ضرور ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ مراد اکیلے سے
وہ ہے جسکو کوئی عذر ہو تو اوسکے جواب مین کہا جاویگا کہ حدیث مین لفظ فذّ کا واقع ہوا ہے یعنی
اکیلا سو اسکا عموم سب کو شامل ہے خواہ تنہا عذر سے ہو خواہ بے عذر ہو پس معذور پر حمل کرنے کی
کوئی دلیل نہین اور نیز معذور کو جماعت کا ثواب حاصل ہوتا ہے گو وہ جماعت کو نہ پاوے غرض
کہ ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جماعت فرض نہین بلکہ واجب بہی نہین سنت مؤکدہ ہے اور
حدیث جلادینے کی منسوخ ہے ان حدیثون سے اور یہی رائے معلوم ہوتی ہے شیخ ابن حجر کی [illegible]
پر معمول ہے واللہ اعلم اور مطابقت ان حدیثون کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے **باب** فَضْلِ صَلٰوۃِ
الْفَجْرِ فِی جَمَاعَۃٍ جماعت سے نماز فجر کی فضیلت کا بیان حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ
۴۵۶ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ صَلٰوۃَ اَحَدِکُمْ
خَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ جُزْءًا وَتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃُ النَّھَارِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَقُوْلُ
اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَاقْرَءُوْٓا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا قَالَ شُعَیْبٌ وَحَدَّثَنِیْ نَافِعٌ
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُھَا بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت
ہے کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس حصے افضل ہے اور جمع ہوتے ہین فرشتے رات اور دن کے
فجر کی نماز مین پہر ابوہریرہ رض نے اسکی تصدیق کے واسطے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑہو یعنے
تحقیق قرآن فجر کا حاضر کیا گیا ہے یعنے فجر کی نماز مین فرشتے حاضر ہوتے ہین **ف** غرض ابوہریرہ
رض کی اس آیت کے پڑہنے سے یہ ہے کہ اس آیت سے نماز فجر کی فضیلت ثابت ہوتی جیسے کہ اس
حدیث سے اوسکی فضیلت حاصل ہوتی ہے پس یہ آیت شہادت ہے اس حدیث کی پس اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ نماز فجر کو اور نمازون پر فضیلت ہے پس اسکی جماعت کا ثواب بہی اور نمازون سے
زیادہ ہوگا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن فرشتون کا جمع ہونا نماز عصر وغیرہ مین
بہی آچکا ہے کما مر پس یہ وجہ اسکی فضیلت کی خاص کر نہین ہوسکتی ہے **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ

قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُوْلُ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا اِلَّا اَنَّهُمْ یُصَلُّوْنَ جَمِیْعًا **ترجمہ** ام درداء سے روایت ہے کہ ابو الدرداء میرے پاس آئی اور وہ غصے مین تہا سو مینے کہا کیا سبب ہے تمہارے غصے کا اُسنے کہا کہ قسم خدا کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دین مین سے کسی چیز کو باقی نہین پاتا ہون مگر جماعت سے نماز پڑہنا سو اب لوگ اسمین بھی سستی کرنے لگ گئے مین یعنے شرع کا کوئی حکم باقی نہین رہا ہے سب مین قصور واقع ہوگیا ہی صرف یہی جماعت کی نماز باقی تہے سو اب اسمین بھی سستی پیدا ہوگئی نے بہت لوگ جماعت مین حاضر نہین ہوتے ہین **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ **ترجمہ** ابو موسے رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے نے فرمایا کہ سب آدمیون سے نماز کا زیادہ تر ثواب اوسکو ملتا ہے جو بہت

۴۶۰ دور سے چلکر آوے اور جو آدمی کہ نماز کی انتظار کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو امام کے ساتھ پڑہے تو اوسکو زیادہ ثواب ہے اوس آدمی سے جو نماز پڑہے اور پہر سو رہے **ف** اسحدیث سی بطریق عموم کے ثابت ہوا کہ فجر کی نماز جماعت سی پڑہنے کا بہت ثواب ہی اور ابو موسی کی حدیث سی بطریق استنباط کے اوسکی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ترجمہ سے دونو مسئلے مراد لیے جاوین ایک یہ کہ فجر کی نماز کو سب نمازون سے زیادہ فضیلت ہی دوم یہ کہ فجر کی نماز کے لیے فی الجملہ فضیلت ثابت ہی سو حدیث ابو ہریرہ کی پہلے مسئلے کی شہادت ہی اور حدیث ام الدردا کی دوسرے مسئلے کی شہادت ہی اور حدیث ابو موسے کی دونو مسئلون کی شہادت ہی پس وجہ مطابقت ان حدیثون کی باب سی ثابت ہوگئی **بَابٌ** فَضْلِ التَّهْجِیْرِ اِلَی الظُّهْرِ یعنی ظہر کو اول وقت پڑہنے مین کیا فضیلت ہی **حَدَّثَنِیْ** قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَی الطَّرِیْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ ثُمَّ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِیْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوْا

عَلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا
وَلَوْ حَبْوًا ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جسحالت مین کہ ایک مرد چلا جاتا
تھا راہ مین سو اُسنے کانٹون کی شاخ راہ پر پائی پھر راہ سے اوسنے اوسکو علیحدہ کر دیا تو خدا نے اسکی
قدردانی کی سو اوسکو بخشدیا پھر فرمایا کہ شہید پانچ قسم ہین ایک تو وہ جو وبا مین مرجاوے اور دوسرا
وہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنے دستون کے آنیسے مرجاوے اور تیسرا وہ جو ڈوب کر مرجاوے
اور چوتھا وہ جسپر دیوار گر پڑے اور پانچوان راہ خدا کا شہید ہی یعنے جو جہاد مین شہید ہوا اور فرمایا کہ اگر
لوگ جانین جتنا ثواب کہ اذان دینے اور جماعت کی اول صف مین ہے پھر جھگڑا
فیصل ہونیکا کوئی طریق نہ پاوین سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ اوسپر قرعہ ہی ڈالین اور اگر جانین کہ
کتنا ثواب ہے ظہر کے اول وقت نماز پڑھنے مین تو اسکی طرف نہایت جلدی کرکے آوین یعنے
جماعت کی واسطے مسجد مین جلدی حاضر ہوا کرین اور اگر جانین کہ کتنا ثواب ہے عشا اور صبح کی جماعت
مین تو البتہ آوین گھسٹتے ہوے یعنے اگر جماعت فجر اور عشا کا ثواب معلوم ہو اور مسجد مین بسبب
ضعف کے پاؤن سے نہ آسکین تو لڑکون کیطرح گھسٹتے ہوئے آوین ف اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز کو اول وقت پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت ۴۶۱
اس حدیث کی باب سے اور امام بخاری کے نزدیک ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے سے اول وقت پڑھنا افضل
ہے اور باقی بیان اسکا اوپر مذکور ہو چکا ہے

باب احْتِسَابِ الْاٰثَارِ قدمون
کے حساب کرنے کا بیان یعنے نماز کے واسطے جتنے قدم کسیطرف چلکر جاوے ہر ہر قدم کے بدلے ثواب
ملتا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِيْ
حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ سَلِمَةَ اَلَا
تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے قوم بنی سلمہ کی
کیا تم نہین حساب کرتے ہو اپنے قدمون کو یعنے ہر ایک قدم کے بدلے تمکو ثواب ملتا ہے ف
بنی سلمہ انصار کے ایک بڑے قبیلہ کا نام ہے یہ لوگ مسجد نبوی سے بہت دور رہتے تھے سو انہون
نے چاہا کہ ہم مسجد کی آس پاس آبسین تا آنے جانے مین تکلیف نہ ہووے تب حضرتؐ نے
خوشخبری اونکو سنائی یعنے ہرچند مسجد دور ہونیسے تکلیف ہے لیکن یہ کتنا بڑا ثواب ہے کہ ہر ایک
قدم کے بدلے ایک نیکی تمہارے واسطے لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ
جسکا گھر مسجد سے دور ہو وہ نماز کے واسطے جتنے قدم چلکر جاوے ہر ایک قدم کے بدلے اوسکو ثواب ملے گا

وفیہ المطابقۃ وَزَادَ ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ
اَنَسٌ اَنَّ بَنِیْ سَلِمَۃَ اَرَادُوْا اَنْ یَّتَحَوَّلُوْا عَنْ مَّنَازِلِھِمْ فَیَنْزِلُوْا قَرِیْبًا مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ فَکَرِہَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعْرُوا الْمَدِیْنَۃَ فَقَالَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَکُمْ قَالَ
مُجَاھِدٌ خُطَاھُمْ اٰثَارُھُمْ وَالْمَشْیُ فِی الْاَرْضِ بِاَرْجُلِھِمْ **ترجمہ** انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
ہے کہ بنی سلمہ کی قوم نے چاہا کہ اپنے گھرون کو چھوڑ آوین اور حضرت کے پاس آبسین سو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ناراض ہوئے اس سے کہ مدینہ کی طرفون کو خالی کرین اور فرمایا کہ کیا تم اپنے قدمون کو نہیں گنتی ہو
یعنے تمکو معلوم نہین کہ ہر ایک قدم کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور مجاہد نے کہا کہ آثار کا معنے قدم ہین اور پاؤن
سے زمین پر چلنا یعنے آثارہم کا لفظ جو آیت وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ مین واقع ہوا ہے تو اوسکا معنے
پاؤن سے زمین پر چلنا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے واسطے چلکر جانے مین قدم قدم
کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد کے پاس گھر بنانا مستحب ہے مگر جسکو زیادہ قدم
چلکر زیادہ ثواب لینے کی غرض ہو تو وہ مسجد سے دور رہے اسلیے کہ بنی سلمہ کی قوم نے مسجد کے پاس آرہنے
کا ارادہ کیا تو اسی واسطے کہ اسمین زیادہ ثواب ہے سو حضرت ع نے انپر اسبات کا انکار نہ فرمایا بلکہ اونکے نہ آنے
کی وجہ یہہ بیان فرمائی کہ مدینہ کی چارون طرفین آباد رہین جنگل نہ ہو جاوین تو معلوم ہوا کہ مسجد کے پاس ۴۶۲
رہنا دور رہنے سے افضل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ نماز کے واسطے دور
والی مسجد کیطرف جاوے اگرچہ اوسکے گھر کے پاس بھی کوئی مسجد ہو مگر یہ اوسی وقت جائز ہے جبکہ نزدیک
والی مسجد آباد ہو اور اگر مسجد قریب والی اوسکے جانے سے خراب ہوتی ہو تو اوسکو لازم ہے کہ اسی نزدیک والی
مسجد مین نماز پڑھے اور اسکو اللہ کے ذکر سے آباد کرے اور اسی طرح اگر دور والی مسجد مین کوئی اور خرابی
ہو جیسے کہ وہان کا امام بدعتی ہو تو جب بھی وہان نہ جاوے نزدیک والی مسجد مین نماز پڑھا کرے اور مطابقت
اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب** فَضْلِ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ فِی الْجَمَاعَۃِ جماعت عشا کی فضیلت
کا بیان **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ
صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ صَلٰوۃٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ
مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْھِمَا لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ
فَیُقِیْمَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا یَّؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذَ شُعَلًا مِّنْ نَّارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰی مَنْ لَّا یَخْرُجُ اِلَی
الصَّلٰوۃِ بَعْدُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقون
پر بہت بھاری نماز عشا اور فجر سے کوئی نماز نہین اور اگر جانین کہ ان دونون مین کتنا ثواب ہے تو

البتہ آوین گھسٹتے ہی سہی یعنے اگر اونکی جماعت کا ثواب اونکو معلوم ہو تو جسطرح ہو سکے اونکی جماعت کے
واسطے مسجد مین حاضر ہووین اور البتہ مین نے ارادہ کیا کہ حکم کرون موذن کو سو نماز کی تکبیر کہے پھر
حکم کرون کسی مرد کو کہ لوگون کو نماز پڑھائے پھر آگ کی مشعل پکڑ لون سو جو لوگ جماعت مین نہین
آتے اونکو جلا دون **ف** نماز فجر کی فضیلت پہلے ثابت ہو چکی ہے اب اسمین نماز عشا کو بھی
اوسکے مساوی کہا ہے تو جو چیز کہ مساوی افضل کے ہو وہ بھی افضل ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ نماز عشا
بھی اور نمازون سے افضل ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے **باب** اِثْنَانِ
فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ دو آدمی اور دو سے زیادہ کو جماعت کا حکم ہے یعنے جماعت کا ثواب جو
مقرر ہو چکا ہے وہ اونکو ملیگا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ
عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَضَرَتِ
الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا **ترجمہ** مالک بن حویرث رض سے روایت ہے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آوے تو اذان دیا کرو اور تکبیر کہو اور چاہیے کہ
تم دونو مین بڑا امام ہووے **ف** اس حدیث کا بیان پہلے ہو چکا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا
ہے کہ دو آدمی کو بھی جماعت کا حکم ہے اسلیے کہ اگر ان دونو کا جماعت کر کے نماز پڑھنا تنہا تنہا نماز ۴۶۳
پڑھنے کے برابر ہوتا تو پھر آپ اونکو جماعت کرنے کا حکم نہ فرماتے بلکہ صرف اتنا ہی فرما دیتے کہ نماز پڑھا
کرو اور جب آپ نے اونکو جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ دو آدمی کو بھی جماعت کا حکم ہے
اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادنے درجہ جماعت کا امام اور ایک
مقتدی ہے خواہ مقتدی لڑکا ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو سبکا ایک ہی حکم ہے مگر اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ ادنے درجہ جمعہ کا بھی دو ہون اور یہ بات ظاہر ہے **باب** مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ
وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ جو آدمی مسجد مین بیٹھکر نماز کی انتظار کرے اوسکو کیا ثواب ہے اور مسجدون کی فضیلت کا
بیان حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ
يُحْدِثْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ
لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلٰوةُ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے آدمی کو دعا کرتے ہین جبتک کہ اُس مکان مین بیٹھا رہیگا جسمین نماز پڑھ چکا جب تک
کہ اوسکا وضو نہ ٹوٹے فرشتے کہتے ہین الٰہی اسکی مغفرت کر الٰہی اوسپر رحم کر اور ہمیشہ آدمی نماز ہی مین رہتا ہے

ف جب تک کہ اوسکو نماز روکی رکھی اور سوا ے نماز کے گھر کیطرف پلٹ جانیسے اسکو کوئی روکنے والا نہو
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مدت نماز کی انتظار میں گذریگی وہ بھی نماز ہی مین شمار ہوگی نماز پڑھنے کے برابر
انتظار کا ثواب ملیگا پس معلوم ہوا کہ مسجد مین بیٹھکر جماعت کی انتظار کا بڑا ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت
اس حدیث کی باب سے اور جو آدمی کہ گھر مین بیٹھا نماز کی انتظار کرے اوسکو یہہ ثواب نہین ہے بلکہ اوسکو دوسرا
ثواب ہے جو آیندہ حدیث مین آتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ جب تک اوسکا وضو نہ ٹوٹے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہاتھ اور زبان سے بھی کوئی ایسا کام نہ کرے جو نماز کے منافی ہو اور فرشتے صرف آدمیون کے گناہ
کی مغفرت چاہتے ہین نیکیونکا ثواب خدا سے نہین چاہتے تو حکمت اسمین یہ ہے کہ مفسدہ کو دفع کرنا
نفع لینے سے مقدم ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي
خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي
عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا
عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى
۴۶۴ حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ **ترجمہ** ابوہریرہ
رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہین جنکو خدا اپنے سایہ مین رکھیگا جس دن
اوسکے سایہ کے سوا کہین سایہ نہ ہوگا یعنے قیامت مین ایک تو منصف سردار دوسرا وہ جوان جو اونگ
جوانی سے خدا کی بندگی مین مشغول ہوا تیسرا وہ مرد جسکا دل مسجدون مین لگا رہتا ہے یعنے نماز جماعت کی
واسطے مسجد مین جاتا ہے اور مسجد کی بناؤ چناؤ لگا رہتا ہے چوتھے وے دو مرد جو خدا ہی کے واسطے آپسمین محبت
رکھتے ہین ملتے ہین تو اوسی پر اور جدا ہوتے ہین تو اوسی پر پانچوان وہ مرد جسکو مالدار با عزت خوبصورت عورت
نے بلایا یعنے بدکاری کے واسطے سو اوسنے کہا کہ مین خدا سے ڈرتا ہون چھٹا وہ مرد کہ جسنے خیرات کی تو
اوسکو چھپایا یہانتک کہ نہین جانتا اوسکا بایان ہاتھ کہ کیا خرچ کیا ہے اوسکے داہنے ہاتھ نے ساتوان
وہ مرد جسنے خدا کو یاد کیا خالی مکان مین سو جاری ہوگئین اوسکی دونو آنکھین یعنے خوف الہی سے رو دیا
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو نماز کی انتظار کرے اسکو بڑا ثواب ہے وہ قیامت مین خدا کے سایہ کے تلے ہوگا
پس معلوم ہوا کہ مسجدونکی بڑی فضیلت ہے کہ اونکی طرف دل لگا رہنے سے آدمی قیامت کی عذاب سے بچیگا
پس مطابقت حدیث کی باب کے دوسرے مسئلے سے ظاہر ہے اور اس حیثیت سے کہ اسکا دل مسجد مین
لگا ہوا ہے تو گویا کہ وہ نماز کی انتظار مین ہے اور مراد منصف سردار سے وہ ہے جو اللہ کے حکم کی تابع ہو اور ہم

چیز کو اپنی اپنی جگہہ مین رکہے بحسب شرع نہ اوسمین قصور کرے اور نہ اوسمین زیادتی کرے اور اسیطرح ہے
حکم اوس شخص کا جو مسلمانون کے کسی کام پر حاکم ہو اور اسمین عدل کرے پس اسمین ہر طرح کے حاکم داخل
ہین یہانتک کہ ادنے نمبردار بھی اسمین داخل ہے بشرطیکہ عدل کرے اور کسی پر ظلم نہ کرے اور جوان کو
اسواسطے خاص کیا کہ اوسپر قوت شہوت کی بہت غالب ہوتی ہے اور ہوائے کیطرف اوسکو بہت رغبت
دلاتی ہے سو ایسی حالت مین خدا کی عبادت کرنی کمال تقوے کی دلیل ہے اور صرف خدا کے واسطے محبت
رکہنے کے یہ معنے ہین کہ صرف دین ہی کی وجہ سے محبت رکہتے ہین اور دنیا کی کسی عداوت کے سبب سے اوسکو
قطع نہین کرتے ہین اور خواہ ایک جگہہ مین دونو اکٹھے رہتے ہون یا جدا جدا رہتے ہون لیکن دل سے
ایکدوسرے کے ساتھہ محبت رکہتے ہون معلوم ہوا کہ کسی مسلمان بہائی کے ساتھہ صرف دین کی وجہ سے محبت
رکہنی کہ یہ بھی مسلمان ہی بڑا ثواب رکہتی ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ صرف خدا کے ڈر سے زنا سے بچنے کا بڑا رتبہ
ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ اور خیرات کو چھپا کر دینے مین بڑا ثواب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خالی مکان
مین خدا کے خوف سے رونے مین بڑا ثواب ہے اور اسحدیث مین اگرچہ مردونکا ذکر ہے لیکن عورتون کا بہی یہی
حکم ہے کہ اگر اپنی اولاد مین عدل کرین اور جوانی کی حالت مین خدا کی بندگی کرین اور ان سب حکمونکو بجالاوین
تو اونکو بھی یہی ثواب ملیگا اور یہی درجہ پاوینگی اور اسحدیث مین اگرچہ سات آدمیون کا ذکر آیا ہے لیکن ۴۶۵
انکے سوا سات آدمی اور بھی ہین کہ اونکو بھی یہی درجہ ملیگا ایک جسنے خدا کی راہ مین جہاد کی دوسرا وہ
جسنے غازی کی مدد کی تیسرا وہ جسنے تنگدست محتاج کو مہلت دی چوتہا وہ جسنے قرض سے کچھ چھوڑ دیا
پانچوان وہ جسنے قرضدار کی مدد کی چھٹا وہ جسنے مکاتب کی مدد کی ساتوان وہ سوداگر ہے جو بات
چیت سچ کہے ان ساتون کا بہی حدیثون مین ذکر آگیا ہے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ
جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ
نَعَمْ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّاسُ
وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِي صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا قَالَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ
ترجمہ انس سے کسی نے پوچھا کیا حضرت نے انگشتری بنوائی ہے یا نہین اوسنے کہا ہان بنوائی تھی
کہ ایک بار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آدہی رات تک عشا کی نماز مین دیر کی پھر بعد نماز کے ہمپر متوجہ ہوئے
سو فرمایا کہ لوگ نماز پڑہکر سوگئے ہین اور تم ہمیشہ نماز ہی ہو جبتک کہ اوسکی انتظار کرتے رہو گے سو انس
نے کہا کہ گویا مجھکو ایسی یاد ہے کہ مین آپکی انگشتری کی چمک اب دیکھہ رہا ہون یعنے اوس رات مین آپکے
ہاتھہ مین انگشتری تھی **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا مسجد مین بیٹھہ کر نماز کی انتظار کرنے کا بہت بڑا

بڑا ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت الحدیث کی باب سے **باب** فضل من خرج الی المسجد
ومن راح جو آدمی صبح اور شام کی نماز کو مسجد مین آیا کرے اوسکے واسطے کیا ثواب ہے **حدثنا**
علی بن عبد اللہ قال حدثنا یزید بن ہارون قال اخبرنا محمد بن مطرف عن زید
ابن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی ہریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من
غدا الی المسجد او راح اعد اللہ نزلہ من الجنة کلما غدا او راح **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت
ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو آدمی صبح اور شام کی نماز کو مسجد مین آیا کریگا تو خدا اوسکے واسطے مہمانی
طیار کریگا بہشت مین ہر صبح و شام **ف** الحدیث سے معلوم ہوا کہ جو صبح شام کی نماز کو مسجد مین
آیا کرے اوسکے واسطے بڑا ثواب ہے کہ اوسکی بدلے اوسکو بہشت مین مہمانی ملیگی **باب** اذا
اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة جب فرض نماز کی تکبیر ہو جاوے تو کوئی نماز درست
نہین سوائے فرض کے **حدثنا** عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراہیم بن سعد عن ابیہ
عن حفص بن عاصم عن عبد اللہ بن مالک ابن بحینة قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
برجل **ح** قال وحدثنی عبد الرحمن قال حدثنا بہز بن اسد قال حدثنا شعبة قال
۴۶۶ اخبرنی سعد بن ابراہیم قال سمعت حفص بن عاصم قال سمعت رجلا من الازد
یقال لہ مالک ابن بحینة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا وقد اقیمت
الصلوة یصلی رکعتین فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاث بہ الناس
وقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آلصبح اربعا آلصبح اربعا تابعہ غندر
ومعاذ عن شعبة فی مالک وقال ابن اسحق عن سعد عن حفص عن عبد اللہ ابن
بحینة وقال حماد اخبرنا سعد عن حفص عن مالک **ترجمہ** عبد اللہ بن مالک سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ نماز پڑھتا ہے اور فرض نماز کی تکبیر ہو چکی
تہی سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون نے اوس مرد کو گھیر لیا یعنے اوسکے گرد جمع ہو گئے
سو حضرت نے اوسکو فرمایا کہ کیا صبح کی تو چار رکعتین پڑھتا ہے کیا صبح کی تو چار رکعتین پڑھتا ہے ۔
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کی تکبیر ہو جاوے تو اوس وقت کوئی نماز درست
نہین سوا فرض کے نہ نفل اور نہ سنت اور یہی ہے مذہب جمہور کا وہ کہتے ہین کہ نفلونکو بعد نماز کے
قضا کر لیوے جماعت کے ہوتے نہ پڑھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد کا کہ اونکے نزدیک
فرضونکی جماعت کے ہوتے اور کوئی نماز درست نہین ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر امید ہو کہ پہلی رکعت

ہی مین مل جاویگا تو مکروہ نہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر جانتا ہو کہ سنت پڑہکر فرضونکی ایک رکعت ملجاوے گی
تو سنت پڑہ لیوے مگر یہہ حدیث بخاری کی صریح ہے اونکے رد مین اسلیے کہ اس سے مطلق معلوم ہوتا ہے کہ بعد
تکبیر ہو جانے نماز فرض کے کوئی نماز جائز نہین اور بعضے اسحدیث کی تاویل کرتے ہین کہ حضرت م نے
اسکو اسواسطے منع فرمایا تہا کہ اوسنے فرض اور نفل کے درمیان کچھ فاصلہ نہین کیا پس فرض اور نفل مین التباس
کا خوف تہا سو جواب اسکا یہہ ہے کہ اگر حضرت کی صرف یہی غرض ہوتی کہ دونو مین التباس نہ ہو جاوے
تو آپ اسپر انکار نہ فرماتے اسلیے کہ ابن بحینہ سنت سے سلام پہیر کر جماعت مین داخل ہوا تہا اور دوسری
حدیث مین ابوداود وغیرہ کے صریح آچکا ہے کہ اوسنے نماز صبح کے بعد دو رکعتین پڑہین تو حضرت نے اسکا
حال پوچھا یہ کون نماز ہے اوسنے عرض کیا کہ مین نے پہلے سنت نہ پڑہی تھی اب قضا کرکے پڑہی ہے تو
آپ نے اوسپر انکار نہ فرمایا حالانکہ اوسنے سنت کو فرضون کے متصل پڑہا تھا پس معلوم ہوا کہ یہ انکار آپکا
اسوجہ سے تھا کہ فرضون کی جماعت کے ہوتے نفل درست نہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ص نے
اسکو اسواسطے منع فرمایا کہ اوسنے فرضون کی جماعت کی برابر کہڑے ہو کر سنت پڑہی تھی سو جواب اسکا یہ ہے
کہ دوسری حدیث مین صریح آچکا ہے کہ اوسنے مسجد کے کنارے مین سنت پڑہی تھی پس یہہ محض وہم فاسد
۴۶۷ ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ جہگڑے کے وقت سنت کیطرف رجوع کرنا واجب ہے سو جسنے سنت کو لیا اوسنے
نجات پائی اور جماعت کے ہوتے نفلونکو ترک کرنا اور بعد اوسکے قضا کرکے پڑہنا سنت کی موافق ہے پس
اسیکا اتباع کرنا اولے ہے اور اگر فرض کی تکبیر ہونے سے پہلے کوئی سنت پڑہ رہا ہو تو شافعیہ وغیرہ کہتے ہین کہ
سنت کو قطع کر دیوے اور چھوڑکر جماعت مین ملجاوے اسلیے کہ عموم حدیث فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ سے
یہی ثابت ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تکبیر ہو جانے کے بعد سنت شروع نہ کرے اور اگر تکبیر ہونے سے
پہلے سنت شروع کر چکا ہو تو اونکو نہ توڑے واسطے عموم آیت وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ لیکن توڑ دینا افضل ہے اور
اسحدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام مثلا ظہر کے فرض پڑہتا ہو تو مقتدی کو اوسکے پیچھے عصر کی فرض یا
کوئی نفل پڑہنے جائز نہین صرف اسی وقت کے فرض پڑہے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اگر اقامت
سے پہلے سنتونکو شروع کر چکا ہو تو اونکو تمام کرے پہر جماعت مین ملے اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر رکعت فوت
ہونیکا خوف ہو تو سنتون کو توڑ ڈالے ورنہ تمام کرے اور بعض صحابہ سے جو جماعت کے ہوتے سنتین پڑہنی
مروی ہین تو وہ ان حدیثون صحیحہ کے معارض نہین اور نیز اونکی صحت بہی مسلم نہین **بَابُ** حَدِّ الْمَرِيْضِ
اَنْ يَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ بیمار کی حد کہانتک ہے اور اسکو جماعت مین حاضر ہونا کب تک جائز ہے **حَدَّثَنَا**
عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ الْاَسْوَدُ كُنَّا عِنْدَ

عائشۃ فذکرنا المواظبۃ علی الصلوۃ والتعظیم لها قالت لما مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مرضہ الذی مات فیہ فحضرت الصلوۃ فأذن فقال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقیل
لہ ان ابا بکر رجل اسیف اذا قام فی مقامک لم یستطع ان یصلی بالناس واعاد فاعادوا
لہ فاعاد الثالثۃ فقال انکن صواحب یوسف مروا ابا بکر فلیصل بالناس فخرج ابو بکر
یصلی فوجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نفسہ خفۃ فخرج یهادی بین رجلین
کانی انظر الی رجلیہ تخطان الارض من الوجع فاراد ابو بکر ان یتاخر فاومأ الیہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مکانک ثم اتی بہ حتی جلس الی جنبہ قیل للاعمش
وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وابو بکر یصلی بصلوتہ والناس یصلون
بصلوۃ ابی بکر فقال براسہ نعم رواہ ابو داود عن شعبۃ عن الاعمش
بعضہ وزاد ابو معاویۃ جلس عن یسار ابی بکر فکان ابو بکر یصلی قائما ترجمہ

عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت کو وہ بیماری ہوئی جسمین آپکا انتقال ہوا تو نماز کا وقت آیا اور
اذان ہوئی تو آپ نے ارادہ کیا کہ ابو بکر رض کو خلیفہ بناوین سو فرمایا کہ کہو ابو بکر رض سے کہ لوگون کو نماز
پڑہاوے سو مین نے عرض کی کہ ابو بکر رض نرم دل آدمی ہے اگر حضرت ص کے مقام پر نماز پڑہانے کو کہڑا ٦٦٨
ہوگا (تو رونے لگے گا اور) لوگون کو نماز نہ پڑہا سکے گا پہر آپ نے فرمایا کہ کہو ابو بکر رض سے کہ لوگون کو
نماز پڑہائے مینے پہر ویسے ہی عرض کی کہ ابو بکر رض نرم دل آدمی ہے آپکی جگہہ مین کہڑے ہوکر لوگون کو
نماز نہین پڑہا سکے گا (اور قرآن کی آواز لوگ نہ سنین گے عمر کو فرمایے کہ نماز پڑہاوے) سو آپنے تیسری
بار پہر ویسی ہی فرمایا کہ کہو ابو بکر رض سے لوگونکو نماز پڑہاوے (پہر عائشہ رض نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے
کہو حفصہ نے حضرت ص سے یہ کہا یعنے عمر کو کہو کہ نماز پڑہاوے) تب حضرت ص نے فرمایا کہ ستم تم یوسف
کے ساتہہ والی عورتون کیطرح ہو یعنے کیون خلاف تمای کرتی ہو کہ تمہارے دل مین تو یہہ ہے کہ ابو بکر رض اگر
جماعت کراوین تو مبادا لوگ اسکے ساتہہ عداوت نکرین اور ظاہر مین یہ عذر ہے کہ وہ نرم دل ہے جیسے زلیخا
نے ظاہر تو مصر کی عورتون کی دعوت کی تہی لیکن دراصل اوسکی یہ غرض تہی کہ یہ عورتین بہی یوسف کی حسن کو
دیکہین اور مجہکو معذور رکہین) کہو ابو بکر رض سے کہ لوگون کو نماز پڑہائے سو ابو بکر رض نماز کے لیے نکلے سو
حضرت ص نے بیماری سے کچہہ افاقہ پایا سو آپ دو آدمیون کے درمیان ٹیک لگا کر گہر سے تشریف لائے
جیسے کہ مین آپکے پاؤن کو دیکہتی ہون کہ زمین پر گہسٹتے جاتے ہین یعنے کمزوری کے سبب سے زمین پر ٹہہر نہ
ٹہیر سکتے ہین اور بیماری کے سبب سے اونکو اوٹہا نہین سکتے ہین سو ابو بکر رض نے مصلے سے پیچہے ہٹنے کا ارادہ کیا

سو حضرت نے انے اوسکی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہہ مین ٹہیرا رہو پہر لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لائے
یہانتک کہ آپ ابو بکر رض کے پہلو مین بیٹھ گئے سو اعمش (راوی) کسی نے پوچہا کہ حضرت اپنی نماز
پڑہتے تہے اور ابو بکر رض آپکے ساتہہ نماز پڑہتے تہے سو اعمش نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان یعنے لوگون
کے امام ابو بکر رض تہے اور ابو بکر رض کے امام حضرت ص تہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ص ابو بکر کے
بائین طرف بیٹھ گئے اور ابو بکر رض کہڑے ہوکر نماز پڑہ رہے تہے **ف** جاننا چاہیے کہ اسمین اختلاف
ہے کہ اوس نماز مین حضرت ص امام بنے ہوئے تہے یا ابو بکر رض امام تہے سو بعضے علما کہتے ہین کہ حضرت
خود امام تہے اور ابو بکر مقتدی تہے اور ابو بکر کی امام ہونے سے یہ ہے کہ جب حضرت ص بیٹھ کر لوگونکو
نماز پڑہا رہے تہے تو جو لوگ کہ دور صفون مین کہڑے ہوئے تہے اونکو حضرت ص کی آواز سنی نہین
جاتی تہی اور نہ انکا حال اونکو معلوم ہو سکتا تہا اسواسطے ابو بکر صدیق رض پکار کر تکبیر کہتے تہے تا کہ
لوگونکو حضرت ص کی تکبیر معلوم ہو اور بعضے علمار کہتے ہین کہ ابو بکر صدیق رض امام تہے اور حضرت
مقتدی تہے اور حدیثین ہر طرح کی اسباب مین آچکی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ معاملہ دو بار ہوا ہے ایک
بار مین حضرت امام تہے اور ایک مین ابو بکر امام تہے لیکن پہلی وجہ کو ترجیح معلوم ہوتی ہے
واللہ اعلم بالصواب اور یہہ جو آپ نے فرمایا کہ کہو ابو بکر رض سے کہ لوگون کو نماز پڑہائے تو ٧٦٩
اسمین اشارہ ہے صدیق اکبر رض کی خلافت کا جو عہدہ حضرت ص کا خاص تہا یعنے نماز کی
امامت کا سو اپنی زندگی مین صدیق اکبر کو دیا جیسے کوئی بادشاہ زندگی مین کسی کو تخت اور چتر
شاہی دیوے تو یہ نشانی ہے کہ بادشاہ نے اوسکو ولی عہد کیا اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے
ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ صدیق اکبر رض کو سب صحابہ پر فضیلت ہے اور بعد اوسکے عمر فاروق رض
کو فضیلت ہے سب پر اور یہ کہ جو خود پسندی سے بے خوف ہو اوسکے رو برو تعریف کرنا جائز
ہے اور یہ کہ چھوٹے کو بڑے سے تکرار کرنا جائز ہے اور یہ کہ چھوٹا بڑے کا ادب کرے کہ صدیق
اکبر رض حضرت کو دیکھ کر مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے تہے اور یہ کہ نماز مین بہت رونا نماز کو نہین توڑتا
ہے اسلیے کہ حضرت ص کو معلوم تہا کہ ابو بکر رض نماز مین بہت روتے ہین اور بہت نرم دل
ہین پہر باجود اسکے آپنے اوسکو امامت کرانے کا حکم فرمایا اور اوسکو رونے سے منع نہ فرمایا اور یہ کہ
اشارہ کلام کرنے کی برابر ہے اور یہ کہ جماعت سے نماز پڑہنے کی بڑی تاکید ہے اور اگرچہ مریض
کو ترک کرنی جماعت کی رخصت ہے لیکن مشکل کام پر عمل کرنا بہی اوسکے لیے جائز ہے اور بعض
کہتے ہین کہ حضرت ص نے ایسی شدت بیماری مین جماعت سے نماز اسواسطے پڑہی تہی تا کہ بعد

خلیفے اور امام اونے عذر کے ساتھ جماعت کو ترک کیا کرین اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا
کہ امام کو جائز ہے کہ اپنی امامت کو توڑ ڈالے اور دوسر یکا مقتدی ہو جاوے اور نماز اسے
نہین ٹوٹتی ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ مقتدی امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑہائے اور مقتدی پیچھے کہڑے ہون تو یہ بھی جائز ہے اور اسی سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ جو کہڑے ہونیکی طاقت رکھتا ہو اوسکی نماز بیٹھے کے پیچھے جائز ہے اور مالکیہ کہتے
ہین کہ کہڑے کی نماز بیٹھے کے پیچھے جائز نہین اور امام احمد کہتے ہین کہ بیٹھے کے پیچھے بیٹھکر
پڑہنا واجب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو بیماری کی ایسی شدت ہو کہ بدون
ٹیک لگائے دوسرے کو چل نہ سکے تو اوسکے لیے جماعت مین آنا مستحب نہین مگر جبکہ
اوسکو کوئی ایسا آدمی ملجاوے جسپر تکیہ لگا کر چل سکے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی
باب سے حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهُ
فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ ٤٧٠
اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ
لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ
طَالِبٍ **ترجمہ** عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ جب حضرتؐ بیمار ہوئے اور آپکو بیماری کی
بہت شدت ہوئی تو آپ نے اپنی بیویون سے میری گہر مین بیماری کاٹنے کی اجازت
چاہی سو تمام بیویون نے آپکو اجازت دی سو آپ دو آدمیون کے درمیان انکے پاؤن
کو زمین پر کہینچتے ہوئے باہر آئے اور وہ دونون آدمی ایک تو عباس تہے اور دوسرے
علی رضؓ **ف** وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے بہی اسطرح ہے جو پہلی حدیث مین گذر
چکی **باب** الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ رَحْلِهٖ مینہہ برسنے اور عذر کے
دن گہر مین نماز پڑہنی جائز ہے **ف** عذر سے مراد وہ سبب ہے جو جماعت مین حاضر ہونے
سے روکے جیسے کہ بیماری ہو یا دشمن کا خوف ہو یا کسی ظالم کا لحاظ ہو یا رات مین سخت اندہیری
چلے یا کوئی اور ایسا عذر ہو تو ایسے عذر کے وقت گہر مین نماز پڑہنی جائز ہے خواہ جماعت
سے پڑہے یا تنہا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ

ابن عمر اذن بالصلوٰۃ فی لیلۃ ذات برد وریح ثم قال الا صلوا فی الرحال ثم
قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر المؤذن اذا کانت لیلۃ
ذات برد ومطر یقول الا صلوا فی الرحال **ترجمہ** نافع رض سے روایت ہی کہ ابن عمر
نے نماز کے لئے اذان دی جاڑے اور آند ہی کی رات مین پھر یہ لفظ کہا یعنے بعد اذان
کے یا اخیر مین کہ اے لوگو اپنے گھرون مین نماز پڑہ لو پھر ابن عمر رض نے کہا کہ جب
مینہ برستے اور جاڑے کی رات ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مؤذن کو فرما دیا کرتے
کہ یہہ کلمے کہہ دے کہ اے لوگو اپنے گھرون مین نماز پڑہو اور مطابقت باب کی اسحدیث سے
ظاہر ہے **ف** یہاں اس سے معلوم ہوا کہ ان عذرون سے جماعت کو ترک کرنا جائز ہے
اور اسپر سب ہی کا اجماع ہے اور شافعیہ کہتے ہین کہ ہوا رات مین عذر ہے دنکو نہین **حدثنا** اسمعیل
قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن محمود بن الربیع الانصاری ان
عتبان بن مالک کان یؤم قومہ وھو اعمی وانہ قال لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا رسول اللہ انہا تکون الظلمۃ والسیل وانا رجل ضریر البصر فصل
٦٧١ یارسول اللہ فی بیتی مکانا اتخذہ مصلی فجاءہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال این تحب ان اصلی فاشار الی مکان من البیت فصلی فیہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** محمود بن ربیع سے روایت ہی کہ عتبان بن مالک اپنی قوم
کو امامت کرایا کرتا تہا اور وہ آنکہہ سے اندہا تہا اور اوسنے حضرت صہ سے عرض کی کہ یا حضرت
قصہ تو یون ہے کہ اندہیرا ہوتا ہے او زالا بہتا ہے اور مین آنکہہ سے اندہا ہون سو آپ
میرے گہر مین کسی جگہہ نماز پڑہیے کہ مین اوسکو جاے نماز ٹہیراؤن اور وہان نماز پڑہا
کرون سو حضرت صہ اوسکے گہر مین تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اپنے گہر مین کس جگہہ کو
پسند رکہتا ہے کہ مین وہان نماز پڑہون سو اوسنے ایک جگہہ کیطرف اشارہ کیا سو حضرت نے
اوسمین نماز پڑہی **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جسدن مینہ اور اندہیرا ہو یا کوئی اور عذر
ہو تو اوسدن گہر مین نماز پڑہنے جائز ہے اور جماعت کو ترک کرنا روا ہے اسلیے کہ اگر
اکیلے کی نماز گہر مین جائز نہ ہوتی تو حضرت بیان کر دیتے کہ تنہا تیری نماز اسجگہہ جائز نہین
جب تک جماعت نہ ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی باب سے **باب** ھل
یصلی الامام بمن حضر وھل یخطب یوم الجمعۃ فی المطر اگر جمعہ کے دن مینہہ ہو رہا ہوے

تو اوس دن امام کو جمعہ کی جماعت کرانا اور خطبہ پڑہنا جائز ہے یا نہین **ف** پہلے باب سے
معلوم ہوتا تہا کہ عذر والے لوگون کو گہر مین نماز پڑہنی چاہیے وہ لوگ جماعت مین حاضر نہ ہوین
تو اوس سے ظاہرا یہی معلوم ہوتا تہا کہ ان لوگون کو جماعت مین حاضر ہونا بالکل جائز نہین ہے
اسیلیے امام بخاری نے اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے یہ باب باندہا ہے اس غرض سے کہ
عذر کے دن گہرون مین نماز پڑہنے کا حکم فقط رخصت اور جائز ہے واجب نہین بلکہ مستحب بہی نہین
اگر کوئی ایسے دن تکلیف اوٹہا کر جماعت مین حاضر ہووے تو مکروہ نہین بلکہ ثواب ملتا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ
صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ
ذِي رَدْغٍ فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ قُلِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ
فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا فَقَالَ كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ
مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ
أُحْرِجَكُمْ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ كَرِهْتُ أَنْ أُؤَثِّمَكُمْ فَتَجِيئُونَ تَدُوسُونَ الطِّينَ إِلَى رُكَبِكُمْ **ترجمہ** ۸۷۴
عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ ابن عباس نے ہمکو خطبہ سنایا مینہ کے دن سو جب موذن
حی علی الصلوۃ پر پہونچا تو ابن عباس نے اوسکو حکم کیا کہ اسکے بدلے یہ لفظ کہو الصلوۃ فی
الرحال سو بعضون نے بعضون کیطرف دیکھا جیسے کہ انہون نے اس بات کو مکروہ جانا سو
ابن عباس رض نے کہا کہ گویا تمنے اس امر کو برا جانا ہے مقرر یہہ کام اوسنے کیا ہے جو مجھسے
بہتر ہے یعنے حضرت ص کا یہہ حکم ہے میری راے نہین اور مقرر جمعہ واجب ہے اور مین نے اس
بات کو ناپسند جانا کہ تمکو تکلیف مین ڈالون کہ تم اپنے گہٹنون تک کیچڑ مین پہسلے آو **ف** یہہ
حدیث پہلے گذر چکی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عذر والون کو مینہ کے
دن جمعہ جماعت مین حاضر ہونا مکروہ نہین اسیلیے کہ ابن عباس رض کے ساتہ بعض لوگون نے
حاضر ہو کر جمعہ ادا کیا پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** مُسْلِمٌ قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ
جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ السَّقْفُ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ
فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ

ترجمہ ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید خدری سے شب قدر کا حال پوچھا سو اونہوں نے کہا کہ ایکدن ابر آیا اور مینہہ برسا یہانتک کہ مسجد نبوی کی چھت کا پانی بہ چلا اور چھت مسجد کی کھجور کی چھپروں سے بنی تھی سو نماز کی تکبیر ہوئی سو میں نے حضرت صلعم کو دیکھا کہ آپ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہیں یہانتک کہ میں نے آپ کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مینہہ کے دن اگر لوگ جماعت میں حاضر ہوویں تو جب بھی جائز ہے بلکہ ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا انس بن سيرين قال سمعت انسا يقول قال رجل من الانصار اني لا استطيع الصلوة معك وكان رجلا ضخما فصنع للنبي صلى الله عليه وسلم طعاما فدعاه الى منزله فبسط له حصيرا ونضح طرف الحصير فصلى عليه ركعتين فقال رجل من آل الجارود لانس اكان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الضحى قال ما رأيته صلاها الا يومئذ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ میں آپکے ساتھہ جماعت میں حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتا اور وہ آدمی بہت موٹا اور بھاری بدن والا تھا سو اوسنے حضرت صلعم کی دعوت کی اور آپ کو اپنے گھر میں بلایا اور آپکے لیے چٹائی بچھائی اور اوسپر پانی چھڑکا تاکہ نرم ہو جاوے یا پاک ہو جاوے ۴۷۳
سو حضرت صلعم نے اوسپر دو رکعت نماز پڑھی تو جارود کی اولاد سے ایک مرد نے انس رض کو کہا کہ کیا حضرت صلعم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے انس رض نے کہا کہ میں نے آپکو کبھی پڑھتے نہیں دیکھا مگر اسی دن **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کو عذر ہو اگر وہ جماعت نہ آوے تو جائز ہے جیسے کہ آپ نے اس موٹے آدمی کو معذور رکھا لیکن اوسکو یہ نہیں فرمایا کہ تجھکو جماعت میں آنا جائز نہیں یا مکروہ ہے پس معلوم ہوا کہ عذر والے کو جماعت میں آنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چٹائی پر نماز پڑھنی جائز ہے لیکن مٹی پر نماز پڑھنی افضل ہے

باب اذا حضر الطعام واقيمت الصلوة جب کھانا تیار ہوا اور فرض نماز کی تکبیر ہو جاوے تو کیا کرے پہلے کھانا لیوے یا نماز پڑھے وكان ابن عمر يبدأ بالعشاء یعنی اور ابن عمر رض رات کا کھانا نماز عشا سے پہلے کھایا کرتے تھے وقال ابو الدرداء من فقه المرء اقباله على حاجته حتى يقبل على صلوته وقلبه فارغ یعنے ابو درداء نے کہا کہ آدمی کی فقہ اور دانش سے یہ بات ہے کہ پہلے اپنی حاجت پر متوجہ ہووے اور اوسکو پورا کرے یہانتک کہ اپنی نماز پر متوجہ ہو اس حالت میں کہ اوسکا دل حاجت سے خالی ہو یعنے بے فکر ہو کر نماز پڑھے کسی حاجت کی طرف

دل نہ لگا رہے **ف** ابن عمر رضہ کے اثر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال مین پہلے کہانا کہا لینا چاہیے
خواہ بہوک ہو یا نہ ہو اور ابو درداء کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف اوسیوقت ہے جبکہ بہوک کا بہت
غلبہ ہو اوسوقت کہانے سے فراغت کر کے نماز پڑہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ
الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا کہانا تیار ہو اور نماز عشا کی تکبیر ہو جاوے تو تم کہانے کی ابتدا کرو یعنے اول
کہانے سے فراغت کرو پہر نماز پڑہو تاکہ تسکین سے نماز ہو کہانے کیطرف دل نہ لگا رہے **ف** جمہور
علماء کے نزدیک اول کہانا کہا لینا مستحب ہے پہر اس مستحب ہونے مین بہی اختلاف ہے بعضے کہتے ہے
ہین کہ مستحب اسیوقت ہے جب کہ اوسکو بہوک کا غلبہ ہووے اور یہی ہے مذہب شافعیونکا اسیطرح
اگر کہانے کی خراب ہو جانیکا خوف ہو تو جب بہی یہی حکم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر حال مین مستحب یہی ہے
کہ پہلے کہا لیوے اور یہی ہے مذہب امام احمد اور اسحق اور ثوری کا اور بعضونکا کچہہ اور مذہب ہے لیکن
بہر حال نماز سے پہلے کہانا کہا لینے کو ترجیح معلوم ہوتی ہے لیکن یہہ سب کچہہ اوسیوقت ہے جبکہ نماز کا وقت
تنگ نہ ہو اور اگر نماز کا وقت تنگ ہووے تو پہلے نماز پڑہ لیوے ایسے وقت مین نماز کو تاخیر کرنا ۴۷۴
بالاجماع جائز نہین اور امام نووی نے کہا کہ جو چیز دل کو مشغول رکہے وہ بہی طعام کے ساتہہ شامل ہے **حَدَّثَنَا**
يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَؤُا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ
وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب رات کا کہانا
تیار ہو جاوے تو تم کہانے کے ساتہہ ابتدا کرو مغرب کی نماز سے پہلے اور کہانے سے روگردانی مت کرو
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا
بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا
يَأْتِيهَا حَتّٰى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ جب کسی کا رات
کا کہانا تیار ہووے اور نماز کی تکبیر ہو جاوے تو اول کہانا کہا لیوے اور نماز کے واسطے جلدی نہ کرے جب
تک کہ اوس سے فارغ ہو جاوے اور ابن عمر رضہ کا جب کہانا آجاتا اور نماز کی تکبیر ہو جاتی تو نماز کیطرف نہ
آتے جب تک کہ کہانے سے فارغ نہ ہو جاتے اور وہ امام کی قرارت سنتے رہتے وَقَالَ زُهَيْرٌ وَوَهْبُ

ابن عثمان عن موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا کان احدکم علی الطعام فلا یعجل حتی یقضی حاجتہ منہ وان اقیمت الصلوۃ قال
ابو عبداللہ وحدثنی ابراھیم بن المنذر عن وھب بن عثمان ووھب مدنی **ترجمہ**
اسکا وہی جو اوپر گذرا **ف** امام نووی نے لکھا ہے کہ ان حدیثون مین دلالت ہے اسبات پر کہ کہانے
کے موجود ہوتے نماز مکروہ ہے بشرطیکہ اوسکے کہانے کا ارادہ رکہتا ہو اسلیے کہ اسمین دل کا خلوص اور
حضور نہین رہتا ہے اور اسیطرح جس چیز کیطرف دل مشغول ہووے اوسکا بہی یہی حال ہے لیکن یہ اوسی
وقت ہے جبکہ وقت فراخ ہو اور اگر وقت تنگ ہو تو پہلے نماز پڑہ لیوے نماز کو وقت سے نکالنا ہرگز
جائز نہین ہے صرف اس نماز مین تہوڑی کراہت ہوگی یعنے بوجہ حاضر ہونے کہانے کے لیکن نماز
صحیح ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جبتک کہانا تیار رہو اوسکی نماز کا وقت دراز ہو جاتا ہے اگرچہ اصلی وقت
اوسکا قضا ہو جاوے **باب** اذا دعی الامام الی الصلوۃ وبیدہ ما یاکل جب امام کو نماز
کیطرف بولایا جاوے اور وہ کسی چیز کو کہا رہا ہو تو اوسکا کیا حکم ہے **ف** غرض امام بخاری کی اس باب
سے یہہ ہے کہ پہلے باب مین جو نماز سے اول کہانا کہانے حکم آیا ہے تو یہہ حکم واجب نہین بلکہ مستحب ہے
اسلیے کہ اگر یہ حکم واجب ہوتا تو حضرت کہانے کو چہوڑ کر نہ آتے **حدثنا** عبد العزیز بن عبداللہ قال ۴۷۵
حدثنا ابراھیم بن سعد عن صالح عن ابن شہاب قال اخبرنی جعفر بن عمرو بن امیۃ
ان اباہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل ذراعا یحتز منھا فدعی الی
الصلوۃ فقام فطرح السکین فصلی ولم یتوضا **ترجمہ** عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت
کو دیکہا کہ آپ بکری کا ہاتہہ کاٹ کر کہا رہے تھے سو آپکو نماز کیطرف بولایا گیا سو آپ کہڑے ہوے اور
چہری کو پہینکدیا آپ نے نماز پڑہی اور نیا وضو نہ کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کہانے کو
چہوڑ کر نماز کیطرف چلے گئے پس معلوم ہوا کہ پہلے کہانا کہا لینا واجب نہین مستحب ہے کما مر **باب** من
کان فی حاجۃ اھلہ فاقیمت الصلوۃ فخرج جو آدمی گہر کے کسی کام مین مشغول ہو اور نماز کی
تکبیر ہو جاوے تو اوسکو نماز کے واسطے آنا جائز ہے **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا
الحکم عن ابراھیم عن الاسود قال سالت عائشۃ ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یصنع فی بیتہ قالت کان یکون فی مھنۃ اھلہ تعنی خدمۃ اھلہ فاذا حضرت الصلوۃ
خرج الی الصلوۃ **ترجمہ** اسود سے روایت ہے کہ مین نے عائشہ رض سے پوچہا کہ حضرت صلعم اپنے گہر مین
کیا کیا کرتے تہے عائشہ رض نے کہا کہ اپنے گہر والون کا کام کرتے تہے اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کیطرف

نکلتے ف شمائل ترمذی مین ہے کہ بکریون کو دوہتے تہے اور اپنے کپڑونکو سیتے تہے بس معلوم ہوا کہ
گہر باہر کے سب کام مونکا کہانے کی طرح حکم نہین کہ پہلے کام کر لیوے بعد اوسکے نماز پڑہے اسلیے
کہ اگر ایسا ہو تو دنیا کے کام سے تو آدمی کسی وقت خالی نہین ہوتا ہے تو اس سے نماز کا وقت بالکل
کوئی نہین ہیگا پس سوائے کہانے کے کسی اور کام کیطرف دل کا مائل ہونا معتبر نہین بلکہ جب نماز کا وقت
آوے تو فورا کام کو چہوڑ کر نماز مین حاضر ہووے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب**
مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا اَنْ يُّعَلِّمَهُمْ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهٗ
جو شخص لوگونکو نماز پڑہاوے اور وہ کوئی ارادہ نہ رکہتا ہو مگر یہ کہ اونکو حضرت کی نماز سکہلائے اور آپکا طریقہ
بتلائے تو اوسکا کیا حکم ہے حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ
عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِيْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّيْ لَاُصَلِّيْ بِكُمْ
وَمَا اُرِيْدُ الصَّلٰوةَ اُصَلِّيْ كَيْفَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَقُلْتُ لِاَبِيْ قِلَابَةَ
كَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْ قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا وَكَانَ الشَّيْخُ يَجْلِسُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ قَبْلَ
اَنْ يَّنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى **ترجمہ** ابو قلابہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث ہماری اس مسجد مین آئے
سو انہون نے کہا کہ مین تمکو نماز پڑہاتا ہون اور میرا نماز پڑہنے کا ارادہ نہین یعنے یہہ نماز فرض نہین کہ اسکی ۴۷۶
اوسکا وقت نہین آیا نماز پڑہتا ہون جیسے کہ مین نے حضرت کو نماز پڑہتے دیکھا ہے سو ابو ایوب
(راوی) نے کہا کہ مین نے ابو قلابہ سے پوچہا کہ حضرت صلعم کسطرح نماز پڑہتے تہے اوسنے کہا کہ ہمارے اس
شیخ کیطرح یعنے عمرو بن سلمہ کیطرح کہ ہمارا امام ہے اور وہ شیخ بیٹہا کرتا تہا جبکہ سجدے سے سر اوٹہاتا کہڑے
ہونے سے پہلے اول رکعت مین یعنے جلسہ استراحت کا کیا کرتا تہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی
لوگون کو نماز پڑہاوے کہ بدون سکہلانے کے اوس سے کچہہ مقصود نہ ہو تو جائز ہے یہہ نماز ریا مین داخل نہین ہے
اور نہ تشریک فی العبادت کے قبیلے سے ہے اور یہہ جو اونہون نے کہا کہ میرا نماز کا ارادہ نہین تو اسکا یہہ
معنے نہین کہ مین یہہ نماز ثواب کے واسطے نہین پڑہتا ہون بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ میرا نماز پڑہنے کا
سبب کوئی نماز قضا یا ادا کا حاضر ہونا نہین بلکہ صرف میری غرض اس سے یہہ ہے کہ تمکو تعلیم کرون اور تعلیم
مین بیشک ثواب ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب **باب** اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ علم
والے اور بزرگی والے لوگ امامت کرانے کے واسطے زیادہ حقدار ہین ان لوگون سے جو علم اور بزرگی نہین رکہتے
ہین **ف** اسمین اختلاف ہے کہ جب عالم اور قاری دونون موجود ہون تو امام کون بنے امام شافعی اور
مالک اور احمد اور جمہور متقدمین کہتے ہین کہ عالم امام بنے کہ نماز مین علم کی حاجت بہت پڑتی ہے اسلیے کہ

اگر نماز مین کوئی قصور ہو تو اُسکا تدارک کر سکتا ہے بخلاف قاری کے کہ وہ بسبب بے علمی کے اوسکا تدارک
نہین کر سکتا ہے اور حدیث باب کی بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اسلیے کہ ابو بکر سب سے اعلم تھے اور ابو یوسف
اور احمد اور اسحق اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ امام قاری بنے کہ حدیث مین آیا ہے کہ امامت وہ کرے جو سب
سے زیادہ قاری ہو اور جمہور علما اسکا جواب دیتے ہین کہ یہہ حکم اول اسلام مین تھا جبکہ حافظ کم تھے اور امامت
صدیق اکبر رض کی حضرت ص کی آخر عمر مین واقع ہوئی ہے پس اسپر عمل کرنا اولے ہو حدثنا اسحق بن نصر
قَالَ ثنا حُسَیْنٌ عَنْ زَائِدَۃَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ
مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُہٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ
قَالَتْ عَائِشَۃُ اِنَّہٗ رَجُلٌ رَقِیْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَکَ لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرُوْا
اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِیْ اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ
یُوْسُفَ فَاَتَاہُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فِیْ حَیٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ترجمہ
کا اوپر گذر چکا ہے اسمین اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ص نے تین بار فرمایا کہ کہو ابو بکر رض سے کہ لوگون کو
نماز پڑھاوے تو ابو بکر رض کے پاس کوئی قاصد آیا یعنے حضرت کا بھیجا ہوا یعنے بلال آئے اور انکو کہا کہ حضرت
نے تمکو نماز پڑھانے کے واسطے امام مقرر کیا ہے چلو اور لوگون کو نماز پڑھاؤ سو حضرت کی حیات مین صدیق
اکبر رض نے لوگون کو امامت سے نماز پڑھائی **ف** علما کہتے ہین کہ امام بخاری کی غرض اس حدیث سے یہ ہے
کہ صدیق اکبر رض سب امت سے افضل ہے اور سب سے زیادہ عالم ہے اسلیے کہ آپ نے باوجود تکرار کے امامت
کے واسطے اونکے سوا کسی کو پسند نہ کیا حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ
ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّہَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہٖ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَۃُ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ
اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِکَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ
قُلْتُ لِحَفْصَۃَ قُوْلِیْ لَہٗ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِکَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَاءِ فَمُرْ عُمَرَ
فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ
صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَۃُ لِعَائِشَۃَ مَا کُنْتُ لِاُصِیْبَ
مِنْکِ خَیْرًا **ترجمہ** اسکا وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رض نے حفصہ رض سے کہا کہ تم
حضرت سے کہو کہ ابو بکر جب آپکے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگیگا اور قرآن کی آواز لوگ نہ
سنین گے آپ عمر کو فرمایئے کہ نماز پڑھاوے تب حضرت ص نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتو

باب اہل علم اور فضل والے امامت کے زیادہ لائق ہیں

کیطرح ہو کہ دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے سو حفصہ رض نے عائشہ سے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ پہونچوں تجھے
نیکی کو یعنے حضرت کا یہ ناراض ہونا تمہارے سبب سے ہوا ہے حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلٰوةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ
تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَصَ
اَبُوبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ اِلَى الصَّلٰوةِ
فَاَشَارَ اِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ وَاَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ مقرر صدیق اکبر رض لوگوں کو نماز پڑھاتے
تھے اوس بیماری میں جسمیں حضرت ص کا انتقال ہوا یہانتک کہ جب سوموار کا دن ہوا اور لوگ صفیں باندھ کر
نماز میں کہڑے تھے تو حضرت ص نے حجرے کا پردہ اوٹھایا اور ہمکو کہڑے ہوکر دیکھتے رہے جیسے چہرہ ایک قرآن
کا ورق تھا یعنے بسبب باریک ہوجانے چمڑے کے اور صفائی بدن کی اور روشنی جمال باکمال کی ۴۷۸
پھر آپنے تبسم فرمایا یعنے ہنستے رہے سو ہمنے قصد کیا کہ فتنے میں پڑجاویں یعنے ہماری نماز ٹوٹ جاوے
اوس خوشی کے سبب سے جو ہمکو حضرت ص کے دیدار سے حاصل ہوئی پس ابوبکر رض اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے یعنی
قبلے کی طرف پیٹھ نہ پھیری اور نہ اوس طرف سے منہہ پھیرا اور گمان کیا کہ حضرت نماز میں آنے والے
ہیں سو حضرت ص نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز تمام کرو اور پردے کو دروازے پر لٹکایا یعنے حجرے کے
اندر چلے گئے سو اوسی دن آپکا انتقال ہوگیا اللہ تعالی اونپر ہزاراں ہزار رحمت کرے حَدَّثَنَا اَبُو
مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ اَبُوبَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ اَعْجَبَ
اِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَحَ لَنَا فَاَوْمَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِيَدِهِ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ اَنْ يَتَقَدَّمَ وَاَرْخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ
حَتّٰى مَاتَ انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن مسجد میں نہ آئے
سو نماز کی تکبیر ہوئی اور ابوبکر رض آگے بڑھے یعنے امامت کے لیے سو حضرت ص نے پردہ اوٹھایا یعنے

حجرے کے دروازے سے سو جب آپکا چہرہ مبارک ظاہر ہوا تو ہمنے ایسا دیدار کبھی نہین دیکھا جو ہمکو
بہت پیارا ہوتا حضرت ص کے چہرے سے جبکہ ہمکو ظاہر ہوا سو ابوبکر رض نے گمان کیا کہ حضرت تشریف
لاتے ہین تب اولٹے پاؤن پیچھے ہٹے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رض کیطرف
اشارہ کیا کہ امام بنے اور لوگون کو نماز پڑہاوے اور آپ نے پردہ لٹکا یا اور مسجد مین تشریف لانے کی
سو نہ طاقت پائی ہمنے آپکے دیدار پر یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ
حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قِيلَ لَهُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ
مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ
قَالَ مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ فَعَاوَدَتْهُ فَقَالَ مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ تَابَعَهُ
الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ وَ
مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت
ہے کہ جب حضرت ص کو بیماری کی بہت شدت ہوئی اور مسجد مین آنے کی اور لوگون کو نماز پڑہانے کی طاقت
نہ رہی تو آپسے نماز کا حال پوچھا کیا کہ لوگون کو نماز کون پڑہاوے فرمایا کہو ابوبکر رض سے کہ لوگون کو ۴۷۹
نماز پڑہاوے عائشہ رض نے عرض کی کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہے جب قرآن پڑہے گا تو رونے
لگے گا فرمایا کہ اوس سے کہو لوگون کو نماز پڑہاوے سو مین نے پہر وہی بات دوہرائی فرمایا کہ اوسی
کو کہو نماز پڑہاوے تم یوسف کے ساتھہ والی عورتون طرح ہو **ف** یہہ حدیث در اصل ایک ہی حدیث ہے
لیکن سندین اسکی مختلف ہین اسیواسطے امام بخاری نے بہی اسکو کئی سندون سے بیان کیا ہے گویا اشارہ
ہے کہ یہ حدیث بخاری کو بہت طریقون سے پہونچی ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص علم
والا ہو اور بزرگ ہو وہ امامت کی زیادہ تر لائق ہے اوس آدمی سے جو علم اور بزرگی نہین نہین رکہتا
اسیطرح جو اعلم اور افضل ہو وہ امامت کی زیادہ تر لائق ہے عالم اور فاضل سے اور وجہ استدلال
کی ان حدیثون سے یہ ہے کہ صدیق اکبر رض کی فضیلت بہت حدیثون سے ثابت ہو چکی ہے اور یہی
قطعاً معلوم ہو چکا ہے کہ وہ سب اصحاب سے افضل ہین اور جب کہ انکو امامت کرلینے کا حکم ہوا تو اس
سے یہہ مسئلہ ثابت ہوا کہ امامت کی لائق وہ آدمی ہے جو اہل علم اور اہل فضل ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت
ان حدیثون کی باب سے **باب** مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ اگر کوئی شخص کسی سبب سے امام
کے پہلو مین کہڑا ہووے تو اوسکا کیا حکم ہے یعنے اگر امام مثلاً بیمار ہو اور مقتدی تکبیر کی آواز نہ سنین

تو اوس وقت جائز ہے کہ ایک آدمی امام کے پہلو مین کہڑا ہووے اور امام کی تکبیر لوگونکو پکار کر سنا دیوے
حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ
فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا
أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ **ترجمہ** عائشہ رضؓ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری مین ابو بکر رضؓ سے فرمایا کہ لوگون کو نماز پڑہاوے سو
صدیق اکبر رضؓ لوگون کو نماز پڑہاتے تہے عروہ نے کہا کہ ایکدن حضرت صلعم کو بیماری سے کچہہ افاقہ ہوا
سو آپ گہر سے تشریف لائے اور اچانک ابو بکر رضؓ لوگون کو نماز پڑہا رہے تہے سو جب ابو بکر رضؓ نے
آپکو دیکہا تو پیچہے ہٹنے لگے سو حضرت صلعم نے اوسکی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہہ ٹہیرے رہو سو حضرت
ابو بکر رضؓ کے برابر ہوکر اوسکے پہلو مین بیٹہہ گئے سو حضرت صلعم کے ساتہہ نماز پڑہتے تہے اور لوگ ابو بکرؓ
کے ساتہہ نماز پڑہتے تہے **ف** مطلب اسکا یہ ہے کہ درحقیقت سب کے امام تو خود حضرت صلعم تہے لیکن ۶۸۰
بوجہ ضعف اور ناطاقتی کے لوگ آپکی تکبیر کی آواز نہین سن سکتے تہے اسلیے ابو بکر رضؓ حضرت کی تکبیر
کی آواز لوگون کو پکار کر سنا دیتے تہے تو گویا بظاہر لوگونکے امام ابو بکر رضؓ تہے کہ لوگ انکی آواز کی تابعداری
کرتے تہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عذر سے امام کے پہلو مین کوئی آدمی کہڑا ہو جاوے جیسے کہ یہ واقعہ
ہوا ہے تو جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے اسیطرح اگر لوگ بے شمار ہون
اور بہت دور دور کہڑے ہون اور بہت ہجوم کے سبب سے لوگ امام کی آواز نہ سن سکین تو کوئی آدمی
بلند آواز والا امام کے پہلو مین کہڑا ہو جاوے یا کسی صف مین کہڑا ہوکر لوگون کو امام کی تکبیر سناوے
تو جائز ہے اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اصل یہی ہے کہ امام مقتدیون سے مقدم ہو لیکن اگر مکان
تنگ ہو یا مقتدی صرف ایک ہی ہو یا لوگ ننگے ہون تو امام کے برابر کہڑے ہونا جائز ہے لیکن
فضیلت فوت ہوتی ہے **بَابُ** مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الْإِمَامُ الْأَوَّلُ
فَتَأَخَّرَ الْأَوَّلُ أَوْ لَمْ يَتَأَخَّرْ جَازَتْ صَلَاتُهُ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
[illegible] اگر کوئی شخص [illegible] مین آوے تا کہ لوگون کو امامت کراوے پہر پہلا امام آجاوے
[illegible] والا خواہ پیچہے ہٹے یا نہ ہٹے اوسکی نماز درست ہو جاتی ہے اس حکم مین عائشہ رضؓ

ف پہلے امام سے وہ امام مراد ہے جو ہمیشہ سے مقرر ہو اور محراب مین آنے والے سے وہ امام مراد
ہے جو اوسکا نائب اور خلیفہ ہو یعنے اگر ہمیشہ کے امام نے کسی عذر سے کسی دوسرے آدمی کو
نماز مین اپنا خلیفہ بنایا اور نماز کے اندر پھر وہ ہمیشہ کا امام بھی آگیا تو اب وہ خلیفہ خواہ پیچھے کی صف
مین ہٹ جاوے خواہ نہ ہٹے خلیفہ کی نماز جائز ہو جاتی ہے دوہرا کر پڑھنے کی کوئی حاجت نہین ہے
یہ نہین کہ دو تین قدم پیچھے ہٹ کر جانے کے سبب سے اوسکی نماز جائز نہووے یا نماز مین دوسری آدمی کے
پیچھے اقتدا کرنے کی وجہ سے اوسکی نماز جائز نہ ہو اور پیچھے ہٹنے اور نہ ہٹنے کے باب مین عائشہ رض نے حضرت
سے حدیث روایت کی ہے چنانچہ وہ حدیث عروہ اور عبد اللہ کے طریق سے باب مَنْ قَامَ اِلٰی جَنْبِ
الْاِمَامِ مین اوپر مذکور ہو چکی ہے اور جواز آپکی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے نماز دوہرانے کا
حکم نہ فرمایا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ
سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَھَبَ اِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ
عَوْفٍ لِیُصْلِحَ بَیْنَھُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّیْ لِلنَّاسِ فَاُقِیْمَ
قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰی اَبُوْ بَکْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَخَلَّصَ
٦٨١ حَتّٰی وَقَفَ فِی الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ لَا یَلْتَفِتُ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا اَکْثَرَ
النَّاسُ التَّصْفِیْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنِ امْکُثْ مَکَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَکْرٍ یَدَیْہِ فَحَمِدَ اللّٰہَ عَلٰی مَا
اَمَرَہٗ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْ بَکْرٍ حَتَّی اسْتَوٰی
فِی الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ
مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ مَا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اَنْ یُّصَلِّیَ
بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لِیْ رَاَیْتُکُمْ اَکْثَرْتُمُ التَّصْفِیْقَ مَنْ نَابَہٗ
شَیْءٌ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیُسَبِّحْ فَاِنَّہٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَیْہِ وَاِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ ترجمہ
سہل بن سعد رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم بنی عمرو مین صلح کرنے کو
گئے کہ وے آپس مین لڑ پڑے تھے سو نماز کا وقت آیا یعنے عصر کا سو مؤذن صدیق اکبر رض پاس آیا اور کہا
کہ کیا تم لوگون کو نماز پڑہاؤگے اور مین تکبیر کہتا ہون ابو بکر رض نے کہا ہان پڑہاؤنگا سو ابو بکر رض نے
امام ہو کر نماز شروع کی سو حضرت صلعم تشریف لائے اور صحاب نماز مین تھے سو حضرت صلعم صفون
کو چیرتے چلے گئے یہانتک کہ اول صف مین نماز کی نیت کر کے کہڑے ہوئے سو صحاب نے دستک دی اور

تالی بجائی تاکہ صدیق رضہ حضرت ؐ کے آنے سے خبردار ہوجاوین اور صدیق کی یہ عادت تہی کہ نماز مین کسی طرف
نہ دیکہتے تہے سو جب لوگون نے بہت تالیان بجائین تو صدیق رضہ نے نظر کی سو دیکہا کہ حضرت صف مین
کہڑے ہین سو آپ نے صدیق رضہ سے اشارہ کیا کہ وہین ٹہیرے رہو اور امامت کیے جاؤ پہر صدیق اکبر رضہ نے
دونون ہاتہہ اوٹہا کر خدا کا شکر ادا کیا کہ حضرت نے مجکو امامت کرنے کو فرمایا پہر صدیق رضہ پیچہے ہٹے
یہانتک کہ صف مین برابر ہو گئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑہکر امامت کی پہر جب حضرت ؐ
نماز پڑہ چکے تو فرمایا اے ابوبکر رضہ میرے حکم کے بعد کیون نہ وہان ٹہیرا رہا صدیق اکبر رضہ نے عرض
کی کہ ابی قحافہ (یہ اونکے باپ کا نام ہے) کے بیٹے کو یہ لائق نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے
امام بنے پہر حضرت ؐ نے اور صحابہ سے فرمایا کہ مجکو کیا ہے کہ مینے تمکو دیکہا کہ تمنے بہت تالی بجائی
یعنے ایسا نہ کیا جسکو نماز مین کوئی ضرورت پیش آوے یعنی ایسی ضرورت جسمین امام کو خبردار کرنا پڑے
تو چاہیے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہے اسواسطے کہ جب اسنے سبحان اللہ کہا تو اوسکی طرف التفات کیا
جاویگا یعنے امام سبحان اللہ کہنے سے خبردار ہوجاویگا پہر حضرت نے فرمایا کہ تالی مارنا تو صرف عورتون کے
واسطے چاہیے یعنی اگر امام کے خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتہہ کو ہاتہہ پر مارے اسواسطے
۴۸۲ کہ عورت کی آواز سے مرد اکثر بدخیال ہوجاتا ہے **ف** بنی عمر بن عوف انصار کا ایک قبیلے کا نام
ہے اونکی آپسمین لڑائی ہوگئی تہی جب حضرت ؐ نے سنا تب آپ اونمین صلح کرانے کو گئے اور جاتے ہوئے
فرما گئے کہ اگر مین نماز کے وقت نہ آؤن تو ابوبکر رضہ کو امام بناکر نماز پڑہ لینا سو حضرت ؐ کو وہان
کچھ دیر ہوگئی تو لوگون نے ابوبکر رضہ کو امام بناکر نماز شروع کی اور حضرت ؐ پیچہے سے آملے تب یہ حدیث
فرمائی اِسنے معلوم ہوا کہ اگر خلیفہ مصلے سے پیچہے ہٹ آوے تو اوسکی نماز درست ہے اسلیے کہ ابوبکر رضہ مصلے سے پیچہے
ہٹ آئے اور حضرت نے اونکو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا بلکہ اوسپر سکوت فرمایا پس آپکی تقریر سے نماز کا جائز
ہونا ثابت ہوگیا اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے اور اسحدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین
ایک یہ کہ لوگون مین صلح کرانی اور قطع رحمی کے جہگڑے اوکہاڑنے مین بڑا ثواب ہے اور امام کا خود آپ
رعیت مین صلح کے واسطے جانا اور صلح کو امامت پر مقدم رکہنا جائز ہے اور دوم یہ کہ بعض رعیتون کے
دعوے سننے کے واسطے امام کو موقعہ پر جانا جائز ہے جبکہ اونکی کچہری مین حاضر کرنے سے موقعہ پر جانا بہتر
معلوم ہووے سوم یہ کہ ایک نماز دو اماموں کے پیچہے پڑہنی جائز ہے اسطورسے کہ کچہہ نماز پہلے ایک
امام پڑہاوے اور باقی نماز پہر دوسرا امام پڑہاوے اور جب کہ ہمیشہ کا امام غائب ہو تو کسی کو اپنا
خلیفہ بناوے اور جب ہمیشہ کا امام نماز شروع ہونے کی بعد آجاوے تو اوسکو اختیار ہے خواہ اپنے خلیفے کے
پیچہے

اقتدا کرے اور خواہ امام بن جاوے اور خلیفے کو مقتدی بنالیوے کہ اسیطرح اول بدل کرنیسے
کسی کی نماز نہین ٹوٹتی ہے نہ امام کی اور نہ مقتدیون کی چہارم یہ کہ اگر کوئی آدمی ہی کچہہ نماز مین امام
بنے اور باقی نماز مین مقتدی ہو تو یہہ بھی جائز ہے پنجم یہ کہ اگر تنہا آدمی نماز شروع کرے اور پہر اوسکے پاس
جماعت ہونے لگے تو اوس سے پہلی نیت سے جماعت کے ساتہہ ملجاوے نہ نماز کو توڑے اور نہ نئی
نیت کرے اسلیے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے نیت کرلیوے تو جائز ہے ششم یہ کہ صدیق اکبرؓ
کو تمام صحابہ پر فضیلت ہی اور ایک جماعت نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ ابو بکر صدیقؓ سب
اصحاب سے افضل ہین اسلیے کہ سب اصحاب نے امامت کو واسطے اوسیکو اختیار کیا اور کسی کو نہ کیا اور یہ
کہ اگر امام حاضر نہ ہووے تو مقتدیون سے کوئی امام بنجاوے لیکن یہ اوسیوقت ہی کہ فتنے کا خوف
نہ ہوا اور امام اوس خلیفے سے ناراض نہ ہو بلکہ وہ خلیفہ سب کا خیر خواہ ہو ہفتم یہ کہ اقامت کہنا اور امام
کو بلانا موذن کا کام ہے اور یہ کہ بدون اذن امام کے موذن تکبیر نہ کہے اور یہ کہ نماز اول وقت پڑہنی
خاصکر عصر کی نماز امام کی انتظار سے افضل ہے ہشتم یہ کہ نماز مین سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا جائز ہے
گو اوس سے غیر کو خبر دار کرنا مقصود ہو نہم کہ نماز مین ہاتہ اوٹہا کر دعا کرنا جائز ہے دہم یہ کہ جب کسی کو
۴۸۳ کوئی نئی نعمت ملی تو مستحب ہے کہ الحمد للہ کہے گو نماز ہی مین ہو یازدہم یہ کہ کسی حاجت کے واسطے پیچہے کی
طرف پہر کر دیکھنا جائز ہے اور یہ کہ نمازی کو ہاتہہ سے اشارہ کرنا جائز ہے دوازدہم یہ کہ نمازیون کو پہاڑتے
ہوئے اونکے درمیان سے چلنا پہلی صف مین داخل ہونے کے واسطے جائز ہے مگر یہ کہ صرف امام ہی کے
واسطے ہے یا اوسکے واسطے جسکے خلیفہ بنانے کی امام کو حاجت ہو یا صف اول مین کوئی خالی جگہہ بند کرنے
کے واسطے جاوے اور یہ آدمیون کو تکلیف دینے کے قبیلے سے نہین ہے جیسے کہ بیٹہے آدمیون کی گردنون پر
سے کود کر جانے مین اونکو تکلیف ہوتی ہے پس اس حدیث اور حدیث مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ الخ
کے درمیان کوئی تعارض نہین سیزدہم مفضول کو فاضل کی امامت کرانی جائز ہے چہاردہم یہ کہ نماز مین
تہوڑا کام کر لینے سے اور کئی قدم چلنے سے نماز نہین ٹوٹتی اسلیے کہ ابو بکرؓ اپنی جگہہ سے چلکر صف مین
آئے مگر یہ شرط ہے کہ اولٹے پاؤن پیچہے ہٹے قبلے کیطرف پیٹہہ نہ پہیرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام
قراءۃ مین بند ہو جاوے تو مقتدی کو بتلانا جائز ہے اسلیے کہ جب سبحان اللہ کہنا جائز ہوا تو قرآن کی
تلاوت بطریق اولے جائز ہوگی **باب** اِذَا اسْتَوَوْا فِی الْقِرَاءَةِ فَلْیَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ جب قرآن
پڑہنے مین سب برابر ہون تو بڑی عمر والا امام بنے حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ
ابْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ قَدِمْنَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِّنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَحِيْمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوْهُمْ مُرُوْهُمْ فَلْيُصَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ
حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ
اَكْبَرُكُمْ **ترجمہ** مالک بن حویرث رضہ سے روایت ہی کہ ہم (کئی آدمی) حضرت پاس حاضر ہوئے اور ہم
سب جوان تہے یعنی جوان آدمی کو بیوی کا بہت شوق ہوتا ہے) اور ہم آپکے پاس قریب بیس دنکی ٹہیرے
اور آپ بہت مہربان تہے ہمارا اشتیاق گہرون کیطرف بہت دیکھا تو ہمکو وطن جانیکی اجازت دی
اور فرمایا کہ اگر تم اپنے شہرون کیطرف پلٹ جاؤ اور وہانکے لوگون کو دین سکہاؤ تو بہت بہتر ہو۔ اونکو
حکم کرو کہ نماز پڑہین ایسے وقت مین اور ایسے نماز ایسے وقت یعنی آپ نے پانچون نمازونکی وقت بیان
فرمائے اور جب نماز کا وقت آوے تو چاہیے کہ تم مین سے کوئی اذان دیوے اور تم مین بڑی عمر والا
امام بنے **ف** صحیح مسلم مین ابو مسعود انصاری رضہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ امامت کرے
قوم کی جو اون مین قرآن کا بڑا قاری ہو سو اگر وے لوگ قرارت مین برابر ہون تو جو بڑا عالم حدیث کا ہو
سو امامت کرے اور اگر حدیث مین بہی سب برابر ہون تو امامت کرے جسنے اونمین سے اول ہجرت کی ہو سو اگر ہجرت
مین بہی سب برابر ہون تو اون مین بڑی عمر والا امامت کرے سو یہ حدیث بہت صریح ہے مسئلہ باب مین 484
لیکن چونکہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہین ہے اسلیے اوسکو باب مین نہین لایا بلکہ اوسکو اسجگہہ ترجمہ
مین داخل کیا اور اسکے واسطے دلیل مالک بن حویرث کیحدیث لایا لیکن اسحدیث سی سب کا قراءۃ اور حدیث مین
مساوی ہونا صریحًا معلوم نہین ہوتا ہے مگر فتح الباری مین لکہا ہی کہ مالک بن حویرث اور اوسکے ساتہیون کا ہجرت
اور اقامت اور غرض مین برابر ہونا اور حضرت کا سبکو یہ فرمانا کہ اپنے پیچہے والون کو جا کر دین سکہاؤ اور کسی ایک
کو اون مین سے خاص نہ کرنا دلیل ہے اسپر کہ وہ لوگ قراءۃ اور تفقہ فے الدین مین سب برابر تہے پس معلوم
ہوا کہ جب قبیلہ مین سب برابر ہون تو بڑی عمر والا امامت کرے پس یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی باب سے
اور قرآن کا قاری اوسیوقت مقدم کیا جاتا ہے جبکہ مسائل نماز وغیرہ کا خوب ماہر ہو اور جب قاری بالکل
جاہل ہو سوائے قراءت کی اور کچہہ نہ جانتا ہو تو اوسوقت سب کا اتفاق ہے کہ عالم امام بنے قاری امامت نکرے
اور سبب اسکا یہ ہی کہ حضرت کے زمانے کے لوگ قرآن کے معنی جانتے تہے اسلیے کہ وہ اہل
زبان تہے اونکی عربی کلام تہی سو جو اونمین قاری ہوتا تہا وہ فقہ اور حدیث مین بہی بڑا عالم ہوتا تہا بلکہ جو
اونمین قاری ہوتا وہ بہی پچہلے زمانے کے فقہا سے زیادہ ماہر ہوتا تہا **بَابٌ** اِذَا زَارَ الْاِمَامُ
قَوْمًا فَاَمَّهُمْ جب امام کسی قوم کی زیارت اور ملاقات کو جاوے تو اوسکو اونکی امامت کرنی جائز

ہے حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ
مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ
اُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا **ترجمہ** عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت م نے میرے
گھر مین آنے کی اجازت مانگی سو مین نے آپکو اجازت دی سو فرمایا کہ تو اپنے گھر مین مجھے نماز پڑہنے کو کس جگہہ کو
پسند رکھتا ہے سو مین جس مکان کو پسند رکھتا تھا اوسکی طرف اشارہ کیا سو حضرت م نماز کے لیے کھڑے
ہوئے اور ہمنے آپکے پیچھے صف باندہی پھر آپ نے نماز سے سلام پھیری اور ہمنے بھی سلام پھیری
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی کی ملاقات کو جاوے تو اوسکو اوس غیر کی جگہہ مین
امامت کرنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے
یہ ہے کہ دوسری حدیث مین جو وارد ہوا ہے کہ نہ امامت کرے کوئی مرد دوسرے مرد کے حکومت کے مکان
مین تو اس حدیث سے امام اعظم اور اوسکا نائب مخصوص ہے **باب** اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ
امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی کیجے یعنے جو حدیثین اس باب مین آئی ہین یہان اونکا بیان
کیا جاویگا وَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ بِالنَّاسِ وَهُوَ جَالِسٌ ٦٨٥
یعنے اور جس بیماری مین حضرت م نے انتقال فرمایا اوسمین آپ نے لوگون کو بیٹھے نماز پڑہائی یعنے آپ بیٹھے
رہے اور لوگ آپکے پیچھے کھڑے تھے اور آپ نے کسیکو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ امام کی پیروی
ہر حال مین ضرور نہین بلکہ یہ حکم عموم پیروی سے مخصوص ہے پس یہ حکم پیروی کا بیٹھنے مین منسوخ ہوگا یعنے اگر
امام بیٹھکر نماز پڑہاوے تو مقتدیون کو اوسکے ساتھ بیٹھنا اور بیٹھنے مین اوسکی پیروی کرنی جائز نہین
وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْاِمَامِ يَعُوْدُ فَيَمْكُثُ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْاِمَامَ
یعنے اور ابن مسعود رض نے کہا کہ جب مقتدی امام سے پہلے سر اوٹھائے یعنے رکوع مین یا سجدے مین
اور امام ابہی رکوع یا سجدہ مین ہو تو پھر سر کو وہین رکھدے اور اتنی دیر امام سے پیچھے ٹھیرا رہے
جتنی دیر کہ اس سے پہلے سر اوٹھایا تھا پھر امام کی پیروی کرے **ف** اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ امام کی
پیروی واجب ہے اسلیے کہ جب اسقدر تھوڑی دیر کو جو امام کی پیروی سے چوک گئی ہے، قضا کرنا واجب
ہوا تو تمام سجدے مین اوسکی پیروی کرنی بطریق اولے واجب ہوگی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس
اثر کی باب سے وَقَالَ الْحَسَنُ فِيْمَنْ يَرْكَعُ مَعَ الْاِمَامِ رَكْعَتَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُوْدِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ
الْاٰخِرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِي الرَّكْعَةَ الْاُوْلٰى بِسُجُوْدِهَا وَفِيْمَنْ نَسِيَ سَجْدَةً حَتّٰى قَامَ يَسْجُدُ یعنے

اور حسن بصری نے کہا کہ جسنے امام کے ساتھہ دو رکعت نماز پڑہی اور رکوع کو امام کے ساتھہ پایا مگر سجدہ اُسکے ساتھ کوئی نہ پایا یعنے خلقت کے ہجوم کی وجہ سے جیسے جمعہ مین یا کسی اور عذر سے تو اخیر رکعت کی واسطے دو سجدے کری پہر دوسری رکعت کو سجدوں کے ساتھہ قضا کرے یعنے چونکہ اخیر رکعت کے دونو سجدے اسکے ساتھ متصل واقع ہوئے ہین اسلیے وہ رکعت تو پوری ہو گئی اور پہلی رکعت این چونکہ صرف رکوع ملا تھا سجدہ نہین ملا تہا تو اب وہ رکوع بھی گیا گذرا اسلیے پوری رکعت ادا کرنی ضرور ہے اور شافعیون کے نزدیک وہ رکوع پہلا ہی معتبر ہے اُس سی جمعہ کی نماز کا ثواب ملجاوے گا اور حسن بصری نے اوس شخص کے حق مین کہا جو نماز سے ایک سجدہ بہول جاوے یہانتک کہ کہڑا ہو جائے اوسکا حکم یہی ہے کہ دوسرا سجدہ کرے اور اُس قیام کو جو بے ترتیب واقع ہوا ہے کالعدم شمار کرے بعد اوسکے کہڑا ہووے

ف اس اثر سے بہی معلوم ہوا کہ امام کی پیروی ہر حال مین واجب ہے اسلیے کہ اگر امام کی پیروی واجب نہ ہوتی تو ایسی نماز مین اوسکی پیروی اور موافقت نہ کیجاتے جسین کہ اوسکی نماز کے بعض رکن باطل ہوئے اور بعد سلام کے اونکو قضا کرنا پڑا بلکہ اول ہی مین اوسکی جماعت سی جدا ہو کر اپنی نماز باترتیب پڑہی جاتے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے

٦٤٦ **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ بِاَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وجد من نفسه خفة فخرج بين رجلين احدهما العباس لصلوة الظهر وابو بكر يصلي بالناس
فلما راٰه ابو بكر ذهب ليتأخر فاومى اليه النبي صلى الله عليه وسلم بان لا يتأخر فقال
اجلساني الى جنبه فاجلساه الى جنب ابي بكر قال فجعل ابو بكر يصلي وهو يأتم بصلوة
النبي صلى الله عليه وسلم والناس بصلوة ابي بكر والنبي صلى الله عليه وسلم قاعد قال
عبيد الله فدخلت على عبد الله بن عباس فقلت له الا اعرض عليك ما حدثتني عائشة
عن مرض النبي صلى الله عليه وسلم قال هات فعرضت عليه حديثها فما انكر منه
شيئا غير انه قال اسمت لك الرجل الذي كان مع العباس قلت لا قال هو علي

ترجمہ اسحدیث کا اوپر گذر چکا ہے اسمین اتنا زیادہ ہے کہ حضرتؐ نے بیماری مین فرمایا کہ کیا لوگ نماز
پڑھ چکے ہین ہمنے کہا نہین آپ کی انتظار کر رہے ہین فرمایا کہ میرے واسطے ایک تغار مین پانی بہر رکہو سو ہمنے اسمین
پانی بہر رکہدیا سو آپ نے غسل کیا پہر آپ کہڑے ہونے لگے سو آپ بیہوش ہوگئے پہر ہوش مین آئے فرمایا کیا
لوگ نماز پڑھ چکے ہین ہمنے عرض کیا نہین آپ کی انتظار مین ہین فرمایا کہ میرے واسطے ایک تغار مین پانی
رکہو سو آپ تغار مین بیٹھے اور غسل کیا پہر آپ اوٹہنے لگے سو بیہوش ہوگئے پہر ہوش مین آئے پہر فرمایا کہ کیا لوگ
نماز پڑھ چکے ہین ہمنے عرض کیا کہ نہین آپکی انتظار کر رہے ہین اور لوگ نماز عشا کی واسطے مسجد مین آپکی انتظار ٦٩٧
کر رہے تہے سو حضرتؐ نے صدیق رضہ کیطرف آدمی بھیجا کہ لوگون کو نماز پڑہائے اور باقی تمام قصہ عائشہ
کے عذر کا اوپر گذر چکا ہے اور اوسکی آخر ایک یہ لفظ بہی زیادہ ہے کہ جسدن آپ گہر سے تشریف لائے وہ ظہر
کی نماز کا وقت تہا اور فرمایا کہ مجہکو ابو بکر رضہ کے پہلو مین بٹھاؤ سو حضرت نے لوگونکو بیٹھکر نماز پڑہائی عبید اللہ
(راوی) نے کہا کہ مین نے یہ حدیث عائشہ رضہ سے سنکر ابن عباس کو سنائی سو اونہے اسحدیث سے کسی بات کا انکار نہ
کیا یعنے یہ حدیث صحیح ہے **ف** مطابقت اسحدیث کی باب سے یہ ہے کہ آپ نے بیٹھ کر لوگون کو نماز
پڑہائی اور لوگون کو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ امام کی پیروی کے عموم سے یہ حکم مخصوص ہے جیسے کہ
اوپر گذر چکا ہے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمیشہ کا امام
بیمار ہو تو دوسرے کو اپنا خلیفہ بنانا بہتر ہے اس سے کہ وہ خود بیٹھکر لوگون کی نماز پڑہائے اسلیے کہ حضرتؐ نے
ابو بکر کو خلیفہ بنایا اور آپ نے بیٹھ کر اونکو نماز پڑہائی اور اسحدیث سے یہ بہی ثابت ہوا کہ اگر امام معذور ہو وہ
اور بیٹھ کر لوگون کو نماز پڑہائے تو جائز ہے خواہ مقتدی بہی امام کیطرح معذور ہو خواہ تندرست ہو اور کہڑا
ہو کر امام کے پیچھے نماز پڑہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ اور اوزاعی وغیرہ کا اور ایسے ہی
بہت صحابہ سے بہی ثابت ہو چکا ہے کہ اونہون نے بیٹھ کر لوگون کو نماز پڑہائی اونہین میں سے ہین اسید بن

حضیر اور جابر اور قیس اور انس بن مالک وغیرہ اور ابن حبان وغیرہ نے کہا کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اگر امام
بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہوں تو جائز ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرض الموت کی حضرت
کے ساتھ خاص ہے یعنے کسی اور کو بیٹھ کر امامت کرنی جائز نہیں ہے اور دلیل اونکی حدیث جابر جعفی کی ہے
کہ میرے بعد کوئی آدمی بیٹھ کر امامت نہ کرے سو امام شافعی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے پس حجت نہیں ہو سکتی ہے
اور نیز جابر جعفی بڑا کذاب ہے امام ابو حنیفہ نے کہا کہ میں نے اوس سے زیادہ تر جھوٹا جہان میں کوئی نہیں دیکھا
اور نیز احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ کوئی مقتدی امام کے پیچھے نہ بیٹھے ایسے ہی امام مالک کے نزدیک بھی بیٹھ کر امامت
جائز نہیں لیکن ابو بکر بن عربی مالکی نے کہا کہ اس حدیث مرض الموت کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں
پس سنت کا اتباع کرنا بہت بہتر ہے اور تخصیص احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور بعضوں نے
کہا کہ جو حضرت صلعم نے پہلے حکم فرمایا تہا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑہے تو تم بھی اوسکے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھو جیسے
کہ آئندہ حدیث میں آتا ہے تو یہ حکم مقتدیوں کے بیٹھ کر پڑہنے کا منسوخ ہے اس حدیث مرض الموت
سے اسلیے کہ اصحاب نے حضرت صلعم کے پیچھے کہڑے ہو کر نماز پڑہی اور آپ بیٹھے تہے سو آپ نے کسی کو بیٹھنے
کا حکم نہ فرمایا اور یہی قول ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور اوزاعی وغیرہ کا لیکن امام احمد
کہتے ہیں کہ یہ امر منسوخ نہیں اب بھی امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑہنی جائز ہے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت ۴۸۸
محدثین کا جیسے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان وغیرہ اور وہ ان دونوں قسم کی حدیثوں میں کئی طور
سے تطبیق دیتے ہیں جو فتح الباری میں مذکور ہیں بہت عمدہ وجہ تطبیق کی اون میں سے یہ ہے کہ
یہ جو حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑہے تو مقتدی بھی اوسکے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑہیں تو
یہ حدیث محمول ہے استحباب پر یعنے مستحب ہے کہ بیٹھے کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑہے واجب نہیں اسلیے
کہ جب حضرت صلعم نے اس اخیر بار میں بیٹھ کر نماز پڑہائی اور لوگوں نے اونکے پیچھے کہڑے ہو کر نماز پڑہی
اور آپ نے اونکو نماز کے دوہرانے کا حکم نہ فرمایا تو آپ کی تقریر ثابت ہو گئی اور وجوب باطل ہو گیا اور
یہ حدیث مرض الموت کے جواز پر محمول ہے یعنے اگر بیٹھے امام کے پیچھے مقتدی کہڑے ہو کر نماز پڑہیں
تو یہ بھی جائز ہے اور جواز مستحب کے مخالف نہیں ہے اگر کوئی کرے ثواب ہے نہ کرے تو عذاب نہیں
پس دونو حدیثوں میں تطبیق ہو گئی انتہے ملخصاً مترجم کہتا ہے کہ دعوے نسخ سے یہی تطبیق اولے
ہے اور شیخ ابن حجر کی بہی رائے معلوم ہوتی ہے کہ دونوں میں تطبیق دیکر سکوت کر گئے ہیں بلکہ
امام بیٹھے کے پیچھے بیٹھ کر پڑہنے کو مستحب ٹہیرا گئے ہیں واللہ اعلم حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ
قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِہٖ وَھُوَ شَاکٍ فَصَلّٰی جَالِسًا وَّصَلّٰی وَرَاءَہٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْھِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر مین نماز پڑہی اور آپ بیمار تہے یعنے آپ گہوڑے سے گر پڑے تہے اور آپکے پاؤن کو کچہ چوٹ لگی تہی سو آپنے بیٹھے نماز پڑہی اور لوگون نے آپ کے پیچھے کہڑے ہوکر نماز پڑہنی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسواسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی کیجیے سو جب وہ رکوع کرے تو تم بہی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اوٹہاوے تو تم بہی سر اوٹہاؤ اور جب سجدہ کرے تو تم بہی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اوسکے بدلے ربنا ولک الحمد کہو اور جب امام بیٹھے نماز پڑہے تو تم بہی بیٹھے نماز پڑہو یعنے ہر حال مین امام کی پیروی کرے نہ جب ہے امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرے اور نہ اوسکی برابری کرے اور نہ اوس سے آگے بڑہے اور نہ اوسکی کسی چیز مین مخالفت کرے **ف** یہہ حکم امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑہنے کا منسوخ ہے یا استحباب پر محمول ہے جیسے کہ ابھی اوپر گذرا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ اَنَسِ ۴۸۹
ابْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْہُ فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ فَصَلّٰی صَلٰوۃً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَھُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّیْنَا وَرَاءَہٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ الْحُمَیْدِیُّ قَوْلُہٗ وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا ھُوَ فِیْ مَرَضِہِ الْقَدِیْمِ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَّالنَّاسُ خَلْفَہٗ قِیَامٌ لَمْ یَاْمُرْھُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا اس حدیث کے اول مین اتنا زیادہ ہے کہ ایک بار حضرت ص گہوڑے پر سوار ہوے سو گہوڑے سے گر پڑے سو آپکے داہنے پہلو چہل گئے یعنے زخمی ہو گئے سو آپنے بیٹھے نماز پڑہی اور ہمنے بہی آپکے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑہی اور اوسکے آخر مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ حمیدی (یہ بخاری کا استاد ہے) نے کہا ہے کہ حضرت ص کا یہ فرمانا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑہے تو تم بہی بیٹھ کر پڑہو تو یہہ فرمان آپکا پرانی بیماری مین تہا پہر آپنے بعد اوسکے آخر عمر یعنے مرض الموت مین بیٹھ کر نماز

پڑہی اور لوگ آپکے پیچھے کہڑے رہے آپ نے اونکو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا اور نہین پکڑا جاتا ہے مگر حضرت کے
آخر سے فعل کو . . . . . یعنے جو حضرت ؐ نے آخر عمر مین کیا ہو یا فرمایا ہو اوسی پر عمل
کرنا چاہیے **ف** مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑہنا منسوخ ہو چکا ہے حضرت
کے آخری فعل سے جو آپ نے مرض الموت مین کیا جیسے کہ اوپر گذر چکا ہے اور ظاہرا یہ حدیث انس رضؓ
کی عائشہ رضؓ کی حدیث سابق کے معارض ہے اسلیے کہ اسمین یہ ذکر ہے کہ مقتدی آپکے پیچھے کہڑے تہے اور
اسمین یہ ذکر ہے کہ مقتدی آپکے پیچھے بیٹھے تہے سو وجہ تطبیق کی ان دونون حدیثون مین یہ ہے کہ انس کی
حدیث مین اختصار ہے اونکی اصل قصہ یون ہے کہ پہلے ابتدا نماز مین مقتدی حضرت کے پیچھے کہڑے ہوئے تہے
سو حضرت ؐ نے اونکو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پس سب لوگ بیٹھ گئے سو راوی نے اول اونکا کہڑا ہونا
پہر آپ کے حکم سے بیٹھنا ذکر نہین کیا آخر کار جسپر عمل قرار پایا تہا صرف وہی بیان کر دیا تہا واللہ اعلم

باب متی یسجد من خلف الامام مقتدی کب سجدہ کرے یعنے جب امام قومے مین ہو یا جلسہ
مین ہو وقال انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا سجد فاسجدوا یعنے انس رضؓ نے حضرت ؐ
سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب امام سجدہ کرے تو تم بہی سجدہ کرو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ مقتدی امام سجدہ کے بعد سجدہ کرے یا تو اسطرح سے کہ جب امام سجدہ مین تو مقتدی اوسوقت سجدے ۶۹۰
مین جا چکے تو مقتدی اوسوقت سجدہ مین جاوے اور یا اسطور سے کہ جب امام سجدے مین جانا شروع کرے
تو بعد اوسکے مقتدی سجدہ مین جانا شروع کرے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس اثر کی باب سے اور یہ اسواسطے ہے
کہ شرط مقدم ہوتی ہے جزا پر **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان قال حدثنی
ابو اسحاق قال حدثنی عبد اللہ بن یزید قال حدثنی البراء وھو غیر کذوب قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ لم یحن احد منا ظہرہ حتی یقع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا ثم نقع سجودا بعدہ **ترجمہ** براء سے روایت ہے کہ جب حضرت
سمع اللہ لمن حمدہ کہا کرتے یعنے رکوع سے کہڑے ہو کر تو ہم مین سے کوئی اپنی پیٹھ کو نہ جہکاتا یعنے سب کہڑے
رہتے یہانتک کہ آپ سجدہ مین جا پڑتے پہر آپکے بعد ہم بہی سجدہ مین جاتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ جب امام سجدے مین جا چکے تو بعد اوسکے مقتدی سجدے مین جاوے پس مطابقت اس حدیث کی باب
سے ظاہر ہے **باب** اثم من رفع راسہ قبل الامام جو شخص رکوع اور سجدہ کے وقت امام سے
پہلے سر اوٹہا وے تو اوسکے واسطے کیا گناہ ہے **حدثنا** حجاج بن منہال قال حدثنا شعبۃ عن
محمد بن زیاد قال سمعت ابا ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اما یخشی احدکم

اَوَلَا یَخْشٰی اَحَدُکُمْ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ رَأْسَہٗ رَأْسَ حِمَارٍ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ
صُوْرَتَہٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ ترجمہ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کیا تم مین سے کوئی
نہین ڈرتا جبکہ امام سے پہلے اپنا سر اوٹھاتا ہے اس سے کہ خدا اوسکے سر کو گدہے کے سر سے بدل ڈالے
یا خدا اوسکے صورت کو گدہے کی صورت کر ڈالے (یہ شک راوی کا ہے کہ آپ نے پہلا لفظ فرمایا یا دوسرا)

ف اس حدیث کے دوسرے طریق مین صریح آگیا ہے کہ مراد صرف سجدہ سے سر اوٹھانا ہے لیکن
رکوع مین امام سے پہلے سر اوٹہانے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ اوسکے ساتھ ملحق ہے اور سجدہ کو واسطے
خاص کیا کہ اوسمین بندہ خدا سے زیادہ تر نزدیک ہوتا ہے اور ایسے ہی جو شخص رکوع اور سجدے
جانے کے وقت امام سے پہلے جہکے تو اوسکا یہی حال ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام سے پہلے
سر اوٹہانا حرام ہے اسلیے کہ اوسکے حق مین صورت بدل جانے کے وعید وارد ہوئے لیکن جمہور
علما کہتے ہین کہ اس صورت مین اوسکی نماز جائز ہو جاوے گی اور امام احمد وغیرہ کے نزدیک اوسکی نماز
باطل ہو جاتی ہے اسلیے کہ نہی نماز کے فاسد ہو جانے پر دلالت کرتی ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت
اس حدیث کی باب سے اور صورت کا بدلجانا جو اس حدیث مین آیا ہے تو اکثر علما کے نزدیک یہ حقیقت
پر محمول ہے یعنے ظاہر دنیا مین اوسکی صورت بدلجاوے گی اور دلیل اسپر وہ حدیث ابو مالک کی ۴۹۱
کی ہے جو کتاب الاشربہ مین آوے گی اسلیے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت مین بھی صورت
کا بدلجانا واقع ہوگا اور بعضے کہتے ہین کہ صورت بدلنے سے حقیقی معنے مراد نہین بلکہ مجازی معنے مراد
ہے یعنے یہ شخص گدہے کیطرح جاہل ہے کہ نماز کے فرائض کو نہین جانتا اور امام کی پیروی نہین کرتا
سو اسکا جواب یہ ہے کہ بعض طریقون مین اس حدیث کی یہ لفظ آگیا ہے کہ خدا اوسکے سر کو کتے کے سر سے
بدل ڈالے تو اب یہ لفظ اس مجازی معنے کو باطل کرتا ہے اسلیے کہ یہ نہین کہا جاتا کہ تو کتے کیطرح جاہل ہے
اور نیز اس حدیث مین لفظ بدل ڈالنے کا وارد ہوا ہے وہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد اصلی صورت کا
بدل جانا ہے اور نیز وعید مستقبل کے لفظ سے واقع ہوئی ہے اور نیز اگر مجازی معنے مراد ہوتے تو یون
کہا جاتا فراسہ راس حمار یعنے اوسکا سر گدہے کا سر ہے اسلیے کہ یہ صفت جہالت اور بلادت کی اوس
وقت اس شخص مین موجود ہے جبکہ اسنے یہ کام کیا ہے تو اب اسکو یہ کہنا صحیح نہین ہوگا کہ اگر تو ایسا کام
کریگا تو خوف ہے کہ تو جاہل ہو جاوے اسلیے کہ جہالت کی صفت تو اسمین آگے ہی موجود ہے پس معلوم
ہوا کہ مراد اس سے ظاہر صورت کا بدلجانا ہے اگر کوئی سوال کرے کہ ہم بہت لوگون کو دیکھتے ہین کہ وہ
امام سے پہلے سر کو اوٹہا لیتے ہین حالانکہ وہ اپنے اصلی صورت پر رہتے ہین تو جواب اسکا یہ ہے

کہ وعید کا واقع ہونا لازم نہین اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ قبر سی گدہی کیصورت پر اوٹہایا جاوے ذلت کی واسطی یا آخر مین اوسکے ساتہہ گدہے کا سا معاملہ کرین گے اور یہ کلام اوسنے ایسا کیا ہے کہ اُس سزا کا مستحق ہے اور اگر خدا اپنے فضل سے معاف کرے تو یہ مستحق ہونے کے مخالف نہین ہے اور ذکر کرتے ہین کہ محدثین سے ایک شخص نے اسحدیث مین شک کیا تہا سو اوسنے امام سے پہلے سر اوٹہایا پس اوسکا سر گدہے کے سر سے بدل گیا واللہ اعلم بالصواب

اور اس سے معلوم ہوا کہ امام کے ساتہہ ہر کام مین برابر رہنا یعنے نہ آگے بڑہنا نہ پیچہے رہنا جائز ہے اسلیے کہ اسمین صرف پہلے سر اوٹہانے سے منع فرمایا ہے امام کے ساتہہ برابر ہو کر ایک وقت مین سر اٹہانے سے منع نہین فرمایا بلکہ اوسپر سکوت فرمایا ہے پس وہ جائز ہوگا **لطیفہ** امام سے پہلے سر اوٹہانیکا کوئی سبب نہین مگر جلدی کرنا سو اس بیماری کی دوا یہ ہے کہ آدمی یہ بات ہر وقت دلمین یاد رکہے کہ مین امام سے کسی طرح پہلے سلام نہین پہیر سکتا ہون پس امام سے جلدی کرنے بیفائدہ ہے **باب** اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی غلام اور آزاد شدہ کی امامت کا بیان یعنے جائز ہے **ف** غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہی کہ غلام کی امامت جائز ہے اور یہی مذہب ہی امام شافعی کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک غلام کی امامت مکروہ ہے لیکن اوسیوقت ہی جبکہ غلام جاہل ہو اور جبکہ عالم ہو تو ابو حنیفہ کے نزدیک بہی اوسکی امامت بلا کراہت جائز ہے وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ یعنے اور عائشہ کا غلام اونکی امامت کیا کرتا تہا قرآن سے دیکہہ کر **ف** پس معلوم ہوا کہ غلام کی امامت جائز ہے اور نماز مین دیکہہ کر قرارت پڑہنی امام شافعی اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک جائز ہے اور یہی مروی ہے حسن بصری اور ابن سیرین اور حکم اور عطار سے اور امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک جائز نہین اور وہ اسکی یہ تاویل کرتے ہین کہ قرآن سے امامت کرنے کا یہ معنے ہے کہ نماز سے پہلے قرآن سے دیکہہ کر یاد کر لیا کرتا تہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ ایسے تو تمام خلقت کا یہی حال ہے کہ پہلے قرآن سے دیکہہ کر یاد کر لیتے ہین پہر اسکے ساتہہ اس فعل کو خاص کرنا بالکل بے معنے ہے وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِي لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّهُمْ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ یعنے اور ولد الزنا اور جنگلی مرد اور لڑکے نابالغ کی امامت بہی جائز ہے واسطے فرمانے حضرت صلعم کے کہ امامت کرے قوم کی جو نسین قرآن کا بڑا قاری ہو **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کا بڑا قاری ہو اوسکی امامت جائز ہے خواہ غلام ہو خواہ نابالغ لڑکا ہو خواہ ولد الزنا وغیرہ ہو پس اسحدیث کا عموم سبکو شامل ہی سوا سے کافر کے کہ اوسکی قرارت صحیح نہین ہے پس وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی **ف** ولد الزنا اور جنگلی آدمی کی امامت جمہور کے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے مگر جائز ہے اور لڑکے نابالغ

492

کی امامت امام شافعی اور حسن بصری وغیرہ کے نزدیک صحیح ہے اور ابو حنیفہ اور مالک وغیرہ کے نزدیک مکروہ ہے
اور ابو حنیفہ سے مشہور روایت مین نفلون مین صحیح ہے اور فرضون مین نہین لیکن احادیث کا عموم صریح ہے انکی
ردمین اور یہ کہنا کہ یہ بنا ضعیف کی قوی پر ہے محض خیال فاسد ہے اسلیے کہ نص کے مقابلے میں قیاس
بالاجماع مردود ہے اور تفصیل اس مسئلہ امامت نابالغ کی ظفر المبین جدید حصہ دوم مین مذکور ہے شائق
اوسکا مطالعہ کرے وَلَا یُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَیْرِ عِلَّةٍ یعنے اور نہ منع کیا جاوے غلام کو جماعت
سے بغیر کسی ضرورت شرعیہ کے یعنے اسلیے کہ خدا کا حق مقدم ہے بندہ کے حق پر حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ
قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ
الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ
سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ جب مہاجرین
اولین مکے سے مدینے کو ہجرت کرکے آئے اور عصبہ (ایک جگہہ کا نام ہے قبا مین نزدیک مدینہ کے) مین
آٹہیرے حضرت کی ہجرت کرنے سے پہلے تو سالم ابو حذافہ کا غلام اونکی امامت کیا کرتا تہا اور وہ انمین قرآن
کا زیادہ حافظ تہا **ف** شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین فرمایا کہ سالم کا ان لوگون کو
امامت کرانا اوسکے آزاد ہونے سے پہلے تہا پس معلوم ہوا کہ غلام کی امامت کرنی جائز ہے اسلیے کہ بڑے
بڑے صحابہ کے اجماع سے وہ امام بنا تہا اگر اوسکی امامت صحیح نہ ہوتی تو صحابہ کبار اوسکو اپنا امام نہ بناتے
پس یہی وجہ ہے مطابقت احادیث کی باب سے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ ترجمہ انس رضی عنہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانو اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام تمپر سردار ہووے گویا
کہ اوسکا سر سیاہ منقی ہے **ف** منقی کے ساتہ تشبیہ دینی واسطے چہوٹے ہونے سر اوسکے کی ہے اور یہ بات
حبشہ مین مشہور ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کی امامت جائز ہے اسلیے کہ اسکے دوسری طریق
مین عبد کا لفظ آگیا ہے اور جبکہ غلام کی اطاعت کا حکم ہوا تو اسکے پیچہے نماز بہی جائز ہوگی اور یہ اسواسطے کہ انکی
عادت اسی طرح سے جاری ہے کہ امامت خود خلیفہ کرتا ہے یا اوسکا نائب اور جو عامل ہوتا ہے وہ بہی خلیفہ
کا نائب ہے پس مطابقت احادیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابٌ** اِذَا لَمْ يُتِمَّ الْاِمَامُ وَاَتَمَّ مَنْ خَلْفَهٗ
جب امام نماز کو تمام نہ کرے اور مقتدی تمام کرے تو اوسکا کیا حکم ہے یعنے اگر امام اپنی نماز مین کوئی قصور
کر بیٹہے جیسے کہ وقت اسکی قضا کر دیوے یا رکوع اور سجود وغیرہ رکنوں مین کچھ قصور کرے اور مقتدی اپنی نماز

۴۹۳

مین کوئی قصور نہ کیے تو یہ قصور امام ہی کے سر رہیگا مقتدی کی نماز مین اس سے کوئی نقصان نہین پہونچتا
ہے پس مقتدی کی نماز درست ہو جاوے اور امام کی نماز درست نہ ہوگی حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ
قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ
عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے
روایت ہی کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ تمہارے امام تمہارے واسطے نماز پڑھتے مین سو اگر انہون نے ٹھیک نماز
پڑھی تو تم کو بھی نماز کا ثواب ملا اور انکو بھی اور اگر انہون نے کچھہ خطا کی تو تمکو اوسکا ثواب ہی اور انپر اس
خطا کا عذاب ہی ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اگر امام نماز کے ارکان ادا نکرے یا ناپاک یا بے وضو
نماز پڑہاوے یا کوئی اور قصور کرے تو مقتدی کی نماز ہوگئی خواہ وہ اس قصور کو جانتا ہو یا اوسکو خبر نہ ہو اور
امام کی نماز نہین ہوتی ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور
مالکیہ اور امام احمد کا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس صورت مین مقتدی کی نماز بھی نہین ہوتی ہے لیکن ابن
منذر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اونکے رد مین اسلیے کہ اس حدیث سی عام طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اگر امام
کی نماز ٹوٹ جاوے تو مقتدی کی نماز اس سی نہین ٹوٹتی ہے بشرطیکہ مقتدی اسمین کچھہ قصور نہ کرے بیٹھے اسیطرح ۴۹۴
اگر نماز کے بعد معلوم ہوا کہ امام کو نہانے کی حاجت تھی یا اوسکے کپڑے یا بدن پر کوئی پلیدی پوشیدہ لگی ہوئی
تھی تو مقتدی کی نماز کو اس سی کچھہ نقصان نہین اسکا سب قصور امام پر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اوسی صورت مین
ہے جبکہ امام مفسدات نماز کا مرتکب ہو یا مفسدات کا اوسکو علم نہ ہو باب اِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَ
الْمُبْتَدِعِ فتنے کے امام اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے ف فتنے کے امام سے وہ امام مراد ہے
جو فتنے کو کہڑا کرے اور امام حق کے ساتھہ مقابلہ کرے اور بدعتی سے وہ مراد ہے جسکا کوئی عقیدہ
اہلسنت و جماعت کی مخالف ہو اور اسمین اختلاف ہے کہ خوارج اور اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہین سو ابن عمر اور
سعید بن جبیر اور ابن ابی لیلے وغیرہ کہتے ہین کہ اونکے پیچھے نماز جائز نہین اگر پڑھے تو اعادہ کرے اور امام احمد
کہتے ہین کہ جو بدعتی لوگون کو اپنی بدعت کیطرف بلاوے اوسکے پیچھے نماز درست نہین اور جو شخص رافضی اور
قدری اور جہمی کے پیچھے نماز پڑھے اوسکو نماز دوہرانی واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز
جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور تین فرقون مذکورہ کے پیچھے جائز نہین وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ
بِدْعَتُهٗ یعنے حسن بصری نے کہا اوسکے پیچھے نماز پڑھہ اور اوسکی بدعت کا وبال اُسپر پڑے گا ف
بدعت کہتے ہین اُس کام کو جسکا شرع مین کوئی اصل نہ ہو اور وہ دو قسم ہے ایک حسنہ اور ایک قبیحہ اور مراد

اسجگہہ بدعت قبیحہ ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہی مقتدی کی نماز اوسکی بدعت سے کچھہ نقصان نہین ہوتا ہے پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ
ابْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ
عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَحْسَنُ
مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَاؤُا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَتَهُمْ
ترجمہ عبید اللہ سے روایت ہی کہ وہ عثمان رض پاس آیا اس حالت مین جبکہ باغیون نے اونکے گھر کو گھیرا ہوا تہا سو اوسنے عثمان رض سے کہا کہ لوگون کے امام آپ ہو اور یہہ مصیبت جو تمپر اوتری ہے تم دیکھتے ہو اور فتنے کا امام یعنے باغیون کا سردار ہمکو نماز پڑہاتا ہے تو ہم گنہگار ہوتے ہین اوسکی متابعت مین تو آپ کیا فرماتے ہین ہم اوسکے پیچھے نماز پڑھین یا نہ پڑھین سو عثمان رض نے کہا کہ نماز سب عملون سے بہتر عمل ہے سو جب لوگ نیک کام کرین یعنے نماز پڑہین تو تو بہی اُنکے ساتہہ جماعت مین شریک ہو جا اور جب وہ
کوئی برا کام کرین یعنے فتنہ فساد کرین تو اس سے بچا رہ تیری نماز درست ہو جاویگی ف اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ فتنے کے امام کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس اثر سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ فتنے مین داخل ہونا جائز نہین اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ جماعت کی بڑی تاکید ہے خاصکر فتنے کے وقت مین تاکہ لوگ متفرق نہ ہو جاوین اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ جس آدمی کے پیچھے نماز مکروہ ہے جماعت کے ترک کرنے او سکے پیچھے نماز پڑھنے اولی ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ بغیر اذن امام کے جمعہ پڑہنا جائز ہے وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا نَرٰى اَنْ يُّصَلّٰى خَلْفَ الْمُخَنَّثِ اِلَّا مِنْ ضَرُوْرَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا یعنے زبیدی نے زہری سے روایت کی ہے کہ مین ہیجڑے کے پیچھے نماز پڑھنے کو پسند نہین رکہتا ہون مگر ساتہہ ایسی ضرورت کے جس سے کوئی چارہ نہ ہو جیسے کہ حاکم وقت کا ہو یا حاکم کیطرف سے مقرر ہو کہ اوسکی مخالفت سے نقصان کا خوف ہو تو ایسے وقت اوسکے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے کہ وہ بہی فتنے کے امام کیطرح ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ اَنَّهٗ سَمِعَ
اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ ذَرٍّ اِسْمَعْ وَاَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ
كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے ابوذر سے فرمایا کہ کہا مان اور طاعت کر اگرچہ حبشی غلام تجپر سردار ہو گویا کہ سر اوسکا سیاہ منقی ہے ف یہ صفت

اکثر کر کے عجم کے لوگوں مین پائی جاتی ہے جو تہوڑے دنون سے مسلمان ہوئے ہوتے ہین اور انہین اکثر جہالت غالب ہوتی ہے اور ایسا آدمی بدعت اور فتنے سے خالی نہین ہوتا ہے اور جب کہ آپ نے ایسے آدمی کی اطاعت کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ اوسکی امامت بہی جائز ہے پس مطابقت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابٌ** يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ اگر صرف دو ہی آدمی ہون یعنے ایک امام اور ایک مقتدی ہو تو مقتدی امام کے داہنے طرف اُسکے برابر کہڑا ہووے یعنے اُسسے آگے بڑہے اور نہ اُس سے پیچہے ہٹے **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ قَالَ خَطِيطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مین نے اپنی خالہ میمونہ کے گہر مین ایک رات گذاری سو حضرت صلعم نے عشا کی نماز پڑہی پہر گہر مین تشریف لائے سو آپنے چار رکعت نماز پڑہی پہر سو گئے پہر حضرت صلعم تہجد کے واسطے کہڑے ہوئے یعنے کچہہ رات گئی سو مین آیا اور وضو کر کے آپکی بائین طرف کہڑا ہوا سو آپ نے مجہکو پہیر کر اپنے داہنے طرف کیا سو آپ نے پانچ رکعت نماز پڑہی پہر دو رکعت نماز پڑہی پہر سو گئے یہانتک مین نے آپکے خراٹے سنے پہر نماز کیطرف نکلے یعنے فجر کی نماز کے واسطے گہر سے تشریف لائے پہر آپ نے نماز پڑہی اور نیا وضو نہ کیا **ف** یہ حدیث اول پارے مین گذر چکی ہے پس اسی سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی صرف ایک ہی ہو تو امام کے داہنے طرف اوسکی برابر کہڑا ہووے اور یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی باب سے لیکن اگر کوئی دوسرا مقتدی پیچہے سے آئے تو دونون امام سے پیچہے ہٹ جاوین اور اگر پہلے سے دو مقتدی ہون تو وہ بہی امام کے پیچہے کہڑے ہووین اوسکے برابر نہ کہڑے ہووین اور ابن مسعود رض کا یہ مذہب ہے کہ اگر دو آدمی اور ایک امام ہو تو ایک اوسکے داہنے کہڑا ہووے اور ایک بائین کہڑا ہووے اور باقی تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ اسکے مخالف ہین وہ کہتے ہین جب کہ دو مقتدی ہون تو دونو امام کے پیچہے کہڑے ہووین اور اگر تین ہون تو بالاجماع پیچہے کہڑے ہون اور اگر ایک ہو تو امام کے داہنے طرف کہڑا ہووے اور اسپر اجماع ہو چکا ہے **بَابٌ** إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ إِلَى يَمِينِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمَا اگر کوئی مرد امام کے بائین کہڑا ہووے اور امام اوسکو پہیر کر اپنے داہنے طرف کر لیوے تو ان دونون کی نماز نہین ٹوٹتی ہے **ف** جمہور علما کے نزدیک ایسی صورت مین کسی کی نماز نہین ٹوٹتی ہے نہ امام کی اور نہ مقتدی کی اور امام احمد کے نزدیک

۴۹۶

ٹوٹ جاتی ہے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَاَخَذَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ فَصَلّٰى ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِيْ كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مینے اپنی خالہ میمونہ کے گہر مین ایک رات گذاری اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی اُس رات اوسکے پاس تہے سو آپ نے وضو کیا پہر نماز پڑہنی کو کہڑے ہوئے سو مین بہی آپکی بائین طرف کہڑا ہوا سو آپ نے مجہکو پکڑا اور داہنے طرف کیا سو آپ نے تیرہ رکعت نماز پڑہی پہر سو گئے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے اور جب سو جاتے تہے تو خراٹے لیا کرتے تہے پہر آپ کے پاس مؤذن آیا یعنے نماز کی خبر دینے کے واسطے سو حضرت گہر سے تشریف لائے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام مقتدی کو اپنے بائین طرف سے پہیر کر داہنے طرف کر لیوے تو دونو کی نماز نہین ٹوٹتی ہے اسلیے کہ حضرت صلعم نے ابن عباس کی نماز کو باطل نہین کیا اور نہ آپ کی نماز مین کچہہ قصور آیا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے

٤٩٧ **باب** اِذَا لَمْ يَنْوِ الْاِمَامُ اَنْ يَّؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَاَمَّهُمْ اگر کسی شخص نے امامت کی نیت نکی ہو یعنے تنہا نماز پڑہتا ہو پہر کچہہ لوگ پیچہے سے آجاوین تو وہ شخص نماز ہی مین اونکا امام بنجاوے تو جائز ہے اگرچہ نماز کے شروع کرنے سے پہلے امامت کی نیت نہ کی ہو

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ اُصَلِّيْ مَعَهٗ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِرَاْسِيْ وَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مینے اپنی خالہ میمونہ پاس ایک رات گذاری سو حضرت صلعم کچہہ رات گئے نماز پڑہنے کو کہڑے ہوئے سو مین بہی آپ کے ساتہہ نماز پڑہنے کا ارادہ کیا سو مین آپکے بائین طرف کہڑا ہوا سو آپ نے مجہکو سر سے پکڑا اور اپنے داہنے طرف کہڑا کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے امامت کی نیت نہین کی تہی پہر جب ابن عباس آپکے پیچہے کہڑا ہو گیا تو آپ نے نماز ہی مین امامت کی نیت کر لی پس معلوم ہوا کہ اگر نماز سے پہلے امامت کی نیت نہ کی ہو اور پیچہے سے کوئی دوسرا آدمی آجاوے تو اوسکی امامت کرنے جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور نووی وغیرہ کا خواہ مقتدی مرد ہون یا عورتین ہون اونکے نزدیک امامت کی نیت شرط

اور مسلم میں ایک اور حدیث بھی آچکی ہے جو ہمارے باب میں صریح ہے **باب** اذا طول الامام وکان للرجل حاجة فخرج فصلی جب امام قراءة کو لمبا کرے اور مقتدی کو کوئی ضرورت ہو تو جماعت سے علیحدہ ہو کر اپنی نماز تنہا پڑھ لیوے تو جائز ہے **حدثنا** مسلم قال حدثنا شعبة عن عمرو عن جابر بن عبد الله ان معاذ بن جبل کان یصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم یرجع فیؤم قومه ح وحدثنی محمد بن بشار قال ثنا غندر قال ثنا شعبة عن عمرو قال سمعت جابر بن عبد الله قال کان معاذ بن جبل یصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم یرجع فیؤم قومه فصلی العشاء فقرأ بالبقرة فانصرف الرجل فکان معاذ ینال منه فبلغ النبی صلی الله علیه وسلم فقال فتان فتان فتان ثلث مرار او قال فاتنا فاتنا فاتنا وامره بسورتین من اوسط المفصل قال عمرو لا احفظهما ترجمہ

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ معاذ کا دستور تھا کہ حضرت کے ساتھ عشا کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی قوم کیطرف پھر جاتے تھے سو انکی امامت کرتے تھے سو ایکبار معاذ نے عشا کی نماز پڑھی اور اس میں سورہ بقر شروع کی سو ایک شخص جماعت چھوڑ کے علیحدہ نماز پڑھکر چلا گیا سو معاذ اس سے ایذا کو پہونچتے تھے یعنے اوسکو برا کہتے تھے کہ وہ منافق ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو گیا ہے سو یہ خبر حضرت کو پہونچی سو فرمایا کہ اے معاذ کیا تو فتنہ انگیز ہے یہ کلمہ آپ نے تین بار فرمایا اور آپ نے اوسکو دو سورتین اوساط مفصل سے پڑھنے کو فرمایا عمرو نے کہا کہ وہ دونو سورتین مجکو یاد نہین رہی ہین **ف** ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت ؐ نے معاذ کو فرمایا والشمس وضحیها اور سبح اسم ربک الاعلی اور ایتنی ایتنی بڑی سورتین پڑھا کر اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام قراءة لمبی پڑھے اور مقتدی کسی ضرورت کے لیے جماعت چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھ جاوے تو جائز ہے اسلیے کہ اس شخص نے جماعت سے سلام پھیر کر نئے سر سے نماز شروع کر کے پڑھی اور پہلی نماز کو توڑ دیا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز اور صحیح ہے اسلیے کہ معاذ جو نماز حضرت ؐ کے ساتھ پڑھتے تھے اوس مین فرض کی نیت کیا کرتے تھے اور جو نماز اپنی قوم کو پڑھاتے تھے اوس مین نفل کی نیت کیا کرتے تھے اسواسطے کہ عبد الرزاق اور شافعی اور دارقطنی وغیرہ کی روایت مین یہ لفظ صریح آگیا ہے ہی له تطوع ولهم فریضة یعنے وہ دوسری نماز معاذ کے واسطے نفل ہوتے اور مقتدیون کے واسطے فرض ہوتے تھے اور جب اس قصے کی حضرت کو خبر پہونچی تو آپ نے اس پر انکار نہ فرمایا صرف یہی فرمایا کہ قراءة لمبی نہ کیا کر اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد کا اور حنفیہ کے نزدیک فرض والے کی نماز نفل والے کے پیچھے درست نہین ہوتی ہے اور وہ اس حدیث

۴۹۸

معاذ کی بہت تاویلین کرتے ہین اول تاویل حنفیہ کی یہ ہے کہ ابن جریج راوی اس حدیث کا مدلس ہے اور اُسنے
اس زیادتی مین تحدیث بیان نہین کی پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ عبدالرزاق
کی روایت مین ابن جریج کا سماع صریح آگیا ہے جیسے کہ فتح الباری مین مذکور ہے پس استدلال اس حدیث سے صحیح
ہے دوسری تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے لکھا کہ ابن عیینہ کی روایت مین یہ زیادتی نہین سو جواب
اسکا یہ ہے کہ ابن جریج ابن عیینہ سے عمر مین بڑا ہے اور اُسسے جلالت مین زیادہ ہے اور اوسنے ابن عیینہ
سے عمرو کی پہلے شاگردی کی ہے پس ابن عیینہ کا اس زیادتی کو نہ روایت کرنا اوسکی صحت مین قدح نہین
کرسکتا ہے اور بفرض محال تسلیم بھی کیجاوے تو کہا جاویگا کہ یہ زیادتی ثقہ کی ہے اور آپ سے کسی زیادہ ارجح کی حفظ
اور عدد کے مخالف نہین ہے پس لا محالہ مقبول ہوگی کما تقرر فے الاصول پس اوسکی صحت مین
تردد کرنا مردود ہے تیسری تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا ہے کہ یہ زیادتی مدرج ہے یعنے
حدیث کا لفظ نہین کسی راوی کا قول ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اصل حدیث مین عدم ادراج ہے
یہانتک کہ تفصیل ثابت ہوجاوے سو جب تک کسی دلیل سے مدرج ہونا ثابت نہ ہوجاوے تب
تک یہ زیادتی حدیث سے گنی جاویگی خاصکر جب دوسری طریق سے اسی طرح روایت آچکی ہو تو اس سے
۴۹۹ یہ احتمال بالکل نہین ہوسکتا ہے اور یہان بھی ایسا ہی ہے کہ امام شافعی نے اسکو دوسرے طریق سے
روایت کیا ہے اور ہمین عمرو کی متابعت ثابت کی ہے چوتھی تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو طحاوی حنفی نے کہا کہ یہ
زیادتی فقط جابر رض کا ظن ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ ظن باطل اور مردود ہے اسلیے کہ جابر معاذ
رض کے ساتھ نماز پڑہا کرتے تھے سو یہ اسی پر محمول ہے کہ یہ قصہ اوسنے معاذ سے خود سنا ہے اور یہ ظن جابر
کے حق مین بالکل نہین ہوسکتا ہے کہ بغیر مشاہدہ کے کسی شخص کے حال سے خبر دیوے سوا اسکے کہ معاذ
نے اوسکو اس قصے کی خبر دی ہو خاص کر کے جابر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ کا ہمیشہ یہی دستور
تھا سو بغیر مشاہدہ یا اطلاع کے ایسا لفظ بولنا بالکل ممکن نہین ہے پانچوین تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو طحاوی
نے لکھا کہ معاذ کا نماز پڑہانا حضرت ص کے حکم سے نہین تہا اور نہ آپکی تقریر سے پس یہ حجت نہین ہو
سکتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ رای صحابی کے جب کسی دوسرے صحابی کے مخالف نہ ہو تو بالاتفاق
حجت ہے اور یہان بھی ایسا ہی ہے کہ معاذ کا اس باب مین کوئی صحابی مخالف نہین ہے اسلیے کہ معاذ رض
جنکو نماز پڑہایا کرتے تہے وہ سب لوگ صحابہ تہے اور انمین چالیس صحابی بدری تہے اور تیس صحابی عقبی
تہے اور ابن حزم نے کہا کہ اسکا خلاف کسی صحابی سے ثابت نہین بلکہ عمر اور ابن عمر اور ابو الدرداء اور
انس وغیرہ صحابہ کبار سے اسکا جواز ثابت ہوچکا ہے پس یہ فعل معاذ کا بالاتفاق حجت ہوگا چھٹی

تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا ہے کہ یہ اوس وقت کا حکم ہے جب کہ فرضونکو دوبارہ پڑہا جاتا تہا اور اب یہہ حکم منسوخ ہے پس اس سے دلیل پکڑنی صحیح نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہہ محض احتمال ہے اور نسخ احتمال سے ثابت نہین ہوسکتا ہو اور اگر دوبار فرضون کا پڑہنا اول اسلام مین تسلیم بہی کیا جاوے تو کہا جاویگا کہ منع آپ نے اسواسطے فرمایا تہا کہ دونو نمازون کو فرض نہ ٹہیرایا جاوے بلکہ ایک کو اونمین سے فرض مقرر کیا جاوے خواہ اول کو خواہ دوسرے کو پس اس سے دوبارہ نفل کرکے پڑہنے کی ممانعت ثابت نہین ہوتی ہے اسیطرح کہا ہے امام بیہقی نے اور کہا کہ اِسسے حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور نیز یہہ بہی ممکن ہو کہ ہم اوسکے برعکس دعویٰ کرین یعنے یہ نہی معاذ رضکی حدیث سی منسوخ ہے پہلے دوبار نماز پڑہنے کی ممانعت تہی اب نہین ہے ایسے اگر کوئی کہے کہ یہ قصہ معاذ کا پرانا ہے اسواسطے کہ معاذ احد مین شہید ہو گئے تہے تو کہا جاویگا کہ جنگ احد تیسرے سال کے اخیر مین واقع ہوا ہے پس ہوسکتا ہے کہ نہی پہلی یا دوسری سال مین واقع ہوئی ہو اور اذن تیسرے سال مین واقع ہوا ہو اور نیز سنن مین حدیث آچکی ہو کہ دو آدمی عصر کی نماز اپنے گہر مین پڑہکر حضرت پاس آئے اور حضرت نماز پڑہ رہے تہے سو اُن دونون نے آپکی ساتہہ نماز نہ پڑہی سو جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو انپر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم اپنے گہر مین نماز پڑہکر
آؤ اور دوسری جگہہ جماعت ہوتی ہو تو اوسمین شریک ہو جاؤ کہ وہ نماز تمہارے واسطے نفل ہو جاویگی ۵۰۰
اور یہ واقعہ حضرت کی آخر عمر کا ہے اسلیے کہ یہ قصہ حجۃ الوداع کا ہے اور نیز دوسری حدیث مین صاف آچکا ہے کہ آپنے فرمایا کہ میرے بعد حاکم ہونگے اور وہ نماز کو وقت سی نکال کر پڑہا کرینگے سو تم وقت پر اپنی نماز کو گہر مین پڑہ لیا کرنا اور پہر اونکے ساتہہ بہی پڑہ لیا کرنا کہ وہ تمہارے واسطے نفل ہو جاوینگے پس یہ دونون حدیثین بہی پکی اور صریح دلیل ہین اسپر کہ دوبارہ نماز پڑہنے کی ممانعت منسوخ ہو چکی ہے پس اگر دوسری بار جماعت کے ساتہہ ملکر نماز پڑہ لیوے تو قطعاً صحیح ہو جاویگی پس دعوے نسخ طحاوی کا مردود ہو گیا ساتوین تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو نماز پڑہانے سی منع کیا تہا چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے اوسکو فرمایا کہ ای معاذ تو میرے ساتہہ نماز پڑہا کر اور اپنی قوم کو نماز نہ پڑہایا کر اور یا اپنی قوم کو پڑہایا کر اور میرے ساتہہ نماز نہ پڑہا کر سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ معنے اس حدیث کا نہین بلکہ اس حدیث مین لفظ تخفیف کا واقع ہوا ہے سو معنے اسکا یہ ہو کہ اگر تو اپنی قوم کی نماز مین ہلکی قرارت نہ پڑہے تو میرے ساتہہ نماز نہ پڑہا کر اگر تو اپنی قوم مین ہلکی قرارت پڑہے تو بیشک میرے ساتہہ نماز پڑہ لیا کر اور یہی معنے اسکا ٹہیک ہے اسلیے کہ اسمین تخفیف کا مقابلہ ترک تخفیف سے واقع ہے اور یہی امر مسئول عنہ اور متنازع فیہ تہا پس نہی اس حدیث سی ثابت نہین ہوتی ہے خاصکر آنحضرت کے

اَخیر عمر مین فرض کو دوبارہ نفل کر کے پڑہنے کا حکم ثابت ہو چکا ہے جیسے کہ ابہی گذا پس یہ کیسے ہو
سکتا ہے کہ آپ نے اوسکو منع کیا ہو آٹہوین تاویل حنفیہ کی یہ ہے کہ حضرت ص کو یہ معلوم نہین ہوا کہ معاذ
یہ نماز میرے ساتہہ بہی پڑہ گیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ معاذ کا آپکے ساتہہ نماز پڑہنا آپکو معلوم تہا بلکہ
آپ نے اوسکو اجازت دیدی تہے جیسے کہ ساتوین جواب مین معلوم ہو چکا ہے اور نیز جابر کے قول سے
معلوم ہوتا ہے کہ معاذ کی ہمیشہ یہی عادت تہی کہ اپنی نماز حضرت کی ساتہہ پڑہ جاتے تہے پہر جا کر اپنی قوم کی
امامت کرتے تہے چنانچہ قسطلانی نے لکہا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ ہمیشہ عشا کی نماز دوبار
پڑہا کرتے تہے سو ایسی حالت مین ممکن نہین کہ آپکو اوسکی اطلاع نہ ہوئی ہو اکیدہ نماز مین تو البتہ یہ احتمال ہو سکتا
ہے مگر ہمیشہ کی نماز مین یہ احتمال نہین ہو سکتا ہے اور نیز پانچوین تاویل کا جواب جو گذر چکا ہے وہ بہی یہان جاری
ہے اور ایک روایت مین صحیح مسلم کے یہ بہی آیا ہے کہ اوس شخص نے حضرت سے جا کر عرض کی کہ معاذ آپکے ساتہہ
نماز پڑہ جاتا ہے پہر جا کر ہمکو نماز پڑہاتا ہے اور قرارت بہت دراز کرتا ہے سو حضرت نے معاذ کو بلا کر
فرمایا کہ تو فتنہ انداز ہے چہوٹی سورتین پڑہا کر اسے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اوس نماز کی حضرت کو خبر ہو گئی
تہی پہر حضرت نے اوسکو منع نہ فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ ضرورت کے واسطے تہا کہ معاذ کے سوا اونکو کوئی
قاری نہ ملتا تہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ جسقدر قرآن کی نماز مین ضرورت ہوتی ہے اوسیقدر قرآن کے ۵۰۱
حافظ تو اوسوقت بہت تہے اور اگر اسے کوئی زیادہ جانتا ہو تو وہ ایک ممنوع کام کے جائز ہونے کی
دلیل نہین ہو سکتی ہے پس اونکا قاری ہونا دوبارہ نماز جائز ہونے کی دلیل نہین ہو سکتی ہے جبکہ دوبارہ
نماز پڑہنا شرعًا ممنوع فرض کیا جاوے پس معلوم ہو کہ ایسے ضرورت کے واسطے نماز کو دوہرانا
صحیح نہین اور بعضے کہتے ہین کہ شاید حضرت نے معاذ کو اپنی قوم کا امام مقرر کیا ہوا تہا سو معاذ کبہی کبہی اسلئے
تبرک کو اور احکام سیکہنے کے نفل حضرت ص کے پیچہے پڑہ جایا کرتے تہے سو جواب اسکا اولا یہ کہ وہ زیادتی
حدیث کی جو اوپر گذر چکی ہے کہ وہ نماز اوسکے واسطے نفل ہوتی تہے اس تاویل کو باطل کرتے تہے
ثانیًا جبکہ فرض وقتی باقی ہو اوسکو اسے فرض کی جماعت کے ہوتے نفل پڑہنے جائز نہین پہر
معاذ کی اس نماز کو نفل کہنا کیونکر صحیح ہو گا ثالثًا ایک فرض کو ایک دن مین دوبار پڑہنا حنفیہ کے نزدیک
منسوخ ہے جیسے کہ اوپر گذرا پہر اوسکو دوبارہ پڑہنا کیونکر جائز کہہ سکتے ہین فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور ایک
روایت مین یہ لفظ آگیا ہے فیصلی بہم تلک الصلوٰۃ یعنے معاذ جو نماز حضرت کے ساتہہ پڑہ آتا تہا وہی نماز
اپنی قوم کو آکر پڑہاتا تہا پس اگر نفل ہوتے تہے تو یہ لفظ کہنا بالکل لغو ہے اور زیادہ تفصیل اس مسئلے کی مترجم
نے ظفر المبین حصہ دوم مین کر دی ہے شائق اوسکا مطالعہ کرے اور اہحدیث سے اور بہی کئی مسئلے

ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ امام کو لازم ہے کہ قراۃ ہلکی پڑہے اور مقتدیونکی ہر حال مین رعایت کرے اور ایک یہ کہ دنیا کا کوئی کام بھی نماز کے ہلکا کرنے مین عذر ہے اور یہ کہ ایک نماز کو ایکدن مین دو بار پڑہنا جائز ہے اور یہ کہ اگر مقتدی کسی عذر کے ساتہہ جماعت سے علیحدہ ہوکر نماز پڑہ لیوے تو جائز ہے اور یہ کہ جس مسجد مین جماعت ہو رہی ہو اوسمین تنہا نماز پڑہنی جائز ہے بشرطیکہ عذر سے ہو اور یہ کہ دنیا کا کام بھی جماعت کی ترک کرنے کے واسطے عذر ہے اگر اس عذر سے جماعت کو ترک کر دیوے تو گناہ نہین **باب** تَخفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَاِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ امام قیام مین ہلکی قرارت پڑہے اور رکوع اور سجود کو پورا ادا کرے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو مَسْعُودٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ **ترجمہ** ابو مسعود رضہ سے روایت ہو کہ ایک مرد نے عرض کی کہ قسم خدا کی یا حضرت صلعم مین فجر کی نماز دیر کرتا ہون اور جماعت مین نہین آتا فلان آدمی کے سبب سے کہ وہ ہماری امامت مین قرأت بہت لمبی پڑہتا ہے سو مینے حضرت کو وعظ مین اوس دن سے زیادہ تر غصے کبھی نہین دیکھا یعنے حضرت ایسے غضب مین آئے کہ ویسے کبھی نہین آئے تہے اور فرمایا کہ مقرر تم مین سے بعضے ایسے ہین کہ لوگون کو نفرت دلاتے ہین یعنے نماز سے روکتے ہین سو جو کوئی لوگون کو نماز پڑہاوے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑہے اسواسطے کہ آدمیون مین ضعیف اور بڈہے اور حاجتمند بھی ہوتے ہین **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مقتدیون کی رعایت واجب ہے اور طول قرارت مطلق درست نہین خواہ ان تینون قسم کے لوگون سے کوئی جماعت مین ہو اور خواہ نہ ہو اسلیے کہ مدار احکام کی اکثر حال پر ہے اور اکثر جماعت ان تینون سے خالی نہین ہوتی ہے اور جس جماعت مین ان تینون سے کوئی نہ ہو تو ایسی صورت شاذ نادر ہے پس اوسپر حکم کی مدار نہین ہے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ ہلکی نماز پڑہنے کا حکم صرف قرارت اور قیام مین ہے رکوع اور سجود مین ہلکا کرنے کا حکم نہین بلکہ رکوع اور سجود کو پورا ادا کرے اور اچھی طرح تمام کرے اگر رکوع اور سجود کو تمام نہین کریگا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور امام بخاری نے اس ترجمہ سے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقون مین رکوع اور سجود کا تمام کرنا آگیا ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **باب** اِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ جب آدمی اکیلا اپنے واسطے نماز پڑہے تو طول کرے جتنا چاہے یعنے جتنے دراز قرارت پڑہے جائز ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ۵۰۲

قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت ص نے فرمایا کہ جب کوئی آدمیون کو نماز پڑہاوے یعنے امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑہے اسواسطے کہ مقتدیون مین ضعیف او بیمار اور بڈہی بہی ہوتے ہین اور جب کوئی تنہا اپنے واسطے نماز پڑہے تو قرارت طول کرے جتنا چاہی **ف** اس حدیث کا مطلب پہلے باب مین آچکا ہے لیکن اسکو علٰحدہ بیان کرنیسے امام بخاری کی غرض یہ ہی کہ ہلکی نماز پڑہنے کا حکم صرف امام ہی کے واسطے ہے اکیلے آدمی کے واسطے یہ حکم نہین ہے لیکن اکیلے آدمی کے واسطے بہی طول کرنے کی حد یہین تک ہے جب تک وقت باقی رہے اور اگر وقت قضا ہوجانے کا خوف ہو تو اوس وقت قرارت کو طول کرنا بالکل جائز نہین ہے جیسے کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصور اوسکے حق مین ہے کہ نماز نہ پڑہے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے اور جبکہ طول قرارت کی مصلحت نماز کے قضا ہوجانے کی مفسدہ کے معارض ہوئی تو رعایت ترک مفسدہ کی اولی ہے **باب** مَنْ شَكَا اِمَامَهٗ اِذَا طَوَّلَ جب امام قرارت مین طول کرے تو اوسکی شکایت کرنی جائز ہے یا نہین **ف** مطلب امام بخاری کا اس باب سے یہ ہی کہ اسحالت مین امام کی شکایت ۵۰۳
کرنی غیبت مین داخل نہین اور اسے گناہ نہین ہوتا ہے وَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَيَّ یعنے ابو اسید رض نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے تونے ہماری نماز کو طول کر دیا ہے یعنے ابو اسید اپنے بیٹے کے پیچھے نماز پڑہ رہے تہے تو اوسنے قرارت مین طول کیا تب ابو اسید رض نے اوسے کہا کہ تونے قرارت بہت لمبی کی ہی **ف** مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فُلَانٌ فِيْهَا فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُهٗ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ كَانَ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَمَنْ اَمَّ مِنْكُمُ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ **ترجمہ** ابی مسعود رض سے روایت ہی کہ ایک آدمی نے حضرت سے عرض کی کہ یا حضرت ص مین فجر کی نماز سے دیر کرتا ہون اور جماعت مین حاضر نہین ہوتا یعنے عمداً اس سبب سے کہ فلان شخص ہماری نماز کو طول کرتا ہے اور اوسمین قرارت لمبی پڑہتا ہے سو حضرت ص اوسکی یہہ کلام سنکر ایسے غضبناک ہوی کہ مین نے آپکو اوسدن سے زیادہ تر غضبناک کبہی نہین دیکھا پہر آپ نے

فرمایا اے لوگو مقرر تم مین سے بعضے ایسے ہین کہ لوگون کو نفرت دلاتے ہین سو جو کوی لوگون کو نماز پڑہاوے
تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑہے سو اسطو کہ پیچہے اوسکے ضعیف اور بڈہے اور حاجتمند ہوتے ہین حَدَّثَنَا
اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ ثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ
الْاَنْصَارِیَّ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَیْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّیْلُ فَوَافَقَ مُعَاذًا یُصَلِّیْ فَتَرَکَ
نَاضِحَیْہِ وَاَقْبَلَ اِلٰی مُعَاذٍ فَقَرَأَ بِسُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ اَوِ النِّسَاءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَہٗ اَنَّ
مُعَاذًا نَالَ مِنْہُ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَکَا اِلَیْہِ مُعَاذًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اَوْ قَالَ اَفَاتِنٌ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَوْلَا صَلَّیْتَ
بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی فَاِنَّہٗ یُصَلِّیْ وَرَاءَکَ
الْکَبِیْرُ وَالضَّعِیْفُ وَذُو الْحَاجَۃِ اَحْسِبُ ھٰذَا فِی الْحَدِیْثِ وَتَابَعَہٗ سَعِیْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ
وَمِسْعَرٌ وَالشَّیْبَانِیُّ وَقَالَ عَمْرٌو وَعُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مِقْسَمٍ وَاَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَرَأَ مُعَاذٌ
فِی الْعِشَاءِ بِالْبَقَرَۃِ وَتَابَعَہُ الْاَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہی
کہ ایک مرد دو اونٹ پانی کہینچنے والی لیکر آیا یعنے کہیتی کو پانی پلاکر گہر کو آیا اور چاہا کہ عشا کی نماز پڑہ کر جاؤن اور ۵۰۴
رات اندہیری ہوگئی تہی سو اوسنے معاذ کو امامت کرتے پایا تو اپنے دونو اونٹون کو چہوڑ دیا یا بٹہلایا
اور معاذ کے طرف آیا یعنے اوسکے ساتہہ نماز پڑہنے کیلیے سو معاذ نے سورہ بقر پڑہی یا سورہ نسا پڑہی
یہ شک ہمراوی کا ہے سو وہ آدمی جماعت چہوڑکر علیحدہ نماز پڑہ کر چلا گیا اور اسکو خبر پہونچی کہ معاذ نے
اوسکی شکایت کی ہی اور اوسکا عیب کیا ہے سو وہ آدمی حضرت کے پاس حاضر ہوا اور معاذ کی آپ
سے شکایت کی یعنے معاذ قرات بہت طول کرتا ہے سو حضرت م نے فرمایا کہ ای معاذ کیا تو فتنہ انداز
ہے آپ نے یہ کلمہ تین بار فرمایا کس واسطے تو نے نماز نہین پڑہی ساتہہ سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور والشمس
وضحہا اور واللیل اذا یغشی کے اس واسطے کہ نماز پڑہتے ہین پیچہے تیرے بڈہے اور ضعیف اور حاجتمند اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ معاذ نے عشا کی نماز مین سورہ بقر شروع کی **ف** ان دونون حدیثون
سے معلوم ہوا کہ اگر امام نماز مین طول کرے تو اوسکی شکایت کرنی جائز ہے اسلیے کہ ان دونو آدمیون
نے اپنے امام کی حضرت سے شکایت کی کہ وہ نماز کو بہت طول کرتا ہے اور حضرت نے اونکو منع نفرمایا
اور نہ بیان فرمایا کہ یہ شکایت ہے پس آپکی تقریر سے اسکا جائز ہونا ثابت ہوگیا اور یہی ہے وجہ مناسبت
ان حدیثون کی باب سے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ باب مین شکایت سے عام مراد ہے خواہ امام کی شکایت
خود اوسکی آگے ہو جیسے کہ ابو مسعود نے کیا یا امام کی شکایت دوسرے کے آگے ہو جیسے کہ ان دونون

دونون آدمیون نے واللہ اعلم **باب** الایجاز فی الصلوٰۃ واکمالھا ہلکی نماز پڑہنا اور اوسکو
پورا کرنا **ف** مراد ہلکی نماز پڑہنے اور اوسکے پورا کرنے سے یہ ہے کہ ہر ہر رکن کا ادنے درجہ
ادا کرے حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا عبد العزیز عن انس
ابن مالکؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوجز الصلوٰۃ ویکملھا ترجمہ انس رضہ
سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نماز کو ہلکی پڑہا کرتے تہے اور اوسکو پورا کرتے یعنے نماز ہلکی پڑہتے اسطور سے
کہ اوسکے رکنون مین کوئی قصور نہ آتا **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ ہلکی نماز کی حد یہین تک ہی کہ اسکی
ارکان اور شرائط مین کچہہ قصور نہ ہووے **باب** من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی
جب کسی مقتدی کا لڑکا رونے لگے تو امام نماز مین تخفیف کر دیوے اور نماز ہلکی پڑہے حدثنا
ابراھیم بن موسی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا الاوزاعی عن یحیی بن ابی کثیر
عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ عن ابی قتادۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
انی لاقوم فی الصلوٰۃ ارید ان اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلاتی کراھیۃ
ان اشق علی امہ تابعہ بشر بن بکر وبقیۃ وابن المبارک عن الاوزاعی ترجمہ ابی
۵۰۵ قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ البتہ مین نماز مین کہڑا ہوتا ہون اور
چاہتا ہون کہ لمبی نماز پڑہون پہر سنتا ہون لڑکے کا رونا تو اپنی نماز مین تخفیف کر دیتا ہون واسطے مکروہ
جاننے اسبات کی کہ اوسکی مان پر مشکل ڈالون یعنے لڑکے کے رونے کے سبب سے اوسکی مان کو رنج ہوگا
حدثنا خالد بن مخلد قال حدثنا سلیمان بن بلال قال حدثنا شریک بن عبد اللہ قال
سمعت انس بن مالکؓ یقول ما صلیت وراء امام قط اخف صلوٰۃ ولا اتم من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وان کان لیسمع بکاء الصبی فیخفف مخافۃ ان تفتن امہ ترجمہ انس بن
مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ مین نے کسی امام کے پیچہے کبہی نماز نہین پڑہی جو حضرت سے زیادہ
تر ہلکی نماز پڑہنے والا اور زیادہ پورا کرنے والا ہو اور مقرر حضرت لڑکے کا رونا سنتے تہے پس نماز مین تخفیف کر
دیتے تہے اس خوف سے کہ اوسکی رنج مین مبتلا ہو حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا یزید بن زریع
قال حدثنا سعید قال حدثنا قتادۃ ان انس بن مالک حدثہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال انی لادخل فی الصلوٰۃ وانا ارید اطالتھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی
صلاتی مما اعلم من شدۃ وجد امہ من بکائہ ترجمہ وہی ہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہی کہ مین نماز
تخفیف کر دیتا ہون اس سبب سے کہ مین جانتا ہون اوسکی مان کی شدت کی رنج کی اوسکے رونے سبب سے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ فَاُرِیْدُ اِطَالَتَھَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ مِنْ بُکَائِہٖ وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ ثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ **ترجمہ** اسکا وہی جو اوپر گذرا **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کا لڑکا نماز مین رونے لگے تو امام نماز مین تخفیف کر دیوے کہ اوسکی ماں کو اوسکے رونے کے سبب سے رنج اور قلق نہ ہووے اور ذوق ہسا بقین اور پہلے بابون مین یہ ہے کہ پہلے بابون مین مقتدیونکے حقوق کا بیان ہے اور یہ باب مقتدیون کے غیر کی مصلحت سے متعلق ہے لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ وہ مصلحت ایسی چیز سے علاقہ رکھتی ہو جسکا رجوع آخر کار مقتدی کیطرف ہو لیکن اگر امام اپنے پیچھے سے پاؤن کی آواز سنے اور معلوم کرے کہ کوئی شخص آتا ہے تو اس صورت مین اوسکو رکوع کا لنبا کرنا تاکہ وہ آنے والا رکوع پالیوے جائز ہے یا نہین امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور وغیرہ کہتے ہین کہ اگر جماعت کو تکلیف نہ ہووے تو جائز ہے اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور اوزاعی وغیرہ کہتے ہین کہ مکروہ ہے اور محمد بن حسن کہتے ہین کہ شرک ہے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اوسکے واسطے دیر کرنی مستحب ہے اور ان حدیثون سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتون کو مردونکے ساتھ ملکر جماعت مین نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ کہ چھوٹے لڑکے کو مسجد مین لانا جائز ہے

بَابٌ مَنْ اَسْمَعَ النَّاسَ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ

اگر کوئی مقتدی امام کی تکبیر لوگونکو پکار کر سنا دے تو جائز ہے یا نہین

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دَاؤدَ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَضَہُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَتَاہُ بِلَالٌ یُؤْذِنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَجُلٌ اَسِیْفٌ اِنْ یَّقُمْ مَقَامَکَ یَبْکِ فَلَا یَقْدِرُ عَلَی الْقِرَاءَۃِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ فَقُلْتُ مِثْلَہٗ فَقَالَ فِی الثَّالِثَۃِ اَوِ الرَّابِعَۃِ اِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ فَصَلّٰی وَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُہَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ یَخُطُّ بِرِجْلَیْہِ الْاَرْضَ فَلَمَّا رَاٰہُ اَبُوْ بَکْرٍ ذَہَبَ یَتَاَخَّرُ فَاَشَارَ اِلَیْہِ اَنْ صَلِّ فَتَاَخَّرَ اَبُوْ بَکْرٍ وَقَعَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَنْبِہٖ وَاَبُوْ بَکْرٍ یُسْمِعُ النَّاسَ التَّکْبِیْرَ تَابَعَہٗ مُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم کو وہ بیماری ہوئی جسمین آپکا انتقال ہوا الخ اس حدیث کا ترجمہ اوپر گذر چکا ہے اس حدیث کے آخر مین اتنا زیادہ ہے کہ جب صدیق رض نے حضرت کو آتے دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اور حضرت اونکے پہلو مین بیٹھ گئے اور آپ نے

بیٹھ کر نماز پڑھی اور صدیق رضہ آپکی تکبیر لوگون کو پکار کر سناتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر
مقتدی امام کی تکبیر لوگون کو پکار کر سنا دیوے تو جائز ہے اور یہی سبب ہے مطابقت اس حدیث کی
باب سے اور بیان اسکا سابق بھی گذر چکا ہے **باب** الرَّجُلُ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ
بِالْمَأْمُومِ ایک آدمی امام کے پیچھے نیت کرے اور باقی سب لوگ اس مقتدی کے پیچھے نیت کریں
تو جائز ہے یا نہین **ف** اسکا مطلب دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ کوئی مقتدی امام کی تکبیر لوگون
کو سناوے اور سب کا امام ایک ہو دوم یہ کہ امام کا مقتدی ایک شخص ہو اور باقی سب کا امام وہ شخص ہو
جو پہلے امام کا مقتدی ہے ویُذکر عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ
بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ تم میری پیروی کرو
اور چاہیے کہ تمہاری پیروی کرین جو تمہارے بعد ہین حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو
مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ
أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ ۵۰۷
رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ
لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي
الْأَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُوْ بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمٰى إِلَيْهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ
يَّسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُوْ بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُوْنَ
بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا اس حدیث کی آخر مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ صدیق رض کھڑے
نماز پڑھتے تھے اور حضرت صلعم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے سو ابوبکر حضرت صلعم کی پیروی کرتے تھے اور لوگ
ابوبکر کی پیروی کرتے تھے **ف** مسروق اور شعبی کا مذہب یہہ ہے کہ سب صفین ایک دوسرے کیلیے امام بن سکتی
ہین پس اونکے نزدیک اگر امام نے رکوع سے سر اوٹھا لیا ہو اور صف نے ابھی سر نہ اوٹھایا ہو اور اس
حالت مین کوئی شخص جماعت مین ملجاوے تو اوسکی رکعت ہو جاوے گی پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض چیزین

جو امام کے ساتھہ متعلق ہوتی ہین وہ مقتدی بہی آپسمین ایک دوسرے سے اوٹہا سکتے ہین اور امام بخاری نے
اس مسئلہ مین کچہہ حکم بیان نہین کیا پہلے اس حدیث کو تکبیر سنانے کے باب مین لایا اور اب مقتدی بننے کے واسطے
لایا اور اس دوسرے مسئلے کو متعلق حدیث سے بہی تایید کی لیکن ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی
آپسمین ایک دوسرے کے امام بن سکتے ہین اور یہ دو طور سے ہو سکتا ہی ایک یہ کہ اگر امام سلام پہیر دیوے
اور کچہہ مقتدیون کی نماز باقی ہو تو ایک اونمین سے امام بن جاوے اور باقی مقتدی بن جاوین دوم یہ کہ
اگر سب مقتدی امام کے پیچہے کہڑے ہوے ہون تو اس حالت مین اگر کوئی مقتدی امام بنجاوے اور کچہہ مقتدی
یا سب اسکے مقتدی بن جاوین تو یہ دونو طرح جائز ہے تو اب شاید ہو سکتا ہی کہ امام بخاری کی راے بہی یہی ہو
جو شعبی کا قول ہے کہ ایک مقتدی دوسرے مقتدی کا امام بن سکتا ہی پس اندرین صورت کہا جاویگا
کہ صدیق اکبر کا حضرت کی تکبیر لوگون کو سنانا اسکے مخالف نہین احتمال ہے کہ سب لوگون کے حقیقی امام
بہی صدیق ہی ہون اسلیے کہ انکو تکبیر سنانی بہی امامت کی ایک جز ہے اسمین اس بات کی نفی نہین کہ وہ امام نہ
تہے پس یہی وجہ ہے اس حدیث کو دوبارہ لانے کی واللہ اعلم **بَابٌ** هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ
بِقَوْلِ النَّاسِ جب امام کو نماز مین شک پڑجاوے تو مقتدیون کا کہنا مان لیوے یا نہ مانے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٥٠٨
سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ
ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهٖ أَوْ أَطْوَلَ **ترجمہ** ابو ہریرہ
سے روایت ہی کہ حضرت صلعم ظہر کی نماز مین) صرف دو رکعت نماز کے بعد سلام پہیر کر اوٹہہ کہڑے ہوئے
سو ذو الیدین (ایک آدمی کا لقب ہی) نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بہول گئے ہو
یعنے ظہر کی نماز چار رکعت پڑہنی تہی دو رکعت کس سبب سے پڑہی گئی ہے سو آپ نے فرمایا کیا ذو الیدین سچ کہتا
ہے سو لوگون نے عرض کی کہ ہان سچ کہتا ہے سو حضرت صلعم کہڑے ہوئے اور دو رکعت نماز اور پڑہی پھر سلام پھیرا
تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل پہلے سجدہ کے یا اس سے بہی لنبا یعنے سجدہ سہو کیا **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ
ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ فَقِيلَ قَدْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ
سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صرف

دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں سو کسی نے عرض کی کہ آپ نے صرف دو ہی رکعتیں نماز پڑھی سو آپ نے دو رکعت نماز اور پڑھی
پھر سلام پھیری پھر دو سجدہ سہو کے کیے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو شک پڑے تو مقتدیوں کے
قول پر عمل کرے اور یہی ہے مذہب حنفیہ کا اور شافعیوں کے نزدیک مقتدیوں کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں
اور اگر اونکے قول پر عمل کریگا تو نماز باطل ہو جاویگی اور امام بخاری کی غرض بھی اس سے یہی معلوم ہوتی ہے
کہ اس صورت میں نماز باطل نہیں ہوتی ہے لیکن یہ سب اختلاف اسی وقت ہے کہ امام کو شک پڑ جاوے اور اگر اوسکو
یقین ہو تو پھر سب کا اتفاق اسی پر ہے کہ اپنے یقین پر عمل کرے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں صریح آچکا ہے
کہ حضرت نے سجدہ سہو نہ کیا جب تک کہ آپ کو یقین نہ ہولیا اور بصورت اس حدیث سے شک پر استدلال کرنا
صحیح نہ ہوگا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بھول چوک پیغمبروں سے بھی ہو جاتی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا
کہ نماز میں کلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے لیکن شاید اول اسلام میں کلام جائز ہوگی پھر منسوخ ہو گئی
اب اگر نماز میں کلام کرے گا تو نماز باطل ہو جاوے گی **باب** اِذَا بَكَى الْاِمَامُ فِى الصَّلٰوةِ
جب امام نماز میں روئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں **ف** شعبی اور نخعی سے روایت ہے کہ رونا نماز
کو توڑ دیتا ہے اور مالکیوں اور حنفیوں اور جمہور علما کے نزدیک اگر بہشت اور دوزخ کے یاد سے رونا
ہو یا خوف الٰہی سے ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی اور امام شافعی کے نزدیک بھی ایک روایت میں نماز نہیں ٹوٹتی ۵۰۹
ہے اور یہی مذہب ہے امام بخاری کا جیسے کہ باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے اور جیسے کہ امام کو نماز میں
رونا جائز ہے ایسے ہی مقتدی کو بھی نماز میں رونا جائز ہے مگر ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر کسی درد اور مصیبت سے
بلند آواز کے ساتھ روئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر بلا آواز روئے تو کوئی ڈر نہیں مگر ابو یوسف کے
نزدیک بلند آواز سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی ہے وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَاَنَا فِىْ
اٰخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَأُ یعنے عبداللہ بن شداد نے کہا کہ میں نے عمر رض کے رونے کی آواز سنی اور میں پچھلی
صف میں تھا اور عمر رض یہ آیت پڑھ رہے تھے اِنَّمَآ اَشْكُوْ بَثِّىْ وَحُزْنِىْٓ اِلَى اللّٰهِ یعنے سوا اسکے نہیں
کہ میں شکوہ کرتا ہوں اپنے رنج اور غم کا طرف اللہ کے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں رونا جائز ہے
کہ عمر فاروق رض نماز میں روتے ہیں پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ
حَدَّثَنِىْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِىْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُّصَلِّىْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ
قُلْتُ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِىْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّىْ بِالنَّاسِ
فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِىْ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا

فِیْ مَقَامِکَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَہْ اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَۃُ لِعَائِشَۃَ مَاکُنْتُ لِاُصِیْبَ مِنْکِ خَیْرًا **ترجمہ** اسکا اوپر گذر چکا ہے اس باب کے مطابق اس حدیث مین یہ لفظ ہے کہ عائشہ رض نے عرض کی کہ یا حضرت ابوبکر رض نرم دل آدمی ہے اگر آپکی مقام نماز پڑہانے کو کہڑا ہوگا تو رونے لگے گا اور لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکینگے الخ **ف** اس سے معلوم ہوا کہ نماز مین رونا جائز ہے اور کہ نماز اس سے نہین ٹوٹتی ہے اگرچہ بہت ہی ہو اسلیئے کہ حضرت کو معلوم ہوچکا تہا کہ ابوبکر رض نرم دل اور رونے والا آدمی ہے مگر پہر بہی حضرت ص نے اوسکو رونیسے منع نفرمایا بلکہ اوسیکو امامت کرنیکا حکم دیا اور نیز عائشہ رض نے رونیکا سبب صرف یہی بیان کیا کہ رونے سے لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکینگے عائشہ رض نے یہ نکہا کہ رونیسے لوگون کی نماز ٹوٹ جاویگی پس وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی واللہ اعلم

بَابُ تَسْوِیَۃِ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْاِقَامَۃِ وَبَعْدَھَا نماز کی تکبیر ہونیکے صفونکو برابر کرنا جائز ہے اور بعد تکبیر کے بہی اونکو برابر کرنا جائز ہے ۵۱۰

حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ ھِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ نَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُوْبْنُ مُرَّۃَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِی الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ وُجُوْھِکُمْ **ترجمہ** نعمان بن بشیر رض سے روایت ہی کہ حضرت ص نے فرمایا کہ برابر کرو صفون کو نہین تو جہوٹ اور دشمنی ڈالدیگا تمہارے دلون مین یعنے جماعت کی صف برابر نہ ہونیکا یہ اثر ہے کہ آپسمین اختلاف پڑجائیگا اور تکرار ہوگی تو رنج پیدا ہوگا اور بعضی رواتیون مین یہ لفظ آیا ہے کہ مخالفت ڈالدیگا تمہارے چہرون مین یعنے تمہاری صورتین بدلجاوینگی اور مسخ ہوونیگی **ف** صفون کے برابر کرنے سی یا تو یہہ مراد ہے کہ صف کی درمیان مین کوئی جگہہ خالی نہ رہے ایکدوسرے کی ساتہہ کندہے ملاکر کہڑے ہون پس اسحدیث سے معلوم ہوا کہ صفون کو برابر کرنا واجب ہی اسلیئے کہ اوسپر وعید وارد ہوئی ہے اور یہی ہے مذہب بعضون کا اور امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور مالک اور جمہور کے نزدیک صفون کو برابر کرنا سنت ہی اونکے نزدیک یہ وعید زجر اور مبالغہ پر محمول ہے اور صورت کا بدلجانا یا تو حقیقی مراد ہے جیسے کہ باب مین رفع راسہ قبل الامام مین مذکور ہوچکا ہے اور یا مجازی مراد ہے کہ آپسمین دشمنی ہوجاویگی واللہ اعلم حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُھَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ

علیہ وسلم قال اقیموا الصفوف فانی اراکم خلف ظہری **ترجمہ** انس رض سے روایت ہو کہ حضرت ص
نے فرمایا سیدھا کرو صفون کو اسلیے کہ مقرر مین تمکو دیکھتا ہون اپنی پس پشت سے یعنی مینے تمکو صفون کے
برابر کرنیکا اسواسطے حکم کیا ہے کہ مین تحقیق معلوم کر چکا ہون کہ تم اسکے خلاف کرتے ہو **ف** ان
دونون حدیثون مین صرف صفونکے برابر کرنیکا حکم ہے تکبیر کے وقت کا انمین کچھ ذکر نہین لیکن امام
بخاری نے اس سے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین یہ ذکر آچکا ہے کہ تکبیر کے وقت صفون
کو برابر کرے پس یہی وجہ ہے مطابقت ان حدیثون کی باب سے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ مین تمکو دیکھتا
پس پشت سے تو مراد اس سے حقیقی دیکھنا ہے جیسے کہ آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اسمین مقابلے اور سامنے
ہونا شرط نہین بلکہ یہ امور عادی مین اگر یہ نہو تو جب بھی دیکھنا ممکن ہو اور عقل بھی اسکو جائز رکھتی ہے پس حقیقی
رویت پر اسکو حمل کرنا بہت بہتر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت کی پشت مین دو آنکھین تھین انسے ساتھ
پس پشت سے دیکھتے تھے اور بعضے اسکو مجازی معنے پر حمل کرتے ہین یعنے آپکو اسکا علم حاصل ہو جاتا تھا لیکن
حقیقی معنے مراد رکھنا اولے ہے مین واللہ اعلم اور بیان اسکا باب عظۃ الامام الناس مین مذکور ہو چکا ہے +

باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف امام کو صفین برابر کرنے کے
وقت لوگون کیطرف متوجہ ہونا جائز ہے **حدثنا** احمد بن ابی رجاء قال نا معوية بن عمرو ۵۱۱
قال نا زائدۃ بن قدامۃ قال نا حمید الطویل قال نا انس بن مالک قال اقیمت الصلوۃ
فاقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہہ فقال اقیموا صفوفکم وتراصوا فانی اراکم
من وراء ظہری **ترجمہ** انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو کہ نماز کی تکبیر ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ
سلم ہم پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ سیدھا کرو صفونکو اور اسمین ملجاؤ اسواسطے کہ مقرر مین تمکو دیکھتا ہون اپنی پس
پشت سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفین برابر کرنیکی وقت امام کو نمازیون کیطرف متوجہ ہونا جائز ہے
یا سنت ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **باب** الصف الاول جماعت کی پہلی صف
مین نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے **حدثنا** ابو عاصم عن مالک عن سمی عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشہداء الغرق والمبطون والمطعون والھدم وقال
لو یعلمون ما فی التہجیر لاستبقوا الیہ ولو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوھما ولو
حبوا ولو یعلمون ما فی الصف المقدم لاستہموا **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے
روایت ہو کہ حضرت ص نے فرمایا شہید چار قسم مین ایک تو وہ جو ڈوب کر مرجاوے اور دوسرا وہ جو پیٹ کی
بیماری سے مرے یعنے دستون کے آنیسے مرجاوے اور تیسرا وہ جو وبا مین مرجاوے اور چوتھا وہ جو دیوار

کرے اور فرمایا کہ اگر لوگ جانین کہ کتنا ثواب ہے ظہر کے اول وقت نماز پڑہنے مین تو اوسکی طرف نہایت
جلدی کرکے آوین یعنے جماعت کے واسطے مسجد مین جلدی حاضر ہوا کرین اور اگر جانین کہ کتنا ثواب ہے
عشا اور صبح کی جماعت مین تو البتہ آوین گہسٹتے ہی سہی اور اگر جانین جتنا ثواب کہ جماعت کی اول صف
مین ہے تو البتہ قرعہ ڈالین **ف** یہ حدیث باب فضل التہجیر الی الظہر مین گذرچکی ہے پس اس
سے معلوم ہوا کہ جماعت کی اول صف مین نماز پڑہنے کا بڑا ثواب ہی اور یہی وجہ ہے مطابقت
اس حدیث کی باب سی اور اول صف سی وہ صف مراد ہے جو تمام صفون سے آگے ہو اور علما نے لکہا ہے
کہ اول صف مین کہڑا ہونے کی حکمت یہ ہے کہ ایک تو اپنے سر سے فرض ادا کرنے کی جلدی ہوتی ہی
اور یہ کہ آدمی مسجد مین سب سے پہلے آتا ہے اور امام سے قریب ہوتا ہے اور اوسکی قرارت کو سنتا ہے
اور اوس سے احکام سیکہتا ہی اور اگر بند ہو جاوے تو اوسکو کہول دیتا ہے اور لوگون کو اوس سی حکم پہنچاتا
ہے اور آگے والون کے دیکہنے سے دل سلامت رہتا ہے اور سجدہ کی جگہہ خالی ہوتی ہے نمازیون کے
دہنون سے **باب** اِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ سیدہا کرنا صف کا نماز کے پورا
کرنے سی ہے یعنے اسی نماز کامل اور پوری ہوجاتی ہے اسمین قصور نہین رہتا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
۵۱۲ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا
وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى
جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ
حُسْنِ الصَّلٰوةِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ امام تو صرف اسواسطے
مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی کیجے سو امام کے خلاف نہ کرو یعنے جو امام کرے سو مقتدی بہی کرین
سو جب وہ رکوع کرے تو تم بہی رکوع کرو اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہ تو تم بہی ربنا لک الحمد کہو اور
جب امام بیٹہہ کر نماز پڑہے تو تم بہی بیٹہہ کر نماز پڑہو اور سیدہا کرو صف کو نماز مین اسواسطے کہ سیدہا
کرنا صف کا نماز کی خوبصورتی ہے یعنے جب سب آدمی برابر کہڑے ہون اور درمیان مین کوئی جگہ خالی نہو
تو جماعت بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ
مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ برابر کیا کرو اپنی صفون
کو اسواسطے کہ صفون کا برابر کرنا نماز کا کمال ہے یعنے اوس سے نماز کامل ہوجاتی ہے **ف**

سے معلوم ہوا کہ صفون کو سیدہا کرنا چاہیے کہ اُس سے نماز کامل ہوجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ صفون کو سیدہا کرنا
مستحب ہے یا سنت ہے کما مر اسلیے کہ کمال امر زائد ہے اصل ماہیت مین داخل نہین ہوتا **باب** اِثْمِ مَنْ
لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوْفَ جو شخص صفون کو سیدہا نہ کرے اوسکو گناہ ہے حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ
اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَقِيْلَ لَهُ مَا اَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمِ عَهِدْتَ رَسُوْلَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْكَرْتُ شَيْئًا اِلَّا اَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ الصُّفُوْفَ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ
عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَدِمَ عَلَيْنَا اَنَسُ الْمَدِيْنَةَ بِهٰذَا **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ وہ مدینہ
مین آئے یعنے بصرہ سے کہ اونکا گہر وہان تہا سو کسی نے اونکو کہا کہ کس چیز کو تمنے ہمسے ناپسند کیا ہے
یعنے ہماری نماز روزے مین تمنے کیا قصور دیکہا جب سے تمنے پیغمبر کے زمانے کو پایا سو انس رض نے کہا
کہ مینے تمہارے دین مین کچھ قصور نہین دیکھا مگر یہ کہ تم صفون کو برابر نہین کرتے ہو **ف** اگر کوئی سوال
کرے کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہین اسلیے کہ انکار کبہی سنت کے ترک کرنے پر بہی واقع ہوتا ہے پس
انس رض کے انکار سے گناہ کا حاصل ہونا لازم نہین آتا تو کہا جاویگا کہ شاید امام بخاری نے وجوب کو پہلے
باب کی حدیث سے ثابت کیا کہ حضرت م نے فرمایا سیدہا کرو صفون کو الخ یا وعید کے وارد ہونے سے کما مر تو اونکے ۵۱۳
نزدیک ان دلیلون سے اسی بات کو ترجیح معلوم ہوئی کہ انکار انس کا وجوب کی ترک پر واقع ہوا ہے گو سنت
کی ترک پر بہی انکار واقع ہوتا ہے لیکن اگر اسکو واجب بہی کہا جاوے تو جب بہی اوسکے ترک کرنیسے نماز
صحیح ہوجاویگی اسیواسطے انس رض نے اونکو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا **باب** اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ
وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ صف مین کندہے کو ساتہہ کندہا ملانا چاہیے اور قدم کے ساتہہ قدم
ملانا چاہیے وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَاَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ یعنے نعمان
بن بشیر رض نے کہا کہ مینے اپنی جماعت سے ایک مرد کو دیکہا کہ اپنی ایڑی کو اپنے پاس والے کی ایڑی سے ملاتا
تہا **ف** یہ ٹکڑا ایک لمبی حدیث کا جو ابوداؤد وغیرہ مین مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ نمازی صف
مین کندہے کو ساتہہ کندہا ملاوین اور ایڑی کے ساتہہ ایڑی ملاوین اور مراد اس سے یہ ہے کہ صفون کے
سیدہا کرنے مین بڑا مبالغہ کرین اور نہایت کوشش کرین کہ کوئی فرق درمیان مین نہ رہے چنانچہ ابو
داؤد وغیرہ کے ایک حدیث مین آیا ہے کہ صفون کو سیدہا کرو اور کندہون کو آپسمین ملاؤ اور سوراخون کو
بند کرو اور شیطان کے واسطے کوئی خالی جگہہ نہ چہوڑو سو جسنے جوڑا یعنے ملکر کہڑا ہوا خدا اوسکو جوڑیگا یعنی
اوسپر اپنا کرم کریگا اور جسنے توڑا اور جماعت مین دوسرے کے ساتہہ ملکر کہڑا نہ ہوا تو خدا اُسکو توڑدیگا یعنی اپنی رحمت

حدثنا عمرو بن خالد قال نا زهير عن حميد عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اقيموا صفوفكم فاني اراكم من وراء ظهري وكان احدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سیدہا کرو صفون کو اپنی بیشک مین تمکو دیکھتا ہون اپنی پشت سے اور انس رضہ نے کہا کہ ہم مین سے ہر آدمی اپنے کندہے کو اپنے ساتہی کے کندہے سے ملاتا تہا اور پاون کو اسکو پاون سے ملاتا تہا یعنے آپسمین ایسے ملکر کہڑے ہوتے تہے کہ جماعت کے درمیان مین کوئی فرق نہین رہتا تہا۔ ف اور مطابقت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہے باب اذا قام الرجل عن يسار الامام وحوله الامام خلفه الى يمينه تمت صلوته جب کوئی مرد امام کی بائین طرف کہڑا ہووے اور امام اسکو اپنے پیچہے سے داہنے طرف کر لیوے تو اسکی نماز پوری ہو جاتی ہے یعنے نماز ٹوٹتی نہین ف یہ باب پہلے بہی گذر چکا ہے لیکن اسمین اور اسمین فرق یہ ہے کہ پہلے باب سے یہ مطلب تہا کہ امام نے جو مقتدی کو پہیر کر اپنے بائین سے داہنے کیا تو اسقدر حرکت سے دونون کے نماز نہین ٹوٹتی ہے اور اس باب سے یہ مطلب ہے کہ اگر مقتدی صرف ایک ہی ہو تو اوسکے حق مین سنت یہ ہے کہ امام کے داہنے طرف کہڑا ہووے لیکن اگر وہ امام کے بائین طرف کہڑا ہو جاوے تو اس بائین طرف کہڑا ہونے سے اوسکی نماز نہین ٹوٹتی ہے باوجودیکہ وہ بے موقع کہڑا ہوا ہے پس یہ دو مسئلے علحدہ علحدہ ہین پس فرق دونون بابون مین ظاہر ہے اور شارح تراجم نے لکہا ہو کہ امام بخاری نے ابن عباس رضہ کی اسحدیث کو بہت جگہون مین نقل کیا ہے اور ہر ہر مقام کے مناسب اس سے دینی مسئلے استنباط کرکے نکالے ہین پس یہ دلیل ہے اوپر کامل ہونے اجتہاد امام بخاری کے پس معلوم ہوا کہ امام بخاری کو اجتہاد مین بڑا کمال حاصل تہا اور اسکی دقت نظر نہایت درجہ تک پہونچی ہوئی ہے حدثنا قتيبة بن سعيد قال نا داؤد عن عمرو بن دينار عن كريب مولى ابن عباس عن ابن عباس قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فقمت عن يساره فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم براسي من ورائي فجعلني عن يمينه فصلى ورقد فجاءه المؤذن فقام يصلي ولم يتوضا ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات مین نے حضرت صلعم کے پیچہے نماز پڑہی سو مین آپکے بائین طرف کہڑا ہوا سو حضرت صلعم نے پیچہے سے میرے سر کو پکڑا اور داہنے طرف کیا سو آپ نے نماز پڑہی پہر سو گئے سو مؤذن آپکے پاس آیا یعنے نماز کی خبر دینے کو سو حضرت صلعم نماز کیطرف کہڑے ہوئے اور وضو نہ کیا ف یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اس سے معلوم ہوا اگر مقتدی امام کے بائین کہڑا ہو جاوے تو مقتدی کی نماز فاسد نہین ہوتی ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے باب المرأة وحدها تكون صفا تنہا عورت کو صف کا حکم ہے یعنے اگر فقط ۵۱۴

عورت تنہا امام کے پیچھے کھڑی ہووے اور اسکے ساتھ دوسرا کوئی نہ ہووے نہ مرد اور نہ عورت تو اسکو بھی صف کا حکم ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْحَاقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ صَلَّیْتُ اَنَا وَیَتِیْمٌ فِیْ بَیْتِنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُمِّیْ خَلْفَنَا اُمُّ سُلَیْمٍ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ مین اور ایک یتیم نے حضرت کے پیچھے نماز پڑہی اور ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی تہین **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر عورت اکیلی امام کے پیچھے ہووے تو اوسکو بہی جماعت کا حکم ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو مقتدی ہون تو انکے واسطے سنت یہی ہے کہ امام کے پیچھے کھڑے ہون پس اس سے رد ہو گیا قول بعض حنفیون کا کہ کہتے ہین کہ دو آدمی امام کے پیچھے نہ کھڑے ہون بلکہ ایک داہنے کھڑا ہووے اور دوسرا بائین اور ابن مسعود رض سے جو روایت ہے کہ ایک آدمی انکے داہنے طرف کھڑا ہو گیا تہا اور دوسرا بائین تو یہ واسطے تنگی مکان کے تہا اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ عورت کو مردون کی صف مین کھڑے ہونا جائز نہین اور اصل بنا اس مسئلے کی اسپر ہے کہ عورت کو مردون کے ساتھ کھڑے ہونے مین فتنے کا خوف ہے لیکن اگر مردون کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علما کے نزدیک اوسکی نماز جائز ہو جاوے گی اور حنفیہ کہتے ہین اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جاوے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت کی نماز نہین ٹوٹتی ہے اور دلیل اسکی حنفیہ یہ پیش کرتے ہین کہ عورتون
۵۱۵
کو پیچھے کرنے کا حکم ہے سو جب مرد نے اوسکو پیچھے نہ کیا تو مرد کی نماز ٹوٹ جاویگی اسلیے کہ اوسنے حکم نہین مانا لیکن یہ دلیل صریح باطل ہے اسکے رد کرنے کی کوئی حاجت نہین اسلیے کہ جو کپڑا کسی کا چھینا ہوا ہو اسکو پہنکر نماز پڑہنی منع ہے لیکن اگر اوسمین نماز پڑہ لیوے تو نماز جائز ہو جاتی ہے اسیطرح سے حنفیہ اس مرد کی نماز کو صحیح کیون نہین کہتے ہین جو عورت کی برابر کھڑا تہا خاصکر جو عورت پیچھے سے آکر شریک ہووی اور مرد کے پہلو مین نماز پڑہے تو اس صورت مین تو مرد کا بالکل کچھ بہی قصور نہین پس ضرور ہے کہ مرد کی نماز کو بہی صحیح کہا جاوے اور بعضے کہتے ہین غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ صف کے پیچھے تنہا نماز پڑہنے کی ممانعت جو آئی ہے تو وہ مردون ہی کے واسطے ہے عورت اس سے مخصوص ہے **باب** مَیْمَنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْاِمَامِ امام اور مسجد کے داہنی طرف کھڑے ہونیکا بیان حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ ثَنَا ثَابِتُ ابْنُ یَزِیْدَ ثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُمْتُ لَیْلَةً اُصَلِّیْ عَنْ یَسَارِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِیَدِیْ اَوْ بِعَضُدِیْ حَتّٰی اَقَامَنِیْ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَقَالَ بِیَدِہٖ مِنْ وَّرَائِیْ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک رات مین حضرت کے بائین طرف نماز پڑہنے کو کھڑا ہوا سو آپنے میرے ہاتھ کو پکڑا یہانتک کہ مجھکو اپنے داہنے طرف کیا اور اپنے ہاتھ

کو پیچھے سے پہیر ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ امام کے داہنے طرف کہڑا ہونا چاہیے اور مسجد کے داہنے
طرف کہڑا ہونا اسمین صریحًا مذکور نہین لیکن امام کے داہنے طرف کہڑے ہونا مسجد کے داہنے طرف کہڑے
ہونے کو مستلزم ہی لیکن بعضے کہتے ہین کہ اگر مقتدی ایک ہووے تو امام کے داہنے طرف کہڑا ہووے
اور اگر مقتدی بہت ہون تو داہنے طرف کی فضیلت پر کوئی دلیل نہین اور شاید کہ امام بخاری نے اس
حدیث عائشہ رض کی طرف اشارہ کیا ہے جو ابوداؤد مین ہے کہ خدا اور اوسکے فرشتے صفون کی داہنی
طرف پر رحمت بہیجتے ہین اور وہ حدیث جو نسائی مین آئی ہے کہ جو مسجد کی بائین طرف آباد کرے اسکو
دو گنا ثواب ہے تو یہ حدیث اسحدیث کی معارض نہین ہوسکتی ہے اسلیے کہ اسحدیث کی اسناد ضعیف ہی اور نیز
یہ اوسی وقت کیساتھ خاص ہی جبکہ لوگ داہنے طرف کی فضیلت جانکر بائین طرف بالکل ترک کردیوین جیسے کہ
اوسحدیث کی ابتدا سے معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم **باب** اِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ
حَائِطٌ اَوْ سُتْرَةٌ جب امام اور مقتدیون کے درمیان کوئی دیوار ہو یا کوئی پردہ یا آڑ ہو تو کیا
مقتدیون کی نماز ہوتی ہے یا نہین وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ اَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ یعنے
حسن بصری نے کہا کہ اگر تیرے اور امام کے درمیان کوئی نہر یا نالا ہو تو نماز جائز ہے وَقَالَ اَبُوْ مِجْلَزٍ
۵۱۶ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَاِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيْقٌ اَوْ جِدَارٌ اِذَا سَمِعَ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ یعنے ابو مجلز نے
کہا کہ امام کے ساتھ اقتدا کرے اگرچہ دونون کے درمیان کوئی راہ ہو یا دیوار ہو جب کہ امام کی تکبیر کو
سنے یعنے امام کی نماز پر اوسکو اطلاع ہووے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ
يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ حُجْرَتِهٖ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيْرٌ فَرَاَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحُوْا فَتَحَدَّثُوْا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ
الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهٗ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ صَنَعُوْا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا حَتّٰى اِذَا كَانَ
بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ
النَّاسُ فَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت
ہے کہ حضرت م رات کو اپنے حجرے مین نماز پڑہا کرتے تہے اور حجرے کی دیوارین بہت چہوٹی تہین سو
لوگون نے حضرت م کے جسم کو دیکہا سو لوگ آپکے پیچہے نماز پڑہنے کو کہڑے ہوئے سو لوگون نے صبح کے
وقت اسبات کا چرچا کیا سو حضرت دوسری رات کو پہر کہڑے ہوئے سو لوگ بہی آپکے ساتہ نماز پڑہنے
کو کہڑے ہوئے سو لوگون نے دو روز یا تین روز ایسا ہی کیا یعنے حضرت کے پیچہے نماز پڑہی یہانتک کہ اوسکے

بعد جب تیسری یا چوتھی رات آئی تو آپ حجرے مین بیٹھے رہے اور باہر نہ آئے یعنی جس جگہہ مین دو رونز
نماز پڑہی تہی سو جب آپ نے صبح کی تو لوگون نے صحابت کا ذکر کیا کہ آپ اس رات مین تشریف نہین لائے
فرمایا مجھکو خوف ہوا کہ رات کی نماز تمپر فرض ہو جاوے **ف** ان دونو اثر اور حدیث سے
معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدیونکے درمیان کوئی دیوار یا پردہ یا آڑ ہو تو مقتدیون کی نماز صحیح ہو
جاتی ہو اوسمین کچھہ نقصان نہین خواہ امام کی تکبیر سنتا ہو یا نہ سنے اور یہی ہے مذہب مالکیہ کا اور باقی
اماموں کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کی تکبیر سنتا ہو تو جائز ہے والا نہین لیکن صحاب کی حدیثون سے
عام حکم معلوم ہوتا ہے اور باب مین بہی کوئی قید اس قسم کی نہین پس وجہ مطابقت ان حدیثون کی باب
سے ظاہر ہے اور اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اور نماز بہی فرض ہو سکتی ہے اور حدیث معراج سے
معلوم ہوتا ہے کہ اب کوئی نماز فرض نہین ہوگی اسلیے کہ اوسمین یہ فرمایا کہ اب میری بات نہین بدلے گی
پس وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ مراد بدلنے سے یہ ہو کہ اسمین سے کچھہ کم نہین ہوگا اوسکا یہ معنے نہین کہ اسسے
کچھہ زیادہ بہی نہین ہو سکتا پس دونون مین کوئی تعارض نہین **باب** صَلوٰۃِ اللَّیْلِ رات کی نماز
کا بیان **ف** رات کی نماز کے بیان مین امام بخاری علیحدہ ایک کتاب مستقل لایا ہے کما سیاتی
اور یہان امام بخاری اسکو صرف اسی مناسبت کی واسطے لایا ہے کہ اسمین جماعت کا ذکر ہے اور یہ سب ۵۱۷
باب بہی جماعت کے بیان مین ہین پس ادنے مناسبت کافی ہے اور نیز اسمین نماز تراویح کا بیان ہے اور
شارح تراجم نے لکھا ہے کہ مراد امام بخاری کی اس باب سے رد کرنا ہے حنفیون پر کہ وہ نفلون مین جماعت
کرنے کو جائز نہین کہتے ہین سو امام بخاری نے اس باب سے ثابت کیا ہو کہ نفلون مین جماعت کرنے درست ہے
اسلیے کہ تراویح کی نماز اسوقت مین سنت موکدہ نہین تہی بلکہ اور نفلون کی طرح وہ بہی نفل تہے جبتو حضرت صلعم نے انمین
جماعت کرائی تو معلوم ہوا کہ سب نفلون مین جماعت کرنی جائز ہے **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ
نا ابْنُ اَبِي فُدَيْكٍ قَالَ نا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهٗ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهٗ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهٗ بِاللَّيْلِ فَثَابَ
اِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوْا وَرَاءَهٗ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم کے پاس ایک چٹائی تہی کہ دن
مین اوسکو بچھا لیتے تہے اور رات مین اوسکو حجرے کیطرح بنا لیتے تہے یعنی اپنے گرد اوسکو کہڑا کر لیتے تہے
دیوار کی طرح تاکہ لوگون سے پردہ ہو جاوے سو لوگ آپکے پیچہے نماز پڑہنے کو کہڑے ہوئے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نا وُهَيْبٌ قَالَ نا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ عَنْ
بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً قَالَ حَسِبْتُ

اَنَّہٗ قَالَ مِنْ حَصِیْرٍ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلّٰی فِیْهَا لَیَالِیَ فَصَلّٰی بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا عَلِمَ
بِهِمْ جَعَلَ یَقْعُدُ فَخَرَجَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْ صَنِیْعِکُمْ فَصَلُّوْا اَیُّهَا
النَّاسُ فِیْ بُیُوْتِکُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ وَقَالَ عَفَّانُ
نَا وُهَیْبٌ قَالَ نَا مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرٍ عَنْ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ ترجمہ زید بن ثابت رضہ سے روایت ہی کہ مقرر حضرت صہ نے رمضان کے مہینے مین ایک حجرہ بنایا
مین گمان کرتا ہون (یہ راوی کا قول ہی) کہ وہ چٹائی سے تہا سو آپ نے چند راتین اوسمین نماز پڑہی اور کئی
اصحاب نے بہی آپکے ساتہہ نماز پڑہی سو جب آپ نے اونکا حال معلوم کیا کہ اونکو اس نماز سے بہت محبت
ہو گئی ہے تو آپ بیٹہنے لگے یعنے گہر سے تشریف نہ لائے سو پہر گہر سے تشریف لائے اور فرمایا کہ مین نے
پہچان لیا ہے اوس چیز کو جو مین نے دیکہا تمہارے کام سے یعنی مینے معلوم کر لیا تہا کہ لوگ تراویح کے
واسطے آگئے ہین سو اے لوگو اپنے گہرون مین نماز پڑہو اسواسطے کہ افضل نماز کا وہ ہے جسکو آدمی اپنے
گہر مین پڑہے سوا ے فرضون کے **ف** یہ حجرہ چٹائی کا وہ حجرہ نہین تہا جو آپکا گہر اپنے کا تہا بلکہ
صرف یون ہی ایک چٹائی کا پردہ کے واسطے اپنے گرد کہڑی کر لیتے تہے پس اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے نفل
گہر مین پڑہنے افضل ہین لیکن اگر مسجد مین بہی پڑہ لی . تو جائز ہین اسلیے کہ گہر مین افضل ہونے سے یہ لازم نہین ٥١٨
آتا کہ مسجد مین بالکل جائز نہین ہین بلکہ افعل التفضیل دلالت کرتا ہے اسپر کہ اصل فضیلت دونون مین موجود
ہے اسیطرح گہر مین افضل ہونے سے یہ بہی لازم نہین آیا کہ اونکی جماعت جائز نہ ہو بلکہ صیغۂ افعل سے معلوم ہوتا ہے
کہ اونکی جماعت بہی جائز ہے گو افضل نہین مگر اصل جواز جماعت کی اسی نفی نہین نکلتی ہے واللہ اعلم لیکن عید
اور خسوف اور جنازے کی نماز اس سے مخصوص ہے یعنی انمین افضل یہی ہے کہ جماعت سے پڑہے اور اسیطرح تحیۃ
المسجد اور طواف واحرام کے نفل بہی اسے مخصوص ہین کہ ان مین افضل یہی ہے کہ گہر سے باہر پڑہے اور تراویح
کی نماز بہی امام مالک کے نزدیک گہر مین پڑہنی افضل ہے لیکن امام شافعے اور احمد رحمہما اللہ وغیرہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ تراویح
کو مسجد مین پڑہے اور گہر مین نفلونکا پڑہنا اسواسطے افضل ہے کہ اوسمین کسی طرح کا ریا نہین پایا جاتا اور گہر مین
پڑہنے سے برکت حاصل ہوتی ہے اور رحمت نازل ہوتی ہے اور شیطان وہان سے بہاگ جاتا ہے کذا قالہ الشیخ
فی الفتح بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **بَابُ** اِیْجَابِ التَّکْبِیْرِ وَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ نماز کے شروع
مین اللہ اکبر کہنا واجب ہے **ف** امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا ہے طرف حدیث عائشہ رضہ کے کہ
حضرت صہ نماز کو تکبیر سے شروع کیا کرتے تہے اور حدیث ابن عمر رضہ کی آگے آتی ہے کہ مین نے حضرت صہ
کو دیکہا کہ آپ نے نماز کو تکبیر سے شروع کیا سو ان دونو حدیثون سے معلوم ہوا کہ نماز کی ابتدا مین تکبیر کہنی واجب ہے

اور یہی مذہب ہے بخاری کا اور جمہور علما کے نزدیک اللہ اکبر تکبیر کے واسطے معین ہو چکا ہے جب نماز
شروع کرنے لگے تو یہی لفظ کہے جیسے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے اور اگر اس لفظ کے بدلے اور کوئی
لفظ تعظیم کا کہے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور حنفیہ کہتے ہین کہ اُسکے بدلے اور کوئی لفظ تعظیم کا جیسے اللہ الکبیر کہہ
یوے تو بھی جائز ہے اور دلیل جمہور کی وہ حدیث ہے جو ابو داؤد وغیرہ مین ہے کہ کسیکی نماز پوری نہین
ہوتی یہانتک کہ وضو کرے پھر تکبیر کہے اور طبرانی کی ایک روایت مین ہے کہ پھر اللہ اکبر کہے اور اسیطرح
ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ مین ابو حمید سے روایت ہے کہ حضرت صلعم جب نماز کیطرف کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر
کہتے پس معلوم ہوا کہ مراد تکبیر سے اللہ اکبر ہے اور اسی طرح بزار مین علی رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم شروع
نماز کے وقت اللہ اکبر کہتے تھے اور اسیطرح نسائی وغیرہ مین ہے کہ حضرت شروع نماز کے وقت اللہ اکبر کہتے
اور حنفیہ کے پاس اسباب مین کوئی دلیل نہین ہے پس اتباع سنت کا اولے ہے حَدَّثَنَا ابُو الْیَمَانِ قَالَ
انَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکِبَ فَرَسًا فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ وَقَالَ اَنَسٌ فَصَلّٰی لَنَا یَوْمَئِذٍ صَلٰوۃً مِّنَ
الصَّلٰوۃِ وَھُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّیْنَا وَرَاءَہٗ قُعُوْدًا ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ
بِہٖ فَاِذَا صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ ۵۱۹
فَاسْجُدُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ترجمہ انس رض سے روایت ہے
ایکبار حضرت صلعم گھوڑے پر سوار ہوئے سو آپ اس گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کے داہنے پہلو چھل گئے
یعنے زخمی ہوگئے سو اوسدن آپنے ہمکو ایک نماز پڑہائے اور آپ بیٹھے تھے سو ہمنے بھی آپکے پیچھے
بیٹھ کر نماز پڑہی پھر جب آپنے سلام پھیری تو فرمایا کہ امام تو صرف اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی
کیجیے سو جب وہ کہڑا ہو کر نماز پڑہے تو تم بھی کہڑے ہو کر نماز پڑہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو
اور جب رکوع سے سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سجدے جاوے تو تم بھی سجدے جاؤ اور جب
سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اُسکے بدلے ربنا ولک الحمد کہو **ف** امام بیٹھے کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑہنے
منسوخ ہے کما مر حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ نَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
اَنَّہٗ قَالَ خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰی لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّیْنَا
مَعَہٗ قُعُوْدًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ اِنَّمَا الْاِمَامُ اَوْ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا
کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا
رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا ترجمہ اسکا وہی جو اوپر گذرا اسکے اول مین صرف اتنا لفظ

زیادہ ہے کہ حضرت ؐ گھوڑے سے گر پڑے تو آپکے پہلو چھل گئے اور فرمایا کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر
کہو الخ **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنی ابو الزناد عن الاعرج عن
ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر
فکبروا واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولک الحمد واذا
سجد فاسجدوا واذا صلی جالسا فصلوا جلوسا اجمعون ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا فقط
لفظ آگے پیچھے ہیں لیکن اسکے اول میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی
اللہ اکبر کہو **ف** بعضے امام بخاری پر اعتراض کرتے ہیں کہ اول حدیث میں تکبیر کا کچھ بھی ذکر نہیں اور
دوسری دونوں حدیثوں میں تکبیر کا ذکر ہے لیکن اونسے تکبیر کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اونسے
صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام سے پیچھے تکبیر کہے حالانکہ باب میں تکبیر کا واجب ہونا مذکور ہے
سو پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ انس رض کی حدیث دونوں طریقوں سے ایک ہی ہے ایک طریق میں پورے
ہے اور دوسرے طریق میں مختصر آئی ہے تو گویا کہ پہلے طریق میں لفظ تکبیر کا موجود ہے گو راوی نے
اختصار کی وجہ سے اوسکو بیان نہیں کیا اور دوسرے اعتراض کا یہ جواب ہے کہ اگرچہ لفظ فکبروا اپنے منطوق سے
وجوب پر دلالت نہیں کرتا لیکن اقتضاءً اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے پس یہی قدر کافی ۵۲۰
ہے واسطے وجوب تکبیر کے اسلیے کہ حضرت ؐ نے اوسکو کیا اور آپ کا یہ فعل بیان ہے واسطے مجمل نماز کے اور
بیان واجب کا واجب ہوتا ہے اور قسطلانی میں لکھا ہے کہ کبروا امر ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے پس
تکبیر کا واجب ہونا اس سے ثابت ہوگیا اور اسیطرح شاید امام بخاری کے نزدیک مقتدی پر ربنا لک الحمد کہنا
بھی واجب ہوگا پس اب اسپر اعتراض نہیں آسکتا ہے اور مراد امام بخاری کی اس سے رد کرنا بعض لوگوں
پر جو کہتے ہیں کہ صرف نیت کرنے سے بھی آدمی نماز میں داخل ہوجاتا ہے گو زبان سے اللہ اکبر نہ کہے اور دوسرے
غرض اوسکی حنفیوں پر رد کرنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کا کہنا واجب نہیں بلکہ اوسکے بدلے کوئی اور لفظ
تعظیم کا کہنا بھی جائز ہے اور تکبیر تحریمہ جمہور علما کے نزدیک نماز کا رکن ہے اور حنفیہ کے نزدیک شرط
ہے اور بعضوں کے نزدیک سنت ہے لیکن نیت نماز کی بالاتفاق واجب ہے اسمیں کسیکو اختلاف نہیں
اور امام بخاری نے کتاب الایمان کے آخر میں اسطرف اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا کہ حدیث انما الاعمال بالنیۃ
میں وضو اور نماز اور زکوۃ وغیرہ سب داخل ہیں **باب** رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع
الافتتاح سواء تکبیر تحریمہ کے ساتھہ برابر ہاتھہ اوٹھانے کا بیان یعنے جب نماز شروع کرنیکے وقت
اللہ اکبر کہے تو اوسیوقت تکبیر کے ساتھہ ہی کانوں تک ہاتھہ بھی اوٹھاوے مطلب یہ ہے کہ تکبیر اور ہاتھہ کا اوٹھانا

ایک وقت مین واقع ہو **ف** اسمین اختلاف ہے کہ تکبیر کے برابر ہاتہہ اوٹہاوے یا تکبیر سے پہلے اوٹہاوے بعضے
کہتے ہین کہ پہلے ہاتہہ اوٹہاوے پہر تکبیر کہے اور بعضے کہتے ہین کہ دونونکو ایک وقت مین ادا کرے جب تکبیر کہے
اوسیوقت ہاتہہ اوٹہاوے اور یہی قول کو ترجیح ہے اور تکبیر کو ہاتہہ اٹہانے سے پہلے کہنا کسی کا مذہب نہین
اور تکبیر کے ساتہہ ہاتہہ اوٹہانے مین یہ حکمت ہو کہ گویا اسمین اشارہ ہے کہ مین نے دنیا کو بالکل ترک
کر دیا اور ہر طرح سے عبادت مین متوجہ ہوا اور بعضون نے کچہہ اور حکمت بہی بیان کی ہو اور امام شافعی سے
کسی نے سوال کیا کہ رفع یدین کا کیا معنے ہو تو انہون نے جواب دیا کہ اللہ کی تعظیم اور رسول کی سنت کا اتباع اور
ابن عمر رضہ سے روایت ہو کہ اونسے کہا کہ رفع یدین نماز کی خوبصورتی اور زینت ہو اور عقبہ سے روایت ہو کہ ہر بار
ہاتہہ اوٹہانے کے بدلے دس دس نیکیان لکہی جاتی ہین اور ہر ایک انگلی کے بدلے ایک ایک نیکی لکہی جاتی ہو
اور امام نووی نے لکہا ہو کہ تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتہہ اوٹہانے مستحب
ہین اور ابن منذر نے کہا کہ اسمین کسی کو اختلاف نہین کہ حضرتؐ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتہہ اوٹہایا کرتے تہے
لیکن بعضے اسکو واجب کہتے ہین جیسے کہ امام اوزاعی اور حمیدی اور ابن خزیمہ وغیرہ ہین مگر جو لوگ وجوب کی قائل
ہین اونکے نزدیک ترک رفع سے نماز باطل نہین ہوتی مگر ایک روایت مین اوزاعی اور حمیدی سے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى ۵۲۱
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا
رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ
وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہو کہ حضرتؐ جب نماز
نماز شروع کیا کرتے تہے یعنے تکبیر تحریمہ کہتے تو اوسوقت دونو ہاتہہ کندہونکے برابر اوٹہاتے تہے اور جب رکوع کے
واسطے تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اوٹہاتے تو اسیطرح اوسوقت بہی دونو ہاتہہ اوٹہاتے تہے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ
ربنا ولک الحمد اور آپ سجدے مین اسطرح نہین کرتے تہے یعنے سجدے مین ہاتہہ نہین اوٹہایا کرتے تہے **ف** اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت حضرتؐ کندہون تک ہاتہہ اوٹہایا کرتے تہے پس وجہ مطابقت اس
حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور ابو یوسف کہتے ہین کہ امام تسمیع اور تحمید دونون کو کہے اور امام ابو حنیفہ رح
کہتے ہین کہ یہ حکم اوسکے حق مین ہو جو تنہا نماز پڑہے اور امام فقط تسمیع کہے اور مقتدی تحمید کہے **بَابُ**
رَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا اور رکوع کے وقت رفع
یدین کرنا اور رکوع سے سر اوٹہانے کے وقت رفع یدین کرنا **ف** ان تین جگہہ مین کندہون تک ہاتہہ
اوٹہانے مستحب ہین کما مر وسیاتی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ

قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ مین نے حضرت کو دیکھا کہ جب نماز مین کہڑے ہوتے تو اپنے دونو ہاتہہ اوٹہاتے یہانتک کہ دونون کندہون کے برابر ہوتے اور جب رکوع کے واسطے تکبیر کہتے تو اوسوقت بہی ہاتہہ اوٹہاتے تہے اور جب رکوع سے سر اوٹہاتے تو تب بہی ایسے ہی ہاتہہ اوٹہاتے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ اور سجدے مین ایسا نہ کرتے یعنے اوسمین ہاتہہ نہ اوٹہاتے تہے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹہانے کی وقت کندہون تک ہاتہہ اوٹہانے مستحب ہین اور امام بخاری نے اس مسئلہ مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو مدت سے چھپ چکی ہے اسمین حسن اور حمید سی نقل کیا ہی کہ سب اصحاب رفع یدین کیا کرتے تہے اونہون نے کسی کو اوسے مستثنے نہین کیا اور ابن عبد البر نے کہا کہ جن لوگون سے رفع یدین کے ترک کی روایت آئی ہے اونہین سے رفع یدین کرنے کی روایت بہی آچکی ہے مگر ابن مسعود سے پس اونکے قول سے رفع یدین کے ترک پر دلیل
۵۲۲ پکڑنی غلط ہی اور ترجیح بلا مرجح اور محمد بن نصر مروزی نے کہا کہ سب شہرون کے علمار کا اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ رکوع وقت اور اسسے سر اوٹہانے کے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے[۵] اور یہی بات صحیح اور قوی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ امام مالک کا آخر قول بہی ہی ہے اور مالکیون کے پاس ترک رفع یدین کی کوئی دلیل نہین اور امام بخاری نے کتاب رفع یدین مین علی بن مدینی سے نقل کیا ہے کہ سب مسلمانون پر حق ہے کہ رکوع کے وقت اور اسسے سر اوٹہانے کے وقت رفع یدین کیا کرین واسطے اس حدیث ابن عمر کے جو گذر چکی ہے اور کہا کہ علی بن مدینی اپنے زمانے کے سب علمار سے زیادہ عالم تہے اور امام بخاری نے کہا کہ رفع یدین کو سترہ اصحاب نے روایت کیا ہی اور حاکم اور ابو القاسم نے کہا کہ رفع یدین کو عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہے اور ابو الفضل حافظ نے ذکر کیا ہے کہ اسکو پچاس صحابہ رض نے روایت کیا ہے اور صاحب قاموس نے لکھا ہی کہ رفع یدین مین چارسو حدیث آچکی ہے مترجم کہتا ہے کہ سیوطی نے کہا ہی کہ رفع یدین کی حدیث متواتر ہے لیکن حنفیہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنے کو جائز نہین رکہتے ہین اور وہ اسبابین کئی دلیلین پیش کرتے ہین کہ اس جگہہ مین اونکی گنجایش نہین لیکن مختصر کچہہ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے پہلی دلیل اونکی مجاہد کا قول ہے کہ مین نے ابن عمر کے پیچہے نماز پڑہی پس مینے اونکو رفع یدین کرتے نہین دیکہا سو جواب اسکا یہ ہی

[۵] مگر کوفہ والوں کے نزدیک صحیح نہیں

کہ یہ حدیث ضعیف ہی اسلیے کہ اوسکی اسناد مین ابو بکر بن عیاش واقع ہوا ہے اور آخر عمر مین اوسکا حافظہ خراب ہوگیا
تہا پس اوسسے دلیل پکڑنی صحیح نہین اور اگر بفرض محال اوسکی صحت تسلیم بھی کیجاوے تو کہاجاویگا کہ سالم اور نافع
وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رض سے اسکو ثابت کیا ہی اور وہ اوسسے حفظ مین بہی زیادہ ہین اور شمار مین بھی زیادہ
ہین پس انکی روایت اعتبار کے زیادہ قابل ہی مجاہد کی روایت سے اور نیز اونکی روایت رفع یدین کی مثبت
ہے اور مجاہد کی روایت اوسکی نافی ہے اور مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر کما تقرر فی الاصول اور نیز دونو
روایتون مین تطبیق بھی ممکن ہی باین طور کہ عبداللہ بن عمر رفع یدین کو واجب نہین جانتے تہے پس کبھی کیا اور
کبھی نہ کیا پس اونکا کبھی ترک کردینا اوسکے جواز کے مخالف نہین ورنہ انکار رفع یدین کرنا اسپر دلالت کریگا کہ رفع
یدین چھوڑنا جائز نہین پس تطبیق مقدم ہے نسخ اور ترجیح پر اور نیز مجاہد کی روایت ضعیف ہونے پر دلالت
کرتی ہے وہ حدیث جو امام بخاری نے کتاب رفع الیدین مین ابن عمر رض سے نقل کی ہی کہ اونسے ایک آدمی
کو نماز پڑہتے دیکھا کہ اوسنے رفع یدین نہین کی تہی سو عبداللہ نے اوسکو پتہر اوٹہا کر مارا اور دوسری دلیل
حنفیہ کی یہ حدیث ہی جو ابوداؤد وغیرہ نے ابن مسعود رض سے روایت کی ہے کہ اونسے حضرت صلعم کو نماز پڑہتے
دیکھا سو آپ نے رکوع کے وقت رفع یدین نہ کیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ امام شافعی نے کہا کہ یہ حدیث
ثابت نہین ہوئی اور ابن مبارک نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین ہوئی اور اگر ثابت بھی ہوجاوے تو مثبت ۵۲۳
مقدم ہی نافی پر اور نیز یہ جواز کی حدیث کی مخالف نہین کبھی کیا ہوگا اور کبھی نہ کیا ہوگا اور نیز کلمہ ثم لا یعود کا
ابوداؤد کے اصل کسی نسخے مین موجود نہین اور نیز ابن مسعود رض معوذتین کو قرآن سے نہین جانتے ہین
اور رکوع مین گہٹنون پر ہاتہ رکہنے کو درست نہین جانتے ہین وعلی ہذا القیاس جنبی کے واسطے تیمم جائز نہین
رکہتے ہین اسیطرح سے احتمال ہے کہ اونکو رفع یدین بہی یاد نہ رہا ہو پس اس حدیث سے استدلال صحیح نہین ہے
اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ رفع یدین سے نماز باطل ہوجاتی ہے سو اسکا جواب یہ ہی کہ امام بخاری نے کتاب
رفع یدین مین کہا کہ جو اسکو بدعت کہے اوسنے صحابہ مین طعن کیا اسلیے کہ کسی صحابی سے اسکا ترک کرنا ثابت
نہین ہوا سے لازم آویگا کہ انکی سب نمازین باطل ہووین اور یہ بات کوئی مسلمان اپنی زبان پر نہین لا
سکتا ہی باقی تفصیل اس مسئلے کی کتاب رفع یدین امام بخاری مین اور تنویر العینین وغیرہ رسائل مین مذکور
ہے شائق اونکا مطالعہ کرے اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ اس حدیث رفع یدین کا راوی عبداللہ بن عمر رض ہی
اور اسسے ثابت ہوچکا ہے کہ اوسنے رفع یدین ترک کردیا تہا اور جب کہ راوی اپنے مروی کے خلاف
عمل کرے تو وہ دلالت کرتا ہے اوسکے منسوخ ہونے پر پس یہ حدیث منسوخ ہوگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ
کہ اول تو عبداللہ بن عمر رض کا رفع یدین کو چھوڑ دینا ثابت نہین ہوتا ہے کما مر اور دوم یہ کہ راوی کا

اپنے مروی کو چھوڑ دینا بغیر تصریح کسی دلیل شرعی کے کچھ مفید نہین اور ایسے صحابی جلیل القدر سے ایسے عمل کا
صادر ہونا مسلم نہین جب تک کہ اسکے واسطے کوئی عمل صحیح نہ پیدا کیا جائے اور سوم یہ کہ غیر معصوم کے فعل
کے ساتھ حسن ظن سے تمسک کرکے معصوم کے فعل کو ترک کرنا ہے اور یہ قطعاً باطل ہے اسلیے کہ ناسخ منسوخ
سے بہت ضعیف ہے اور چہارم یہ کہ احتمال ہی کہ راوی کے نزدیک وہ فعل مستحب یا مباح ہو واجب نہ ہو پس اسکو
رخصت کی واسطے کبھی کبھی ترک کر دیا ہو پس اس سے اس حدیث کی نسخ پر دلیل پکڑنی قطعاً باطل ہے اسواسطے
کہ مستحب اور مباح کو ترک کرنا بالاتفاق جائز ہے : اور نیز تلویح مین لکھا ہے کہ اگر یہ معلوم نہ ہو
کہ اوسنے روایت سے پہلے عمل کیا ہے یا پیچھے تو اسی روایت مین جرح نہین ہو سکتے اور چونکہ یہان بھی
معلوم نہین کہ عمل عبد اللہ کا روایت کرنے پہلے ہے یا پیچھے تو اب یہ اس حدیث کی واسطے جرح نہین ہو سکے گی
پس ناسخ ہونا بطریق اولی نہین ہوگا سو جواب اسکا اولاً یہ ہی کہ بیہقی مین اس حدیث کے آخر مین اتنا لفظ آگیا ہی
فما زالت تلک صلوٰۃ رسول اللہ حتی لقی اللہ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے رہی یہان
تک کہ آپنے انتقال فرمایا پس جب حضرت ص کا آخری دم تک رفع یدین کرنا ثابت ہوگیا تو پھر رفع یدین کرنا
منسوخ کب ہوا کیا حضرت کے انتقال کے بعد وحی اتری تھی ثانیاً پہلے گذر چکا ہے کہ حسن نے کہا کہ صحاب سب
رفع یدین کرتے تھے اور یہ حضرت ص کے بعد کا ذکر ہے اور نیز پہلے گذر چکا کہ سب شہرون کے علما کا اسپر اجماع
ہو چکا ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد وغیرہ مجتہدین کا پس جب حضرت ص کے بعد سب صحابہ اور تابعین
اور ائمہ مجتہدین سے رفع یدین کا کرنا ثابت ہو چکا ہے تو اب کہا جاویگا کہ اگر رفع یدین کرنا منسوخ ہوتا تو
صحابہ حضرت کی بعد کیون کرتے اور تابعین اور آئمہ مجتہدین وغیرہ جائز کیون کہتے امام شافعی و احمد وغیرہ مجتہدین
کو اسکا منسوخ ہونا معلوم نہوا حالانکہ مجتہد کی ایک یہ بھی شرط ہی کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہو پھر یہ لوگ مجتہد کیون بنے
بیٹھے پس معلوم ہوا کہ رفع یدین منسوخ نہین ہے ثالثاً نسخ مین یہ شرط ہی کہ ناسخ منسوخ کے مساوی ہووے
اور منسوخ سے موخر ہووے اور تطبیق ممکن نہ ہووے جیسے کہ نخبہ اور اسکی شرح مین موجود ہے پس اگر یہ تین شرطین
پائی جاوین تو دعوی نسخ جائز ہے والا دعوے نسخ باطل ہی اور چونکہ یہان ان تین شرطون سے ایک بھی
موجود نہین لہذا دعوے نسخ قطعاً باطل ہے اسیواسطے شارح فارسی بخاری نے لکھا ہی کہ دعوے نسخ کا خالی اعتراض
سے نہین بلکہ دعوے نسخ سے یہ بات آسان ہی کہ مان لیا جاوے کہ دونون امر سنت ہین رفع یدین کرنا بھی اور
نہ کرنا بھی اور ایسا ہی لکھا ہی شیخ عبد الحق نے فتح المنان مین تمام ہوا مسئلہ رفع یدین کا حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ
الْوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ رَاٰی مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ اِذَا
صَلّٰی كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ

حَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَنَعَ ھٰکَذَا **ترجمہ** ابو قلابہ رض سے روایت ہی کہ اُسنے مالک
بن حویرث کو دیکھا کہ جب نماز پڑہتا تو اللہ اکبر کہتا اور دونو ہاتہہ کو اوٹہاتا اور جب رکوع مین جانے کا ارادہ
کرتا تو دونو ہاتہہ کو اوٹہاتا اور جب رکوع سے سر اوٹہاتا تو اُسوقت بہی دونو ہاتہہ اوٹہاتا اور حدیث بیان کرتا
کہ حضرت صلعم نے ایسا ہی کیا ہے **باب** اِلٰی اَیْنَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ کہانتک ہاتہہ اوٹہاوے یعنی رفع یدین کرنا
جوان تین جگہون مین آیا ہے تو انہین ہاتہہ کو کہان تک اوٹہاوے کندہون تک یا کانون تک وَقَالَ اَبُوْ
حُمَیْدٍ فِیْ اَصْحَابِہٖ رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ یعنے ابوحمید نے اپنے یارون مین
کہا کہ حضرت صلعم نے کندہون تک ہاتہہ اوٹہائے ہین **حَدَّثَنَا** ابو الیمان قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ
قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ افْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوۃِ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَھُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَ
اِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَکَ
الْحَمْدُ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ حِیْنَ یَسْجُدُ وَحِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض
سے روایت ہی کہ مین نے حضرت کو دیکھا کہ آپنے نماز کی تکبیر شروع کی سو جب تکبیر کہی تو اپنے دونو ہاتہہ کو
کندہون تک اوٹہایا اور جب رکوع کے واسطے تکبیر کہی تو اوسوقت بہی ہاتہون کو اوٹہایا اور جب سمع اللہ لمن ۵۲۵
حمدہ کہا تو اوسوقت بہی ایسا ہی کیا اور جب سجدہ مین جاتے تو ہاتہہ نہ اوٹہاتے اور جب سجدہ سے سر اوٹہاتے
تو اسوقت بہی ہاتہہ اوٹہاتے **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ رفع یدین کرنیکے وقت ہاتہون کو
کندہون تک اوٹہاوے اور یہی معلوم ہوتا ہے مذہب امام بخاری کا کہ صرف یہی حدیثین لایا ہے اور یہی مذہب
ہے امام شافعی اور جمہور علما کا اور حنفیہ کہتے ہین کہ کانون تک ہاتہہ اوٹہاوے اور اُنکی دلیل وہ حدیث ہی
جو مالک بن حویرث رض سے مسلم مین ہے کہ حضرت صلعم کانون تک ہاتہہ اوٹہاتے تہے لیکن عبد اللہ بن عمر رض کی
حدیث کو ترجیح ہے کہ اوسکی اسناد زیادہ صحیح ہے اور ان دونون مین تطبیق بہی ہو سکتی ہے کہ دونو امر جائز ہون
واللہ اعلم **ف** حنفیہ کہتے ہین کہ مرد کانون تک ہاتہہ اوٹہاوے اور عورت مونڈہون تک ہاتہہ اوٹہاوے
لیکن اس فرق مین کوئی حدیث وارد نہین ہوئی پس ظاہرًا دونو کا حکم ایک ہی ہے **باب** رَفْعِ الْیَدَیْنِ
اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ جب دو رکعتین پڑہکر کہڑا ہووے تو اوسوقت بہی رفع یدین کرے یعنی مثلاً
چار رکعت نماز مین سے جب دو رکعت کے بعد التحیات پڑہکر کہڑا ہووے تو اوسوقت بہی کندہون تک ہاتہہ
اوٹہاوے **حَدَّثَنَا** عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ
نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَ

اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَ اِلَی النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوَاہُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوَاہُ ابْنُ طَھْمَانَ عَنْ اَیُّوْبَ وَمُوْسٰی بْنِ عُقْبَۃَ مُخْتَصَرًا **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہی کہ جب نماز
مین داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونو ہاتہہ اوٹہاتے اور جب رکوع کرتے تو تب بہی ہاتہ اوٹہاتے اور جب سمع اللہ
لمن حمدہ کہتے تو تب بہی ہاتہہ اوٹہاتے اور جب دو رکعت پڑہکر کہڑے ہوتے تو اسوقت بہی ہاتہہ اوٹہاتے
اور ابن عمر رض نے اسحدیث کو مرفوع کیاہے یعنے حضرت صلعم نے بھی ایسا ہی کیاہے **ف** اسحدیث سے
معلوم ہوا کہ دو رکعت کی بعد التحیات پڑہکر جب تیسری رکعت کیطرف کہڑا ہووے تو اوسوقت بھی دونو
ہاتہہ کندہون تک اُوٹہاوے پس مطابقت اسحدیث کی باب سی ظاہر ہے اور بعضون کے نزدیک سجدہ مین بھی
رفع یدین کرنا آیاہے اور اسباب مین ایک حدیث بھی فتح الباری مین نسائی سے نقل کی ہی لیکن جمہور کے نزدیک
جائز نہین **باب** وَضْعِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ نماز مین داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ پر
رکہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ کَانَ النَّاسُ یُؤْمَرُوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ الْیَدَ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِہِ الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ
وَقَالَ اَبُوْحَازِمٍ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا یَنْمِیْ ذٰلِکَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمٰعِیْلُ ۵۲۶
یُنْمٰی ذٰلِکَ وَلَمْ یَقُلْ یَنْمِیْ **ترجمہ** سہل بن سعد سے روایت ہی کہ (حضرت صلعم کے زمانے مین) لوگون کو حکم
کیا جاتا تہا کہ نماز مین آدمی اپنے داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ پر رکہی ابو حازم نے کہا کہ سہل اسحدیث کو حضرت صلعم
کیطرف مرفوع کرتا تہا یعنے حضرت صلعم لوگون کو اسکا حکم کرتے تہے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جب آدمی نماز
پڑہنے کو کہڑا ہووے تو ہاتہون کو باندہ لیوے اور داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ پر رکہے اور یہی ہے وجہ مطابقت
اسحدیث کی باب سی اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اور اسکے برخلاف حضرت صلعم سے کچہ
ثابت نہین ہوا لیکن اسحدیث مین تصریح نہین کہ داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ کی ہتہیلی پر رکہے یا بازو پر رکہی
مگر نسائی کی حدیث مین صریح آچکاہے کہ داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ کی ہتہیلی کی پشت اور پہنچی پر رکہے اور
اسحدیث مین یہ بھی مذکور نہین کہ ہاتہون کو ناف سی اوپر باندہے یا ناف سی تلی باندہے مگر صحیح ابن خزیمہ مین ہی
کہ دونو ہاتہہ کو سینہ پر رکہے اور ایسا ہی مسند امام احمد مین ہے اور ایسا ہی بزار مین ہے کہ نماز مین ہاتہون کو
سینہ پر باندہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا اور امام احمد کہتے ہین کہ اختیار ہے خواہ سینے کے اوپر باندہی
خواہ تلے باندہے اور امام مالک کہتے ہین کہ ہاتہون کو کہلا چھوڑ دیوے اور حنفیہ کہتے ہین کہ ہاتہون کو ناف
کے تلے باندہی اور دلیل اونکی یہ حدیث ہی جو حضرت علی سے روایت ہی کہ ہاتہہ ناف سی نیچے باندہے لیکن

اسکی اسناد ضعیف ہے اور حکمت ہاتھ باندھنے مین یہ ہے کہ یہ صورت ہو اُس سائل کی جو ذلیل ہو کر کسی کے دروازے پر مانگنے کو آتا ہے **باب** الخشوع فی الصلوٰۃ نماز مین عذاب الٰہی سے ڈرنا **ف** نماز مین خشوع اور عذاب سے ڈرنے کی علامت یہ ہو کہ نہایت ذلیل ہو کر رہے اور دلکو حاضر رکھے اور دائنے بائین التفات نہ کرے **حدثنا** اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھل ترون قبلتی ھٰھنا واللہ ما یخفی علیّ رکوعکم ولا خشوعکم وانی لاراکم من وراء ظھری **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا سامنا ادھر ہے خدا کی قسم مجھپر تمہارا رکوع اور خشوع چھپا نہین رہتا اور مقرر مین تمکو دیکھتا ہون اپنے پشت سے **ف** بہت لوگ نومسلم اوب سے نماز پڑھتے رکوع اور سجود اور صف مین برابر کھڑے ہونے سے غفلت کرتے تب آپ نے یہ حدیث فرمائی **حدثنا** محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبۃ قال سمعت قتادۃ عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقیموا الرکوع والسجود فواللہ انی لاراکم من بعدی وربما قال من بعد ظھری اذا رکعتم وسجدتم **ترجمہ** انس رض سے روایت ہو کہ حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ درست کرو رکوع اور سجود کو سو قسم ہے خدا کی مین تمکو دیکھتا ہون اپنی پس پشت سے اور بہت وقت ۵۲۷
آپ نے یہ فرمایا کہ مین تمکو دیکھتا ہون جب تم رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو **ف** اس حدیث مین خشوع کا ذکر نہین لیکن شاید امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ نماز مین تمام اعضا کو ظاہر مین درست رکھنا دلیل ہے اوپر خشوع کے اسلیے کہ ظاہر کا سکون باطن کی دلیل ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اس سے معلوم ہوا کہ جب آدمی نماز مین کھڑا ہووے تو کمال خشوع کے ساتھ رہے اور دل کو حاضر رکھے اور عذاب سے ڈرتا رہے لیکن اگر نماز مین خشوع کو ترک کرے تو نماز ہو جاتی ہے اسلیے کہ حضرت ﷺ نے ان لوگون کو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا امام نووی نے لکھا ہے کہ نماز مین خشوع بالاجماع واجب نہین لیکن آدمی کو چاہیے کہ جہانتک ہو سکے خشوع اور حضور دل کو نماز مین پیدا کرے اور جو اختیار سے باہر ہو جاوے تو خیر لیکن نماز مین کسی نہ کسی رکن مین ضرور ہے دل کو حاضر کرے اور خدا کے عذاب سے ڈرے اور بعضون نے کہا کہ نماز مین خشوع رکھنا فرض ہے لیکن اگر نماز کی ایک جز مین بھی ہو جاوے تو کافی ہے **باب** ما یقرأ بعد التکبیر اور اس چیز کا بیان جو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی ہے یعنے تکبیر اولے کے بعد کیا چیز پڑھی جاوے **حدثنا** حفص بن عمر حدثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر کانوا یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العٰلمین **ترجمہ**

انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم اور ابو بکر رض اور عمر رض نماز کو الحمد کے ساتھہ شروع کیا کرتے تھے ف
اسمین اختلاف ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی جزو ہے یا نہین اور سورہ الحمد کے ساتھہ بسم اللہ
کو بھی پڑہنا چاہیے یا نہین سو بعضے لوگ کہتے ہین کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی جزو ہے جب الحمد پڑہے تو بسم اللہ
اُسکے ساتھہ پڑہے اور وہ لوگ اس حدیث الحمد للہ الخ سے سورۂ فاتحہ مراد رکھتے ہین یعنے اسکا یہ معنے نہین
کہ الحمد للہ ہی سے اول شروع کرے بلکہ معنے یہ ہی کہ تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑہے پس بسم اللہ بھی اسمین آگئی
کہ اونکے نزدیک فاتحہ کی جزو ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور شافعیون کا اور امام مالک کہتے ہین کہ
کہ نماز مین الحمد کے ساتھہ بسم اللہ نہ پڑہے نہ پکار کر اور نہ پوشیدہ اور حنفیہ کہتے ہین کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ
کی جزو نہین اور اس حدیث کا یہ معنے کرتے ہین کہ قراءة کو الحمد للہ سے شروع کرتے تھے یعنے سورۂ الحمد کے
اول مین بسم اللہ نہین پڑہتے تھے لیکن اس باب مین بہت حدیثین صحیح آچکی ہین جو دلالت کرتی ہین اسپر کہ بسم اللہ
الحمد کی جزو ہے چنانچہ صحیح بخاری مین باب فضائل مین آگے آویگا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ سورہ الحمد للہ سبع
مثانی ہے یعنے سات آیتین ہین ان مین سے چھہ آیتین الحمد ہے اور ساتوین آیت بسم اللہ ہی اور بیہقی اور ابن خزیمہ
وغیرہ مین ہی کہ حضرت صلعم نماز مین فاتحہ کے اول بسم اللہ پڑہا کرتے تھے اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ جب الحمد
شروع کرو تو اوسکے اول مین بسم اللہ پڑہو کہ بسم اللہ بھی اوسکی ایک آیت ہی اور اسی قسم کی اور بھی بہت حدیثین ۵۲۸
ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ بسم اللہ شریف سورۂ فاتحہ کی جزو ہے جب سورۂ فاتحہ پڑہے تو پہلے بسم اللہ پڑہے
اور جن حدیثون سے حنفیہ دلیل پکڑتے ہین سو اونمے بعض حدیثون مین تو یہ آیا ہے کہ الحمد کے ساتھہ بسم اللہ
نہین پڑہتے تھے سو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد بسم اللہ نہ پڑہنے سے یہ ہے کہ بسم اللہ سنی نہین جاتی تھی اسکا یہہ
معنے نہین کہ بسم اللہ مطلق پڑہتے ہی نہین تھے اور بعضی حدیثون مین یہ آیا ہے کہ بسم اللہ سنی نہین جاتی
تھی سو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد نہ سننے سے یہ ہے کہ بسم اللہ کو پکار کر نہین پڑہتے تھے اسکا یہ معنے نہین
کہ بسم اللہ کو پڑہتے ہی نہین تھے پس اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور سب الفاظ مختلف آپسمین
جمع ہو جاتے ہین اور اس باب کے اس حدیث انس رض سے بھی ثابت نہین ہوتا کہ بسم اللہ مطلق نہین پڑہتے تھے
بلکہ احتمال ہی کہ اسکو پوشیدہ پڑہ لیتے ہونگے ورنہ آیندہ حدیث مین جو دعا آتی ہے وہ بھی پڑہنی جائز نہین
ہوگی اسلیے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو الحمد للہ سے شروع کرتے تھے پس الحمد سے پہلے ہی کوئی چیز پڑہنی بھی
جائز نہین ہوگی اور بعضون نے لکھا ہے کہ ابو حنیفہ صاحب بھی بسم اللہ کے سنیت کے قائل ہین اور اس حدیث
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز مین الحمد کے اول بسم اللہ پوشیدہ پڑہے اور بسم اللہ پکار کر پڑہنا بھی بہت صحابہ
سے ثابت ہی لیکن افضل یہی ہے کہ پوشیدہ پڑہے اور پکار کر پڑہنا بھی جائز ہے حدثنا موسی بن

اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ
الْقِرَاءَةِ اِسْكَاتَةً قَالَ اَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْكَاتُكَ
بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ
بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ
اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءۃ کے درمیان تھوڑا سا چپ رہتے تھے راوی نے کہا کہ ایک لحظہ سکوت کرتے
تھے سو مین نے عرض کی کہ یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر اور قرارت کے درمیان سکتہ
مین کیا پڑھتے ہو آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھتا ہون کہ الہی فرق ڈال دے میرے اور میرے گناہوں کے درمیان
جیسے تو نے فرق ڈالا ہے مشرق اور مغرب میں یعنی معاف کردے الہی چھانٹ ڈال اور صاف کردے مجھکو گناہوں
سے جیسے سفید کپڑا چھانٹا جاتا ہے میل سے الہی دھو ڈال میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولے سے یعنی طرح
طرح کی مغفرت اور رحمت کر **ف** اس حدیث مین تین دعائین ہین پہلی دعا سے اشارہ ہے طرف زمانہ آیندہ کے
اور دوسری دعا سے اشارہ ہے طرف زمانہ حال کے اور تیسری دعا سے اشارہ ہے طرف زمانہ ماضی کے تو مطلب ۵۲۹
یہ ہے کہ میری تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیوے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ اور قراءۃ کے درمیان یہہ
دعا پڑھنی مستحب ہے خواہ فرض ہون خواہ نفل ہون اور مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ
پڑھے اور بعضی حدیثوں مین آیا ہے کہ سبحانک اللہم الخ پڑھے سو امام شافعی کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ ان دونوں کو
جمع کرے اور ہر نماز مین پوشیدہ پڑھے اور امام مالک کہتے ہین کہ مستحب نہین اور امام ابوحنیفہ اور احمد کہتے ہین
کہ فرضون مین تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللہم الخ پڑھے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا لیکن یہ حدیث
ابوہریرہ رضی کی جو باب مین مذکور ہو چکی ہے سب سے زیادہ ترصحیح ہے پس اس دعا کو پڑھنا سب سے افضل ہے اور
ان حدیثوں کی تطبیق اسطور سے ہو سکتی ہے کہ کبھی کسی دعا کو پڑھ لیوے اور کبھی کسی دعا کو پڑھے تارۃً فتارۃً پس انمین
کچھ تعارض نہین ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز مین ایسی دعا پڑھنی بھی جائز ہے جو قرآن مین نہ
ہو مگر حنفیہ اسکو جائز نہین کہتے ہین وہ کہتے ہین جو دعا قرآن میں نہ ہو اوسکو نماز مین پڑھنا جائز نہین سو یہہ
حدیث اونپر رد کرتی ہے **باب** یہ باب ترجمہ سے خالی ہے لیکن اس باب کو پہلے باب سے تعلق ہے کہ
اسمین دعا کا ذکر ہے اور اسمین مناجات کا ذکر ہے پس یہی مناسبت ہے اس باب کی پہلے باب سے اور صحیح بخاری
مین اس قسم کے بہت باب ہین کہ ترجموں سے خالی ہین لیکن اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو اس قسم کا باب

اوسکو اس سے پہلے باب سے کوئی نہ کوئی وجہ مطابقت کی ضرور ہوگی اور یہی غرض ہوتی ہے امام بخاری کی خالی باب سے واللہ
اعلم **حدثنا** ابن ابی مریم قال اخبرنا نافع بن عمر قال حدثنی ابن ابی ملیکۃ عن اسماء بنت
ابی بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الکسوف فقام فاطال القیام ثم
رکع فاطال الرکوع ثم قام فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم رفع ثم سجد فاطال
السجود ثم رفع ثم سجد فاطال السجود ثم قام فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع
ثم رفع فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم رفع فسجد فاطال السجود ثم
انصرف فقال قد دنت منی الجنۃ حتی لو اجترأت علیہا لجئتکم بقطاف من قطافہا
ودنت منی النار حتی قلت ای رب و انا معہم فاذا امرأۃ حسبت انہ قال تخدشہا
ہرۃ قلت ما شان ہذہ قالوا حبستہا حتی ماتت جوعا لا اطعمتہا ولا ارسلتہا تاکل
قال نافع حسبت انہ قال من خشیش الارض او خشاش الارض **ترجمہ** اسماء بنت ابی بکر
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج کی نماز پڑہی سو آپ نماز میں کہڑے ہوئے اور قیام کو بہت
لنبا کیا پہر آپ نے رکوع کیا سو رکوع کو بہت لنبا کیا پہر سیدہے کہڑے ہوئے اور بہت دیر تک کہڑے رہے پہر رکوع
کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے پہر رکوع سے سر اوٹہایا پہر سجدہ کیا سو بہت دیر تک سجدے میں رہے ۲۳۰
پہر سجدے سے سر اوٹہایا پہر سجدہ کیا اور بہت دیر تک سجدے میں رہے پہر سیدہے کہڑے ہوئے سو بہت دیر تک کہڑے
رہے پہر رکوع کیا سو بہت دیر تک رکوع میں رہے پہر رکوع سے سر اوٹہایا اور بہت تک سیدہے کہڑے رہے پہر رکوع
کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے پہر رکوع سے سر اوٹہایا اور سجدہ کیا سو بہت دیر تک سجدے میں
رہے پہر سجدے سے سر اوٹہایا پہر سجدہ کیا اور سجدہ لنبا کیا پہر نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ مقرر بہشت مجہہ سے
قریب ہوگئی یہانتک کہ اگر میں اسپر دلیری کرتا تو البتہ انگور کا گچہا بہشت سے توڑ کر تمہارے پاس لاتا اور دوزخ بھی
مجہسے قریب ہوئی یہانتک کہ میں نے کہا اے الہی کیا میں بھی دوزخ والوں کے ساتھ ہوں سو اچانک اسمیں
ایک عورت تہی میں گمان کرتا ہوں کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا ہو کہ بلی اوسکے چہرے کو اوکہاڑتی تہی یعنی اسکو کاٹ کاٹ
کر کہا رہی تہی یعنی کہا حال ہے اس عورت کا انہوں کہا کہ اوسنے بلی کو باندہ رکہا یہانتک کہ بہوک سے مرگئی
نہ اوسکو کہلایا اور نہ اوسکو چہوڑا کہ زمین کے جانور اور کیڑے کہاتی **ف** اور وجہ مطابقت الحدیث کی باب
سے گذر چکی ہے **باب** رفع البصر الی الامام فی الصلوۃ نماز میں امام کیطرف آنکہہ اوٹہا کر دیکہنا
جائز ہے **ف** امام مالک کہتے ہیں کہ نماز میں امام کیطرف دیکہنا جائز ہے اور امام شافعی اور احمد اور مالکی کہتے ہیں
کہ مستحب ہے کہ سجدے کی جگہہ میں نظر رکہے کہ اسمیں خشوع زیادہ ہے اور ضروری حالات امام کی اسمیں بہی معلوم

ہو سکتے ہین وقالت عائشۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الکسوف رأیت جہنم
یحطم بعضها بعضا حین رأیتمونی تاخرت یعنے عائشہ رض نے کہا کہ حضرت صلعم نے سورج گہن کی
نماز مین فرمایا کہ مینے دوزخ کو دیکھا کہ اوسکا بعضا ٹکڑا بعضے کو کچلے ڈالتا ہے یعنے نہایت زور سے لہر مارتا ہے
جبکہ تمنے مجھکو پیچھے ہٹتے دیکھا **ف** یہ جو آپ نے فرمایا کہ جب تمنے مجھکو پیچھے ہٹتے دیکھا اسحدیث سے معلوم
ہوا کہ مقتدی کو امام کیطرف دیکھنا جائز ہے کہ آپ نے اوس سے منع نہ فرمایا پس مطابقت اسحدیث کی
باب سے ظاہر ہوگئی حدثنا موسی قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الاعمش عن عمارۃ بن
عمیر عن ابی معمر قال قلنا لخباب اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الظہر والعصر
قال نعم فقلنا بم کنتم تعرفون ذاک قال باضطراب لحیتہ ترجمہ ابو معمر سے روایت
ہے کہ مینے خباب سے پوچھا کہ کیا حضرت صلعم ظہر اور عصر کی نماز مین قرآن پڑہا کرتے تہے تو اونسے کہا ہان پڑہتے تہے
سو ہمنے کہا کہ تم اسبات کو کسطرح پہچانا کرتے تہے کہا کہ حضرت کی ڈاڑہی کے ہلنے سے ہم پہچانتے تہے حدثنا
حجاج قال حدثنا شعبۃ قال انبانا ابو اسحاق قال سمعت عبد اللہ بن یزید یخطب قال
حدثنا البراء وکان غیر کذوب انہم کانوا اذا صلوا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفع
رأسه من الرکوع قاموا قیاما حتی یرونہ قد سجد ترجمہ براء سے روایت ہی کہ اصحاب حضرت صلعم ۳۳۱
کے ساتھ نماز پڑہتے سو جب آپ رکوع سے سر اوٹہاتے تو لوگ سیدہے کہڑے رہتے یہانتک کہ آپ کو دیکھتے
کہ سجدہ مین چلے گئے ہین حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار
عن عبد اللہ بن عباس قال خسفت الشمس علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی
قالوا یا رسول اللہ رأیناک تناولت شیئا فی مقامک ثم رأیناک تکعکعت فقال
انی رأیت الجنۃ فتناولت منها عنقودا ولو اخذتہ لاکلتم منه ما بقیت الدنیا
ترجمہ عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم کے زمانے مین سورج گہن لگا سو آپ نے سورج گہن
کی نماز پڑہی سو اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت ہمنے آپ کو دیکھا کہ اپنی جگہہ مین کوئی چیز پکڑی ہے پہر
ہمنے دیکھا ہے کہ آپ پیچھے ہٹ گئے ہین سو آپ نے فرمایا کہ مقرر مین نے بہشت کو دیکھا سو مینے اوس سے
انگور کا گچھا پکڑا اور اگر مین اوسکو لے لیتا تو تم اس سے ہمیشہ کہاتے جب تک دنیا باقی رہتی یعنے تم اوسکو
قیامت تک کہاتے اور وہ کم نہ ہوتا **ف** بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے انگور کا گچھا پکڑنے کا ارادہ
کیا تہا لیکن جب اذن نہ ہوا تو آپ نے نہ لیا حدثنا محمد بن سنان قال حدثنا فلیح قال
حدثنا هلال بن علی عن انس بن مالک قال صلی لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلَاثًا

ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت م نے ہمکو نماز پڑہائی پہر آپ منبر پر چڑہے سو اپنے ہاتہہ سے مسجد کی قبلے کی طرف اشارہ کیا پہر فرمایا کہ البتہ مین نے اب دیکہا ہی جبکہ تمکو نماز پڑہائی کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میرے سامنے لائی گئی اس دیوار کیطرف سو مین نے برائی اور بہلائی مین آج جیسے کوئی چیز نہین دیکہی ف ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ نماز مین امام کیطرف نظر کرنی جائز ہے اسلیے کہ براء کی حدیث مین یہہ ہے کہ اصحاب رض حضرت صلعم کو دیکہتے کہ سجدے مین چلے گئے ہین تو اوسوقت حضرت کے پیچہے سجدہ کرتے اور حدیث ابن عباس رض مین یہہ ہی کہ اصحاب نے کہا کہ ہمنے آپ کو پیچہے ہٹتے دیکہا اور حدیث انس رض سے ظاہر یہ مسئلہ باب کا ثابت نہین ہوتا لیکن دراصل یہہ دونو حدیثون مین ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے پس مطابقت حدیثون کی باب سے ظاہر ہے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے یہہ معلوم ہوتی ہے کہ افضل یہہ ہی کہ نمازی نماز مین اپنی نظر کو سجدہ کی جگہہ مین رکہے لیکن اگر کسی حاجت کی واسطے امام کیطرف دیکہے اور سجدہ کی جگہہ نہ دیکہے تو نماز فاسد نہین ہوتی ہے اور امام شافعی اور کوفیون کے نزدیک مستحب ہے کہ نمازی نظر کو سجدہ کی جگہہ مین رکہے پس یہہ مسئلہ اونکے مخالف نہین ہے

۳۲ ۵ **باب** رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین آسمان کیطرف دیکہنا مکروہ ہے ف نماز مین آسمان کیطرف دیکہنا بالاتفاق مکروہ ہے بعضے کہتے ہین اسواسطے مکروہ ہے کہ قبلے کیطرف دیکہنا لازم آتا ہے اور نماز سے باہر دعا وغیرہ مین اوسکی طرف دیکہنا مختلف فیہ ہی بعضون کے نزدیک جائز ہے اسلیے کہ آسمان دعا کا قبلہ ہے جیسے کہ کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور بعضون کے نزدیک مکروہ ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت م نے فرمایا کہ کیا حال ہے اُن لوگون کا جو نماز مین اپنی آنکہہ آسمان کیطرف اوٹہاتے ہین سو آپ نے اسکی سخت تاکید کی یہانتک کہ فرمایا کہ مقرر باز رہین لوگ اپنی آنکہہ اوٹہانے سے آسمان کیطرف نہین تو انکی نظرین چہن جاوینگی ف حضرت م نے نماز مین معلوم کیا کہ بعضے لوگون نے نماز مین آسمان کیطرف دیکہا تہا اسواسطے آپنے عام طور سے نصیحت فرمائی کہ اگر کسی خاص کر کہا گیا تو لوگون مین اوسکو ذلت ہوگی اسسے معلوم ہوا کہ نماز مین آسمان کیطرف نظر کرنی مکروہ تحریمی ہے اسلیے کہ اوسپر وعید وارد ہوئی ہے

لیکن نماز سے باہر آسمان کیطرف دیکھنا مکروہ نہین خواہ دعا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو **باب** الالتفات فی
الصلوٰۃ نماز مین داہنے بائین دیکھنا مکروہ ہے **ف** مراد التفات سے یہ ہی کہ آنکھ سے دیکھے مگر قبلے سے
سینہ نہ پھیرے اور نہ گردن پھیرے اگر تمام گردن پھیر جاوے تو نماز باطل ہوجاویگی امام بخاری نے اس باب
مین اسکا کوئی حکم صریح بیان نہین کیا لیکن جو حدیث بیان کی وہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ نماز مین ادہر ادہر
دیکھنا مکروہ ہی اور اسپر اجماع ہے لیکن جمہور کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے اور بعضون کے نزدیک کراہت
تحریمی ہے پس بہر حال اسمین احتیاط بہتر ہے علما نے کہا ہے کہ نماز مین التفات اسلئے مکروہ ہے کہ
اوس سے خشوع نہین رہتا ہے یا بعض بدن کے ساتھ قبلے سے پہرنا لازم آتا ہے حدثنا مسدد
قال حدثنا ابو الاحوص قال حدثنا اشعث بن سلیم عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ قالت
سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الالتفات فی الصلوۃ فقال ھو اختلاس
یختلسہ الشیطان من صلوۃ العبد **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ مین نے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے نماز مین داہنے بائین دیکھنے کا حکم پوچھا سو آپ نے فرمایا کہ یہ اوچک لینا ہی کہ شیطان اوسکو
آدمی کی نماز سے لیجاتا ہے یعنے نماز کی لذت اور حضور دل اور خشوع اوس سی دور ہو جاتا ہے **ف**
چونکہ شیطان آدمی کے حضور دل اور اوسکے دل کے درمیان واقع ہوتا ہے اور ادہر ادہر دیکھنے کا سبب ہوتا ۵۴۲
ہے اسواسطے ہر فعل کو شیطان طرف نسبت کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ نماز مین ادہر ادہر دیکھنا مکروہ ہے
کہ یہ فعل شیطان کا ذریعہ ہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سی حدثنا قتیبۃ قال حدثنا
سفین عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی خمیصۃ
لھا اعلام فقال شغلتنی اعلام ھذہ اذھبوا بھا الی ابی جھم واتونی بانبجانیۃ
ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت ص نے ایک بار نقشدار چادر مین نماز پڑہی سو فرمایا کہ اسکی نقشکاری
نے مجھکو نماز مین غافل کر دیا اور فرمایا کہ اس سیاہ لوئی دہاری دار کو ابو جہم پاس لے جاؤ اور میرے پاس
ابو جہم کی سوٹی کملی لے آؤ **ف** ابو جہم نے باریک سیاہ کملی جو گھنٹے جسکے دونو کنارونپر دہاریان تہین حضرت
کو تحفہ بھیجا حضرت ص نے اوسکو اوڑھ کے نماز پڑہی پھر نماز کے بعد یہہ فرمایا یعنے اوسکی عمدگی اور نقش کاری نے
خشوع مین خلل ڈالا اسواسطے حضرت ص نے اوسکو پھیر دیا اور اوسکے عوض موٹی کملی منگوائی تاکہ اوسکی دل شکنی نہ
ہو معلوم ہوا کہ جو لباس نماز مین خلل ڈالے اوسکو پہننا مکروہ ہے اور وہ چادر حضرت ص کے ہونٹہون پہ دیکھا
تو یہہ بھی التفات مین داخل ہے اسواسطے کہ جب آدمی ہونٹہون کی طرف دیکھے تو ضرور کچھ نہ کچھ التفات ہو جاتا ہے
اسی وجہ سے آپ نے نماز کی بعد اوسکو اوتار ڈالا پس معلوم ہوا کہ نماز مین التفات مکروہ ہے پس یہی وجہ ہی مطابقت

باب هَلْ يَلْتَفِتُ لِاَمْرٍ يَنْزِلُ بِهٖ اَوْيَرٰى شَيْئًا اَوْ بُصَاقًا فِى الْقِبْلَةِ جب نماز مین کسی کو کوئی کام پیش آجاوے جیسے کہ کوئی دیوار گر پڑے یا کوئی درندہ دیکھ لیوے یا تہوک کو قبلے مین دیکھے تو اس صورت مین التفات کرنا جائز ہے یا نہین وَقَالَ سَهْلٌ اِلْتَفَتَ اَبُوْبَكْرٍ فَرَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے سہل نے کہا کہ ابوبکرؓ نے نماز مین التفات کیا اور حضرت کو دیکھا **ف** یہ حدیث مرض الموت کی پہلے گذرچکی ہے اسمین حضرت نے ابوبکرؓ کو نماز دوہرانے کو نہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ یہ التفات جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ حدیث دوسرے پارہ مین بھی گذرچکی ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِىْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّىْ بَيْنَ يَدَىِ النَّاسِ فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ انْصَرَفَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِى الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ اَحَدٌ قِبَلَ وَجْهِهٖ فِى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ اَبِىْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرتؐ نے مسجد کے قبلے کی دیوار مین کھنکھار لگا دیکھا اور آپ لوگون کے آگے نماز پڑہا رہے تہے سو آپ نے اوسکو ٹہیکری کہرچ ڈالا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب کوئی
۴۳۲ نماز مین ہووے تو خدا اوسکے منہ کے سامنے ہوتا ہے یعنے خدا کا قبلہ ہے اوسکی روبرو سو کوئی آدمی نماز مین اپنے مُنہ کے سامنے نہ تہوکے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد کے قبلے مین تہوک لگی ہوئی ہو تو اوسکی طرف دیکھنا مکروہ نہین کہ حضرتؐ نے تہوک کیطرف نماز مین دیکھا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا الْمُسْلِمُوْنَ فِىْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَاْهُمْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوْفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ اَنَّهٗ يُرِيْدُ الْخُرُوْجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِىْ صَلٰوتِهِمْ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ وَاَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّىَ فِىْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ **ترجمہ** انسؓ سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ لوگ فجر کی نماز پڑہتے تہے اور ابوبکرؓ امام بنے تہے یعنے مرض الموت مین تو اچانک نہ پایا اونکو مگر حضرتؐ نے کہ عائشہ کے حجرے کا پردہ اوٹہایا اور لوگون کیطرف نظر کی اور لوگ صف باندہے تہے سو آپ نے تبسم فرمایا سو ابوبکرؓ ایڑیونپر پیچھے ہٹے تا کہ صف مین پہونچین اور گمان کیا کہ حضرت گہر سے تشریف لانے کا ارادہ کرتے ہین اور مسلمانون نے قصد کیا کہ نماز مین دیوانے ہوجائین سو آپ نے اونکو اشارہ کیا

کہ اپنی نماز تمام کرو اور پردہ لٹکا یا سواسی دن کے آخر مین انکا انتقال ہوا خدا کی ہزار ہزار رحمت ہووے اونپر **ف** اسحدیث سی معلوم ہوا کہ کسی امر حادث کی واسطے التفات کرنا نماز مین مکروہ نہین اسلیے کہ جب حضرت م نے حجرے کا پردہ اوٹھایا تو سب اصحاب نے آپکی طرف التفات کیا اور آپ نے اشارہ فرمایا کہ نماز تمام کرو سو اگر لوگون کا آپ کی طرف التفات نہوتا تو آپ کی اشارہ کو کسطرح دیکھ سکتے تھے اور پہر آپ نے اونکو نماز دوہرانیکا حکم نہین کیا پس یہی وجہ ہی مطابقت اسحدیث کی باب سی **باب** وُجُوْبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَامُوْمِ فِي الصَّلٰوتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيْهَا وَمَا يُخَافَتُ نماز مین قرآن پڑہنا امام پر بہی واجب ہے اور مقتدی پر بہی واجب ہے سب نمازون مین حضر مین بہی اور سفر مین بہی اور جہریہ نمازون مین بہی اور سریہ نمازون مین بہی یعنے مقتدی پر قرآن پڑہنا فقط سریہ نمازون ہی مین نہین بلکہ ویسی ہی جہریہ نمازون مین بہی واجب ہے **ف** جہریہ نمازین وہ ہین جنمین قرآن پکار کر پڑہا جاتا ہے جیسے مغرب اور عشا اور فجر کی نماز ہے اور سریہ نمازین وہ ہین جنمین قرآن پوشیدہ پڑہا جاتا ہے جیسے ظہر اور عصر کی نماز اور اصل غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہی کہ مقتدی پر بہی قرآن پڑہنا واجب ہے اگر مقتدی امام کے پیچھے قرآن نہ پڑہے تو اوسکی نماز نہین ہوگی اور امام بخاری نے اس مسئلے مین ایک کتاب مستقل لکہی ہی جو مدت سی مطبوع

ہوکر شائع ہو چکی ہے شائق اوسکا مطالعہ کرے حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ۲۳۵

عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكٰى اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا اِلٰى عُمَرَ فَعَزَلَهٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيْ قَالَ اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَاَرْكُدُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ فَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا اَوْرِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ وَيُثْنُوْنَ عَلَيْهِ مَعْرُوْفًا حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِيْ عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهٗ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى اَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ اَمَّا اِذْ نَشَدْتَنَا فَاِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمُرَهٗ وَاَطِلْ فَقْرَهٗ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَاَنَا رَاَيْتُهٗ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَاِنَّهٗ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ

یَعْنِیۡ مَا ھُنَّ ترجمہ جابر بن سمرہ رضہ سے روایت ہی کہ کوفے والون نے سعد کی عمر رضہ سے شکایت کی
سو عمر رضہ نے اوسکو معزول کردیا اور عمار کو اُنپر سردار بنایا سو انہون نے سعد کی یہانتک شکایت کی کہ کہا
وہ نماز اچھی نہین پڑہتا سو عمر رضہ نے کسی کو اُس پاس بہیجکر بلایا سو اسکو کہا کہ اے ابا اسحق (یہ سعد کی کنیت ہے)
یہ لوگ کوفے والے گمان کرتے ہین کہ تو نماز اچھی نہین پڑہتا سو سعد نے کہا کہ قسم خدا کی مین تو اُونکو حضرتؐ
کی نماز پڑہا کرتا تہا اُس سے کوئی چیز نہین چھوڑتا تہا سو مین عشا کی نماز پڑہتا تہا سو پہلی دو رکعتون مین قراءۃ
لمبی کرتا تہا اور اخیر دو رکعتون مین قراءۃ ہلکی پڑہتا تہا سو عمر نے کہا کہ مجھکو تیری نسبت یہی گمان ہی یعنے بیشک تو
نماز اچھی پڑہتا ہوگا کوفی والون کی شکایت غلط ہی سو عمر رضہ نے کسی مرد کو کوفی مین بہیجا کہ سعد کا حال
تحقیق کیا جاوے سو اس ایلچی نے کوفی کی سب مسجدون سے پوچہا سو تمام لوگ اوسکی تعریف کرتے تھے کہ
وہ نیک آدمی ہے یہانتک کہ وہ ایلچی تحقیق کرتے ہوئے بنی عبس کی ایک مسجد مین آیا سو اُنمین سے ایک
آدمی کہڑا ہوا کہ نام اوسکا اسامہ تہا اور کنیت اُسکی ابا سعدہ تہی سو اوسنے کہا کہ جبکہ تو نے ہمکو قسم دیکر پوچہا
ہے تو اب مین سچ کہتا ہون کہ سعد نہ تو لشکر کے ساتہہ جاتا تہا یعنے جہاد مین اور نہ مال برابر بانٹتا تہا اور
نہ جہگڑے مین انصاف کرتا تہا سو سعد نے کہا کہ قسم خدا کی البتہ مین تیرے حق مین بددعا کرتا ہون ساتہہ
٥٣٦ تین چیزون کے یعنے ان تین عیبون کے بدلے جو تو نے میرے ذمہ لگائے ہین سو سعد نے اوسکے حق
مین یہ بددعا کی کہ اے الٰہی اگر یہ بندہ تیرا جہوٹہا ہے اور لوگون کو دکہلانے اور سنانے کے واسطے کہڑا
ہوا ہے یعنے تاکہ لوگ اُسکی شہادت دیوین اور خلیفہ کے حضور مین اُسکا ذکر ہووے تو اوسکی عمر لمبی کر
اور اوسکو محتاجی بہت دے اور اُسکو مصیبتون مین مبتلا کر سو سعد کی بددعا اوسکے حق مین قبول ہوگئی
اور وہ نہایت ذلیل ہوگیا سو جب کوئی اُس سے پوچہتا کہ تجھکو کیا ہوا ہے تو کہتا کہ مین بہت بوڑہا ہوگیا
ہون اور مصیبتون مین مبتلا ہوگیا ہون کہ سعد کی بددعا میرے حق مین تاثیر کر گئی عبد الملک نے کہا کہ مینے
اوسکو بعد اوسکے دیکہا کہ بڑہاپے کے سبب سے اوسکی دونو بہوین اوسکی آنکہون پر گر پڑی ہوئین تہین اور
راہ مین لڑکیون کو چہیڑتا اور اونکے ملتا تہا یعنے نہایت فقر اور محتاجی سے اسلیے کہ اگر غنی ہوتا تو اونکے
پاؤن ملنے کی حاجت نہ پڑتی اور اس سے گناہ مین مبتلا ہوتا اوسکا بہی ظاہر ہوگیا **ف** اس حدیث
مین ہے کہ سعد نے کہا کہ مین قراءۃ لمبی کرتا تہا اور ہلکی پڑہتا تہا اور انکو حضرتؐ کی نماز پڑہاتا تہا پس اس
سے معلوم ہوا کہ سعد نماز مین قراءۃ کو نہین چہوڑتے تہے اور حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میری نماز کیطرح
نماز پڑہو پس مطابقت اس حدیث کی باب کے بعض مسئلون سے ثابت ہوگئی اور یہ کہ امام پر قراءت واجب
ہے جہریہ نماز مین بہی اور سریہ نماز مین بہی اور باقی مسئلے باب کے یعنے مقتدی پر قراءۃ کا واجب ہونا

اور سفر مین قرارۃ کا واجب ہونا اور حضر مین بہی سو یہ باب کی دوسری حدیثون سے ثابت ہین جیسے کہ ابہی آتا ہی
اور ہحدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتی ہین ایک یہ کہ اگر کسی سردار کی خلیفہ کے پاس شکایت آوی تو اسکو
معزول کرنا جائز ہے اگرچہ کوئی قصور اسکے ذمہ ثابت نہ ہووی جب کہ اسمین کوئی مصلحت ہو اور عمر رض نے
سعد کو اسواسطے معزول کیا تہا کہ فتنے کی جڑ اوکہڑ جاوے یا یہ کہ عمر فاروق رض چار برس کے بعد عامل کی بدلی کر دیتے
تہے اور یہ کہ اگر کوئی عامل کی شکایت کری تو عامل سے دریافت کرنا چاہیے اور جسجگہ اسکی حکومت ہو وہان سے
اوسکے حال کی تحقیق کرنی چاہیے اور یہ کہ عدالت گواہ کی اسکے ہمسایہ سی پوچہی جاوی اور یہ کہ جس افترا اور سب
اور گالی کی غرض ہو اوسکے قائل کو تعزیر دیجائے اور یہ کہ ظالم پر بد دعا کرنی جائز ہے اس چیز کی جس سے اوسکے
دین مین نقصان آوے اور یہ جو اوسنے کہا کہ سعد کی دعا میرے حق مین تاثیر کر گئی تو اس دعا کا اثر تہا جو حضرت
نے سعد کے حق مین دعا کی تہی کہ الہی جب سعد کوئی دعا کرے تو اسکی دعا قبول کر اسیواسطے لوگون مین مشہور تہا کہ سعد
مستجاب الدعوات ہی اور اس شخص نے سعد کے تین عیب بیان کیے پہلا عیب کہ جان کے ساتہہ علاقہ رکہتا ہے
کہ وہ لشکر کے ساتہہ نہین جاتا یعنے اسمین شجاعت اور بہادری نہین سو اوسکے بدلے سعد نے بہی اوسکے حق مین
ایسی بد دعا کی جو جان کے ساتہہ علاقہ رکہتی ہے کہ اوسکی عمر کو لنبا کر دے اور دوسرا عیب مال کے ساتہہ علاقہ
رکہتا ہی یعنے کہ برابر نہین بانٹتا اور تیسرا دین سے علاقہ رکہتا ہی سو سعد نے بہی اونکے بدلے ایسی بد دعا کی جو مال ٥٣٧
اور دین سے علاقہ رکہتی ہے یعنے اوسکو محتاجی اور مصیبتون مین مبتلا کر حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ **ترجمہ** عبادہ بن صامت
سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز درست نہین اوسکی جسنے الحمد کی سورۃ نہ پڑہی **ف** قسطلانی
نے کہا کہ یہ حدیث عام ہے سب کو شامل ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی خواہ اکیلا ہو خواہ جہریہ نماز ہو خواہ
سریہ نماز ہو پس نماز مین ہر آدمی پر سورۂ الحمد پڑہنی واجب ہی ہر رکعت مین پس ثابت ہوا کہ مقتدی پر قرارۃ
پڑہنی بہی واجب ہے خواہ حضر مین خواہ سفر مین اور یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے اور جمہور علما کا مذہب
بہی یہی ہے کہ مقتدی پر امام کے پیچہے الحمد پڑہنا واجب ہی اگر اسکو نہ پڑہے تو نماز درست نہین ہوتی اور
یہی مذہب ہے اکثر صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین وَمَنْ بَعْدَهُمْ کا اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد
بن حنبل اور مالک وغیرہ مجتہدین کا لیکن امام مالک جہریہ مین جائز نہین رکہتے ہین اور ابن حبان نے
کہا کہ یہی ہی مذہب جمہور کا سوائے حنفیون کے اور ابن مبارک نے کہا کہ مین بہی امام کے پیچہے قرارۃ
پڑہتا ہون اور تمام لوگ پیچہے پڑہتے ہین مگر کوفے والون کی ایک جماعت نہین پڑہتے اور ابو داود

اور ترمذی اور ابن حبان وغیرہ مین عبادہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت نے صبح کی نماز پڑہی سو آپ پر قرارت بہاری
ہوگئی پس فرمایا کہ شاید تم اپنے امام کے پیچہے قرآن پڑہتے ہو اصحاب نے عرض کی کہ ہان پڑہتے ہین فرمایا کہ کچہہ نہ پڑہا
کرو مگر سورہٗ الحمد پڑہ لیا کرو اسلیے کہ جو اوسکو نہ پڑہے اوسکی نماز درست نہین اور یہ حدیث صحیح
ہے اور اسکے راوی سب ثقہ ہین اور تحدیث ہی اسمین ثابت ہی اور اسکے توابع اور شواہد ہی بہت حدیثین
ہین جنکی یہان گنجایش نہین اور ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث بخاری کی اور حدیث ابو داؤد وغیرہ
کی درحقیقت دونو ایک ہی ہین اور ابو داؤد وغیرہ کے طریق مین پوری ہے اور بخاری کے طریق سے مختصر ہی
پس یہ حدیث صریح ہے اسباب مین کہ امام کے پیچہے سورہٗ الحمد پڑہنی واجب ہے جو کوئی نہ پڑہے اوسکی نماز نہین
لیکن حنفیہ کہتے ہین کہ مقتدی کو امام کے پیچہے الحمد پڑہنا جائز نہین اور چونکہ یہ حدیث بخاری کی اپنے عموم کے
ساتہہ مقتدی کی قرارت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے اسواسطے حنفیہ اس حدیث کے یہ تاویل کرتے ہین
کہ سورہٗ الحمد نہ پڑہنے والے کی نماز کے نہ ہونے کا یہ معنے ہو کہ اوسکی نماز کامل نہین ہوتی یعنے کمال حاصل
نہین ہوتا اصل نماز درست ہوجاتی ہے سو جواب اسکا کئی وجہ سے اول یہ ہے جو کہ شیخ الاسلام نے فتح الباری
مین لکہا ہی کہ مراد نماز سے یہان اوسکا معنے شرعی ہے لغوی نہین اسلیے کہ پیغمبر صاحب لفظون کا شرعی
۵۴۸ معنے بتلانے واسطے آئے تہے پس اندرینصورت نفی نماز کی طرف متوجہ ہوگی یعنے نماز کی ذات بالکل نہین ہوتی
ہے اسلیے کہ مرکب چیز جیسے کہ کل اجزا کی نفی سے معدوم ہوجاتی ہے ویسے ہی بعض اجزا کے عدم سے ہی
معدوم ہوجاتی ہے اور فاتحہ بہی نماز شرعی کی ایک جزو ہے اور جب وہ اس مرکب مین پائی نہ گئی تو کل مرکب
کی ذات معدوم ہوئی اور جب نفی اوسکی ذات کیطرف متوجہ ہوئی تو نفی کمال کی تاویل قطعًا باطل ہوگئی پس نفی کمال
پر اوسکو محمول کرنا ہرگز جائز نہ ہوگا دوم اسوجہ سے کہ اگر بفرض محال تسلیم ہی کیا جائے کہ یہ نفی ذات نماز کیطرف
متوجہ نہین تو کہا جاویگا کہ جب ذات کیطرف نفی متوجہ نہ ہوسکے تو اوسوقت قاعدہ یہ ہے کہ نفی اوس مجاز
کیطرف متوجہ ہوتی ہے جو سب مجازون سے ذات کی طرف زیادہ تر نزدیک ہو اور یہان سب مجازون سے
زیادہ تر ذات کی نزدیک صحت ہی نہ فضیلت اور کمال پس اسوقت نفی صحت نماز کیطرف متوجہ ہوگی
پس معنے یہ ہوگا کہ نماز صحیح نہین پس اب بہی نفی کمال پر حمل کرنا جائز نہوگا سوم اسوجہ سے کہ حنفیہ امام اور اکیلے
آدمی کے حق مین الحمد پڑہنے کو واجب کہتے ہین اور الحمد کا وجوب اسی حدیث بخاری سے ثابت کرتے ہین
اسکے سوا اور کوئی حدیث اوسکے وجوب کی جہان مین موجود نہین سو اگر بقول حنفیہ کے اس حدیث مین نفی کو نفی
فضیلت اور کمال پر حمل کیا جاوے اور یہ معنے کیا جاوے کہ اوسکی نماز کامل نہین ہوتی تو اس حدیث سے
سورہ الحمد کا واجب ہونا کبہی ثابت نہین ہوسکے گا اگرچہ شرق سے غرب تک تمام دنیا کے لوگ جمع

ہوجاوین اسیواسطے شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا مین صاف لکہدیاہی کہ اگر اسحدیث عبادہ مین نفی کمال
کا معنے کیا جاوے تو پہر اس سے فقط الحمد کا مستحب ہونا ثابت ہوگا واجب ہونا ہرگز ثابت نہین ہوسکیگا
واللہ درہ کیا انصاف کا کلمہ ہے وہذا ظاہر علی من لہ ادنی حظ من عقل سلیم اور سب کا اجماع ہوچکا ہے اسپر
کہ امام اور اکیلے کے حق مین اسی حدیث سے الحمد کا وجوب ثابت ہوتا ہے پس اسسے ثابت ہوگیا کہ اسحدیث کو نفی کمال
پر حمل کرنا بالاجماع باطل ہے چہارم اسوجہ سے کہ ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر مین لکہا ہی کہ اس لا نفی جنس کی
خبر استقرار عام ہے یعنی لا صلوۃ کائنۃ یعنے نماز موجود نہین اور جسکا شرعًا وجود نہ ہو اوسکا معنے یہ ہی کہ وہ
صحیح نہین پس یہی ہے اصل بات اور یہ حدیث جو آئی ہے کہ مسجد کے ہمسائے کی نماز گہر مین نہین ہوتی اور غلام
بہاگے ہوئے کی نماز نہین ہوتی تو اسکا یہ معنے ہی کہ ان دونون کی نماز کامل نہین ہوتی اسلیے کہ خارجی دلیل
سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی نماز صحیح ہوجاتی ہے پس وہ دلیل خارجی دلالت کرتی ہی اسپر کہ یہان مراد کون خاص
ہے یعنے کامل نہین ہوتی انتہے ملخصًا پس اس کلام ابن الہمام سے ثابت ہوگیا کہ اسحدیث بخاری کو نفی کمال پر
حمل کرنا قطعًا باطل ہے اور یہ بہی معلوم ہوگیا کہ حنفیہ جو اس باب مین مسجد کے ہمسائے اور بہاگے ہوئے غلام وغیرہ کی
حدیثین نفی کمال کے نظیر کے واسطے پیش کرتے ہین تو یہ ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا اونکا بالکل غلط اور خبط ہے
پنجم اسوجہ سے کہ ایک روایت مین یہہ لفظ بہی آگیا ہے کہ نماز قبول نہین اوسکی جسنے سورہ الحمد نہ پڑہی پس یہ حدیث ۵۲۹
بہی دلالت کرتی ہے اسپر کہ مراد نفی کمال لینا باطل ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ اسحدیث بخاری مین بہی کون خاص
مراد ہوسکتا ہی اسلیے کہ دلیل خارجی دلالت کرتی ہے اسپر کہ نماز بغیر فاتحہ کے صحیح ہے اور وہ یہہ حدیث ہے
مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنے امام کی قرارت مقتدی کے لیے کافی ہے تو جواب اسکا یہ ہے اولًا
کہ اسحدیث مین قراۃ عام ہے الحمد ہو خواہ کوئی غیر سورہ ہو پس یہ احتمال تخصیص کا رکہتی ہے کہ مراد اس سے سوائے
فاتحہ کے ہو پس اسکی صحت کی دلیل نہین ہوسکتی ثانیًا یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے کما سیاتی پس یہ دلیل صحت نماز کی
نہ بن سکے گی ثالثًا اگر اسحدیث عبادہ مین مقتدی کے واسطے نفی کمال مراد رکہی جاوے تو اب امام کے حق مین
بہی کون خاص ہی مراد رکہا جاویگا یا نہین بر شق اول کہا جاویگا کہ یہ حدیث تو صرف مقتدی کے واسطے دلالت
کرتی ہے امام کو اسپر قیاس کرنا غلط ہے اور نیز الحمد کا صرف مستحب ہونا ثابت ہوگا وجوب ثابت نہین ہوگا
کما مر اور بر شق ثانی لازم آویگا جمع ہونا درمیان حقیقت اور مجاز کے اور یہ بہی باطل ہے پس دونو شقین باطل ہوئین
رابعًا یہ حدیث قراۃ الامام الخ اباحت پر دلالت کرتی ہے اور حدیث لا صلوۃ الخ وجوب پر دلالت کرتی ہے
اور وجوب مقدم ہوتا ہے اباحت پر پس اس سے ثابت ہوگیا کہ حدیث بخاری مین کون خاص مراد رکہنا قطعًا باطل
ہے اور حنفیہ جو امام کے پیچہے الحمد پڑہنے کو جائز نہین رکہتے تو اس باب مین وہ کئی دلیلین پیش کرتے ہین

کہ ہان سب کو یہان لانے کی گنجایش نہین مگر کچھ تہوڑا سا بطور اختصار کے بیان کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیے
کہ بڑی بہاری دلیل اونکی اسباب مین ایک یہ آیت ہی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا یعنے جب قرآن
پڑہا جاوے تو اوسکو سنو اور چپکے رہو سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہی اول یہ کہ اس آیت مین امر واسطے استحباب کے
ہے وجوب کے واسطے نہین جیسے کہ امام سیوطی نے تفسیر اتقان مین لکھا ہی اور یہی ہے مذہب جمہور علما
کا پس اس صورت مین اگر کوئی امام کے پیچہے قراءۃ پڑہ لیوے تو اوسکے مخالف نہین ہوگا اسلیے کہ استحباب
جواز کے مخالف نہین ہے دوم اسوجہ سے کہ ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک عموم قرآن کی تخصیص خبر
واحد سے جائز ہے جیسے کہ ابن حاجب و فخر الدین وغیرہ نے لکھا ہے پس اس صورت مین حدیث عبادہ
کی ساتہہ اس آیت کے عموم کے تخصیص جائز ہوگی سوم اسوجہ سے کہ اگر اس آیت کا قطعی ہونا تسلیم کیا جاوے
تو کہا جاویگا کہ تخصیص قطعی کی خبر واحد کے ساتہہ اوسیوقت منع ہے جبکہ وہ اپنے قطعیت پر باقی ہو اور کسی دوسرے
قطعی کے ساتہہ اوسکی تخصیص پہلے نہ ہوچکی ہو اور جب پہلے کسی دوسری قطعی سے اوسکی تخصیص ہوچکی ہو
تو پہر وہ ظنی ہوجاتا ہے تخصیص اوسکے ساتہہ خبر واحد کی جائز ہوتی ہے اور یہان بہی ایسا ہی ہے کہ یہ آیت جگہ حرج
سے مخصوص ہوچکی ہے اسلیے کہ حرج کی جگہین اسے مخصوص ہین جیسے کہ علامہ منقاری زادہ نے اپنے رسالے
اتباع فی مسئلۃ الاستماع مین لکھا ہے وَلٰکِنْ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَوَاضِعُ الْحَرَجِ مُسْتَثْنَاۃٌ انتہے یعنے لیکن ہر حال بہ ۵
مین حرج کی جگہین اس آیت سی باہر ہین کہ اونکو اس آیت کا حکم شامل نہین اور جب کہ مواضع حرج اس سے مخصوص
ہوگئین تو اب یہ آیت ظنی ہوگئی پس تخصیص اسکی خبر واحد یعنے حدیث عبادہ کے ساتہہ بالاتفاق جائز ہوگی پس
سورہ الحمد اس آیت کے عموم سے باہر نکل جاویگی چہارم اسوجہ سے کہ قطعیت عمومات کتاب کی باعتبار متن
اور نظم کے ہی نہ باعتبار معنے اور دلالت کے اسلیے کہ وہ باعتبار دلالت اور معنے کی ظنی ہین اور تخصیص ساتہہ
خبر واحد کے اوسکے معنے اور دلالت مین واقع ہوئی ہے نہ اوسکے متن اور نظم مین پس حدیث عبادہ کے ساتہہ
اوسکی تخصیص جائز ہوگی اسلیے کہ تخصیص ظنی کے ساتہہ ظنی کے بالاتفاق جائز ہے پنجم اسوجہ سے کہ
حدیث عبادہ یعنے لَاصَلٰوۃَ الخ مشہور ہے جیسکہ علامہ تفتازانی نے تلویح مین لکھا ہے اور نیز باعتبار اصول
حدیث کی بہی یہ حدیث مشہور ہے اسلیے کہ مشہور اسکو کہتے ہین جسکی طریق دو سے زیادہ ہون ح پس اس
حدیث کی ساتہہ زیادۃ علے النص بالاتفاق جائز ہوگی اور اس حدیث کی اور بہی کئی جواب ہین لکن فی ہذا کفایۃ لمن لہ
درایۃ اور نیز اصول مین لکھا ہی کہ یہ آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے معارض ہونے کی وجہ سے قابل
عمل نہین ہے پس حنفیون کو اس سی استدلال کرنا جائز نہین اور نیز اگر اس آیت سی امام کے پیچہے قراءۃ نہ پڑہنے
پر استدلال کیا جاوے تو نماز مین کلام کرنا اس آیت سی بطریق اولے منع ہوگا پس لازم آویگا کہ نماز مین کلام کرنا

ح ۱۲ اور اسکے طرق دو سے زیادہ ہین

مکے مین منع ہوا ہو اسلیے کہ یہہ آیت بالاجماع مکی ہے حالانکہ نماز مین کلام کرنا بعد ہجرت کے مدینہ مین منع ہوا ہے زید
۵ پس اس آیت سے بن ثابت رض کی حدیث سے قرات خلف الامام کی نہی پر استدلال کرنا باطل ہوا اور دوسری دلیل حنفیہ کی
یہ حدیث ہی مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہی وجہ اول یہ ہے کہ یہ حدیث
ضعیف ہے جیسے شیخ الاسلام فتح الباری مین لکھا ہی کہ یہ حدیث تمام حافظون کے نزدیک ضعیف ہی اور دار قطنی
نے اسکے سب طریقون کو جمع کیا ہے اور سب کو ضعیف کہا ہی اور حافظ نے تلخیص مین لکھا ہے کہ اسکے سب
طریقے ضعیف ہین اور ابن تیمیہ نے منتقی مین لکھا ہی کہ اسکی سند کے کل طریقی ضعیف ہین اور مرسل ہونا اسکا
صحیح ہی اور بیہقی نے اپنی کتاب معرفہ مین ابو موسے رازی حافظ سے روایت کی ہی کہ اس باب مین حضرت
سے کوئی چیز ثابت نہین ہی انتہے ملخصًا پس اس حدیث ضعیف سے استدلال کرنا صحیح نہین ہے وجہ دوم یہ ہے
کہ یہ حدیث عام ہے الحمد اور غیر الحمد سب کو شامل ہی اور حدیث عبادہ کی خاص ہے پس اس حدیث کی ساتھہ اوسکے عموم
سے الحمد کو خاص کر لیا جاویگا ساتھہ ان چار وجہون کے جو پہلے گذر چکی ہین اور اگر کوئی اسکے برعکس تخصیص کا دعوے
یعنے حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ الخ کے ساتھہ حدیث عبادہ کی تخصیص کر لے تو کہا جاویگا کہ غایت درجہ یہی ہے مقتدی
اوس سے مخصوص ہو جاویگا لیکن پہر الحمد کی حدیث عموم قراءۃ کی مخصص ہو جاویگی اور اس باب مین ایسی کوئی حدیث
۱۸۱ ۵ نہین آئی اور نہ کوئی ایسے اثر آیا ہے جو خاصکر الحمد کی ممانعت مین صریح ہو پس الحمد کی ممانعت کسی طرح ثابت
نہین ہو سکی گی اور نیز اس سے جواز باقی رہیگا کہ وہ صرف کفایت پر دلالت کرتی ہے اور جواز اگرچہ وجوب کے
مخالف ہے لیکن تمہارے بھی بالکل مخالف ہے کہ تم بالکل جائز نہین رکہتے اور امام الکلام مین لکھا ہے کہ
حدیث عبادہ کی الحمد مین نص ہی اور حدیثین ترک کی ظاہر ہین باعتبار عموم کے اور تعارض کے وقت نص مقدم
ہوتی ہے ظاہر پر کما تقرر فے الاصول پس معنے یہ ہونگے کہ سوا الحمد کے اور قراءۃ امام کی مقتدی کے واسطے کافی ہی
وجہ سوم یہ ہی کہ یہ حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ الخ ممانعت پر دلالت نہین کرتی ہے بلکہ اوس سے صرف اباحت
ثابت ہوتی ہے پس اس سے نہی پر استدلال کرنا غلط ہے علاوہ ازین حدیث لَاصَلٰوۃَ الخ وجوب پر دلالت
کرتی ہے اور تعارض کے وقت وجوب مقدم ہوتا ہے اباحت پر پس حدیث الحمد کی اسپر مقدم کیجاویگی
وجہ چہارم یہ ہے کہ یہ حدیث کفایت اور اباحت پر دلالت کرتی ہے اور حدیث عبادہ کی اسپر دلالت کرتی
ہے کہ الحمد کا ترک کرنا حرام ہے اور وقت تعارض کے محرم کو ترجیح ہوتی ہے اباحت پر پس حدیث عبادہ کو
ترجیح ہوگی وجہ پنجم یہ ہے کہ جو صحابہ اسکے راوی ہین اونہون نے بھی اسکے خلاف عمل کیا ہے کما ثبت فی موضعہ اور جبکہ
راوی اپنے مروی کے خلاف عمل کرے تو حنفیہ کے نزدیک وہ دلیل ہے اوسکے منسوخ ہونے پر پس یہہ
حدیث بموجب اصول حنفیہ کے منسوخ ہوگی اور یہ جواب الزامی ہے انتہے اور تیسری دلیل حنفیہ کی یہ حدیث

ہے وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنے جب امام پڑہے تو آپ چپکے رہو سو جواب اسکا یہ ہو کہ امام نووی نے لکہا ہے
کہ یہ حدیث ضعیف ہی اکثر حفاظ حدیث کی نزدیک پس اسنے بہی استدلال صحیح نہین ہوگا اور لفرض تسلیم کہا جاویگا
کہ حدیث ظنی ہوتی ہے پس تخصیص ظنی کی ساتہہ ظنی کے جائز ہو گی پس حدیث عبادہ کے ساتہہ اسکی تخصیص
بالاتفاق جائز ہوگی پس الحمد اس حدیث سی باہر رہیگا ساتہہ اونہی چار وجہون کے جو اوپر مذکور ہو چکی ہین اور
نیز سبحانک اللہم وغیرہ آمین سے مخصوص ہی پس اسی طرح الحمد بہی اس سی مخصوص ہوگا اور نیز زیادتی ثقہ کی آپ سے
ارجح کے مخالف واقع ہوئی ہے اور جبکہ زیادتی ثقہ کی آپ سی ارجح کے مخالف واقع ہو تو وہ مقبول نہین ہوتی
کما تقرر فی الاصول اور چوتہی دلیل حنفیہ کی صحابہ رض کے اقوال ہین جو قرأت خلف الامام کی ممانعت پر دلالت
کرتے ہین لیکن وہ سب کے سب ضعیف ہین بلکہ بعضے اُن مین سے موضوع بہی ہین پس اُنسے استدلال کرنا جائز نہین
اور نیز قول صحابی کا سنت کے ہوتے بالاتفاق حجت نہین اور چونکہ یہان حدیث عبادہ وغیرہ کی موجود ہے اسلیے
اونکا دلیل پکڑنی بالکل جائز نہین اور نیز وہ اقوال الحمد مین صریح نہین ہین پس مراد اُسے الحمد کے سوا رکہی
جاویگی اور نیز جن صحابہ سے ممانعت مروی ہی اُن سبسے امام کے پیچہے قرأت پڑہنی بہی مروی ہی پس ایکطرف
کے قول کے ساتہہ استدلال کرنا کیسے صحیح ہوگا باوجودیکہ مثبت مقدم ہوتا ہی نافی پر اور نیز احتمال ہے
کہ مراد اونکی پکار کر پڑہنے سی ممانعت ہو بہر حال سورہ الحمد کا امام کے پیچہے منع ہونا ان حدیثون اور اثرون سے ۵۴۲
ثابت نہین ہو سکتا اور بعضے حنفی یہ دعوے کرتے ہین کہ امام کے پیچہے پڑہنا منسوخ ہی سو اسکا جواب یہ ہے
کہ یہ محض خیال فاسد ہی اسلیے کہ شرائط نسخ کا یہان پایا جانا ممکن نہین اور نیز ممکن ہے کہ ہم اسکے برعکس دعوی
کرین یعنے قرأت خلف امام سے منع کرنا منسوخ ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز اکثر صحابہ اور تابعین اور
ائمہ مجتہدین وغیرہ جمہور علما اسپر عمل کرتے آئے ہین اگر منسوخ تہا تو اونکو اطلاع کیون نہ ہوئی حالانکہ مجتہد کو
کا ناسخ منسوخ کو پہچاننا ضرور ہے اور بعضے کہتے ہین کہ امام کے پیچہے فاتحہ کے نہ پڑہنے پر اجماع ہو چکا ہی
لیکن مولوی عبد الحی صاحب نے امام الکلام مین اسکو خوب طور سے رد کیا ہے شائق اُس سے مطالعہ
کرے وقد کتبت فی ہذہ المسئلۃ کتابا مفردا سمیتہا بالقول الجلی فی الرد علی الدلیل القوی استقصیت فیہ الکلام علی
ما استدل بہ علی سلبہ من القراۃ خلف الامام واتیت فیہ باشیاء لم یسبقنی بہا احد من العلماء العظام
والفضلاء الکرام حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ
اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ
فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ وَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ
لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی کَمَا صَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ

نَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلاثًا فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَیْرَهٗ فَعَلِّمْنِیْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت ص مسجد مین تشریف لائے سو ایک شخص مسجد مین آیا اور اوسنے نماز پڑہی اور حضرت ص کو سلام کیا سو آپ نے اوسکو سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ پلٹ جا اور پہر نماز پڑہ اسواسطی کہ مقرر تو نے نماز نہین پڑہی یعنے تیری نماز نہین ہوئی سو وہ آدمی پلٹ گیا اور پہر جلد جلدی نماز پڑہی جیسے پہلی پڑہی تہی پہر آیا اور حضرت کو سلام کیا سو آپ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور پہر نماز پڑہ کہ مقرر تیری نماز نہین ہوئی اسیطرح اوسنے تین بار نماز پڑہی آپنے ہر بار اسکو یہی فرمایا سو اوس آدمی نے کہا کہ قسم اسکی جسنے آپکو رسول کیا کہ مین اس سے اچھی نماز نہین پڑہ سکتا ہون یعنے مجہکو اس سے زیادہ بہتر نماز پڑہنی نہین آتی ہے سو آپ مجہکو نماز سکہلائی سو حضرت فرمایا کہ جب تو نماز کے واسطی کہڑا ہوا کرے تو اللہ اکبر کہا کر پہر پڑہا کر جو کچہہ تجہکو یاد ہووے قرآن سے پہر رکوع کیا کر چین اور اطمینان سے پہر رکوع سے سر اوٹہایا کر یہانتک کہ خوب سیدہا کہڑا ہو جاوے پہر سجدہ کیا کر یہانتک کہ چین پکڑے تو سجدہ مین پہر سر اوٹہایا کر یہانتک کہ بیٹہے تو چین سی پہر اسیطرح تمام نماز مین کیا کر **ف** ایک روایت مین لفظ فصاعدًا کا زیادہ آیا ہے یعنے نہین نماز اوسکی جو الحمد اور کچہہ زیادہ نہ پڑہے پس اس لفظ سی بعضے لوگون نے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ الحمد کے ساتہہ کوئی اور سورہ بہی پڑہنی واجب ہے اور یہی مذہب ہے حنفیونکا لیکن جواب اسکا یہ ہی کہ صرف فاتحہ کے ذکر کرنے سے یہہ وہم پیدا ہوتا تہا کہ شاید الحمد کے ساتہہ اور قرآن پڑہنا جائز نہین سو اس وہم کے دفع کرنے کی واسطی یہ لفظ حضرت ص نے زیادہ فرمایا تو معنے اسکا یہہ ہوگا کہ نماز مین الحمد کے ساتہہ اور سورہ پڑہنی بہی جائز ہے چنانچہ امام بخاری نے جزو قرارت مین لکہا ہی کہ یہ لفظ اس حدیث کی نظیر ہے جو حضرت ص نے فرمایا تُقْطَعُ الْیَدُ فِیْ رُبْعِ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا یعنے اگر کوئی آدمی چوتہائی دینار کی چورائے تو اسکا ہاتہہ کاٹا جائیگا اور جو اوس سے زیادہ چورائے تو اسکا ہاتہہ بہی کاٹا جائیگا پس الحمد کے ساتہہ سورہ کا واجب ہونا اسحدیث سی ثابت نہین ہوتا ہے اور آیندہ آٹہہ بابون کے بعد ابوہریرہ رض کی حدیث آویگی کہ حضرت ص نے اوسکو فرمایا کہ اگر نماز مین تو صرف الحمد پڑہے اور اسکے ساتہہ قرآن کی کوئی سورت نہ ملاوے تو تب بہی تمکو کافی ہے اور ابن خزیمہ مین حدیث آئی کہ حضرت ص نے نماز پڑہی اور اسمین فقط الحمد ہی پڑہا اور کوئی سورۃ قرآن کی اوسکے ساتہہ نہ پڑہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ نماز مین الحمد کے ساتہہ اور سورۃ ملانی واجب نہین اسیواسطی ابن حبان اور قرطبی نے کہا ہی کہ اسپر اجماع ہو چکا ہے

تو گویا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو لانے سے اس طرف اشارہ کی ہی کہ الحمد کا پڑہنا اسی پر واجب ہے جو اچھی طرح اسکو پڑہ سکتا ہو واسطے حدیث عبادہ کے اور جو اوسکو اچھی طرح نہ پڑہ سکتا ہو وہ جس سورۃ کو آسان دیکھے اسی کو پڑہ لیوے اوسکی نماز ہو جاویگی واسطے حدیث اعرابی کے جیسے کہ آیت فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ مین مطلق ہدی ہے لیکن سنت نے بیان کر دیا کہ مراد مطلق ہدی نہین کذا قال الخطابی لیکن بعضے لوگ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہین کہ نماز مین مطلق قرآن پڑہنا فرض ہے الحمد وغیرہ کی کوئی تخصیص نہین سو اسکا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث کی دوسرے طریق مین صریح آچکا ہے کہ مَا تَيَسَّرَ سے مراد الحمد ہے جیسے کہ ابو داؤد مین رفاعہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ پھر الحمد پڑہ اور جو آسان ہووے قرآن سے اور ایک طریق مین آیا ہے کہ اگر تجھکو قرآن یاد ہووے تو قرآن پڑہ ورنہ سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑہ سو جب ان سب مختلف لفظون مین تطبیق دیجاوے تو اسکا حاصل یہ نکلے گا کہ جسکو قرآن یاد ہو تو الحمد ضرور پڑہے اور اگر اوسکے سیکہنے سے عاجز ہو تو قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑہے اور اگر قرآن بھی یاد نہ ہو تو پھر فقط سبحان اللہ وغیرہ بھی کافی ہے اور یہ بھی تطبیق ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ مراد مَا تَيَسَّرَ سے بعد الحمد کے ہی چنانچہ دوسری ابو داؤد مین ابو سعید رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم فرمایا کہ ہم نماز مین سورۃ الحمد پڑہین اور جو قرآن سے آسان ہو انتہے ملخصًا فتح مترجم کہتا ہے کہ اس دوسری تطبیق سے یہ لازم آتا ہے کہ الحمد کے ساتھ اور قرآن پڑہنا بھی واجب ہے پس پہلی تطبیق اولے ہی یا ابو سعید کی حدیث مین بھی یہی کہا جاویگا کہ الحمد کا پڑہنا اوسیکے حق مین ہے جسکو الحمد یاد ہو اور جسکو الحمد یاد نہ ہو اوسکے حق مین مَا تَيَسَّرَ واجب ہے واللہ اعلم بالصواب اور بعضون نے کہا کہ ما اس حدیث مین موصولہ ہے اور مراد اوس سے چیز معین ہے یعنے سورۃ الحمد اسلیے کہ یہ مسلمانونکو بہت یاد ہے اور بعضون نے کہا کہ مَا تَيَسَّرَ سے مراد ماسوی فاتحہ کے ہی تطبیق کی اس حدیث مین اور حدیث فاتحہ مین اور اسی کی تائید کرتے ہین وہ حدیث مذکورہ ابن حبان وغیرہ کے کہ پہلے الحمد پڑھ پھر جو چاہے پڑہ بہر حال یہ حدیث مَا تَيَسَّرَ کی محتمل ہے اور حدیث فاتحہ کی صریح ہے اور وہ یہ ہے کہ جو الحمد نہ پڑہے اوسکی نماز کافی نہین پس محتمل سے صریح کو ترک کرنا جائز نہین

بَاب الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ ظہر کی نماز مین قرآن پڑہنے کا بیان حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَعْدٌ كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ لَا أَخْرِمُ عَنْهَا كُنْتُ أَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ عُمَرُ ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ ترجمہ سعد نے کہا مین اونکو حضرت کی نماز پڑہایا کرتا تہا زوال کے بعد دو نمازین یعنے ظہر اور عصر کو اسمین سے کچھ نقصان نہین کرتا تہا پہلی رکعت مین یعنی قرات

پڑہا کرتا تہا اور دوسری رکعت مین ہلکی قرات پڑہا کرتا تہا سو عمر رضہ نے کہا کہ مجہکو تیرے حق مین یہی گمان ہے اے ابا اسحاق حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنْ صَلٰوۃِ الظُّہْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلٰی وَیُقَصِّرُ فِی الثَّانِیَۃِ وَیُسْمِعُ الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَکَانَ یَقْرَأُ فِی الْعَصْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ وَسُوْرَتَیْنِ وَکَانَ یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلٰی وَکَانَ یُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَیُقَصِّرُ فِی الثَّانِیَۃِ ترجمہ ابوقتادہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم ظہر کی پہلی دو رکعتون مین الحمد اور دو سورتین پڑہا کرتے تہے پہلی رکعت مین لنبی قرات کرتے تہے اور دوسری رکعت مین ہلکی پڑہتے تہے اور کبہی کبہی مقتدیون کو کوئی آیت سُناتے اور عصر کی نماز مین بہی الحمد اور دو سورتین پڑہتے تہے اور پہلی رکعت مین لنبی قرات پڑہتے اور نماز فجر کی پہلی رکعت مین بہی قرات لنبی پڑہتے تہے اور دوسری رکعت مین ہلکی قرات پڑہتے **ف** اس حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مغرب اور عشا مین بہی پہلی رکعت کو دوسری سے لنبا کرتے تہے پس معلوم ہوا کہ پہلی رکعت کو دوسری سے لنبا کرنا مستحب ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور احمد وغیرہ اکثر علماء کا اور مقصود اس سے یہ ہے کہ لوگ جماعت مین ملجاوین اور امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہین کہ فقط فجر کی نماز مین پہلی رکعت کو طول کرے کہ وہ وقت غفلت کا ہے دوسری نمازون مین طول نہ کرے لیکن ٥٤٥
خلاصے مین لکہا ہے کہ امام محمد کا قول راجح ہے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَارَۃُ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ قَالَ سَاَلْنَا خَبَّابًا اَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ ترجمہ معمر سے روایت ہے کہ ہمنے خباب رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچہا کہ کیا حضرت صلعم ظہر اور عصر کی نماز مین قرآن پڑہا کرتے تہے یا نہین اونے کہا ہان ہمنے کہا کہ تم حضرت صلعم کا پڑہنا کسطرح پہچانا کرتے تہے اونے کہا کہ آپکی ڈاڑہی مبارک کے ملنے سے **ف** غرض امام بخاری کی اس باب سے اور باب آیندہ سے یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز مین قرآن پڑہنا ثابت ہے اور یہ کہ ان دونو نمازون مین قرات چپکے پڑہنی چاہیے پکار کر نہ پڑہنی چاہیے اور ان حدیثون سے یہ بہی معلوم ہوا کہ پوری سورت پڑہنی افضل ہے اسّے کہ بڑی سورۃ سے اوسقدر قرآن پڑہا جاوے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ پہلی رکعت کو دوسری سے لنبا کرنا مستحب ہے اور سعد کی حدیث جو اوپر گذر چکی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی دونو رکعتون مین قراۃ لنبی پڑہتے سو اُن مین تطبیق اسطور سے ہے کہ مراد لنبا کرنا اخیر دو رکعتون سے ہے نہ یہ کہ وہ دونو بہی آپس مین برابر ہون اور بعضے کہتے ہین کہ پہلی دو رکعت مین برابر قرات پڑہے اور یہ بہی حدیثون سے ثابت

ہے اور اس باب مین حدیثین بہت مختلف آئی ہین کسی مین کچھہ ہی اور کسی مین کچھہ ہے لیکن اُن سب مین تطبیق یہی ہی
کہ یہ سب صورتین حضرت صلعم سے مختلف وقتون مین واقع ہوئی ہین کسی وقت آپ نے کوئی سورۃ پڑہی اور کسی
وقت کوئی سورۃ پڑہی اور کسی وقت سورتین برابر پڑہین اور کسی وقت کم وبیش پڑہین سو آپ نے یہ کام واسطے
بیان جواز کے کیا ہے کہ سب طرح سے جائز ہے جو کوئی کرے وہی درست ہی اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا
ہے کہ آپ پہلی رکعت مین قرارۃ لمبی اسواسطے پڑہتے تہے کہ سب لوگ جماعت مین مل جاوین اور بعضون نے کہا
یہ اسواسطے ہے کہ پہلی رکعت مین لوگون کو بہت چین ہوتا ہے دوسری رکعت سے کہ اوسمین تہکجانیکا خوف
ہوتا ہی اور ابو قتادہ کی حدیث مین اخیر کی دو رکعت مین قرارت پڑہنے کا کچھہ ذکر نہین سو اسمین بعضے حنفی دلیل
پکڑتے ہین کہ اخیر دو رکعتون مین قرارت پڑہنی کچھہ ضرور نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ اسی حدیث کی دوسرے طریق مین ثابت
ہے کہ آپ نے اخیر دو رکعتون مین بہی قرارت پڑہی جیسے کہ آیندہ آویگا مگر راوی نے اس طریق مین اختصار کردیا
ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ حدیثین آپسمین ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہین پس یہ استدلال صحیح نہین ہے اور اسی حدیث
سے یہ بہی معلوم ہوا کہ سریہ نماز مین پکار کر قرارت پڑہنی جائز ہے اور اس سے سجدہ سہو کا لازم نہین آتا پس اس سے
رد ہو گیا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اسمین سجدہ سہو کا آتا ہے اور رد ہو گیا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ نماز سریہ مین قرارۃ ٥٤٦
چپکے پڑہنے صحت نماز کے واسطے شرط ہی اگر پکار کر پڑہیگا تو نماز باطل ہو جاویگی **بَابُ** الْقِرَآءَةِ فِی
الْعَصْرِ عصر کی نماز مین قرارت پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَاءَتَهُ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ
ترجمہ اس حدیث خباب کا اوپر گذر چکا ہے **حَدَّثَنَا** الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا ترجمہ اس حدیث ابو قتادہ کا
بہی اوپر گذر چکا ہے **ف** مطلب اس باب کا بہی وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے **بَابُ** الْقِرَآءَةِ فِی
الْمَغْرِبِ شام کی نماز مین قرارۃ پڑہنے کا بیان یعنے اسمین کسقدر لمبی قرارۃ پڑہی جاوے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ
ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ ام فضل نے مجکو سورۂ والمرسلات عرفا پڑہتے

سنا سو وسنے کہا کہ اے بیٹا البتہ تو نے مجھکو اس سورت کے پڑہنے سے حضرت کا پڑہنا یاد دلایا ہے اسواسطے کہ مقرر یہ سورت آخر اوس چیز کی ہے کہ مینے اوسکو حضرت صلعم سے شام کی نماز مین پڑہتے سنا **ف** اس حدیث ام الفضل اور حدیث عائشہ رضہ دعو مرض الموت کے بیان مین گذر چکی ہے کے درمیان تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن وجہ تطبیق کی انکے درمیان مین یہہ ہے کہ حضرت نے مرض الموت مین دو بار امامت کرائی ہے ایک بار تو مسجد مین جیسے کہ حدیث عائشہ سے معلوم ہوتا ہے اور ایک بار گہر مین جیسے کہ حدیث ام الفضل سے ثابت ہوتا ہے پس انمین کچہہ تعارض نہین **حدثنا** اَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ **ترجمہ** مروان بن حکم سے روایت ہے کہ زید بن ثابت نے مجھکو کہا تو شام کی نماز مین چھوٹی سورتین کیون پڑہتا ہے اور حالانکہ مین نے حضرت سے سنا ہے کہ بہت لمبی دو سورتون مین سے زیادہ تر لمبی سورت پڑہتے تھے **ف** بعضے کہتے ہین کہ مراد یہان سورہ اعراف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ دونون اعراف اور انعام ہے اور ان دونون مین اعراف لمبی ہے پس معنے یہ ہے کہ حضرت صلعم مغرب کے نماز مین سورہ اعراف پڑہا کرتے تہے دونون رکعتون مین اور ان دونونکا نام لمبی سورتین رکھنا اس سبب سے نہین کہ وہ قرآن کی سب سورتون سے لمبی ہین اسواسطے کہ سورہ بقرہ دونون سے لمبی ہے بلکہ باعتبار عرف کے ہے کذا فی الفتح اور

547

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت بہت فراخ ہے اور امام شافعی کہتے ہین کہ مغرب کا وقت فقط تین رکعت کے مقدار ہے اس سے زیادہ نہین لیکن یہ حدیث صریح ہے اونکے رد مین **بَابُ الْجَهْرِ فِي الْمَغْرِبِ** شام کی نماز مین قرآن پکار کر پڑہنے کا بیان **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ **ترجمہ** جبیر رضہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلعم سے سنا کہ آپنے مغرب کی نماز مین سورہ والطور پڑہی **ف** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پکار کر پڑہی تہے اسیواسطے جبیر رضہ نے آپکو پڑہتے سنا ورنہ اگر چپکے پڑہتے تو جبیر کسطرح سن سکتا پس یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے اور امام بخاری نے نماز شام کی قرارت مین تین حدیثین بیان کی ہین سو تینون مین قراءۃ کا انداز مختلف ہے اسلیے کہ پہلی حدیث مین سورہ اعراف کا ذکر ہے اور وہ سبع طوال سے ہے اور دوسری حدیث مین سورہ والطور کا ذکر ہے اور وہ طوال مفصل سے ہے اور تیسری حدیث مین والمرسلات کا ذکر ہے اور وہ اوساط مفصل سے ہے اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مغرب کی نماز مین قصار مفصل سے سورتین پڑہا کرتے تہے اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شام کی نماز مین ہلکی قرارت پڑہا کرتے تہے سو تطبیق ان سب حدیثون مین یہ ہے کہ اکثر اوقات حضرت کا دستور

یہی تھا کہ شام کی نماز میں قصار مفصل یعنے چھوٹی سورتیں پڑھتے مگر کبھی کبھی آپنے مغرب میں لنبی سورتین بھی پڑھی ہیں یا تو اسواسطے کہ لنبی سورتین بھی مغرب میں پڑھنے جائز ہیں اور یا آپنے معلوم کیا ہوگا کہ مقتدیوں کو اسوقت تکلیف نہین پس حاصل اسکا یہ ہے کہ شام کی نماز میں سب قسم کی سورتیں پڑھنی جائز ہیں خواہ سبع طوال سے ہوں اور خواہ طوال مفصل سے ہوں اور خواہ اوساط سے ہوں لیکن مستحب یہی ہے کہ چھوٹی سورتین پڑھی جاوین اور یہی ہے مذہب امام ابوحنیفہ اور صاحبین اور مالک اور احمد اور اسحق وغیرہ کا اشتے اور یہی مروی ہی اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ سے اور جبیر کی حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ آپ سورہ طور کو مقرر پڑھتے تھے بلکہ صرف ایکبار کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور زید کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لنبی سورتوں کو بھی کبھی کبھی مقرر پڑھا کرتے تھے لیکن اوسے یہ معلوم نہین ہوتا کہ آپ ہمیشہ لنبی سورتین پڑھا کرتے تھے پس اسمین کچھہ تعارض نہین اگر لنبے سورتوں کو دو بار یا چار بار یا دس بار مثلاً ساری عمر مین پڑھا ہو تو تب بھی کچھہ تعارض نہین اور انکار زید کا مروان پر اسواسطے تھا کہ وہ شام کی نماز مین ہمیشہ چھوٹی سورتین پڑھا کرتا تھا سو زید نے کہا کہ کبھی کبھی لنبی سورتین بھی پڑھا کر جیسے کہ حضرت ؐ نے کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا ہی کہ حدیث زید کی منسوخ ہی یعنے نماز شام مین اب لنبی قراءۃ پڑھنی جائز نہین لیکن دعوے نسخ کا بالکل غلط ہی اسلیے کہ حدیث ام الفضل سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ؐ نے مرض الموت مین لوگون کو مغرب کی نماز پڑھائی اور اسمین سورہ مرسلات پڑھی اور یہ آپکی آخر عمر کی نماز تھی پس جبکہ آپنے آخر عمر مین مغرب کی نماز مین سورہ مرسلات پڑھی تو معلوم ہوا کہ شام مین لنبی قرارت پڑھنی منسوخ نہین اسیواسطے ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ یہ اختلاف مباح ہے یعنے شام کی نماز مین بھی اور باقی سب نمازون مین جو سورہ کسی کا جی چاہے پڑھے سب سورتین پڑھنی جائز ہین لیکن مستحب یہی ہے کہ ہلکی قرارت پڑھے اور بعضی حنفیہ ان حدیثون کی تاویلین کرتے ہین لیکن ظاہر حدیثین رد کرتی ہین اونپر **باب** الجهرِ فی العِشاءِ عشا کی نماز مین قرآن پکار کر پڑھنے کا بیان **حدثنا** ابو النُّعمانِ قال حدثنا معتمرٌ عن ابیهِ عن بکرٍ عن ابی رافعٍ قال صلیتُ مع ابی هُریرةَ العتمةَ فقرأ اذا السماءُ انشقت فسجدَ فقلتُ له قال سجدتُ خلفَ ابی القاسمِ صلی اللهُ علیهِ و سلمَ فلا ازالُ اسجدُ بها حتی القاهُ **ترجمہ** ابو رافع سے روایت ہی کہ مین نے ابو ہریرہ رضہ کے ساتھہ عشا کی نماز پڑھی سو اونسے سورہ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا تلاوت کا سو مین نے اوس سے اس سجدے کا حکم پوچھا کہ کیا یہ سجدہ جائز ہے سو ابو ہریرہ نے کہا کہ مین نے حضرت ؐ کے پیچھے سجدہ کیا ہے یعنے حضرت ؐ نے بھی نماز مین اس جگہہ سجدہ کیا تھا سو مین ہمیشہ سجدہ کرتا ہون اس آیت پر یہانتک کہ آپ سے ملاقات کرون یعنے مرجاؤن **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشا کی نماز مین قرارت پکار کر پڑھنی چاہیے اسلیے کہ ابو ہریرہ رضہ نے حضرت ؐ کو عشا کی نماز مین سورۃ پڑھتے سنا اور سننا اسی وقت ہوسکتا ہی جب کہ قرأت پکار کر پڑھی جاوے ٥٤٨

پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے حَدَّثَنَا ابو الْوَلِیدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِی الْعِشَاءِ فِیْ اِحْدَی الرَّکْعَتَیْنِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ترجمہ براء رض سے روایت ہے کہ ایکبار حضرت م سفر میں تھے سو آپ نے عشا کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ والتین پڑہی ف وجہ مطابقت اس حدیث کی بھی یہی وجہ ہے جو ابو ہریرہ کی حدیث میں گذری **بَابُ** الْقِرَاءَةِ فِی الْعِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ عشا کی نماز میں ایسی سورۃ پڑہنے جسمیں سجدہ کی آیت ہو یعنے جائز ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ثَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِہٖ قَالَ سَجَدْتُ فِیْهَا خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِیْهَا حَتّٰی اَلْقَاہُ ترجمہ اسکا ابہی اوپر گذر چکا ہے **بَابُ** الْقِرَاءَةِ فِی الْعِشَاءِ عشا کی نماز میں قرآن پڑہنے کا بیان حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّہٗ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْعِشَاءِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْہُ اَوْ قِرَاءَةً ترجمہ اسکا بہی اوپر گذر چکا ہے اسمین اتنا زیادہ ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ خوش آواز کسیکو نہین دیکھا **بَابُ** یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَیَحْذِفُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ پہلی دو رکعتون میں لمبی قراۃ پڑہے اور اخیر دو رکعتون میں ہلکی قراۃ پڑہے حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَکَوْکَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ حَتَّی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَاَحْذِفُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ وَلَا اٰلُوْ مَا اقْتَدَیْتُ بِہٖ مِنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاکَ الظَّنُّ بِکَ اَوْ ظَنِّیْ بِکَ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ عمر رض نے سعد سے کہا کہ کوفے والون نے ہر بات مین تیری شکایت کی ہے یہانتک کہ نماز مین بھی یعنے کہتے ہین کہ نماز بھی اچھی نہین پڑہتا سعد نے کہا کہ مین تو پہلی دو رکعتون مین قراۃ لمبی کرتا تہا اور اخیر دو رکعتون مین ہلکی قراۃ پڑہتا ہون اور نہین چھوڑتا ہون مین کسی چیز کو جو مین نے پیروی کی ہے ساتہہ اوسکے حضرت م کی نماز سے یعنے جسطرح کہ مین نے حضرت م کے ساتہہ نماز پڑہی ہے اسیطرح سے انکو پڑہاتا رہا ہون عمر رض نے کہا کہ تو نے سچ کہا مجکو بہی تیرے حق مین یہی گمان ہے **بَابُ** الْقِرَاءَةِ فِی الْفَجْرِ یعنے فجر کی نماز مین قرآن پڑہنے کا بیان وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالطُّوْرِ یعنے ام سلمہ نے کہا کہ حضرت م نے فجر کی نماز مین سورہ والطور پڑہی حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَیَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِیْ عَلٰی اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ

۵۴۹

فسألناه عن وقت الصلوٰة فقال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الظهر حين تزول الشمس والعصر ويرجع الرجل الى اقصى المدينة والشمس حية ونسيت ما قال في المغرب ولا يبالي بتاخير العشاء الى ثلث الليل ولا يحب النوم قبلها ولا الحديث بعدها ويصلي الصبح فينصرف الرجل فيعرف جليسه وكان يقرأ في الركعتين او احدهما ما بين الستين الى المائة

ترجمہ ابو برزہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ص ظہر کی نماز اوسوقت پڑہا کرتے تہے جبکہ سورج ڈہل جاتا اور عصر پڑہاتے تہے اور بعد عصر کے کوئی آدمی مدینے کی پرلی طرف چلا جاتا اور آفتاب روشن ہوتا اور مین بہول گیا ہون جو راوی نے مغرب مین کہا اور عشا کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے مین کچہہ خوف نہ کرتے اور عشا کی نماز سے پہلے سونے کو اور اس سے پیچہے بات چیت کرنے کو ناپسند رکہتے تہے اور فجر کی نماز ایسے وقت مین پڑہا کرتے تہے کہ کوئی آدمی نماز سے پہرتا سو اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور دونو رکعتون مین یا ایک رکعت مین ساٹہہ آیت سے سو آیت تک پڑہا کرتے تہے **ف** یہ حدیث پہلے بہی کئی بار گذر چکی ہے یہان اس سے صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ فجر کی نماز مین قرآن پڑہنا ثابت ہو

حدثنا مسدد قال حدثنا اسمٰعيل بن ابراهيم قال اخبرنا ابن جريج قال اخبرني عطاء انه سمع ابا هريرة يقول في كل صلوٰة يقرأ فما اسمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اسمعناكم وما اخفى عنا اخفينا عنكم وان لم تزد على ۵۵۰
ام القرآن اجزأت وان زدت فهو خير **ترجمہ** عطا رسے روایت ہے کہ مین نے ابوہریرہ سے سنا کہتے تہے کہ ہر نماز مین قرآن پڑہا جاوے سو جس نماز مین حضرت ص نے ہمکو قرآن سنایا تو اوسمین ہمنے بہی تمسے پوشیدہ کیا یعنے جس نماز مین حضرت ص نے قرآن پکار کر پڑہا ہے جیسے کہ فجر اور مغرب اور عشا تو اسمین ہم بہی پکار کر پڑہتے ہین اور جس نماز مین آپنے چپکے پڑہا ہے جیسے کہ ظہر اور عصر کی نماز تو اوسمین ہم بہی چپکے پڑہتے ہین اور اگر تو الحمد پر کچہہ زیادہ نہ کرے تو جب بہی کافی ہے اور اگر الحمد کے ساتہہ اور سورة بہی ملا لیوے تو بہتر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز مین فقط الحمد پڑہے اور اوسکے ساتہہ اور کوئی سورت نہ ملاوے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ الحمد کے ساتہہ سورة ملانی واجب نہین اور یہ بہی ثابت ہوا کہ جو شخص الحمد نہ پڑہے اوسکی نماز صحیح نہین اور یہ شاہد ہے حدیث عبادہ کی جو پہلے گذر چکی ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ الحمد کے ساتہہ سورة ملانی مستحب ہے اور یہی ہے قول شافعیہ اور جمہور علما کا صبح اور جمعہ کی نماز مین اور دوسرے نمازون کی پہلے دو رکعتون مین اور بعضون کے نزدیک الحمد کے ساتہہ سورة ملانی واجب ہے اور یہی ہے قول عثمان رض کا اور یہی مذہب ہے بعض حنفیہ کا لیکن یہ حدیث جمہور کے موافق ہے

باب الجهر بقراءة صلوٰة الفجر فجر کی نماز مین قرآن پکار کر پڑہنے کا بیان وقالت ام سلمة طفت وراء الناس

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ یعنے ام سلمہ رض نے کہا کہ مینے خانہ کعبہ کا طواف لوگون
سے پیچھے کیا اور حضرت صلعم فجر کی نماز میں سورہ طور پڑہ رہے تہے **ف** یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث حج مین
آوے گی اور اسمین نماز فجر کا ذکر نہین اسکے دوسرے طریق مین نماز فجر کا ذکر آگیا ہے اور سننا ام سلمہ کا قرآن کو
دلیل ہے اوسکے پکار کر پڑہنے پر اسلیئے پوشیدہ پڑہنے سے کوئی نہین سن سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ فجر مین قراءۃ کو پکار کر پڑہنا
چاہیے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ
بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا
مَا لَكُمْ قَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوْا مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ
خَبَرِ السَّمَاءِ اِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِيْنَ اِلٰى عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ
اسْتَمَعُوْا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ حِيْنَ رَجَعُوْا
اِلٰى قَوْمِهِمْ قَالُوْا يَا قَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ ٥٥١
بِرَبِّنَا اَحَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَاِنَّمَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ قَوْلُ
الْجِنِّ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم اپنے کئی اصحاب سے بازار عکاظ (ایک جگہہ کا
نام ہے پاس مکہ کے کہ جاہلیت کے زمانے مین وہان بازار لگا کرتا تہا) کی طرف چلے اور مقرر جنون اور آسمان
کی خبر کے درمیان پردہ ہوگیا اور جنون پر آسمان سے چنگارے پڑے سو جن اپنی قوم کیطرف پلٹ گئی سو اونہون
نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا کہ خالی پلٹ آئی ہو اور آسمان کی کوئی خبر نہین آئی سو جنون نے کہا کہ ہمارے اور
خبر آسمان کے درمیان پردہ ہوگیا ہے اور ہمپر چنگارے پڑتے ہین جنون نے کہا کہ نہین حائل ہوئی تمہارے اور خبر آسمان
کے درمیان مگر کوئی ایسی چیز جو پیدا ہوئی ہے سو زمین کے پورب اور پچہم پہرو یعنے زمین کی تمام طرفون مین تلاش
کرو سو دیکہو کہ تمہارے اور خبر آسمان کے درمیان کیا پردہ ہوا ہے سو جو جن کہ ملک تہامہ کیطرف تلاش کو
آئے تہی بازار عکاظ کیطرف جارہے تہی وہ حضرت صلعم کیطرف آنکلے یعنے اتفاقاً انہون نے راہ مین جاتے حضرت
کو دیکھ لیا اور آپ نخلہ (ایک جگہہ کا نام ہے ایکدن کی راہ مکے سی) مین اصحاب کے ساتہہ فجر کی نماز پڑہ رہے تہی
سو جب ان جنون نے قرآن کی آواز سنی تو اوسکو کان لگا کر سنتے رہی سو انہون کہا کہ قسم خدا کی یہی ہے
وہ چیز جو تمہارے اور خبر آسمان کے درمیان پردہ ہوگیا ہے سو وہ جن اسی جگہہ سے پلٹ گئی جبکہ انہون نے

اپنی قوم کیطرف رجوع کیا سو انہون نے کہا اے قوم ہماری مقرر ہمنے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ راہ دکھاتا ہے طرف
ہدایت کی سو ہم ایمان لائے ساتھ اوسکے اور ہرگز نہ شریک ٹھہراوینگے ہم کسیکو ساتھ رب اپنے کی سو خدا نے یہ آیت
اپنے نبی پر اوتاری کہ کہہ اے پیغمبر وحی اتاری گئی ہے طرف میری اور سوا اسکے نہین کہ وحی کی گئی اپنے طرف
آپکے قول جنون کا **ف** عرب مین کاہنون کی ایک قوم تھی وہ جنون کے ساتھ کچھ راہ و رسم رکھتے تھے
سو مطلب اس قصے کا یہ ہے کہ حضرت کی نبی ہونے سے پہلے جنون کو آسمان پر جانے کی روک نہین تھی سو جن
آسمان کے پاس جاکر تاک مین لگے رہتے جب خدا کا کوئی حکم فرشتون کو ہوتا اور فرشتے اول آسمان پر اسکی
آپسمین گفتگو کرتے تو وہ جن اوسکو سن لیتے اور زمین پر آکر کاہنون اور نجومیون کو وہ خبر بتلا دیتے پھر کاہن
وہ خبر لوگون کو بتلاتے کہ فلان دن مین یہہ کام ایسا ہوگا سو جب حضرت صلعم کو پیغمبری عنایت ہوئی اور قرآن اترنے
لگا تو آسمان پر چوکیدار بیٹھ گئے کہ کوئی جن اس قرآن کو نہ سننے پاوے تب انہون نے آپسمین مشورہ کیا کہ دنیا
مین کوئی چیز نئی پیدا ہوئی جسکے سبب سے ہم آسمان کی خبر سن نہین سکتے ہین اور ہمکو آسمان پر جانا نہین ملتا سو
تمام جہان مین پھر کر دیکھو کہ ایسی کون چیز پیدا ہوئی سو جنون کے لشکر تمام جہان مین اس خبر کو تلاش کرنے کے
واسطے پھیل گئے سو جو لشکر اونکا عرب کے ملک کیطرف تلاش کو آیا تھا اونہون نے حضرت کو نخلہ مین فجر کی نماز پڑھتے ۵۵۲
دیکھا کہا کہ یہی ہے وہ نئی چیز جو ہمارے اور آسمان کے درمیان پردہ ہو سو اونہون نے قرآن کو سنا اور
مسلمان ہوگئے اور اپنی قوم کے سب جنون کو جاکر اطلاع دی اور انکو اسلام کیطرف ہدایت کی مگر حضرت صلعم کو اس بات
کی خبر نہین تھی کہ جن آکر قرآن سن گئے ہین تب سورہ جن نازل ہوئی اور حضرت کو معلوم ہوا اور غرض امام بخاری
کی اس حدیث سے یہ ہے کہ جنون نے حضرت سے قرآن سنا پس معلوم ہوا کہ حضرت فجر کی نماز مین قرآن پکار کر پڑھتے
تھے سو ثابت ہوا کہ فجر کی نماز مین قرآن پکار کر پڑھنا چاہیے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے جنونکا بند ہونا اور اونپر چنگارے پڑنا بعد نبوت آنحضرت صلعم کے شروع ہوا ہے
اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کے دن شروع ہوا ہے اور بعضی
حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ چنگارے پڑنا حضرت کی پیدایش سے پہلے تھا سو تطبیق انمین اس طور سے ہو سکتی
ہے کہ چنگارونکا پڑنا ابتدا زمانے سے ہے اور جنون پر پڑنا حضرت کی پیدایش کے بعد شروع ہوا ہوگا یا پہلے اتنی کثرت
چنگارون کی نہین تھی اور جنون کے بالکل بندش نہین تھے بلکہ کبھی کبھی موقع پاکر کوئی خبر سن آتے تھے اور بعد نبوت
آنحضرت کے جنون پر چنگارے پڑنے کی بہت کثرت ہوگئی اور آسمان پر جانے کی اونکو بالکل بندش ہوئی اور
آسمان سے خبر بالکل روکی گئی واللہ اعلم اور بعضے مفسر کہتے ہین کہ رمی اور حراست حضرت کی نبوت سے پہلے بھی تھی لیکن اسی
وقت جبکہ کوئی بڑا امر حادث ہوتا **حدثنا** مسدد قال حدثنا اسمعیل قال حدثنا ایوب عن

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اُمِرَ وَسَكَتَ فِيمَا اُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جن نمازوں میں حضرت کو پکار کر پڑھنے کا حکم ہوا اوسمین آپنے پکار کر پڑھا اور جن نمازوں میں چپکے پڑھنے کا حکم ہوا اوسمین آپنے چپکے پڑھا اور نہیں ہے رب تیرا بھولنے والا یعنے جس جگہہ نمازمین خدانے چپکے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تو وہ اس سبب سے نہیں کہ نعوذ باللہ خدا کو وہ نمازین یاد نہیں ہین بلکہ خدانے اپنے رسول کو ایسا ہی حکم فرمایا جیسے کہ آپنے کیا اور البتہ ہے واسطے تمہارے رسول مین پیروی بہتر یعنے حضرت صلعم کی پیروی مین بہت عمدہ طریقہ ہے **ف** ابن عباس سے اسباب مین روایتین مختلف آئی ہین کہ ظہر اور عصر کی نمازمین قرآن پڑھنا چاہیے یا نہین سو بعضون سے ثابت ہوتا ہے کہ نہین پڑھنا چاہیے اور بعضون سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنا چاہیے سو امام بخاری کی شاید یہ غرض ہے کہ حضرت سے نماز ظہر اور عصر مین قرآن پڑھنا ثابت ہے اور آپ کی پیروی لازم ہے سو آپ کے پیروی کیجاوے اور ابن عباس کا قول نہ مانا جاوے واللہ اعلم بالصواب **بَابُ** الْجَمْعِ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ وَالْقِرَاءَةِ بِالْخَوَاتِيْمِ وَبِسُوْرَةٍ قَبْلَ سُوْرَةٍ وَبِاَوَّلِ سُوْرَةٍ ایک رکعت مین دو سورتین جوڑکر پڑھنی جائز ہین اور سورتون کے آخر کو پڑھنا بھی جائز ہے یعنے اگر سورۃ کو اول سے نہ پڑھے اور اوسکے آخر سے کچھہ قرآن نماز مین پڑھ لیوے تو جائز ہے اور سورتون کو آگے پیچھے کرکے پڑھنا بھی جائز ہے یعنے مثلا سورۃ قل یا ایہا الکفرون کو پہلے پڑھے اور سورۃ انا اعطیناک کو پیچھے پڑھے خواہ ایک رکعت مین ہو خواہ دو رکعت مین ہو تو یہ بھی جائز ہے اور سورتون کو اول سے پڑھنا بھی جائز ہے وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِي الصُّبْحِ حَتّٰى اِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ اَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى اَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ عبداللہ بن سائب سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فجر کی نماز مین سورۃ قد افلح المؤمنون پڑھی یہانتک کہ جب موسی اور ہارون کا ذکر آیا یا عیسے ع کا ذکر آیا تو آپکو کھانسی ہوئی سو آپنے رکوع کیا وَقَرَأَ عُمَرُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِمِائَةٍ وَعِشْرِيْنَ آيَةً مِنَ الْبَقَرَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِنَ الْمَثَانِي یعنے عمر رض نے پہلی رکعت مین سورہ بقرہ سے ایکسو بیس آیت پڑھی اور دوسری رکعت مین قرآن کی اور سورۃ پڑھی وَقَرَأَ الْاَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوْسُفَ اَوْ يُوْنُسَ وَذَكَرَ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ عُمَرَ الصُّبْحَ بِهِمَا یعنے احنف نے پہلی رکعت مین سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت مین سورہ یوسف یا یونس پڑھی اور اوسنے ذکر کیا کہ عمر رض نے ہمکو ان دونون سورتون سے صبح کی نماز پڑھائی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ سورتون کو آگے پیچھے پڑھنا جائز ہے اسلیے کہ پہلی رکعت مین اوسنے سورۃ کہف پڑھی اور دوسری مین سورۃ یوسف حالانکہ قرآن مین سورۃ یوسف پہلے ہے اور سورۃ کہف پیچھے ہے پس اس اثر سے باب کا تیسرا مسئلہ ثابت ہوا اور حنفیہ کہتے ہین کہ سورتون کو آگے پیچھے پڑھنا مکروہ ہے اسلیے

کہ ترتیب عثمانی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے پس اوسکی رعایت کرنی مستحب ہے وَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِأَرْبَعِيْنَ آيَةً
مِّنَ الْأَنْفَالِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ یعنے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلی رکعت مین سورہ
انفال کے اول سے چالیس آیتین پڑہین اور دوسری رکعت مین مفصل سے ایک سورۃ پڑہی کہ وہ سورہ ق سے آخر قرآن
تک ہے وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْمَنْ يَّقْرَأُ بِسُوْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ أَوْ يُرَدِّدُ سُوْرَةً وَّاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ كُلٌّ كِتَابُ
اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنے اگر کوئی شخص ایک سورۃ کو دو رکعتون مین پڑہے یعنی آدہی پہلی مین اور آدہی دوسری مین یا ایک
ہی سورۃ کو دو رکعتون مین دوبارہ پڑہے تو قتادہ نے ایسی آدمی کے حق مین حکم دیا کہ کل قرآن ہے یعنی اسطرح پڑہنا
جائز ہے مکروہ نہین **ف** اس اثر سے سب مسئلے باب کے ثابت ہوتے ہین پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے اور
یہی مذہب ہے حنفیہ کا لیکن افضل یہ ہے کہ ہر رکعت مین دوسری سورۃ کو پڑہے وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ۵۵۴
كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَّكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُوْرَةً يَّقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ مِمَّا
يَقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُوْرَةٍ أُخْرٰى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ
فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا إِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتّٰى تَقْرَأَ
بِأُخْرٰى فَإِمَّا أَنْ تَقْرَأَ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَقَالَ مَا أَنَا بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ
بِذٰلِكَ فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَكَرِهُوْا أَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ فَلَمَّا
أَتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ
بِهِ أَصْحَابُكَ وَمَا يَحْمِلُكَ عَلٰى لُزُوْمِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَالَ إِنِّيْ أُحِبُّهَا قَالَ حُبُّكَ إِيَّاهَا
أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ انس رض سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا مین اونکی امامت کیا کرتا تہا سو جب وہ نماز مین
کوئی سورۃ پڑہنے کا ارادہ کرتا تو پہلے سورۃ قل ہو اللہ احد پڑہ لیتا یہانتک کہ وہ اوس سے فارغ ہوتا پھر اوسکے ساتھ
کوئی اور سورۃ پڑہتا اور ہر رکعت مین اسیطرح کیا کرتا تہا سو اوسکے صحابیون نے اوس سے کلام کی سو اونہون نے کہا تو پہلے
تو یہہ سورہ اخلاص پڑہتا ہے پھر ہم دیکھتے ہین کہ وہ سورہ تجھکو کافی نہین ہوتی یہانتک کہ تو دوسری سورۃ پڑہتا
ہے سو یا تو تو صرف اسی کو پڑہا کر اور یا اسکو چھوڑ دے اور دوسری کسی صورت کو پڑہا کر سو اوسنے جواب دیا کہ مین تو
اوسکو کبہی نہین چھوڑونگا سو اگر تمکو یہ منظور ہو کہ مین اسی سورہ سے تمہاری امامت کرون تو مین امامت کرونگا اور اگر تمکو
منظور نہین تو تمہاری امامت چھوڑ دونگا اور وہ لوگ اسکو اپنے مین سب سے افضل جانتے ہین سو اونہون نے دوسرے
کی امامت کو پسند نہ کیا سو جب وہ شخص حضرت پاس آیا تو لوگون نے آپ سے اوسکا قصہ تبلایا سو آپ نے اوسکو فرمایا
کہ تو اپنے یارونکا کہا کیون نہین مانتا ہے اور تو نے اس سورتکو ہر رکعت مین لازم کیون کر رکہا ہے سو اوس شخص
نے عرض کی کہ مین اوس سورہ سے محبت رکہتا ہون سو آپ نے فرمایا کہ اوسکی محبت تمکو بہشت مین داخل کریگی **ف**

اسحدیث سی معلوم ہوا کہ دو سورتونکو ایک رکعت مین جوڑ کر پڑہنا جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد وغیرہ کا اور اسحدیث سے باب کا پہلا مسئلہ ثابت ہوا ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِیْ رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ ترجمہ ابی وائل سے روایت ہی کہ ایک مرد ابن مسعود پاس آیا اور کہا کہ مینے آجکی رات ایک رکعت مین کل مفصل پڑہی ہے ابن مسعود نے کہا کہ تونے جلدی کی مثل جلدی پڑہنے شعر کے یعنی جیسے شعر جلدی پڑہا جاتا ہی ویسے ہی تونے قرآن کو جلدی پڑہا ہے البتہ مین پہچانتا ہون اُن ہم مثل سورتون کو جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوڑ کر پڑہا کرتے تھے سو ابن مسعود نے بیس سورتین مفصل سے بیان کین جن مین سے دو سورتین ہر رکعت مین پڑہتے تہی ف ابو داؤد کی روایت مین اُن سورتون کا بیان اسطور سے آیا کہ سورہ الرحمن والنجم ایک رکعت مین اور اقتربت والحاقہ دوسری رکعت مین اور طور اور ذاریات ایک رکعت مین اور واقعہ اور نون دوسری رکعت مین اور سال سائل والنازعات ایک رکعت مین اور مطففین اور عبس دوسری رکعت مین اور مدثر اور مزمل ایک رکعت مین اور ہل اتے اور لا اقسم دوسری رکعت مین اور عم اور مرسلات ایک مین اور اسی طرح دخان اور کورت دوسری مین انتہے پس اسحدیث سے معلوم ہوا

۵۵۵ کہ ایک رکعت مین دو سورتون کو پڑہنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آگے پیچھے پڑہنا جائز ہے پس باب کا پہلا اور تیسرا مسئلہ اسسے ثابت ہوا اور جاننا چاہیے کہ باب کا پہلا مسئلہ حدیث ابن مسعود رض اور حدیث انس رض سے ثابت ہے اور باب کا دوسرا مسئلہ یعنے نماز مین سورتونکا اخیر پڑہنا سو یہ عمر رض کے فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ اونسے نماز مین سورہ بقر کی سو آیت پڑہی اول یا آخر سے اور نیز یہ مسئلہ قتادہ کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کل قرآن ہے کسی جگہہ سے پڑہے جائز ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ جیسے اول سورتون کا پڑہنا جائز ہے ویسے ہی آخر سورتونکا پڑہنا بھی جائز ہے اسلیے کہ جیسے ابتدا سورۃ کا ایک ٹکڑا ہے ویسے ہی آخر بھی اسکا ایک ٹکڑا ہے اور تیسرا مسئلہ باب کا حدیث انس اور عمر رض کے فعل سے ثابت ہے اور چوتہا مسئلہ باب کا حدیث ابن مسعود اور حدیث عبد اللہ بن سائب سے ثابت ہی پس کل حدیثون سے کل مسئلے باب کے ثابت ہو گئے اور یہ کچھہ ضرور نہین کہ باب کے کل مسئلے ہر ہر حدیث سے ثابت ہون بلکہ اگر کل حدیثون سے کل کے باب ثابت ہو جاوے تو جب بھی مطابقت حدیثون کی باب سے ثابت ہو جاتی ہے واللہ اعلم لیکن امام مالک کا مذہب ان چارون مسئلون مین یہہ ہے کہ اگر اسطرح کریوے تو نماز فاسد نہین ہوتی مگر خلاف اولی ہے اور حنفیہ اور امام احمد کے نزدیک تیسرا مسئلہ مکروہ ہے وہ کہتے ہین کہ اس صورت مین نماز مکروہ ہو جاوےگی لیکن یہ حدیثین اونپر رد کرتی ہین اور یہین اختلاف ہی کہ یہ ترتیب سورتون کی جو اب قرآن مین موجود ہے یہ حضرت صلعم کے حکم سے ہوئی ہے یا کہ اصحاب کے اجتہاد سے سو صحیح یہین ہی قول ہے

کہ یہ ترتیب عثمانی ہی اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی ہے وحی کے ذریعہ سے یہ حکم نہین ہوا کہ اس ترتیب سے سورتین آگے پیچھے رکھی جاوین لیکن ترتیب آیات کی سو یہ بالاتفاق توقیفی ہے اسیواسطے سورتون کو آگے پیچھے پڑہنا جائز ہے اور آیتون کو آگے پیچھے کرکے پڑہنا جائز نہین اور ابن مسعود کی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جلدی جلدی قرآن کو بلا سوچ پڑہنا مکروہ ہے لیکن اسمین کسی کو اختلاف نہین کہ بغیر سوچنے معنی کے قرآن پڑہنا جائز ہے لیکن اگر ساتھہ اوسکے معنی بھی سوچتا جاوے تو اسمین بڑا ثواب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کو لنبا کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ترتیب سورتون قرآن کی اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی ہے اسلیے کہ عبداللہ بن مسعود رض کی ترتیب ترتیب عثمانی کے مخالف ہے **باب** يَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اخیر دو رکعتون مین فقط الحمد پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ **ترجمہ** ابوقتادہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
پہلی دو رکعتون مین الحمد اور سورتین پڑہا کرتے تھے اور اخیر دو رکعتون مین فقط الحمد پڑہتے تھے اور کبھی کبھی آپ ہمکو کوئی آیت ۵۵۷
سناتے اور پہلی رکعت مین اتنی لنبی قراءۃ پڑہتے جو دوسری مین نکرتے اسیطرح عصر کی نماز مین بھی اور اسیطرح فجر کی نماز مین بھی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اخیر دو رکعتون مین صرف الحمد پڑہا جاوے اور یہی ہے وجہ مطابقت ہر حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ الحمد ہر رکعت مین پڑہنا چاہیے کما مر **باب** مَنْ خَافَتَ الْقِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ظہر اور عصر کی نماز مین چپکے قراءت پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ **ترجمہ** اسکا اوپر گذر چکا ہے اسمین صریح ذکر ہے کہ آپ ظہر اور عصر کی نماز مین قراءت پوشیدہ پڑہتے تھے **باب** إِذَا أَسْمَعَ الْإِمَامُ الْآيَةَ جب سریہ نماز مین امام کوئی آیت پکار کر پڑہے تو اوسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مَعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى **ترجمہ** اسکا ابھی گذر چکا ہے **ف** بعضے حنفی کہتے ہین کہ اگر سریہ نماز مین پکار کر پڑہے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے گو بھول کر کیا ہو سو غرض امام بخاری کی اس باب سے رد کرنا ہے حنفیہ پر اسلیے کہ حضرت صلعم نے سجدہ سہو نہین کیا **باب**

یطول فی الرکعۃ الاولی پہلی رکعت مین لنبی قرات پڑہے حدثنا ابو نعیم قال حدثنا ھشام عن یحیی بن ابی کثیر عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطول فی الرکعۃ الاولی من صلوۃ الظہر ویقصر فی الثانیۃ ویفعل ذلک فی صلوۃ الصبح
ترجمہ ابو قتادہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت ظہر اور عصر کی پہلی رکعت مین لنبی قرات پڑہتے تہے اور دوسری رکعت مین چھوٹی قرات پڑہتے اور فجر کی نماز مین بہی اسیطرح کرتے تہے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نماز مین پہلی رکعت لنبی کرے اور یہی ہے مسئلہ باب کا لیکن حنفیہ کہتے ہین کہ فقط فجر کی نماز مین پہلی رکعت لنبی کرے اور کسی نماز مین نہ کرے سو یہ حدیث رد کرتی ہے اونپر اور بیہقی نے ان حدیثون مین یہہ تطبیق دی ہے کہ اگر مقتدیون کی انتظار ہوری تو پہلی رکعت لنبی پڑہے ورنہ دونون کو برابر پڑہے اور بعضے کہتے ہین کہ فجر کی پہلی رکعت لنبی پڑہے اور باقی نمازون مین انتظار پر مدار رکہے لیکن اتباع ظاہر حدیث کا بہت افضل ہے۔
باب الجھر بالتامین امام کا آمین کو پکار کر کہنا **ف** آمین کا معنے جمہور علماء کے نزدیک یہ ہے کہ یا الٰہی میری دعا قبول کر اور بعضے کہتے ہین کہ آمین اللہ کا اسم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک درجہ ہی بہشت مین واجب ہوتا ہے واسطے آمین کہنے والے کے وقال عطاء امین دعاء یعنے عطاء نے کہا کہ آمین دعا ہے **ف** آمین کا دعا ہونا ہیات کو چاہتا ہے کہ امام بہی اوسکو کہے اسلیے کہ امام دعا کرنے والے کی جگہہ مین کہڑا ہوا ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس ۵۵۷
اثر کی باب سے امن ابن الزبیر ومن وراءہ حتی ان للمسجد للجۃ یعنے ابن زبیر نے اور جو اوسکے پیچھے تہے سب نے پکار کر آمین کہی یہانتک کہ مسجد کے اسطے گونجتا تہا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ امام آمین کو پکار کر کہے اور مقتدی بہی پکار کہین پس وجہ مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے وکان ابو ھریرۃ ینادی الامام لا تفتنی بآمین یعنے ابوہریرہ رضہ امام کو کہتا تہا کہ مجھسے آمین فوت مت کر **ف** ابوہریرہ رضہ مروان کے موذن تہے سو ابوہریرہ رضہ نے اوسکے ساتہہ یہ شرط کرلی تہی کہ ولا الضالین مجھسے پہلے نہ کہنا بلکہ جب مین صف مین داخل ہوجاؤن تو اوسوقت کہا کرنا کہ مین بہی اوسکے ساتہہ شریک ہوجاؤن اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب اقامت ہوتی ابوہریرہ مسجد مین آتے تو امام کو پکار کر کہتے کہ آمین مجھسے پہلے نہ کہو اس سے معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضہ امام کے پیچھے قراۃ پڑہا کرتے تہے وقال نافع کان ابن عمر لا یدعہ ویحضھم وسمعت منہ فی ذلک خبرا یعنے نافع نے کہا کہ ابن عمر آمین کو کبہی نہین چھوڑتے تہے اور لوگون کو آمین کی ترغیب دیتے تہے اور مین نے اس سے اس باب مین ایک حدیث سنی ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ابن عمر ہر حال مین آمین کہا کرتے تہے خواہ امام ہوتے خواہ مقتدی ہوتے اور ظاہر یہی ہے کہ ابن عمر آمین پکار کر کہتے تہے اسیواسطے نافع نے کہا کہ وہ کبہی نہین چھوڑتے تہے پس ظاہر یہی ہے کہ نافع نے اونکو آمین کہتے سنتا تہا پس یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی

باب سے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو سواسطے کہ جسکی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق پڑجاوے گی تو اوسکے پچھلے گناہ معاف ہوجاوینگے اور ابن شہاب نے کہا کہ حضرت صلعم آمین کہا کرتے تھے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ امام آمین کہے اور امام مالک اور اونکے بعض مقلدین کا یہہ مذہب ہے کہ امام آمین نہ کہے اور اسحدیث کی یہہ تاویل کرتے ہین کہ مراد یہہ ہے کہ جب امام دعا پڑہے یعنے اہدنا الصراط المستقیم تو تم آمین کہو لیکن یہ تاویل غلط ہے اسلیے کہ جب آمین دعا ہوئی تو امام کو بطریق اولے کہنی جائز ہوگی اور نیز حدیث ابن شہاب کی صریح ہے اسکے رد مین اور نیز ایک روایت مین صریح آچکا ہے کہ اِنَّ الْاِمَامَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ یعنے امام بھی آمین کہتا ہے اور یہہ لفظ ابو داؤد وغیرہ مین آیا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ امام بھی آمین کہے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے ساتھہ آمین کہین نہ اُسسے پہلے کہین اور نہ اُس سے پیچھے کہین اور یہی ہے مذہب جمہور علما کا اور جب یہ بات ثابت ہوچکی کہ امام بھی آمین کہے تو اب جن نمازون مین قرارت پکارکر پڑہے گا اوسمین آمین ٥٥٨
بھی پکارکر کہے گا جیسے کہ امام بخاری نے یہ باب باندہا ہے اور یہی ہے مذہب شافعی اور احمد اور جمہور علما کا مگر حنفی آمین پکارکر کہنا جائز نہین کہتے ہین اور اسحدیث سے آمین پکارکر کہنا اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلعم نے مقتدی کی آمین کو امام کی آمین کے ساتھہ معلق کیا ہے سو اگر امام کی آمین سنی نہ جاوے تو مقتدی معلوم نہین کرسکتا ہے کہ امام نے آمین کسوقت کہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آمین کہنے کی جگہہ معلوم ہے کہ وہ بعد لفظ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے ہے پس اس سے اوسکا پکارکر کہنا لازم نہین آتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ اوسمین کوئی خلل واقع ہووے پس تو لازم نہین آتا کہ مقتدی کو اسکا علم ہوجاوے اور اس قسم کی اور بہت حدیثین ہین جنسے آمین کا پکارکر کہنا ثابت ہوتا ہے چنانچہ فتح الباری مین ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر پہونچتے تو آمین پکارکر کہتے اور ابن حبان کی روایت مین آیا ہے کہ جب حضرت الحمد سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے اور ابو داؤد کی روایت مین آیا ہے کہ پہلی صف کے لوگ آپکی آمین سنتے اور اسیطرح ابن حبان نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے اور اسکو صحیح کہا ہے اور اسکی تفصیل باب جَهْرِ الْمَاْمُوْمِ بِالتَّاْمِيْنِ آئندہ آتی ہے اور یہ جو آپنے فرمایا کہ تم بھی امام کے ساتھہ آمین کہو تو یہہ حکم جمہور کے نزدیک استحباب کے واسطے ہے یعنے امام کے ساتھ آمین کہنا مستحب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مقتدی پر واجب ہے اور اہل ظاہر کہتے ہین کہ ہر نمازی پر آمین کہنی واجب ہے

اور اگر مقتدی قراءة پڑہتا ہو اور امام آمین کہہ دیوے تو مقتدی بھی اوسکے ساتہ آمین کہے اور یہی مذہب ہے
اکثر شافعیون کا اور اوسکے ساتہ قراءة قطع نہین ہوتی اور مراد فرشتون کی آمین کے ساتہ موافق ہونے سے یہہ ہے
کہ دونون کی آمین ایک وقت مین واقع ہووے اور مراد فرشتون سے وہ فرشتے ہین جو اوس نماز مین حاضر ہوتے
ہین خواہ زمین کے فرشتون سے ہون یا آسمان کے فرشتون سے ہون ایک روایت مین آیا ہے کہ فرشتے
آسمان مین آمین کہتے ہین اور مراد پچہلے گناہون سے صغیرے گناہ ہین یعنے پچہلے صغیرے گناہ سب معاف ہوجاتے
ہین اور اگر کبیرے گناہون کو بہی اسمین شامل کیا جاوے تو کہا جاویگا کہ یہہ محض فضل اللہ کا ہے جسکو چاہے
دے اور فرشتون کی موافقت کی برکت سے کبیرے بہی معاف ہوجاوین لیکن بہر حال حقوق العباد اوس سے مخصوص ہین
وہ معاف نہین ہوتے ہین جب تک کہ وہ حقدار خود معاف کرے واللہ اعلم **باب** فَضْلِ التَّأْمِيْنِ آمین
کہنے مین کیا ثواب ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالی عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نبیﷺ نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان مین آمین کہتے
ہین سو جب ایک آمین دوسری آمین کے موافق پڑجاوے گی تو اوسکے پچہلے گناہ معاف ہوجاوینگے **ف**
اس سے معلوم ہوا کہ آمین کے ثواب کے برابر کوئی ثواب نہین کہ ذراسی بات ہی کہ اوسمین مطلق کچہہ تکلیف نہین
اور اوسپر مغفرت اتنی بڑی ہے کہ پچہلے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین اور اللہ تعالی کا بڑا فضل اپنے بندون
پر کہ تہوڑے کام پر اتنی مزدوری عنایت کرتا ہے اور مراد فرشتون سے غیر اون فرشتون کے ہین جو
چوکیدار اور کرام کاتبین ہین واللہ اعلم بالصواب **باب** جَهْرِ الْمَأْمُوْمِ بِالتَّاْمِيْنِ مقتدی کا آمین
پکار کر کہنا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُعَيْمٌ
الْمُجْمِرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ
حضرتﷺ نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اسواسطے کہ جسکا قول فرشتون کے
قول کے موافق پڑجاویگا تو اوسکے پچہلے گناہ بخشے جاوینگے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی
آمین پکار کر کہے اول اسوجہ سے کہ اسحدیث مین قول کا لفظ واقع ہوا ہے اور جبکہ خطاب مین مطلق قول واقع

۵۵۹

ہووے اس سے مراد پکار کر کہنا ہوتا ہے اور جبکہ اوسے پوشیدہ کہنا مراد ہو تو اوس وقت اوسکے ساتھہ کوئی قید ضروری
ہوتی ہی اور فتح الباری مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے آمین پکار کر کہنا کئی طرح ثابت ہوتا ہے اول اس وجہ سے کہ اس حدیث مین حکم
ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو تو یہان مقتدی کا آمین کہنا امام کے آمین کہنے کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے تو اب
اگر امام مثلاً آمین پکار کر کہے تو ظاہر یہہ ہے کہ مقتدی کو آمین پکار کر کہنی پڑے گی دوم اس وجہ سے کہ اس حدیث مین مطلق آمین
کہنے کا حکم آیا ہے پکار کر کہنی یا پوشیدہ کہنے کی اسمین کوئی قید نہین اور پہلے ہم اس حدیث سے امام کے حق مین آمین پکار کر
کہنا ثابت کر چکے ہین اور جبکہ مطلق کے ساتھہ ایک صورت مین عمل کیا جاوے تو پھر دوسری کسی صورت پر اوسے
استدلال کرنا صحیح نہین ہوتا ہے پس پوشیدہ کہنے پر اوسے استدلال کرنا صحیح نہین ہوگا سوم اس وجہ سے کہ مقتدی کو امام کی
پیروی کرنیکا حکم ہے کما مر اور امام آمین پکار کر کہتا ہے جیسے کہ اوپر گذرا پس اسی لازم آویگا کہ مقتدی بھی آمین پکار
کر کہے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی او اس باب مین اور بھی بہت حدیثین صحیح آچکی ہین جنسے معلوم
ہوتا ہے کہ مقتدی آمین پکار کر کہے چنانچہ ترمذی نے اپنی جامع مین سفیان کے طریق سے وائل بن حجر رض سے روایت
کی ہے کہ مین نے حضرت صلعم سے سنا جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑہا تو کہا آمین اور کہینچا ساتھہ اوسکے آواز
اپنے کو اور اس باب مین حضرت علی رض سے اور ابو ہریرہ رض سے بھی روایت ہی پھر ترمذی نے کہا کہ مین نے ابو زرعہ
سے اس حدیث کا حال پوچھا تو اوسنے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے اور علاء نے بھی سلمہ بن کہیل سے سفیان کیطرح ٥٦٠
حدیث روایت کی ہی اور اسی طرح محمد بن سلمہ نے بھی اپنے باپ سے سفیان کیطرح حدیث روایت کی ہے اور بیہقی نے
عطا سے روایت کی ہی کہ مینے حضرت صلعم کے دو سو صحاب کو اس مسجد مین پایا کہ جب امام ولا الضالین کہتا تو اونکی
آواز آمین کے ساتھہ گونجتی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ بلند کرتے آواز اپنی ساتھہ آمین کے اور ابن ماجہ
مین علی رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلعم سے سنا جب ولا الضالین پڑہتے تو آمین پکار کر کہتے اور ابو ہریرہ رض
سے روایت ہی کہ حضرت صلعم جب الحمد سے فارغ ہوتے تو بلند کرتے آواز اپنے کو ساتھہ آمین کے روایت کیا ہے اس حدیث
کو دارقطنی نے اور اسکو حسن کہا اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن ماجہ مین عائشہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین حسد کرتے ہین تمسے یہود اوپر کسی چیز کے جسقدر کہ حسد کرتے ہین تمسے سلام کرنے پر اور
آمین کہنے پر اور اسی مین ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہود تمسے آمین کہنے پر حسد کرتے
ہین سو بہت آمین کہا کرو اور اسی قسم کی اور بھی کئی حدیثین ہین جو ہماری کتاب کلام المتین مین مذکور ہین پس ان
حدیثون سے ثابت ہوا کہ مقتدی کے حق مین سنت یہی ہے کہ آمین پکار کر کہے لیکن حنفیہ آمین پکار کر کہنے
کو جائز نہین رکہتے ہین اور وہ اس باب مین کئی دلیلین پیش کرتے ہین لیکن سب کی گنجایش اس موقعہ مین نہین
ہے کچھہ تہوڑا سا بطور نمونہ کے بیان کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق پہلی دلیل اونکی یہہ حدیث ہی جو کہ شعبہ نے وائل

بن حجر رضہ سے روایت ہی کہ جب حضرت صلعم ولا الضالین پر پہنچے تو آمین چپکے کہی روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی
نے اور احمد اور ابو داؤد طیالسی اور ابو یعلے اور طبرانی وغیرہ نے سو جواب اسکا کئی طور سے ہی اول یہ کہ یہ حدیث
بالکل ضعیف ہی لائق حجت کے نہین ہے اسلیے کہ اسکے کل طریقون مین شعبہ راوی واقع ہوا ہے اور اسکی کل سندون
مین شعبہ کا واسطہ موجود ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع مین کہا ہے کہ سنا مین نے امام بخاری سے کہ شعبہ نے
اس حدیث مین کئی جگہ غلطی کی ہے پہلی غلطی شعبہ راوی کی اس حدیث مین یہ ہے کہ کہا شعبہ نے حجر عنبس کا باپ
ہے سو اوسکی غلطی ہے حجر تو عنبس کا بیٹا ہے اور کنیت اوسکی ابا سکن ہے دوسری غلطی شعبہ راوی کی اس حدیث
مین یہ ہی کہ شعبہ نے زیادہ کیا ہے اس حدیث کی سند مین عن علقمہ بن وائل حالانکہ یہ لفظ اس حدیث کی سند مین نہین ہے
اور تیسری غلطی شعبہ کی اس حدیث مین یہ ہے کہ کہا شعبہ نے کہ حضرت صلعم نے آمین چپکے کہی اور یہ اوسکی خطا ہی اور
صحیح یہ لفظ ہے کہ آپ نے آمین کے ساتھ اپنی آواز کو کھینچ لیتے اور ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوۃ
مین لکھا ہی کہ اس حدیث مین شعبہ کی غلطی پر تمام حفاظ حدیث کا اتفاق ہے اور تحقیق صواب معروف یہ لفظ ہے
مَدَّ بِهَا اور رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ اور لفظ مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ کو ترمذی اور احمد نے اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کیا ہے
اور لفظ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ کا ابو داؤد نے روایت کیا ہی اور روایت کیا ہے بیہقی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین عطا سے
نقل کیا کہ پایا مین نے دو سو آدمی کو صحابہ سے کہ جب کہتے امام ولا الضالین تو بلند کرتے آوازین اپنی ساتھ آمین کے
انتہے اور شعبہ کی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ سماع علقمہ کا وائل سے ثابت نہین چنانچہ حافظ
ابن حجر نے تہذیب مین اور شیخ ابن الہمام حنفی نے فتح القدیر مین لکھا ہے پس اس حدیث شعبہ کا ضعیف ہونا
بخوبی ثابت ہو گیا اب اس حدیث سے دلیل پکڑنی جائز نہین وجہ دوم یہہ ہے کہ جب حضرت نے آمین چپکے کہی تو
وائل بن حجر کو کیسے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اسوقت آمین کہی ہے احتمال ہی کہ حضرت صلعم نے اوسوقت خالی
مین آمین پوشیدہ بھی نہ کہی ہو بالکل ترک کر دی ہو اسلیے کہ آمین کہنا کوئی واجب امر نہین سنت یا مستحب ہے پس
کبھی بالکل ترک کرنا استحباب کے مخالف نہین ہے بلکہ سنت مین بھی کبھی کبھی ترک کرنا ضرور ہے اور اگر اسوقت
آمین کہنا تسلیم بھی کیا جاوے تو ضرور ہے کہ آپ نے پکار کر کہی ہوگی گو نرم آواز سے سہی اسلیے کہ بالکل پوشیدہ
کہنے سے مقتدی کی ہرگز نہین سن سکتا ہے اور یہ نہین کہہ سکتا کہ امام نے اسوقت مین یہ کام کیا مگر جبکہ امام سے
سن لیوے وجہ سوم یہ ہے کہ اخفار کا لفظ اضداد مین سے ہی یعنے کبھی اسکا معنے پکار کر کہنا آتا ہے اور کبھی اسکا
معنے پوشیدہ کہنا آتا ہے چنانچہ صراح مین لکھا ہی اخفی الشئی خفیا پنہان کردن و آشکارا کردن وھو من الاضداد انتہی
پس احتمال ہے کہ یہان مراد اس سے پکار کر کہنا ہو پوشیدہ کہنا مراد نہ ہو اور جب کہ احتمال آگیا تو استدلال باطل ہو
گیا وجہ چہارم یہ ہے کہ بہت احادیث قویہ و اخبار صحیحہ قولیہ و فعلیہ صریحہ آمین کے پکار کر کہنے پر دلالت کرتی

۵۶۱

مین کہا م پس ضرور ہے کہ خفا سے مراد اسحدیث مین عدم کہڑک سخت کہی جاوے یعنی بہت سخت آواز سے چلا کر
آمین نہ کہے درمیانہ آواز سے کہی تاکہ سب حدیثون کے درمیان تطبیق ہو جاوے اسلیے کیحتے الامکان
تطبیق واجب ہے چنانچہ تلویح مین لکھا ہی کہ دو دلیلون کے ساتھہ عمل کرنا واجب ہے جبتک ممکن ہووے انتہے
اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی کہ بعض شافعیون نے دونون قسم کی حدیثون مین یہ تطبیق دی ہی
کہ مراد آہستہ آمین کہنے سی یہ ہی کہ بہت چلا کر نہ کہے اور مراد پکار کر کہنے سی یہ ہے کہ نرم آواز سے کہی اور شیخ ابن ہمام
نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ میری راے بہی یہی ہی پس اسنے دونو قسم کی حدیثون مین تطبیق ہو جاوے گی وجہ
پنجم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبہی آمین پکار کر کہنا ترک بہی کر دیا ہو تو اسبات کا ہم انکار نہین کرتے کبہی واسطے
بیان جواز کے آپ نے ترک کر دیا ہو گا بلکہ سنت مین تو بعض وقت ترک کرنا ضرور ہی ہے پس بعض اوقات ترک
کرنا سنت ہونیکے منافی نہین ہے وجہ ششم یہ ہی کہ آمین پکار کر کہنے کی حدیثین اکثر قولی ہین اور آہستہ آمین
کہنے کی حدیث فعلی ہی اور وقت تعارض کے قول مقدم ہوتا ہے فعل پر کما تقرر فی الاصول وجہ ہفتم یہ ہے کہ
سفیان کیحدیث کو (جو آمین پکار کر کہنے کے باب مین آئی ہے) کسی نے ضعیف نہین کہا اور متقدمین اور متاخرین سے
کسی کی جرح اوسپر آجتک نظر سے نہین گذری بلکہ امام بخاری اور امام ترمذی اور ابو ذرعہ اور دارقطنی وغیرہ حفاظ
564 حدیث نے اوسکو صحیح کہا ہے پس حدیث سفیان کو جو نص صریح ہے شعبہ کیحدیث پر ترجیح ہوگی وجہ ہشتم یہ ہے کہ شعبہ سے
اسحدیث کے خلاف بہی روایت آچکی ہے یعنے آمین بالجہر کرنے کی روایت بہی اُس سے ثابت ہو چکی ہے جیسے کہ
زیلعی حنفی نے تخریج ہدایہ مین بیہقی سے حدیث نقل کی ہی کہ شعبہ نے وائل سے روایت کی ہے کہ اونسے حضرت
کے ساتھہ نماز پڑہی سو جب آپ ولا الضالین پر پہنچے تو آپنے بلند آواز سے آمین کہی بیہقی نے کہا کہ اسحدیث
کی سند صحیح ہے اور یہ روایت سفیان کی حدیث کے موافق ہے پس اب قطعاً ثابت ہو گیا کہ شعبہ کی پوشیدہ
آمین کہنے کیحدیث غلط ہے اوس سے استدلال کرنا صحیح نہین ہے وجہ نہم یہ ہے کہ اسپر محدثین وغیرہ اہل علم
کا اتفاق ہی کہ جب شعبہ کی روایت سفیان کی روایت کے مخالف ہو تو اسوقت سفیان کی روایت کو لیا جاویگا
اور شعبہ کی روایت کو ترک کیا جاوے گا چنانچہ ترمذی اور بیہقی اور ابوداؤد اور اعلام الموقعین وغیرہ مین
لکھا ہی اور نیز شعبہ نے خود بہی کہا ہے کہ سفیان مجہ سے زیادہ تر حدیث کو یاد رکہنے والا ہے پس اندرین
صورت حدیث سفیان کو بالاتفاق ترجیح ہوگی اور امام شافعی نے کہا کہ اگر فرضاً اسحدیث بخاری کے سوا اور
حدیث بہی آمین پکار کر کہنے کی نہ ہوتی تو یہی کافی دلیل تہی اسپر کہ مقتدی آمین کہے اسلیے کہ مقتدی امام کی
آمین کا وقت نہین پہچان سکتے مگر جب کہ امام اپنی آمین اونکو سناوے اور ہمیشہ سے اہل علم اسپر ہین انتہی
اور اسحدیث کی اور بہے بہت جواب ہین جنکی تفصیل ہماری کتاب کلام المتین مین مذکور ہے شائق اسکا مطالعہ

کرہواُسنے زیادہ اس مسئلہ کی تحقیق کسی کتاب مین نہین ہے اور دوسری دلیل حنفیہ کی یہ آیت ہے ادعوا ربکم تضرعًا وخفیۃ یعنے
پکارو رب اپنے کو عاجزی سے اور پوشیدہ کہتے ہین کہ آمین دعا ہے پس اسکو پوشیدہ کہنا چاہیے سو جواب اول اسکا یہ ہے
کہ آیت عام ہے ہر قسم کی دعا کو شامل ہے اور حدیث آمین پکار کر کہنے کی خاص ہے اور تخصیص عام کی ساتھ خاص کے
یعنے حدیث کی جائز ہے ان چار وجہون سے جو مسئلہ قرات خلف امام مین آیت واذا قری القران الخ کے جواب
مین گذر چکے ہین وہان مطالعہ کرنا چاہیے پس آمین اس آیت کی عموم مین داخل نہین ہوگی بلکہ اوس سے باہر رہیگی
پس آمین پکار کر جائز رہیگا اور دوم جواب اسکا یہ ہے کہ آمین کے دعا ہونے مین بھی اختلاف ہے جیسے کہ اوپر گذر
چکا ہے پس اس آیت مین اوسکا داخل ہونا مسلم نہین ہے سوم جواب اسکا یہ ہے کہ صیغہ امر کا مطلق وجوب پر
دلالت کرتا ہے حالانکہ حنفیہ وجوب کے قائل نہین ہین چہارم مفسرین اکثر نے تضرعًا وخفیۃ کی تفسیر یہہ
لکھی ہے سرًا وعلانیۃً یعنے پوشیدہ بھی کہے اور پکار کر بھی کہے پس اس آیت سے استدلال باطل ہوا پنجم اخفار کا لفظ
اضداد سے ہے کما مر ششم تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ نہ بہت چلا کر کہے اور نہ بہت پوشیدہ کہے
بلکہ درمیانہ آواز سے کہے چنانچہ اوسکے آگے کی آیت ودون الجہر من القول کے تحت مین لکھا ہے کہ درمیانہ آواز
سے کہے نہ بہت چلا کر اور نہ بہت پوشیدہ پس معلوم گیا کہ اس آیت مین پوشیدہ کہنا مراد نہین ہے اور نیز
یہہ بھی معلوم نہین ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث اس آیت کی اول کی ہے پس احتمال ہے کہ اُس آیت سے متاخر ہو پس ۵۶۳
آمین اوسمین داخل نہین ہوگی اور بعض کہتے ہین کہ آمین کا پکار کر کہنا منسوخ ہے سو جواب اسکا اول یہ ہے جو فتح الباری
مین لکھا ہے کہ وائل بن حجر سے ابو داؤد اور ابن حبان وغیرہ مین روایت ہے کہ حضرت پکار کر آمین کہا کرتے تھے اور نیز
رد ہے اس شخص پر جو نسخ کا دعوی کرتا ہے اسلیے کہ وائل بن حجر اخیر دنون مین مسلمان ہوا ہے اور جبکہ اُسنے حضرت
کو آمین کہتے سنا تو معلوم ہوا کہ آمین پکارنا منسوخ نہین ہوا دوم یہ کہ عطار سے روایت ہے کہ مینے دو سو صحابی کو آمین
پکارتے دیکھا ہے کما مر پس اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو اتنے صحابہ مین سے کسی نہ کسی کو ضرور اطلاع ہوتی اور نیز ترمذی نے لکھا ہے
کہ یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین اور پچھلون کا اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور اسحاق وغیرہ کا اور فتح الباری
مین لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے جمہور علما کا پس اگر آمین پکار کر کہنا منسوخ ہو تو امام شافعی و امام احمد اور اسحق وغیرہ مجتہدین
کو اوسکی ضرور اطلاع ہوتی اسلیے کہ مجتہد ہونے کی ایک یہ بھی شرط ہے کہ ناسخ اور منسوخ کو پہچانتا ہو اور جب کہ ایسے
بڑی بڑی مجتہدین کو اسکا نسخ معلوم نہ ہوا تو پھر یہ مجتہد کیسے ہو سکتے ہین اور نیز منسوخ حکم پر عمل کرنا جائز نہین
ہے پھر دو سو صحابہ اور اتنے مجتہدین وغیرہ جمہور نے جو ناجائز حکم پر عمل کیا تو اونکا کیا حال ہے
بینوا توجروا سوم کوئی ناسخ اس باب مین موجود نہین پس محض احتمال سے دعوے نسخ کرنا قطعًا حرام اور ناجائز
ہے چہارم شرائط نسخ کا یہان پایا جانا ممکن نہین ہے پس مدعی نسخ کو لازم ہے کہ اولًا شرائط نسخ کے

بیان کرے بعد اوسکے دعوی نسخہ زبان پر لاوے ودونہ خرط القتاد اور اُس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہین
کہ حضرت ؐ نے جو بعض اوقات مین آمین کہا ہے تو وہ واسطے تعلیم کے کیا ہے سو یہ دعوے اونکا بہی بالکل غلط
ہے اور اگر تعلیم کے واسطے ہوتا تو آپ بیان فرما دیتے حالانکہ کسی حدیث یا کسی اثر ضعیف بلکہ موضوع سے بہی یہ بات
معلوم نہین ہوتی کہ یہ آمین پکار کر کہنا تعلیم کے واسطے تہا محض احتمال اور مجرد خیال ہی اوسپر کوئی دلیل نہین پس اسسے
استدلال کرنا بالکل جائز نہین اور باقی تفصیل اس مسئلے کی ہماری کتاب کلام المتین وفتح المبین مین دیکھنی چاہیے یہان
اسیقدر کافی ہے **باب** اِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ جب صف کے پیچہے رکوع کر لیوے تو اسکا کیا حکم ہے یعنے اسکی
نماز ہوتی ہے یا نہین **ف** مطلب شاید یہ ہے کہ اگر امام اور مقتدی سب رکوع مین ہون اور کوئی آدمی پیچہے سے آوے
اور خیال کرے کہ اگر مین صف تک چلا گیا تو مجکو رکوع نہین ملے گا سو وہ شخص جسجگہہ کہڑا ہو وہین رکوع کر لیوے اور رکوع کے
اندر صف مین آ ملے تو اوسکی نماز ہوتی ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ
الْأَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ
قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ
ترجمہ ابو بکرہ رض سے روایت ہی کہ وہ حضرت ص پاس آیا اور آپ رکوع مین تہے سو جلدی سے صف کے پیچہے نیت
کرکے رکوع مین شریک ہوگیا یعنے اس خیال سے کہ رکوع کا ثواب نہ جاتا رہے سو کسی نے حضرت ص سے یہ حال بیان ۵۶۴
کیا سو آپ نے فرمایا کہ خدا تیری حرص کو زیادہ کرے اور یہ کام پہر نہ کرنا یعنے دوڑ کر آنا صف کے پیچہے رکوع کرکے
صف مین ملجانا پہر نہ کریو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص صف کے پیچہے نیت کرکے رکوع مین شریک
ہوجاوے تو اوسکی نماز امام شافعی اور جمہور علما کے نزدیک اور امام مالک اور احمد اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک
صحیح ہوجاتی ہے لیکن کراہت سے خالی نہین اور یہ نہی اونکے نزدیک تنزیہی ہے یعنے یہ نماز افضل نہین ہوتی
اور بعضے لوگو نکے نزدیک یہ نہی تحریمی ہے اونکے نزدیک نماز صحیح نہین ہوگی اسلیے کہ صف کی تنہا نماز پڑہنی
کی ممانعت آچکی ہے اور اس شخص نے صف کے پیچہے نیت کی ہی اور یہی ہے مذہب امام احمد اور اسحٰق اور بعض شافعیہ کا لیکن جمہور
کا قول اس باب مین قوی ہے اسلیے کہ آپ نے اوسکو نماز کا دوہرانا نہین فرمایا فقط منع کر دیا کہ پہر ایسا نہ کرنا اور اس
حدیث سے بعضے لوگ دلیل پکڑتے ہین کہ رکوع مین ملجانے سے رکعت ہوجاتی ہے لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ جیسے اسمین
وہ رکعت دوہرانیکا ذکر نہین ویسے ہی اسمین یہ بہی ذکر نہین کہ اوسنے اسی رکعت کو کافی سمجہہ لیا ہو پس یہ استدلال ٹہیک
نہین ہے اور بعضون نے ان حدیثون مین اسطور سے تطبیق دی ہے کہ اگر صف کے پیچہے رکوع کرکے صف مین
شریک ہوجاوے تو اوسکی نماز صحیح ہوجاتی ہے جیسے کہ ابی بکرہ نے کیا اور اگر صف کے پیچہے نیت کرکے وہین کہڑا
رہا تو نماز درست نہین ہوگی **باب** اِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِي الرُّكُوعِ نماز کی تکبیر ونکا شمار پورا کرنا ساتہہ رکوع کے

ف طحاوی وغیرہ نے بعض لوگوں سے نقل کیا ہے کہ وہ سجدے میں تکبیریں نہیں کہتے تھے اور زیاد اور معاویہ
بھی تکبیریں نہیں کہتے تھے اور بنو امیہ بھی تکبیریں نہیں کہتے تھے اور بعضوں سے یہ بھی آیا ہے کہ وہ سوائے تکبیر
تحریمہ کے اور کوئی تکبیر نہیں کہتے تھے لیکن بعد اس زمانے کے یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ جب آدمی جھکے تو اس وقت
بھی تکبیر کہے اور جب سر اوٹھائے تو اس وقت بھی تکبیر کہے سو یہ تکبیریں رکوع اور سجود کی جمہور کے نزدیک سنت
ہیں اور یہی مذہب ہے ابو بکر صدیق اور عمر اور جابر اور عثمان اور علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور قیس اور شعبی اور
اوزاعی اور سعید بن عبد العزیز اور مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ وغیرہ سب علماء کا مگر جمہور کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ واجب
ہے اور امام احمد وغیرہ ظاہریہ کہتے ہیں کہ یہ تکبیریں کل واجب ہیں اور امام بخاری کی غرض بھی اس باب میں یہی ہے کہ
نمازیں رکوع سجود میں ہر جگہہ تکبیریں کہی جاویں اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہی کہ پہلے زمانے میں اس پر
اجماع ہو چکا ہے کہ ہر خفض اور رفع میں تکبیریں کہنی سنت ہیں قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَفِيهِ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ یعنے روایت کیا ہی تکبیریں پوری کرنے کو ابن عباس رضہ نے حضرت صلعم سے
جیسے آیندہ باب میں آویگا اور اس باب میں مالک بن حویرث سے بھی حدیث آئی ہے جیسے کہ آیندہ وہ حدیث
آویگی حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ
عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلّٰى مَعَ عَلِيٍّ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوةً كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ ٥٦٥
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ ترجمہ عمران بن حصین رضہ
سے روایت ہے کہ اونسنے علی رضہ کے ساتھہ بصرہ میں نماز پڑہی سو کہا اس شخص نے یعنے علی رضہ نے ہمکو وہ نماز یاد دلا
دے جسکو ہم حضرت صلعم کے ساتھہ پڑہا کرتے تھے سو عمران نے ذکر کیا کہ علی رضہ تکبیر کہتے تھے جب کہ سر اوٹھاتے اور جبکہ
نیچے رکہتے یعنے تمام انتقالات میں تکبیریں کہتے تھے ف اس سے معلوم ہوا کہ ہر رکوع اور سجود میں سر رکہتے اور
اوٹھاتے وقت اللہ اکبر کہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عمران وغیرہ کو یہ تکبیریں یاد نہیں تھیں یا عمداً چھوڑ دی ہوئی
تھیں حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي
هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّي لَاَشْبَهُكُمْ
صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضہ اونکو نماز پڑہایا کرتے
تھے سو تکبیر کہتے تھے جسوقت کہ سر نیچے رکہتے اور جسوقت کہ سر اوٹھاتے تھے سو جب نماز پڑہ چکے تو کہا کہ البتہ
میں تمسے زیادہ تر مشابہت کہتا ہوں نماز میں ساتھہ حضرت صلعم کے یعنے میری نماز حضرت کی نماز کے ساتھہ زیادہ
تر موافق ہے تمسے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجود میں سر رکہتے اور سر اوٹھاتے وقت سب جگہ تکبیریں
کہی جاویں پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے باب اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي السُّجُوْدِ سجدوں

تکبیرین کہنے کا بیان **ف** اس باب سے بھی وہی غرض ہے جو پہلے مذکور ہوئی **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید عن غیلان بن جریر عن مطرف بن عبد اللہ قال صلیت خلف علی بن ابی طالب انا و عمران بن حصین فکان اذا سجد کبر و اذا رفع راسہ کبر و اذا نھض من الرکعتین کبر فلما قضی الصلوۃ اخذ بیدی عمران بن حصین فقال قد ذکرنی ھذا صلوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم او قال لقد صلی بنا صلوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** مطرف بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہی کہ مین اور عمران بن حصین نے علی رضہ کے پیچھے نماز پڑہی سو جب حضرت علی سجدہ کرتے تہے تو تکبیر کہتے اور جب سر اوٹہاتے تو اوسوقت بہی تکبیر کہتے اور جب دو رکعتین پڑہ کر کہڑے ہوتے تو اوسوقت بہی تکبیر کہتے سو جب علی رضہ نماز پڑہ چکے تو عمران نے میرا ہاتہہ پکڑا اور کہا کہ اس شخص نے مجھکو حضرت صلعم کی نماز یاد دلائی ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ سجدے مین بہی تکبیر کہتے تہے **حدثنا** عمرو بن عون قال اخبرنا ھشیم عن ابی بشر عن عکرمۃ قال رایت رجلا عند المقام یکبر فی کل خفض و رفع و اذا قام و اذا وضع فاخبرت ابن عباس قال اولیس تلک صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ام لک **ترجمہ** عکرمہ سے روایت ہے کہ دیکھا ایک مرد کو مقام ابراہیم پاس نماز پڑہتے دیکھا کہ تکبیر کہتا تہا سر رکہتے اور سر اوٹہاتے اور جب سیدہا کہڑا ہوتا اور سجدے مین جاتا تو اوسوقت بہی تکبیر کہتا سو مینے ابن عباس کو اوسکے خبر دی تو اوسنے کہا کہ کیا یہہ حضرت صلعم کی نماز نہین تیری ماں مرجائے یعنی ابن عباس نے عکرمہ کو یہہ بددعا دی واسطے جہڑکنے کے کہ تو ایسی سنت کو نہین جانتا ہے **باب** التکبیر اذا قام من السجود جب سجدے سے کہڑا ہووے تو تکبیر کہے **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا ھمام عن قتادۃ عن عکرمۃ قال صلیت خلف شیخ بمکۃ فکبر ثنتین و عشرین تکبیرۃ فقلت لابن عباس انہ احمق فقال ثکلتک امک سنۃ ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم و قال موسی حدثنا ابان قال قتادۃ حدثنا عکرمۃ **ترجمہ** عکرمہ سے روایت ہے کہ مین نے مکے مین ایک بوڑہے آدمی کے پیچھے نماز پڑہی سو اوسنے نماز مین بائیس ۲۲ تکبیرین کہین سو مینے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ یہہ بوڑہا بڑا احمق ہے کہ اتنی تکبیرین نماز مین کہتا ہی سو ابن عباس رضہ نے کہا کہ تیری ماں تجھکو روے یہ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی **ف** وہ بوڑہا آدمی ابو ہریرہ رضہ تہے مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ عکرمہ نے اوسکو بیہودہ گالی دی اور ایسی بے ادبی کی اسحدیث سی معلوم ہوا کہ نماز مین بائیس ۲۲ تکبیرین کہی جاوین اور نماز کی پوری تکبیرین اتنی ہی ہین اسلیے کہ ہر رکعت مین پانچ تکبیرین ہین تو چار رکعت کی بیس ۲۰ ہوئین اور ایک تکبیر تحریمہ اور تکبیر پہلے التحیات کی اوسکے ساتہ ملائین تو بائیس ۲۲ ہو گئین **حدثنا** یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن 566

عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَکْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْکَعُ ثُمَّ یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّکْعَةِ ثُمَّ یَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَهْوِیْ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَسْجُدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی الصَّلٰوةِ کُلِّهَا حَتّٰی یَقْضِیَهَا وَیُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَیْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّیْثِ وَلَكَ الْحَمْدُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے جب کہ کھڑے ہوتے یعنے تکبیر تحریمہ کہتے جب رکوع کرتے تو اوسوقت بھی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے پیٹھ اوٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر جب سیدھے کھڑے ہوتے تو ربنا لک الحمد کہتے اور ایک روایت مین ہے کہ ربنا ولک الحمد کہتے یعنے واو کے ساتھ پھر جب سجدے مین جاتے تو اوسوقت بھی تکبیر کہتے پھر جب سر اوٹھاتے تو تب بھی تکبیر کہتے پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تو اوسوقت بھی تکبیر کہتے پھر ہر رکعت مین اسی طرح کرتے یہانتک کہ سب نماز ادا کرتے اور جب دو رکعت کے بعد التحیات پڑھکر کھڑے ہوتے تو اوسوقت بھی تکبیر کہتے **بَابُ** وَضْعِ الْاَکُفِّ عَلَی الرُّکَبِ فِی الرُّکُوْعِ رکوع مین گھٹنون پر ہاتھہ رکھنے کا بیان یعنے ایک ہتھیلی کو ایک گھٹنے پر رکھے اور دوسری کو دوسرے پر **ف** صحیح مسلم وغیرہ مین عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ وہ رکوع مین تطبیق کیا کرتے تھے اور تطبیق کہتے ہین اسکو کہ ایک ہاتھہ کی اونگلیان دوسرے ہاتھہ کی اونگلیون مین ڈالکر رکوع مین دونو گھٹنون کے درمیان رکھے اور ایسی ہی اور بعضے اونکے اصحاب سے بھی مروی ہے سو غرض امام بخاری کی اس باب سے یہی ہے کہ رکوع مین تطبیق کرنا منسوخ ہے اب تطبیق نہین کرنی چاہیے اور شاید ابن مسعود رض کو نسخ کی حدیث نہین پہونچی اسواسطے وہ ہمیشہ رکوع مین تطبیق کیا کرتے تھے وَقَالَ اَبُوْ حُمَیْدٍ فِیْ اَصْحَابِهٖ اَمْکَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَیْهِ مِنْ رُکْبَتَیْهِ یعنے ابو حمید رض نے اپنے اصحاب مین بیان کیا کہ حضرت صلعم نے مضبوط کیا اپنے دونو ہاتھون کو گھٹنون پر **ف** یہ حدیث پوری آگے آویگی اس سے معلوم ہوا کہ رکوع مین تطبیق نہ کرے بلکہ ایک ہاتھہ ایک گھٹنے پر اور دوسرا ہاتھہ دوسرے گھٹنے پر **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ فَطَبَّقْتُ بَیْنَ کَفَّیَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَیْنَ فَخِذَیَّ فَنَهَانِیْ اَبِیْ وَقَالَ کُنَّا نَفْعَلُهٗ فَنُهِیْنَا عَنْهُ وَاُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَیْدِیَنَا عَلَی الرُّکَبِ **ترجمہ** مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ بیٹے اپنے باپ کے پاس نماز پڑھی سو مین نے اپنی دونو ہتھیلیون مین تطبیق کی یعنے دونو

ہاتہون کے اونگلیون کو آپسمین ڈالا پہر اونکو اپنے اپنی دونو رانون کے درمیان رکہا سو میرے باپ نے
مجکو منع کیا اور کہا کہ ہم اسکو پہلے کیا کرتے تہے پہر ہمکو اوس سے منع ہوا اور ہمکو حکم ہوا کہ اپنے دونو ہاتہون کو
گہٹنون پر رکہا کرین **ف** اسی معلوم ہوا کہ ابتدا اسلام مین تطبیق جاری تہی پہر بعد اوسکے منسوخ ہوگئی اور
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مذہب ہمارا اور مذہب تمام علما کا یہ ہے کہ رکوع مین تطبیق
کرنی منسوخ ہے مگر ابن مسعود کہتے ہین کہ تطبیق سنت ہے اونکو ناسخ نہین پہونچا اور صواب وہی قول ہے
جسپر جمہور علما ہین واسطے ثابت ہونے صریح ناسخ کے انتہے ملخصاً **بَاب** إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوْعَ اگر
کوئی رکوع پورا نہ کرے یعنے اوسمین اطمینان نہ کرے تو اوسکی نماز نہین ہوتی **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ
قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ رَاٰى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا
يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ قَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ
مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حذیفہ رض سے روایت ہے کہ اوسنے ایک مرد کو دیکہا کہ رکوع اور سجود کو پورا
نہین کرتا تہا سو حذیفہ نے کہا کہ تیری نماز نہین ہوئی اور اگر تو اسی حال پر مرگیا تو مرے گا غیر اُس دین پر جسپر
خدا نے حضرت صلعم کو پیدا کیا یعنے بیدین ہوکر مریگا **ف** اسحدیث سی معلوم ہوا کہ رکوع اور
سجود مین آرام کرنا واجب ہے اور اسکو ترک کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے اسلیے کہ حذیفہ نے بعض رکنون کے 568
ترک سے اوسکو بیدین ٹہیرایا مگر یہ اسوقت ہے جبکہ فطرت سے دین مراد رکہا جاوے اور یہی ہے مذہب امام
شافعی اور احمد اور ابو یوسف اور جمہور کا کہ اونکے نزدیک رکوع اور سجدے مین اطمینان کرنا فرض ہے اگر اسکو
ترک کرے تو نماز نہین ہوتی دوہرا کر پڑہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ نماز ہوجاتی ہے مگر ناقص ہے اور اگر سنت
مراد رکہی جاوے تو یہ بہی ہوسکتا ہے اور بعضے اس وعید کو حقیقت پر حمل کرتے ہین اور بعضے زجر پر اور امام
بخاری نے کوئی صریح حکم اسکا بیان نہین کیا بلکہ اسطرح سے کلام کی جو دونو حکمون کا احتمال رکہتی ہے
اور یہ امام بخاری کی اکثر عادت ہے کہ جس مسئلہ مین اماموں کا اختلاف ہو اوسمین کوئی حکم صریح بیان نہین کرتا
بلکہ ایسی کلام کر جاتا ہے جو دونو مذہبون کا احتمال رکہے بہرحال ایسی صورت مین نماز کو دوہرانا زیادہ
احتیاط ہے اور امام نووی نے لکہا ہے کہ رکوع اور سجود اور جلسے مین طمانیت واجب ہے اور یہی ہے مذہب
ہمارا اور جمہور علما کا اور ابو حنیفہ اوسکو واجب نہین کہتے لیکن یہ حدیث اونپر رد کرتی ہے **بَاب**
اِسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوْعِ رکوع مین پیٹہہ کو سر کے برابر کرنے کا بیان وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ فِيْ اَصْحَابِهٖ
رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ یعنے ابو حمید رض نے اپنے یارون مین بیان
کیا کہ حضرت صلعم نے رکوع کیا پہر ٹیڑہا کیا پیٹہہ اپنی کو **ف** یہ حدیث پوری آیندہ آویگی اوسکے ایک طریق

مین یہ بہی آیا ہے کہ آپ نے پشتیہ کو سرکے برابر کیا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے کہ اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ
اوسکے بعض طریقون مین یہ لفظ واقع ہوا ہے کما مر بیانہ مرارًا **باب** حدِ اتمام الرُّكوع والاعتدال فيه والاطمانينة
نہایت تک رکوع پورا کرنا اور اوسمین اعتدال کرنا اور آرام پکڑنا **ف** یہ باب پہلی باب مین داخل ہے اور تعلیق ابوحمید کی
پہلی جزو باب کے مطابق ہے اور حدیث براء کی دوسرے مسئلے کو مطابق ہے حدثنا بدل بن المحبر قال حدثنا
شعبة قال اخبرني الحكم عن ابن ابي ليلى عن البراء قال كان ركوع النبي صلى الله عليه وسلم و
سجوده وبين السجدتين واذا رفع من الركوع ما خلا القيام والقعود قريبا من السواء **ترجمہ**
براء سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور جلسہ اور قومہ سوا قیام اور التحیات کے برابری سے نزدیک تھے یعنے ان
چار جگہون مین آرام اور طمینان اتنا کرتے کہ اسمین ایک دوسرے کے قریب قریب ہوتا سوا قیام اور التحیات کے
کہ ان دونون مین بہت طول کرتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ اسمین
برابر ہین اور ایک طریق مین آیا ہے کہ قومہ مین بہت طول کرتے تہے پس اس سے معلوم ہوا کہ سب مین اطمینان کرنا چاہیے
پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور طمینان کی حد یہ ہے کہ پہلے رکن کی حرکت بالکل باقی نہ رہے اور
یہ بہی معلوم ہوا کہ رکوع پورا کرنے کی حد یہ ہے کہ سجدہ کے برابر ہو اور یہ بہی معلوم ہوا کہ اعتدال قومہ مین ایک
رکن طویل ہے **باب** امر النبي صلى الله عليه وسلم الذي لا يتم ركوعه بالاعادة ایک ۵۶۹
شخص نے رکوع پورا نہ کیا تو حضرت نے اوسکو فرمایا کہ نماز دوہرا کر پڑہ حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى
ابن سعيد عن عبيد الله قال حدثني سعيد المقبري عن ابيه عن ابي هريرة ان النبي صلى
الله عليه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلى ثم جاء فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم
فرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم السلام فقال ارجع فصل فانك لم تصل فصلى ثم
جاء فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال ارجع فصل فانك لم تصل ثلاثا فقال والذي
بعثك بالحق ما احسن غيره فعلمني فقال اذا قمت الى الصلوة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك
من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن
ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم افعل ذلك في صلوتك كلها
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مسجد مین تشریف لائے سو ایک شخص آیا اور
نماز پڑہ کے چلا اور حضرت کو سلام کیا سو آپ نے اوسکو سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ پلٹ جا اور پہر نماز پڑہ
کہ تیری نماز نہین ہوئی سو اوسنے پہر جلدی جلدی نماز پڑہی اور حضرت کو سلام کرکے چلا سو آپ نے فرمایا کہ
پلٹ جا اور پہر نماز پڑہ کہ تیری نماز نہین ہوئی اسی طرح اوسنے تین بار نماز پڑہی پہر اوسنے کہا کہ خدا کی قسم

مجکو اِس سے زیادہ بہتر نماز پڑہنی نہین آتی سو آپ مجھکو نماز سکھلایے سو آپ نے فرمایا کہ جب تو نماز
کے واسطے کہڑا ہوا کرے تو اللہ اکبر کہا کر پہر پڑہ جو کچہہ کہ تجہکو قرآن سے یاد ہو پہر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے
پہر سر اوٹہا کر یہانتک کہ خوب سیدہا کہڑا ہو جائے پہر سجدہ کیا کر اطمینان اور چین سے پہر سر اوٹہا یا کر یہان
تک کہ بیٹھ تو آرام اور چین سے پہر سجدہ کیا کر آرام اور اطمینان سے پہر اسی طرح ہر رکعت مین کیا کر **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ارکان نماز مین تعدیل اور اطمینان کرنا واجب ہے جلدی کرنیسے نماز باطل ہو جاتی ہے
اور یہی ہے مذہب جمہور علمار کا اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہی اگر ترک کرے تو نماز باطل نہین ہوتی صحیح
ہو جاتی ہے لیکن طحاوی کی میل بہی وجوب کیطرف معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث مین اگرچہ اقامت اور تعوذ
اور دعاء استفتاح اور تکبیر تحریمہ وغیرہ مین رفع یدین کرنا اور داہنے ہاتہہ کو بائین پر باندہنا اور انتقالات کی تکبیرین
اور رکوع اور سجود کی تسبیحین اور التحیات کی ہیئت اور ہاتہہ کا زانو پر رکہنا وغیرہ مذکور نہین لیکن اس حدیث کے
بعض طریقون مین یہ سب ثابت ہو چکے ہین صرف نیت اور التحیات اول اور آخر اور سلام اور درود اسمین
مذکور نہین سو یہ بہی اسپر محمول ہے کہ وہ اوسکو جانتا تہا پس سب رکن واجب ہین بموجب اس حدیث کے سو جو
شخص ان چیزون کی وجوب کا قائل نہین اسکو لازم ہے کہ کوئی ایسی دلیل پیش کرے جو اوسکی مخصص
ہو سکے اور اوسکی ایک طریق مین یہ بہی آیا ہے کہ اوسنے بہت ہلکی نماز پڑہی تہی رکوع اور سجود پورا نہین ٥٧٠
کیا تہا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بہی مسئلے ثابت ہوتے ہین
ایک یہ کہ جو شخص نماز مین کسی واجب کو ترک کرے وہ نماز کو دوہراوے اور یہ کہ نیک بات تبلاوے
اور برے کام سے روکے اور مسئلہ کو اچھی طرح کہول کر بیان کرے اور یہ کہ سائل کو جہڑک نہ دیوے اور یہ کہ سلام
کو مکرر کہنا جائز ہے اور اُسکا جواب دینا جائز ہے جبکہ جدا ہوا اگرچہ ایک جگہہ سے باہر نہ جاوے اور یہ کہ
امام اور عالم کا مسجد مین بیٹھنا یارونکے ساتہہ جائز ہے اور یہہ کہ عالم کے پاس بڑے ادب سے جاوے اور
اپنی قصور کا اقرار کرے اور یہ کہ وضو کے فرض وہی ہین جو قرآن مین آ چکے ہین اور احکام اوسکے حدیث سے
معلوم ہوئے ہین وہ فرض نہین مستحب ہین اور یہ کہ ہر رکعت مین قرآن پڑہنا واجب ہے اور یہ کہ جو شخص
بے علمی سے نماز مین کوئی قصور کر بیٹھے تو جائز نہین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ یہ نفی حقیقت پر محمول ہے اسلیے
کہ آپ نے آخر بار مین نماز تعلیم کی تو گویا کہ آپ نے فرمایا کہ اسطور سے نماز دوہرا کر پڑہ اور یہ بہی معلوم ہوا
کہ حضرت کو حسن خلق کمال درجے کا تہا **بَابُ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ** رکوع مین دعا کرنے کا بیان

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي

ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم اپنے رکوع مین اور سجدے مین یہ دعا پڑہا کرتے تہی سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفرلی یعنے پاک ہے تو ای الٰہی اے رب ہمارے اور مین تسبیح کہتا ہون ساتہہ حمد تیری کے اے الٰہی بخشدے مجہکو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع مین دعا کرنی جائز ہے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو رکوع مین دعا کرنے کو مکروہ رکہتا ہے جیسے امام مالک اور حدیث سے التسبیح فی الرکوع بہی ثابت ہی لیکن چونکہ تسبیح مین کسی کو اختلاف نہین اسیواسطے اسکا خاص کرکے علیحدہ باب باندہا اور رکوع مین تسبیح کہنے کا ذکر نہ کیا اور امام شافعی و احمد وغیرہ علما کے نزدیک رکوع اور سجود مین جو دعا کرے جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ رکوع سجود مین دعا نہ پڑہے تسبیح کہے **بَابُ** مَا يَقُولُ الْإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ جب امام اور مقتدی رکوع سے سر اوٹہائین تو اوس وقت کیا دعا پڑہین **ف** یہ ما موصولہ ہے استفہامیہ نہین حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ يُكَبِّرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ تہے جب حضرت صلعم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اللہم ربنا ولک الحمد کہتے اور جب آپ رکوع مین جاتے اور جب اس سے سر اوٹہاتے تو اوس وقت تکبیر کہتے اور جب دو رکعتون سے کہڑے ہوتے تو اوس وقت بہی اللہ اکبر کہتے **ف** اس حدیث مین مقتدی کا ذکر نہین کیا ہے لیکن اسے اشارہ ہے اسطرف کہ مقتدی کا حکم اُن حدیثون سے ثابت ہی جو پہلے مذکور ہوچکی ہین جیسے یہ حدیث ہے امام اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی کیجے اور فرمایا کہ میری نماز جیسی نماز پڑہو پس اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی بہی اوہی دعا پڑہے جو امام پڑہتا ہے **بَابُ** فَضْلِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اللہم ربنا ولک الحمد کہنے کی فضیلت کا بیان حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہا اللہم ربنا ولک الحمد اسواسطے کہ جسکا حمد کہنا فرشتونکے حمد کے موافق پڑجاوے گا تو اوسکے اگلے گناہ بخشے جاوینگے **ف** امام شافعی اور احمد اور ابو یوسف اور محمد اور جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ امام دونو لفظ کہے یعنے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور امام ابو حنیفہ

اور مالک کے نزدیک امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی اللہم ربنا لک الحمد کہے لیکن اسباب مین جمہور کا مذہب
قوی ہے اور بہت حدیثین صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہین اور دلیل حنفیہ کی یہ حدیث ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ اس سے
صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیکا قول امام کے قول سے پیچھے واقع ہوا اور یہ اسپر دلالت نہین کرتا کہ امام
اسکے سوا اور کچھہ نہ کہے اور دوسری دلیلون سے ثابت ہوچکا ہے کہ امام دونون کو جمع کرے جیسے کہ سابق
بابین ابہی گذرا ہے اور آیندہ بہی آویگا کہ حضرت تسمیع اور تحمید دونو کو جمع کیا کرتے تہے پس یہ حدیثین مقدم
ہین یا دونو امر جائز ہون تو یہہ بہی ہوسکتا ہے باقی رہا تنہا نماز پڑہنے والا سو اوسکے حق مین سبکا اجماع
ہوچکا ہی کہ وہ تسمیع اور تحمید دونون کو جمع کرے

باب القُنُوْتِ نمازمین دعاقنوت پڑہنے کا بیان

ف بخاری کے بعضے نسخون مین یہ ترجمہ نہین بلکہ بعضون مین باب کا لفظ بہی نہین سو اس تقدیر پر پہلے
باب سے اوسکو یہ مناسبت ہی کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ دعا قنوت کو سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد پڑہا جاوے
سو یہ بہی ایک ذکر ہی بعد رکوع کے جیسے کہ تسمیع ایک ذکر ہے بعد رکوع کے **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ
عَنْ (ثنا) هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَاُقَرِّبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ
٥٧٢ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ
سے روایت ہے کہ البتہ مین تمکو نزدیک کرتا ہون طرف نماز حضرت صلعم کے سو ابوہریرہ رضہ قنوت پڑہے
تہے پہلی رکعت مین نماز ظہر کے اور عشاء کے اور فجر کے بعد کہتے سمع اللہ لمن حمدہ کے سو مسلمانون کیواسطے
دعا کرتے اور کافرون کے واسطے لعنت کرتے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ
عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ **ترجمہ** انس رضہ
سے روایت ہے کہ اوسنے کہا کہ قنوت مغرب و عشا کی نماز مین تہی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ حادثہ کے
وقت سب نمازون مین قنوت پڑہی جاوے اور بعض حدیثون مین ایک مہینے کی قید آئی ہے تو احتمال ہی کہ اس سے
کوئی خاص قنوت مراد ہوا اور پوری بحث اس مسئلے کی آئندہ آویگی انشاء اللہ تعالے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ
رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّيْ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ
مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَجُلٌ وَّرَاءَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا
فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ اَنَا قَالَ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا
اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ **ترجمہ** رفاعہ رضہ سے روایت ہی کہ ایک دن ہم حضرت صلعم کے ساتہہ نماز پڑہ رہے تہے

سو جب حضرتؐ رکوع سے سر اوٹہاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور آپکے پیچھے سے ایک مرد نے یہہ کہا ربنا و لک الحمد
حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ یعنے ای رب ہمارے اور واسطے تیرے ہی تعریف ایسی تعریف کہ بہت ہو اور پاک ہو بابرکت
سو جب حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کون ہے یہ حمد کہنے والا اوسنے عرض کی کہ یا حضرت مین ہون
آپنے فرمایا کہ مینے کئی اوپر تیس فرشتون کو دیکھا کہ جلدی کرتے تہے کہ اونمین سے کون ان کلمون کو لکہے **ف**
اس عدد فرشتون کے بیان کرنے مین یہ نکتہ ہے کہ ان کلمون کے حروف بہی کئی اوپر تیس ہین اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ نماز مین کوئی ذکر غیر ماثور کرنا جائز ہے جب کہ ماثور کے مخالف نہ ہو اور یہ کہ نماز مین ذکر کے ساتھ
آواز بلند کرنا جائز ہے اور یہ کہ اگر چھینکنے والا نماز مین الحمد للہ کہے تو مکروہ نہین اور یہہ ذکر کو لنبا کرنا جائز ہی
واللہ اعلم **باب** الطمانینۃ حین یرفع راسہ من الرکوع جب رکوع سے سر اوٹہاوے تو
آرام اور اطمینان سے کہڑا ہووے وقال ابو حمید رفع النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم واستوی
حتی یعود کل فقار مکانہ یعنے ابو حمید رض نے کہا کہ حضرتؐ نے رکوع سے سر اوٹہایا اور خوب سیدہے
کہڑے ہوئے یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہہ پر آگئی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرتؐ رکوع سے سر
اوٹہاتے تو خوب سیدہے کہڑے ہوا کرتے تہے اور ہمکو اطمینان لازم ہے پس مطابقت اس حدیث کی
۵۷۳ باب سے ظاہر ہے **حدثنا** ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن ثابت قال کان انس ینعت لنا
صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان یصلی واذا رفع راسہ من الرکوع قام حتی نقول قد
نسی **ترجمہ** ثابت سے روایت ہے کہ انس ہمسے حضرتؐ کی نماز بیان کرتے تہے سو نماز پڑہتے تہے پس جب رکوع
سے سر اوٹہاتے تو سیدہے کہڑے ہوتے یہانتک کہ ہم کہتے کہ بہول گئے ہین **حدثنا** ابو الولید
قال حدثنا شعبۃ عن الحکم عن ابن ابی لیلی عن البراء قال کان رکوع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وسجودہ واذا رفع راسہ من الرکوع وبین السجدتین قریبا من السواء **ترجمہ**
اس حدیث کا باب استواء الظہر مین ابہی گذر چکا ہے **حدثنا** سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد
بن زید عن ایوب عن ابی قلابۃ قال کان مالک بن الحویرث یرینا کیف کان صلوۃ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلک فی غیر وقت صلوۃ فقام فامکن القیام ثم رکع فامکن
الرکوع ثم رفع راسہ فانصب ھنیۃ قال فصلی بنا صلوۃ شیخنا ھذا ابی یزید وکان ابو
یزید اذا رفع راسہ من السجدۃ الآخرۃ استوی قاعدا ثم نھض **ترجمہ** ابو قلابہ سے روایت
ہے کہ مالک بن حویرث رض نماز کے واسطے کہڑے ہوئے تاکہ ہمکو دکہاوین کہ حضرتؐ کسطرح نماز پڑہا کرتے
تہے اور یہہ اونکا نماز پڑہنا نماز کے وقت نہین تہا بلکہ اور وقت مین تہا سو سیدہے کہڑے ہوئے اور اطمینان سے

پھر رکوع کیا اطمینان سے پھر سر اوٹھایا اور کچھ تھوڑی دیر اطمینان کیا سو اوسنے کہا کہ اُسنے ہمکو ہمارے اِس
شیخ ابو یزید کیطرح نماز پڑھائی ہے اور ابو یزید جب آخر سجدہ سے سر اوٹھاتا تو خوب سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا پھر کھڑا
ہوتا **ف** ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ قومہ میں اطمینان کرنا واجب ہے اور اعتدال ایک رکن طویل ہے اور حدیث
انس کی اس باب میں نص ہے پس اوسکو چھوڑ دینا لائق نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتدال میں لنبا ذکر کرنا بھی جائز
ہے جیسے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے بہت ذکر طویل وارد ہوا ہے پس بڑا تعجب ہے اوس شخص
سے جو قومہ میں ذکر لنبا کرنے سے نماز کو باطل کہے اور حنفیہ اسکو جائز نہیں رکھتے ہیں مگر اونکے پاس اصحاب میں کوئی
دلیل نہیں محض خیال ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جلسہ استراحت مستحب ہے **باب** يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ
حِينَ يَسْجُدُ جب سجدے کیواسطے جھکے تو اوسوقت تکبیر کہے **ف** غرض اس سے یہ ہے کہ تکبیر جھکنے کے ساتھ
کہنی چاہیے نہ اُس سے پہلے کہے نہ پیچھے وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ یعنے نافع
نے کہا کہ ابن عمر ہاتھوں کو زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے **ف** امام شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد وغیرہ کے
نزدیک افضل یہ ہے کہ سجدہ کو جاتے وقت گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھے اور یہی مروی ہے ابن عمر
اور ابن مسعود اور نخعی وغیرہ تابعین سے اور امام مالک وغیرہ کے نزدیک زمین پر پہلے ہاتھ رکھے اور دونو
قسم کی حدیثیں موجود ہیں کسی کو ترجیح نہیں معلوم ہوتی پس جسطرح کوئی کرے جائز ہے اور اس اثر کو باب سے کچھ ۵۷۴
مناسبت نہیں بلکہ باب کے اندر داخل ہے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ تقدیم یدین کی حدیث منسوخ ہے لیکن یہ
دعوے نسخ صحیح نہیں **حدثنا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ
صَلٰوةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ
سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَقُولُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي
سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ
مِنَ السُّجُودِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الِاثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى
يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ هٰذِهِ لَصَلٰوتَهُ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا وَقَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ
رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَدْعُو لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَيَقُولُ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَ
سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ

عَلٰی مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَیْهِمْ سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ یَوْمَئِذٍ مِّنْ مُّضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ

ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ وہ ہر نماز مین تکبیر کہا کرتے تہی فرضون مین بہی اور نفلون مین بہی رمضان بہی اور غیر رمضان مین بہی سو جب نماز کے واسطی کہڑے ہوتی تو تکبیر کہتے پہر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پہر کہتے ربنا ولک الحمد سجدہ کرنیسے پہلی پہر جب سجدے کے واسطی جہکتے تو تب بہی تکبیر کہتے پہر جب سجدے سو سر اوٹہاتی تو تب بہی تکبیر کہتے پہر جب سجدے مین جاتے تو تب بہی تکبیر کہتے پہر سجدے سے سر اوٹہاتے تب بہی تکبیر کہتے پہر جب دو رکعت کے بعد التحیات پڑہکر کہڑے ہوتی تو تب بہی تکبیر کہتے اور اسیطرح ہر رکعت مین کرتے تہے یہانتک کہ نماز سے فارغ ہوتے پہر جب نماز سے پہرتے تو کہتے قسم ہے اُس ذات کی جسکے قابو مین میری جان ہی البتہ مین تمسے زیادہ تر مشابہ ہون نماز مین ساتہ حضرت صلعم کے بقرار اُنکی یہی نماز تہی جبکہ آپ نے دنیا کو چہوڑا ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ تہی حضرت جب رکوع سے سر اوٹہاتے تو کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پہر آپ کئی مسلمانون کے واسطی دعا کرتے اور اونکے نام لیتے پس فرماتے الٰہی نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیّاش بن ربیعہ کو اور مکے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانون کو اے الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مُضَر کی قوم پر اور اُنپر سات برس کا قحط ڈال جیسکے یوسف کی وقت مین قحط پڑا تہا اور پورب کے رہنی والی یعنے کفار مُضَر اوسوقت آپ کی دشمن تہے **ف** مکے مین چند مسلمان ۵۷۵
غریب کافرون کے پاس قید تہے اور کفار قریش اونکو بہت ستاتی تہے سو جب حضرت نے اونکے خلاصی کے لیے دعا کی آخر خدا نے اونکو نجات دی اور مُضَر عرب مین ایک کافرون کی قوم تہی وے لوگ بڑی سخت کافر تہے حضرت صلعم سے بہت دشمنی رکہتے تہی اسی واسطی حضرت صلعم نی اونپر بددعا کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جب سجدے کو جانے کی واسطی جہکے تو اوسوقت تکبیر شروع کرے یہانتک کہ سجدے مین جا پڑے پس معلوم ہوا کہ یہ ذکر جہکنے کے وقت کا ہے کہڑے ہوئے تکبیر نہ کہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ قنوت کا مقام رکوع سے سر اوٹہانے کی بعد ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ مردونکا نام لینا نماز کو نہین توڑتا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جب پہلی التحیات سے کہڑا ہونے لگو تو اُس وقت تکبیر شروع کرے نہ یہ کہ بعد کہڑے ہونے کے تکبیر کہے **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ غَیْرَ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَّقُوْلُ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ وَّرُبَّمَا قَالَ سُفْیٰنُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَیْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَیْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰی بِنَا قَاعِدًا وَّقَعَدْنَا وَقَالَ سُفْیٰنُ مَرَّةً صَلَّیْنَا قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا

وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَلَكِنْ جَاءَ بِهٖ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حُفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْاَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَاَنَا عِنْدَهٗ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْاَيْمَنُ

ترجمہ انس رضہ سے روایت ہی کہ ایک بار حضرت صلعم گہوڑے سے گر پڑے سو آپ کے داہنے پہلو چہل گئے یعنے زخمی ہوگئے سو ہم آپکے پاس بیمار پرسی کو آئے پس نماز کا وقت آیا سو آپ نے ہمکو بیٹھے نماز پڑہائی اور ہمنے بہی بیٹھے نماز پڑہی سو جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسواسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی کیجیے سو جب وہ تکبیر کہے تو تم بہی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بہی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اوٹہائے تو تم بہی سر اوٹہاؤ اور جب وہ کہے سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہا کرو ربنا ولک الحمد اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بہی سجدہ کرو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آپکی داہنی پنڈلی چہل گئی تہی امام بخاری نے سفیان سے نقل کیا کہ زہری نے ربنا ولک الحمد واو کے ساتہہ روایت کی ہے یعنے بعضے لوگون نے زہری سے اس کلمہ کو بغیر واو کے بہی نقل کیا ہے لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ یہ کلمہ واو کے ساتہہ ہے **ف** اسحدیث کی وجہ مناسبت باب سے کسی نے بیان نہین کی **بَاب** فَضْلِ السُّجُوْدِ سجدہ کرنے کی فضیلت کا بیان

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ۵۷۶
وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَاَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْا حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ الْمَلٰئِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ

ويعرفونهم بآثار السجود وحرم الله على النار ان تاكل اثر السجود فيخرجون من النار فكل ابن
آدم تاكله النار الا اثر السجود فيخرجون من النار قد امتحشوا فيصب عليهم ماء الحيوة
فينبتون كما تنبت الحبة في حميل السيل ثم يفرغ الله من القضاء بين العباد ويبقى رجل
بين الجنة والنار وهو آخر اهل النار دخولا الجنة مقبلا بوجهه قبل النار فيقول يا
رب اصرف وجهي عن النار فقد قشبني ريحها واحرقني ذكاؤها فيقول هل عسيت ان
فعل ذلك بك ان تسأل غير ذلك فيقول لا وعزتك فيعطي الله عز وجل ما يشاء من عهد و
ميثاق فيصرف الله وجهه عن النار فاذا اقبل به على الجنة راى بهجتها سكت ما شاء الله
ان يسكت ثم قال يا رب قدمني عند باب الجنة فيقول الله له أليس قد اعطيت العهود
والميثاق ان لا تسأل غير الذي كنت سألت فيقول يا رب لا اكون اشقى خلقك فيقول فما عسيت
ان اعطيت ذلك ان لا تسأل غيره فيقول لا وعزتك لا اسأل غير ذلك فيعطي ربه
ما شاء من عهد وميثاق فيقدمه الى باب الجنة فاذا بلغ بابها فراى زهرتها وما فيها من النضرة
والسرور فيسكت ما شاء الله ان يسكت فيقول يا رب ادخلني الجنة فيقول الله عز وجل ويحك
يا ابن آدم ما اغدرك أليس قد اعطيت العهد والميثاق ان لا تسأل غير الذي اعطيت فيقول ۵۷۷
يا رب لا تجعلني اشقى خلقك فيضحك الله منه ثم ياذن له في دخول الجنة فيقول تمن
فيتمنى حتى اذا انقطع امنيته قال الله عز وجل زد من كذا وكذا اقبل يذكره ربه حتى اذا انتهت
به الاماني قال الله لك ذلك ومثله معه وقال ابو سعيد الخدري لابي هريرة ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال قال الله عز وجل لك ذلك وعشرة امثاله قال ابو هريرة
لم احفظه من رسول الله صلى الله عليه وسلم الا قوله لك ذلك ومثله معه قال ابو سعيد
اني سمعته يقول ذلك لك وعشرة امثاله **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ لوگون نے عرض
کی کہ یا حضرت ہم کیا ہم قیامت مین خدا کو دیکھینگے سو آپ نے فرمایا کہ کیا تمکو شک پڑتی ہے چودھوین رات
کے چاند دیکھنے مین صحابہ نے کہا کہ نہین یا رسول اللہ فرمایا بہلا تمکو کچہہ تردد اور ازدحام ہوتا ہے سورج
کے دیکھنے مین جسوقت کہ آسمان صاف ہو اور بدلی نہ ہو صحابہ نے کہا کہ نہین فرمایا سو مقرر تم خدا کو بھی اسی
طرح دیکھوگے حقتعالی قیامت کے دن لوگون کو جمع کریگا اور فرماویگا کہ جو شخص جس چیز کی بندگی کرتا ہے
تو اوسکا ساتہہ دیوے یعنی اپنے معبود کے ساتہہ دوزخ مین جاوے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا
تو آفتاب کے ساتہہ جاویگا اور جو چاند کو پوجتا ہوگا سو چاند کے ساتہہ جاویگا اور جو بتون اور دیو بہوت کو

پوجتا ہوگا وہ اونکے ساتہہ جاویگا اور یہہ امت محمدی باقی رہجاویگی اوسمین منافق لوگ بہی ہونگے تو حقتعالے
مسلمانون پر ظاہر ہوگا اُس صفت مین جو اونکے اعتقاد کے مخالف ہو سو فرماویگا کہ مین تمہارا رب ہون تو مسلمان
کہینگے کہ نعوذ باللہ خدا ہمکو تجہسے پناہ مین رکہے ہم اسمکان مین منتظر ہین یہانتک کہ ہمارا رب ہمپر ظاہر ہو سو
جب کہ ظاہر ہوگا تو ہم اپنے رب کو پہچان جاوینگے پہر حقتعالی اس صفت مین ظاہر ہوگا جو اونکے اعتقاد کے موافق
ہے سو فرماویگا کہ مین تمہارا رب ہون تو مسلمان کہینگے ہان بیشک تو ہمارا رب ہے سو اوسکا اتباع کرینگے
اور دوزخ کی پشت پر پل رکہا جاوے گا تو مین اور میری امت سب سے پہلے عبور کرینگے اور سوائے
پیغمبرونکے اوسدن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبرونکا قول اوسدن یہ ہوگا کہ آلہی پناہ آلہی پناہ اور دوزخ مین
آنکڑے ہین جیسے سعدان کے کانٹے سعدان ایک جہاڑ کا نام ہے اوسکے کانٹے سر کج ہوتے ہین حضرتؐ
نے فرمایا کیا تمنے سعدان کے کانٹے دیکہے ہین اصحاب نے کہا ہان یا حضرت آپنے فرمایا تو وے دوزخ کے آنکڑے
بہی سعدان کے کانٹون کیطرح ہین مگر یہ کہ سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہین فرشتے ان
آنکڑون سے لوگون کو دوزخ کے اندر پل سے کہینچ لیوینگے اونکے بد اعمال کے سبب سے سو بعضا آدمی
تو اپنے بد عمل کے سبب سے ہلاک ہوجاویگا اور بعضا آدمی آدہ موا نجات پانے تک یہانتک کہ حق تعالی بندونکے
فیصلے سے فراغت پاویگا اور چاہیگا کہ نکالے دوزخ والون مین سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتون کو حکم ٥٧٩
کریگا کہ دوزخ سے اسکو نکالین جسنے خدا کے ساتہہ کچہہ شریک کیا ہو جسپر خدانے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو کہ لا الہ
الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے اونکو دوزخ مین پہچان لیوینگے اونکو سجدے کے نشان سے پہچانینگے آگ آدمی کو جلا ڈالے
گی مگر سجدے کے نشان کو خدانے سجدے کا مکان جلانا دوزخ پر حرام کیا ہے تو دوزخ سے نکالے جاوینگے جلے
بہنے پہر اونپر آب حیات چہڑکا جاوے گا تو اُس سے وے جم اوٹہین گے جیسے پانی کے بہاؤ کے کوڑے
مین خودرو دانہ جم اوٹہتا ہے پہر حقتعالی بندونکا فیصلہ کرچکے گا اور ایک مرد باقی رہجاویگا دوزخ کا سامنا
کیے ہوئے اور وہ اہل بہشت مین سے سب سے پیچہے بہشت مین داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب میرا منہ
دوزخ کیطرف سے پہیر دے کہ اوسکی بدبو نے مجکو تنگ کردیا اور اوسکے لپٹ نے مجہکو جلا ڈالا ہے سو خدا
سے دعا کریگا جہانتک کہ خدا اوسکا دعا کرنا چاہے گا پہر حقتعالے فرماویگا کہ اگر مین یہ تیرا سوال پورا کرون
تو اوسکے سوا تو کچہہ اور بہی سوال کرے گا سو وہ شخص کہے گا مین اسکے سوای کچہہ نہ مانگون گا سو اپنے
رب سے نہ مانگنے کا قول اقرار کریگا جسطرح کہ خدا چاہے گا تو خدا اوسکے منہ کو دوزخ کیطرف سے پہیر
دیگا سو جب کہ بہشت کا سامنا کریگا اور اسکو دیکہے گا جتنا کہ خدا چاہے گا تو پہر کہے گا اے میرے رب
مجہکو آگے بڑہا دے بہشت کے دروازے تک تو حقتعالے اوس سے فرماویگا کہ کیا تو قول

اقرار نہین کر چکا ہے پہلے سوال کے سوا پھر ایسے اور سوال نہ کریگا تیرا برا ہوا ے آدمی تو کیسا دغا باز ہے تو وہ مرد کہے گا
اے رب میرے اور خدا سے دعا مانگے گا یہانتک کہ حقتعالی اوس سے فرماویگا کہ اگر مین تیرا یہ مطلب پورا کردون تو
اوسکے سوا تو اور کچہہ بہی مانگیگا تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم کہ نہ مانگونگا سوا اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول اقرار کریگا
تو خدا اوسکو بہشت کے دروازے پر کہڑا کر دیگا تو تمام بہشت اوسپر ظاہر ہو جاویگی سو اوسکو نظر آویگا جو کچہہ سامان
نعمت اور فرحت سے ہی تو چپ رہیگا جتنا کہ خدا چاہیگا پہر کہے گا اے میرے رب مجہکو بہشت مین داخل کر تو حق
تعالی اوس سے فرماویگا کہ کیا تو قول اقرار نہین کر چکا ہے کہ اب مین نہ مانگونگا تیرا برا ہوا ے آدمی تو کیسا دغا باز ہے تو وہ
کہے گا اے میرے رب مین تیری خلق مین بدبخت بالنصیب نہین ہونگا تو ہمیشہ دعا کیا کریگا یہانتک کہ خدا اوس سے
راضی ہو جاویگا سو جب کہ خدا راضی ہوگا تو فرماویگا جا بہشت مین سو جب وہ بہشت مین جاوے گا تو حقتعالی حکم
فرماویگا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کریگا یہانتک کہ اوسپر کرم ہوگا کہ حق
تعالی اوسکو یاد دلاویگا کہ فلانی چیز بہی مانگ لے فلانی چیز بہی مانگ لے یہانتک کہ جب اوسکی سب ہوس اور
خواہشین پوری ہو چکین گی تو حقتعالے فرماویگا تیرے یہ سب سوال پورے ہوے اور اوسکے ساتہہ اوتنا
اور بہی مینے تجہکو دیا اور ایک روایت مین ہے کہ خدا فرماوے گا کہ مینے تجہکو اوسکے ساتہہ دس گنا
۵۷۹ اور بہی دیا **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خدا کا دیدار قیامت مین مسلمانون کو ہوگا اور یہی مذہب ہے
تمام اہلسنت اور جماعت کا مگر بعضے لوگ اس سے انکار کرتے ہین اونکی قسمت مین یہ نعمت عظمی نہین لیکن یہہ
یاد رکہنا چاہیے کہ کیفیت دیدار کی ہمکو معلوم نہین کہ کسطرح ہوگا اسکو خدا ہی جانتا ہے اور یہ حدیث آیندہ
بہی آویگی انشاءاللہ تعالی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اسلیے
آپنے فرمایا کہ خدانے دوزخ پر سجدے کا مکان جلانا حرام کیا ہے اس سے بڑہکر اور کیا فضیلت ہے کہ آگ
تمام بدن کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کا مکان چاندکیطرح چمکتا رہے گا اوسکو آگ ہرگز نہ جلا سکے گی
پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور مراد سجدہ کے مکان سے بعضون کے نزدیک سات اعضا ہین
ہین یعنے ہاتہہ اور پاؤن اور گہٹنے اور پیشانی اور بعضون کے نزدیک فقط پیشانی ہے یعنی چہرہ چاند
کیطرح چمکے گا اور یہ جو فرمایا کہ اس امت مین منافق بہی ساتہہ ہونگے تو یہ اسواسطے کہ جیسے منافق دنیا مین مسلمانون
مین چہپے ہوے تہے ویسے ہی قیامت مین بہی مسلمانون مین ملجاوینگے اس خیال سے کہ شاید ہماری بہی
انکے ذریعہ سے نجات ہو جاوے اور ہمکو ذلت نہ ہووے سو اچانک مسلمانون اور منافقون کے درمیان
ایک قلعہ کہینچ دیا جاویگا اور علحدہ کرکے عذاب مین گرفتار کیے جاوینگے اور یہ جو فرمایا کہ پہلے خدا ایسی
صفت مین ظاہر ہوگا جو مسلمانونکے اعتقاد کے مخالف ہے سو بعضے کہتے ہین کہ پہلا قول منافقون کا ہے

اور دوسرا قول مسلمانونکا ہے یعنے خدا تو اپنی اصلی صورت مقدس سے ظاہر ہوگا لیکن چونکہ وہ صفت منافقونکی اعتقاد کے مخالف ہوگی تو منافق کہین گے تو ہمارا خدا نہین پس منافق مسلمانون سے علیحدہ ہو جاوینگے اور بعضے کہتے ہین کہ پہلی بار فرشتہ آویگا یعنے اونکی آزمایش کے لیے اور دوسری بار خود رب ظاہر ہوگا واللہ اعلم بالصواب **باب** یُبْدِی ضَبْعَیْہِ وَیُجَافِی فِی السُّجُوْدِ سجدے مین نمازی اپنی کہنیون کو پہلو سے دور رکہے اور پیٹ کو رانون سے دور رکہے **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَکْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ عَنِ ابْنِ ھُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَیْنَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَبْدُوَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ نَحْوَہٗ **ترجمہ** مالک بن بحینہ رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نماز پڑہا کرتے تو اپنے دونو بازونکو خوب کہول دیتے تہے یہانتک کہ آپ کی بغلون کی سفیدی ظاہر ہوتی یعنے ہر ہاتہ کو پہلو سے دور رکہتے تہے **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازی اپنی کہنیون کو پہلو سے دور رکہے اور حکمت اسمین یہ ہے کہ اس سے آدمی کا بوجہ چہرے سے ہلکا ہو جاتا ہے اور ناک اور منہہ کو زمین پر رکہنے مین تکلیف نہین پہونچتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس صورت مین تواضع زیادہ پائی جاتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر ہر ہر عضو کو علیحدہ رکہے اور ہر عضو سے علیحدہ سجدہ کرے تو گویا ایسا ہے کہ ایک آدمی کے بدلے کئی آدمی سجدہ کر رہے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت اپنے بازونکو اسقدر کہولتے کہ اونکے تلے سے جانور گذر سکتا لیکن یہ حکم مستحب ہے واجب نہین **باب** یَسْتَقْبِلُ ۲۸۰ بِاَطْرَافِ رِجْلَیْہِ الْقِبْلَۃَ نمازی اپنے پاؤن کے اونگلیون کو قبلے کی طرف رکہے یعنے التحیات مین قَالَہٗ اَبُوْ حُمَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے اس حدیث کو حضرت صلعم سے ابو حمید نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث آیندہ آویگی انشاء اللہ تعالی **باب** اِذَا لَمْ یُتِمَّ سُجُوْدَہٗ جب نمازی سجدہ کو پورا نہ کرے یعنے اوسمین طمینان نہ کرے تو اوسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَھْدِیٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَلَا سُجُوْدَہٗ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ قَالَ لَہٗ حُذَیْفَۃُ مَا صَلَّیْتَ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰی غَیْرِ سُنَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حذیفہ رضہ سے روایت ہے کہ اونہون نے ایک مرد کو نماز پڑہتے دیکہا کہ وہ رکوع پورا کرتا تہا نہ سجدہ سو جب وہ نماز پڑہ چکا تو حذیفہ نے اوسکو کہا کہ تیری نماز نہین ہوئی اور اگر تو اسی حال مین مرگیا تو بیدین ہوکر مرجاویگا **ف** یہ حدیث پہلے بہی باب اذا لم یتم الرکوع مین گذر چکی ہے **باب** السُّجُوْدِ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ سات ہڈیون پر سجدہ کرنیکا بیان **حَدَّثَنَا** قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْضَاءٍ وَلَا یَکُفَّ شَعْرًا

دَکَانُوبَاَ الْجَبْهَةَ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ ترجمہ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم کو حکم ہوا
سجدہ کرنے کا سات ہڈیونپر اور یہ حکم ہوا کہ نماز مین کپڑے اور بالون کو نہ سمیٹین اور وہ سات ہڈیان یہ مین اتہا
اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنے اور دونو قدم **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز مین بالونکا جوڑا باندہنا اور
کپڑے کو خاک سے بچانا مکروہ ہے اور اسیطرح نماز سے باہر بہی جمہور کے نزدیک یہی حکم ہے لیکن اسمین سب کا
اتفاق ہے کہ اس سے نماز فاسد نہین ہوتی اور اسمین حکمت یہ ہے کہ یہ تکبر کی نشانی ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ ان سات
عضوونپر سجدہ کرنا واجب ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اسحاق وغیرہ کا سو اگر انمین سے ایک عضو کو بہی چھوڑدیگا
تو نماز باطل ہوجاویگی فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ سجدہ کرنے مین متہا اصل ہے اور ناک اُسکی
تابع ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ان دونون کو ایک عضو کا حکم ہے والا آٹہ اعضا ہوجاوینگے اور ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ صرف ناک پر سجدہ کرلیوے تو جب بہی کافی ہوجاتا ہے مگر جواب اسکا یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ فقط
ناک پر سجدہ کرنا بہی کافی ہوجاوے جیسے کہ بعض متہے پر سجدہ کرنا کافی ہوجاتا ہے لیکن متہے
کا ذکر حدیث مین آچکا ہے پس حق یہی ہے کہ قیاس اس تصریح کے معارض نہین ہوسکتا ہے اگرچہ ممکن ہے کہ
اونکو ایک عضو کہا جاوے لیکن یہ فقط نام ہی کہنے مین ہے حکم مین نہین اور ابن منذر نے نقل کیا ہے اجماع
صحابہ کا اسپر ہے کہ فقط ناک پر سجدہ کرنا کافی نہین اور جمہور علما کے نزدیک فقط متہے پر سجدہ کرنا کافی ہوجاتا ہے ۵۸۱
اور امام احمد اور اسحاق اور اوزاعی وغیرہ کے نزدیک ناک اور متہے دونو کو زمین پر رکہنا واجب ہے اور یہی ہے
ایک قول شافعی کا اور ہاتہون سے تمام بازو مراد نہین بلکہ فقط دونو ہتہیلیان مراد ہین اور وہ بہی اندر
کیطرف سے اور قدمون سے مراد اونگلیان پاؤن کی ہین نہ تمام پاؤن اور طریق اونکے سجدہ کرنے کا یہ ہے
کہ قدمون کو اونگلیون کے سرونپر کہڑا کرے اور اپنی ایڑیون کو بلند کرے اور قدمون کو اوسکیطرف قبلے کے
سامنے کرے اسیواسطے مستحب ہے کہ اونگلیون کو جوڑکر رکہے اگر کہول کر رکہے گا تو بعضی اونگلیون کا منہ قبلے سے
پہر جاویگا اور بعضی شافعیہ کہتے ہین کہ تمام اعضا پر سجدہ کرنا واجب نہین بلکہ فقط متہے پر سجدہ کرنا واجب ہے اور
دلیل اونکی وہ حدیث جنگلی آدمی کی ہے کہ حضرت صلعم نے اُسکو فرمایا کہ اپنے متہے کو زمین پر اطمینان سے رکہا کر
سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ مفہوم ہے اور حدیث ابن عباس کی منطوق ہے اور منطوق مقدم ہوتا ہے مفہوم پر اور
اور اسکے سوا اور بہی اونکی کئی دلیلین ہین لیکن سب کی سب ضعیف بلکہ اضعف ہین اور اس حدیث سے ظاہر یہ بہی
ثابت ہوا کہ کسی عضو کا کہولنا واجب نہین اسلیے کہ عضو کو زمین پر رکہنے سے سجدہ حاصل ہوجاتا ہے نہ
عضوونکے کہولنے سے سو خواہ کپڑے پر سجدہ کرے اور خواہ ننگی زمین پر سجدہ کرے دونو طرح سے جائز ہے
اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ

طاؤس عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال امرنا ان نسجد علی سبعۃ اعظم ولا نکف
شعرا ولا ثوبا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمکو حکم ہوا سجدہ کرنیکا سات ہڈیوں پر
اور یہ حکم ہوا کہ نماز میں بالوں اور کپڑے کو نہ لپیٹیں **ف** ان حدیثوں میں ہڈیوں سے مراد عضو ہیں اور
انکو ہڈی کہنا قبیل سے تسمیہ کل کے ساتھ اسم بعض کی ہے اس لئے کہ ہر ایک عضو ان میں سے کئی ہڈیوں
سے مرکب ہے **حدثنا** آدم قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عبداللہ بن یزید قال حدثنا البراء بن
عازب وھو غیر کذوب قال کنا نصلی خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا قال سمع اللہ لمن حمدہ
لم یحن احد منا ظہرہ حتی یضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم جبہتہ علی الارض **ترجمہ** براء رضی اللہ
تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی
اپنی پیٹھ ٹیڑھی نہ کرتا یہانتک کہ آپ اپنے متھے کو زمین پر رکھتے یعنی ہم لوگ حضرت صلعم سے بہت پیچھے سجدے میں جاتے تھے
ف اس حدیث میں فقط متھے پر سجدہ کرنے کا ذکر ہے لیکن یہ حدیث پہلی حدیثوں کی معارض نہیں جنمیں سات عضووں پر سجدہ کرنیکا
ذکر ہے اسلیے کہ اس سے غیر کی نفی ثابت نہیں ہوتی ہے اور نیز اس حدیث میں متھے کو خاص اسواسطے کیا ہے کہ وہ ان سب سے افضل اور
اشرف ہے اور اسمیں کسی کو اختلاف نہیں ہے **باب** السجود علی الانف ناک پر سجدہ کرنیکا بیان **ف** یہ مسئلہ
پہلے باب میں معلوم ہو چکا ہے لیکن علیحدہ اسکا باب اسواسطے باندھا کہ اسکی تاکید زیادہ ہے اسواسطے کہ حضرت صلعم نے اسکا ۵۸۳
اہتمام بہت کیا ہے یہانتک کہ آپنے اسکو جرح کی حالت میں بھی نہیں چھوڑا پس معلوم ہوا کہ اسکی نہایت تاکید ہے اگر
تاکید نہ ہوتی تو ایسی حالت کیچڑ میں آپ اسکو چھوڑ دیتے **حدثنا** معلی بن اسد ثنا وہیب عن عبداللہ بن
طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم علی
الجبہۃ واشار بیدہ علی انفہ والیدین والرکبتین واطراف القدمین ولا نکفت الثیاب والشعر
ترجمہ اسکا ابھی گذر چکا ہے **ف** بعضوں نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فقط ناک پر سجدہ کرنا کافی ہے
اسلیے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ بعض متھے پر سجدہ کرنا جائز ہے اور ناک بھی بعض متھے کا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ بعض متھے پر سجدہ
کرنا بعض شافعیوں کا مذہب ہے سبکا یہ مذہب نہیں سو جو شخص بعض متھے پر سجدہ جائز ہونیسے انکار کرے اوسپر یہ الزام نہیں
آسکتا ہے اور نیز پہلے گذر چکا ہے کہ اسپر تمام صحابہ کا اجماع ہے کہ فقط ناک پر سجدہ کافی نہیں پھر صرف ناک پر سجدہ
کرنا کسطرح جائز ہوگا اسلیے کہ متھے سو ناک بالاتفاق مخصوص ہے اور باقی جواب اسکا فتح الباری میں مذکور ہے
باب السجود علی الانف فی الطین کیچڑ میں ناک پر سجدہ کرنا **حدثنا** موسی ثنا ہمام عن یحیی
عن ابی سلمۃ قال انطلقت الی ابی سعید الخدری فقلت الا تخرج بنا الی النخل نتحدث فخرج قال
قلت حدثنی ما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ القدر قال اعتکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِىْ تَطْلُبُ اَمَامَكَ فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ
الْاَوْسَطَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِىْ تَطْلُبُ اَمَامَكَ فَقَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَطِيْبًا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِىِّ فَلْيَرْجِعْ فَاِنِّىْ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ
وَاِنِّىْ نُسِّيْتُهَا وَاِنَّهَا فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِىْ وِتْرٍ وَاِنِّىْ رَاَيْتُ كَاَنِّىْ اَسْجُدُ فِىْ طِيْنٍ وَمَاءٍ وَكَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ
جَرِيْدَ النَّخْلِ وَمَا نَرٰى فِى السَّمَاءِ شَيْئًا فَجَاءَتْ قَزَعَةٌ فَاُمْطِرْنَا فَصَلّٰى بِنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ عَلٰى جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْنَبَتِهٖ تَصْدِيْقَ رُؤْيَاهُ **ترجمہ** ابو سلمہ سے
روایت ہے کہ مین ابو سعید خدری رضی کے پاس آیا اور اسکو کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ نخل کیطرف نہین چلتا وہان چلکر کچھ بات چیت
کرین سو وہ ہمارے ساتھ نکل کر چلا سو مین نے اُنسے کہا کہ مجھسے حدیث بیان کر جو تونے حضرت م سے شب قدر کے باب مین سنی
ہے اونسے کہا کہ ایکسال حضرت رمضان کی پہلے دہاکے مین اعتکاف بیٹھے اور ہم بہی آپکے ساتھ اعتکاف بیٹھے سو آپکے پاس
جبرئیل ع آیا سو اسنے کہا کہ آپ جس چیز کو تلاش کرتے ہو وہ تمہارے آگے ہے یعنے شب قدر آیندہ دہاکے مین ہے سو آپ
درمیان کی دہاکے مین اعتکاف بیٹھے اور ہم بہی آپکے ساتھ اعتکاف بیٹھے سو پہر آپ پاس جبرئیل ع آئے اور کہا کہ آپ جس
چیز کو تلاش کرتے ہو وہ آگے ہے سو حضرت م نے بیسوین کی صبح کو خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ جو میرے ساتھ اعتکاف
بیٹھا ہو وہ پہر آوے اپنے اعتکاف کے مقام پر یعنے جسنے اعتکاف توڑا ہو وہ پہر مسجد مین آکر اعتکاف کرے سو مقرر شب قدر سم ۸ ھ
مجکو معلوم ہوئی تہی سو مین بہول گیا اور مقرر وہ پچہلے دہاکے مین ہے طاق راتون مین اور مین نے دیکھا ہے کہ پانی اور
مٹی مین سجدہ کرتا ہون یعنے شب قدر وہ رات ہے جسمین پانی برسیگا اور مین کیچڑ مین سجدہ کرونگا ابو سعید نے کہا کہ اُسوقت
آسمان پر ہمکو کہین بدلی کا ٹکڑا بہی نظر نہین آتا تہا پہر بدلی ہوئی اُٹہی یہانتک پانی برسا کہ حضرت م کی مسجد کی چہت ٹپکی اور
مسجد کی چہت کہجور کی چھتیون سے تہی سو حضرت نے ہمکو اس کیچڑ مین نماز پڑہائی یہانتک کہ مین نے پانی اور مٹی کا نشان آپکے
ماتہے پر دیکھا (اور یہ مینہ خدا نے اسواسطے برسایا کہ اپنی نبی کی خواب کو سچا کرے **ف** نخل ایک جگہ کا نام ہے مدینہ مین پس
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناک اور ماتہے دونون پر سجدہ کرنا واجب ہے اسلیے کہ اس حدیث مین صریح آچکا ہے کہ آپ نے دونون پر
سجدہ کیا پس فقط ناک پر سجدہ کافی ہونا اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ یہ حدیث اوسکو بالکل باطل کرتی
ہے کہ باوجود ایسے عذر کے آپ نے اوسکو ترک نہ کیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۵۵

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ سوم صحیح بخاری کا تمام ہوا اب چوتہے پارے کا ترجمہ شروع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ
اور اگر توفیق ایزدی نے یاری کی تو تمام بخاری شریف کا اسی طرز سے ترجمہ کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اسکی فائدوں مین
تمام فتح الباری لکہی گئی ہے فقط اسناد اور اختلاف الفاظ حدیث کی متعلق جو کلام ہے اوسکو چھوڑ دیا گیا کہ اُس سے
عوام کو کچھ فائدہ نہین اور یہ ترجمہ عوام کے واسطے کیا گیا ہے فقط وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ تمام شد

فہرست بعض ابواب مطالب کتاب پارۂ سوم فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری حامل متن با اسناد و اعراب و فوائد

قال اللہ تعالیٰ فی شان النبی ؐ

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْہَوَیٰ اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحَیٰ

از نتیجات مقبول ذوالمنن مولانا محمد ابوالحسن محدث مدظلہ ترجمہ سلیس محاورہ بانا دو اعراب و فوائد ملقب بتسہیل القاری مسمیٰ

۱۳۰۸ھ

فیض الباری

ترجمہ اردو پارہ چہارم

صحیح البخاری

۱۸۹۰ء

بفرمائش لحضرت عباد اللہ الصمد عبدالعزیز محمد عبدالرشید علی محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور فہم اللہ تعالیٰ ایمانا کاملا

در مطبع گلزار محمدی واقع لاہور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ تَرْجَمَۃٌ لِلْجُزْءِ الرَّابِعِ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَفَّقَنَا اللّٰہُ لِخَتْمِہٖ وَاِنْتِھَائِہٖ کَمَا وَفَّقَنَا لِشُرُوْعِہٖ وَابْتِدَائِہٖ **بَابُ عَقْدِ الثِّیَابِ وَشَدِّھَا وَمَنْ ضَمَّ اِلَیْہِ ثَوْبَہٗ اِذَا خَافَ اَنْ تَنْکَشِفَ عَوْرَتُہٗ** نماز مین کپڑون کو گرہ دینا اور انکو باندہنا کیا حکم رکہتا ہے اور جب نماز مین ستر کہل جانے کا خوف ہو تو اپنے کپڑون کو اپنے بدن پر سمیٹ لینا اور اپنے ساتہ جوڑنا جائز ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ اَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُمْ عَاقِدُوْا اُزُرِھِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلٰی رِقَابِھِمْ فَقِیْلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَکُنَّ حَتّٰی یَسْتَوِیَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا **ترجمہ** سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ نماز پڑہا کرتے تہے اس حال سے کہ اپنے تہبندون کو گردنون پر باندہے ہوتے چہوٹے ہونے کے سبب سے سو عورتون کو حکم ہوا کہ اپنے سرون کو سجدے سے نہ اوٹہایا کرو یہانتک کہ مرد سیدہے ہو کر بیٹہ جاوین **ف** اس حدیث سے ہوا کہ اگر کپڑا چہوٹا ہووے اور اس سے آدمی کے ستر کہل جانے کا خوف ہو تو اسکو نماز مین گرہ دیکر اپنے بدن کے ساتہ سمیٹ لینا جائز ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم چہوٹے کپڑے ہونے کی سبب سے اپنی گردنون پر باندہتے تہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ نماز مین کپڑون کو سمیٹنا جائز ہے اسلیئے کہ ایسے چہوٹے کپڑون کو

نماز مین سمیٹنا لازم ہے اسی وجہ سے عورتون کو مردون سے پہلے سر اوٹھانا منع ہوا پس یہی وجہ ہے مطابقت
اس حدیث کی مسئلہ باب سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو مردون سے پہلے سر اوٹھانے سے اس
واسطے منع فرمایا کہ مردون کے تہبند بہت چھوٹے اور تنگ ہوتے تہے پس سجدے مین بعضون کے ستر پیچھے
سے کہل جاتے تہے اور عورتون کی نظر اونکے ستر پر پڑتی تہی یا نظر پڑنے کا خوف تہا سو اسواسطے عورتون کو حکم ہوا کہ
جب تک مرد سیدہے ہوکر بیٹھ نہ جاوین تب تک سجدہ سے سر نہ اوٹھایا کرو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر
کپڑا لنبا ہووے اور خوب فراخ ہووے تو اوسوقت اوسکو گردن پر باندہنے کی کچھ حاجت نہین جیسے کہ ابواب
ستر مین مذکور ہوچکا ہے کہ جن اصحاب کو پاس لنبے کپڑے ہوتے تھے وہ گردنون پر نہین باندہتے تہے
بلکہ الحاف یا اشتمال کرتے تہے اور غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ نماز مین کپڑا سمیٹنے کی ممانعت جو
پہلے مذکور ہوچکی ہے تو وہ خاص اوسی وقت ہے جب کہ کوئی ضرورت نہو اور ننگا ہوجانے کا خوف نہ ہو
اور جب کہ کوئی ضرورت ہو اور ستر کہل جانے کا خوف ہو تو ایسے وقت نماز مین کپڑا سمیٹنا جائز ہے
منع نہین جیسے کہ اس باب سے معلوم ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ حالت ضرورت عموم ممانعت سے مستثنے
ہے اور اس باب کو سجدے کے بابون مین اسواسطے لایا گیا کہ کپڑے کو گرہ وغیرہ اور سمیٹ کر سجدہ کرنا اور
سر اوٹھانا آسان ہے اس سے کہ کپڑے کو لٹکا کر اور کہلا چھوڑ کر سجدہ کیا جاوے اور نیز یہ کہ سجدہ ہوجانے
کے وقت چھوٹے کپڑے کو بدن پر سمیٹنے کی سخت حاجت ہوتی ہے بدون اوسکے ستر کہل جانے کا
اکثر خوف ہوتا ہے پس اس وجہ سے اس باب کو احکام سجدے مین داخل کیا گیا واللہ اعلم

باب لا یکف شعرًا نماز مین آدمی بالون کو نہ سمیٹے **حدثنا ابو النعمان ثنا حماد
بن زید عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس قال امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان یسجد علی سبعة اعظم ولا یکف شعرہ ولا ثوبہ** ترجمہ ابن عباس رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا سجدہ کرنے کا سات ہڈیون پر اور یہ حکم ہوا کہ نماز مین اپنے
کپڑے اور بالون کو نہ سمیٹین **ف** مراد بالون سے بال سر کے ہین پس اس حدیث سے ثابت
ہوا کہ نماز مین بالون کا جوڑا باندہنا منع ہے اور حکمت اس منع مین یہ ہے کہ بالون کا جوڑا باندہنا شیطان
کے بیٹھنے کی جگہ ہے یعنی جو شخص جوڑا باندہ کر نماز پڑہے شیطان نماز کے وقت اوسکے جوڑے
مین ہو بیٹھتا ہے جیسے کہ ابو داؤد مین ابو رافع رض سے روایت ہے کہ حسن رض بن علی [illegible] کا جوڑا
باندہ کر نماز پڑہتے دیکہا سو ابو رافع نے اوسکو پیچھے سے جاکر کہول دیا اور کہا کہ [illegible] نے صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تہے کہ جوڑا شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے ا[illegible] ن کا جوڑا باندہنا

اور انکو سر پر جمع کرنا عرب کی عادت کے مخالف ہی اسلیئے کہ عرب کی عادت نماز مین بالون کو چہوڑ دینا ہے پس معلوم ہوا کہ بالون کا جوڑا باندہ کر نماز پڑہنی منع ہے پس وجہ مطابقت مسئلہ باب کی اس حدیث سے ظاہر ہے اور اس باب کو احکام سجدے مین اس واسطے لایا گیا کہ جب نمازی بالون کو کہلا چہوڑ دیوے اور جوڑا نہ باندہے تو اس وقت بال بہی اسکے ساتہہ سجدہ کرتے ہین پس احکام سجدے کے ساتہہ اسکی اتنی مناسبت ہی کافی ہے اور امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ نماز مین کپڑے کو سمیٹنا یا آستین کو چڑہانا یا بالون کا جوڑہ باندہنا یا بالون کو عمامے کے تلے جمع کرنا یا مثل اسکی اور کسی طرح کرنا یہ سب منع ہے اور اسپر سب علما کا اتفاق ہے لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے اگر کوئی اسطرح سے نماز پڑہے تو نماز صحیح ہو جاوے گی لیکن گنہگار ہوگا انتہی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نہی عام ہے خواہ نماز کے واسطے جانکر جوڑا باندہے یا پہلے سے کسی اور سبب کے واسطے باندہا ہوا ہو سب طرح سے منع ہے **باب** لَا يَكُفُّ ثَوْبَهٗ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین آدمی اپنے کپڑے کو نہ سمیٹے **حدثنا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ لَا اَكُفُّ شَعْرًا وَّلَا ثَوْبًا **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجہکو حکم ہوا ہے سجدہ کرنے کا سات ہڈیون پر اور یہ حکم ہوا ہے کہ نماز مین کپڑے اور بالون کو نہ سمیٹون **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین کپڑے کو سمیٹنا اور خاک سے بچانا منع ہے اور بیان اسکا پہلے بالون مین ہو چکا ہے اور اس باب کو احکام سجدے مین اسواسطے لایا گیا کہ جو کپڑا کہ نمازی کے بدن پر ہوتا ہے سجدہ کرنے کے وقت وہ بہی اسکے ساتہہ سجدہ کرتا ہے پس اتنی ہی مناسبت کافی ہے واللہ اعلم **باب** التَّسْبِيْحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُوْدِ سجدہ مین تسبیح اور دعا کرنے کا بیان یعنے سجدے مین خدا کی پاکی کہنی اور اس سے دعا مانگنی جائز ہے **حدثنا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے مین اکثر اوقات اس دعا کو پڑہا کرتے تہے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ یعنے پاک ہو تو اے آلہی ای رب ہمارے اور پاکی بولتا ہون ساتھ تعریف تیری کے آلہی بخش مجھکو۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دعا کو رکوع اور سجدی مین پڑہنا سو وجہ یہ تہا کہ آپ قرآن کے حکم پر عمل کرتے تہے یعنے قرآن مین خدا نے فرمایا ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ یعنے ای پیغمبر پاکی بول ساتھ تعریف رب اپنے کے اور بخشش مانگ اُس سے سو اس حکم کے موجب حضرت رکوع اور سجدے مین اس دعا کو اکثر بلکہ ہمیشہ ہر نماز مین پڑہا کرتے تھے بلکہ نماز سے باہر بھی اس دعا کو پڑہا کرتے تھے **ف** اس حدیث کے ایک طریق مین آیا ہے کہ جب یہ سورۃ اُتری اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ الآیۃ تو بعد اسکے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر نماز مین اس دُعا کو پڑہتے تہے بلکہ نماز کے باہر بھی اسکو پڑہا کرتے تہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع مین دُعا کرنی اور تسبیح کہنی دونو جائز ہین اور اسی طرح سجدہ مین بھی دعا اور تسبیح کرنی جائز ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ رکوع مین اللہ کی تعظیم بولو اور سجدے مین دعا مانگو سو یہ حدیث اس حدیث عائشہ رضہ کے معارض نہین ہے اسلیئے کہ یہ حدیث عائشہ رضہ کی جواز پر محمول ہے اور وہ حدیث اولویت اور فضلیت پر محمول ہے یعنے افضل تو یہی ہے کہ سجدے مین دعا کرے اور رکوع مین خدا کی تعظیم کرے لیکن اگر سجدی مین خدا کی تعظیم بولے اور رکوع مین اُس سے دعا مانگے تو یہ بھی جائز ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد سجدی مین دعا کرنے سی بہت لنبی دعا ہو یعنے سجدے مین لنبی دعا کیا کرو پس رکوع مین صرف اسقدر تہوڑی دُعا مانگنی یعنے اللہم اغفرلی اسکی معارض نہین ہوگی اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ رکوع مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدے مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے تو یہ بھی حدیث عائشہ رضہ کے معارض نہین اس لیئے کہ دونو طرح سے جائز ہے اگر پہلی دعا پڑہے تو وہ بھی جائز ہے اور اگر یہ تسبیح کہے تو یہ بھی جائز ہے یا کبھی اسکو کہے اور کبھی اُسکو کہے یا دونو کو جمع کرے ہر طرح سے جائز ہے **ف** ثانیہ اکثر حدیثون مین یہ حکم وارد ہوا ہے کہ سجدہ مین بہت دُعا مانگا کرو چنانچہ صحیح مسلم اور ابوداؤد وغیرہ مین ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ آدمی سجدہ مین خدا سے بہت نزدیک تر ہوجاتا ہے سو اُسمین بہت دعا مانگا کرو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدے مین ہر حاجت کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے خواہ کوئی حاجت دینی ہو یا دنیاوی ہو چنانچہ دوسری حدیث مین انس رضہ سے روایت ہی کہ چاہیئے کہ آدمی اپنے رب سے ہر حاجت کا سوال کرے یہانتک کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو اُسکو بھی خدا سے مانگے اور نیز معلوم ہوا کہ سجدی مین آدمی کی ہر دعا قبول ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سوال کو کئی بار

مکرر کرنا جائز ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ رکوع اور سجدے مین تسبیح کہنی سنت ہے
واجب نہین ہے یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی رح اور ابو حنیفہ رح اور جمہور علما کا اور امام احمد رح
وغیرہ بعض کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد کی دلیل یہ حدیث ہے کہ میری نماز کیطرح نماز پڑہو اور جمہور
علما کہتے ہین کہ یہ حدیث استحباب پر محمول ہے لیکن امام شافعی وغیرہ کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ رکوع
مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے اور سجدے مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے اور انکو تین تین بار
کہے اور دوسری دُعاؤن کو بھی اُسکے ساتھ جمع کرے اور اگر صرف ایک بار ہی تسبیح کہے تو بھی
سنت ادا ہو جاتی ہے مگر فضیلت کمال نہین ہوتی ہے لیکن **بَابُ** الْمُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
دو سجدون کے درمیان اطمینان سے ٹھیرنا **باب** دو سجدون کے درمیان اطمینان سے
بیٹھنا امام احمد کے نزدیک مستحب ہے وہ کہتے ہین کہ دو سجدون کے درمیان یہ دعا پڑہے اللّٰہم اغفرلی
اور اسکو کئی بار دوہراوے اور حنفیہ کے نزدیک اس جلسہ مین یہ دعا پڑہنی مستحب ہے اور نہ کوئی اور
ذکر مسنون ہے وہ کہتے ہین کہ دو سجدون کے درمیان بیٹھنا مقصود بالذات نہین کہ نماز کی اور سنتون
کی طرح یہ بھی ایک سنت ہو بلکہ غرض اس جلسہ سے صرف یہ ہے کہ دو سجدون کے درمیان فاصلہ ہو جاوے
اور ایک سجدہ دوسرے سے جدا ہو جاوے پس اسمین کوئی ذکر بھی مقصود بالذات نہین ہوگا اور کہتے ہین
جن حدیثون مین دو سجدون کے درمیان دُعا کرنے کا ذکر آیا ہے اُنسے مراد فرضی نماز نہین بلکہ تہجد
کی نماز مراد ہے یعنے تہجد کی نماز مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعا کو پڑہا کرتے تھے لیکن حدیثین اس
باب کی صریح ہین حنفیہ کے رد مین اسلیئے کہ اُنسے صریحًا ثابت ہوتا ہے کہ دو سجدون کے درمیان ٹھیرنا
یہ بھی ایک سنت ہے اور سب سنتون کی طرح خاصکر حدیث براء سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی ہمیشہ یہی عادت تھی کَانَ دوام پر دلالت کرتا ہے اور اگر دوام پر دلالت نکرے تو نہ
ہو اکثر اوقات سے پس اس سے تہجد کی نماز مراد رکھنی قطعًا باطل ہے اور نیز یہ حدیث براء کی
مطلق ہے سب نمازون کو شامل ہے پس محض رائے اور مجرد خیال سے اسکی تخصیص کرنی جائز نہین
اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز کو تو ہمیشہ اپنے گہر مین پڑہا کرتے تھے پہر براء کو یہ کہان سے معلوم
ہوا کہ آپ کا رکوع اور سجود اور دو سجدون کے درمیان بیٹھنا برابر تہا پس براء کا یہ کہنا اور اسیطرح مالک بن
حویرث کا اپنی نماز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ کہنا ہرگز صحیح نہین ہوگا پس یا تو ان دونو
حدیثون کو غلط ٹہیرایا جاویگا اور یا انکو تہجد پر محمول کرنا باطل کہا جاویگا لیکن یہ حدیثین تو بالاتفاق صحیح ہین
پس تہجد کی نماز پر انکو محمول کرنا باطل ہوا اور دو سجدون کے درمیان اطمینان سے بیٹھنے کا مستحب ہونا ثابت ہوا اور جماعت

برابر کا بیان باب استواء الظهر فی الرکوع مین پہلے مذکور ہو چکا ہے حَدَّثَنَا ابو النُّعمان قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ اَنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَذَاکَ فِیْ غَیْرِ حِیْنِ صَلٰوۃٍ فَقَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَکَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ فَقَامَ ھُنَیَّۃً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ ھُنَیَّۃً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ ھُنَیَّۃً فَصَلّٰی صَلٰوۃَ عَمْرِو بْنِ سَلِمَۃَ شَیْخِنَا ھٰذَا قَالَ اَیُّوْبُ کَانَ یَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ اَرَھُمْ یَفْعَلُوْنَہٗ کَانَ یَقْعُدُ فِی الثَّالِثَۃِ اَوِ الرَّابِعَۃِ فَاَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقَمْنَا عِنْدَہٗ فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰی اَھَالِیْکُمْ صَلُّوْا صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا صَلُّوْا صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ **ترجمہ** مالک بن حویرث رضہ سے روایت ہی کہ اُسنے کہا ہان مین تمکو تبلاتا ہون نماز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یعنے مین تمکو تمہاری روبرو نماز پڑہ کر دکہلا دیتا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح سے نماز پڑہا کرتے تہی اور یہ تبلانا مالک کا انکو نماز کے غیر وقت مین تہا یعنے وہ وقت کسی فرضی نماز کا وقت نہین تہا بلکہ کوئی اور وقت تہا یعنے سورج کے بعد اور دوپہر سے پہلے سو مالک نماز کے واسطے کہڑے ہوئے پہر رکوع کیا پہر رکوع سے سر اوٹہایا اور تہوڑی دیر ٹہیرے رہی پہر سجدہ کیا پہر سجدہ سے سر اٹہاکر تہوڑی دیر ٹہیرے رہی پہر سجدہ کیا پہر سر اوٹہاکر تہوڑی دیر ٹہیرے رہے سو مالک نے ہمارے اس شیخ عمرو کی طرح نماز پڑہی ایوب (راوی) نے کہا کہ وہ شیخ نماز مین ایک چیز کو کیا کرتا تہا کہ مینے اورون کو وہ چیز کرتے نہین دیکہا وہ چیز یہ ہے کہ وہ شیخ بیٹہا کرتا تہا تیسری رکعت مین یا چوتہی رکعت مین (یعنے جلسہ استراحت کا کیا کرتا تہا تیسری رکعت کے آخر مین یا چوتہی رکعت کے اول مین پس تیسری کا آخر اور چوتہی رکعت کا اول ایک ہی چیز ہے) مالک بن حویرث نے کہا کہ ہم (مسلمان ہوکر) حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے پاس (کئی دن تک) ٹہیرے رہے سو آپنے فرمایا کہ اگر تم اپنے گہر والون کی طرف پلٹ جاؤ تو نماز پڑہو اسطرح ایسے ایسے وقت مین اور جب نماز کا وقت آوے تو چاہیئے کہ تم مین سے کوئی اذان دیوے اور چاہیئے کہ تم مین بڑا امام ہووے **ف** اس حدیث کا بیان پہلے گذر چکا ہے کہ وہ سب آدمی علم مین برابر تہے لہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے برابر احکام سیکہے تہے اسیواسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی عمر والے کو امامت کرنی فرمایا اور بیان اس حدیث کے صرف اس لفظ سے غرض ... بن حویرث سجدے سے سر اوٹہاکر تہوڑی دیر ٹہیرے رہے اسلیئے کہ اس سے معلوم ... سجدون کے درمیان اطمینان کرنا مستحب ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ... ثابت ہے

پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی مسئلہ باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تیسری
اور چوتھی رکعت کے درمیان جلسہ استراحت مستحب ہے جیسے کہ بیان اسکا دوسرے باب مین انشاء اللہ
تعالےٰ آویگا اور پہلی اور دوسری رکعت کے درمیان کا بیٹھنا اس حدیث مین مذکور نہین لیکن مالک
کی آئندہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے ہر طاق .... رکعت مین جلسہ استراحت مستحب ہے
واللہ اعلم اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ یہ فعل اس شیخ کا حجت نہین احتمال ہے کہ ضعف کی
سبب سے ہو یا سند ضعیف ہو سو جواب اسکا یہ ہے کہ کسی صحابی نے اسپر انکار نہین کیا اور جب فعل
صحابی پر کوئی انکار نہ کرے تو وہ حجت ہوتا ہے نزدیک حنفیہ کے اور احتمال ضعف کا بے دلیل
بات ہے اسپر کوئی دلیل نہین پس قابل اعتبار نہین اور نیز اگر ضعف کے سبب سے ہوتا تو پھر ایوب کو
ایسا استبعاد کیون ہوتا اور اُسکے یہ بیان کرنے کا کیا معنے ہوا کہ مین اورون کو یہ فعل کرتے نہین
دیکھتا ہون اور نیز دوسری رکعت مین اُنکا کہان چلا جاتا تھا کہ وہ نہین بیٹھتے تھے اور نیز ضعیف
آدمی کو جلسہ استراحت کر کے اُٹھنے مین زیادہ تکلیف ہوتی ہے کما یاتی اور اسیطرح احتمال ضعف
سند کا بھی باطل ہے اسلیئے کہ اگر اس احتمال بے دلیل کو جائز رکہا جاوے تو پھر کوئی حدیث
صحیح نہین رہیگی اسلیئے کہ یہ احتمال ضعف سند کا سب مین جاری ہے پس دین درہم برہم ہو جاویگا
اور بعضے کہتے ہین کہ اور لوگون کے نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا نہین تھا سو جواب اسکا یہ ہے کہ جب حدیث یہ صحیح سے ثابت ہو چکا ہے تو پھر صحابہ کے نہ کرنے کی کچھ پرواہ
نہین اور نیز احتمال ہے کہ بعض کا ترک کرنا بوجہ نا واجب ہونے اس فعل کے ہو اور جب کہ راوی
صحابی سے عمل کا برخلاف اپنے مروی کے قابل حجت نہین کما مر تو پھر بعض غیر کا ترک کرنا کیونکر حجت
ہو سکتا ہے اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض اوقات مین اس فعل کو کرنا حنفیہ بھی تسلیم کرتے ہین پھر اور
صحابہ کا ترک کرنا اسکو بھی باطل کریگا فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور یہ جو راوی نے کہا کہ وہ نماز کا وقت نہین تھا
تو اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ کسی فرضی نماز کا وقت نہین تھا یہ معنے نہین کہ وہ مکروہ وقت تھا جس مین نفل
پڑھنے منع ہین جیسے کہ سورج نکلنے اور ڈوبنے کا وقت ہے اسلیئے کہ ایسے وقت مکروہ مین نفل پڑھنے
صحابہ کی شان سے بعید ہین اور ایسا وقت جسمین کہ کسی فرضی نماز کا وقت نہ آوے وہ وقت ہے جو صبح
نکلنے سے لیکر زوال تک ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ سُجُوْدُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوْعُهٗ وَقُعُوْدُهٗ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ ترجمہ براءؓ سے روایت

ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور دو سجدونکے درمیان بیٹھنا برابری مین ایک دو کے قریب قریب تہا **ف** یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسقدر رکوع اور سجدے مین اطمینان کرتے تہے اوسیقدر دو سجدونکے درمیان ٹہیرتے تہے پس معلوم ہوا کہ دو سجدونکے درمیان ٹہہرنا بھی رکوع اور سجدہ کی طرح بہت طویل تہا سو یہ دلیل ہے کہ دو سجدونکے درمیان اطمینان کرنا مستحب ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی سلہ باب سے **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنِّي لَا آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا قَالَ ثَابِتٌ كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَكُمْ تَصْنَعُونَهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ اوسنے کہا کہ مین اسمین کچھ قصور نہین کرتا کہ تمکو نماز پڑہاؤن جیسے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ہے کہ آپنے ہمکو نماز پڑہائی یعنے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نماز پڑہائی ہے ویسے ہی بعینہ مین تمکو نماز پڑہاتا ہون اوس سے کوئی چیز نہین چھوڑونگا ثابت (راوی) نے کہا کہ انس ایک فعل کو کیا کرتے تہے کہ مین تمکو وہ چیز کرتے نہین دیکھتا ہون وہ فعل یہ ہے کہ انس رض جب رکوع سے اوٹھایا کرتے تو سیدہے کہڑے ہوتے اور بہت دیر تک ٹہیرے رہتے ۵۹۳
یہانتک کہ کوئی کہنے والا کہتا کہ نماز کو بہول گیے ہین اور جب سجدے سے سر اوٹہاتے تو دو سجدونکے درمیان بہت دیر تک ٹہیرے رہتے یہانتک کہ کہنے والا کہتا کہ دوسرے سجدے کو بہول گیے ہین یعنے قومے اور جلسے کی اطمینان مین اسقدر طول کرتے کہ مقتدیونکو گمان ہوتا کہ نماز کو بہول گیے ہین اور کسی اور خیال مین پڑ گیے ہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو سجدے کے درمیان ٹہہرنا اور اطمینان کرنا مستحب ہے اور یہ جو ثابت نے کہا کہ جو انس کرتے تہے تم اوسکو نہین کرتے ہو تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت نے جن لوگون کو یہ بات کہی وہ لوگ دو سجدونکے درمیان اطمینان سے نہین بیٹہا کرتے تہے لیکن جب صحیح حدیث سے دو سجدونکے درمیان ٹہیرنا ثابت ہوگیا تو اون لوگونکے نہ بیٹھنے کی کچھہ پرواہ نہین۔

باب لَا يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُودِ سجدے مین نمازی اپنے دونون ہاتہونکو کہنیون تک زمین پر نہ بچھاے وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا یعنے ابو حمید نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اپنے دونون ہاتہونکو زمین پر رکھا نہ اونکو بچھایا اور نہ اونکو پہلو کے ساتھہ ملایا یعنے دونون ہتھیلیونکو زمین پر رکھا اور کہنیونکو زمین اور پہلو سے دور رکھا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

قال سمعت قتادة عن انس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اعتدلوا في السجود ولا يبسط
احدكم ذراعيه انبساط الكلب **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ درست اور ٹھیک ہو جایا کرو اپنے سجدے مین اور تم مین سے کوئی اپنے دونون ہاتھونکو نہ
بچھایا کرے کتے کیطرح یعنے کہنیون کو زمین سے دور رکھے اور سوائے دونون ہتھیلیون کے
اور کچھ زمین پر نہ رکھے **ف** مراد سجدہ مین درست ہو جانے سے یہ ہے کہ سجدے مین اطمینان سے
بیٹھے اور اوسمین ٹھیرا رہے جیسے کہ رکوع مین مراد ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد درست ہو جانے سے
یہ ہے کہ سجدے کی ہیئت اور شکل کو خوب طرح سے درست کرے یعنے سجدے مین دونون ہتھیلیون کو زمین
پر ٹکاوے اور کہنیونکو زمین سے اور پیٹ کو رانون سے علیحدہ رکھے پس اس سے معلوم ہوا کہ دونو
ہاتھونکو کہنیون سمیت زمین پر بچھانا اور پیٹ کو رانون سے ملانا منع ہے علیحدہ رکھے کہ اسمین کتے
کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے اور نماز مین خسیس چیز کے ساتھ مشابہت پیدا کرنی مناسب نہین
ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ نمازی کو لائق ہے کہ سجدے مین اپنی دونون ۵۶۴
ہتھیلیون کو زمین پر رکھے اور اپنے کہنیون کو زمین اور دونو پہلو سے بہت اونچا اور بلند رکھے
یہانتک کہ بغل کا اندر ظاہر ہو جاوے اور اسکے مستحب ہونے پر سب علما کا اتفاق ہے لیکن
یہ نہی تنزیہی ہے اگر ایسا نکرے تو گنہگار ہوگا لیکن نماز صحیح ہو جاویگی انتہے اور حکمت اسمین
یہہ ہے کہ ہاتھونکو زمین پر نہ بچھانے مین زیادہ تواضع پائی جاتی ہے اور اوس سے ہتھیلیان زمین
پر خوب قرار پکڑ جاتا ہے اور نیز ہاتھونکو زمین پر بچھانے مین بے پرواہی اور عدم توجہی پائی
جاتی ہے پس ایسی ہیئت سے دور رہنا بہت بہتر ہے **باب** من استوى قاعدا في وتر من
صلوته ثم نهض جو شخص کہ نماز کی طاق رکعتون مین دوسرے سجدے سے سر اوٹھاکے سیدہا
ہو کر بیٹھ جاوے پھر کھڑا ہووے تو اوسکا کیا حکم ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاق
رکعتون مین جلسہ استراحت مستحب ہے یعنے جب اول رکعت کی دونون سجدے کر چکے تو اون کے
بعد تہوڑی دیر سیدہا ہو کر بیٹھ جاوے اور ایسے ہی تیسری رکعت کی دونون سجدونکے بعد
بھی تہوڑی دیر سیدہا ہو کر بیٹھ جاوے اور اس جلسے کو جلسہ استراحت کہتے ہین اور یہ جلسہ امام شافعی
اور ایک جماعت اہلحدیث کی نزدیک مستحب ہے اور امام احمد سے اسمین دو طرح کی روایت آئی
ہے اور بعضون نے کہا کہ امام احمد نے بھی اسکے استحباب کیطرف رجوع کیا ہے اور حنفیہ اور مالک
وغیرہ اکثر علما کے نزدیک یہ جلسہ مستحب نہین ہے اور وہ اس حدیث مالک کی یہ تاویل کرتے ہین کہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طاق رکعتوں مین بیٹھنا بڑی عمر ہو جانے کے سبب سے یا ضعف کے تہا سو جواب
اوسکا یہ ہے کہ عینی حنفی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ اسمین شبہ ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی عمر تریسٹھ ۶۳ برس کی تہی اور اتنی عمر مین آدمی ایسا ضعیف نہین ہوتا کہ طاق رکعت سے سیدہا کہڑا نہ
ہوسکے بلکہ ایسی عمر مین قوت باقی ہوتی ہے اور نیز جب کہ آدمی ضعیف ہو جاوے تو اوسکو سجدہ سے
اوٹھکر سیدہا کہڑا ہونا بہت آسان ہے اس سے کہ تہوڑی دیر بیٹھ جاوے پہر کہڑا ہووے جیسے کہ
تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے اور نیز بڑہاپے مین تو زمین پر ہاتہہ ٹیک کر اوٹہنا ہی کافی ہے بلکہ اوسے
زیادہ آسان ہے پہر بیٹھ کر اوٹہنے کی کیا حاجت تہی اور بعضے حنفی یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ حضرت ؐ نے
فرمایا ہے کہ مین بہاری بدن ہو گیا ہون سو قیام اور قعود مین مجہسے جلدی نکیا کرو سو جواب اسکا یہ تہا
کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلسہ استراحت بہاری بدن ہونیکے سبب سے
کیا کرتے تہے اسپر کوئی دلیل نہین ہے اور نیز بہاری بدن ہونے کو جلسہ استراحت لازم نہین ہے
صرف اتنا لازم ہے کہ قیام اور قعود آہستگی سے ہو پس بہاری بدن ہونا جلسہ استراحت کا سبب نہین ۵۹۵
ہوسکتا اور نیز بہاری بدن والے کو جلسہ کرکے اوٹہنے مین زیادہ تکلیف ہوتی ہے اس سے کہ سجدے سے
سیدہا کہڑا ہو جاوے کما مر آنفا اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ ابو حمید کی حدیث مین حضرت ؐ کی نماز کا بیان ہے
مگر اوسمین اس جلسے کا ذکر نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی
واسطے بیان جواز کے چہوڑ دیا ہو پس ترک احیانا اوسکے استحباب کے مخالف نہین بلکہ سنت مین ہی کبہی کبہی
چہوڑ دینا ضرور ہے اور نیز ابو حمید کی حدیث کے سب طریقے اس جلسے کی ترک پر متفق نہین ہین بلکہ
اسکی بعض طریقو نمین جلسہ استراحت کا ثبوت بہی آگیا ہے جیسے ابو داؤد وغیرہ مین موجود ہے پس یہ حدیث
اوسکی ترک پر دلیل نہین ہوسکتی بلکہ اوسکے مثبت ہے اور نیز مالک کی ساتہہ زیادتی علم کی ہے اور جس کے
ساتہہ زیادتی علم کی ہو وہ حجت ہے اوسپر جس کے ساتہہ وہ علم نہ ہو اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ حضرت ؐ
کا بیٹھنا کسی علت کے سبب سے تہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعلون مین عدم
علت ہے پس محض احتمال قابل اعتبار نہین ہے جب تک کہ کوئی علت صریحا ثابت نہو جاوے اور نیز
راوی نے کوئی علت بیان نہین کی ہے اور نیز علت کا ہونا جلسے کو مستلزم نہین اور نیز علت کے سبب سے
تو بیٹھ کر نماز پڑہنی ہی صحیح ہے پہر صرف اس جلسے کی تعیین کی کیا وجہ ہے اور نیز علت کے وقت
بیٹھ کر کہڑے ہونے سے سیدہے کہڑے ہو جانے مین بہت آسانی ہے کما مر اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ
اگر یہ جلسہ مقصود ہوتا تو اسکے واسطے کوئی ذکر مقرر نہین ہوا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ جلسہ بہت خفیف اور بہکا ہے

بلکہ قیام کیطرف اوٹھنے مین داخل ہے پس اسمین صرف تکبیر کا کہنا کافی ہے اور اس سے یہ بہی ثابت
ہوگیا کہ جلسہ کی علت یا بڑہاپے یا ضعف وغیرہ کے سبب سی نہین تہا اسلیے کہ یہ عوارض چاہتے ہین کہ
یہ جلسہ زیادہ لنبا ہو اسلیے کہ علیل آدمی کا جلسے سے بہی مقصود ہوتا ہے کہ اوسکو آرام حاصل ہووے
اور دم لے لیوے اور بدون لنبا ہونے جلسے اوس کو آرام حاصل نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ علت کیوقت
جلسہ زیادہ لنبا ہونا چاہیے حالانکہ یہ جلسہ نہایت ہی تہوڑا اور ہلکا ہے بلکہ کہڑے ہونے کی ایک جزو ہے
پس ثابت ہوا کہ یہ جلسہ کسی علت کے سبب سی نہین تہا بلکہ مشروع ہونے کی وجہ سے تہا اور بعض حنفی
کہتے ہین کہ کئی اصحاب نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کو بیان کیا ہے لیکن سوائے مالک کے کسی نے
اس جلسے کو ذکر نہین کیا سو اگر یہ جلسہ سنت ہوتا تو وہ اصحاب بہی اسکو بیان کرتے سو جواب اسکا
یہہ ہے کہ جو متفق علیہ سنتین ہین اون سب کو تو ہر ایک ایک راوی نے بیان نہین کیا بلکہ کوئی
سنت کسی صحابی نے بیان کی ہے اور کوئی کسی نے ذکر کی ہے پس کل سنتین کل راویون کی حدیثون
سے ثابت ہوئی ہین نہ ہر ایک ایک سی پس بعض راویون کا ایسے اختلافی امر کو نہ ذکر کرنا اوسکی نہ سنت
ہونے پر دلالت نہین کرتا ورنہ متفق علیہ سنتون کی سنت بہی ثابت نہین ہوگی اور بعضے حنفی یہ حدیث
سند لاتے ہین جو ترمذی مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدمون کی انگلیون پہ کہڑے ٥٩٦
ہوجاتے تہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ضعیف کہا ہے اسکو بخاری نے اور نسائی
نے اور احمد نے اور یحییٰ بن معین نے پس اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہین چہ جائیکہ بخاری
کیحدیث کے معارض ہو سکے اور بعض اہل علم کا اوسپر عمل کرنا جیسے کہ ترمذی نے نقل کیا ہے
اوسکی صحت پر دلالت نہین کرتا ہے ورنہ کوئی حدیث ضعیف نہین رہیگی اسلیے کہ ضعیف حدیث
پر کسی نہ کسی کا عمل تو ضرور ہی ہوتا ہے الا ماشاء اللہ اور نیز صحت حدیث کی تو اسناد پر موقوف ہے
سو جسکی سند صحیح ہوگی وہ حدیث بہی صحیح ہوگی اور جس کی سند ضعیف ہوگی وہ حدیث بہی ضعیف
ہوگی اور نیز جیسے کہ ترمذی نے اس حدیث کی بعض پر اہل علم کا عمل نقل کیا ہے ویسی ہی اوس نے
مالک بن حویرث کیحدیث پر بہی بعض اہل علم کا عمل نقل کیا ہے پہر ایک کو معمول بہ ٹہیرانا اور دوسرے
کو کسی علت پر محمول کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بلکہ احتمال ہے کہ معاملہ اسکے برعکس ہو یعنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض اوقات مین قدمون پہ کہڑے ہونا کسی علت سے ہو فما ہو جوابکم فہو جوابنا
اور نیز بفرض صحت کہا جاویگا کہ حضرت ص کا بعض اوقات مین اس فعل کو ترک کرنا اوسکے استحباب
کی منافی نہین کبہی آپنے واسطے بیان جواز کے اوسکو ترک کر دیا ہوگا کما مر اور حضرت عمر رض اور علی رض

اور ابن مسعود رضہ وغیرہ صحابہ سے جو منقول ہے کہ وہ اس جلسہ کو نہین کرتے تہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ آثار صحابہ کے حدیث مرفوع کا مقابلہ نہین کر سکتے ہین کما تقرر فی موضعہ پس حدیث مرفوع کے مقابلہ مین اونسے استدلال کرنا صحیح نہین ہے اور نیز ان بعض صحابہ کا اسکو ترک کرنا اوس کی سنیت اور استحباب کے مخالف نہین اسلیے کہ جو امر واجب نہو اوسکا ترک کرنا جائز ہے پس یہ کہنا کہ ان صحابہ کو حضرت کی صحبت مالک سے زیادہ ہے خصم کو کچھ مفید نہین اسلیے کہ احتمال ہے کہ اونہون نے اوسکو نہ واجب جانکر ترک کیا ہوے اگر کوئی شخص کسی مستحب امر کو تمام عمر مین کبھی نہ کرے تو جب بھی اوسکو ملامت نہین ہو سکتی ہے اور یہ کہنا جائز نہین کہ اسنے اسکو کیون چہوڑا واللہ اعلم بالصواب

باب کَیْفَ یَعْتَمِدُ عَلَی الْاَرْضِ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَۃِ جب نماز مین آدمی کسی رکعت سے کہڑا ہونے لگے تو زمین پر کسطرح ٹیک لگاوے **ف** ظاہر اس باب سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ رکعت سے کہڑے ہونیکے وقت زمین پر ٹیک لگانا اور تکیہ کرنا جائز ہے دوم اوس کی کیفیت بیان کرنی ہے کہ اول تہوڑا سا بیٹھ جاوے پہر زمین پر ٹیک لگاکر کہڑا ہووے اور سجدے سے ٹیک لگاکر سیدہا کہڑا نہو جاوے اور یہ مسئلہ اسپر مبنی ہے کہ امام بخاری کے نزدیک جلسہ استراحت ثابت ہے کما مر بیانہ والا اگر کوئی جلسہ استراحت نہ کرے اور سجدے سے سیدہا کہڑا ہونا چاہے تو اوسکو بہی زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے اور غرض بخاری کی اس باب سے رد کرنا ہے اوس حدیث کو جو ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدمون کے زور سے کہڑے ہوا کرتے تہے یعنے زمین پر ٹیک نہین لگاتے تہے اور جو ابراہیم سے روایت ہے کہ زمین پر ہاتہہ ٹیک کے کہڑے ہونا مکروہ ہے اور ایسے ہی ابن مسعود رضہ سے روایت ہے یعنے یہ حدیثین صحیح نہین ہین پس انسے استدلال کرنا خاصکر بخاری کی حدیث کے مقابلہ مین صحیح نہین ہے پس حاصل یہ ہے کہ ہاتہون کے ساتہ زمین پر ٹیک لگاکر کہڑے ہونا جائز ہے اور تائید کرتا ہے اسکو جو عمر فاروق رضہ سے مروی ہے کہ جب وہ سجدے سے سر اوٹہاتے تو دونون ہاتہون پر ٹیک لگاکر کہڑے ہوتے اور بعض حدیثون مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رانون پر تکیہ لگاکر کہڑے ہوتے تہے اسیواسطے علما کو اس مسئلے مین اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہین کہ افضل یہ ہے کہ ہاتہون سے زمین پر ٹیک لگاکر کہڑا ہووے اور حنفیہ کہتے ہین کہ افضل یہ ہے کہ ہاتہون سے گہٹنون پر ٹیک لگاکے کہڑا ہووے لیکن ان دونون طریق کے جائز ہونے مین سب کا اتفاق ہے صرف اختلاف افضلیت مین ہے شافعیہ پہلے کو افضل کہتے ہین اور حنفیہ دوسرے کو افضل کہتے ہین پس خلاصہ یہ ہے کہ خواہ زمین پر ٹیک لگاکے کہڑا ہووے اور خواہ گہٹنون پر ٹیک لگاکے کہڑا ہووے

597 ف اور نیز یہ بھی احتمال ہے کہ مراد ان آثار اور حدیث ترمذی سے یہ ہو کہ کہڑے ہونیکے وقت زمین پر ٹیک نہین لگاتے تہے بلکہ قدمون کے زور پر کہڑے ہوتے تہے کما سیاتی فی باب الثالث م

دونوطرح سے جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ زمین پر ٹیک لگا کے کہڑا ہووی کما ہو مذہب الشافعیہ اور
امام بخاری نے صرف اسکا جواز ثابت کیا ہے تاکہ کراہت کا وہم باقی نرہے اونسے افضلیت وغیرہ سے
کچہ تعرض نہین کیا لیکن جواز فضلیت کو بھی شامل ہے پس احتمال ہے کہ دونون صورت مذکورہ سے یہی
صورت اوس کے نزدیک افضل ہو اسواسطے صرف اسیکو ذکر کیا یا دوسری صورت اوسکے نزدیک
ثابت نہوی ہوگی واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ
قِلَابَۃَ قَالَ جَاۗءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ فَصَلّٰی بِنَا فِیْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّیْ لَاُصَلِّیْ بِکُمْ وَمَا
اُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ لٰکِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُرِیَکُمْ کَیْفَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ قَالَ اَیُّوْبُ
فَقُلْتُ لِاَبِیْ قِلَابَۃَ وَکَیْفَ کَانَتْ صَلٰوتُہٗ قَالَ مِثْلَ صَلٰوۃِ شَیْخِنَا هٰذَا یَعْنِیْ عَمْرَو بْنَ سَلِمَۃَ قَالَ
اَیُّوْبُ وَکَانَ ذٰلِكَ الشَّیْخُ یُتِمُّ التَّکْبِیْرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ عَنِ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَی
الْاَرْضِ ثُمَّ قَامَ ترجمہ ابو قلابہ سے روایت ہی کہ مالک بن حویرث رض ہمارے پاس آئے سو
اونسے ہمکو ہماری اس مسجد مین نماز پڑہائی سو کہا کہ مقرر مین تمکو نماز پڑہاتا ہون اور میرا نماز پڑہنے کا قصد
۵۹۸ نہین لیکن مین چاہتا ہون کہ تمکو دکہلاؤن کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسطرح نماز پڑہتے
دیکہا ہے یعنے مین تمکو آپکی نماز کا طریق تبلاتا ہون ایوب (راوی) نے کہا کہ مین نے ابی قلابہ سے
پوچہا کہ مالک کی نماز کسطرح پر تہی اوس نے کہا کہ ہمارے اس شیخ کیطرح یعنے اوسکی نماز عمرو بن سلمہ کی نماز
کی طرح تہی جو ہمارا امام ہے ایوب نے کہا کہ وہ شیخ تکبیر کو تمام کیا کرتا تہا یعنے رکوع اور سجدے اور انتقالات کی
سب تکبیرین کہا کرتا تہا اوس سے کچہ کم نہین کرتا تہا جیسے کہ اسوقت مین دستور ہی یا تکبیر کو انتقال کی اول
مین شروع کرتا اور اوس کے آخر مین ختم کرتا تہا اور جب وہ دوسرے سجدے سے سر اوٹہاتا تو بیٹہ جاتا اور
ہتہیلیونکے ساتہ زمین پر ٹیک لگاتا جیسے کہ خمیر گوندہنے والا ہاتہون پر ٹیک لگاتا پہر کہڑا ہوتا۔
ف اس حدیث سے زمین پر تکیہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوئی کہ جب سجدے سے سر اوٹہاوے تو پہلے
تہوڑا سا بیٹہہ جاوے پہر ہاتہون سے زمین پر ٹیک لگا کر کہڑا ہووے اور سجدے سے سر اوٹہا کر سیدہا
کہڑا ہو جاوے پس یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی مسئلے باب سے **باب** یُکَبِّرُ وَهُوَ یَنْهَضُ
مِنَ السَّجْدَتَیْنِ جب نمازی پہلا التحیات پڑہکر تیسری رکعت کی طرف کہڑا ہونے لگے تو اوس انتقال
کے ابتدا مین تکبیر کہے **ف** مطلب اسکا یہہ ہے کہ کہڑے ہونیکی ابتدا مین تکبیر شروع کرے اور جب
سیدہا کہڑا ہو جاوے تو اسوقت تکبیر کو ختم کرے ایسا نکرے کہ سیدہا کہڑا ہو کر تکبیر کہے اور یہی ہی مذہب
اکثر علما کا ابتدا تکبیر کے جہکنے اور اوٹہنے کے ابتدا مین ہو لیکن امام مالک کی نزدیک ایک تکبیر مین اختلاف

ہے اور وہ یہ ہے کہ جب پہلا التحیات پڑھکے کھڑے ہونا چاہے تو اوسکے ابتدا مین تکبیر نہ کہے بلکہ جب خوب سیدھا کھڑا ہو جاوے تو اسوقت تکبیر کہے اور یہ مسئلہ باب التکبیر اذا قام من السجود مین پہلے بھی گذر چکا ہے سو ظاہرا یہ باب مکرر معلوم ہوتا ہے لیکن ان دونون بابونکے درمیان اطرحسے فرق ہو سکتا ہے کہ مراد پہلے مین یہ ہے کہ جب سجدے سے سر اوٹھاتے تھے اوس کے ابتدا مین تکبیر کہے اور مراد اس باب مین یہ ہے کہ جب پہلا التحیات پڑھکر کھڑا ہووے تو اوسکے ابتدا مین تکبیر کہے اندرین صورت اسمین اشارہ ہوگا طرف رد کرنے مذہب امام مالک کے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلا باب خاص ہو یعنے سجدے سے سر اوٹھانے کے ابتدا مین تکبیر کہے اور یہ باب عام ہو یعنے خواہ دونوں سجدونسے سر اوٹھاکے کھڑا ہونا چاہے یا دو رکعتون سے کھڑا ہونا چاہے تو اوسکے ابتدا مین تکبیر کہے وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُكَبِّرُ فِي نَهْضَتِهِ یعنے ابن زبیر کھڑے ہونیکے ابتدا مین تکبیر کہا کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب دو رکعتون سے کھڑا ہونیکا ارادہ کرے تو اوس کے
ابتدا مین تکبیر کہے پس اثر تائید کرتا ہے کہ مراد اس باب سے یہ ہو کہ جب پہلا التحیات پڑھکے کھڑا ہونا ۵۹۹
چاہے تو اوسوقت تکبیر شروع کرے پس دونون بابون مین فرق ظاہر ہوگیا **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** سعید بن حارث سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری نے ہمکو نماز پڑھائی سو جب اوس نے سجدے سے سر اوٹھایا تو تکبیر پکار کر کہی اور جب سجدہ کیا تو اوسوقت بھی تکبیر پکار کر کہی اور جب سجدے سے سر اوٹھایا تو تب بھی ایسا ہی کیا اور جب کھڑے ہوئے تو تب بھی تکبیر پکار کر کہی اور کہا کہ مین نے حضرتؐ کو ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا ہے **ف** یہ حدیث اس طریق سے مختصر آئی ہے اور دوسرے طریق سے پوری حدیث اسطور پر ہے کہ جب ابو سعید نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے اونکو کہا کہ لوگون نے تمہاری نماز مین اختلاف کیا ہے یعنے بعضے کہتے ہین کہ تکبیرونکو پکار کر کہا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ پوشیدہ کہا جاوے سو ابو سعیدؓ منبر پہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھکو کچھ پرواہ نہین کہ تمہاری نماز مختلف ہووے یا نہووے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی نماز پڑہتے دیکھا الخ لیکن ظاہرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون لوگونکا اختلاف تکبیر کے پوشیدہ اور پکار کر کہنے مین تہا اسلیے کہ مروان اور ابو امیہ وغیرہ نماز مین تکبیرونکو پوشیدہ کہا کرتے تھے جیسے بیان اسکا باب تمام التکبیر فی الرکوع مین پہلے گذر چکا ہے اور اس حدیث سے حصر تکبیر کا معلوم نہین ہوتا

کہ تکبیر انتقال کے ابتدا مین کہتے تہے لیکن باب کا مسئلہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ کہڑے ہونیکے ابتداء مین تکبیر کہا کرتے تھے پس یہ باب گویا تفسیر ہے اس حدیث کی اور یہی توجیہ ہے آیندہ حدیث کی۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ صَلَوٰةً خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي فَقَالَ لَقَدْ صَلَّى بِنَا هٰذَا صَلوٰةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلوٰةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** مطرف سے روایت ہے کہ مین اور عمران نے علی مرتضی کے پیچھے نماز پڑھی سو جب وہ سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹہاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتون سے کہڑے ہوتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے سو جب اپنی نماز سے سلام پہیری تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اسنے ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑہائی ہے یا یہ کہا کہ اسنے ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلائی ہے یہ راوی کا شک ہے **ف** اس حدیث کا بیان پہلے کئی بار گذر چکا ہے **باب**

سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ التحیات بیٹہنے کی طریق کا بیان یعنے التحیات بیٹہنے کا کیا طریقہ ہے

۶۰۰ **ف** مراد سنت سے اس جگہ مین یہ نہین کہ التحیات کے وقت بیٹہنا سنت ہی بلکہ مراد اوس سے بیان وہ طریقہ ہے جو التحیات کی بیٹہنے مین مشروع ہوا ہے عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب ہو اور یا یہ مراد ہے کہ التحیات مین بیٹہنا مسنون اس ہیئت سے ہے جو آیندہ حدیثون مین ثابت ہوا اور بعضون نے کہا کہ اس باب سے چھہ مسئلے ثابت ہوتے ہین اول کہ مطلق بیٹہنا التحیات مین بیٹہنے کے غیر ہے دوم یہ کہ پہلے التحیات اور دوسرے التحیات کی بیٹہنے کی درمیان فرق ہے سوم یہ کہ دونون التحیات کے بیٹہنے اور دو سجدونمین بیٹہنے کے درمیان فرق ہے چہارم یہ کہ یہ سب کام سنت ہین پنجم یہ کہ عورتون اور مردونکی نماز مین کچھہ فرق نہین ششم یہ کہ اہل علم کے عمل کے ساتھ تایید پکڑنی جائز ہے جیسے کہ ام درداکے اثر لانے سے ثابت ہوتا ہے وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ تَجْلِسُ فِي صَلوٰتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيهَةً یعنے ام دردا نماز مین مردونکی طرح بیٹہا کرتی تھی یعنے التحیات مین بیٹہنے کیوقت داہنے پاؤنکو کہڑا کرتی اور بائین پاؤنکو زمین پر بچہاتی اور وہ عورت فقیہ تہی یعنے احکام دین کی عالم تھی اور دین کے مسئلے کو خوب سمجہتی تہی **ف** مراد ام دردا سے یہان ام دردا چہوٹی ہے جو تابعیہ ہے بڑی ام دردا مراد نہین جو صحابیہ ہے اور قسطلانی نے عینی سے نقل کیا ہے کہ مراد اوس سے ام دردا صحابیہ ہے

اور امام بخاری نے امام درداکے فعل سے دلیل نہین پکڑی ہے بلکہ صرف اوسکو تائید اور تقویت کے واسطے لایا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ التحیات مین عورت بھی مردونکی طرح بیٹھے اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور ابو حنیفہ اور نخعی اور مالک اور جمہور کا کما قال العینی و النووی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ کَانَ یَرٰی عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ یَتَرَبَّعُ فِی الصَّلٰوۃِ اِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُہٗ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ فَنَہَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَتَثْنِیَ الْیُسْرٰی فَقُلْتُ اِنَّکَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّ رِجْلَایَ لَا تَحْمِلَانِیْ ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہی کہ اونے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر کو دیکھا کہ جب وہ نماز مین بیٹھتے یعنے التحیات مین تو چار زانو ہو کر یعنے چونکڑی سے بیٹھتے سو مین نے بھی اوسکو کیا یعنے چار زانو ہو کر بیٹھا اور مین اوسدن کم عمر تھا یعنے ابھی لڑکا تھا سو عبد اللہ بن عمرؓ نے مجھکو منع کیا اور کہا کہ نماز مین سنت طریق یہی ہے کہ تو اپنے داہنے پاؤنکو کھڑا کرے اور بائین کو زمین پر بچھاوے سو مین نے کہا کہ تو تو چار زانو ہو کر بیٹھتا ہے سو اونہنے کہا کہ میرے پاؤنکو مجکو نہین اوٹھا سکتے ہین یعنے مین پاؤن پر نہین بیٹھ سکتا ہون بیماری اور درد پاؤن کے سبب سے جیسا کہ موطا محمد مین روایت ہی کہ عبد اللہ نے کہا کہ مین بیمار ہون **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ التحیات مین بیٹھنا سنت بطور یہی ہے کہ داہنے پاؤنکو کھڑا کرے اور بائین کو زمین پر بچھاوے اور اس سے یہ معلوم نہین ہوا کہ بعد بچھانے کے کیا کرے اوپر بیٹھے پاؤنکو داہنی طرف سے باہر نکال کے چوتڑون پر بیٹھے لیکن موطا مین قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اوس نے لوگون کو التحیات بیٹھکر دکھلایا سو داہنے پاؤنکو کھڑا کیا اور بائین کو بچھایا اور بائین چوتڑ پر بیٹھا اور پاؤن پر نہ بیٹھا اور بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر اسی طرح کیا کرتے تھے اور موطا مین یہ بھی آیا ہے کہ یہ بیٹھنا اونکا اخیر التحیات مین تھا اور نسائی کی ایک روایت مین آیا ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ التحیات مین سنت یہ ہے کہ داہنے پاؤن کو کھڑا کرے اور بائین کو بچھاوے اوس پر بیٹھ جاوے سو اس نسائی کی روایت مین پہلا التحیات مراد ہے پس ان دونون حدیثون مین کچھ تعارض نہین اور یہ تفصیل حدیث ابو حمید کی (جو ابھی آتی ہے) موافق ہے اور اس حدیث سی یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار کو نماز مین چار زانو ۱۰۴
ہو کر بیٹھنا جائز ہے خواہ نماز فرضی ہو یا نفلی ہو اور یہی مذہب ہی ایک جماعت صحابہ کا

تابعین کا جیسے کہ ابن عمر اور ابن عباس اور انس وغیرہ ہین اور حسن بصری کہتے ہین کہ نفلون
مین جائز ہے اور فرضون مین جائز نہین اور ابن ابی شیبہ مین عبداللہ بن مسعود رضہ سے
روایت ہے کہ اوس نے کہا کہ مجکو گرم پتھر پر بیٹھنا زیادہ پیارا ہے اِس سے کہ نماز مین چار زانو
ہوکر بیٹھون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چار زانو ہوکر بیٹھنا اون کے نزدیک حرام تھا اور امام
ابن عبدالبر نے کہا کہ تندرست آدمی کو فرضون مین تربع کرنا بالاجماع جائز نہین اور بیمار مین
اختلاف ہے بعضے جائز کہتے ہین جیسے کہ ابھی گذرا اور بعضے جائز نہین کہتے ہین لیکن اکثر علما سے
مشہور یہی قول ہے کہ التحیات مین اس ہیئت سے بیٹھنا سنت ہے واجب نہین پس بنا بر
اسکے اگر کوئی شخص التحیات مین بطور مسنون سے نہ بیٹھے بلکہ چار زانو ہوکر بیٹھے تو غایت
درجہ اس فعل کو مکروہ کہا جاویگا حرام اور ناجائز نہین کہا جاویگا پس ابن عبدالبر نے جو اسکو
ناجائز کہا ہے تو شاید مراد اسکی اوس سے کراہت ہوگی واللہ اعلم حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ
ح قَالَ وَحَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ۶۰۴
بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ
أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ
مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى
حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ
بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى
فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ
وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ وَيَزِيدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ وَابْنُ حَلْحَلَةَ مِنْ ابْنِ
عَطَاءٍ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ فقار
قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَهُ كُلُّ فَقَارٍ
ترجمہ عمرو بن عطا سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب مین بیٹھا
ہوا تھا یعنے دس اصحاب مین جیسے کہ دوسری روایتون سے معلوم ہوتا ہے سو ہم سب نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا یعنے آپ کس طور سے نماز پڑھتے تھے سو ابو حمید نے

کہا کہ تم لوگون نے حضرتؐ کی نماز کو زیادہ تر یاد رکہنے والا مین ہون اور ایک روایت مین ہے کہ اون
اصحاب نے کہا کہ تو ہمسے کسطرح زیادہ یاد رکہتا ہے اوس نے کہا کہ مین نے آپکا اتباع کیا
یہانتک کہ نماز کو خوب یاد کیا تو اونہون نے کہا کہ بیان کر سو اوس نے کہا کہ مین نے آپکو دیکہا
کہ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونو ہاتہونکو مونڈہونکی برابر اوٹہاتے اور جب رکوع مین جاتے تو دونون
ہاتہونکو اپنے گہٹنون پر خوب مضبوط کرتے اور اپنی پیٹہ کو ہموار کرتے یعنے اپنی پشت کو گردن
کی برابر کرتے اور نہ سر کو اونچا کرتے اور نہ نیچا کرتے اور جب رکوع سے سر اوٹہاتے تو سیدہے
کہڑے ہوتے اور ٹہیرے رہتے یہانتک کہ پشت کی ہر ہڈی اپنی جگہہ مین پہر آتی اور جب سجدہ
کرتے تو اپنے دونو ہاتہونکو زمین پر رکہتے نہ اونکو بچہاتے اور نہ اونکو پہلو سے ملاتے بلکہ اونہے
علحدہ رکہتے اور اپنے پاؤنکی اونگلیونکو قبلے کیطرف کرتے اور جب دو رکعتین پڑہکر التحیات
کا ارادہ کرتے تو اپنی بائین پاؤنکو بچہاتے اور اوسپر بیٹہتے اور داہنے پاؤنکو کہڑا کرتے یعنے اوسکی اوپر کو قبلے
کی طرف کرتے اور جب اخیر رکعت پڑہکر التحیات بیٹہتے تو اپنے پاؤنکو آگے کرتے یعنی داہنی طرف نکالتے
اور داہنی کو کہڑا کرتے اور اپنی چوتڑونپر بیٹہتے **ف** ایکروایت مین ہی کہ حضرتؐ نے وضو کیا پہر
قبلے کیطرف منہ کیا پہر اللہ اکبر کہا اور ایکروایت مین ہی کہ جب گہٹنونپر ہاتہہ رکہتے تو ہاتہہ کی انگلیونکو ۴۰۲
کہولکر رکہتے اور ایک روایت مین ہی کہ جب رکوع سے سر اوٹہاتے تو کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد
اور ہاتہونکو کندہون تک اوٹہاتے اور ایکروایت مین ہی کہ جب سجدہ مین جاتے تو دونو رانونکو کہولکر رکہتے
اور اپنی پیٹہ کو پیٹ رانونسے علحدہ رکہتے اور سجدہ مین ہاتہونکو مونڈہونکی برابر رکہتے یہانتک کہ مین نے آپکی بغلونکی سفیدی
دیکہی پہر اطمینان سے ٹہیرے رہتے یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہہ مین پہر آتی پہر سجدے سے سر اوٹہاتے اور سیدہے ہوکر
بیٹہتے اور ایکروایت مین ہی کہ دو سجدونکے درمیان تورک کرتے یعنی بائین پاؤنکو آگے کرکے بائین طرف سے باہر
نکالتے اور چوتڑ پر بیٹہتے اور ایک روایت مین ہی کہ دونو پاؤنکو کہڑا کرکے ایڑیونپر بیٹہتے اور ایکروایت مین
ہی کہ داہنے پاؤنکی اوپر کو قبلے کیطرف کرتے اور بائین کو بچہاکر اوسپر بیٹہتے لیکن اس روایت کو ترجیح ہے یا تعدد
واقعہ پر محمول ہے یعنی کبہی تورک کیا ہوگا اور کبہی بائین پاؤنپر بیٹہے ہونگے اور ایکروایت مین ہے کہ جب پہلے
التحیات مین بیٹہتے تو داہنی ہتہیلی کو داہنی رانپر رکہتے اور بائین ہتہیلی کو بائین ران پر رکہتے اور سبابہ سے
اشارہ کرتے یعنی خنصر اور بنصر کو ہتہیلی کی ساتہہ ملاتے اور انگوٹہے کو وسطے کے سر پر رکہتے اور شہادت کی
اونگلی سے اشارہ کرتے اور جب تیسری رکعت کیطرف کہڑے ہونیکا ارادہ کرتے تو تکبیر کہتے اور ایکروایت
مین ہی کہ جب اخیر التحیات مین بیٹہتے تو اپنی بائین ران پر تورک کرتے اور جب نماز سے پہرتے تو اپنی داہنی

طرف کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اسیطرح بائین طرف کہتے تو اون سب صحابہ نے کہا کہ تو نے سچ
کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے پس ان روایتون سے حدیث ابو حمید کی خوب تفصیل
ہوگئی اور نماز کے سب احکام اچھی طرح سے ثابت ہوگئے اور التحیات مین بیٹھنے کا طریق بھی خوب طور سے
معلوم ہوگیا پس بمطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی وباللہ التوفیق اور اس حدیث سے یہہ بھی
ثابت ہوا کہ پہلے التحیات مین بیٹھنے کی ہیئت اخیر التحیات کی ہیئت سے جدا ہے یعنے پہلی التحیات
مین اسطور سے بیٹھے کہ داہنے پاؤنکو کہڑا کرے اور اسکی انگلیونکا منہ قبلے کیطرف کرے اور بائین کو بچھا کر اوسپر بیٹھے اور
اخیر التحیات مین تورک کرے یعنے داہنے پاؤنکو کہڑا کرے اور بائین کو آگے کرکے نیچے سے داہنی طرف باہر
نکالے اور [illegible] زمین کو [illegible] ملا کر بائین رانپر بیٹھے اور یہی ہے امام شافعی اور تمام شافعیونکا
اور مالکیہ کہتے ہین کہ دونو التحیات مین تورک کرے اور حنفیہ کہتے ہین کہ کسی مین بھی تورک نہ کرے بلکہ جیسے کہ
پہلے التحیات مین داہنے پاؤنکو کہڑا کرکے بائین پر بیٹھا ہے ویسے ہی اخیر التحیات مین بیٹھے اور امام احمد بھی
شافعی کے موافق کہتے ہین لیکن وہ کہتے ہین کہ اگر دو التحیات کی نماز ہووے تو اخیر التحیات مین
تورک کرے اور جس نماز مین صرف ایک ہی التحیات ہووے جیسے کہ صبح کی نماز ہے تو اوسمین تورک نہ کرے
اور امام شافعی کہتے ہین کہ صبح مین بھی تورک کرے اور طبری نے کہا کہ دونو طرح سے بہتر ہے خواہ ۶۰۴
تورک کرے اور خواہ نکرے اسلیے کہ حضرت ﷺ سے دونو طرح ثابت ہوچکا ہے اور حنفیہ جو تورک
کے قائل نہین تو اس حدیث ابو حمید کے دو جواب دیتے ہین اول جواب انکا یہ ہے کہ کئی حدیثون سے ثابت
ہوتا ہے کہ اخیر التحیات مین بھی ویسے ہی بیٹھتے جیسے کہ پہلے التحیات مین بیٹھنا ہے پس حدیث ابو حمید
کو اسپر محمول کیا جاویگا کہ حضرت ﷺ نے بعض اوقات مین کسی سبب سے تورک کیا ہوگا تا کہ حدیثون
مین تطبیق ہوجاوے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے افعالمین اصل عدم علت کا ہے کما مر پس جبتک کسے
حدیث سے صحیح ہوجا اوسکی علت ثابت نہوجاوے تب تک اپنے اصل پر رہیگا اور نیز جائز ہے کہ معاملہ اوسکے برعکس ہو
یعنے آپکا بعض اوقات مین تورک کو چھوڑ دینا کسی سبب سے ہوا ہو جو ابتک نہ معلوم ہوا اور نیز اسطور سے حدیثون مین تطبیق حاصل
نہین ہوسکتی ہے اسلیے کہ جب حدیث ابو حمید کو کسی علت پر محمول کیا جاوے تو اب اوسکے ساتہہ عمل کرنا جائز نہوگا
پس اندرین صورت یہ حدیث بالکل مہمل اور متروک العمل رہجاویگی پھر تطبیق کی کیا صورت اور نیز تطبیق تو
اسکے برعکس مین بھی ہوسکتی ہے کما مر اور نیز تطبیق اسطور سے بھی ہوسکتی ہے بلکہ یہی صحیح ہے کہ دونو طرح سے التحیات مین
بیٹھنے کو جائز رکہا جاوے کبھی تورک کیوے اور کبھی پانوپر بیٹھ جاوے مگر تورک افضل ہے اور نیز ان حدیثون سے تورک کی
ممانعت ثابت نہین ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ حضرت ﷺ ہمیشہ ایسے ہی کیا کرتے تھے اور دوم جواب حنفیہ کا

یہہ ہی کہ کہتے ہین کہ حدیث ابو حمید کی متصل نہین ہے یعنے محمد بن عمرو بن عطا نے اسحدیث کو ابو حمید سے نہین سنا ہی بلکہ اوسکا سماع ان اصحاب سے کسی سے ثابت نہین ہی کہ عیسیٰ بن عبد اللہ نے اس حدیث کو محمد بن عمرو سے روایت کیا ہی سو او نہون نے محمد اور ابو حمید کے درمیان ایک اور راوی کو بیان کیا ہی یعنے ان دونو کے درمیان سہل بن سعد واسطہ بیان کیا ہی کما اخرجہ ابو داود وغیرہ اور نیز کہتے ہین کہ ان صحابہ مین سے ایک ابو قتادہ تہے اور اس حدیث کو بعض طریقون مین آیا ہے کہ محمد بن عمرو نے کہا کہ مین ابو قتادہ کے پاس حاضر ہوا حالانکہ اوسکو ابو قتادہ سے ملاقات حاصل نہین تہی سو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہ حدیث لیث کی ظاہر ہے اسمین کہ محمد بن عمرو نے ابو حمید سے خود سنا ہے اور ابو داود وغیرہ کے طریقہ مین صریح آچکا ہے سمعت ابا حمید یعنے محمد بن عمرو نے کہا کہ مین نے ابو حمید سے سنا پس یہہ روایت اوسکی سماع مین ایسی صریح ہے کہ کوئی اپنے عقل کا دشمن ہی اسمین شک نہین کرسکتا ہے سو جب اوسکا سماع ابو حمید سے ثابت ہوگیا تو کہا جاویگا کہ جب ثقہ کو کسی حدیث یا اسناد مین کوئی زیادتی بیان کرے زیادہ تاکید اور اثبات کیواسطے تو اوسمین کچھہ نقصان نہین ہے پس عیسیٰ بن عبد اللہ کی حدیث مزید فی متصل الاسانید کے قبیل سے ہوگی اور یہ جو کہتے ہین کہ محمد بن عمرو کو ابو قتادہ سے ملاقات حاصل نہین تو وہ تاریخ اوسکی سے سند لاتے ہین کہ ابو قتادہ سنہ ۴۰ چالیس ہجری مین شہید ہوا ہے اور محمد بن عمرو کا انتقال سنہ ۱۲۰ ایکسو بیس مین ہوا ہے اور ۶۰۵
محمد کی کل عمر اسی برس کی ہے سو جب اسی برس کو ایکسو بیس ۱۲۰ سے منہا کیا جاوے تو باقی چالیس ۴۰ برس رہتے ہین سو اس سے معلوم ہوا کہ محمد بن عمرو کی پیدایش سنہ چالیس ہجری مین ہوئی اور اسی سال مین ابو قتادہ شہید ہوئے پس معلوم ہوا کہ محمد کو ابو قتادہ سے ملاقات حاصل نہین ہو جواب اسکا یہ ہے کہ ابو قتادہ کی موت کیوقت مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ سنہ ۵۴ چون ہجری مین شہید ہوا سو بنا بر اسکے محمد بن عمرو کی ملاقات اوس سے ممکن ہے اور بر تقدیر تسلیم احتمال ہے کہ جس نے اوسکی موت کا وقت بیان کیا یا اوسکی عمر کا مقدار بیان کیا اوسکو وہم ہوگیا ہو خاصکر جب محمد بن عمرو کا سماع ابو حمید سے ثابت ہوچکا ہے کما مر تو بس یہی کافی ہے واسطے صحت حدیث کے پس اصل یہہ ہے کہ دونو قسم کی حدیثون مین تطبیق دیجاوے فان الاعمال واجب ما امکن اور تطبیق کیصورت وہی ہے جو پہلے گذر چکی ہے واللہ اعلم اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہ التحیات مین اس شکل سے بیٹہنا سنت ہی یعنے واجب نہین سو اگر سب التحیاتون مین تورک کرے یا داہنے پاؤنکو کہڑا کرکے بائین پر بیٹھے یا چار زانو ہوکر بیٹھے یا چوتڑ دونکو زمین پر رکہے اور پنڈلیونکو کہڑا کرے یا پاؤنکو لنبا کرکے بیٹھے تو بس صبر تو نماز

نماز جائز ہو جاتی ہے اگرچہ مخالف ہو لینے اور اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی تعریف
اپنی زبان سے کرنی جائز ہے باین طور کہ مین فلانہ سے زیادہ اعلم ہون بشرطیکہ خود پسند یکا
خوف نہو اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صحابہ سے بعض احکام پوشیدہ رہتے تھے حالانکہ اونہون
نے اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوتا تہا اور اکثر اوقات بعض کے بیان کرنیسے
دوسرونکو بہی وہ حکم یاد آجاتے تھے اور بعضون نے کہا کہ دونو التحیات مین جدا جدا طور سے
بیٹھنے مین یہ حکمت ہے کہ اس سے رکعتون کی گنتی مین اشتباہ نہین پڑتا ہے آور نیز پہلے التحیات
کے پیچھے سے حرکت آتی ہے یعنے تیسری رکعت کیطرف کھڑا ہونا پڑتا ہے بخلاف دوسرے
التحیات کے کہ اوسکے پیچھے کوئی حرکت کرنی نہین پڑتی ہے آور نیز جو شخص پیچھے سے آکر نماز
مین ملے اوسکو معلوم ہو جاویگا کہ امام اسقدر نماز مجھسے پہلے پڑہ چکا ہے **باب** مَنۡ لَمۡ
یَرَ التَّشَهُّدَ الۡاَوَّلَ وَاجِبًا پہلے قعدہ مین تشہد یعنے التحیات پڑہنے کو واجب جاننے والے
کا بیان یعنے چار رکعت یا تین رکعت کی نماز مین جو پہلے التحیات پڑہنے کیواسطے بیٹھتے ہین تو اس
جلسہ مین التحیات پڑہنا فرض نہین **ف** تشہد کا معنے لغت مین گواہ ہونا ہے اور دل کے علم کا ۶۰۶
ظاہر کرنا ہے اور شرع مین تشہد اسکو کہتے ہین کہ اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ
زبان سے کہو اور تمام التحیات کو جو تشہد کہتے ہین تو اسواسطے کہ اوسمین بھی دونون شہادتین موجود
ہین پس بزرگی کے سبب سے شہادت کو باقی ذکر پر تغلیب دی گئی سو یہ پہلا التحیات پڑہنا امام لیث اور
اسحاق وغیرہ جمہور علما کے نزدیک فرض نہین سنت ہے اور امام احمد کا مشہور قول بھی یہی اور امام
شافعی کا بہی ایک روایت مین یہی قول ہے اور ابو حنیفہ وغیرہ بعض کے نزدیک واجب ہے اور
دلیل اونکی یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات پڑہنے کا حکم فرمایا ہے جیسے کہ صحیح مسلم
وغیرہ مین عائشہ رض وغیرہ کی روایت آئی ہے اور مطلق حکم واسطے وجوب کے ہوتا ہے آور نیز حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر ہمیشگی کی ہے اور بہول جانیکے وقت سجدہ سہو سے اوسکا نقصان
پورا کیا ہے پس معلوم ہوا کہ پہلا التحیات پڑہنا واجب ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو چیز فرض ہوتی
ہے اوسکا نقصان سجدے سہو سے پورا نہین ہو سکتا ہے جیسے رکوع وغیرہ ہے پس اس سے
فرضیت اوسکی ثابت نہین ہو سکتی ہے لیکن مداومت اور امر سے اوسکی فرضیت ثابت ہوگی
نہ وجوب حالانکہ حنفیہ اوسکے قائل نہین آور نیز سجدہ سہو کا اسکا نقصان پورا نہین کر سکتا ہے اور
جو لوگ اوسکو فرض نہین جانتے اونکی ایک دلیل تو ابن بحینہ کی حدیث ہے جو ابہی آتی ہے اور

دوسری دلیل اونکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ کہنی بہول جاوے تو سجدے سہو سے اوسکا نقصان پورا نہین ہوسکتا ہے پس ایسے ہی سجدے سہو کا التحیات کے نقصان کو بھی پورا نہین کرسکتا ہے آور تیسری دلیل اونکی یہہ ہے کہ یہ ایک ذکر ہے کہ اوسکو کبھی پکار کے نہین پڑہا جاتا پس معلوم ہوا کہ فرض نہین جیسے کہ شروع نماز کی دعا ہے لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ وَلَمْ یَرْجِعْ یعنے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑہکر بدون التحیات کے اوٹھ کہڑے ہوئے یعنے التحیات پڑہنا بہول گیے اور پہر اوسکی طرف نہ پلٹے۔ ف یعنے جب دو رکعت کے بعد بدون التحیات پڑہے بہول سے کہڑے ہو گئے تو پہر بعد کہڑے ہونے کے التحیات کیطرف نہ پلٹے کہ اوسکو بیٹھ کر پڑہین پس اگر التحیات پڑہنا فرض ہوتا تو ضرور اوسکا تدارک کرتے اور اوسکی طرف پلٹ آتے پس معلوم ہوا کہ پہلا التحیات پڑہنا فرض نہین حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ھُرْمُزَ مَوْلٰی بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ مَرَّۃً مَوْلٰی رَبِیْعَۃَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ بُحَیْنَۃَ قَالَ وَھُوَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَۃَ وَھُوَ حَلِیْفٌ لِبَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِھِمُ الظُّھْرَ فَقَامَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وَلَمْ یَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ حَتّٰی اِذَا قَضَی الصَّلٰوۃَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِیْمَہٗ کَبَّرَ وَھُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ ترجمہ عبداللہ بن بحینہ رض سے روایت ہو کہ ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو ظہر کی نماز پڑہائی سو پہلے دو رکعتین پڑہکر (تیسری رکعت کی طرف) اوٹھ کہڑے ہوئے اور التحیات کو لیے نہ بیٹھے یعنے التحیات بیٹھنا بہول گیے سو لوگ بھی آپکے ساتہہ کہڑے ہوئے یہانتک کہ جب نماز ادا کرچکے یعنی اخیر التحیات پڑہ چکے اور لوگ آپکے سلام کے منتظر رہے یعنی فقط سلام پہیرنی باقی تہے) تو آپ نے بیٹھے تکبیر کہی سو دو سجدے کیے سلام پہیرنے سے پہلے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلا التحیات پڑہنا فرض نہین ہے اسلیے کہ اگر فرض ہوتا تو لوگونکی تسبیح کہنے کیوقت آپ التحیات کیطرف پلٹ آتے اور اوسکو پڑھ کر پہر تیسری رکعت کی طرف کہڑے ہوتے اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے اور یہی ہے مذہب جمہور علما کا کما مر۔ بَابُ التَّشَھُّدِ فِی الْاُوْلٰی پہلے جلسے مین التحیات پڑہنا جائز ہے ف غرض امام بخاری کی اس باب سے فقط اوسکا جواز ثابت کرنا ہے یعنے پہلے قعدے مین التحیات پڑہنا شرع مین جائز ہے عام ہے اس سے کہ مستحب ہو یا واجب ہو

ف۵ بفتح میم ۱۲ معنی ۶۰۷

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَامَ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا كَانَ فِي اٰخِرِ صَلٰوتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ **ترجمہ** عبد اللہ بن بحینہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ظہر کی نماز پڑھائی سو دو رکعت پڑھکر کہڑے ہوئے اور التحیات پڑہنا اونکے ذمہ تہا یعنے اوسکو بہول گیے تہے سو جب نماز کے اخیر مین اٰئے یعنے اخیر التحیات پڑہ چکے تو بیٹھے ہوئے دو سجدے کیے یعنے سہو کے واسطے **ف** بعضے کہتے ہین کہ مراد بخاری کی یہہ ہے کہ پہلا التحیات پڑہنا واجب ہے اور سابق باب مین اوسکا ذکر ہے جو اوس کو واجب نہین جانتا ہے اور سند دونونکی یہی حدیث ہی اور اسمین اختلاف ہو کہ آپنے یہ سجدہ سہو کا کس چیز کے بدلے کیا حنفیہ کہتے ہین کہ نفس جلسے کے بدلے کیا اسلیے کہ اونکے نزدیک پہلا التحیات بیٹھنا واجب ہے اور اوسمین تشہد پڑہنا واجب نہین اور سجدہ سہو کا واجب کے بدلے ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تشہد کے بدلے سجدہ سہو کا کیا اسلیے کہ جب التحیات بیٹھنا ترک ہوا تو اوسمین تشہد پڑہنا بہی ترک ہو گیا سو اوس کے بدلے سجدہ سہو کیا اور یہ بنا بر اسکے ہے کہ ترجمے باب کا یہہ معنے کیا جاوے کہ پہلے جلسے مین التحیات پڑہنا بہی واجب ہے پس اس وجہ سے مطابقت حدیث کی باب کے ساتھہ ظاہر ہو جاویگی واللہ اعلم بالصواب ۲۰۸

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الْاٰخِرَةِ اخیر جلسے مین التحیات پڑہنے کا بیان

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہو کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے نماز پڑہا کرتے تو التحیات مین بیٹھ کر یہہ ذکر کیا کرتے تہے (خدا کو سلام) جبرائیل کو سلام میکائیل کو سلام فلانے اور فلانے کو سلام (سو آپ نے اسکو سنا مگر جب نماز ادا کر چکے) تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ پر سلام نکیا کرو اسواسطے کہ مقرر خدا تعالی خود سلام ہے یعنے صاحب سلامتی کا ہے اور سالم اور پاک ہے ہر نقص

بضم موحدہ وفتح مہملہ و سکون تحتیہ ام عبد اللہ ۱۲ کذا فی المغنی

اور عیب اور آفت سے اور سلامتی بخشنے والا ہے بندونکو ہر آفت اور ہلاک کرنے والی چیز سے اور
ہر سلامتی اور رحمت اوسیکو ہے اور اوسیکی طرف سے ہے پس سلامتی کی دعا کرنی اوسی شخص کے
واسطے لائق ہے جسکو کوئی خوف اور حاجت ہو اور خدا تعالیٰ شانہ اس سے بے پرواہ اور مستغنی ہی
سو جب کوئی نماز مین بیٹھے تو التحیات پڑہے جیسے کہ اس حدیث مین مذکور ہے اور معنی التحیات کا یہ ہے
کہ سب عبادتین قولیہ یعنے زبان کی عبادتین یعنے تعریف اور ذکر اور بدن کی عبادتین جیسے کہ نماز اور
حج وغیرہ اور مال کی عبادتین جیسے زکوۃ اور خیرات وغیرہ صرف خدا ہی کیواسطے ہین سلام ہو تجکو
اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہمکو اور سب خدا کے نیک بندون پر سو جب
تمنے کہا کہ خدا کے نیک بندو نپر سلام ہے تو جتنے خدا کے بندے آسمان اور زمین مین ہین خواہ
فرشتے خواہ پیغمبر خواہ اولیا خواہ جن خواہ آدمی سبکو تمہارا سلام پہونچ گیا اب ہر ایک کا نام لینا
کچہ ضرور نہین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہین اور گواہی دیتا ہون
کہ محمدؐ بندہ خدا کا ہے اور اوسکا رسول ہے **ف** مراد التحیات سے عبادت قولیہ ہین اور مراد
صلوٰت سے عبادات بدنیہ ہین اور مراد طیبات سے عبادات مالیہ ہین جیسے کہ ترجمے مین گذرا
۶۰۹ اور بعضون نے کہا کہ تحیۃ کا معنے سلامت رہنے کا ہے تمام آفتون سے اور نیز اوسکا معنے ملک
اور بقا اور عظمت اور حیات بہی آیا ہے اور جمع کا صیغہ اسواسطے لایا گیا کہ ہر ایک بادشاہ کیواسطے
ایک تحیۃ یعنے تعظیم کا لفظ خاص تہا کہ جب اونکے خادم اور غلام اونسے ملاقات کرتے تو اوس
لفظ تعظیم کے ساتہہ بادشاہ کے حقمین دعا کرتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب تحیات
یعنے ہر قسم کی تعظیمین خاص خدا ہی کے واسطے ہین اور وہی سب کا مستحق ہے اور بعضون نے
کہا کہ مراد صلوٰت سے پانچ نمازین ہین یا ہر قسم کی نماز فرض ہو یا نفل یا ہر قسم کی دعا یا ہر قسم کی رحمت
یعنے ہر قسم کی نماز اور دعا اور رحمت خدا کی ہے واسطے خاص ہی اور بعضون نے کہا کہ مراد طیبات
سے پاک اور ستہری کلام ہے جو اوس کے شان کے لائق ہین یا دعا اور ثنا مراد ہے تو معنے
سبکا یہہ ہوا کہ ہر قسم کی تعظیم اور تکریم اور ہر قسم کی نماز اور ہر قسم کی ستہری کلام خدا ہی کے واسطے
خاص ہے اور اوسکی طرف پلٹ جاتی ہے اور التحیات مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص
کرکے سلام کہنا اسواسطے آیا ہے کہ آپکا حق لوگونپر زیادہ ہے اور یہہ جو آپنے فرمایا کہ پہلے اپنے
واسطے دعا مانگا کرو تو یہہ اسواسطے ہے کہ اپنی جان کو بچانا سب سے مقدم ہے اور یہہ جو آپ نے
سب نیک بندو نپر سلام کرنا فرمایا تو اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ مومنون کے واسطے ایسے طور سے دعا

کری کہ آپ بھی اوسمین شامل ہو جاوے اور اگر کوئی کہے کہ التحیات مین یہہ کلمہ کہنا کہ سلام ہو
تجکو اے نبی بندہ کے ساتھ خطاب ہے اور بندی کے ساتھ خطاب کرنا نماز مین جائز نہین پس یہہ
نماز مین کیون جائز رکھا گیا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہی اور دوم جواب
یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو یہہ کلمہ اسیطرحسے سکہلایا ہے سو ہم اوسکا اتباع کرتے
ہین ہمکو بیت لعل مین کچھ غرض نہین لیکن اب حضرت ؐ کو مخاطب کرکے سلام کہنا واجب نہین بلکہ
اگر السلام علیک ایھا النبی کے بدلے السلام علی النبی کہا جاوے یعنی سلام ہو نبی پر تو یہہ بہی
جائز ہے جیسے کہ صحیح بخاری مین دوسری جگہہ ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی زندگی مین آپکو خطاب کے ساتھ سلام کیا کرتے تھے اور آپکے انتقال کے بعد غیبت کی
ساتھہ سلام کیا کرتے تھے اور عبد الرزاق نے عطا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی مین اصحاب خطاب سے سلام کیا کرتے تہے اور بعد انتقال کے غیبت کو ساتہہ سلام کیا
کرتے تہے پس معلوم ہوا کہ اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب سی سلام کہنا واجب نہین اور
۶۱۰ جاننا چاہیے کہ التحیات کی باب مین صحابہؓ سے کئی طور پر روایتین آئی ہین یعنے بعض صحابہ کی
نزدیک التحیات کے الفاظ کسی طرح پر ہین اور بعض کے نزدیک کسی طرح پر ہین سو عبد اللہ
بن مسعودؓ کے نزدیک تو التحیات کی الفاظ یہہ ہین کہ جو اس حدیث بخاری مین موجود ہین اور
جنکا معنے ابھی گذر چکا ہے اور عبد اللہ بن عباسؓ کے نزدیک التحیات کی الفاظ یہہ ہین اَلتَّحِیَّاتُ
الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ
عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور
عمر فاروقؓ کے نزدیک التحیات کے الفاظ یہہ ہین اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اَلزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ
الصَّلَوٰتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ
الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سو امام ابو حنیفہؒ
اور احمد اور جمہور علما کا عمل تو ابن مسعودؓ کے التحیات پر ہے اسلیے کہ اوسکو کئی طور سے ترجیح ہی
اول اسطور سے کہ یہہ طریق التحیات کا سب سے زیادہ تر صحیح ہے اور بخاری اور مسلم وغیرہ اصحاب
صحاح ستہ نے اسپر اتفاق کیا ہے اور دوم تو اسطور سے کہ اسکے الفاظ مین صحاح ستہ کی روایتون
مین کچھ اختلاف نہین اور سوم اسطور سی کہ یہہ طریق خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک
سی سیکہا گیا ہے بخلاف اور طریقون کے کہ اونمین یہہ تینون قسم کی ترجیح نہین اور امام نووی نے

کہا کہ اسکے نہایت درجے کی صحیح ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور چوبیس۲۴ طریقون سے
اس حدیث کی روایت آچکی ہے اور بزار نے کہا کہ التحیات کی باب مین مجکو کوئی حدیث معلوم
نہین جو ابن مسعود رض کی حدیث سی زیادہ صحیح اور زیادہ ثابت ہو اور چہارم اسلوب سے کہ اس التحیات
کے الفاظ مین واو عطف کی موجود ہے جو ہر جملہ کے مستقل ہونے پر دلالت کرتی ہے بخلاف
دوسرے طریقونکے کہ اونمین واو نہین ہے اور پنجم اسلوب سے کہ اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا حکم وارد ہوا ہے بخلاف دوسرے التحیات کی کہ وہ محض حکایت فعل کی ہے اور ترمذی نے
کہا کہ التحیات کی باب مین ابن مسعود رض کی حدیث سب سے زیادہ ترجیح ہے اور اسی پر عمل ہے اکثر صحابہ
اور تابعین وغیرہ سے اور امام شافعی کا عمل ابن عباس کی التحیات پر ہے اسلیے کہ اوسمین مبارکات کا
لفظ زیادہ ہے اور وہ تشہد ابن مسعود کے مخالف نہین اور ابن عباس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی
اوسکو اخیر عمر مین سیکہا ہے اور امام مالک وغیرہ کا عمل عمر فاروق رض کے التحیات پر ہے اسلیے
کہ عمر رض نے یہہ التحیات لوگون کو منبر پر سکہلایا سوا اوسپر کسی نے انکار نکیا لیکن یہ سب اختلاف
علما کا فقط افضلیت مین ہے یعنی جمہور تشہد ابن مسعود کو افضل کہتے ہین اور شافعی تشہد ۲/۱۱
ابن عباس کو افضل کہتے ہین اور مالک وغیرہ تشہد عمر کو افضل کہتے ہین اور جواز مین کسی کو خلاف
نہین بلکہ تینون طریق مین سے جسکو پڑہے جائز ہے اور اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ
التحیات پڑہنا واجب ہے اسلیے کہ آپنے اوس کے پڑہنے کا حکم فرمایا اور مطلق حکم واسطے وجوب کے
ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد کا کہ اونکے نزدیک پہلا التحیات پڑہنا واجب ہے اور دوسرا
فرض ہے کہ اوسکی ترک کرنیسے نماز باطل ہو جاتی ہے اور ابن مسعود کا یہہ مذہب ہے کہ التحیات پڑھنا
فرض ہے اور امام شافعی کے نزدیک پہلا التحیات پڑھنا سنت ہے اور دوسرا واجب ہے اور امام
مالک کی نزدیک دونون سنت ہین اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک روایت مین دونون
سنت ہین اور ایک روایت مین دونون واجب ہین اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک
التحیات پڑھنا فرض ہے لیکن کہتے ہین کہ اگر کوئی صرف اتنا ہی کہے کہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ
اَیُّہَا النَّبِیُّ الخ تو اوسکی نماز درست ہو جاتی ہے اور بعضون نے اس حدیث سی یہ مسئلہ استنباط کیا ہے
کہ اگر کوئی شخص التحیات مین نیک بندونپر سلام نکہے تو اوس نے تمام مسلمانونکا حق چہین لیا جو پہلے
گذر چکے ہین اور جو قیامت تک پیدا ہونگے اسلیے کہ التحیات مین اونپر سلام کہنی واجب ہے جیسے
کہ التحیات مین معمول ہے اور نیک بندون سے مراد یہان وہ لوگ ہین جو حقوق اللہ اور حقوق العباد

کو ادا کرتے ہین اور اوس کے درجے مختلف ہین بعض اعلےٰ ہین اور بعضے ادنیٰ اور بعضون نے
کہا کہ صالح اوس شخص کو کہتے ہین جسنے اپنی خواہش کو مطلق چھوڑ دیا ہوا اور خدا کے حکم پر قائم ہوا ہو
اور اپنے فائدہ اور نفع کی چیزونکے لینے سے اور نقصان اور فساد کی چیزونکے دفع کرنیسے اپنے
ہاتھ کو روک لیا ہے اور سب کچھ تقدیر ایزدی کے حوالہ کر دیا ہے اور اپنے نفس کا اختیار بالکل
اوٹھا دیا ہے جیسے کہ شیر خوار لڑکی کا حال دائی کے ساتھ ہوتا ہے اور میت کا حال غسل دینیوالے
کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بندہ اس درجے کو پہونچ جاوے تو پھر وہ تمام آفتون سے سلامت
رہتا ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب** الدعاء قبل السلام سلام
پھیرنی سے پہلے دعا کرنی کا بیان - یعنے جب اخیر التحیات پڑھ چکے تو سلام پھیرنے سے پہلے
دعا مانگے پھر سلام پھیرے **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری
قال اخبرنا عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدعو فی الصلوۃ اللھم انی اعوذ بک
من عذاب القبر واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذ بک من فتنۃ المحیا
وفتنۃ الممات اللھم انی اعوذ بک من المأثم والمغرم فقال لہ قائل ما اکثر ٦١٢
ما تستعیذ من المغرم فقال ان الرجل اذا غرم حدث فکذب واذا وعد اخلف و
قال محمد بن یوسف سمعت خلف بن عامر یقول فی المسیح والمسیح لیس بینھما
فرق وھما واحد احدھما عیسی علیہ السلام والآخر الدجال وعن الزھری قال
اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یستعیذ فی صلوتہ من فتنۃ الدجال **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نماز مین اس دعا کو پڑھا کرتے تھے الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون قبر کے عذاب سے اور پناہ
مانگتا ہون مسیح دجال کے فتنے فساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہون زندگی اور موت کے فتنے
سے الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون گناہ اور قرض سے سو کسی نے آپ سے عرض کی کہ آپ ڈانڈ
سے کیون بہت پناہ مانگتے ہو سو آپنے فرمایا کہ آدمی جب قرضدار رہتا ہے بات کہتا ہے تو جھوٹھ بولتا
ہے اور قرضدارون سے وعدہ کرتا ہے تو پورا نہین کرتا اور محمد بن یوسف نے کہا کہ مین نے
خلف بن عامر سے سنا کہتے تھے کہ مسیح اور مسیح مین کوئی فرق نہین یعنے خواہ یا کو ساکن
پڑھا جاوے خواہ تشدید کے ساتھ پڑھا جاوے دونون ایک لفظ ہین انکی معنے مین کچھ فرق

نہین بلکہ دونونکا مسمے ایک ہے یعنے دونون مسمے سے عیسے علیہ السلام ہین اور دوسرا دجال ہے
یعنے عیسے کو بہی مسیح کہتے ہین اور دجال کو بھی مسیح کہتے ہین لیکن بعضون نے کہا کہ تشدید کے
ساتھہ دجال کو کہتے ہین اور جزم کے ساتھہ عیسے کو کہتے ہین۔ اور عائشہ رض سے روایت ہے کہ
مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نماز مین پناہ مانگتے تہے دجال کے فتنے سے
ف دجال ایک شخص کافر کا نام کہ اخیر زمانے مین ظاہر ہوگا اور خدائی کا دعوی کریگا اور
خوارق عادات سے خلقت کو گمراہ کریگا اور دجال دجل سے مشتق ہے اور دجل کا معنی خلط
ملط کر دینے کا ہے سو اوسکو دجال اسواسطے کہا گیا کہ وہ سچ کو جہوٹھہ کے ساتھہ خلط ملط کر دے گا
یا دجل کا معنے جہوٹھہ کا ہے تو اوسکو دجال اسواسطے کہا گیا کہ وہ بہت بڑا جہوٹھا ہے اور دجال
کو مسیح اسواسطے کہا جاتا ہے کہ اوسکی ایک آنکھہ بالکل نہین یا اسواسطے کہ وہ چند دنون مین تمام
زمین پر پہر جاویگا اور یا اسواسطے کہ اوسے نیکی بندگی کی لکھی ہے یعنے وہ کوئی نیکی نہین کر سکے گا سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے فتنے سے پناہ مانگی اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پہلے اور پچہلے سب گناہ معاف ہو چکے ہین پہر آپنے ایسی دعا کیون مانگی اور نیز
آپنے دجال کو نہین پایا پس آپنے اوسکے فتنے سے پناہ کیون مانگی تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت ۶۱۳
صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم امت کیواسطے ایسی دعائین کیا کرتے تہے کہ ہر شخص نماز مین اس
دعا کو پڑہا کرے تا کہ تمام جہان مین قرن بعد قرن دجال کی خبر مشہور ہو جاوے کہ وہ ایک
جہوٹہا کذاب آدمی ہے سو اس طریق سے وہ جس زمانے مین پیدا ہوگا مسلمان اوس کو
پہچان جاوینگے کہ یہہ وہی دجال ہے جس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور یا یہہ کہ
امت کے واسطے پناہ مانگتے تہے یعنے الٰہی مین تجہسے اپنی امت کیواسطے پناہ مانگتا ہون اور
یا تواضع اور اظہار عبودیت کیواسطے کیا کرتے تہے کہ بندے کا کام بندگی کرنا ہے خواہ گناہ ہو
خواہ نہو اس لیے کہ آدمی جتنی دعا کرے وتنے درجہ بلند ہوتے ہین گو دعا قبول ہو چکی ہو پس اس
سے معلوم ہوا کہ آدمی ہمیشہ ایسی دعاؤنکو پڑہتا رہے اسلیے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے باوجود معصوم ہونیکے اسکو ترک نکیا تو جو معصوم نہین اسکو بطریق اولی اسکا ترک کرنا
لائق نہین اور زندگی کے فتنے سے مراد بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان ہے یا کثرت
مال خدا سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی یا دنیا کی لذات اور شہوات وغیرہ ہین جو خدا کی
رضامندی مین خلل انداز ہون اور صراط مستقیم سے پہسلا دیوین اور موت کے فتنے سے مراد اس

وقت کی شدت اور دہشت ہے اور شیطان کا وسوسہ ہی جان کندن کے وقت یا معاذ اللہ خاتمہ بد ہونا اور قرض سے مراد وہ قرض ہے جو اوٹھا کر ناجائز کام مین صرف کرے یا جائز کام مین خرچ کرے لیکن اوسکے ادا کرنیسے عاجز ہو جاوے یا بدون ادا کے مر جاوے یا ہر قسم کا قرض مراد ہے اسلیے کہ ذلت اور حاجت سے کوئی قرض خالی نہین سو آدمی کو چاہیے کہ زندگی اور موت کے فتنے اور قرض سے پناہ مانگے اور اس حدیث سے تعین کی جگہ معلوم نہین ہوتی کہ اس دعا کو کس جگہ پڑہے لیکن اس حدیث کے بعض طریقون مین آیا ہے کہ التحیات کے بعد جس دعا کو چاہے پڑہے پس اس سے ثابت ہوا کہ اس دعا کو التحیات کے بعد پڑہے سلام پھیرنیسے پہلے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اخیر التحیات مین اس دعا کو پڑھنا مستحب ہے واجب نہین اور یہی مذہب جمہور علما اور طاؤس کہتے ہین کہ واجب ہے لیکن شاید وجوب سے غرض اونکے زیادہ تاکید ہو نہ اصل وجوب انتہی پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے

٦١٤ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

ترجمہ ابو بکر صدیق رضہ سے روایت ہے کہ اوس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت آپ مجکو کوئی دعا بتلاسیے جسکو مین اپنی نماز مین پڑہا کرون تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑہا کر الٰہی مینے اپنی جان پر ظلم کیا بہت سا ظلم اور گناہونکو کوئی نہین بخشتا سوائے تیرے سو بخش دے مجکو اپنے پاس کی مغفرت سے اور مجہپر رحم کر البتہ تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے **ف** یہ جو کہا کہ مین نے اپنی جانپر ظلم کیا تو اسے معلوم ہوا کہ کوئی انسان قصور سے خالی نہین اگرچہ صدیق ہی ہو اور یہ جو کہا کہ سوائے تیرے گناہونکو کوئی نہین بخشتا تو اسمین اقرار ہے خدا کی توحید کا کہ سوائے خدا کے ایسا کوئی نہین اور نیز اسمین اشارہ ہے کہ بڑی مغفرت کر اگرچہ میرے عمل اوسکی لائق نہون اور اس حدیث سے بھی نہین معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا کو نماز مین کس جگہ پڑہے لیکن مشہور یہی ہے کہ التحیات کے بعد پڑہے یا شاید صدیق اکبر رضہ کا یہ سوال اوسوقت ہوگا جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو التحیات بتلایا اور فرمایا کہ بعد تشہد کے جو دعا چاہے پڑہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس

حدیث کی باب سے **باب** ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد ولیس بواجب
التحیات کے بعد جس دعا کو چاہے پڑھے اختیار رہے اور واجب نہیں یعنے مطلق دعا واجب
نہیں یا مطلق واجب ہے اور کوئی خاص دعا واجب نہیں لیکن یہہ اخیر یعنے حدیث کے موافق
ہے کما سیاتی **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی عن الاعمش قال حدثنی
شقیق عن عبد اللہ قال کنا اذا کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ قلنا
السلام علی اللہ من عبادہ السلام علی فلان وفلان فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقولوا
السلام علی اللہ فان اللہ ہو السلام ولکن قولوا التحیات للہ والصلوات والطیبات
السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
فانکم اذا قلتم ذلک اصاب کل عبد فی السماء او بین السماء والارض اشہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ
الیہ فیدعو **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ نماز میں ہوتے تو کہا کرتے تھے کہ بندوں کی طرف سے خدا کو سلام اور فلانے اور
۶۱۵ فلانے کو سلام سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا پر سلام نہ کیا کرو اسلیئے کہ مقرر
خدا صاحب ہے سلامتی کا اور اسکی طرف سے سب کو سلامتی ہے ولیکن اسطرح کہا کرو کہ زبان کی سب
عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں خدا ہی کیواسطے خاص ہیں سلام
ہو تجھپر اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور برکت اور سلام ہو ہمکو اور خدا کے سب نیک بندوں پر سو جب
تمنے کہا کہ خدا کے سب نیک بندوں پر سلام ہے تو جتنے خدا کے بندے آسمان اور زمین میں ہیں
سبکو تمہارا سلام پہونچ گیا یعنے ہر ایک کا نام لینا کچھ ضرور نہیں بلکہ مجملاً سب کا نام لینا کافی ہے گواہی
دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندہ ہے خدا کا اور
اوسکا رسول ہے پھر جو دعا اوس کے نزدیک بہت پسند ہو اوسکو پڑھے **ف** اس حدیث
کا بیان مفصل طور سے پہلا گذر چکا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ التحیات کے بعد سلام پھیرنے سے
پہلے دعا کرنی واجب ہے لیکن کوئی خاص دعا واجب نہیں جس دعا کو چاہے پڑھے اختیار رہے اور
اکثر علما کے نزدیک اس موقعہ میں دعا کرنی واجب نہیں مستحب ہے اور وہ اس امر کو استحباب پہ محمول کرتے
ہیں بلکہ بعضوں نے یہہ دعوی کیا کہ اسکے ناواجب ہونے پر اجماع ہو چکا ہے لیکن طاؤس سے روایت ہے کہ
التحیات کے بعد دجال اور زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنی واجب ہے اور امام شافعی نے کہا کہ التحیات کے بعد

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا واجب ہے اور امام احمد کا ایک روایت مین بھی یہی قول ہے کہ درود پڑھنا واجب ہے اور یہی مذہب ہے اسحاق کا لیکن وہ کہتے ہین کہ اگر بھول سے چھوٹ جاوے تو نماز جائز ہو جاتی ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ اور مالک اور جمہور علما کا یہہ ہے کہ اخیر التحیات کے بعد درود پڑھنا سنت ہے واجب نہین اگر چھوڑ دیوے تو نماز صحیح ہو جاویگی اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے اگر ترک کر دیوے تو نماز صحیح نہین ہوگی اور یہی ہے مذہب شعبی کا اور یہی روایت ہے عبد اللہ اور عمر رضہ سے انتہی اور یہہ جو آپنے فرمایا کہ جس دعا کو چاہے پڑھے تو اس سے ثابت ہوا کہ نماز مین ہر قسم کی دعا مانگنی جائز ہے خواہ دنیا کی کسی حاجت کیواسطے ہوا ورخواہ دین کی کسی حاجت کے واسطے ہوا ورخواہ قرآن حدیث مین وہ دعا وارد ہوئی ہوا ورخواہ وارد نہوئی ہو جیسے کہے کہ الٰہی مجکو بہشت مین داخل کر یا مجکو دنیا مین بہت سا مال دے لیکن یہین شرط یہہ ہے کہ کسی ناجائز کام کے واسطے وہ دعا نہو کہ وہ مطلق منع ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور جمہور علما کا اور امام ابو حنیفہ اور نخعی وغیرہ کے نزدیک ہر قسم کی دعا مانگنی جائز
۶۱۶ نہین وہ کہتے ہین کہ نماز مین فقط وہی دعا مانگنی جائز ہے جو قرآن اور حدیث مین آ چکی ہے اور دعا کوئی جائز نہین لیکن ظاہر اس حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا یہہ قول صحیح نہین

باب مَنْ لَمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهٗ وَاَنْفَهٗ حَتّٰى صَلّٰى اگر سجدے مین منہہ اور ناک کو مٹی لگ جاوے تو بعضے کہتے ہین کہ اوسکو نماز کے اندر نہ پونچھے بلکہ نماز کے بعد صاف کرے **قَالَ** اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَاَيْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا يُمْسَحَ الْجَبْهَةُ فِي الصَّلٰوةِ یعنے امام بخاری نے کہا کہ مین نے حمیدی کو دیکھا وہ اس حدیث سے دلیل پکڑتے تھے اسپر کہ نماز مین ماتھے کو نہ پونچھا جاوے یعنی اس حدیث سے جو ابھی آتی ہے **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهٖ **ترجمہ** ابو سعید رضہ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سجدہ کرتے تھے پانی اور مٹی مین یہانتک کہ مین نے مٹی کا نشان آپ کے ماتھے مین دیکھا **ف** اس حدیث سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ آپنے نماز مین ماتھے کو صفا نہین کیا اسلیے کہ احتمال ہے کہ آپ نے ماتھے کو صفا کیا ہو و لیکن مٹی کا کچھ نشان کچھ باقی رہگیا ہو اور احتمال ہے کہ

آپ منھ کو صفا کرنا بھول گیے ہون اور احتمال ہے کہ آپنے اپنی خواب سچا کرنے کیواسطے
منھے کو نہ پونچا ہو اور احتمال ہے کہ واسطے بیان جواز کے منھے کو صفا نہ کیا ہو اسلیے کہ مسح کی
ترک کرنا اولی ہے اور جب اس حدیث مین اتنے احتمال ہوے تو اب نماز مین منھے کے نہ
پونچے پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہین اسی واسطے امام بخاری نے بھی اسکا کوئی حکم صریح
بیان نہین کیا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ نماز مین منھے سے مٹی وغیرہ
صفا کرنے کو علما سلف نے مکروہ رکھا ہے انتہی **باب** التَّسْلِيمِ التحیات اور درود
وغیرہ کے بعد سلام پہیرنے کا بیان یعنے واجب ہے یا نہین **حدثنا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ
أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي
تَسْلِيمَهُ وَمَكَثَ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأُرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ مُكْثَهُ لِكَيْ
يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ الْقَوْمِ **ترجمہ** ام سلمہ رض سے روایت
ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پہیرتے اور اوسکو تمام کرتے تو عورتین اسی
۶۱۷ وقت اوٹھ کہڑی ہوتین (یعنے اسواسطے کہ اونکو حکم تھا کہ سلام کے بعد جلدی چلی جاوین) اور
آپ تھوڑا سا ٹھیرے رہتے کہڑے نہوتے ابن شہاب (راوی) نے کہا کہ مین گمان کرتا ہون
(اور اللہ زیادہ تر جاننے والا ہے) کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھیرنا اسواسطے تھا کہ عورتین
مردونسے پہلے چلی جاوین کوئی نماز سے پھر اونکو نہ پاسکے **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ نماز سے سلام پہیرنی فرض ہے اور نماز کا ایک رکن ہے اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ آپنے سلام پر ہمیشگی کی ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے
امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا پہلون اور پچھلون سے وہ کہتے ہین کہ نماز سے سلام
پہیرنا فرض ہے بدون اُسکے نماز صحیح نہین بلکہ اگر السلام علیکم سے ایک حرف بھی کم کرے تو
جب ہی نماز درست نہین ہوگی اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین کا اور جو اونکے بعد ہین اور اسی
پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ یعنے سلام کے ساتھ آدمی نماز سے نکل آتا ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے
نزدیک نماز سے سلام پہیرنے اور لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا فرض نہین فقط فرض یہ
ہے کہ آدمی نماز سے کوئی کام کرکے باہر آوے خواہ سلام کرے یا کسی سے کلام کرے یا کہڑا ہووے

یہانتک کہ اگر سلام کے بدلے گوز مار کر نماز سے باہر آوے تو جب بھی درست ہے اور دلیل اونکی
یہ حدیث ہے کہ اگر کوئی التحیات وغیرہ پڑھکے گوز مارے سلام پھیرنے سے پہلے تو اوس کی نماز
صحیح ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ فتح الباری میں لکھا ہے فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْحُفَّاظُ انتہی یعنے
حفاظ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں اور حنفیہ ام سلمہؓ
کی اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث ہمیشگی پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ کانَ اکثر کے نزدیک
مداومت کیواسطے نہیں اور نیز یہ ہمیشگی عورتوں کے قیام کی ہے وقت سلام کے نہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سلام کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اسکے سوا اور بہت حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آتے تھے اسکے برخلاف کسی
حدیث سے ثابت نہیں ہوا سواے حدیث مذکور کے جو حفاظ کے نزدیک ضعیف ہے پس کانَ
کا ہمیشگی پر نہ دلالت کرنا یا مداومت سے عورتوں کے قیام کی مداومت مراد لینی حنفیہ کو کچھ مفید
نہیں اور نیز کہتے ہیں کہ یہ حدیث ام سلمہؓ کی خبر واحد ہے اور خبر واحد سے فرضیت ثابت
نہیں ہوسکتی تو اوسکا جواب یہ ہے کہ تیسرے پارے میں مذکور ہوچکا ہے کہ ائمہ اربعہ وغیرہ
اہل اصول کے نزدیک خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی کرنی جائز ہے پس اوس سے فرضیت ۹۱۸
ثابت کرنی بھی جائز ہوگی اور نیز جب کہ امام مالک و شافعی و احمد اور جمہور سلف اور خلف کے
نزدیک خبر واحد سے فرضیت ثابت ہوجاتی ہے تو پھر اتنے علما کے مقابلہ میں حنفیہ کی اس
اصطلاح کا کیا اعتبار ہے اور نیز اس حدیث کا خبر واحد ہونا مسلم نہیں بلکہ اگر سلام کی سب
حدیثوں کو جمع کیا جاوے تو درجہ شہرت سے بھی بڑھ جاتی ہیں واللہ اعلم بالصواب اور اس
حدیث میں مطلق سلام کا ذکر ہے دو یا ایک بار السلام علیکم کہنے کا اسمیں ذکر نہیں لیکن صحیح مسلم میں ابن مسعود
اور سعد بن ابی وقاص سے روایت آچکی ہے کہ دو بار سلام کہے ایکبار داہنی طرف اور ایکبار
بائیں طرف بلکہ طحاوی وغیرہ نے سترہ اصحاب سے یہی روایت کی ہے کہ دو بار سلام کہے اور امام
نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے مذہب امام شافعی اور جمہور
سلف اور خلف کی کہ دو بار سلام کہے اور امام مالک وغیرہ کہتے ہیں کہ فقط ایکبار سلام کہے اور دلیل
اونکی ضعیف حدیثیں ہیں جو صحیح حدیثوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں اور اگر کوئی اونمیں سے ثابت بھی
ہوجاوے تو جواز پر حمل کی جاوے گی یعنے صرف ایکبار سلام کہنا بھی جائز ہے اور تمام علما معتبرین کا
اتفاق ہے اسپر کہ واجب فقط ایک سلام ہے دوسری سنت ہی سو اگر فقط ایک ہی سلام کہے تو مستحب ہے

کر منھ کے سامنے کہے اور اگر دونو سلام کہے تو ایک داہنی طرف کہے اور ایک بائین اور منہ کو دونو جانب پہیرے اور اگر دونو سلاموںکو داہنی طرف کہے یا دونو کو بائین طرف کہے یا دونو منھ کے سامنے کہے یا پہلی بار بائین اور دوسری بار بائین کہے تو نماز صحیح ہے لیکن فضیلت حاصل نہین ہوتی انتہی یہی ہے مذہب امام ابوحنیفہ اور اونکے شاگردونکا اور امام مالک کی ایکدلیل وہ حدیث ہے جو عائشہ رض سے سنن مین روایت ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین ایک سلام کہتے تھے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسے کہ ذکر کیا ہے اسکو عقیلی اور امام ابن عبدالبر نے اور نیز دو سلام کی حدیثین بہت ہین اور اُس سے زیادہ صحیح ہین پس وہ حدیث عائشہ رض پر مقدم کیا جاویگا اور نیز عائشہ رض کی حدیث مین دوسرے سلام کی نفی نہین بلکہ سکوت ہی پس وہ حدیث فقط ایک سلام کرنے پر دلیل نہین ہوسکتی ہے اور بعضون نے کہا کہ پہلے داہنی طرف سلام کہے پہر بائین طرف کہے اور امام شافعی نے کہا کہ اگر امام فقط ایک بار ہی سلام کہے تو مقتدی کیواسطے سنت ہی کہ دونو سلام کہے اسلیے کہ مقتدی پہلے سلام کے ساتھ اوسکی پیروی سے نکل گیا ہے اب اوسکی متابعت کرنی واجب نہین اور اگر امام پہلا التحیات چھوڑ دیوے تو مقتدی کو اوسکی پیروی کرنی واجب ہے اسلیے کہ وہ نماز

٦١٩ کے اندر ہی واللہ اعلم **باب** يُسَلِّمُ حِيْنَ يُسَلِّمُ الْاِمَامُ جب امام نماز سے سلام پہیرے تو اُسی وقت مقتدی بہی سلام پہیرے **ف** یعنی یہہ واجب نہین کہ جب امام سلام کو تمام کرچکے تو مقتدی بعد اوس کے سلام کہنی شروع کرو بلکہ جائز ہے کہ دونوکی سلام ایک وقت مین واقع ہو اور غرض امام بخاری کی اس سی یہہ ہے کہ مقتدی امام کے سلام کے بعد دعا وغیرہ کے ساتھ مشغول نہووے امام کی متابعت کرے کہ مستحب ہے **وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَحِبُّ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ اَنْ يُّسَلِّمَ مَنْ خَلْفَهٗ** یعنے ابن عمر رض مستحب جانتے تھے اس بات کو کہ جب امام سلام کہے تو اوسیوقت مقتدی بہی سلام کہے یعنی دونون ایک وقت مین سلام کہین لیکن اگر مقتدی امام کے سلام تمام ہونیکے بعد سلام کہنی شروع کرے تو وہ بہی جائز ہے اور مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدٍ هُوَ ابْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ **ترجمہ** عتبان بن مالک سی روایت ہی کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو جب اپنے سلام کہی تو اوسیوقت ہمنے بہی سلام کہی **ف** یعنی آپنے اس سے انکار نکیا اور نہ منع فرمایا پس معلوم ہوا کہ امام کی سلام کے ساتھ سلام کہنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی

باب ہے اور یہہ حدیث مفصل طور سے پہلے گذر چکی ہے اور نیز ابھی آتی ہے **باب**

مَنْ لَّمْ يَرُدَّ السَّلَامَ عَلَى الْإِمَامِ وَاكْتَفٰى بِتَسْلِيْمِ الصَّلٰوةِ مقتدی امام کو سلام کا جواب علحدہ نہ دیوے اور صرف نماز کی سلام پر کفایت کرے **ف** علما نے لکھا ہے کہ جب امام اپنی داہنی طرف سلام پھیرے تو یہہ نیت کرے کہ مین داہنی طرف کے فرشتون اور مقتدیونکو سلام کہتا ہون اور جب بائین طرف سلام کہے تو اسوقت یہہ نیت کرے کہ مین داہنی طرف کے فرشتون اور مقتدیون کو سلام کہتا ہون اور جب مقتدی داہنی طرف سلام کہے تو یہہ نیت کرے کہ مین داہنی طرف کے فرشتون اور مقتدیون اور امام کو سلام کہتا ہون اور بائین طرف بھی اسیطرح نیت کرے سو مطلب اس باب کا یہہ ہے کہ جیسے امام دوبار سلام کہتا ہے اور اوسمین مقتدیونکو سلام کہنے کی نیت کرتا ہے ویسے ہی مقتدی بھی دوبار سلام کہے اور اوسمین یہہ نیت بھی کرلیوے کہ مین امام کو سلام کا جواب دیتا ہون پس مقتدی اپنے اسی سلام کو جو نماز سے باہر آنے کیواسطے کرتا ہے امام کے سلام کا جواب سمجھ لیوے اور اسی پر کفایت کرے تیسری بار جواب کی نیت سے علحدہ سلام نکہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ مقتدی امام کے جواب مین ان دو سلامون پر کفایت نکرے بلکہ ان دونون مین داہنی بائین کو مقتدیون وغیرہ کی نیت کرے اور امام کے جواب کے واسطے تیسری بار علحدہ سلام کہے پس انکے نزدیک مقتدی ۶۲۰
تین بار سلام کہے دو بار دونو طرف کے مقتدیون وغیرہ کو اور ایکبار خاص امام کو سو امام بخاری کی غرض اس باب سے یہہ ہے کہ تیسری بار امام کو علحدہ سلام کہنا مستحب نہین حَدَّثَنَا عَبْدَانُ

قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ اَنَّهٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاِنَّ السُّيُوْلَ تَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ فَلَوَدِدْتُ اَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مَسْجِدًا فَقَالَ اَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ مَعَهٗ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ اَحَبَّ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ **ترجمہ** محمود بن ربیع سے آیا ہے اور اوسنے کہا کہ مین نے حضرت کو خوب جانا ہے اور خوب پہچانا ہے اور خوب یاد رکھی ہے

وہ کلی پانی کی جسکو آپنے میرے منہہ مین مارا تہا ہماری گہر کی کہوئین سے) کہ مین نے عتبان بن مالک
سی سنا کہتے تھے کہ مین اپنی قوم کی امامت کیا کرتا تھا سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر
ہوا اور عرض کی کہ مین اندہا ہو گیا ہون اور مقرر نالی پانی کی میری اور میری قوم کی مسجد کے درمیان
حائل اور مانع ہوتی ہین یعنے برسات کے دنون راہ مین بہت زور سی پانی بہتا ہے اسے سبب
مین مسجد مین نہین جا سکتا ہون سو مین دوست رکہتا ہون اب مانگو کہ آپ تشریف لاوین اور میرے
گہر مین کسی جگہہ نماز پڑہین جس کو مین جائے نماز ٹہیرالون سو آپنے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی مین اس
کام کو کرونگا یعنے تیرے گہر مین آونگا سو دوسری صبح کو جب آفتاب خوب بلند ہوا تو آپ تشریف
لائے اور ابوبکر صدیق رض آپکے ساتھ تھے سو آپنے اندر آنے کے لیے اذن مانگا سو مین نے آپ کو
اذن دیا اور آپ اندر آئے سو نہ بیٹھے یہانتک کہ فرمایا کہ تو اپنے گہر سے کس جگہہ کو دوست رکھتا ہی
جسمین مین نماز پڑہون سو عتبان نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا جسکو وہ دوست رکھتا تھا کہ آپ وہین
نماز کیواسطے کہڑے ہوئے اور ہمنے آپ کی پیچہہ صف باندہی پہر آپنے نماز سے سلام پہیری اور
آپکی سلام کیوقت ہمنے بہی سلام کہی **ف** ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیون نے امام
کی جواب مین علیحدہ کوئی سلام نہین کہی اسلیے کہ سلام کا جواب اصل سلام کے بعد ہوتا ہے نہ اسکے ۶۲۱
وقت مین اور حالانکہ یہان مقتدیونکی سلام امام کی سلام کیوقت مین واقع ہوئی ہے اور نیز اس
حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیون کی سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کیطرح تہی اور آپکی
سلام یا تو صرف ایکبار تہی جسکے ساتھ آدمی نماز سے حلال ہوتا ہے اور یا دو بار تہی پس مقتدیونکی
سلام بہی دو بار ہوگی نہ تین بار جیسے کہ مالکیہ کہتے ہین پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے
اور اس حدیث سی معلوم ہوا کہ نفلون مین بہی جماعت کرنی جائز ہے اسلیے کہ یہہ نماز اشراق کی تہی
کسی فرضی نماز کا وقت نہین تہا جیسے کہ سیاق حدیث کا اسپر دلالت کرتا ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ گہر
مین نفلونکی جماعت بہی جائز ہے اور یہ کہ جو آدمی کہے کہ مین یہہ کام کل کرونگا تو مستحب ہے کہ انشاء اللہ
کہے اور یہ کہ بزرگونسے تبرک لینا اور جس جگہہ نماز پڑہتے ہون اوسجگہہ نماز پڑہنا اور اونسے تبرک چاہنا
جائز ہے اور یہہ کہ بزرگ آدمی کی زیارت کرنی جائز ہے اور یہہ کہ عذر سے جماعت ساقط ہو جاتی
ہے اور اسپر اجماع ہے اور یہہ کہ امام اور عالم کا اپنے بعض دوستونکو ساتھ لیجانا جائز ہے اور یہہ کہ
گہر والے سے اذن لینا چاہیے اگرچہ وہ پہلے بولا چکا ہو اور یہ کہ دن کے نفلونمین افضل یہہ ہے کہ
کہ دو دو رکعتین پڑہے جیسے کہ مذہب جمہور کا ہے اور یہ جب کہ گاؤن یا محلہ مین کوئی

بزرگ آوے تو مستحب ہے کہ محلہ کے سب لوگ اوسکے پاس جمع ہوکر اوسکی زیارت کرین اور اوس
سے مسائل پوچھین اور یہ کہ نماز کے واسطے ایک جگہ خاص کر مقرر کر رکھنی جائز ہے اور مسجد
مین جو اوسکی ممانعت آئی ہے تو ریا وغیرہ کے خوف سے ہے اور یہ کہ جو آدمی توحید پر مرے
تو آگ مین ہمیشہ نہین رہیگا انتہی تو ذکر کیا اور یہ جو محمود نے کہا کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب
جانتا پہچانتا ہے الخ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ اسوقت بہت چھوٹا تھا چار پانچ برس کی عمر تھی تو
وہم پیدا ہوتا تھا کہ لڑکا ہے شاید کسی لفظ کو حدیث سے بھول گیا ہو سو اس وہم کے دفع کرنیکے
واسطے اوس نے یہ کلام حدیث کے اول مین کہی یعنے حدیث مجکو خوب یاد ہے اسکو بھولا نہین
ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے منہ مین کلی شاید اسواسطے ماری تھی کہ وہ اوسکو
یاد رکھے اور نقل کرے تاکہ اوسکو نقل حدیث کی فضیلت حاصل ہو اور اوسکی صحبت آپسے صحیح ہوجاوے
سو ایسا ہی ہوا

باب الذکر بعد الصلوٰۃ نماز کے بعد ذکر کرنیکا بیان

ف جمہور
علما کے نزدیک نماز سے مراد فرضونکی نماز ہے سنت اور نفل وغیرہ مراد نہین وہ کہتے ہین کہ
نمازی اس ذکر کو فرضونکے بعد پڑہا کرے سنتون اور نفلونکے بعد نہ پڑہا کرے اور بعضے کہتے ہین
٦٢٢ کہ اس ذکر کو ہر نماز کے پیچھے پڑہے خواہ فرض ہون یا نفل ہون اور اگر فرضونکے بعد اس ذکر کو تھوڑی
دیر کرکے پڑہے جسمین کہ وہ اوس سے روگردان نہ سمجہا جاوے یا بھول سے دیر ہو جاوے پھر
اوسکو پڑہ لیوے تو یہ بہی جائز ہے اسمین کچہ نقصان نہین اور اسی طرح آیۃ الکرسی وغیرہ جن دعاؤن کا
نماز کے بعد پڑہنا ثابت ہوا ہے اگر اونکو اس ذکر سے پہلے پڑہ لیوے اور بعد اوسکے ذکر کو پڑہے تو یہ بھی
جائز ہے اور جن فرضونکے پیچھے سنتین پڑہی جاتی ہین جیسے ظہر اور شام اور عشا کی نماز ہے اونکے بعد اس
ذکر کو پڑہنے مین اختلاف ہے جمہور علما کہتے ہین کہ فرضونکے بعد پہلے اس ذکر کو پڑہے بعد اوسکے سنتون کو
پڑہے اس لیے کہ صحیح حدیثون مین صریح آچکا ہے کہ اس ذکر کو فرضون کے بعد پڑہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ
فرضون کے بعد پہلے سنتین پڑہے بعد اوسکے ذکر کرے اون کے نزدیک فرضون اور نفلون مین
فصل کرنا مکروہ ہے اور اگر کوئی کہے کہ جیسے اس ذکر کا حکم آیا ہے کہ فرضون کے بعد پڑہا جاوے ویسے ہی
سنتون کا حکم بھی یہی آیا ہے کہ فرضونکے بعد پڑہی جاوین سو اگر ایک کو مقدم کیا جاوے تو دوسرے کی بعدیت
فوت ہو جاویگی پس ان دونون مین تطبیق کسطور سے ہوگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ دونون طرح سے جائز ہے
خواہ پہلے سنتون کو پڑہے یا ذکر کو پڑہے اختیار ہے لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے ذکر کو پڑہا جاوے پھر
سنتون کو پڑہا جاوے جیسے کہ مذہب جمہور کا ہے اور اگر کوئی کہے کہ فرضون کے بعد ذکر کرنا مختلف

طور سے آیا ہے اس لیے کہ بعض حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ فرضون کے بعد اللهم انت السلام الخ پڑہے اور بعضی حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیۃ الکرسی پڑہے اور بعضی حدیثون سے لا اله الا الله الخ وغیرہ اور دعائین پڑہنی ثابت ہوتی ہین پس ان سب حدیثون تطبیق کیونکر ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ فرضون کے بعد یہ سب دعائین پڑہنی جائز ہین کبہی کسی دعا کو پڑہ لیا کرے اور کبہی کسی دعا کو پڑہ لیا کرے یا ہر نماز مین سب کو جمع کر لیا کرے ہر طور سے جائز ہے لیکن سب کو جمع کرنا واجب نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی ان دعاؤن کو مختلف وقتون مین پڑہا ہے کسی نماز مین کسی دعا کو اور کسی نماز مین کسی دعا کو پس نمازی جس طور سے پڑہے جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس ذکر کو بیٹھے پڑہے اور اگر کہڑے ہو کر پڑہے تو یہ بہی جائز ہے اور یہ جو حنفیہ کہتے ہین کہ فرض اور نفل کے درمیان فصل کرنا مکروہ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح مسلم مین سائب بن یزید سے روایت ہے کہ اوس نے معاویہ کے ساتہ جمعہ کی نماز پڑہی اور بعد اوس کے نفل پڑہے سو معاویہ نے اوسکو کہا کہ جب تو جمعہ کی نماز پڑہے تو بعد اوسکے کوئی نماز جائز نہین یہانتک کہ تو کلام کرے یا اوس جگہ سے ہٹ جاوے یعنی فرض اور نفل کے درمیان فصل کرنا ضرور ہے خواہ کلام کرے یا اوس جگہ سے ہٹ جاوے اور جب فرض اور نفل مین کلام کے ساتہ فصل کرنا جائز ہوا تو ذکر اور دعا وغیرہ کے ساتہ فصل کرنا بطریق اولی جائز ہوگا اور نیز اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ نمازی نے جس جگہ مین فرض پڑہے ہون ٦٢٣
اوس جگہ سے ہٹنے کے ساتہ بہی دونون مین فصل ہو جاتا ہے سو اندرین صورت اس سے لازم آویگا کہ فرض کی جگہ مین نفل پڑہنی جائز ہون حالانکہ حنفیہ اوسکو مکروہ کہتے ہین وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالی **حدثنا** اِسحاقُ بنُ نصرٍ قالَ اَخبرَنا عبدُ الرزّاقِ قالَ اَخبرَنا ابنُ جُرَیجٍ قالَ اَخبرَنی عَمرٌو اَنّ اَبا مَعبَدٍ مولیٰ ابنِ عبّاسٍ اَخبرَہٗ اَنّ ابنَ عبّاسٍ اَخبرَہٗ اَنّ رفعَ الصَّوتِ بِالذِّکرِ حِینَ یَنصَرِفُ النّاسُ مِنَ المَکتُوبَۃِ کانَ عَلیٰ عَہدِ النّبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَقالَ ابنُ عبّاسٍ کُنتُ اَعلَمُ اِذَا انصَرَفُوا بِذٰلِکَ اِذَا سَمِعتُہٗ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جب لوگ نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تہے یعنی بعد نماز فرض کے ذکر کرتے تہے ابن عباس رض نے کہا کہ جب مین ذکر کی آواز سنتا تو پہچان جاتا کہ لوگ نماز ادا کر چکے ہین یعنی جب کبہی مین جماعت مین حاضر نہ ہوتا تو نماز کا تمام ہونا ذکر سے پہچانتا **ف** علما کہتے ہین کہ اوس وقت ابن عباس کم عمر تہے بعض اوقات جماعت مین حاضر نہین ہوتے تہے سو ذکر کی آواز سے نماز کا تمام ہونا پہچانتے اور بعضے کہتے ہین کہ ابن عباس اخیر صفون مین ہوتے تہے سلام کی آواز نہین سن سکتے تہے جب ذکر کے ساتہ آواز بلند ہوتی تو تب اونکو معلوم ہوتا کہ نماز تمام ہو چکی ہے لیکن یہ وجہ ضعف سے خالی نہین پس اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ بعد نماز کے بلند آواز سے تکبیر کہنا اور ذکر کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے مین اوسکا پکار کر پڑھنا ثابت ہوا اور منسوخ ہونا اوسکا ثابت نہین اور یہی ہے
مذہب ابن حزم کا لیکن اور علما کے نزدیک بعد نماز کے پکار کر ذکر کرنا مستحب نہین بلکہ امام نووی نے
لکھا ہے چارون مذہبون وغیرہ کے سب علما کا اتفاق ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب نہین
اور امام مالک سے روایت ہے کہ نماز کے بعد پکار کے ذکر کرنا بدعت ہے اور امام ابن بطال نے کہا کہ پکار کے
تکبیر کہنا خلف کے کسی عالم سے ثابت نہین ہوا سواے اوسکے جو ابن حبیب نے حکایت کی ہے کہ لشکرون
مین صبح کی نماز بعد تین بار بلند آواز سے تکبیر کہا کرتے تھے اور یہ حال لوگونکا ہمیشہ سے چلا آیا ہے او
ابن عباس رض کے قول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب اونس نے یہ حدیث بیان کی تو اوسوقت لوگ
ذکر کو پکار کے نہین کہا کرتے تھے اسواسطے مختار یہی بات ہے کہ امام اور مقتدی دونون آہستہ ذکر کرین پکا
کر نہ کرین مگر تعلیم کی غرض ہو تو جائز ہے اور امام شافعی نے اس حدیث کو تعلیم پر حمل کیا ہے کہتے ہین کہ
اصحاب نے تھوڑے دنون لوگونکی تعلیم کے واسطے ذکر کو پکار کر کہا تھا ہمیشہ اونھون نے نہین پکارا۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
٦٢۴ قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ وَقَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا
سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ اَبُوْ مَعْبَدٍ اَصْدَقَ مَوَالِي ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِيٌّ وَاسْمُهٗ نَافِذٌ **ترجمہ** ابن
عباس رض سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تمام ہونا تکبیر کی آواز سے پہچانا کرتا تھا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ
مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ
وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ اَمْوَالٍ يَحُجُّوْنَ بِهَا وَيَعْتَمِرُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ
بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ اَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ اَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ اَنْتُمْ
بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهٗ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا
وَّثَلَاثِيْنَ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَ
نُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰى يَكُوْنَ
مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ محتاج اصحاب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے سو اونھون نے عرض کی کہ یا حضرت ص مالدار لوگ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے

والی نعمتین لیے گئے وہ نماز پڑھتے ہین جیسے کہ ہم نماز پڑھتے ہین اور روزے رکھتے ہین جیسے کہ ہم روزے رکھتے
ہین اور انکو مال کے سبب سے زیادہ ثواب ہو کہ اسکے ساتھ حج کرتے ہین اور عمرہ بجالاتے ہین اور خدا کے راہ مین
لڑتے ہین اور صدقہ اور خیرات کرتے ہین یعنے مال کے سبب سے انہون نے قرب الٰہی اور بہشت مین
بڑے بڑے درجے حاصل کیئے ہین اور بہشت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتون کے مستحق ہوگئے ہین اور یہ ہم سے
نہین ہو سکتا کہ ہمکو مال میسر نہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین تم کو وہ چیز نہ تبلاؤن کہ اگر
تم اسپر عمل کرو تو اگلی استون کے درجے پاجاؤ اور اپنے زمانے کی سب لوگون مین بہتر ہوجاؤ اور پچھلے لوگون سے
کوئی تمہارا درجہ نہ پاسکے مگر وہی شخص جو عمل کرے جیسا کہ تمنے کیا (اصحاب رض نے کہا ہان یا حضرت صلعم ایسی چیز
ضرور تبلایئے فرمایا کہ سبحان اللہ کہو اور الحمد للہ کہو اور اللہ اکبر کہو ہر نماز کے پیچھے تینتیس تینتیس ۳۳ بار سو ہمنے آپسمین
اختلاف کیا سو بعضون نے کہا کہ تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ کہے اور تینتیس بار الحمد للہ کہے اور تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر کہے
(یعنے ہر ایک کو اتنی اتنی بار کہے پس یہ کل ایک کم سو ہوا اور بعضون نے کہا کہ کل کو تینتیس بار کہے
یعنے ہر ایک کو گیارہ گیارہ بار کہے) سو مین (راوی کہتا ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس پلٹ گیا اور
آپکو یہ حال تبلایا سو آپنے فرمایا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہو یہانتک کہ ان کلمون سے ہر ایک تینتیس ۳۳
تینتیس بار ہوجاوے تو کل ایک کم سو ہوا **ف** ظاہر اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کو تینتیس ۳۳ 625
تینتیس بار کہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علے
کل شیئ قدیر کے ساتھ سو کا عدد پورا کرے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ چونتیس ۳۴ بار تکبیر کہے سو امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تطبیق ان سب روایتون مین اس طور سے ہے کہ تینتیس ۳۳ بار
سبحان اللہ کہے اور تینتیس بار الحمد للہ کہے اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ الخ کے ساتھ
ختم کرے تاکہ سب روایتون پر عمل ہوجاوے اور بعضون نے کہا کہ کبھی لا الہ الا اللہ الخ کے ساتھ سو ۱۰۰
پورا کرے اور کبھی اسکو ترک کرے اور ایک بار تکبیر زیادہ کرکے سو پورا کرے اس لیئے کہ جیسے کہ روایتون
مین اختلاف ہے ویسے ہی عمل بھی مختلف طور سے کرے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پہلے تینون
کلمے دس دس ۱۰ بار کہے یا گیارہ گیارہ ۱۱ بار کہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ان چارون کلمون کو پچیس پچیس ۲۵
بار کہے سو یہ مختلف اوقات پر محمول ہے یا اختیار ہے جس عدد کو چاہے پڑھے کوئی قید نہین لیکن یہ
حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی متفق علیہ ہے اور سب سے زیادہ تر صحیح ہے پس اسکو سب پر
ترجیح ہے اور اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ثواب اسی شخص کو ملے گا جو ان کلمون کی گنتی کو پورا کرے
اور عدد معین سے کچھ زیادہ نہ کرے اور جو اس عدد سے زیادہ پڑھے اسکو یہ ثواب نہین ہے اسلیئے

کہ احتمال ہے کہ اس عدد خاص کے مقرر کرنے مین کوئی حکمت اور خاصیت ہو جو زیادہ کرنے سے فوت ہوتی
ہے بلکہ بعضون نے کہا کہ جن مستحبات کی شرع مین حد مقرر ہو چکی ہے اُنمین کچھ بڑہانا بدعت مکروہ ہے
اسلیئے کہ مثلا جس دوا کے واسطے ایک تولہ شکر مقرر ہو چکی ہو اگر اُسمین دو تولے شکر ڈالی جاوے
تو اسکا فائدہ بالکل باطل ہو جاوے گا اور بعضون نے کہا کہ زیادہ کرنے مین بھی وہ ثواب حاصل ہو
جاتا ہے اسلیئے کہ جس عدد پر ثواب کا وعدہ تہا اسکو ادا کر چکا ہے پس اسکو واسطے ثواب ہو چکا اب اُسپر
کچھ زیادہ کرنے سے وہ ثواب باطل نہین ہوگا لیکن بہتر یہ ہے کہ اُسکے ختم پر حکم بجا لانے کی نیت کرے
یعنے یہ کہ مین اس حکم کی تعمیل کر چکا ہون پہر بعد اُسکے اگر پہر کچھ زیادہ کرے تو حرج نہین اور صحیح مسلم مین
آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کی وقت سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہا قیامت
مین اُسکے برابر کوئی نہین ہوگا مگر جسنے کہ اسکے برابر کہا یا اُس سے زیادہ کہا واللہ اعلم اور بعضی روایتون
مین آیا ہے کہ پہلے تکبیر کہے پہر تحمید کہے پہر تسبیح کہے لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے سبحان اللہ کہے یعنی
اللہ پاک ہی اس لیئے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ خدا سب عیبون اور نقصون سے پاک ہی اور چونکہ نفی
نقص سے کمال ثابت نہین ہوتا اس واسطے بعد اسکے الحمد للہ کہے یعنے سب تعریف خدا ہی کے
واسطے ہی اس لیئے کہ یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ خدا تمام صفتون کمال کے ساتھہ موصوف ہی اور چونکہ کمال ۶۲۶
ثابت ہونے سے نفی کبیر کی لازم نہین آتی اسلیئے بعد اُسکے اللہ اکبر کہے یعنے اللہ سب سے بڑا ہے اُسکے برابر
کوئی نہین پہر بعد اسکے تہلیل کہے یعنے لا آلہ الا اللہ الخ یعنے سواے خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہین
وہ نرالا ہے اسکا کوئی شریک نہین سو اس ترتیب سے ان کلمون کے درمیان مناسبت پائی جاتی ہے
اور ایک طریق مین اس حدیث ابوہریرہؓ کے یہ لفظ زیادہ آیا ہے کہ محتاج اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس پلٹ گئے سو انہون نے عرض کی مالدار لوگون نے ہمارے اس وظیفے کو سنا سو انہون نے بہی
ویسا کیا جیسا ہمنے کیا سو آپنے فرمایا کہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے دے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا
کہ کبہی مشکل عمل کا ثواب آسان عمل والے کو بہی حاصل ہو جاتا ہے جیسے کہ مثلا کلمہ شہادت ہی کہ اسکا پڑہنا
نہایت سہل اور آسان ہے حالانکہ کئی مشکل عبادتون پر اسکو فضیلت ہی اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جب فرض
ادا کرنے مین مالدار اور فقیر برابر ہو تو سوقت مالدار آدمی فقیر سے افضل ہے اسلیئے کہ مالدار صدقہ خیرات کرنے کے
سبب سے جو درجے حاصل کرتا ہے وہ فقیر سے نہین ہو سکتا اور اکثر صوفیہ کا یہ مذہب ہی کہ فقیر صابر مالدار سے افضل
اس لیئے ہے کہ جو صفائی اور ستہرائی فقر کے سبب سے فقیر کو حاصل ہے وہ صفائی مالدار کو میسر نہین اور بعضون نے کہا کہ
افضل وہ شخص ہے جسکی گذران درمیانی ہو اور بعضون نے کہا کہ یہ فضیلت مختلف ہی باعتبار اختلاف اشخاص کے یعنی

لوگون کے واسطے مالدار ہونا افضل ہے اور بعضون کے واسطے فقر افضل ہے اور بعضون نے کہا کہ کسی کو افضل نہین
کہنا چاہیئے اسیلئے کہ کوئی مالدار خدا کے راہ مین مال خرچ کرے اور فقیر آدمی اسکو دیکھکر دلمین یہ تمنا کرے کہ
اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بہی خدا کے راہ مین صرف کرتا اور دونون کی نیت سچی ہو تو دونو کو ثواب برابر ملتا ہے اور
اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ اگر کوئی شخص کسی عالم سے اختلافی مسئلہ پوچہے تو اسکو
ایسا جواب دیوے جسکی ساتہہ وہ اہل فضل کا درجہ پاجاوے اور یہ کہ عملون مین رشک کرنا جائز ہے یعنے یہ
کہ جیسے یہ عمل کرتا ہے مین بہی ویسا عمل کرون تاکہ اسکے درجے کو پاون اور یہ کہ جن عملون سے درجے بلند
ہون انکی طرف جلدی کرنی چاہیئے اور یہ کہ نماز کے بعد ذکر کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ کبہی عمل قاصر عمل متعدی
کے برابر ہوجاتا ہے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتون سے مراد بہشت کی نعمتین ہین کہ کبہی فنا نہین ہونگی ابد الآباد
تک ہمیشہ باقی رہینگی نہ سڑین گی اور نہ گلین گی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ
الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ إِلَى
مُعَاوِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ ٦٢٧
لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ الشُّعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بِهٰذَا وَقَالَ الْحَسَنُ جَدٌّ
غِنًى وَعَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ وَرَّادٍ بِهٰذَا ۔ **ترجمہ** ورادؓ مغیرہ کے منشی سے روایت ہے کہ
مغیرہ نے معاویہ کی طرف مجہسے خط لکہوایا (اور اُسنے اُس خط مین معاویہ کی طرف یہ لکہا) کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے پیچہے یہ ذکر پڑہا کرتے تہے کہ سواے خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہین وہ اکیلا ہے
کوئی اسکا شریک نہین اُسی کا ملک ہے اور اُسی کو حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی کوئی روکنے والا نہین
تیری دی چیز کو اور تیرے روبرو مالدار اور بادشاہی والے کو اسکی مالداری اور بادشاہی کچہ نفع نہین کرتی صرف
نیک عمل فائدہ دیتا ہے یا دنیا کی کوشش اسکو نفع نہین دیتی یا بہاگ جانے والے کو اُسکا بہاگنا نفع نہین کرتا
کہ تمام زمین اور آسمان کا ملک تیرے قبضے مین ہے اور خدا نے قرآن مین فرمایا ہے و یا معشر الجن والانس
ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان یعنے اے گروہ
جنون اور آدمیون کے اگر تم طاقت رکہتے ہو اسکی کہ نکل بہاگو کنارون سے آسمانون اور زمین کے تو
نکل جاؤ نہ نکل سکوگے مگر ساتہہ کسی حجت کی لیکن تمہارے پاس کوئی حجت نہین اور حسن بصریؒ نے
کہا کہ جد کا معنے مالدار ہونا ہے **ف** قسطلانی مین لکہا ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہین نہ باعتبار
عقل کے اور نہ باعتبار نقل کے عقل کے رو سے تو اسواسطے نہین کہ دو خدا کا ہونا محال ہے اس لیئے کہ

اگر دو خدا کا وجود فرض کیا جاوے تو دونوں سے ہر ایک تمام مخلوق پر قادر ہوگا سو اگر ایک نے چاہا کہ مثلاً مین زید کو چلاؤن اور دوسرے نے چاہا کہ مین زید کو کہڑا کرون سو یا تو دونو کی مراد حاصل ہو گی یعنے زید کا چلنا بہی اور کہڑا ہونا بہی اور یہ محال ہے اس لیے کہ دو ضدون کا جمع ہونا محال ہے اور یا دونون سے کسی کی مراد بہی حاصل نہین ہوگی اور یہ بہی محال ہے اس لیئے کہ ہر ایک کی مراد کے موجود ہونے سے مانع دوسرے کی مراد کا حاصل ہونا ہے اور نہین منع ہے حاصل ہونا مراد ہر ایک کا مگر وقت حاصل ہونے مراد دوسرے کے وبالعکس سو اگر دونو کی مراد منع ہوئی تو دونو کی مراد حاصل ہوگی اور یہ محال ہے دو وجہ سے اول یہ وجہ کہ جب ہر ایک دونون سے مالانہایت پر قادر تہا تو یہ بات ممکن نہین کہ ایک دوسرے سے زیادہ تر قدرت رکہتا ہے بلکہ دونون قدرت مین برابر مساوی ہونگے پس یہ محال ہے کہ ایک کی مراد وقوع مین آوے اور دوسرے کی نہ آوے اسلیئے کہ اس صورت مین ترجیح احد المتساویین کی بلا مرجح لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور دوم باین طور کہ اگر ایک کی مراد حاصل ہووے اور دوسرے کی حاصل نہ ہووے تو جس کی مراد حاصل ہوگی وہ قادر مطلق ہوگا اور جس کی مراد حاصل نہین ہوئی وہ عاجز ہوگا پس وہ خدا نہ ہوسکے گا اور نقل کے رو سے اسواسطے خدا کا کوئی شریک نہین کہ خدا نے قرآن مین فرمایا وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یعنے خدا ایک ہی اُسکا کوئی شریک نہین انتہے اور مغیرہ نے جب معاویہ کی طرف یہ خط لکہا تو اُس وقت مغیرہ معاویہ کی طرف سے کوفہ پر حاکم تہا یعنے معاویہ کا صوبہ تہا اور سبب اُس خط کا یہ ہے کہ معاویہ رضہ نے مغیرہ رضہ کو لکہا تہا کہ اگر تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سُنی ہو تو اُس کو لکہہ کر میرے پاس بہیج دے تب مغیرہ رضہ نے یہ حدیث لکہہ کر اس کی طرف بہیجدی ۶۰۲۸

بَابٌ يَسْتَقْبِلُ الْاِمَامُ النَّاسَ اِذَا سَلَّمَ جب امام نماز سے سلام پہیرے تو لوگون کی طرف مُنہ کر بیٹھے **ف** یہ فقط اسی نماز کے بعد ہے جس کے بعد سنتین نہین جیسے کہ فجر اور عصر کی نماز ہے اور جس نماز کے بعد سُنتین ہین تو اُس مین مقدم یہ ہے کہ پہلے سُنتون کو ادا کرے بعد اسکے مقتدیون کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے علماء کہتے ہین کہ مقتدیون کے سامنے ہوکر بیٹھنے مین یہ حکمت ہے کہ باہر سے آنے والے کو اطلاع ہو جاوے کہ نماز لوگ پڑہ چکے ہین اس لیئے کہ اگر امام اپنی سابق حالت پر بیٹہا رہے تو غیر آدمی کو دیکہہ کر وہم پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید وہ التحیات مین ہے اور یا اس مین حکمت یہ ہے کہ مقتدیون کے سامنے ہو کر اُن کو دین کے مسئلے تعلیم کرے اور بعضون نے کہا کہ امام کا مقتدیون کی

طرف بیٹھ کرنا صرف حق امامت کے سبب سے ہے سو جب نماز ادا ہو چکی تو وہ حق نہ رہا پس اب انکی طرف بیٹھے
رہنے میں تکبر اور تعلی کا وہم پیدا ہوتا ہے سو انکی طرف منہ کرکے بیٹھنے سے یہ وہم بالکل دفع ہو جاویگا
حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ ثَنَا جُرَيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ
سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً
أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ **ترجمہ** سمرہ بن جندب رضؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف منہ کرکے بیٹھا کرتے تھے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ
مَسْعُودٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ
فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ
عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ
بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ **ترجمہ** ۶۲۹
زید بن خالد رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو صبح کی نماز حدیبیہ میں پڑھائی مینہ کے بعد جو
اس رات میں برساتھا سو جب نماز ادا کر چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ کیا تم جانتے
ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے سو اصحاب رضؓ نے عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے
خدا نے فرمایا کہ میرے بندوں نے صبح کو بعضے ایمان لائے اور بعضے کافر ہوئے سو جس نے کہا کہ
خدا کی رحمت سے ہمپر مینہ برسا تو اُسنے مجھکو مانا اور تارے سے انکار کیا اور جس نے کہا کہ فلانے ستارے نے
مینہ برسایا اور فلانے ستارے کے سبب سے ہمپر پانی برسایا گیا تو وہ کافر خدا کا منکر ہے اور ستارے کو ماننا
ف یعنے مینہ تو خدا برساتا ہے اور نادان لوگ اُسکو ستارے کی تاثیر سے جانکر خدا کا شکر نہیں کرتے
اور یہ کفر سے کفر حقیقی ہے یعنے جو شخص مینہ کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھے اور دل میں یہ اعتقاد رکھے
کہ ستارے مینہ برساتے ہیں اور یہی مدبر مختار ہیں تو وہ حقیقۃ کافر ہو جاتا ہے اور اسلام سے نکل جاتا ہے اور
یہی قول ہے امام شافعی اور جمہور علما کا اور یہی معنے ہیں ظاہر حدیث کا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے کفران نعمت
کا ہے لیکن یہ خاص اسی کے حق میں ہے جو ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھتا ہو اور اگر یہ اعتقاد رکھے کہ خدا مینہ
برساتا ہے اور وہی اُسکا پیدا کرنے والا ہے اور یہ تارے مینہ کی نشانی ہیں تو اسمیں کافر نہیں ہوتا لیکن گناہ
سے خالی نہیں اسی واسطے ہر آدمی کو لازم ہے کہ زبان کو اس قول سے اور دل کو اس اعتقاد سے

پاک صاف رکہے اگر کوئی شخص کہے کہ مینہ کا حقیقی پیدا کرنے والا تو خدا ہے لیکن اسنے باعتبار عادت ستارون
کو اسکا سبب ٹہیرایا ہے تو اب ستارون کی طرف مینہ کی نسبت کرلی جائز ہے جیسا کہ آگ کہ جلانے اور دوا کی
تاثیر وغیرہ اسباب عادیہ مین لوگ اعتقاد رکہتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ دلائل نجومیہ سب ظنی ہین اور ستارون کے
تمام اوضاع اور حرکات کو ضبط کرنا حوصلہ انسان سے باہر ہے اور نیز نجومیون کو آپس مین سخت اختلاف ہے
کہ ایک کی رای دوسرے سے نہین ملتی کوئی کچہ کہتا ہے اور کوئی کچہ کہتا ہے کوئی ستارون کی حرکت کسی طور سے
تبلاتا ہے اور کوئی کسی طور سے تبلاتا ہے اور بعضے ستارون کی مطلق کچہ تاثیر نہین ہوتی اسمین عقل نجومیہ بہی
حیران ہے چہ جائیکہ اسکو دوسرا کوئی سمجہ سکے پس آگ وغیرہ اسباب عادیہ محسوسہ کی تاثیر پر اسکو قیاس کرنا
بالکل غلط ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ شارع علیہ السلام سے اس باب مین سخت ممانعت آچکی ہے چنانچہ
آپنے فرمایا ہے من اتی کاہنا او منجما فقد کفر برب الکعبۃ یعنے جو شخص کسی کاہن اور نجومی کے پاس جاوے
تو وہ کافر ہوجاتا ہے اور نیز زید بن خالد کی حدیث بہی سخت ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور اس قسم کی ممانعت
اسباب عادیہ آگ وغیرہ کی تاثیر کے باب مین شارع کی طرف سے ثابت نہین ہوئی پس مینہ کو ستارون کی طرف نسبت
کرنا بالکل جائز نہین اور امام نووی نے لکہا ہے کہ اٹہائیس ستارے ہین جو تمام برس مین دورہ کرتے ہین انکا ۶۳۰
چڑہنا لوگون کو معلوم ہے اور انہین کو چاند کی اٹہائیس منزلین کہا جاتا ہے ہر تیرہ دن کے بعد کو ایک
ستارہ انہین سے پچہم مین ڈوب جاتا ہے اور اسی دن پورب کی طرف سے اسکے مقابل ایک ستارہ چڑہ
آتا ہے سو جاہلیت کو زمانے مین عرب کو لوگ مینہ کو اس تارے کی تاثیر سے سمجہتے تہے جو پچہم مین ڈوب جاتا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَخَّرَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَلَمَّا صَلّٰى اَقْبَلَ
عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَرَقَدُوْا وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ

ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز مین آدہی رات تک دیر کی
یعنے نماز کے واسطے گہر سے تشریف نہ لائے اور لوگ آپ کی منتظر بیٹہے رہے پہر آپ باہر تشریف لائے سو جب
نماز ادا کرچکے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مقرر لوگ نماز پڑہ چکے اور سو گئے اور ہمیشہ تم نماز مین ہو جب تک
تم نماز کے منتظر رہو گے **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب امام نماز سے سلام پہیرے تو مقتدیون کی
طرف منہ کرکے بیٹہے ان کو بیٹہ دے کر نہ بیٹہے اور یہی ہے وجہ مطابقت ان حدیثون کی باب سے

بَابُ مُكْثِ الْاِمَامِ فِيْ مُصَلَّاهُ بَعْدَ السَّلَامِ امام کو سلام کے بعد اپنے مصلے پر ٹہیرنا
جائز ہے یعنے اگر امام مقتدیون کی طرف منہ کرکے مصلے پر ٹہیرنا چاہے تو جائز ہے تو پہلے باب کے

مسئلے کا بہی اسمین ضرور لحاظ رکہے **ف** مصلے پر ٹہیرنا عام ہے کہ کسی ذکر یا دعا کے واسطے ہو یا
لوگون کو وعظ کرنے کی غرض ہو یا وہین نفل پڑہنے کا ارادہ ہو سب طرح سے جائز ہے لیکن امام
شافعی رح اور احمد رح وغیرہ کے نزدیک مکروہ ہے کما سیاتی **وقال** لَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ
عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ الْفَرِيْضَةَ وَفَعَلَهُ الْقَاسِمُ
وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ لَا يَتَطَوَّعُ الْاِمَامُ فِيْ مَكَانِهِ وَلَمْ يَصِحَّ **ترجمہ** نافع رض سے
روایت ہے کہ ابن عمر رض جس جگہ فرض پڑہتے اُسی جگہ مین نفل پڑہا کرتے تہے یعنے فرضون کے بعد
اپنے مصلے پر ٹہیرے رہتے اُسی جگہ مین نفل ادا کرتے تہے اُس جگہ سے آگے پیچہے نہ ہوتے اور قاسم
بن محمد نے بہی اس فعل کو کیا یعنے فرضون کی جگہہ مین نفل پڑہے ہے اور ابوہریرہ رض سے مرفوع حدیث
مروی ہے کہ امام اپنے مصلے پر نفل نہ پڑہے یعنے فرضون کی جگہ مین لیکن یہ حدیث صحیح نہین ہوئی
بلکہ ضعیف ہے سو اسطے کہ اسکے اسناد مین ضعف اور اضطراب ہے فقط لیث بن ابی سلیم نے
اس حدیث کو روایت کیا ہے اور وہ راوی ضعیف ہے **ف** اس باب مین مغیرہ سے بہی مرفوع حدیث
مروی ہے کہ امام فرضون کی جگہ مین نفل نہ پڑہے لیکن یہ حدیث بہی ضعیف اور منقطع ہے اور ابن ١٣١ ٦
ابی شیبہ نے حضرت علی رض سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام نفل نہ پڑہے یعنے فرضون کے
بعد یہانتک کہ اپنے مصلے سے ہٹ جاوے اور اسناد اسکی حسن ہے اور حدیث ابوہریرۃ رض اور مغیرہ رض
کی اگرچہ ضعیف ہین لیکن اس حدیث علی رض کی تقویت اور تائید کرتی ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ
امام نے جس جگہ فرض پڑہے ہون اُس جگہ مین اُسکو نفل پڑہنے مکروہ ہین اور یہی ہے مذہب اکثر
علما کا اور یہی قول ہے امام شافعی رح اور احمد رح کا اور شاید یہ کراہت اس واسطے ہے کہ نفل فرضون
کی ساتہہ نہ مل جاوین اس واسطے کہ صحیح مسلم مین سائب بن یزید سے روایت ہے کہ معاویہ نے اُسکو
کہا کہ جب تو جمعہ پڑہ چکے تو بعد اُسکے کوئی نماز نہ پڑہے یہانتک کہ تو کسی سے کلام کرے یا اُس
جگہ سے ہٹ جاوے سو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرضون کی جگہ نفل نہ پڑہنے سے یہی غرض ہے
کہ اُن دونو کے درمیان فصل ہو جاوے اور اُن مین اشتباہ اور التباس پیدا ہونے سے امن ہو جاوے
اس واسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب فرضون کے بعد کلام کر لیوے تو اس حالت
مین فرضون کی جگہ نفل پڑہنے جائز ہین اسلیئے کہ کلام کرنا اور اس جگہ سے ہٹ جانا آپس مین
ایک دوسرے کے مقابل واقع ہوئی ہین پس ثابت ہوا کہ یہ کراہت اشتباہ پر محمول ہے
اور ابن عمر کا فعل اسپر محمول ہے کہ وہ شاید فرض اور نفل کے درمیان کلام کر لیتے تہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ فرض کی

جگہ نفل پڑہے اس لیئے کہ کبہی باہر سے آنے والا اسکو فرض مین خیال کرکے اُسکے پیچہے اقتدا کرتا ہے
حالانکہ یہ جائز نہین لیکن یہ قیاس ہے مقابلے نص کے پس قطعا باطل ہوگا اور نیز صحیح حدیثون سے ثابت
ہو چکا ہے کہ فرض پڑہنے والے کی نماز نفل پڑہنے والے کے پیچہے جائز ہے پس کنا جائز کہنا جائز نہین و اللہ اعلم
اور یہی جاننا چاہیے کہ فرضون کے بعد سنتین ہونگی یا نہین ہونگی سو اگر اُنکے بعد سنتین ہون تو اول سنتون
کو پڑہے یا ذکر کو پڑہے جمہور علما کہتے ہین کہ ذکر کو پہلے پڑہے پہر نفل ادا کرے اور حنفیہ کہتے ہین کہ پہلے نفل
ادا کرے پہر ذکر پڑہے اور اگر فرضون کے بعد نفل نہ ہون تو امام اور مقتدی سب ملکر ذکر کو پڑہین اور اُسکے
واسطے کوئی جگہ معین نہین بلکہ اگر چاہین تو چلے جاوین اور ذکر کرین اور چاہین تو وہین بیٹھ کر ذکر کرین
اور اگر وہین ٹہیر کر ذکر کرین تو مستحب ہے کہ امام انکی طرف منہ کرکے انکو کچھ وعظ سناوے اور اگر انکو وعظ
نہ سناوے تو اپنے داہنے پہلو کو مقتدیون کی طرف کرے اور بائین کو قبلے کی طرف کرکے بیٹھے اور دعا
کرے اور یہی ہے مذہب اکثر علما شافعیہ کا اور اگر تہوڑی دیر بیٹھنا ہو تو قبلے کی طرف مُنہ کرکے بیٹھے کہ
اسمین دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اور اگر دیر تک بیٹھنا ہو تو پہلے طور سے بیٹھے واللہ اعلم حَدَّثَنَا ۶۳۲
أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ
هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ يَمْكُثُ فِي
مَكَانِهِ يَسِيرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَنُرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ لِكَيْ يَنْفُذَ مَنْ يَنْصَرِفُ مِنَ النِّسَاءِ ترجمہ
ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پہیرتے تو تہوڑی دیر اپنی جگہ
مین ٹہیرے رہتے ابن شہاب نے کہا کہ مین گمان کرتا ہون اور خدا خوب جانتا ہے کہ شاید آپ کا
ٹہیرنا اسواسطے تہا کہ عورتین گہرون کو پہلے پلٹ جاوین یعنے عورتون اور مردون کے ملنے کا راہ مین
اتفاق نہ ہو وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ أَنَّ ابْنَ
شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مِنْ صَوَاحِبَاتِهَا قَالَتْ كَانَ يُسَلِّمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ فَيَدْخُلْنَ بُيُوتَهُنَّ
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَنْصَرِفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ الْفِرَاسِيَّةُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي
هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ هِنْدًا بِنْتَ الْحَارِثِ الْقُرَشِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ
وَكَانَتْ تَحْتَ مَعْبَدِ بْنِ الْمِقْدَادِ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي

وَتَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدِ الْفِرَاسِيَّةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ ابْنُ شِهَابٍ عَنِ امْرَأَةٍ
مِنْ قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ام سلمہ رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نماز سے سلام
پہیرتے تہے سو عورتین بعد اسکے جلدی پلٹ جاتین اور آپکے پہرنے سے پہلے گہرون مین جا پہونچتین **ف** ایک روایت مین
نسائی سے سطرح سے آیا ہے کہ جب حضرت ؐ نماز سے سلام پہیرتے تو عورتین اسیوقت اُٹھ کہڑی ہوتین اور حضرتؐ
اور تمام مرد بیٹھے رہتے سو جب آپ کہڑے ہوتے تو اسوقت مرد بہی کہڑے ہوتے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو سلام کے
بعد اپنے مصلے پر ٹہیرے رہنا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن ابن شہاب کی اس علت
بیان کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقتدی صرف مرد ہون تو اسوقت امام کو مصلے پر ٹہیرنا مستحب نہین اور عائشہ رضہ کی
جو مسلم مین روایت ہے کہ حضرتؐ سلام کے بعد نہین بیٹہتے تہے مگر اسقدر کہ جسمین اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑہتے سو اسکا مطلب یہ ہے کہ جب آپکے پیچہے فقط مرد ہوتے تو اسی قدر ٹہیرتے اور جب عورتین بہی
ہوتین تو اوسوقت آپ زیادہ ٹہیرتے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ جب سلام پہیرتے تو اسیوقت اُٹھ کہڑے ہوتے
اور اسیطرح صدیق اکبر رضہ وغیرہ کے فعل سے بہی ثابت ہوا ہے سو ان حدیثون مین وہ نماز مراد ہے جسکی بعد سنتین ہین اور نیز اسی
حالت پر محمول ہو جبکہ امام کے پیچہے عورتین نہون فقط مرد ہی ہون کما مر اور نیز ان حدیثون سے ذکر ماثور کی نفی ثابت نہین ۶۲۳
ہوتی ہے اسلیے کہ وہ ذکر نہایت تہوڑی وقت مین ادا ہو جاتا ہے بلکہ جب سلام کے بعد سنتون کیطرف کہڑا ہونے لگی
تو اوتنے عرصے مین بہی وہ وظیفہ ادا ہو سکتا ہے پس سلام کے بعد ذکر کرنا جلد اُٹھ کہڑا ہونے کو منافی نہین اور نیز حنفیہ فرضون
کے بعد اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ الخ وغیرہ کو پڑہنا جائز رکہتے ہین بلکہ سنن ملانے کو خفی تو بعد فرضون کے
دعا کرنیکو واجب کیطرح جانتے ہین سو جب فرض اور نفل مین اس دعا اور ذکر وغیرہ کے ساتھ جدائی کرنی جائز رکہتے ہین تو پہر
لا الٰه الا اللّٰه الخ وغیرہ ذکر ماثور جو اوپر مذکور ہو چکا ہے بطریق اولے جائز ہوگا پس اس وجہ سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی
وباللّٰه التوفیق اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ امام مقتدیون کے حال کی رعایت کرے اور یہ کہ جس چیز سے گناہ مین پڑنیکا
خوف ہو اس سے بچنا ہے اور یہ کہ تہمت کی جگہہ سے بچنا ہے اور یہ کہ مردونکا عورتون سے ملنا مکروہ ہے چہ جائیکہ گہر ہو
اور یہ بہی معلوم ہوا کہ عورتین جماعت مین حاضر ہوا کرتی تہین **باب** مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ
اگر امام سلام کے کسی حاجت کی واسطے جلدی اُٹہکر لوگون کے درمیان سے گذرتا چلا جاوے تو جائز ہے **ف** یعنی
سلام کے بعد مصلے پر ٹہیرے رہنا جیسا کہ پہلے باب مین مذکور ہو چکا ہے فقط اسیوقت ہے جب کوئی حاجت نہو اور جب
کوئی حاجت پیش آجاوے تو اسوقت امام کو مصلے سے اُٹھ چلے جانا جائز ہے لیکن اس باب مین حاجت کی قید لگانی تکلف
سے خالی نہین اسلیے کہ سلام کے بعد مصلے پر ٹہیرنا کوئی واجب امر نہین بلکہ مستحب ہے بلکہ اکثر علما کے نزدیک مکروہ ہے
کما مر پس اگر امام فوراً مصلے سے اُٹھ کر چلا جاوے تو لامحالہ جائز ہوگا اسلیے کہ جواز استحباب کے مخالف نہین بلکہ مکث کو مکروہ کہنے والو

کے نزدیک اٹھ کر چلے جانا اولے ہوگا مگر شاید اسواسطے یہ قید ہو کہ حاجت کے لیے لوگون کی گردنون پر چلے جانا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے
واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ
اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَامَ مُسْرِعًا
يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ اِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوا مِنْ
سُرْعَتِهٖ فَقَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِي فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ ترجمہ عقبہ رضی
سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلعم کے پیچھے مدینہ مین عصر کی نماز پڑہی سو آپنے نماز سے سلام پھیری پھر جلدی اٹھہ کھڑے ہوئے
اور لوگون کی گردنون پر سے قدم مارتے اپنی کسی بی بی کے حجرے کیطرف چلے گئے پھر آپ گھر تشریف لائے سو آپنے گمان کیا کہ لوگون
کو آپکے جلدی اٹھہ کھڑے ہونیسے تعجب ہوا سو آپنے فرمایا کہ مجھکو نماز مین ایک سونیکا ٹکڑا یاد آیا جو ہمارے پاس تھا
یعنے پھر سے دلمین اسکا خیال گذرا سو مین نے مکروہ جانا کہ مجھکو خدا کیطرف متوجہ ہونے سے روک رکھے سو مینے اوسکے خیرات
کر دینے کا حکم کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے بعد مصلے پر ٹھیرنا واجب نہین بلکہ اٹھ کر چلے جانا جائز ہے کما مر اور
یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حاجت کے واسطے لوگون کی گردنون پر سے گذرنا جائز ہے اور یہ
کہ نماز مین کسی جائز کام کا قصد اور فکر کرنا نماز کو باطل نہین کرتا بلکہ اُسکے کمال کو بھی نقصان نہین پہونچاتا اور یہ کہ باوجود صفحہ ۳۴٦
قدرت کے صدقہ مین دوسرے کو نائب کرنا جائز ہے **بَابُ** الْاِنْفِتَالِ وَالْاِنْصِرَافِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ نماز
کے بعد داہنے اور بائین طرف پھر کر بیٹھنے کا بیان یعنے سلام کے بعد امام خواہ اپنے داہنے طرف منہ کر کے بیٹھے اور خواہ
بائین طرف منہہ کر کے بیٹھے دونو طرح سے جائز ہے کسی مین کراہت نہین وَكَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ
وَعَنْ يَسَارِهٖ وَيَعِيْبُ عَلٰى مَنْ يَتَوَخّٰى اَوْ مَنْ تَعَمَّدَ الْاِنْفِتَالَ عَنْ يَمِيْنِهٖ یعنے انس رضی اللہ عنہ اپنے داہنے اور بائین دونو طرف
پھر کر بیٹھا کرتے تھے یعنے کبھی داہنے طرف پھر کر بیٹھتے اور کبھی بائین طرف پھر کر بیٹھتے اور عیب کرتے تھے اوس شخص پر جو داہنی
طرف پھرنے کا قصد کرے **ف** صحیح مسلم مین انس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلعم اکثر اوقات داہنے طرف پھر کر
بیٹھا کرتے تھے سو ظاہر ان دونو حدیثون مین تعارض ہے اسلیے کہ انس رضی کے پہلے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ داہنے طرف پھر کر
بیٹھنے کا قصد کرنا منع ہے سو وجہ تطبیق کی ان دونون کا مطلب یہ ہے کہ مراد قصد کرنے سے پہلے اثر مین یہ ہے کہ داہنے طرف
پھرنے کو واجب جانے سو انس رضی ایسے آدمی کو برا جانتے تھے پس معلوم ہوا کہ دونو طرف پھر کر بیٹھنا جائز ہے پس وجہ مناسبت
اس اثر کی باب سے ظاہر ہو گئی حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ
الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَجْعَلْ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلٰوتِهٖ يَرٰى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَا
يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ ترجمہ
عبد اللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے کہ کوئی شخص اپنی نماز سے شیطان کا حصہ نہ ٹھیراوے کہ داہنے طرف منہ کر کے بیٹھنے کو اپنے

پر واجب اور لازم جانے (اور بائین طرف پہرنے کو جائز نہ کہے) اسلیے کہ بقرر مین نے حضرت م کو دیکھا ہے کہ آپ بہت بار بائین
طرف منہ کرکے بیٹھتے تھے **ف** ابن مسعود کا یہ قول اوسی شخص کے حق مین ہے جو داہنے طرف پہرنے کو واجب جانے
پس اس قول اور انس کے قول مذکور کا ایک ہی مطلب ہے صحیح مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ مین نے حضرت م کو دیکھا کہ
اکثر اوقات بائین طرف پہر کر بیٹھتے تھے سو اس حدیث مین اور انس رض کی حدیث مین جو مسلم سے اوپر منقول ہو چکی ہے ظاہر
تعارض معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ دو نو مین افعل کا صیغہ وارد ہوا ہے سو امام نووی نے کہا کہ حضرت م کبھی اسطرح کرتے تھے
اور کبھی اسطرح کرتے تھے سو جو کوئی جسطرف کو اکثر ہونے کا اعتقاد رکھتا تھا ویسے اوسنے خبر دی سو معلوم ہوا کہ دونو طرف پہرنا
جائز ہے اور یا ابن مسعود کی حدیث حضر پر محمول ہے اور حدیث انس کی سفر پر محمول ہے یعنے جب آپ مسجد مین نماز پڑہتے تو بائین طرف پہر کر
اسلیے کہ آپکی بی بیون کے حجرے بائین طرف تھے اور جب سفر مین ہوتے تو داہنے طرف پہر کر بیٹھتے پس حاصل اس مسئلہ کا یہ ہے
کہ نماز سے پہر کر بیٹھنے کے واسطے کوئی طرف خاص معین نہین خواہ داہنے طرف پہر کر بیٹھے خواہ بائین طرف پہر کر بیٹھے دونو طرح
سے جائز ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ علما کہتے ہین جسطرف حاجت ہو اوسطرف منہ کرکے بیٹھنا افضل ہے
خواہ داہنے طرف ہو خواہ بائین طرف اور اگر کسی طرف بھی حاجت نہ ہو تو پہر داہنے منہ کرکے بیٹھنا افضل ہے اسلیے کہ بہت
حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ داہنی طرف کو بائین طرف پر فضیلت ہے جیسے کہ حدیث عائشہ رض کی جو کتاب الطہارت مین گذر
چکی ہے اور ترمذی نے کہا کہ اسپر ہے عمل اکثر اہل علم کا ہے کہ جسطرف چاہے پہر کر بیٹھ جاوے کہتے ہین کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا
ہے کہ مستحب امر پر اصرار کرنا اور اسکو واجب جاننا بدعت ہے اسلیے کہ ہر چیز مین اول داہنے طرف سے شروع کرنا مستحب امر ہے لیکن
جب عبداللہ بن مسعود نے خوف کیا کہ لوگ اسکو واجب سمجھ بیٹھین تو صاف کہدیا کہ جو اسکو واجب سمجھے اور اسپر اصرار کرے تو اوسنے
اپنی نماز سے شیطان کا حصہ کیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید شخصی اور مذہب معین کا التزام کرنا اور اسکو واجب جاننا بدعت
ہے اسلیے کہ جب قرآن و حدیث مین مسئلہ پایا جاوے تو اوسوقت تقلید شخصی مباح امر ہے **باب** مَا جَاءَ فِي الثُّومِ النِّيِّ
وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ کچے لہسن پیاز اور گندنا کے کہانے کا بیان **ف** یہ باب احکام مسجدون سے ہے اور پہلے باب
احکام نماز مین ہین لیکن چونکہ پہلے بابون سے بطریق عموم جماعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اسلیے مناسب ہے کہ جو شخص
کسی عذر کے سبب جماعت مین حاضر نہین ہو سکتا اسکو بیان کیا جاوے اور کچا لہسن پیاز کہانے والا بھی جماعت سے منع کیا گیا ہے
اسلیے اسکا بیان کرنا مناسب ہوا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس باب کی احکام نماز سے اور گندنا کا ذکر اس باب کی حدیثون
مین نہین جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا لیکن اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ جابر کی حدیث کی بعض طریقون مین اسکا ذکر
آگیا ہے وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ الثُّوْمَ اَوِ الْبَصَلَ مِنَ الْجُوْعِ اَوْ غَيْرِهِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا
یعنے حضرت م کے اس قول کا بیان کہ جو شخص لہسن پیاز کچا کہا دے بہوک وغیرہ کے سبب سے وہ ہماری مسجد کے نزدیک ہرگز نہ آوے
ف بہوک کی قید اسمین بطور زیادہ کی ہے کہ جب بہوک کے سبب سے کہانا منع ہوا تو بدون اسکے کہانا بطریق اولی منع ہوگا

حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا ابو عاصم قال اخبرنا ابن جريج قال اخبرني عطاء قال سمعت
جابر بن عبد الله قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة يريد الثوم فلا يغشانا
في مسجدنا قلت ما يعني به قال ما اراه يعني الا نيئه وقال مخلد بن يزيد عن ابن جريج الا نتنه ترجمہ
جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو اس درخت یعنی لہسن سے کھاوے وہ ہماری مسجد میں نہ آوے راوی
کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ آپکی مراد اس سے کیا ہے کچا یا پکا ہوا یا دونو سو جابر نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ مراد آپ کی کچا لہسن
پیاز ہے اور مخلد نے کہا کہ مراد اسکی بو ہے ف صحیح مسلم میں اس حدیث کی آخر میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ فرشتوں سے
اسی چیز سے یعنی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے حدثنا مسدد قال حدثنا
يحيى عن عبيد الله قال حدثني نافع عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال في غزوة خيبر من
اكل من هذه الشجرة يعني الثوم فلا يقربن مسجدنا ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے جنگ
خیبر کے دن فرمایا کہ جو شخص اس درخت سے کھاوے یعنی لہسن سو ہماری مسجد کے نزدیک ہرگز نہ آوے حدثنا
سعيد بن عفير قال حدثنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال زعم عطاء ان جابر بن عبد الله زعم
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من اكل ثوما او بصلا فليعتزلنا او ليعتزل مسجدنا وليقعد في ٦٣٦
بيته وان النبي صلى الله عليه وسلم اتي بقدر فيه خضرات من بقول فوجد لها ريحا فسال فاخبر
بما فيها من البقول فقال قربوها الى بعض اصحابه كان معه فلما راه كره اكلها قال كل فاني اناجي
من لا تناجي وقال احمد بن صالح عن ابن وهب اتي ببدر قال ابن وهب يعني طبقا فيه خضرات ولم يذكر
الليث وابو صفوان عن يونس قصة القدر فلا ادري هو من قول الزهري او في الحديث ترجمہ
جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کچا لہسن یا پیاز کھاوے وہ ہمسے الگ رہے یا ہماری مسجد سے
الگ رہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور مقرر کوئی شخص حضرت صلعم کے پاس کھانے کی ہانڈی لایا جسمیں کہ لہسن
پیاز وغیرہ سبز ترکاری ساگ پکا ہوا تھا سو آپکو اسکی بدبو آئی سو آپنے پوچھا کہ اسمیں کیا ہے سو کسی نے آپکو خبر دی کہ اسمیں لہسن
اور پیاز وغیرہ کا ساگ ہے سو فرمایا کہ اس کھانے کو بعض اصحاب کے نزدیک کر دو یعنی ابو ایوب کے جو اسوقت آپکے پاس
موجود تھا جب آپ نے دیکھا کہ اوسنے کھانے کو مکروہ جانا ہے فرمایا کہ تو کھا اسواسطے کہ میں بات چیت کرتا ہوں اس سے
جس سے تو بات چیت نہیں کرتا یعنے جبرئیل سے اور ایک روایت میں ہے کہ آپکے پاس ایک طشت لایا گیا جسمیں کئی قسم
کی سبز چیزیں تھیں ف صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرت صلعم ابو ایوب انصاری کے گھر میں اوترے تو وہ کھانا طیار
کر کے آپکے پاس بہیجا کرتا تھا اور جب باقی بچا کھانا اوسکے پاس پلٹ کر آیا جاتا تو پوچھتا حضرت نے کس جگہ سے کھایا
ہے سو جگہ سے نہ کھایا تھا سو ایک بار نے ساگ پکا کر آپکے پاس بہیجا آپ کو اوس سے لہسن کی بو آئی سو آپنے اسکو نکھایا

اور ابو ایوب کے پاس بھیجدیا کہ تو کھا سو جب اسنے سُنا کہ حضرت صلعم نے نہین کھایا تو اوسنے بھی ہاتھہ کھینچا اور پوچھا کہ یا حضرت صلعم
کیا یہ حرام ہے آپنے فرمایا حرام نہین حلال ہے مین اس قدر سے نہین کھاتا کہ مجھسے اور جبرئیل سے کلام ہوا کرتا ہے اور
اُنکو اسکی بو سے نفرت ہی **حدثنا** ابو معمر حدثنا عبد الوارث عن عبد العزیز قال سأل رجل انس بن
مالک ما سمعت نبي الله صلى الله عليه وسلم في الثوم فقال قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكل
من هذه الشجرة فلا يقربنا ولا يصلين معنا **ترجمہ** انس رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو اس درخت سے کھاوے یعنی لہسن سے تو ہماری نزدیک آوے اور ہمارے ساتھہ نماز نہ پڑہے **ف** ان حدیثون
سے معلوم ہوا کہ جو شخص لہسن اور پیاز کچا یا گندنا کھاوے تو اسکو ہر مسجد مین آنا منع ہے اور یہی مذہب ہے دنیا کے تمام اماموں کا امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مولی بھی پیاز لہسن کے برابر ہے کہ اُسکے ڈکار مین بد بو آتی ہے وعلے ہذا القیاس کھانے
وغیرہ کی چیزون سے جسمین بد بو آتی ہے سب کا یہی حکم ہے کہ انکو کھا کر مسجد مین جانا منع ہے اور اسیطرح ان بودار چیزون کو
کھا کر عید اور جنازے وغیرہ عبادات کی مجلسون اور مجمعون مین جانا منع ہے اسلیے کہ انس رض کی روایت مین یہ آیا کہ وہ ہمارے
نزدیک آوے اور ہمارے ساتھہ نماز نہ پڑہے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت وغیرہ سب مجمعون کا یہی حکم ہے اور بعضون
نے کہا کہ کچے لہسن پیاز کو کھا کر فقط مسجد نبوی مین جانا منع ہے اور مسجدون مین جانا منع نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ دوسری
مین صحیح مسلم وغیرہ کے صریح آچکا ہے کہ لہسن پیاز کچا کھا کر مسجدون مین نجاوی بس یہ لفظ جمع کا ہے سب مسجدونکو شامل ہے
پس سب کا یہی حکم ہے لیکن کچی لہسن پیاز وغیرہ کا کھانا اسیوقت منع ہے جبکہ کھا کر مسجد وغیرہ مین جاوے اور اگر مسجد مین نہ جاوے
تو اونکا کھانا منع نہین بلکہ حلال ہے جیسے کہ جابر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو کھا کر گھر مین بیٹھہ رہے اور امام نووی
نے کہا کہ سب علماء معتبرین کا اجماع ہوچکا ہے اسپر کہ لہسن پیاز وغیرہ کا کچا کھانا حلال ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے اور بعضے اہل ظاہر
کہتے ہین کہ حرام ہے اور جمہور کہتے ہین کہ جابر کی حدیث مین صریح موجود ہے کہ تو کھا اسواسطے کہ مین بات چیت کرتا ہون اُس سے
جسسے تو بات چیت نہین کرتا اور دوسری روایت مسلم کے یہ لفظ آیا ہے کہ آپنے فرمایا اے لوگو جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے
مین اسکو حرام نہین کرسکتا سو ان حدیثون سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ لہسن پیاز کا کھانا حلال ہے پس اہل ظاہر کے قول کا
کچھہ اعتبار نہین اور اگر مسجد خالی ہو اسمین کوئی آدمی نہو تو تب بھی کچا لہسن پیاز کھا اوسمین جانا منع اسلیے کہ اوسمین فرشتونکو
تکلیف ہوتی ہے اور بعضون نے کہا کہ اگر سب لوگون نے کھایا ہے تو اونکو مسجد مین جانا منع نہین اور بعضون نے کہا جسکے
منہ سے بو آتی ہو یا بغل گندہ ہو تو اوسکو بھی مسجد مین جانا منع ہے اور اسیطرح ماہی فروش اور چرم رنگ وغیرہ کو بھی مسجد مین
آنا منع ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسجد مین جانا صرف اسی حالت مین منع ہے جبکہ لہسن پیاز کچا کھاوے اور اگر اونکو
پکاوے یا سرکہ مین ڈالکر بو دور کیجے تو اونکو کھا کر مسجد مین جانا منع نہین جیسے کہ جابر رض نے کہا کہ حضرت صلعم کی مرضی
سے کچا لہسن پیاز نہ ہے اور ابو داؤد اور ترمذی مین حضرت علی رض سے روایت ہے کہ لہسن پیاز کا پکا کر کھانا حلال ہے اور

اور ابو داؤد مین معاویہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے ان دو درختون یعنی لہسن اور پیاز سے منع کیا اور فرمایا اگر کہانا ہو تو پکا کر کہاؤ سو جب ان سب چیزون کو جمع کیا جائے تو سب کا حال یہی نکلتا ہے کہ لہسن پیاز پکا ہوا کہا کر مسجد مین جانا منع نہین اور آپ نے اُسکو نہ ہونے کے واسطے نہ کہایا اسلیے کہ آپ وہ لوگون کیطرح نہین تہے نہ یہ کہ اُسکا کہانا آپ پر حرام تہا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ حرام نہین یکا امر اور بعضون نے کہا کہ ان حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز پڑہنا فرض نہین اسلیے کہ لہسن پیاز سب علمار معتبرین کے نزدیک حلال ہی اور حلال چیز کا کہانا جائز ہے اور جو اُسکو کہاوی اُسکا جماعت مین آنا منع ہی پس معلوم ہوا کہ جماعت فرض نہین اور بعضے کہتے ہین کہ ممانعت جو ان حدیثون مین آئی ہے تو یہ زجر اور جہڑک پر محمول ہے یعنے جو شخص مسجد مین آنا چاہے تو وہ اُسکو کچا ہرگز نہ کہاوی پس ترک جماعت کے لیئے عذر نہین ہو سکتا ہی بلکہ وہ اُسکے اس جرم کی سزا ہے کہ جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور جسجگہہ آپ نے اُسکے کہانے کا اذن دیا تو وہان مسجد نہین تہی یا وہ لہسن کچا نہین تہا پس اس سے معلوم ہوا کہ عذر وہی ہے جسمین آدمی کا کچہ دخل اور اختیار نہ ہو جیسے مینہہ اور مرض وغیرہ ہے اور جو اپنے اختیار ہے وہ عذر نہین اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص مسجد کے نزدیک نہ آوے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے صحن اور قرب جوار میں بہی نہ آوے چہ جائیکہ مسجد ہو واللہ اعلم **باب** وُضُوءِ الصِّبْيَانِ وَمَتَى يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالطُّهُورُ وَحُضُورِهِمُ الْجَمَاعَةَ وَالْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائِزَ وَصُفُوفِهِمْ نابالغ لڑکون کے وضو کا بیان یعنے اُنکا وضو صحیح ہے اور یہ کہ اُنپر غسل اور طہارت کرنا کسوقت فرض ہوتا ہے اور یہ کہ عید اور جماعت اور جنازی مین اُنکے حاضر ہونیکا کیا حکم ہے اور یہ کہ وہ صفون مین کسجگہہ کہڑے ہون لوگون کے درمیان یا پیچہے **ف** قلعہ پکی مین امام بخاری نے لڑکون کو وضو کا کچہ حکم بیان نہین کیا کہ واجب ہے یا مستحب اسلیے کہ اگر اُسکو مستحب کہتا تو اُس سے لازم آتا کہ لڑکے کی نماز بدون وضو کے صحیح ہے اور اگر اُسکو واجب کہتا تو اُس سے لازم آتا کہ وضو کے ترک پر اُسکو عذاب ہو حالانکہ ایسا نہین اسیواسطے اُنہون نے ایسا لفظ بولا جسمین کوئی اعتراض نہ آسکے لیکن اعتراض اب بہی باقی ہے اور جواب اُسکا یہ ہی کہ اگر وضو کو مستحب کہا جاوی تو لازم آویگا کہ لڑکے کی نماز بدون وضو کے صحیح ہو اور بدون وضو کے اُنکی نماز صحیح ہونے سے کوئی خرابی لازم نہین آتی اسلیے کہ وہ مکلف نہین ہین پس اس شرط کی رعایت کرنی اوسپر واجب نہین تاکہ اُسکے ترک کرنیسے گنہگار ہو اور اس باب کی حدیثون مین یہ ذکر نہین کہ لڑکون پر غسل کسوقت واجب ہوتا ہے لیکن ابو سعید رض کی حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا نابالغ لڑکے پر واجب نہین اسلیے معلوم ہوتا ہے کہ احتلام شرط ہے واسطے واجب ہونے غسل کے تو معلوم ہوا کہ جب احتلام ہونے لگے تو اُسوقت غسل فرض ہو جاتا ہے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے مرفوع حدیث روایت کی ہی کہ جب لڑکا سات برس کا ہو تو اُسکو نماز سکہلاؤ اور جب دس برس کا ہو تو اُسکو مار کر نماز پڑہاؤ سو اسی حدیث سے دلیل پکڑی ہی بعض اہل علم نے اسپر کہ دس برس کے لڑکے پر نماز واجب ہے اسلیے کہ اُسکو اسپر مارنے کا حکم آیا ہی اور یہ صفت وجوب کی ہے اور نماز وضو پر موقوف ہی پس معلوم ہوا کہ دس برس کے لڑکے پر وضو کرنا فرض ہے اور یہی ہے مذہب امام احمد کا اور ایک روایت مین امام شافعی سے بہی یہی قول منقول ہے لیکن

جمہور علما یہ کہتے ہین کہ جب تک لڑکا بالغ یعنے سولہ برس کا ہوجاوے تب تک اسپر نماز فرض نہین انکی نزدیک حدیث ابوداود وغیرہ
کی ظاہر پر محمول نہین کہتے لڑکے نے کا حکم صرف تادیب اور عادت ڈالنے کیواسطے وارد ہوا ہے اور بیہقی نے کہا کہ حدیث منسوخ ہے یعنے ناسخ اسکی
وہ حدیث ہے کہ لڑکے سے قلم اٹھالی گئی ہے یہانتک کہ اسکو احتلام ہووے یعنی بالغ ہوجاوے پہلے اوسکے حق مین کوئی گناہ نہین
لکھاجاتا **حدثنی** محمد بن المثنی قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة قال سمعت سليمان
الشيباني قال سمعت الشعبي قال اخبرني من مر مع النبي صلى الله عليه وسلم على قبر منبوذ
فامهم وصفوا عليه فقلت يا ابا عمرو من حدثك قال ابن عباس **ترجمہ** شعبی سے روایت ہے کہ مجھکو خبر
دی اس شخص نے جو حضرت ؐ کے ساتھ ایک اکیلی قبر پر گذرا تہا سو آپ انکی امام بنے اور لوگون نے آپکے پیچہے صف
باندہی (اور جنازہ کی نماز پڑہی) سو مین نے کہا ای ابا عمرو کسنے تجھکو یہ حدیث سنائی اُسنے کہا کہ ابن عباس نے **ف**
ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکون کا جماعت اور جنازے وغیرہ مین حاضر ہونا اور صف باندہنا اور وضو
کرنا جائز ہے اسلیے کہ ابن عباس بہی اس صف مین موجود ہونگے اور وضو بہی کیا ہوگا حالانکہ ابن عباس اسوقت بہت
کم عمر تہے بالغ نہین تہے **حدثنا** علي بن عبد الله قال حدثنا سفيان قال ثني صفوان بن سليم
عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الغسل يوم الجمعة
واجب على كل محتلم **ترجمہ** ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا جمعے کے دن غسل کرنا ہر ایک
بالغ جوان پر واجب ہے **ف** مناسبت اس حدیث کی باب سے اوپر گذر چکی ہے اور بیان اسکا آیندہ بہی آویگا انشاءاللہ تعالی
حدثنا علي قال حدثنا سفيان عن عمرو قال اخبرني كريب عن ابن عباس قال بت عند خالتي
ميمونة ليلة فنام النبي صلى الله عليه وسلم فلما كان في بعض الليل قام رسول الله صلى الله عليه وسلم
فتوضأ من شن معلق وضوءا خفيفا يخففه عمرو ويقلله جدا ثم قام يصلي فقمت فتوضأت نحوا
مما توضأ ثم جئت فقمت عن يساره فحولني فجعلني عن يمينه ثم صلى ما شاء الله ثم اضطجع فنام حتى
نفخ فاتاه المنادي يؤذنه بالصلوة فقام معه الى الصلوة فصلى ولم يتوضأ قلنا لعمرو ان ناسا
يقولون ان النبي صلى الله عليه وسلم تنام عينه ولا ينام قلبه قال عمرو سمعت عبيد بن عمير يقول
ان رؤيا الانبياء وحي ثم قرأ اني ارى في المنام اني اذبحك **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مین اپنی
خالہ میمونہ رض پاس ایک رات رہا سو حضرت ؐ سوئے سو جب کچہ رات رہی تو حضرت ؐ اوٹہے یعنے تہجد کو پس آپنے ایک
لٹکی ہوئی مشک سے ہلکا وضو کیا جسکو عمرو (راوی) بہت ہلکا اور خفیف بتلاتا تہا پہر نماز پڑہنے کو کہڑے ہوئے ابن عباس
نے کہا سو مین نے وضو کیا جیسا کہ آپنے کیا تہا یعنے ہلکا پہر مین آپکے بائین طرف کہڑا ہوا سو آپنے مجھکو بائین طرف سے
پہیر لیا اور اپنے داہنے طرف کیا پہر آپنے نماز پڑہی جتنی کہ اللہ نے چاہا پہر آپ لیٹ گئے اور

سو رہے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے سو موذن نماز کی اطلاع کرنیکو آپ پاس آیا یعنے جماعت کا وقت ہوگیا ہے سو آپ اسکے ساتھ نماز کے واسطے کہڑے ہوئے سو آپنے نماز پڑہی اور نیا وضو نہ کیا (سفیان کہتا ہے) کہ ہمنے عمرو سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت کی آنکہہ سو جاتی تہے اور آپکا دل نہین سوتا تہا عمرو نے کہا کہ مینے عبید سے سنا ہے کہتے تہے کہ نبیون کی خواب بہی ہے یعنے وحی کی تمام ہے ثبات حکم مین پہر عبید نے اسکی تصدیق کے واسطے یہ آیت اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ یعنے ابراہیم نے اسمعیل سے کہا تحقیق مین خواب مین دیکھتا ہون کہ تجہکو ذبح کرتا ہون یعنے عبید نے اس آیت سے دلیل پکڑی اس بات پر کہ پیغمبرون کی خواب وحی ہوتی ہے اسلیے کہ اگر وحی نہ ہوتی تو ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا ذبح کرنا جائز نہ ہوتا **ف** اور حرام کام پر جرأت نہ کرتے اور اسمعیل ہی نہ کہتے کہ جو تمکو حکم ہوا ہے **ف** یہ حدیث کتاب الطہارات مین گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کی نماز اور وضو صحیح ہے اسلیے کہ ابن عباس رض نے وضو کرکے آپکے ساتھ نماز پڑہی اور حضرت نے اسکی نماز اور وضو کو جائز اور برقرار رکہا کہ اوسکو اپنے داہنے سے بائین کیا پس یہ حدیث اول مسئلہ باب سے مطابق ہے **حدثنا**

اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک ان جدتہ ملیکۃ دعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لطعام صنعتہ فاکل منہ فقال قوموا فلاصلی بکم قمت الی حصیر لنا قد اسود من طول ما لبس فنضحتہ بماء فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والیتیم معی والعجوز من ورائنا فصلی بنا رکعتین **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ اسکی دادی ملیکہ نے کہانا طیار کرکے حضرت ص کی دعوت کی سو آپنے اوس سے کہایا پہر فرمایا کہ کہڑے ہو تاکہ مین تمکو نماز پڑہاؤن سو مین اپنی ایک چٹائی کی طرف کہڑا ہوا جو زمانہ دراز مستعمل ہونے کے سبب سے بہت پرانی اور سیاہ ہوگئی تہی سو مین نے اسپر پانی چہڑکا تاکہ مٹی وغیرہ آلایش سے صاف ہوجاوے یا نرم ہوجاوے سو حضرت ص نماز کے واسطے کہڑے ہوئے اور ایک یتیم لڑکا میرے ساتھ کہڑا ہوا اور ایک بڑہیا ہمارے پیچہے کہڑی ہوئی سو آپنے ہمکو دو رکعت نفل نماز پڑہائی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکے نابالغ کا جماعت مین حاضر ہونا جائز ہے اسلیے کہ یتیم اوس لڑکے کو کہتے ہین جو نابالغ ہو اور حضرت ص نے اسپر انکار نہ کیا پس یہ حدیث باب کے اخیر مسئلے سے مطابق ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ نفلون کی جماعت جائز ہے کما مر اور یہ بہی معلوم ہوا کہ چٹائی پر نماز پڑہنی جائز ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ عورت مردونکے ساتھ نکہڑی ہووے اونکے پیچہے کہڑی ہووے اسلیے کہ اسمین فتنے کا خوف ہے اور اگر مردون کے ساتھ کہڑی ہوجاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اسکی نماز درست ہوجاتی ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر عورت مرد کے برابر کہڑی ہووے تو اسکی نماز درست ہوجاتی ہے لیکن مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر عورت تنہا صف کے پیچہے نماز پڑہے تو اسکی نماز درست ہے لیکن اگر مرد صف کے پیچہے تنہا نماز پڑہے تو امام شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک اسکی نماز صحیح ہے لیکن مکروہ ہے پس مناسب ہے اگر صف مین جگہ پاوے تو وہان کہڑا ہوجاوے ورنہ ایک آدمی کو صف سے پیچہے کہینچ لیوے اور دونو ملکر کہڑے ہوون سنن بیہقی مین ہے کہ ایک شخص نے صف کے

پیچھے تنہا نماز پڑہے سو حضرتؐ نے اسکو فرمایا کہ نماز کو دوہرا کر پڑہ سو یہ حدیث ضعیف ہی بر تقدیر صحت یہ امر استحباب کے واسطے ہے وجوب کو واسطے نہین یعنے ایسی نماز کو دوہرانا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑکے کو مردون کی صف مین کہڑا ہونا جائز ہے اور یہ کہ عورت لڑکے سے بھی پیچھے کہڑی ہووے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ **ترجمہ** عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہی کہ مین گدہے پر سوار ہو کر آیا اور مین اسدن بالغ ہونے کی نزدیک پہونچا تہا یعنے ابہی بالغ نہین ہوا اور حضرتؐ لوگون کو منا مین نماز پڑہا رہے تہے بدون دیوار کے یعنے آپکے آگے کوئی آڑ وغیرہ نہ تہی سو مین بعض صف کے آگے سے چلا گیا یعنے پوری صف کے آگے سے نہ گیا بلکہ نصف یا تہائی صف کے آگے تک گیا سو مین اترا اور گدہی کو چرنے چہوڑ دیا اور صف مین داخل ہوا مجہپر کسی نے انکار کیا نہ حضرتؐ نے نہ صحابہؓ نے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا صف کے آگے سے گذرنا اور جماعت مین داخل ہونا بہی جائز ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباسؓ کو اس سے منع نہ کیا بلکہ اسکو برقرار رکہا پس یہ حدیث باب کے تیسرے مسئلے کی مطابق ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کو مردون کی صف مین کہڑے ہونا جائز ہے سو اس حدیث اور انس کی حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صف کے پیچھے تنہا کہڑا ہو اور اسکے ساتہ کوئی لڑکا آ کر کہڑا ہو جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاتی ہے اسکو صف کے پیچھے تنہا نماز پڑہنے کا حکم نہین دیا جاویگا جسکی حدیث مین ممانعت آچکی ہے مگر بعضے حنبلی لوگ اسکو مطلق منع کرتے ہین اور یہ حدیث حجت ہے اونپر **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَقَالَ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ قَدْ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَيْرَكُمْ وَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ يَوْمَئِذٍ يُصَلِّيْ غَيْرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہی کہ ایکبار حضرتؐ نے عشا کی نماز مین بہت دیر کی یعنے آدہی یا تہائی رات گذر گئی یہانتک کہ عمرؓ نے آپکو پکارا کہ عورتین اور بچے سو گئے سو آپ گہر سے تشریف لائے اور فرمایا کہ نہین پڑہتا اس نماز کو زمین والون سے تمہارے سوا کوئی اور اسدن سوائے مدینہ والون کے کوئی نماز نہین پڑہتا تہا یعنے ابہی اسلام ملک مین پہیلا نہین تہا **ف** اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ لڑکون کی نماز اور جماعت مین شامل ہونا جائز ہے اسلیے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے نماز کے لیے مسجد مین آئے ہوئے تہے ورنہ انکے سونے اور نہ سونے سے کیا حرج تہا بلکہ انکے سونے مین فائدہ ہے

اور جاگنے مین حرج ہے کہ ہان کا دل اسکی طرف لگا رہتا ہو اور رونے وغیرہ سے لوگون کی نماز مین خلل آتا ہے پس اندنون صورت اونکے سونے کی شکایت کی کوئی وجہ نہین اور پہر حضرت صلعم نے بہی اسکو برقرار رکہا کسی کو منع نہین کیا **حدثنا** عمرو بن علی قال حدثنا یحیی قال حدثنا سفیان قال حدثنی عبد الرحمن بن عابس قال سمعت ابن عباس وقال له رجل شهدت الخروج مع النبي صلى الله عليه وسلم قال نعم ولولا مكاني منه ما شهدته يعني من صغره اتى العلم الذي عند دار كثير بن الصلت ثم خطب ثم اتى النساء فوعظهن وذكرهن وامرهن ان يتصدقن فجعلت المرأة تهوي بيدها الى حلقها تلقي في ثوب بلال ثم اتى هو وبلال الى البيت **ترجمہ** عبد الرحمن سے روایت ہے کہ مینے ابن عباس رض سے سنا اور ایک شخص نے اسکو سوال کیا کہ کیا تو عیدگاہ کی طرف نکلنے کے وقت حضرت صلعم کے ساتھ حاضر تہا یعنے جبکہ عورتین حضرت صلعم کے ساتھ عیدگاہ کیطرف نکلین تو کیا تو بہی اسوقت آپکے ساتھ تہا ابن عباس نے کہا ہان مین بہی اسوقت آپکے ساتھ حاضر تہا اور اگر میری جگہہ لڑکپن سے نہوتی تو مین حاضر نہوتا یعنے اگر مین کم عمر نہوتا تو حضرت صلعم کے ساتھ عورتون مین نجاتا کہ جوان کو عورتون مین جانا منع ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر میرا قرب اور قدر حضرت صلعم کے پاس نہوتا تو مین کم عمری سے حاضر نہوتا یعنے آپ مجہکو بہت عزیز جانتے تہے اسواسطے مین آپکے ساتھ حاضر ہوا سو حضرت صلعم اس نشان یا منارہ کے پاس آئے جو ابن صلت کے گہر کے نزدیک تہا پہر آپنے خطبہ پڑہا پہر عورتون کے پاس آئے اور انکو وعظ سنایا اور نصیحت کی اور خیرات کرنیکا حکم دیا سو عورتین ہاتہون سے انگوٹہیین اور بالیین اتار کر بلال کے کپڑے مین پہینکنے لگین پہر حضرت صلعم اور بلال گہر کو چلے آئے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکون کو عیدگاہ وغیرہ جماعت مین حاضر ہونا جائز ہے کہ ابن عباس حضرت صلعم کے ساتھ عیدگاہ مین حاضر ہوئے اور آپنے اوسپر انکار نہ کیا حالانکہ وہ اسوقت بالغ نہین تہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جب حضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو اسوقت ابن عباس رض تیرہ یا چودہ برس کے تہے پس ان کل حدیثون سے کل مسئلے باب کے ثابت ہوگئے اور یہ کچہہ ضرور نہین کہ ہر ایک ایک حدیث سے کل مسئلے باب کے ثابت ہون بلکہ اگر ایک حدیث سے ایک مسئلہ ثابت ہو اور دوسری سے دوسرا مسئلہ ثابت ہوجاتا یہانتک کہ کل حدیثون سے کل مسئلے ثابت ہوجاوین تو جب بہی مطابقت حاصل ہوجاتی ہے

باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس

رات کے وقت اور صبح کے اندہیرے مین عورتون کو نماز کے لیے مسجد مین جانا جائز ہے **حدثنا** ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت اعتم رسول الله صلى الله عليه وسلم بالعتمة حتى ناداه عمر نام النساء والصبيان فخرج النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما ينتظرها احد غيركم من اهل الارض ولا يصلى يومئذ الا بالمدينة وكانوا يصلون العتمة فيما بين ان يغيب الشفق الى ثلث الليل الاول **ترجمہ** اس حدیث عائشہ کا اوپر گذر چکا ہے

اسمین اتنا زیادہ ہے کہ مدینہ کے سوا کسی جگہہ نماز نہین پڑہی جاتی تہی اور لوگ سورج کی سرخی ڈوبنے سے لیکر
تہائی رات تک عشا پڑہا کرتے تہے **ف** تہائی رات تک عشا کو تاخیر کرکے پڑہنا مختار ہے اور طلوع صبح صادق
تک دیرکرنی جائز ہے **حدثنا** عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَرَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ تَابَعَهُ
شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضہ سے
روایت ہے کہ جب تمہاری عورتین تمکو مسجد مین نماز کے واسطے جانے کی اجازت چاہین تو انکو اذن دیدو **ف** اسحدیث مین
رات کی قید اسواسطے لگائی ہے کہ اسمین پردہ زیادہ ہے امام نووی نے لکہا ہے کہ اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت
کو بدون اذن خاوند کے گہر سے نکلنا جائز نہین ورنہ انکو اذن دینے کا حکم کرنا بے فائدہ ہے اور نیز مرد انکا عورتونکو
منع کرنا اثر ثابت ہی پس مسجدونکے سوا اور جگہہ جانا جائز نہین ہوگا اور اس سے یہ ابہی معلوم ہوا کہ عورتون کو مسجد مین نماز
کے لیے جانیکا اذن دینا واجب نہین اسلیے کہ اگر واجب ہوتا تو پہر اذن لینے کی کوئی معنے نہ تہی کیونکہ اذن چاہنا اسیوقت
ثابت ہوتا ہے جبکہ اذن دینے والا قبول و رد کا اختیار رکہتا ہو لیکن یہ وقت جائز ہے جبکہ کسی فتنے کا خوف نہو
حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ
هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ **ترجمہ**
ام سلمہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم کے زمانے مین جب عورتین فرضون سے سلام پہیرتین تو اسیوقت اٹھہ کہڑی ہوتین
اور حضرت صلعم اور سب مرد بیٹہے رہتے جتنا کہ اللہ چاہتا جب حضرت کہڑے ہوتے تو مرد بہی اٹھہ کر کہڑے ہوتے **ف**
یہ حدیث صفۃ الصلوۃ کے آخر مین پہلے گذر چکی ہے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ
اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ
الْغَلَسِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم صبح کی نماز پڑہتے سو عورتین گہرونکو پلٹ جاتین اسحالت مین کہ
اپنی چادرون سے بدنکو لپیٹنے والی ہوتین اندہیرے کے سبب سے انکو کوئی نہ پہچانتا **ف** یہ حدیث مواقیت
الصلوۃ مین پہلے گذر چکی ہے **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ
قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ

صَلوٰتِی کَرَاهِیَۃَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّہٖ ترجمہ ابی قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ البتہ مین نماز مین کھڑا ہوتا ہون اور چاہتا ہون کہ لمبی نماز پڑھون پہر سنتا ہون لڑکے کا رونا تو اپنی نماز مین تخفیف کرتا ہون واسطے ناگوار جاننے اس بات کے کہ اسکی مان پر مشکل ڈالون یعنے اسواسطے کہ بچے کا رونا مان پر شاق گذرے اور اسکو رنج ہو ف یہ حدیث ابواب الامامۃ مین پہلے گذر چکی ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ یَحْیٰی ابْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِیْلَ فَقُلْتُ لِعَمْرَۃَ اَوَمُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ اگر حضرت صلعم اس چیز کو پاتے جسکو عورتون نے اب پیدا کیا ہے یعنے زینت وغیرہ کرکے مسجد مین آنا یا کوئی اور خرابی وغیرہ تو البتہ اونکو مسجد مین آنے سے منع کرتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتون کو مسجد مین آنا منع ہوا مینے عمرہ کو کہا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتون کو مسجد مین آنا منع ہوگیا ہے اسنے کہا ہان ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتون کو رات کے وقت نماز مین مسجد مین جانا جائز ہے اور یہ کہ اگر عورت رات کو نماز کے لیے مسجد مین جانیکا اذن مانگے تو خاوند کو مناسب ہے کہ اسکو اذن دیوے اور یہی مذہب ہے ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ ایک جماعت صحابہ رضہ کا کہتے ہین کہ جیسے حضرت صلعم کے زمانے مین عورتین مسجدون مین جاتی تہین ویسی ہی اب بہی انکو مسجدون مین آنا جائز ہے بلکہ صحیح مسلم مین ہے کہ جب عبد اللہ بن عمر رضہ نے عورتون کے اذن دینے کی حدیث بیان کی تو انکے بیٹے نے کہا کہ البتہ ہم تو اونکو منع کرینگے تاکہ کوئی فساد پیدا نہ کرین تب عبد اللہ اپنے بیٹے پر نہایت غصے ہوئے اور کہا کہ مین تجھکو حضرت صلعم کی حدیث سناتا ہون اور تو اسکے مقابلے مین اپنی رائے پیش کرتا ہے ایک روایت مین ہے کہ عبد اللہ نے اس غصے کے سبب سے اپنے بیٹے کے ساتھ کلام کرنا چھوڑ دیا یہانتک کہ مر گئے یعنے اخیر دم تک اوس سے کلام نہ کی اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا کہ عورتین نماز کے لیے مسجد مین جاوین مگر کہتے ہین کہ جوان عورتین نجاوین بڑہیا عورتین جاوین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ عیدون مین عورتون کا باہر نکلنا مستحب ہے مگر خوبصورت ہون تو نہ نکلین اور بعضے کہتے ہین کہ عورتون کو عیدگاہ وغیرہ مین نکلنا مطلق منع ہے یعنی خواہ عورت جوان ہو خواہ بوڑہی ہو اور یہی ہے مذہب ابن مسعود اور عروہ اور قاسم وغیرہ تابعین اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہین کہ جوان عورتون کو مسجدون مین آنا منع ہے اور بڑہیا عورتون کو آنا جائز ہے لیکن صرف مغرب اور عشا اور فجر مین یعنے ظہر اور عصر مین بڑہیا عورت کو بہی مسجد مین آنا منع ہے تو یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ کا اور امام ابویوسف اور محمد کہتے ہین کہ بڑہیا عورتون کو ہر نماز کے لیے مسجد مین جانا جائز ہے کہ اونکو مرد سے رغبت کم ہوتی ہے پس اوسمین فتنے کا خوف نہین اور متاخرین حنفیہ کا فتوے یہہ ہے کہ عورتون کو مسجدون مین جانا مطلق منع ہے خواہ جوان ہو خواہ بڑہیا ہو اور خواہ راتکی نماز ہو خواہ دنکی نماز ہو اور جو لوگ مطلق منع کرتے ہین انکی سند عائشہ رضہ کا قول ہے جو ابہی بیان

مذکور ہو چکا ہے کہ اگر حضرت صلعم اب عورتون کا حال دیکھتے تو اونکو مسجدون سے منع کر دیتے سو جواب اسکا یہ ہی جو کہ شیخ
ابن حجر نے فتح الباری مین دیا ہے کہ عائشہ رض کے قول سے پہلا حکم بدل نہین سکتا ہے اسلیے کہ اُسنے اسکو ایسی شرط
کے ساتھہ معلق کیا ہے جو پائی نہین گئی بنا بر اُسکے جو اُسنے اپنے ظن سے کہا کہ اگر حضرت صلعم اس معاملے کو دیکھتے
تو منع کرتے سو کہا جاویگا کہ نہ آپنے اسکو دیکھا اور نہ منع کیا اور جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا پس سابق
حکم بر حال رہیگا اور عورتونکا نکلنا ہر حال مین جائز ہوگا اور نیز عائشہ رضنے صریحا منع نہین کیا اگرچہ اونکی کلام سے
اشارۃ ممانعت سمجھی جاتی ہے اور نیز خدا تعالے کو معلوم تہا کہ عورتین بعد آپکے یہ فتنہ پیدا کرینگی پہر باوجود اسکے
خدانے اپنی نبی پر عورتون کے منع کرنیکا حکم نہ بہیجا اور نہ اسباب مین آپ کو وحی ہوئی اور نیز جو کچہہ انہون نے پیدا کیا تہا
اگر وہ انکی منع کرنیکو مستلزم ہوتا تو بازار وغیرہ مین انکو جانا بطریق اولے منع ہو جاتا اور نیز یہ خرابی بعض عورتون سے
پیدا ہوئی تہی نہ کل سے سو اگر فرضا منع کیا جاوے تو صرف اسیکو منع کیا جاویگا جسنے یہ خرابی پیدا کی نہ سب عورتون کو
انتہے اور نیز احتمال ہے عائشہ رضنے جس چیز کو سبب منع کا سمجہا ہو وہ درحقیقت سبب منع کا نہ ہو یا حضرت صلعم
اسکو سبب منع کا نہ ٹہیراتے جیسا کہ صدیق اور علی وغیرہ نے سمجہا لیکن یہ سببیت موقت ہو سکتا ہے جبکہ عائشہ کے قول مین
احداث سے کوئی خرابی ادنے مراد ہو جو منع کا سبب بن سکے اور اگر احداث سے مراد زینت وغیرہ رکہی جاوے تو یہان
جوانون کی کوئی گنجایش نہین اسلیے کہ اُسوقت یہ منع اُس حدیث کے تحت مین داخل ہوگی جسمین خوشبو لگاکر مسجد مین
جانیکی ممانعت آئی ہے پس معلوم ہوا کہ عورتونکا مسجد مین آنا جائز ہے اور جو لوگ جوان اور بوڑہی عورت مین فرق
کرتے ہین تو اونکا جواب یہ ہے کہ فتنے کا خوف صرف اسیکی طرف سے ہے سو اگر وہ خوب پردہ کرکے آوے اور زینت وغیرہ سے
خالی ہو تو جوان عورت پر بھی کوئی خوف نہین خاصکر رات کو تو بالکل اس بات سے امن ہوتا ہے اور امام نووی نے شرح
صحیح مسلم میں لکہا ہے کہ ظاہر حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتون کو مسجد مین جانے سے منع نہ کیا جاوے لیکن ہو اسکو کئی شرطین
مین جو لوگ حدیثون سے سمجہی جاتی ہین وہ یہ ہین کہ خوشبو نہ لگاوے اور زینت نہ کرے اور پاؤن مین جہانجہن نہ ڈالے جسکی آواز
سنی جاوے اور عمدہ کپڑا نہ پہنے اور نہ مردون کے ساتھہ ملے اور نہ جوان ہو کہ اوسمین فتنے کا خوف ہے اور راہ مین کوئی مفسد
بدمعاش رہتا ہو سو اگر یہ سب شرطین پائی جاوین اور عورتون کا کوئی خاوند یا مالک بہی ہو تو اسکو منع کرنا مکروہ ہے اور
اگر اُسکا کوئی خاوند یا مالک ہو تو اسکو منع کرنا حرام ہے انتہے سو خلاصہ کلام اس مقام مین یہ ہے کہ بنا اس مسئلے کی خوف فتنے اور
عدم خوف پر ہے جیسا کہ اُن حدیثون سے ثابت ہوتا ہے جنمین حضرت نے عورتون کو خوشبو ملکے اور زینت کرکے
مسجد مین جانے سے منع کیا ہے کہ اوسمین فتنے کا خوف ہے اور اسیطرح اُنکے نکلنے کو رات کے ساتھہ قید کرنا بہی اسی
پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ مین یہ سب حدیثین موجود ہین اونمین سے ایک حدیث یہ ہے کہ جو زینب رضہ سے
مروی ہے کہ جو عورت مسجد مین آنا چاہے وہ خوشبو کو نہ چہوئے سو جس چیز سے فتنے فساد کا خوف ہو اوس سے پرہیز کیا جاوے

اور جس عورت سے فتنے کا خوف ہو یعنے زینت وغیرہ اسباب منع کی مرتکب ہو یا راہ مین کوئی ایسی چیز ہو جو خواہ مخواہ جبرًا اسکو
فتنے مین ڈالے تو اسکو مسجد مین آنا ہرگز جائز نہیں اور جس کسی وجہ سے فتنے کا خوف نہ ہو اسکو مسجد مین جانا جائز ہے اور
بعضون نے کہا کہ ان حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت عمدہ نفیس کپڑے اور زیور وغیرہ پہن کر مسجد مین جانا منع
ہے اسلیے کہ سبب منع کا تحریک اُس چیز کی ہے جو شہوت انگیزی کا باعث ہو سو وہ سبب ان سب مین پایا جاتا ہے
لیکن ابو داؤد وغیرہ مین ابن عمر سے روایت ہے کہ عورتون کو مسجدون مین جانیسے منع نہ کرو اور گہر مین نماز پڑہنی انکے
واسطے بہتر ہے اور احمد اور طبرانی نے ام حمید رضہ سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت صلعم پاس حاضر ہوئی اور عرض کی مین
آپکے ساتھ نماز پڑہنے کو دوست رکہتی ہون آپنے فرمایا گہر مین نماز پڑہنی مسجد مین پڑہنے سے افضل ہے انتہی اور وجہ اسکی
یہ ہے کہ امین فتنے کا بالکل خوف نہیں مگر یہ افضیلت اس جواز کے مخالف نہیں اور یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل کی
عورتون کو مسجدون مین جانا منع ہوگیا تہا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ انہون نے لکڑیون کی کہڑاوین بنا رکہی تہین جب مسجدون مین
آتی تو اونکو پاؤن مین پہن لیتین تاکہ مردون سے لنبی نظر آوین خدا نے اونپر حیض ڈالدیا اور مسجدون مین آنا اونپر
حرام کردیا کذا اخرجہ عبد الرزاق عن عائشہ وابن مسعود موقوفًا لیکن یہ حدیث مرفوع ہے کہ ایسے امر مین قیاس کو کچہ دخل
نہین انتہی مختصرًا (فتح الباری) اور امام بخاری کے نزدیک عورتون کو رات مین نکلنا جائز ہے دن مین جائز نہیں انکے
نزدیک مطلق حدیثین اجازت کی مقید پر محمول ہین یعنے وہ نسے رات ہی مراد ہے واللہ اعلم

باب صلوٰۃِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ جماعت مین عورتین مردون سے پیچہے کہڑی ہون **حدثنا** یَحْیَی بْنُ قَزَعَۃَ قَالَ
حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِیْنَ یَقْضِیْ تَسْلِیْمَہٗ وَیَمْکُثُ هُوَ فِیْ مَقَامِہٖ یَسِیْرًا قَبْلَ اَنْ یَقُوْمَ
قَالَ نُرٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَنَّ ذٰلِکَ کَانَ لِکَیْ تَنْصَرِفَ النِّسَاءُ قَبْلَ اَنْ یُدْرِکَهُنَّ مِنَ الرِّجَالِ **ترجمہ** ام سلمہ رضہ
سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نماز سے سلام پہیر کر تمام کرتے تو عورتین اُسوقت اٹہہ کہڑی ہوتین اور آپ اپنے مصلے
پر تہوڑی دیر ٹہیرے رہتے کہڑے ہونے سے پہلے زہری نے کہا مین گمان کرتا ہون اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اپکا ٹہیرنا اسواسطے تہا کہ عورتین
پہلے پلٹ جاوین مرد اونکو نہ پاسکین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت مین عورتین مردون سے پیچہے کہڑی ہوا کرین
اسلیے کہ ظاہر اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورتین مردونکے پیچہے صف باندہتی تہین اور مردون کو انکے پلٹ جانے
کی اطلاع نہ ہوتی تہی اگر انکی صف مردون کے آگے ہوتی تو پلٹنے کے وقت انکو مردون کی گردنونپر سے گذرنا پڑتا اور وہ
منع ہے اور نیز اس صورت مین مردونکا عورتونکو پاتا اور ملنا لازم آتا ہے جسکا راہ مین خوف تہا حالانکہ اس حدیث
مین صاف موجود ہے کہ مرد عورتون کو نہین پاسکتے تہے نہ اختلاف سے بوجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی
حدثنا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِ

اُمُّ سُلَیْمٍ فَقُمْتُ وَیَتِیْمٌ خَلْفَهٗ وَاُمُّ سُلَیْمٍ خَلْفَنَا ترجمہ انس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے ام سلیم کے گھر مین نماز پڑھی سو مین اور یتیم لڑکا ایک پیچھے کھڑے ہوئی ف اسحدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عورتون کو مردونکے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے اسلیے کہ ام سلیم اون دونون سے پیچھے کھڑے ہوئی اور بیان اسحدیث کا اوپر گذر چکا ہے **باب** سُرْعَةِ اِنْصِرَافِ النِّسَاءِ مِنَ الصُّبْحِ وَقِلَّةِ مُقَامِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ فجر کی نماز کے بعد عورتون کے جلدی پلٹ جانے اور مسجد مین نہ ٹھیرنے کا بیان یعنے عورتونکو چاہیے کہ نماز فجر کے بعد گھر ون کو جلدی پلٹ جاوین اور مسجد مین نہ ٹھیرین کہ مرد انکو پہچان لیوین ف فجر کی نماز کو اسواسطے خاص کیا کہ اسمین طول قرارت کے سبب سے بہت روشنی ہوجاتی تہی کہ ایکدوسرے کو پہچان لیتا اسواسطے مناسب ہوا کہ اسمین جلدی پلٹ جاوین اور عشا مین یہ حکم نہین کہ اسمین ٹھیرنے سے زیادہ اندھیرا ہوتا ہے پس اسوقت مسجد مین ٹھیرنا کچھ نقصان نہین دیتا **حَدَّثَنَا** یَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَيَنْصَرِفْنَ نِسَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ اَوْ لَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم فجر کی نماز اندھیرے مین پڑھا کرتے تہی سو مسلمان عورتین گھرون کو پلٹ جاتین اندھیرے کے سبب سے اونکو کوئی نہ پہچانتا یا وہ خود ایکدوسری کو نہ پہچانتین ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کو عورتین گھرونکی طرف جلدی پلٹ جاتی تہین بعد سلام کے مطلق کچھ دیر نہ کرتین والا باوجود طول قرارۃ کے ایسا اندھیرا باقی نہ رہتا بلکہ بہت روشنی ہوجاتی کہ اونکو ہر کوئی پہچانتا پس یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے **باب** اِسْتِئْذَانِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا بِالْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسْجِدِ عورت کا اپنے خاوند سے مسجد مین جانیکے لیے اذن چاہنا ف مراد اس باب سے یہ ہی کہ عورت کو نماز کے لیے مسجد مین جانا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اسیوقت جائز ہے جبکہ خاوند اوسکو اذن دیوے اور اگر خاوند اسکو اذن نہ دیوے تو اونکو مسجد مین جانا جائز نہین **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْنَعْهَا ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کسی سے اسکی بیوی مسجد مین نماز کے واسطے جانیکی اجازت مانگے تو اسکو منع نہ کرے ف اسحدیث مین مطلق نکلنے کا ذکر ہے لیکن دوسرے طریق مین اسحدیث کے یہ لفظ آگیا ہے کہ جب مسجد مین جانیکی اجازت مانگے تو منع نہ کرے اور وجہ استدلال کی اسحدیث اس مسئلہ پر او پر گذر چکی ہے کہ خاوند کا عورت کو باہر نکلنے سے منع کرنا امر ثابت ہوچکا ہے اور اسحدیث مین نہی سے مراد نہی تنزیہی ہے پس مسجد مین جانا اسکے اذن پر موقوف ہی اور اسیطرح عیدین اور جنازے اور بیمار پرسی اور زیارۃ ابوین وغیرہ کے واسطے بھی اسکو اذن لیکر جانا جائز ہے ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجمعۃ ۔ کتاب ہے جمعہ کی نماز کے بیان مین اور جو انکو لازم ہے **ف** جمعے کے میم پر پیش اور جزم دونو جائز ہین اور بعضے قاریون کے نزدیک انپر زبر اور زیر پڑہنی بہی جائز ہے اور کرمانی نے لکہا ہو کہ جزم میم کے ساتھ اسکے معنے مفعول کا ہے اور پیش اور زبر کے وقت ساتھ معنے فاعل ہے یعنے یہ دن لوگون کو جمع کرنیوالا ہے اور ت اسمین مبالغہ کی ہے اور جاہلیت کے زمانے مین یعنے حضرت صلعم کے پیدا ہونے سے پہلے جمعے کا نام عروبہ تہا بلکہ ہفتے کے تمام دنون کے اور اور نام تہے چنانچہ سنیچر کا نام شبار تہا اور اتوار کا نام اول تہا اور پیر کا نام اہون تہا اور منگل کا نام جبار تہا اور بدہ کا نام دبار تہا اور جمعرات کا نام مونس تہا اور جمعہ کا نام عروبہ تہا پہر بعد اسکے اسلام مین سب دنون کے نام بدلکر رکہے گئے اور جمعہ کا نام جمعہ اسواسطے رکہا گیا کہ آدم علیہ السلام کی خاک اسدن مین جمع کی گئی یا اسواسطے کہ آدم علیہ السلام کا زمین پر گرنا اور قیامت کا قائم ہونا وغیرہ بڑے بڑے کام اسمین جمع ہوئے ہین اور یا اسواسطے کہ کعب بن لوی جاہلیت کے زمانے مین لوگون کو اس دن مین جمع کیا کرتا تہا اور انکو خانہ کعبہ کی تعظیم کا حکم کرتا اور خبر دیتا کہ کعبے سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے یا اسواسطے کہ اسدن مین لوگ نماز کے واسطے جمع ہوتے ہین اور یا اسواسطے کہ اسلام مین جو سب سے پہلے جمعہ پڑہا گیا سو مدینے مین پڑہا گیا کہ حضرت صلعم کی ہجرت سے پہلے انصار ایکبار اسمین جمع ہوئے اور سعد بن زرارہ نے انکو جمعہ پڑہایا سو لوگون نے اسکا نام جمعہ کہدیا کہ اسدن مین جمع ہوئے تہے لیکن صحیح بات پہلی ہے کذا ذکرہ الشیخ فی الفتح اور ابن قیم نے ہدی مین جمعے کی بتیس ۳۲ خاصیتین بیان کین ہین بعض ان مین سے یہ ہین کہ جمعے کے دنکا عید ہونا اور اسمین تنہا روزے کا منع ہونا اور یہ کہ اسدن صبح کی نماز مین سورہ الم تنزیل اور ہل اتے علے الانسان پڑہنا اور جمعے کی نماز مین سورہ جمعہ اور منافقون کا پڑہنا اور اسدن غسل کرنا اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اور عمدہ کپڑے پہننا اور مسجد مین خوشبو کا پہیلانا اور اسکی نماز کے واسطے اول وقت جانا اور خطیب کے آنے تک عبادت مین مشغول ہونا اور خطبے کا پڑہنا اور اسکو چپکے ہوکر سننا اور اسمین سورہ کہف پڑہنا اور اسدن مین دوپہر کے وقت نفلون کا منع ہونا اور جمعے کی نماز سے پہلے سفر کا منع ہونا اور جو آدمی جمعے کے واسطے چلکر جاوے اسکو ایک ایک قدم کے بدلے برس برس کی عبادت کا ثواب ملنا اور دوزخ کا اسدن مین بہر کایا جانا اور اسمین ایک گہڑی قبولیت کا ہونا کہ اسمین جو دعا کرے قبول ہو جاتی ہے سوائے حرام کے اور اسکا گناہون کے واسطے کفارہ ہونا اور اسکا یوم المزید والشاہد والمذخر اسلام کے واسطے ہونا اور ہفتے کے سب دنون مین اسکا بہتر ہونا اور اسمین روحونکا جمع ہونا بشرطیکہ اسکی حدیث صحت کو پہنچے اور اسکے سوا اور بہی اسکی خاصیتین ہین جو تلاش کرنے پر موقوف ہین **باب** فرض الجمعۃ ۔ جمعے کی نماز کے فرض ہونیکا بیان واسطے دلیل اس آیت کے لقول اللہ تعالیٰ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون فاسعوا فامضوا یعنی اذان ہو نماز کی جمعے کے تو چلو یاد کو اور چہوڑ دو بیچنا یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اگر تمکو

کہ اس دن مین جمع کیا گیا ہے

سمجھ ہے کہ آخرت کا نفع بہتر اور باقی رہنے والا ہے امام بخاری نے کہا کہ فاسعوا کا معنے فامضوا یعنے
چلو طرف جمعہ کی یعنے سعی کا معنے یہان دوڑنے اور جلدی چلنے کا نہین بلکہ مطلق چلنے کا معنے ہے
بخلاف اوس حدیث کے جو پہلے گذر چکی ہے فلا تاتوہا تسعون یعنے نماز کیطرف دوڑ کر نہ آو کہ اسمین سعی
کا معنے دوڑنے کا ہے پس یہ حدیث اس آیت کی معارض نہین اور امام بخاری نے اس آیت سے دلیل پکڑی
ہے اسپر کہ جمعے کی نماز فرض ہے اسلیے کہ اسمین نماز جمعہ کیطرف چلنے کا حکم ہوا ہے پس جمعہ کیطرف چلنا فرض
ہوا اور چلنا اوسی چیز کیطرف فرض ہوتا ہے جو خود فرض ہے پس جمعے کا فرض ہونا اوس سے ثابت
ہوا اور بعضون نے کہا کہ اسکے واسطے اذان دینے کا حکم وارد ہوا ہے اور اذان دینا فرضونکا خاصہ ہے
اور اسیطرح خرید و فروخت سے منع کرنا بہی اوسکے فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے اسلیے کہ مباح چیز وںسے
نہی تحریمی کا واقع ہونا ممکن نہین مگر جب کہ فرض کی ترک لازم آوے پس جمعے کے فرض ہونا اس آیت سے ثابت
ہوا اور بخاری کے پہلے امام شافعی نے اس آیت سے جمعے کے فرض ہونے پر دلیل پکڑی ہے اور اسی طرح حدیث
ابوہریرہ رض سے جو ابہی آتی ہے پہر کہا کہ کتاب و سنت دونون دلالت کرتی ہین اسپر کہ جمعے کی نماز فرض
ہے اور پہر کہا کہ اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ جمعہ اوس دن کو کہتے ہین جو سنیچر اور جمعرات کے درمیان ہے اور اسمین
اختلاف ہے کہ جمعہ مکے مین فرض ہوا یا مدینے مین فرض ہوا سو۔۔۔ اکثر علما یہ کہتے ہین کہ مدینے مین فرض
ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ مکے مین فرض ہوا لیکن صحیح بات پہلی ہے کہ مدینے مین فرض ہوا اسلیے کہ فرضیت
اوسکی اس آیت مذکورہ سے ثابت ہوئی ہے کما مر اور یہ آیت بالاتفاق مدینے مین نازل ہوئی ہے اور
مراد اللہ کے ذکر سے اس آیت مین امام کی وعظ ہے اور خطبہ یا نماز یا دونون مراد ہین پس چلو طرف نماز اور
خطبے کی اور اذان سے مراد دوسری اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے کہ اصل اذان
یہی ہے اور پہلی اذان عثمان کے وقت سے شروع ہوئی **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو
الزناد ان عبد الرحمن بن هرمز الاعرج مولى ربيعة بن الحارث حدثه انه سمع ابا هريرة انه سمع رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول نحن الآخرون السابقون يوم القيمة بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا ثم هذا
يومهم الذي فرض عليهم فاختلفوا فيه فهدانا الله فالناس لنا فيه تبع اليهود غدا والنصارى بعد غد **ترجمہ**
ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا مین سب امتوں سے پیچھے پیدا ہوے
اور قیامت مین سب سے آگے ہونگے یعنی ہمارا حشر سب سے پہلے ہوگا اور حساب بہی سب سے پہلے ہوگا اور فیصلہ
بہی پہلے ہوگا اور بہشت مین بہی ہم پہلے جاوینگے صرف اتنا فرق ہے کہ اگلی امتون کو کتاب ہمسے پہلے ملی یعنی
توریت انجیل پہر یہ دن جمعے کا وہ ہے جسکو اللہ نے اونپر فرض کیا یعنے اوسکی تعظیم اونپر فرض ہوئی سو

اونہون نے اسمین اختلاف کیا یعنے جب اونکو حکم ہوا کہ ہفتے سے کوئی دن عبادت کیواسطے مقرر کرلو تو کسی نے کوئی دن معین کرنے کو کہا اور کسی نے کوئی دن مقرر کرنیکا مشورہ دیا اور جمعے کے دنکا کسی کو خیال نہ آیا یا یہ کہ خاص جمعہ کا دن مقرر کرنیکا اونکو حکم ہوا لیکن اونہون نے خلاف کیا اس بات مین کہ جمعے کا دن خاص کرکے لازم کرنا ضرور نہین بلکہ اوسکو سنیچر وغیرہ کے دن سے بدلنا جائز ہے سو اونہون نے اجتہاد کیا اور اوسمین خطا کی پس اوسکو سنیچر سے بدل دیا کہنے لگے کہ اسمین اللہ تعالی دنیا کے پیدا کرنیسے فارغ ہوا سو ہمکو بہی مناسب ہے کہ اس دن مین دنیا کے کاروبار سے فارغ ہوکر خدا کی عبادت کرین اور اس دن کی تعظیم کرین اور نصاریٰ نے کہا کہ اتوار کے دن خدا نے دنیا کی پیدایش کی ابتدا کی پس یہ دن سبب کمائی کا ہے کہ سب نعمتون کو شامل ہے پس اسدن کی تعظیم کرنی چاہیے اور اسمین خدا کی عبادت کرنی چاہیے ....
یا اختلاف کا معنے انکار کا ہے یعنے اونہون نے جمعے کے دن سے انکار کیا اور امر الٰہی کی مخالفت کی کہ اوس کو اتوار یا سنیچر سے بدل کیا جیسے کہ حطہ کو حنطہ سے بدل کیا تہا. بہرحال اونہون نے جمعے کو سنیچر یا اتوار کے دنسے بدل کیا اور حق بات سے گمراہ ہوئے سو اللہ نے ہمکو اوسکیطرف راہ دکہلائی یعنے ہمارے واسطے جمعہ کا دن نص سے مقرر کیا یا اجتہاد سے ہمکو اوسکی طرف ہدایت کی جیسا کہ عبدالرزاق نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ مدینے کے لوگ جمعہ فرض ہونے اور ہجرت سے پہلے ایکبار جمع ہوئے سو انصار نے کہا کہ یہود کیواسطے ایکدن مقرر ہے کہ وہ ہر ہفتہ اوسمین جمع ہوتے ہین اور عبادت کرتے ہین اور نصاریٰ کے واسطے بہی ایکدن مقرر ہے کہ وہ ہر ہفتہ اوسمین جمع ہوکر عبادت کرتے ہین سو ہم کو بہی کوئی دن مقرر کرنا چاہیے جسمین جمع ہوکر خدا کی عبادت کیا کرین اور اوسکا شکر کیا کرین سو اونہون نے اس جمعے کے دنکو مقرر کیا سو خدا نے اونکے اجتہاد کے موافق یہ آیت اوتاری اذا نودے للصلوٰۃ الخ اور جمعہ کی نماز کو فرض کیا پس اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن صحابہ نے جمعے کے دنکو اپنے اجتہاد سے مقرر کیا تہا پہر اوسکی ہدایت ہوئی کہ اوسکے موافق حکم اوترا) سو وے لوگ اسدن مین ہماری تابع ہین یہود نے کل کا دن یعنے سنیچر کا دن اختیار کیا اور نصاریٰ نے اوس سے پچہلا دن یعنے اتوار اختیار کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعے کی نماز فرض ہے اسلیے کہ اصل کلام اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعے کو اونپر فرض کیا اور ہمپر بہی فرض کیا سو وہ اوس سے بہکے اور ہمنے اوسکی طرف راہ پائی اور فرض کا معنے اگرچہ مقدر کرنے کا بہی آتا ہے لیکن یہان مراد لازم کردینا ہے اس لئے کہ یہ مشتمل ہے اسپر کہ اہل کتاب نے اوسکی تعیین سے منہ پہیرا اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جمعہ فرض عین ہے ہر شخص پر لازم ہے فرض کفایہ نہین اسلئے کہ اس حدیث مین مطلق فرض ہونیکا ذکر ہے اور نیز فہدانا اللہ لہ کا عموم بہی اسپر دلالت کرتا ہے اور بعضون نے کہا کہ حکمت جمعے کے دنکی اختیار کرنے مین یہ ہے کہ خدا نے اسمین آدمؑ کو پیدا کیا اور انسان صرف

عبادت ہی کیواسطے پیدا ہوا ہے سو مناسب ہوا کہ اسدن عبادت مین مشغول ہووے اور یہ جو فرمایا کہ وہی لوگ اسدن مین ہماری تابع ہین تو اسکا مطلب یہ ہر کہ ہمکو اللہ نے ہدایت کی سو ہمنے اس فرض کو اپنے وقت میں ادا کیا یعنے جمعے کے دن مین بخلاف یہود نصاری کے کہ اونہون نے اس فرض کو غیر وقت مین ادا کیا یعنے جمعے کی عبادت کو شنبے اور یکشنبے مین ادا کیا سو ہم اونسے مقدم ہوگئے سو اونکا ہماری تابع ہونا باعتبار بزرگی اور قبول عبادت سی ہے کہ ہماری عبادت قبول ہوئی اور وہ اوس سے محروم ہے اور بعضون نے کہا کہ اگر ان تین دنون یعنے جمعے اور شنبے اور یکشنبے کا علے سبیل توالی پے درپے آنیکے حکم ہونا فرض کیا جاوے تو ہر حال مین جمعہ پہلے آویگا پس یہی معنے ہے اونکے تابع ہونے کا کہ اونکی عبادت ہمسے پیچھے ہین اور یا اسکا یہ معنی ہے کہ شرع مین جمعہ سب دنوان سے مقدم ہے یعنے تمام ہفتے کے دنون کی گنتی اسدن سی شروع کرنی چاہیے اگرچہ لوگون مین اسکے برخلاف مروج ہے کہ وہ ہر ہفتے کی گنتی سنیچر سے شروع کرتے ہین پس اس شرعی حساب سی شنبہ اور یکشنبہ جمعہ سے پیچھے آوینگے پس یہی معنی ہے اونکے تابع ہونیکا اور بعض طریقو نمین اس حدیث ابو ہریرہ رض کے یہ لفظ زیادہ ہے کہ اونکو کتاب ہمسے پہلے اور ہمکو اونسے پیچھے ملی سو یہ کلام اگرچہ بحسب ظاہر مدح کے مقام مین معلوم ہوتی ہے ولیکن درحقیقت ذم کے مقام مین واقع ہوئی ہے اسلیے کہ جو کتاب پیچھے آوے وہ پہلی کی ناسخ ہوتی ہے اور اس حدیث سی اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ امت محمدی کو اگلی سب امتو نپر فضیلت ہر زادہا اللہ شرفا اور ایک یہ کہ ہدایت اور گمراہی سب خدا کیطرف سہے اور یہی ہے مذہب تمام اہل سنت کا اور یہ کہ اجماع کا خطا سے سلامت رہنا اسی امت کیساتھہ خاص ہے اور یہ کہ نص کے موجود ہونیکے وقت قیاس کرنا باطل ہے اور یہ کہ جمعہ شرعا سب دنون سے اول ہر پس تمام گنتی ہفتے کی اس سے کرنی چاہیے **باب** فضل الغسل یوم الجمعۃ وھل علی الصبی شھود یوم الجمعۃ او علی النساء جمعے کے دن غسل کرنے کی فضیلت کا بیان اور نابالغ لڑکے اور عورت پر جمعہ فرض ہے یا نہین **ف** ظاہر اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کے دن غسل کرنا سنت اور مستحب ہر لیکن علمار کو اس مسئلے مین اختلاف ہر ابو ہریرہ رض اور عمار بن یاسر رض اور مالک اور حسن بصری اور اہل ظاہر وغیرہ ایک جماعت سلف کی نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہر اور امام احمد سی بھی ایک روایت مین یہی آیا ہر اور امام ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور علمار پہلون اور پچھلون اور فقہار تمام شہرونکا یہ مذہب ہے کہ جمعے کی دن نہانا مستحب ہے واجب نہین اور امام احمد اور مالک سے کا بھی مشہور قول یہی ہے اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ اجماع ہوچکا ہے کہ جمعے کی نماز بدون غسل کے جائز ہے سو جو لوگ اوسکو واجب کہتے ہین اونکی دلیل عبداللہ بن عمر اور ابو سعید وغیرہ کی حدیثین ہین جو ابھی اس باب مین آتی ہین انشاء اللہ تعالی لسلیے

غسل کرنے کیساتھ امر وارد ہوا ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے لیکن وہ کہتے ہین کہ یہ ایک امر علحدہ واجب ہی نماز کی شرط نہین کہ بدون اسکے صحیح نہو اور جمہور کی دلیل کئی حدیثین ہین پہلی حدیث عثمان رض کی ہے جو ابہی اس کتاب مین آویگی اس لئی کہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا غسل واجب نہین کیونکہ عثمان رض نے غسل کو ترک کیا اور عمر فاروق رض اور حاضرین جمعہ نے اوسپر انکار نکیا بلکہ اوسکو برقرار رکہا سو اگر واجب ہوتا تو حضرت عثمان رض اوسکو ترک نہ کرتے اور اگر واجب ہوتا تو حاضرین اصحاب اوسپر انکار کرتے اور اوسکو الزام دیتے اور ایک دلیل جمہور کی یہ حدیث ہی کہ جو ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جسنے وضو کیا تو اوس نے خصلت طہارت کیساتھ عمل کیا اور خوب کیا اور اگر کوئی غسل کرے تو غسل افضل ہے اور ایک دلیل اونکی یہ حدیث عائشہ رض کی ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم جمعے کے دن غسل کرتے تو افضل ہوتا اور ایک دلیل اونکی یہ حدیث ہی کہ ابو داؤد اور طحاوی وغیرہ مین روایت ہی کہ ابن عباس رض سے کسی نے پوچھا کہ جمعے کے دن غسل کرنا واجب ہے یا نہین اوسنے کہا واجب نہین ولیکن مین تمکو خبر دیتا ہون کہ ابتدا غسل جمعے کے کس وجہ سے ہوئی وہ یہ ہے کہ تمام دن لوگ محنت مزدوری کرتے تھے اور پشم کے موٹے کمل پہنے ہوتے اور مسجد اوسوقت نہایت تنگ تہی سو جب گرمی مین جمعے کیواسطے مسجد مین جمع ہوتے اور پسینا چہوٹتا تو کملون سی بدبو نکلتی اور لوگون کو اوس بدبو سے نہایت تکلیف پہونچتی اسواسطے حضرت نے حکم فرمایا کہ اسدن غسل کرنے کا حکم دیا سو جب بعد اوسکی خدا نے لوگون کو بہت مال دیا اور لوگ غنی ہوگئے تو بہت عمدہ عمدہ کپڑے پہننے لگے اور مسجدین بہی بہت فراخ اور وسیع ہوگئین انتہے پس یہ حدیث صریح ہے اسبات مین کہ مقصود غسل کرنے سے یہ ہی کہ پسینے وغیرہ کی بدبو سے لوگونکو تکلیف نہ پہونچے پس معلوم ہوا کہ وجوب شرعی مراد نہین اور اونکے سوا جمہور علما کی اور بہی کئی دلیلین ہین جو فتح الباری مین مذکور ہے پس ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جمعے کا غسل واجب نہین مستحب ہی اور جن حدیثون سے اوسکا واجب ہونا نکلتا ہے سو جمہور علما اونکا یہ جواب دیتے ہین کہ اونمین غسل کرنے کا امر جو واقع ہوا ہے تو وہ امر استحباب پر محمول ہے وجوب کیواسطے وہ امر نہین یعنی مراد انسے غسل کا مستحب ہونا ہے واسطے دلیل ان حدیثون کے جو مذکور ہوچکی ہین پس اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہوجاویگی اور ابو سعید رض کی حدیث مین جو وارد ہوا ہے کہ ہر بالغ جوان پر غسل واجب ہے تو وجوب سے مراد وہ وجوب نہین جسکی ترک پر عذاب ہو بلکہ مراد اوس سے تاکید ہے یعنی ثابت ہی یا نہایت بہتر ہے جیسے کہ لوگ آپسمین ایکدوسریکو کہتے ہین کہ تیرا حق مجہپر واجب ہی یعنے موکد ہے لیکن شیخ ابن فتح الباری مین جمہور کی سب دلیلون کو نقل کرکے سبکا

جواب ویدیا ہے سو پہلی حدیث عثمانؓ کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت عمرؓ کا خطبے کو ترک کرنا اور عثمانؓ جیسے
جلیل الشان کو اتنی خلقت مین جہڑکنا اسکے وجوب پر دلالت کرتا ہے اسواسطے کہ اگر غسل مستحب ہوتا تو عمرؓ
ایسا نکرتے اور عثمانؓ نے پہر کر جو غسل نہ کیا تو شاید اسواسطے نکیا کہ وقت تنگ تہا یا صبح کو غسل کر لیا ہوا تہا
پس یہ وجوب پر دلالت کریگا نہ استحباب پر اور سمرہ کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ اسکے سب طریقے ضعیف ہین پس صحیح
متفق علیہ حدیثونکے معارض نہو سکے گی پس امر کو مستحب پر محمول کرنا جائز نہوگا اور عائشہؓ کی حدیث کا یہ جواب
دیا کہ اس سے وجوب غسل کی نفی نہین نکلتی اور نیز یہ حدیث غسل کے حکم سے پہلے کی ہے اور ابن عباس کی حدیث
کا یہ جواب دیا کہ ابن عباسؓ سے اسکا برخلاف ثابت ہو چکا ہے اور نیز وجوب کا حکم مرفوع حدیث سے ثابت ہے
اور نفی وجوب کی موقوف حدیث سے ہے یعنے ابن عباسؓ کے قول سے پس اوسکی معارض نہین ہوگا اور نیز زوال
علت سے زوال معلول کا لازم نہین آتا جیسا کہ رمل اور قصر وغیرہ مین ہے اور باقی سب کا بہی جواب دیا ہے
آخر مین فرمایا کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ حدیثین عدم وجوب پر دلالت کرتی ہین تو اس سے فقط اتنا ثابت ہوگا کہ
نماز کے لئے غسل شرط نہین یہ ثابت نہین ہوگا کہ غسل واجب نہین پس محض وجوب کی نفی ان سے
ثابت نہین ہوگی پس حاصل یہ ہے کہ احتیاط اسی مین ہے کہ غسل کرے اسی سب جہگڑے طے ہو جاتا ہے
لیکن نماز کی صحت اوسپر موقوف نہین بلکہ وہ ایک مستقل واجب ہے کہ نماز بدون اوسکے صحیح ہے اور
اس مسئلے مین بہی اختلاف ہے کہ اگر کوئی جمعے کے دن نماز فجر کے بعد غسل کرلیوے تو وہ غسل اوس کو
کافی ہو جاتا ہے یا نہین سو جمہور علما کہتے ہین کہ وہی غسل کافی ہو جاتا ہے جمعہ کے وقت اور تازہ غسل
کرنے کی حاجت نہین اور امام مالک وغیرہ بعض علما کہتے ہین کہ غسل وہی معتبر ہے جو کہ جمعے کے
وقت کرے لیکن اصل بات یہ ہے کہ غسل سے مقصود یہ ہے کہ دوسرے لوگون کو پسینے وغیرہ کی
بدبو سے ایذا نپہونچے سو جس شخص کو امید ہو کہ فجر کے وقت غسل کر کے جمعہ کے وقت تک پاک صاف
رہیگا تو اوسکے واسطے وہ غسل کافی ہو جاتا ہے اور جسکو خوف ہو کہ جمعے کے وقت تک پاک صاف نہین رہ
سکے گا تو اوسکے واسطے مستحب یہی ہے کہ جمعے کیوقت غسل کرے فجر کے وقت نہ کرے **حدثنا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
کوئی جمعہ کی نماز کے واسطے آوے تو چاہیے کہ غسل کرے **ف** یعنی جمعے کے دن غسل کرنا مستحب ہے
واجب نہین کما مر اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ یہ غسل جمعہ کی نماز کیواسطے ہے جمعہ کے دن کی فضیلت کے
واسطے نہین پس جو شخص جمعے مین نہ آوے یا اوسکو ترک کرے تو اوسکے واسطے غسل مشروع نہین اور

یہی ہے مذہب جمہور کا اور ساتھہ اسکے قائل ہین شافعیہ اسلئے کہ غسل تابع حضور کے ہے وجوب کے تابع نہین
لیکن اکثر حنفیہ کہتے ہین کہ اگر جمعے مین حاضر نہ ہووے اور غسل کرلے تو جب ہی اوسکو اوس غسل کا ثواب ملیگا
اور اس حدیث سے دوسرا مسئلہ باب کا ثابت نہین ہوتا کہ نابالغ لڑکے اور عورت پر جمعہ فرض ہے یا نہین
لیکن اس حدیث نافع کی بعض طریقون مین یہ حکم آچکا ہے کہ نابالغ لڑکے اور عورت پر جمعہ فرض نہین
جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے لا جمعۃ علی امرأۃ ولا صبی سو شاید امام بخاری نے اپنی عادت
قدیمہ کے موافق اس ترجمہ سے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین لڑکے اور عورت پر جمعہ
واجب ہونیکا حکم آچکا ہے لیکن چونکہ یہ حدیث اونکی شرط پر نہین ہے اسواسطے اوسکو اس کتاب صحیح مین نہین
لایا گو فی نفسہ وہ حدیث صحیح ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جو شخص جمعہ کی نماز کیواسطے جاوے
اوسکو مستحب ہے کہ غسل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہے یا نابالغ لیکن مردونکے حق مین عورتون سے زیادہ
تاکید ہے اور بالغونکے حق مین نابالغون سے زیادہ تاکید ہے واللہ اعلم **حدثنا** عبد اللہ بن محمد بن اسماء
قال حدثنا جویریۃ عن مالک عن الزھری عن سالم بن عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بینا خ بینما
بن القائم ھو قائم فی الخطبۃ یوم الجمعۃ اذ جاء رجل من المهاجرین الاولین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فناداہ عمر ایۃ ساعۃ هذہ قال انی شغلت فلم انقلب الی اهلی حتی سمعت التاذین فلم
ازد ان توضأت قال والوضوء ایضا وقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یأمر بالغسل **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ عمر فاروق رضہ
جمعہ کے دن کہڑے خطبہ پڑہ رہے تہے کہ اچانک ایک صحابی پہلے مہاجرین سے مسجد مین آیا (اور وہ حضرت
عثمان رضہ تہے) سو فاروق رضہ نے اوسکو پکارا اپنے تنبیہ کی وجہ سے کہ آنیکا یہ کون وقت ہے یعنے اتنی دیر کیون
لگائی کہ اول وقت آنیکی فضیلت فوت ہوئی) اوسنے کہا کہ مجھکو ایک کام نے روک رکھا سو مین اپنے گہر والونکی
طرف پلٹ کر نگیا یہانتک کہ مین نے اذان سنی اور صرف وضو کیا یعنے فقط وضو کرنے کی فرصت ملی زیادہ
نہین ملی سو عمر رضہ نے کہا کہ کیا تو نے صرف وضو ہی پر اکتفا کیا ہے یعنی کیا اول وقت کو تاخیر کرنا اور فضیلت
سے محروم رہنا تجھکو کافی نہین تہا یہانتک کہ تو نے غسل کو بہی ترک کیا اور دونو فضیلتون سے محروم رہا حالانکہ
تو جان چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعے کے دن غسل کرنیکا حکم فرماتے تہے **ف** پہلے مہاجرین
اون صحابہ کو کہتے ہین جنہون نے دونون قبلون کی طرف نماز پڑہی اور بعضون نے کہا کہ پہلے مہاجرین
وہ ہین جو جنگ بدر مین حاضر ہوئے لیکن پہلی بہت صحیح ہے اور اس حدیث مین عمر رضہ نے عثمان پر دو
وجہ سے انکار کیا ایک انکار اول وقت کے ترک کرنیسے اور دوسرا انکار غسل کے ترک کرنے سے سو

معلوم ہوتا ہے کہ جب عثمان رضؓ نے اول وقت ترک کرنیکا عذر کیا تو عمر فاروق رضؓ نے اوسکو قبول کر لیا اور غسل کی ترک سے اونکو الزام دیا لیکن اس سے معلوم ہوا کہ جمعے کی نماز کے لئے غسل کرنا شرط نہین کہ بدون اوسکے نماز صحیح نہو ورنہ عمر فاروق رضؓ اور حاضرین جمعہ اوسکو برقرار نرکھتے اور اونکی نماز کو صحیح نہ جانتے کما لا یخفی بلکہ سنت اور مستحب ہے پس یہی وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ہے اور عمر فاروق رضؓ نے اسپر انکار اسواسطے کیا کہ بڑے بزرگ اور معتمد آدمی سے ادنی مسنون امر بھی ترک کرنا بھی معیوب ہے اور جمعے کے وجوب پر اس حدیث سے استدلال کرنا جیسا کہ اوپر گذرا ہے ٹھیک معلوم نہین ہوتا اول بایںطور کہ خطبے مین دینی کلام کرنی جائز ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خطبے مین کہا اوٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ بلکہ خطبہ سے مقصود یہ ہے کہ لوگون کو وعظ کیا جاوے اور دین کے مسئلے سکھلائے جاوین) پس یہ انکار کرنا وجوب پر دلالت نہین کرتا دوم بایںطور کہ اول وقت جمعے کیطرف جانا بالاتفاق واجب نہین پس عمر رضؓ نے جمعے کے خطبے کو ترک کر کے اتنی مخلوق مین اوسپر انکار کیون کیا پس اسسے لازم آویگا کہ اول وقت جانا بھی واجب ہو حالانکہ کوئی اسکا قائل نہین سوم بایںطور کہ عثمان رضؓ کا اوسدن غسل کرنا ثابت نہین بلکہ یہی صحیح بات ہے کہ اوس نے غسل نہین کیا تھا جیسے کہ اونکی اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھکو ایک کام نے روک رکھا اور تنگی وقت کا عذر بھی معقول نہین اسلئے کہ عثمان رضؓ خطبے کے ابتدا مین آ پہونچے تھے سو اوسوقت غسل کر کے جمعے مین شریک ہونا ممکن ہے واللہ اعلم اور اس حدیث سے اور کئے مسئلے بھی ثابت ہوتے ہین ایک کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑہنا چاہیے اور یہ کہ منبر پر پڑہنا چاہیئے اور یہ کہ امام رعیت کے حال کی نگہبانی رکھے اور اونکو دین کی بہتری کے کام کا حکم کرے اور جو شخص کسی سنت امر کو چھوڑے اوسپر انکار کرے اگرچہ کوئی بڑا آدمی ہو تا کہ اور چھوٹے لوگونکو اوس سے نصیحت اور عبرت حاصل ہووے اور یہ کہ نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا خطبے کو نقصان نہین پہونچاتا اور مخاطب کو بھی کلام کرنی جائز ہے اور یہ کہ جمعے کی اذان سے پہلے دنیا کی کاروبار مین مشغول ہونا جائز ہے اگرچہ اول وقت کی فضیلت فوت ہوجاوے اور یہ کہ جمعے کے دن اذان سے پہلے بازارونکا کھلا رہنا جائز ہے اسلئے کہ عمر فاروق رضؓ کے زمانے مین کھلے رہے اور عثمان رضؓ جیسے بزرگ اوسمین گئے اور یہ کہ بڑے آدمی کا بازار مین جانا جائز ہے اور یہ کہ جمعے کیطرف جلنے کی فضیلت اوسیوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ مسجد مین اذان سے پہلے جاوے

حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ **ترجمہ** ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن غسل کرنا ہر ایک جوان بالغ پر واجب ہی **ف** وجوب سے مراد یہان زیادہ تاکید ہے یعنے نہایت بہتر ہے یا عین وجوب ہی کما مر با باب مین مراد فضل سے اوسکی ترغیب دینا ہے عام ہے کہ واجب ہو یا مستحب ہو پس اس وجہ سے یہ حدیث باب کے مطابق ہوجاویگی اسواسطے کہ وجوب کے ضمن مین ترغیب بہی موجود ہے واللہ اعلم **باب** الطِّيبِ لِلْجُمُعَةِ نماز جمعے کیواسطے خوشبو لگانے کا بیان یعنے اسمین بڑا ثواب ہے **حدثنا** عَلِيٌّ قَالَ أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ قَالَ عَمْرٌو أَمَّا الْغُسْلُ فَأَشْهَدُ أَنَّهُ وَاجِبٌ وَأَمَّا الِاسْتِنَانُ وَالطِّيبُ فَاللَّهُ أَعْلَمُ أَوَاجِبٌ هُوَ أَمْ لَا وَلَكِنْ هَكَذَا فِي الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَلَمْ يُسَمَّ أَبُو بَكْرٍ هَذَا رَوَى عَنْهُ بُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ وَعِدَّةٌ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يُكْنَى بِأَبِي بَكْرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ **ترجمہ** ابو سعید رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن غسل کرنا ہر ایک بالغ جوان پر واجب ہے اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اگر میسر ہو عمرو رضہ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ غسل کرنا تو واجب ہے اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا سو اللہ جانتا ہے کہ واجب ہے یا نہین مگر حدیث مین اسی طرح آیا ہے **ف** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا غسل کرنا واجب نہین اسلئے کہ اگر غسل کو واجب کیا جاوے تو اس سے لازم آویگا کہ مسواک اور خوشبو لگانی بہی واجب ہو حالانکہ مسواک اور خوشبو لگانی بالاتفاق واجب نہین پس اس سے لازم آیا کہ غسل بہی واجب نہین اسلئے کہ واجب اور غیر واجب کو ایک لفظ مین شریک کرنا جائز نہین اور غیر واجب کا واجب پر عطف ڈالنا درست نہین پس معلوم ہوا کہ جمعے کے دن غسل کرنا مستحب ہے اور یہی وجہ مطابقت اس حدیث کے باب سے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جمعے کا دن عمدہ لباس پہننا مستحب ہی **باب** فَضْلِ الْجُمُعَةِ نماز جمعے کی فضیلت کا بیان **ف** بعضے کہتے ہین کہ جمعہ سے مراد یہان جمعے کا دن بہی ہو سکتا ہے اسلئے کہ صحیح مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ سب دنون مین بہتر جمعے کا دن ہے کہ اسدن مین آدم پیدا ہوا اور اسیدن بہشت مین داخل ہوا اور اسی دن بہشت سے نکالا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی لیکن اسباب کی حدیث ظاہرا اس احتمال کے مخالف معلوم ہوتی ہی کہ اسمین صرف نماز جمعے کی فضیلت کا بیان ہے مگر یہ کہا جاوے کہ فضیلت نماز کو فضیلت دن کی لازم ہے تو ممکن ہے واللہ اعلم **حدثنا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً
وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ
فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا
قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً
فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نہایا جمعے کے دن جیسے جماع کی ناپاکی کے واسطے نہاتے ہین یعنی
خوب اچھی طرح غسل کیا اور ہر جگہ پانی پہونچایا پھر دوپہر ڈھلتے اول وقت مسجد مین آیا تو جیسے اوسنے اونٹ
قربانی کیا اور جو دوسری گھڑی آیا تو اوسنے جیسے گائے بیل قربانی کیا اور جو تیسری گھڑی آیا اوسنے جیسے
سینگ والا دُنبہ قربانی کیا اور جو چوتھی گھڑی آیا تو اوسنے جیسے مرغی قربانی کی اور جو پانچوین گھڑی آیا تو
اوسنے جیسے ایک انڈا خدا کی راہ مین دیا پھر جب امام خطبے پڑھنے کیواسطے نکلا تو فرشتے خطبے اور وعظ
کے سننے کو دروازہ چھوڑ کر مسجد مین آجاتے ہین **ف** اور ایک روایت مین نسائی کی چھٹی گھڑی کا ذکر بھی آیا
ہے پس مطلب یہ ہے کہ جمعے کے دن فرشتے مسجد ونکے دروازون پر لکھتے جاتے ہین کہ کون آگے آیا اور کون
پیچھے اور خطبے کے وقت مسجد مین آجاتے ہین اور ذکر اور وعظ وغیرہ سنتے رہتے ہین اسلیئے ہر مسلمان
پر لازم ہے کہ جمعے کی نماز کے لئے مسجد مین جلد حاضر ہوا کرے جتنا پہلے جاویگا اوتنا ثواب زیادہ پاویگا
پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث مین یہ جو فرمایا کہ جماع کی ناپاکی کیطرح غسل کرے
تو بعضے کہتے ہین کہ مراد اس حدیث سے خاص جماع کر کے نہانا ہے یعنی جمعے کے دن اپنی بیوی سے جماع
کر کے غسل کرے جیسا کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنے تاکہ فارغ البال ہو کر جمعے کی طرف جاوے
اور کسی چیز پر اوسکی آنکھہ نہ پڑے اور یہی ہے قول ہر ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا اور یہی محکی ہے امام احمد
سے اور یہ جو پہلی دوسری وغیرہ گھڑیونکا ذکر فرمایا تو اوسکا بیان یہ ہے کہ رات اور دن کی بارہ بارہ گھڑیین ہوتی
ہین اور وہ دو قسم کی ہین ایک قسم آفاقیہ ہین اور وہ رات اور دن مین برابر ہوتی ہین یعنے دنکی بھی بارہ ہی
گھڑیین ہوتی ہین اور راتکی بھی بارہ ہی ہوتی ہین لیکن گرمی سردی کے موسم مین اونکا مقدار کم و بیش ہوجاتا
ہے یعنی سردی مین کم اور گرمی مین زیادہ اور یہ اہل نجوم کی اصطلاح ہے اور اہل حساب اوسکو معوجہ کہتے
ہین اور دوسرے قسم تعدیلیہ ہین اور وہ مقدار مین ہمیشہ برابر رہتی ہین لیکن گرمی سردی کے موسم مین اونکی
گنتی کم و بیش ہوجاتی ہے یعنے سردی مین دنکی دس گھڑیین رہجاتی ہین اور گرمی مین دنکی چودہ گھڑیین

ہوجاتی ہین اور اسکو اہل حساب مستقیمہ کہتے ہین سو بعضے کہتے ہین کہ مراد یہان ان گہڑیون سے آفاقیہ
گہڑیان ہین جو تعداد مین کم و بیش نہین ہوتی ہین مقدار مین ہوجاتی ہین اور امام شافعی اور ابن حبیب
مالکی اور جمہور علما کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ جمعے کے واسطے اول ساعت مین جاوے وہ کہتے ہین
پہلی گہڑی اوسوقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ سورج نکلے اور چھٹی گہڑی وہ ہے جبکی انتہا آفتاب ڈہلنے
تک ہوتی ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص سورج ڈہلنے کے بعد آوے اوسکو ان قربانیون سے کسی
چیز کا ثواب نہین نہ انڈے کا نہ چڑیا کا گو زوال کے اول لحظہ مین آجاوے اور نیز گہڑیونکا ذکر آپ نے
اسواسطے فرمایا ہے کہ لوگونکو اول وقت جانے کی رغبت اور محبت ہو کہ اوسکی فضیلت کو حاصل کرین
اور پہلی صف مین جگہ پکڑین اور نفل پڑہین اور نماز کی انتظار کرین اور ذکر وغیرہ کرین اور زوال کے بعد ان سب
چیزونسے کوئی بہی حاصل نہین ہوتی ہے اور ثواب سے آدمی محروم رہتا ہے کہ اذان کے بعد ٹہہرنا حرام ہے
پس معلوم ہوا کہ زوال کے بعد ثواب نہین اور اس حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جتنے آدمی اول گہڑی میں
آوین دو یا چار یا پچاس یا سو مثلاً سبکو ایک برابر ثواب ملیگا یعنی اونٹ کی قربانی کا خواہ کوئی اول گہڑی کے
ابتدا مین آوے یا اوسکے انتہا مین آوے لیکن اتنا فرق ضرور ہوگا کہ پہلے اونٹ دوسرے اونٹ سے کامل اور موٹا
تازہ ہوگا اور اسیطرح دوسری ساعت مین جتنے آدمی آوین سب کو برابر ثواب ملیگا یعنی گاے کی قربانی کا و علے
ہذا القیاس سب گہڑیون کو اسیطرح سمجہنا چاہیے اور ظاہر اس اونٹ وغیرہ کی قربانی ذکر کرنیسے یہی مراد معلوم
ہوتی ہے کہ اگر مثلاً پہلی ساعت مین آنیوالے کے ثواب کو ایک جسم دار چیز فرض کیا جاوے تو وہ ثواب اونٹ
کے جسم کے برابر ہوگا اور بعضون نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جتنا ثواب اونٹ کی قربانی کرنیوالے کو ملتا ہے
سو اول ساعت جمعے مین جانیوالے کو بہی اوتنا ہی ثواب ملیگا اور بعضون نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ مثلا
جتنا کہ اونٹ اور گاے کی قیمت مین فرق ہے اوتنا ہی اول ساعت اور دوسری ساعت وغیرہ جانیوالے
کے درمیان فرق ہے یعنی پہلے کا ثواب زیادہ ہے اور دوسرے کا کم ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد گہڑیونسے
لحظات لطیفہ ہین جو ایک ایک ساعت کے درمیان بہت موجود ہو سکتے ہین اور مراد اونٹ وغیرہ سے کمی
بیشی ثواب کی ہے پس اب معنی اس حدیث کا یہ ہوگا کہ جمعے کے دن پہلے اور پیچھے آنیوالونکے درمیان اور
مرتبون مین فرق ہے پانچ چہہ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہین اور اس تخصیص پر کوئی دلیل بہی نہین اور اسپر
کوئی اعتراض بہی نہین آتا لیکن ایک حدیث مین ابو داؤد وغیرہ سے آیا ہے کہ جمعے کے دن کی بارہ گہڑیان
ہین سو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ شاید مقصود اس سے اوس ساعت کے لحظونکو بیان کرنا ہے جسمین دعا
قبول ہوتی ہے واللہ اعلم اور اکثر مالکیہ اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ مراد ان گہڑیون سے وہ لحظے ہین جو

سورج ڈھلنے کے بعد واقع ہوتی ہین ابتدا اوسکی زوال سے ہے اور انتہا اوسکی امام کا منبر پر بیٹھنا ہے اور امام مالک
سے روایت ہے کہ اول وقت جمعہ کیطرف جانا مکروہ ہے لیکن امام احمد اور ابن حبیب مالکی نے اسپر سخت
انکار کیا ہے امام احمد نے کہا کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مخالف ہے یعنی اسلیئے کہ حدیث
عام ہے کہ زوال سے پہلے آوے یا پیچھے آوے اسواسطے کہ لفظ راح کا معنے مطلق جانیکا ہے کسی وقت
کیساتھہ مقید نہین پس زوال سے پہلے جانے کو مکروہ کہنا اس حدیث کے بے شک مخالف ہے اور بعضون نے
اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ زوال سے پہلے جمعہ پڑھنا جائز ہے اسلیئے کہ فجر سے لیکر دوپہر تک
چھہ گھڑیان ہوتی ہین اور اس حدیث مین پانچ ساعتون کو بیان کرکے بعد اوسکے امام کا نکلنا بیان فرمایا اور
امام کا نکلنا جمعہ کے اول وقت مین ہوتا ہے تو اندرین صورت اوسکا نکلنا چھٹی ساعت کی ابتدا مین واقع
ہوگا اور وہ قطعًا زوال سے پہلے ہے پس جمعہ زوال سے پہلے جائز ہوا سو جواب اسکا یہ ہے کہ پہلی ساعت
تو غسل وغیرہ مین چلی جاتی ہے تو اب شروع جانے کا دوسری ساعت کی ابتدا سے ہوگا اور دوسری جانیکا شروع
تیسری کی ابتدا سے ہوگا اور ان دونونکے درمیان نسبت پہلی دوسری کے ہے وعلی ہذا القیاس پانچوین
کا جانا چھٹی ساعت کی اول سے شروع ہوگا اور اوسکے انتہا مین ختم ہوگا پس بنا بر اسکے پانچوین ساعت
کا انتہا زوال کا ابتدا ہوگا پس اعتراض دفع ہوگیا اور نیز ممکن ہے کہ یہ حدیث باعتبار موسم سرما کے
ہو کہ اوسمین کل دس گھڑی رہجاتی ہین پس اندرین صورت پانچوین کا انتہا اول زوال ہوگا اور نیز چھٹی
ساعت کا ذکر بہی دوسری حدیث مین آچکا جیسے اوپر گذرا پس اندرین صورت یہ استدلال بالکل باطل ہوجاتا
ہے وباللہ التوفیق اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ جمعہ کے دن غسل کرنے کی
اور اوسکیطرف اول وقت جانیکی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ لوگونکے درجون مین فرق ہے باعتبار عملونکے
اور یہ کہ تھوڑا صدقہ دینا شرع مین معیوب نہین یعنے گو انڈا ہی ہو یا اوس سے کم ہو اور یہ کہ اونٹ کی قربانی کرنی
گائے بیل کی قربانی [illegible] افضل ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب علما کا اجماع
ہوچکا ہے اسپر کہ ہدی مین یعنے اوس قربانی مین جو حاجی لوگ مکے مین گھر سے ساتھ لیجاتے ہین [illegible]
گائے سے افضل ہے اور عید کے قربانی مین اختلاف ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ [illegible]
اوسمین اونٹ افضل ہے بعد اوسکے گائے بعد اوسکے بکری اور دلیل [illegible]
اور امام مالک کہتے ہین کہ عید مین بکری سب سے افضل ہے [illegible] اونکی دلیل یہ ہے کہ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی قربانی کی سو جواب اسکا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ آپکو اوس وقت صرف [illegible]
اور کوئی جانور ہاتھ نہ آیا ہو اور یا [illegible] بیان [illegible] بھی جائز ہے اور دوسری حدیث [illegible]

ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیون کیطرف سے گائے قربانی کی اور یہ جو فرمایا کہ فرشتے
لکھتے جاتے ہین تو یہ فرشتے کراماً کاتبین کے سوا اور فرشتے ہین اونکا کام صرف یہی ہے کہ جمعے کے دن مسجد
مین آنیوالونکو لکھتے جاتے ہین پہر کاغذ ونکو لپیٹ کر چلے جاتے ہین اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ
جب خطبہ شروع ہو جاوے تو اوس وقت آنے والے کا نام فرشتے اپنے دفتر مین نہین لکھتے **باب**
حدثنا ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحیی ہو ابن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن
ابی ہریرۃ ان عمر بن الخطاب بینما ہو یخطب یوم الجمعۃ اذ دخل رجل فقال عمر بن
الخطاب لم تحتبسون عن الصلوۃ فقال الرجل ما ہو الا ان سمعت النداء توضأت
فقال الم تسمعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا راح احدکم الی الجمعۃ فلیغتسل **ترجمہ** اسکا اوپر گذر چکا ہے
عثمان رض اول وقت سے دیر کرکے جمعہ مین آئے سو عمر فاروق رض نے اونکو جھڑکا اسمین اتنا زیادہ ہے
کہ جب کوئی جمعہ کی نماز کو جانا چاہے تو چاہیے کہ غسل کرے کہ سنت ہے **ف** اس باب مین امام بخاری نے
کوئی مسئلہ بیان نہین کیا اسلیے کہ اوسکو پہلے باب سے تعلق ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ عمر رض نے عثمان کے
اول وقت ترک کرنے پہ انکار کیا حالانکہ اوس وقت بہت اصحاب بیٹھے تھے سو اگر اول وقت کی زیادہ فضیلت
ہوتی تو اوسپر انکار نہ کرتے اور نیز اسمین اشارہ ہے طرف رد کرنے اوس شخص کے جو اول وقت ترک
کرنے پر مدینے والونکے اجماع کا دعوی کرتا ہے اسلیے کہ عمر رض نے اتنے صحابہ اور تابعین وغیرہ اہل
مدینے کے درمیان اول وقت ترک کرنے پر انکار کیا سو اگر اہل مدینے کا اسپر اجماع ہوتا تو عمر اوس سے
انکار نکرتے یا باقی صحابہ وغیرہ اسکا اقرار کرتے واللہ اعلم **باب** الدہن للجمعۃ جمعے کی نماز مین جانے
واسطے تیل لگانا **حدثنا** آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن سعید المقبری قال اخبرنی ابی عن
ابن ودیعۃ عن سلمان الفارسی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یغتسل رجل یوم الجمعۃ
ویتطہر ما استطاع من طہر ویدہن من دہنہ او یمس من طیب بیتہ ثم یخرج فلا یفرق
بین اثنین ثم یصلی ما کتب لہ ثم ینصت اذا تکلم الامام الا غفر لہ ما بینہ وبین الجمعۃ الاخری **ترجمہ** سلمان
فارسی رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعے کے دن نہاوے اور جہانتک
اوس سے ہو سکے طہارت اور پاکی حاصل کرے اور تیل ملے یا اپنے گہر سے خوشبو لگاوے پہر جمعے کیطرف جاوے
اور جب مسجد مین آوے تو دو ملے بیٹھون مین فرق نہ ڈالے یعنی اونکی گردن پر سے گند کر آگے نہ جاوے پہر نماز
پڑہے جتنی اوسکی قسمت مین ہے پہر جب امام خطبہ پڑہے تو چپ کا سنتا ہے تو اوسکے وہ گناہ بخشے جاوینگے
جو اس جمعے اور گذرے جمعے کے درمیان ہین **ف** مراد اچھی طرح پاکی حاصل کرنے سے یہ ہے کہ ناخن کٹوائے

اور لبون کو کترواے اور بغلون اور زیر ناف وغیرہ کے بال منڈاے اور یا مراد نہانیسے بدن پر پانی ڈالنا ہی
اور طہارت سے مراد سر کا دہونا ہے پس اسحدیث سی معلوم ہوا کہ جمعے کے دن تیل ملنے مین بڑی فضیلت ہے
اور اس حدیث سی یہہ بہی معلوم ہوا کہ جمعے کے دن لوگونکی گردن پر سے چل کر آگے بڑہنا مکروہ ہے اور امام شافعی
نے کہا کہ لوگونکے آگے سے بڑہنا اوسی شخص کو منع ہے جو بلا ضرورت آگے بڑہے اور جسکو ضرورت ہو اور بدون
اسکے اپنی جگہ مین نہ پہونچہ سکے تو اوسکو تخطی کرنا جائز ہے اور ایسے ہی جو کمی صف کو پورا کرنا چاہے اوسکو بہی
آگے بڑہنا جائز ہے لیکن اگر پیچہے جگہہ خالی پاوے تو مستحب ہے کہ وہین بیٹہ جاوے اور ایسے ہی جو شخص کسی ضرورت
کیواسطے اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر باہر جاوے تو اوسکو بہی اپنی جگہہ مین پہر آنیکے واسطے تخطی کرنا جائز ہے اور امام مالک
کہتے ہین کہ تخطی اوسیوقت منع ہے جبکہ امام منبر پر کہڑا ہو اور پہلے اوس سے جائز ہے لیکن یہ قول ظاہر حدیث کی
مخالف ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جمعے کی نماز سے پہلے نفل پڑہنے جائز ہین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جمعے کے
دن دوپہر کے وقت نفل پڑہنے جائز ہین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ پہلی حدیث مین جو گہڑیونکا ذکر آیا ہے تو وہ
گہڑیین زوال سے پہلے ہین پیچہے نہین جیسے امام مالک وغیرہ کہتے ہین اسلئے کہ امام کا خطبے کیواسطے
نکلنا عین زوال کے متصل ہوتا ہے اور اوس وقت اتنی گنجایش نہین ہوتی کہ اوسمین نفل وغیرہ پڑہسکے
جاوین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا مذہب ٹہیک ہی سو اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ گناہونکا معاف ہونا اسی
وقت ہی جبکہ یہ سب شرطین مذکورہ پائی جاوین یعنے غسل اور پاکی حاصل کرنا اور خوشبو یا تیل لگانا اور عمدہ
کپڑے پہننا اور خطبے کے وقت چپ رہنا اور جمعے کیطرف آرام سے چلنا اور لوگونکی گردنونسے آگے نہ بڑہنا
اور کسی کو تکلیف ندینا اور جمعے سے پہلے نفل پڑہنا اور خطبے کیوقت چپ رہنا اور لغو بات نہ کرنا سو جو شخص
ان سب شرطون کو بجا لاوے اوسکے گناہ بخشے جاوینگے جو اس جمعہ اور گذرے جمعہ کے درمیان ہوئے
ہین لیکن ان گناہونسے مراد گناہ صغیرہ ہین اس سے کبیرے نہین بخشے جاوینگے اونکے واسطے استغفار کرے
اور سچی توبہ پڑہے اور اس حدیث سی اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ غسل مستحب ہی واجب نہین
دوم یہ کہ جمعے کے دن امام کے آنے سے پہلے نفل پڑہنے مستحب ہین اور یہی ہے مذہب شافعیہ اور جمہور علما
کا سوم یہ کہ مطلق نفلونکی کوئی حد مقرر نہین جتنے چاہے پڑہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مقدر ہو
وہ پڑہے اور یہ کہ خطبے کے بعد تکبیر تحریمہ سے کلام کرنی جائز ہے کذا قالہ النووی **حدثنا** ابو الیمان
قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال طاؤس قلت لابن عباس ذکروا ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال اغتسلوا یوم الجمعۃ واغسلوا رؤسکم وان لم تکونوا جنبا واصیبوا من
الطیب قال ابن عباس اما الغسل فنعم واما الطیب فلا ادری ترجمہ طاؤس سے

[illegible]

روایت ہے کہ اونے ابن عباس رضی سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن
نہاؤ اور اپنے سرکو دہو ڈالو اگرچہ تمکو غسل جنابت کی حاجت نہو اور خوشبو لگاؤ جو میسر ہو سو ابن عباس رضہ نے
کہا کہ نہانا تو آپ نے فرمایا ہے اور خوشبو لگانے کو مین نہین جانتا کہ آپنے فرمایا ہے یا نہین **ف** اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ جنابت کا غسل جمعے کے غسل سے کافی ہو جاتا ہے خواہ اسکی نیت کی ہو یا نکی ہو اور یہی مذہب ہے تمام
اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ اہل علم کا اور اس حدیث مین تیل لگانیکا ذکر نہین لیکن اسکے دوسرے طریق مین تیل کا
ذکر آگیا جیسا کہ ابہی آتا ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حدثنا** ابراہیم بن موسیٰ سے
قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَيَمَسُّ طِيبًا
اَوْ دُهْنًا اِنْ كَانَ عِنْدَ اَهْلِهِ فَقَالَ لَا اَعْلَمُهُ **ترجمہ** طاؤس رضی سے روایت
ہے کہ ابن عباس رضہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جمعے کے دن غسل کرنے مین بیان کی سو مین نے اوس سے
کہا کہ کیا خوشبو یا تیل بھی لگاوے اگر اوسکے گہر والونکے پاس ہو ابن عباس رضہ نے کہا مین اوسکو نہین جانتا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا نہین **ف** شاید امام بخاری کی غرض اس حدیث ابن عباس سے اشارہ کرنا
ہے اسطرف کہ غسل کے سوا مسواک کرنا اور خوشبو وغیرہ لگانا واجب نہین اگرچہ اوسکی ترغیب آچکی ہے اور
وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے گذر چکی ہے **باب** يَلْبَسُ اَحْسَنَ مَا يَجِدُ جمعے کے دن عمدہ کپڑے
پہننے کا بیان **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ
اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى حُلَّةَ سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ
فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ اِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبَسُ
هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَاَعْطٰى عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا **ترجمہ** عمر فاروق
سے روایت ہے کہ اونے ایک ریشمی جوڑا مسجد کے دروازے پر بکتا دیکھا سو عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اگر آپ اسکو خرید لیوین اور جمعے کے دن اور بادشاہونکے ایلچی آنے کے وقت اسکو پہنا کرین تو بہت
خوب ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت مین بے نصیب ہے پہر اوسکے
بعد اسی قسم کے کئی جوڑے حضرت کے پاس آئے سو آپنے ایک جوڑا اونمین سے عمر رضہ کو دیا سو عمر رضہ نے
عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپنے مجکو یہ ریشمی جوڑا پہنایا ہے اور حالانکہ آپ نے عطارد کے جوڑے

مین کیا کچھہ کہا تہا یعنے اوسکو پہننا حرام فرمایا تہا آپنے فرمایا کہ مین نے ریشمی جوڑا تجکو اسواسطے نہین دیا کہ تو اوسکو پہنے یعنی بلکہ مین نے تجکو صرف اسواسطے دیا ہے کہ تو اوسکو بیچکر اوسکی قیمت سے فائدہ اوٹہاوے سو عمر فاروق رضہ نے وہ جوڑا اپنے ایک بہائی مشرک کو دیدیا جو مکے مین رہتا تہا **ف** حلہ کہتے ہین دو کپڑون کو یعنے چادر اور تہ بند اور یہ بہائی اونکا مان کیطرف سے تہا یعنے دونونکی مان ایک تہی اور باپ دو تہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے بیچنا درست ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جمعے کے دن عمدہ کپڑے پہننے اور زینت کرنی مستحب ہے اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کے جواب مین اصل زینت اور تجمل کو برقرار رکہا صرف اوس کپڑے سے منع کیا کہ وہ ریشمی تہا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَابُ** السِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جمعہ کے دن مسواک کرنے کا بیان **ف** جاننا چاہیے کہ مسواک کرنا سنت ہے واجب نہین نہ نماز مین اور نہ نماز سے باہر اور اسپر سب علما معتبرین محققین کا اجماع ہو چکا ہے صرف داؤد ظاہری سے اسکا وجوب منقول ہے لیکن وہ نقل صحیح نہین بلکہ وہ بہی سنت کا قائل اور یہ بہی یاد رکہنا چاہیے کہ مسواک کرنا ہر حال مین سنت ہے خصوصًا نماز پنجگانہ مین تو اوسکی زیادہ تاکید ہے اور وضو اور قراءۃ قرآن اور نیند اور سکوت اور بہوکہ کیوقت زیادہ تر مستحب ہے اور مسواک کڑوی لکڑی کی چاہیے پیلو کی مسواک سب سے بہتر ہے چہوٹی اونگلی برابر موٹی اور بالشت برابر لنبی ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس سے موںہ کی بدبو دفع ہو جاتی ہے اور چونکہ جمعہ کے دن غسل کرنا اور ظاہر بدن کا پاک صاف کرنا مطلوب تہا جیسا اوپر معلوم ہو چکا تو اسواسطے مناسب ہوا کہ اوسکے ساتہہ مونہ کو بہی صاف کیا جاوے کہ وہ اصل جگہ ذکر اور مناجات کی ہے اسواسطے بعد اوس کے مسواک کرنا بیان کرنا مناسب ہوا واللہ اعلم وَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنُّ یعنے ابوسعید رضہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ مسواک کرتے تہے اور اوس سے ... دانتونکو ملتے تہے اور یہ پوری حدیث پہلے گذر چکی ہے **ف** اس حدیث مین کسی خاص وقت کا ذکر نہین عام ہے پس جمعہ کو بہی شامل ہوگی پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین اپنی امت پر مشکل نجانتا تو مین اونکو واجب کرکے مسواک کا حکم کرتا ہر نماز مین **ف** یہ حدیث بہی عام ہے پس جمعہ کی نماز کو بہی شامل ہوگی پس جمعے مین مسواک کرنا ثابت ہوگیا

حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا شعیب بن الحبحاب قال حدثنا انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثرت علیکم فی السواک ترجمہ انس سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تمسے مسواک کرنے کی خوبی بارہا کہی ف یعنی مسواک مین غفلت اور سستی نکرو مسواک کی عادت ڈالو اور جب آپنے اوسکی خوبی بارہا بیان فرمائی تو اوسکو ہر نماز مین کرنا چاہیے اور ہمیشہ کو مسواک کو واجب کرنے مین مشکل ہی لیکن خاص ایکدن مسواک کو معین کرنے مین مشکل نہین یعنی جمعہ کے دن پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا سفین عن منصور و حصین عن ابی وائل عن حذیفۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یشوص فاہ ترجمہ حذیفہ رض سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات سے اوٹھتے یعنے تہجد کو تو اپنے منہ کو مسواک کرتے اور اس سے دانتونکو ملتے ف جب راتکے وقت آپنے باوجود تنہا ہونے کے مسواک کی تو جمعے کے دن مسواک کرنا بطریق اولی چاہیے کہ اوس دن زینت کرنی اور خوشبو ملنی کا حکم ہوا ہے پس مطابقت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی باب من تسوک بسواک غیرہ دوسرے کی مسواک کرنیکا کیا حکم ہے حدثنا اسمعیل قال حدثنی سلیمان بن بلال قال ہشام بن عروۃ اخبرنی ابی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت دخل عبد الرحمن بن ابی بکر و معہ سواک یستن بہ فنظر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت لہ اعطنی ہذا السواک یا عبد الرحمن فاعطانیہ فقصمتہ ثم مضغتہ فاعطیتہ رسول اللہ ص ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ عبد الرحمن بن ابی بکر رض (عائشہ رض کے حقیقی بہائی ہین) میرے حجرے مین آئے اور اونکے پاس مسواک تہی جس سے وہ اپنے دانتون کو ملتے تہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکیطرف نظر کی سو مین نے اوسکو کہا (عائشہ کا قول ہے) کہ اے عبد الرحمن یہ مسواک مجکو دیدے سو اوسنے مجکو مسواک دی سو مین نے اوسکو دانتون سے توڑا اور اوسکے پہلے ریشونکو دور کیا پہر مین نے وہ مسواک دانتون مین چباکر آپکو دی ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ غیر کی مسواک کرنی جائز ہے کہ حضرت ص نے عبد الرحمن کی مسواک لیکر اوس سے دانتونکو ملا لیکن یہ اوسوقت لائق ہے جبکہ دوسرے کے منہ کی بو کو مکروہ نہ جانتا ہو اسلئے کہ عائشہ رض نے مسواک کی پہلے ریشون کو کاٹ ڈالا اور سے چباکر آپکو دی اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ مسواک کرنے کی نہایت تاکید ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری مین بہی اوسکو نہ چہوڑا باب ما یقرأ فی صلوۃ الفجر یوم الجمعۃ ان سورتونکا بیان جو جمعہ کے دن فجر کی نماز مین پڑہی جاتی ہین حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفین عن سعد بن ابراہیم عن عبد الرحمن بن ہرمز عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ یقرأ فی الفجر یوم

اَلْجُمُعَۃِ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ وَ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن فجر کی نماز مین سورۂ الم تنزیل و ہل اتے علے الانسان پڑہا کرتے تھے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعے کے دن فجر کی نماز مین ان دو سورتون کو پڑہنا مستحب ہے اسلیے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اکثر اوقات پڑہا کرتے تھے بلکہ طبرانی وغیرہ مین ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ انکو ہمیشہ پڑہا کرتے اور کان کا لفظ اگرچہ ہمیشگی پہ دلالت نہین کرتا لیکن یہ حدیث نص ہے ہمیشگی مین اور یہی مذہب ہو اکثر اہل علم کا صحابہ اور تابعین وغیرہ سے کہتے ہین کہ جمعے کی فجر مین انکو پڑہنا مستحب ہے جیسا کہ ابن منذر وغیرہ نے نقل کیا ہے یہانتک کہ ابراہیم بن عبد الرحمن سے روایت ہی کہ اُسنے مدینے مین جمعے کے دن لوگون کو فجر کی نماز پڑہائی سو دونون سورتون مین ان دونون کو پڑہا اور یہی مذہب ہے شافعیہ وغیرہ علمار کا اور یہی معلوم ہوا کہ سجدہ کی آیت نماز مین پڑہنی مکروہ نہین اور سجدہ کرنا بہی نماز مین مکروہ نہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ کسی خاص سورت کو کسی خاص نماز کے واسطے معین کر رکہنا مکروہ ہے سو جمعے کے دن ان دو سورتون کا پڑہنا اس شرط سے مستحب ہے کہ کبہی کبہی انکو چھوڑ دیوے اور دوسری سورت کو پڑہ لیوے تاکہ عوام لوگ یہ اعتقاد نہ کر بیٹھین کہ انکے سوا اور سورتون کا پڑہنا کافی نہین یا اور سورتون کا پڑہنا مکروہ ہی اور بعض حنفیہ یہ کہتے ہین کہ اس سے باقی قرآن کا بالکل چھوڑ دینا لازم آتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر عوام کے اعتقاد پہ موقوف رکہا جاوے تو ہر مستحب کام پہ ہمیشگی کرنی مکروہ ہوگی حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے اسلیے کہ اگر کوئی شخص کسی کام مستحب کو مستحب جانکر اسپر ہمیشگی کرے تو وہ بیشک ثواب پاویگا اور نیز اسِ صورت نفلون وغیرہ مستحبات کا بالکل چھوڑ دینا بہی مکروہ ہوگا اسلیے کہ اگر ایک کام مستحب کو ہمیشہ ترک کیا جاوے اور تمام عمر مین ایک بار بہی اسکے ساتہہ عمل نہ کیا جاوے تو بیشک خوف ہی کہ عوام اعتقاد کر بیٹھین کہ یہ کام جائز نہین پس لازم آویگا کہ مستحب کا ہمیشہ ترک کرنا بہی مکروہ ہوگا حالانکہ یہ بات بہی بالاجماع باطل ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز عوام کے اعتقاد کا خوف تعجب ہو جبکہ تمام جہان مین عالم کوئی نہ رہے اور وعظ نصیحت کرنیوالے جہان سے بالکل ناپید ہو جاوین اسلیے کہ اگر فرضاً عوام کے اعتقاد کا خوف بہی تسلیم کیا جاوے تو علمار انکو زبانی بہی یہ مسئلہ سمجہا سکتے ہین کہ یہ امر واجب نہین مستحب ہے اسکے کرنے مین ثواب ہی اور نہ کرنے مین کچھ عذاب نہین اور اس وہم کو وعظ نصیحت مین دفع کر سکتے ہین اور وعظ نصیحت مین اکثر ایسا موقع ہو جاتا ہے پہر کیا علمار کا عوام کو زبانی سمجہانا کافی نہین ہو سکتا تاکہ اسکو کبہی ترک کرین بلکہ تبلانے سے تو دونو امر حاصل ہو جاتے ہین حدیث پہ عمل بہی اور عوام کا اعتقاد دفع کرنا بہی اور نیز سب عوام کا یہ حال نہین بلکہ جو لوگ فہمیدہ اور سمجہدار ہین وہ ہرگز ایسا اعتقاد نہین رکہہ سکتے اور نیز بہت بار تجربہ کیا گیا اور لوگون کو سمجہایا گیا کہ پنجگانہ نماز کے ساتہہ جو نفل پڑہے جاتے ہین یہ فرض و واجب نہین اور صدہا بار عوام کے سامنے ان نفلون کو ترک بہی کیا گیا لیکن انکو ویسے ہی فرضون کے برابر سمجہتے ہین انکو چھوڑنے کو کبہی روادار نہین ہوتے بلکہ جو چہوڑے اسپر سخت انکار

کرتے ہین پس اندرین صورت عوام کے اعتقاد کا کیا علاج کیا جاوے گا بینوا توجروا۔ اور نیز اس سے باقی قرآن کا ترک کرنا بھی لازم نہین آتا ہے اسلیے کہ جب دوسری نمازون مین اور سورتین پڑھیگا تو یہ بات لازم نہین آویگی اور نیز اگر کسی خاص سورت کو کسی خاص نماز مین پڑھنے سے تعیین کا وہم پڑتا ہے تو ایسے ہی تمام قرآن سے دو چار یا دس سورتین مثلا یاد کر رکھنی اور انہین کو ہمیشہ بار بار نمازون مین پڑھنا بھی وہم تعیین کو مستلزم ہوگا پس لازم آویگا کہ ہر آدمی تمام قرآن کو یاد کرے اور باری باری سے تمام قرآن کو نمازون مین پڑھا کرے تا کہ وہم تعیین کا لازم نہ آوے حالانکہ یہ تکلیف بالا یطاق ہے اور آیت فاقرءوا ما تیسر من القرآن کے صریح مخالف ہے اور نیز بخاری کے تیسرے پارے مین پہلے گذر چکا ہے کہ ایک شخص سورہ قل ہو اللہ احد کو صبح کی نماز مین ہمیشہ پڑھا کرتا تھا سو مقتدیون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکی شکایت کی تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بلا کر پوچھا کہ تو نے اس سورہ کو کیون مقرر رکھا ہے اُسنے عرض کی کہ مین اس سے بہت محبت رکھتا ہون تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی محبت تجھکو بہشت مین داخل کریگی پس یہ حدیث صریح ہے اس باب مین کہ کسی سورہ کو کسی نماز کے واسطے خاص کر لینا مکروہ نہین بلکہ بہشت مین داخل ہونے کا سبب ہے اگر اس سے محبت رکھتا ہے اور امام مالک وغیرہ کہتے ہین کہ سجدہ کی آیت نماز مین پڑھنی مکروہ ہے اور وجہ اس کراہیت کی بعضے مالکیہ تو یہی بیان کرتے ہین کہ اسمین خوف ہے کہ عوام اسکو فرض سمجھ لین سو اس وجہ کا جواب تو گذر چکا ہے اور بعضے وجہ کراہت کی یہ بیان کرتے ہین کہ اس سے فرضون مین ایک سجدے کا زیادہ ہونا لازم آتا ہے سو یہ حدیث صریح ہے اسکے رد مین اسیواسطے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ابوہریرہ وغیرہ کی حدیث امام مالک وغیرہ پر حجت ہے۔ اور امام مالک اس حدیث ابوہریرہ کا یہ جواب دیتے ہین کہ مدینے والون نے اسپر عمل نہین کیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ فتح الباری مین لکھا ہے کہ یہ دعوے باطل ہے اسلیے کہ اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ اہل علم کا عمل اسپر ثابت ہو چکا ہے کما مر **فائدہ ثانیہ** فتح الباری مین لکھا ہے کہ مینے اس حدیث کو کسی طریق مین نہین دیکھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سورہ الم تنزیل مین سجدہ کیا ہو لیکن ابن ابی داؤد اور طبرانی نے ابن عباس اور علی رضہ سے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن صبح کی نماز مین سورہ الم تنزیل پڑھی اور اسمین سجدہ کیا لیکن اسناد ان دونو حدیثون کے ضعیف ہین فلا یصلح بہا الاحتجاج **فائدہ ثالثہ** بعضون نے کہا کہ سورہ سجدہ کو جمعے کے ساتھہ خاص کرنے مین یہ حکمت ہے کہ نماز مین ایک سجدہ زیادہ ہو جاوے یہانتک کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ اگر جمعے کے دن اس سورہ کو خاصکر نہ پڑھے تو مستحب ہے کہ کسی اور سجدے والی سورہ کو پڑھے اور یہی روایت ہے ابراہیم اور ابن سیرین سے لیکن بہت علما نے اس بات پر عیب پکڑا ہے اور اسکے قائل کو بے علمی کیطرف نسبت کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ اگر وقت تنگ ہو اور الم تنزیل سجدہ کے پڑھنے کی فرصت نملے تو جتنی ہوسکے اتنی ہی پڑھ لیوے اور وجہ مطابقت اس باب کی پہلے بابون سے یہ ہے

کہ اس باب مین جمعے کو ان دو سورتون کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس یہی منجملہ فضائل ...... جمعہ کے ہے واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى وَالْمُدُنِ شہرون اور گاؤن مین ...... جمعہ پڑہنے کا بیان **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ الْبَحْرَيْنِ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک پہلا جمعہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین جمعہ پڑہنے کے پیچھے پڑہا گیا سو عبد القیس کی مسجد مین تہا جو اثا مین جو ایک گاؤن ہے بحرین کے گاؤن مین سے **ف** ایک روایت مین آیا ہے قریہ من قرے البحرین یعنے جو اثا ایک گاؤن ہے بحرین کے گاؤن مین سے اور ایک روایت مین ہے کہ جو اثا عبد القیس کے گاؤن مین سے ہے اور حاصل دونو کا ایک ہے اسلیے کہ بحرین کے گاؤن کو عبد القیس کے گاؤن بہی کہتے ہین تو مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو آپنے اپنی مسجد مین لوگون کو جمعہ پڑہانا شروع کیا پہر بعد اُسکے سب سے پہلے عبد القیس کے گاؤن مین جمعہ پڑہنا شروع ہوا پہر بعد اُسکے رفتہ رفتہ اور جگہون مین بہی شروع ہو گیا سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گاؤن مین جمعہ پڑہنا جائز اور صحیح ہے اسلیے کہ ظاہر یہی بات ہے کہ عبد القیس نے جمعہ پڑہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے شروع کیا تہا اسلیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ وحی کے زمانے مین اصحاب رضی اللہ عنہم بے اطلاع حضرت کے کسی امر شرعی کیطرف مبادرت نہین کرتے تہے اور نیز اگر جمعہ پڑہنا ناجائز ہوتا تو اُسکے منع کے واسطے قرآن مین حکم اترتا جیسے کہ ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہ نے عزل کے جائز ہونے پر یہی دلیل پکڑی ہے کہ ہم لوگ قرآن نازل ہونے کے زمانے مین عزل کیا کرتے تہے سو اُسکے منع کے واسطے قرآن مین حکم نہ اترا سو اگر عزل ناجائز ہوتا تو قرآن مین اسکا حکم اترتا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حدثنی** بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ يُونُسُ كَتَبَ رُزَيْقُ بْنُ حُكَيْمٍ إِلَى ابْنِ شِهَابٍ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِوَادِي الْقُرَى هَلْ تَرَى أَنْ أُجَمِّعَ وَرُزَيْقٌ عَامِلٌ عَلَى أَرْضٍ يَعْمَلُهَا وَفِيهَا جَمَاعَةٌ مِنَ السُّودَانِ وَغَيْرِهِمْ وَرُزَيْقٌ يَوْمَئِذٍ عَلَى أَيْلَةَ فَكَتَبَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَنَا أَسْمَعُ يَأْمُرُهُ أَنْ يُجَمِّعَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ **ترجمہ** ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سُنا حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے کہ تم لوگون مین ہر ایک شخص حاکم ہے اور لیث (راوی) نے اس حدیث مین اتنا زیادہ کیا ہے کہ یونس نے کہا کہ رزیق نے ابن شہاب کو خط لکہا اور مین اسدن ابن شہاب کو ساتہہ وادی قری مین تہا کہ مدینے کے علاقے مین ایک جگہ کا نام ہے) اور اس خط کا مضمون یہ تہا کہ کیا تو دیکہتا ہے کہ مین یہان کے لوگون سے جمعہ پڑہون اور رزیق ایک زمین پر عامل تہا جسمین وہ کاشتکاری کرتا تہا اور رزیق اسدن ایلہ شہر کا حاکم تہا عمر بن عبد العزیز کی طرف سے یعنے رزیق دراصل حاکم تو ایلہ کا تہا و لیکن وہ خود اُس شہر مین نہین رہتا تہا بلکہ اُسکے علاقے مین ایک گاؤن تہا وہان رہتا تہا اور اسمین کاشتکاری کرواتا تہا) اور اسمین حبشی وغیرہ لوگون کی ایک جماعت رہتی تہی (یونس نے کہا) کہ ابن شہاب نے میری روبرو اسکو خط لکہا جسکا مضمون یہ تہا کہ جمعہ پڑہا کر کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیردست سے پوچہا جاویگا کہ انصاف کیا یا ظلم اور پادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچہا جاویگا اور مرد اپنی جورو بال بچون پر حاکم ہے تو وہ بہی اپنی رعیت سے پوچہا جاویگا کہ اُسنے انکو نیک کام سکہلایا اور گناہ سے روکا یا نہین اور جورو اپنے خاوند کے مال اور گہر کی حاکم ہے تو وہ بہی اپنی رعیت سے پوچہی جاویگی کہ اُسنے اسکی خیرخواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہین اور اسیطرح غلام اور نوکر اپنے آقا کے مال پر حاکم ہے تو وہ بہی اپنی رعیت سے پوچہا جاویگا کہ اُسنے اپنے آقا کی خیرخواہی اور اُسکے مال کی حفاظت کی یا نہین اور مرد اپنے باپ کی مال پر حاکم ہے تو وہ بہی اپنی رعیت سے پوچہا جاویگا اور ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنے زیردست اور قابو والی چیز سے قیامت مین پوچہا جاویگا کہ تو نے باوجود قدرت اور قابو کے انکا حق کیون نہ ادا کیا یعنے یہ سوال صرف پادشاہ پر موقوف نہین ہر ایک شخص سے اسطرح کا سوال ہوگا **ف** ایلہ ایک شہر کا نام ہے مدینے اور مصر درمیان شام کے راہ مین قلزم کی کنارہ پر عمر بن عبد العزیز نے رزیق کو حاکم کرکے وہان بہیجا ہوا تہا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گاؤن مین جمعہ پڑہنا جائز ہے اسلیے کہ جب ہر ایک شخص اپنی رعیت کی حقوق سے قیامت مین پوچہا جاویگا تو اب رعیت کی حقوق کو ادا کرنا اور احکام شریعت کو انمین جاری کرنا حاکم پر واجب ہوا۔ اور چونکہ رزیق بہی اس حبشی وغیرہ لوگون کی جماعت پر حاکم تہا تو اب انکے حقوق کا ادا کرنا اور انمین احکام شریعت کا جاری کرنا واجب ہوا اور احکام شریعت کا ایک اعظم رکن جمعہ ہے تو اب اسکو قائم کرنا بہی واجب ہے اور اُسی زمین مین اُسنے جمعہ پڑہنے کا حکم پوچہا تہا جسمین وہ کاشتکاری کرواتا تہا ایلہ شہر سے وہ جگہ بہت فاصلہ پر ہوتی فناء مصر کا اسکو حکم دینا صحیح نہین تہا اسلیے کہ فناء کی تعریف اسپر صادق آنی ممکن نہین کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالے اور ظاہر اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شاید رزیق کو گاؤن مین جمعہ پڑہنے مین تردد تہا اسواسطے اُسنے ابن شہاب سے یہ مسئلہ پوچہا پس اس سے ثابت ہوگیا کہ گاؤن مین جمعہ پڑہنا صحیح ہے بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صرف اپنے غلام اور نوکر ہی دو چار آدمی ہون اور مسلمان کوئی نہو

تو جب بھی جمعہ پڑھنا صحیح ہے اور اس قسم کی اور بھی کئی حدیثین اور آثار آچکے ہین جو گاؤن مین جمعہ کے صحیح ہونے پر
دلالت کرتی ہین چنانچہ ایک یہ حدیث ہے جو کہ طبرانی اور ابن عدی نے ام عبد اللہ دوسیہ سے مرفوعا روایت کی ہے
کہ جمعہ ہر گاؤن پر واجب ہے جسمین امام ہو اگرچہ اسمین فقط چار آدمی ہون اور ایک روایت مین ہے کہ اگرچہ تین ہی مرد ہون
چوتھا امام ہو اور ایک یہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے عمر رض سے روایت کی ہے کہ اُنسنے بحرین والون کی طرف لکھا کہ تم
جس جگہہ مین ہو وہین جمعہ پڑھا کرو اور صحیح کہا ہے اسکو ابن خزیمہ نے اور یہ شامل ہے شہرون کو بھی اور گانوءن کو بھی
یعنے خواہ گاؤن مین ہو یا شہر مین ہو ہر جگہہ مین جمعہ پڑھتے رہا کرو اور ایک یہ ہے جو کہ بیہقی نے سعد بن سعد سے روایت
کی ہے کہ جس شہر یا گاؤن مین آدمیون کی جماعت ہو انکو جمعہ پڑھنے کا حکم ہے مصر کے لوگ اور انکی اطراف مین رہنے
والے عمر اور عثمان رض کے زمانے مین جمعہ پڑھا کرتے تھے اُنکے حکم سے اور ان لوگون مین اس وقت کئی اصحاب بھی موجود
تھے اور ایک یہ ہے جو کہ عبد الرزاق نے سند صحیح کے ساتھہ ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ وہ مکے اور مدینے کے درمیان
پانی کے چشمون پر رہنے والے لوگون کو جمعہ پڑھتے دیکھتے تھے اور انکو اس سے منع نہین کرتے تھے اور ایک یہ حدیث
ہے کہ ابن ماجہ وغیرہ مین کعب بن مالک سے روایت ہے کہ سب سے پہلے اسعد بن زرارہ نے ہمکو جمعہ پڑھایا پس ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ ہر گاؤن مین جمعہ پڑھنا جائز اور صحیح ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور احمد کا وہ کہتے ہین کہ
جس گاؤن مین چالیس مرد بالغ ہون اور گرمی سردی مین ہمیشہ وہین رہتے ہون انکو جمعہ پڑھنا صحیح ہے خواہ
اُنکے گھر پکے ہون یا کچے ہون لیکن حنفیہ کہتے ہین کہ گاؤن مین جمعہ پڑھنا جائز اور صحیح نہین اگر بدون وجود شرائط یعنے شہر اور
بادشاہ مسلمان وغیرہ کے پڑھے تو جمعہ صحیح نہین اور شرطین اداکی اُنکے نزدیک کئی ہین اول شرط انکی یہ ہے کہ شہر
ہو یعنے گاؤن مین جمعہ درست نہین اور اس شرط کی دلیل یہ حدیث پیش کرتے ہین جو علی مرتضے سے روایت ہے
کہ جمعہ اور تشریق شہر کے سوا اور کسی جگہہ مین صحیح نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھا
ہے کہ یہ حدیث علی رض کی ضعیف ہے اور اُسکے ضعیف ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہو چکا ہے اور امام شوکانی نے
نیل مین کہا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہین اور اسمین قیاس کو دخل ہے پس استد
لال کرنا صحیح نہین اور تخریج ہدایہ مین لکھا ہے کہ بیہقی نے کہا کہ گاؤن مین جمعہ کے ناجائز ہونے مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مروی نہین .... اور بعضی روایتون مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ عیدون کی نماز بھی
گاؤن مین درست نہین اور اسناد اسکی ضعیف ہے نقشے اور نیز یہ قول صحابی کا ہے اور قول صحابی کا اصح مذہب
مین حجت نہین خاصکر جس مسئلے مین اختلاف ہو اسوقت تو بالاتفاق حجت نہین ہے اور نیز جب صحیح حدیث
موجود ہو تو اسکے مقابل مین بھی بالاتفاق حجت نہین اور یہان حدیث کلکم راع الخ وغیرہ موجود ہے کما مر پس قول
علی رض کا بالاتفاق حجت نہین اور نیز عمر اور عثمان اور ابن عمر رض وغیرہ سب صحابہ سے گاؤن مین جمعہ پڑھنا ثابت ہو چکا

جیسا کہ اسعد نے چالیس اصحاب سے جمعہ پڑھا کما مر اور عمرؓ اور عثمانؓ وغیرہ کے حکم کرنے پر کسی نے انکار نہیں کیا پس یہ اجماع سکوتی ہوگا اس لئے صحابہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضہ کے قول سے استدلال کرنا کسطرح صحیح ہوگا اور نیز اس سے لازم آتا ہے کہ عید کی نماز بھی گاؤن مین صحیح نہ ہو حالانکہ تمام جہان شرقاً وغرباً ہر چھوٹے بڑے گاؤن مین عید کی نماز پڑھتے ہین پس معلوم ہوا کہ اس قول علی رضہ کے متروک العمل ہونے پر تمام جہان کا اجماع ہو چکا ہے خاصکر علماء کا پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں اور نیز احتمال ہے کہ اسمین لفظ لا کا نفی کمال کے واسطے ہے پس عدم صحت جمعہ پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ اس سے شرطیت ثابت ہو سکے اور نیز آیت فاسعوا الی ذکر اللہ مطلق ہے گاؤن وغیرہ سب کو شامل ہے جیسا کہ ابن ہمام نے تصریح کر دی ہے اور عام قرآن باعتبار اصول حنفیہ کے قطعی ہوتا ہے جب تک کسی قطعی کے ساتھ پہلے اسکے تخصیص نہ ہو جاوے تب تک تخصیص اسکی خبر واحد کے جائز نہیں ہوتی ہے اور جبکہ عام قطعی کی تخصیص خبر واحد سے جائز نہ ہوئی تو علی رضہ کے قول سے تخصیص اسکی بطریق اولے جائز ہوگی اور دوسری دلیل شہر کے شرط ہونے پر یہ حدیث پیش کرتے ہین جو موطا محمد مین ابو عبید سے روایت ہے کہ مین عثمان رضہ کے ساتھ عید کی نماز مین حاضر ہوا اور وہ دن جمعے کا تھا سو جب وہ نماز ادا کر چکے تو خطبہ پڑھا اور لوگون سے کہا کہ آج دو عیدین جمع ہوئی ہین یعنے جمعہ اور عید سو جو شخص جمعہ پڑھنا چاہے تو اسکی انتظار کرے اور جو گھر کو پلٹ جانا چاہے تو پلٹ جاوے سو **جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ حکم خاص اسی دن کے واسطے ہے جسمین جمعہ اور عید جمع ہو جاوے ہر جمعے مین یہ حکم نہین اسیواسطے صرف جمعے مین ایسا کہنا کسی سے ثابت نہین ہوا اور نیز بخاری کی روایت مین مطلق من کا لفظ آیا ہے عوالی وغیرہ کی اسمین کوئی قید نہین اندرین صورت یہ حکم سب کو شامل ہوگا اور نیز اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ عثمانؓ نے انکو اسواسطے رخصت دی تھی کہ گاؤن والون پر جمعہ فرض نہین بلکہ احتمال ہے کہ انکے گھر دور ہونے کے واسطے یا کسی اور عذر کے واسطے انکو اجازت دی ہو بلکہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ گاؤن والون پر جمعہ فرض ہے اسیواسطے انکو رخصت دی کہ وہ جانتے تھے کہ اگر انکو اجازت نہ دی گئی تو جمعے کے منتظر بیٹھے رہین گے سو اگر جمعہ فرض نہ ہوتا تو انکو اجازت دینے کی کوئی معنی نہ تھی پس یہ اجازت انکی بالکل لغو ہو جاتی پس یہ اجازت صریح ہے اسمین کہ وہ لوگ جمعہ کو واجب جانتے اور ہمیشہ سے جمعے مین حاضر ہوا کرتے تھے اسی واسطے انکو اجازت دی گئی اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤن کے لوگ عید کے دن ہی مدینے مین حاضر ہوا کرتے تھے پس جمعے مین انکا حاضر ہونا بطریق اولے ہوگا کہ فرض ہے اور نیز حنفیہ کے نزدیک جو گاؤن کہ شہر کے آس پاس ہو انپر جمعہ کے واسطے شہر مین آنا واجب ہے پس مدینے کے آس پاس رہنے والون کو اجازت کیون دی گئی فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور جبکہ عثمان رضہ نے انکو ترک جمعے کی اجازت دیدی تو معلوم ہوا کہ شہر کے آس پاس والون کو شہر کا حکم نہین پس

اس سے شرطیت مصر اور فنا مصر کی جڑ اکھڑ گئی اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤن مین رہنے والون کا جمعہ
صحیح...... اور منعقد ہو جاتا ہے اور یہ حنفیہ کے مذہب کے بالکل مخالف ہے اسلیے کہ وہ کہتے ہین کہ بدون شرائط ادا کے
جمعہ صحیح اور منعقد نہین ہوتا فبطل الاستدلال بہذا الحدیث علے اشتراط المصر وباللہ التوفیق اور تیسری دلیل شہر کے
شرط ہونے پر یہ حدیث پیش کرتے ہین جو بخاری مین عائشہ رض سے روایت ہے کہ مدینے کے آس پاس کے گاؤن سے
لوگ جمعے مین باری باری کے ساتھہ آیا کرتے تھے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث مین دو لفظ واقع ہوے ہین ایک
روایت مین ینتابون کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت مین ینتاوبون کا لفظ آیا ہے سو پہلے لفظ کا معنے صرف آنے
کا ہے اور دوسرے لفظ کا معنے باری باری سے آنے کا ہے سو مراد اس دوسرے لفظ سے وہی پہلا معنے ہے یعنے
لوگ جمعے مین آیا کرتے تھے جیسے کہ نسائی وغیرہ کی روایت مین اس لفظ کے بدلے لفظ یحضرون کا آیا ہے یعنے حاضر
ہوا کرتے تھے پس یحضرون کا لفظ اسکی تفسیر واقع ہوا ہے تاکہ ان لفظون مین تطبیق ہو جاے اور نیز شہر کے آس پاس
کے گاؤن والون پر حنفیہ کے نزدیک جمعہ واجب ہے تو اب بقول انکے بعض کے حاضر نہ ہونے سے معلوم ہوا کہ فنا مصر کو
مصر کا حکم نہین ورنہ سب لوگ جمعہ مین حاضر ہوا کرتے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤن
والونکا جمعہ صحیح اور منعقد ہو جاتا ہے اور یہ حنفیہ کے مذہب کے مخالف ہے کہ انکے نزدیک بدون وجود شرائط کے جمعہ
منعقد نہین ہوتا پس اگر اس حدیث سے دلیل پکڑین تو انکا مذہب خود باطل ہو جاویگا اور نیز حنفیہ کے نزدیک فرضیت
اور شرطیت خبر واحد سے ثابت نہین ہو سکتی ہے کما تقرر فی الاصول اسلیے کہ زیادۃ علے الکتاب لازم آتی ہے
پس اس حدیث سے شہر کی شرطیت پر استدلال کرنا صحیح نہین اور دوسری شرط ادا جمعے کی انکے نزدیک یہ ہے
کہ بادشاہ مسلمان ہو بدون اسکے جمعہ صحیح نہین اور وہ اس شرط کی دلیل یہ حدیث پیش کرتے ہین جو ابن ماجہ وغیرہ
مین ہے کہ خدا نے جمعے کو فرض کیا ہے سو جو شخص اسکو چھوڑے اہانت کر کے یا انکار کی وجہ سے تو اسکا
نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ وغیرہ کچھہ قبول نہین الحدیث سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث نہایت ضعیف ہے
بل منکر اور موضوع ہے اسلیے کہ اسکے اسناد مین عبد اللہ بن محمد عدوی ہے اور اسکو لوگ بلوی بھی کہتے ہین سو
امام وکیع نے کہا کہ یہ شخص موضوع حدیثین بناتا تھا اور امام بخاری نے کہا کہ اسکی حدیث منکر ہے اور ابن حبان
نے کہا کہ اسکی حدیث سے دلیل پکڑنی جائز نہین اور بیہقی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا ہے اور اس طریق
مین ذکر وقار کا واقع ہوا ہے اور صالح بن جزرہ نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے اور ابن عدی نے کہا کہ وہ موضوع حدیثین بناتا
ہے اور مغنی مین کہا کہ اسکو جھوٹ کی تہمت لگاتے ہین اور اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے سو اسکی سند
مین یحییٰ بن عطیہ باہلی واقع ہوا ہے اور صاحب الزوائد نے کہا کہ اسکا حال کسی نے بیان نہین کیا یعنے مجہول ہے اور
یہ حدیث اس طور سے معروف نہین اور اس حدیث کی تمام طریقون کی مدار علی بن زید بن جدعان پر ہے سو امام احمد اور

یحیےٰ بن معین کی کہا کہ علی بن زید ضعیف ہی اور ابن خزیمہ نے کہا کہ مین اسکی ساتھ دلیل نہین پکڑتا ہون کہ اسکا حافظہ خراب
ہی اور سعید نے کہا کہ اسکا حافظہ خراب ہوگیا تھا اور بعضون نے کہا کہ وہ سندون کو بدل ڈالتا تھا اور دار قطنی نے اس حدیث
کو دو طریقون سے روایت کیا ہی اور کہا کہ یہ دو نو ثابت نہین اور امام ابن عبد البر نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد واہی
ہیں لیکے کذا ذکرہ المنعم فی دلیل الطالب پس اب اس حدیث استدلال کرنا قطعًا باطل ہوا چہ جائیکہ فرضیت یا شرطیت
پر دلالت کرے اور نیز حنفیہ کے نزدیک خبر واحد سے فرضیت ثابت نہین ہو سکتی ہے پس شرطیت بہی اس سے
ثابت نہین ہوگی اور نیز یہ حدیث بہت صحیح حدیثون کی معارض ہے جو بدون بادشاہ کے جمعہ کے جائز ہونے پر دلالت
کرتی ہین پس لا محالہ انکو مقدم کیا جاویگا کہ تعارض کے وقت قوی کو ترجیح دیجاتی ہے اور ضعیف کو ترک کر دیا
جاتا ہی اور نیز جمعے کا مطلقا جائز ہونا یعنے بدون بادشاہ کے عبارۃ النص سے ثابت ہی اور اصول مین مقرر ہو چکا ہے
کہ جو حکم دلالۃ النص سے ثابت ہی وہ خبر واحد اور قیاس سے مقدم ہوتا ہے سو جو حکم عبارۃ النص سے ثابت ہو وہ بطریق
اولی خبر واحد سے مقدم ہوگا اسلیے کہ تعارض کے وقت عبارت مقدم ہوتی ہے دلالت پر کما تقرر فی الاصول پس اس
حدیث سے استدلال یا استشہاد کرنا بالکل باطل ہے کہ ایسی ضعیف بلکہ موضوع حدیث سے تائید لینی بہی جائز نہین
اور نیز یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ امام کے ہوتے جمعے کا ترک کرنا جائز نہین تو معلوم ہوا کہ جب امام نہو تو جمعہ
کو ترک کرنا جائز ہے اور جب اسکا ترک کرنا جائز ہوا تو اسکا پڑہنا بہی جائز ہوگا پس ثابت ہوا کہ بدون بادشاہ کی جمعہ
صحیح اور منعقد ہو جاتا ہے اور یہ حنفیہ کے مذہب کے مخالف ہی کما مر اور نیز اس حدیث مین حقارت اور انکار کی قید موجود
ہی پس اس سے لازم آیا کہ اگر امام کے ہوتے سستی اور کاہلی کی وجہ سے جمعہ کو ترک کرے حقارت یا انکار مراد نہو
تو اس صورت مین اسپر کچہ گناہ نہین جمعہ کو ترک کرنا جائز ہے والا یہ قید بالکل لغو ہو جاویگی جو اس حدیث کے
باطل کرنے کو مستلزم ہے اور نیز اندرین صورت امام کے موجود ہونیکی قید بہی بالکل باطل ہو جاویگی پس نماز
جمعے کی صحت کے واسطے اس حدیث سے بادشاہ مسلمان کی شرط ہونی پر استدلال کرنا قطعًا باطل ہوگیا اور ثابت
ہوگیا کہ نماز جمعے کے واسطے بادشاہ کا ہونا شرط نہین وباللہ التوفیق اور دوسری دلیل حنفیہ حاکم کے شرط ہونے
پر حدیث پیش کرتے ہین جو ابن ابی شیبہ نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ چار چیزین حاکمون کی سپرد ہین ایک
انمین سے جمعہ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث محض بے اصل ہے اسکی کوئی اصل نہین جیسا کہ عینی حنفی
نے شرح ہدایہ مین لکہا ہے کہ تو حنفیون کے مقصود کو دیکہہ کر اس حدیث کی مال بیان کرنے سے کسطرح سکوت
کر گئے ہین جسکو صاحب ہدایہ نے بے اصل بیان کیا ہے اور جب مخالف کی پاس اپنے مذہب کے واسطے صحیح
حدیثین موجود ہین تو پہر وہ اس حدیث بے اصل کو کیونکر مان لیگا انتہے اور نواب صاحب نے موعظہ حسنہ مین
لکہا ہے کہ حدیث کی اماموں نے تصریح کی ہے ساتھ اسبات کے کہ یہ کلام نہ پیغمبر کی ہے اور نہ اصحاب کی ہے تاکہ

اسکو معنے اور تاویل کی حاجت ہو بلکہ وہ حسن بصری کی کلام ہے اور بعض حنفیہ نے اس باب مین بہت طویل کلام کی ہے
لیکن وہ محض لغو اور لاطائل ہے پس سب کا جواب یہی کافی ہے کہ یہ کلام شریعت کی نہین اور جو کلام شریعت کی نہو وہ
مردود ہے پس یہ کلام مردود ہوئی انتہے پس جب معلوم ہوا کہ یہ حدیث محض بے اصل ہے تو اس سے استدلال کرنا جائز
نہین خاصکر صحیح حدیثون کے مقابلہ مین اس سے استدلال کرنا تو بالاتفاق جائز نہین اور نیز جن اصحاب کی طرف یہ قول
منسوب ہے اُنسے اسکے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے پس اسکے ساتھ استدلال کرنا صحیح نہین خاصکر ایسی حالت مین کہ
حنفیہ کے نزدیک جب راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو وہ دلیل ہی ہوتی ہے اسکے منسوخ ہونے کی بنا برعلیہ
قول منسوخ ہوگا اور نیز جب حنفیہ کے نزدیک خبر واحد سے فرضیت ثابت نہین ہوسکتی تو اس قول حسن بصری سے امام کی
شرطیت کیسے ثابت ہوسکیگی اور باقی بحث اس حدیث کی ہماری کتاب کلام المتین مین موجود ہے شائق اسکا مطالعہ
کرے اور تیسری دلیل حنفیہ شہر اور حاکم کی شرط ہونے پر یہ آیت پیش کرتے ہین اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ الآیۃ یعنے جب اذان دیجاوے واسطے نماز کے دن جمعے کی تو دوڑو طرف ذکر اللہ
کی اور چھوڑ دو بیچنا کہتے ہین کہ ذکر کے لیے کوئی ذکر کرنیوالا ضرور چاہیے سو وہ امام اعظم یعنے بادشاہ ہوگا اور بیچنا چاہنا
بھی اس بات کو کہ کوئی شہر ہو اسلیے کہ بیچنا خریدنا شہر ہی مین ہوتا ہے تو اس آیت سے بطریق اشارۃ النص اور اقتضاء کے
دونو شرطین ثابت ہوگئین سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ اقتضائی معنے اسکا مطلق ذاکر ہے بادشاہ
کی قید اسکے مفہوم مین داخل نہین بلکہ یہ قید خارجی ہے جو اپنی راے سے لگائی گئی ہے پس شرط سلطان کی اس آیت سے اقتضاءً
ثابت نہین ہوسکتی ہے اور مطلق ذاکر کو سلطان کے ساتھ قید کرنا مردود ہے اسلیے کہ ذکر اور وعظ نصیحت کرنیکے
لیے یہ شرط نہین ہے کہ اسکے واسطے خاص کوئی بادشاہ ہو بلکہ ہر عالم اور ہر فاضل کو وعظ اور ذکر کرنا جائز ہے بلکہ ہر ایک شخص
کو حکم ہے کہ لوگون کو وعظ سناوے اور جو کلمہ کلام کسی عالم سے سُنے وہ اور لوگون کو پہونچاوے جیسے کہ بہت آیات اور
احادیث اسپر دلالت کرتی ہین سو انمین سے ایک آیت یہ ہے وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ یعنے چاہیے کہ تم مین سے ایک جماعت ایسی ہو جو لوگون کو نیکی کی طرف بلاوین اور نیک بات بتلاوین
اور بُرے کام سے ہٹاوین اور ایک آیت یہ ہے وَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ الآیۃ اور ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا پہونچاؤ مجھسے اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور آپنے حجۃ الوداع کے دن فرمایا کہ حاضر آدمی غائب کو پہونچا دیوے
اور فرمایا خدا تروتازہ کرے مُنہ اُس شخص کا جو میری حدیث سنکر یاد رکھے اور پھر اسکو اسیطرح پہونچا دیوے پس ان
آیتون اور حدیثون سے معلوم ہوا کہ خطبے اور ذکر کے واسطے بادشاہ کا لازم نہین بلکہ اور لوگون کو بھی وعظ اور ذکر کرنا
جائز ہے پس یہ شرط اس آیت سے ثابت نہوئی وجہ دوم یہ ہے کہ اگر خطبے اور ذکر کے واسطے بادشاہ کا ہونا لازم ہے تو
اس سے لازم آیا کہ اس زمانے مین کسی عالم کو وعظ و نصیحت کرنا جائز نہو پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس زمانے مین

بالکل جائز نہو گی اور بنا بر علیہ نہ کسی عالم کو مسئلہ تبلانا جائز ہوگا اور نہ کسی مفتی کو فتوی دینا جائز ہوگا تو اندرین صورت عجب نہین کہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزین حلال ہو جاوین اور حلال کی ہوئی حرام ہو جاوین اور یہ سخت الحاد اور پرلے درجے کا زندقہ ہے پس لازم آیا کہ ہر عالم کو وعظ اور ذکر کرنا جائز ہے پس نماز جمعے کی صحت کو واسطے اس آیت سے بطریق اقتضار کے پادشاہ کا شرط ہونا ثابت نہوا اسلیے کہ دلالت اقتضار اسکو کہتے ہین کہ دلیل ایسے معنے پر دلالت کرے جو موضوع لہ کو پہلے سے لازم پڑا ہوا ہو اور یہان پادشاہ کا ہونا موضوع لہ کو پہلے سے لازم نہین اسلیے کہ ذکر مطلق ذاکر کو مستلزم ہے خاص کسی ذاکر کو مستلزم نہین اور مطلق ذاکر مین عالم وغیرہ بھی شامل ہین کما مر پس اس آیت سے استدلال کرنا باطل ہے اور یہ فرق کرنا کہ نماز جمعے مین فتنے فساد کا خوف ہے پس حاکم ہونا ضرور ہی ہے بخلاف پنجگانہ نماز کے کہ اسمین فتنے کا خوف نہین سو مخالف اس خیال کو گوزشتہ کے برابر سمجھتا ہے اسلیے کہ فتنے کا خوف ہر جگہہ موجود ہے اور نیز اب اس ملک ہند مین تو سرکار انگریزی کا ایسا انتظام ہے کہ خواہ لاکھون آدمی جمع ہون کوئی دم نہین مار سکتا اور یون تو کشت خون ناحق عرب مین سب ملکون سے زیادہ ہے خاصکر مکے و مدینے مین بھی موجود ہے پس عرب مین بھی جمعہ جائز نہوگا سوم اس وجہ سے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک ذکر سے مراد فقط نماز ہے اور جب ذکر سے مراد فقط نماز ہوئی تو اندرین صورت موضوع لہ کا پہلا لازمی معنے مطلق نماز ہی ہوگا پس بادشاہ کا شرط ہونا اس آیت سے اقتضاء ثابت نہین ہوگا چہارم اسوجہ سے کہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ غلام اور مسافرین اس آیت کے عموم سے مخصوص ہین پس دوسری ظنی کے ساتھہ اسکی تخصیص جائز ہوگی اور نیز کہا کہ یہ آیت عموم امکنہ پر دلالت کرتی ہے پس یہ کلام ابن ہمام کی دلالت کرتی ہے اسپر کہ اس آیت سے بطریق عبارۃ النص کے عموم ثابت ہے اطلاق نہین پس یہ آیت عبارۃً اس بات پر دلالت کریگی کہ جمعہ مطلق جائز ہے خواہ پادشاہ ہو یا نہو سو اسوقت عبارۃ اور اقتضاء مین تعارض واقع ہوگا اور اسمین کچھ شک نہین کہ تعارض کے وقت عبارۃ مقدم ہوتی ہے اقتضاء اور اشارت پر پس عبارت کو ترجیح دیجاویگی اشارت پر پس اس آیت کو مطلق ٹہیرانا اور پہر مطلق کو مقید پر حمل کرنا بناء فاسد علی الفاسد ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ ایک آیت مین تعارض کا واقع ہونا ممکن نہین ورنہ ناسخ اور منسوخ کا اکٹھا واقع ہونا لازم آویگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ خیال وہی شخص فرض کر سکتا ہے جو علم سے بے نصیب اور عقل سے بے بہرہ ہو اسلیے کہ دو دلیلون مین محض تعارض کا واقع ہونا نسخ کو مستلزم نہین کیونکہ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خواہ مخواہ ایک ناسخ ہو اور دوسرا منسوخ ہو بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھی شرط ہے کہ ایک کا دوسرے سے مقدم یا موخر ہونا ثابت ہو جاوے اور نیز اسکی یہ بھی شرط ہے کہ دونو مین تطبیق ممکن نہو کما صرح بہ الشیخ ابن حجر فی النخبۃ وشرحہ وغیرہ من غیرہ پس محض تعارض کو نسخ لازم ٹہیرانا بڑی سخت کج فہمی ہے اور تلویح مین لکہا ہے کہ جب دو دلیلین آپسمین معارض ہون تو خالی نہین کہ یا تو دونو قوت مین مساوی ہونگے یا نہین ہونگے بر تقدیر ثانی ایک کی زیادتی یا تو بمنزلے تابع کے ہوگی یا نہین سو پہلی

صورت مین تعارض باقی ہے اور ترجیح نہین اور دوسری مین تعارض ہے لیکن ایک کو ترجیح ہے اور تیسری مین حقیقۃً تعارض نہین صورۃً ہے اسلیے کہ تعارض مین مساواۃ شرط ہے سو ہر دو اخیر صورتون کا یہ حکم ہے کہ اقوی کے سات عمل کیا جاوے اور اضعف کو ترک کیا جاوے یہانتک کہ کہا کہ اگر تطبیق ممکن ہو باعتبار حکم کے یا محل کے یا زمانے کی تو تطبیق ہی دینی ضرور ہوگی اور دونو کے ساتھہ عمل کیا جاویگا انتھے ملخصا پس اس سے معلوم ہوا کہ مجرد تعارض کا واقع ہونا نسخ کو مستلزم نہین بلکہ اول مساوات شرط ہے پہر تقدم تاخر ثابت ہونا شرط ہے پہر عدم امکان تطبیق اور اگر مساوات نہو تو پہر لامحالہ ترجیح ہے اور چونکہ ما نحن فیہ مین عبارت اور اشارت مین تعارض واقع ہوا ہے تو اب لامحالہ عبارت کو اشارت پر ترجیح دیجاویگی اور یہہ بہی معلوم ہو کہ تعارض کی کئی صورتین ہین اور حکم ہر ایک کا مختلف ہے بلکہ اصول مین یہہ بہی لکہا ہے اذا تعارضا تساقطا اور نیز مطلق و مقید کا ایک آیت مین جمع ہونا بہی ممکن نہین فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور اسیطرح اس آیت سے بطریق اقتضاء کے شرط شہر کا نکالنا بہی باطل ہے اولا باین طور کہ اس آیت مین مطلق بیع کا ذکر ہے خواہ بہت ہو خواہ تہوڑی ہے پس گاؤن کو بہی یہ آیت شامل ہوگی اسلیے کہ تہوڑی خرید و فروخت سے تو کوئی گاؤن بہی خالی نہین ہے پس شرطیت مصر پر اس سے استدلال کرنا باطل ہے ثانیا باین طور کہ اگر بیچنا فقط شہر پر ہی منحصر کہا جاوے تو اس سے لازم آویگا کہ جو خرید و فروخت دیہات اور اطراف مین ہوتی ہے وہ بیع شرعا جائز نہو حالانکہ یہہ بات بالاجماع باطل ہے پس ثابت ہوا کہ پہلا معنے لازم موضوع لہ کا وہ ہے جسجگہ بیع واقع ہو خواہ شہر ہو خواہ گاؤن پس شرط مصر کی اس سے ثابت نہین ہوسکیگی ثالثا باین طور کہ لازم متقدم معنے موضوع لہ یعنے بیع کا مکان بیع ہونا مسلم نہین بلکہ لازم متقدم معنے اسکا بائع ہے یعنے خرید و فروخت کرنیوالا اسلیے کہ بیع کے واسطے ضرور ہے کہ کوئی اسکا موجد ہو کہ فعل کا موجود ہونا فاعل پر موقوف ہے کسی مکان پر موقوف نہین والا لازم آویگا کہ بیع بدون بائع کے موجود ہوجاوے حالانکہ یہہ بات بدیہا باطل ہے اور نیز مکان کا لازم ہونا تو دنیا کے تمام کامون مین موجود ہے پہر اس سے لازم آویگا کہ ہر لفظ مین مدلول اقتضائی مکان ہی ہے حالانکہ یہہ بات بہی قطعا باطل ہے اور نیز مکان مراد لینے سے لازم آویگا کہ ذکر مین بہی مدلول اقتضائے مکان ہو ذکر ہو حالانکہ وہ خصم کو سخت مضر ہے پس ثابت ہوا کہ اس آیت مین بیع کا مدلول اقتضائی مکان بیع کو ٹہہرانا قطعا باطل ہے رابعا باین طور کہ یہان بیع سے مراد عام کاروبار ہے خواہ بیع ہو یا دنیا کا کوئی اور کام ہو والا مزدور پیشہ لوگون کو جمعے کا حکم شامل نہین ہوگا اور یہہ بات ظاہر ہے کہ گاؤن مین بہ نسبت بیع کے اور کام دنیاوی زیادہ ہوتے ہین بلکہ شہر سے بہی زیادہ ہوتے ہین اسلیے کہ اسمین سوا بیع کے اور کام بہت کم ہوتے ہین پس اندرین صورت دیہات مین جمعہ پڑہنا بطریق اولے جائز ہوگا خامسا باین طور کہ اگر امام کے سوا تین آدمی اور ہون تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جمعہ منعقد اور صحیح ہوجاتا ہے اور جب تین آدمی کے ساتھہ امام کے نزدیک جمعہ پڑہنا صحیح ہوا تو شہر اور بادشاہ کی

شرط کو اس آیت سے اقتضاءً نکالنا باطل ہوا اسلیے کہ جسجگہ مین فقط چار ہی نمازی ہون وہان بیع کیونکر ثابت ہوگی اور نیز جس
شہر مین فقط چار ہی نمازی ہون تو انکو شہر کا ہونا یا نہ ہونا اور بیع کا ہونا گیا مضر یا کیا مفید ہے اور اسیطرح بادشاہ کا یا نہونا
ثابت ہونا بھی ممکن نہین اسلیے کہ وہ مخالف کے نزدیک خوف فتنے کے واسطے شرط ٹھیرائیگئی ہے اور تین آدمی بلکہ دس
بیس پچاس آدمی مین بھی مثلا فتنے کا خوف نہین اور نیز اگر تین یا زیادہ آدمی کے واسطے بھی بادشاہ کا ہونا شرط
ہے تو پہر شہرون کی اکثر مسجدون مین تو نماز پنجگانہ مین بھی دو دو تین تین سو بلکہ ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین پس انمین بھی
بادشاہ کا ہونا شرط ...... ہوگا اور بدون اسکے کسی کی نماز صحیح نہین ہوگی اور یہ بالاجماع باطل ہے اور یہ دلیل ایسی ہے
کہ اگر منکر دوبارہ زندہ ہو تب بھی انشاء اللہ تعالے اسکا جواب دے سکیگا اور بعضے حنفی حدیث جواثا کا یہ جواب دیتے ہین
کہ جواثا قلعہ تہا اور گاؤن کا اطلاق شہر پر بھی آیا ہے جیسا کہ قرآن مین مکے کو گاؤن کہا گیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے
کہ خود نفس حدیث مین ثابت ہوچکا ہے اور یہ نص ہی محل نزاع مین اور جب نفس حدیث مین اسکا گاؤن ہونا ثابت ہوچکا
تو اسکی طرف رجوع کرنا اولے ہے بکری وغیرہ کے قول سے کما قال القسطلانی تو پہر اسکو شہر کہنا ہرگز صحیح نہین اور اگر نیز اگر تسلیم
بھی کیا تو کہا جاوے گا کہ قلعہ ہونا گاؤن کے منافی نہین اور نیز یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے گاؤن ہو پہر شہر ہوگیا ہو
کذا قال الحافظ فے الفتح پس اب اسکو شہر کہنا مخالف کو کچہ مفید نہین اور نیز اس حدیث مین صریح موجود ہے کہ جواثا قریة
من قرے البحرین یعنے جواثا گاؤن ہے بحرین کے گاؤن سے پس اندرین صورت اگر جواثا کو شہر فرض کرکے گاؤن
کا اطلاق اسپر تسلیم کیا جاوے تو لازم آویگا کہ بحرین کے ہر ہر گاؤن کو شہر کہا جاوے اسلیے کہ اسکو بحرین کے گاؤن سے
شمار کیا گیا ہے سو اگر وہ شہر ہوگا تو بحرین کے سب گاؤن شہر ہو جاوینگے تو اب معنے اس کلام کا یہ ہوگا کہ جواثا شہر
ہے بحرین کے شہرون مین سے والا اسکو ان گاؤن مین سے شمار کرنا بالکل صحیح نہین ہوگا حالانکہ بحرین کے سب گاؤن
کا شہر ہونا واقع کے بالکل مخالف ہے اور اسکا کوئی شخص قائل نہین ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ جواثا گاؤن ہے
بحرین کے گاؤن سے اور نیز اگر جواثا شہر ہوتا تو پہر راوی کا اس واقعہ کو بیان کرنا بالکل لغو تہا کہ شہرون مین جمعہ پڑہنا
تو بالاجماع جائز ہے اور نیز ابن عباسؓ اور عثمانؓ اور ابو داؤد اور شافعی اور بخاری اور بیہقی اور محمد بن طہمان وغیرہ
محدثین کے نزدیک جواثا گاؤن ہے اور یہ لوگ بڑی لغت جاننے والے ہین پس انکے قول پر اعتماد کرنا زیادہ
لائق ہے اور نیز امام ابوحنیفہؒ نے جو مصر کی تعریف کی ہے وہ اسپر صادق نہین آتی ہے یعنے بازارون اور سکک وغیرہ کا
ومن ادعی خلافہ فعلیه البیان بالبرہان اور بعضے حنفی اسعد بن زرارہ کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی ہجرت کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے اور آپ کو انکا جمعہ پڑہنا معلوم نہین ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے ایکبار
مدینے کے لوگ حج کو گئے تہے سو انکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تب آپنے انکو اسلام کی دعوت کی وہ مسلمان
ہوگئے اور دوسرے سال مدینے کے بہت لوگ جمع ہوکر حج کو آئے اور آپسے ملاقات کی اور مسلمان ہوگئے اور آپنے انکو اسلام

کے احکام سکھلائے سو اب احتمال ہے کہ اُسوقت آپنے انکو جمعہ پڑہنے کا حکم بہی دیدیا ہو وہذا بنا علی ان الجمعۃ فرضت بمکۃ
کما قال البعض اور نیز بعد ہجرت کو تو ضرور ہے کہ آپکو اُنکے جمعے سے اطلاع ہوئی ہو کہ اُسوقت مسلمان فقط سو آدمی یا زیادہ
تہی اور اسلام کا ابتدا تہا ہر وقت نماز وغیرہ کا فکر تہا اور یہی ہر وقت ذکر تہا پہر کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو اُنکے جمعہ پڑہنے کی
خبر نہوئی ہو اور ابن عباس رض کو خبر ہو گئی ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بہی پورے بالغ نہین ہوئے تہے یہ
عجب بات ہے پس معلوم ہوا کہ آپ کو اُنکے حال سے اطلاع ہو گئی ہوگی سو بعد اطلاع کے آپنے انکو منع نکیا بلکہ اسکو برقرار رکہا
اور نیز اگر انکا جمعہ پڑہنا اجتہاد سے فرض کیا جاوے تو کیا چالیس اصحاب کا اجتہاد امام ابو حنیفہ رح کے اجتہاد سے
کم ہے کہ اسکا اعتبار نہ کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ شہر کا میدان تہا اور شہر کے میدان کو حکم شہر کا ہوتا ہے سو
جواب اسکا یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فنا مصر اس جگہ کو کہتے ہین جو گہوڑے دوڑانے اور تیر اندازی اور جنازہ وغیرہ
کے واسطے تیار کی گئی ہو سو اس تعریف سے اسجگہ کا فنا مصر ہونا بالکل ثابت نہین ہو سکتا اور یہ تعریف فنا کی اسپر ہرگز صادق نہین
آ سکتی ہے خاصکر اسوقت مین تو وہ لوگ ان باتون کا نام نشان بہی نہین جانتے تہے اور نیز یہ ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کہ
انہون نے وہان اس لحاظ سے جمعہ پڑہا تہا کہ یہ فنا مصر ہے اور بعضے گمراہ کہتے ہین کہ ہند کا ملک دار الحرب ہے تو پس اس ملک
مین جمعہ پڑہنا جائز نہین سو **جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے اول تو یہ کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک دار الحرب ہونے کی
تین شرطین ہین اول یہ کہ اسمین کوئی اسلام کا حکم جاری نہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ دار الحرب کے متصل ہو یعنی اور کہ اسلام
کا کوئی شہر انکے درمیان نہو تیسری شرط یہ ہے کہ کوئی مسلمان اور ذمی اپنی امان سابق پر باقی نرہا ہو کذا فی الزیادات
اور عمادی مین لکہا ہے کہ اگر ایک نشانی بہی اسلام کی باقی ہو تو جب بہی وہ ملک دار الحرب نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ
کا انتہے سو اس ملک ہند مین یہ تینون شرطین موجود نہین کہ اسلام کے احکام بہی اسمین جاری ہین اور کسی دار الحرب کے ساتہ
بہی متصل نہین کہ انکے درمیان کوئی اسلام کا شہر نہو اور مسلمان وغیرہ سب لوگ اپنی امان سابق پر باقی ہین اور اپنی جاگیرون
اور ریاستون اور املاک اور اموال پر قابض ہین اور کل اختیار رکہتے ہین جسکو چاہین بیچ ڈالین اور جسکو چاہین ہبہ کر دیوین
ہر طرح سے انکو اختیار ہے کوئی انکو مانع نہین اور کوئی انپر جبر نہین کر سکتا پس ثابت ہوا کہ ملک ہند دار الحرب نہین ہے
خاصکر عمادی کے قول سے اس ملک کا دار الاسلام ہونا تو اظہر من الشمس ہے کہ کوئی دشمن عقل بہی اسمین شک نہین کر سکتا
ہے وجہ دوم یہ ہے کہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ اگر کافر بادشاہ کیطرف سے کسی شہر پر مسلمان حاکم مقرر ہو تو اسمین
عیدین اور جمعہ پڑہنا جائز ہے اور جو ملک کہ بادشاہ کافر کے ماتحت ہو وہ بے شک دار الحرب ہے پس اس سے معلوم
ہوا کہ دار الحرب مین جمعہ پڑہنا جائز ہے وجہ سوم یہ ہے کہ در مختار مین لکہا ہے کہ دار الحرب مین اگر اسلام کے بعض احکام مثل
جمعہ اور عیدین وغیرہ کے جاری ہو جاوین تو وہ ملک دار الاسلام ہو جاتا ہے بنا بر اسکے ملک ہند دار الاسلام ہوا وجہ
چہارم یہ کہ امام ناصری نے مشتمل مین لکہا ہے کہ دار الحرب اسلام کے احکام جاری ہونے سے دار الاسلام ہو جاتا ہے

سو جب تک کہ ایک علامت اسلام کی بھی باقی رہے تو جانب اسلام ہی کو ترجیح دیجاویگی پس معلوم ہوا کہ ہند دار الاسلام ہی کہ اکثر احکام اسلام اسمین جاری ہین وجہ یہ بھی ہے کہ بڑے احکام اسلام کے نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ ہین کہ اصل بنا اسلام کی انہی پر موقوف ہے سو جب یہ احکام اس ملک مین ادا کرنے جائز ہین تو پھر جمعہ بطریق اولے جائز ہوگا اور اگر جمعہ جائز نہین تو پھر ان احکام کی اس ملک مین جائز ہونے کی بھی کوئی دلیل نہین فما ہو جوابکم فہو جوابنا وجہ ششم یہ کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ دار الحرب ہونا جمعہ اور عیدین وغیرہ کے پڑھنے کو منافی ہے جیسا کہ یربوع وغیرہ کے ملک مین جاری تہا اور اگر صدیق اکبر رضنے انکی نماز وغیرہ کا اعتبار نہ کرکے انکو قتل کیا تہا تو اس سے لازم آویگا کہ اب اس ملک مین بھی نماز وغیرہ کا اعتبار نہ کیا جاوے۔ پس نماز روزہ وغیرہ ادا کرنا اس ملک مین بھی جائز نہ ہوگا ومن ادعی خلاف ذلک فعلیہ البیان بالبرہان اور اگر کوئی کہے کہ ان فقہ کی عبارتون مین مراد احکام اسلام سے احکام سیاست کے ہین یعنے حدود شرعیہ کا قائم کرنا ہے احکام عبادت کہ یعنے نماز روزہ وغیرہ ان سے مراد نہین پس نماز روزے وغیرہ عبادات کی باقی رہنے سے یہ ملک دار الاسلام نہین ہوسکتا کہ اسمین احکام سیاست یعنے حدود شرعیہ جاری نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول زیادات کی عبارت مین حکم کا لفظ آیا ہے اور وہ نکرہ ہے جو تحت نفی واقع ہوا ہے اور نکرہ تحت نفی ہمیشہ عام ہوتا ہے پس سب احکام اسلام شامل ہونگے خواہ سیاستی ہون یا عباداتی اور اسیطرح عمادی کی عبارت مین بھی شیئۃ کا لفظ نکرہ واقع ہے اور اسیطرح فصول اور واقعات کی عبارت مین بھی شئے اور علقۃ کا لفظ نکرہ واقع ہوا ہے اور شرح اسبیجابی مین بھی حکم کا لفظ آیا ہے پس یہ نکرات سب احکام اسلام کو شامل ہین خواہ سیاستی ہون یا عباداتی ہون پس جب تک کوئی حکم اسلام کا باقی رہیگا تب تک کسی ملک کو دار الحرب نہین کہا جاویگا خاصکر منشور کی عبارت مین تو بالکل احکام سیاستی مراد نہین ہوسکتے ہین کہ اسمین جمیع کا لفظ بولا گیا ہے اور جب کہ احکام سیاستی پائے جاوین تو پھر قطعا دار الاسلام ہو جاتا ہے پھر ترجیح کا کوئی معنے نہین کہ اسمین دونو طرفین مساوات مین قریب قریب ہوتی ہین گو ایک راجح ہے اور دوسری مرجوح اور نیز اگر کسی ملک کا دار الاسلام ہونا احکام سیاست کی جاری ہونے پر موقوف ہوتا تو ملک عرب کو دار الاسلام کا حکم دیا جاتا اسلیے کہ اسمین احکام سیاست وغیرہ کے سب جاری تہے فقط انہوں نے زکوۃ کا انکار کیا تہا جسپر صدیق اکبر رضنے انسے لڑائی کی اور نیز اگر دار الاسلام ہونا احکام سیاست پر موقوف ہے تو پھر اس سے لازم آویگا کہ مدینہ وغیرہ بھی دار الاسلام نہ ہو اسلیے کہ اس ملک مین بھی حدود شرعیہ جاری نہین بلکہ حدود شرعیہ کا کوئی نام بھی نہین جانتا پس اب ملک عرب مین بھی جمعہ قائم کرنا جائز نہ ہوگا اور نیز احکام ملکداری بھی ملک ہند مین بہت جاری ہین مدعی اور مدعا علیہ کی رضامندی سے اکثر مقدمات شرع پر فیصلے کیے جاتے ہین اور اگر اس ملک کے لوگ سرکار برطانیہ سے حدود شرعیہ کے جاری کرنے کی استدعا کرین تو بے شک سرکار حدود شرعیہ کو جاری کردیوے اسلیے کہ سرکار کا اصل مقصود یہی ہے کہ ملک کا انتظام ہو اور فتنہ فساد دفع ہو جاوے اور خلقت امن سے رہے پس اسمین

اہل اسلام کا قصور ہے سرکار کا کچھہ قصور نہین کہ خود مسلمان حدود شرعیہ کو پسند نہین کرتے ورنہ انگریزی کو طاقت نہین کہ اہل اسلام کے دین کو بدل سکے اور مسلمانون سے نماز روزہ وغیرہ جبراً چہوڑا کر انکو کافر بنا دیوے اگر کوئی اہل اسلام پر ایسا جبر کرے تو سب مسلمان بہا نسے ملجانا منظور کرین مگر دین کو نہ چہوڑین ہوائی پہیلانے والے مولویصاحب کہ وہ دین کو چہوڑنا منظور کرین مگر مرجانا منظور نکرین معلوم ہوا کہ ملک ہند مین احکام اسلام کا جاری ہونا از روے غلبہ اسلام کے ہی نہ اسکے مغلوب ہونے کی وجہ سے پس حاصل کلام اس مقام مین یہ ہے کہ ملک ہند کا دار الاسلام ہی اور اسمین جمعہ پڑہنا بالاتفاق جائز ہے اسمین کچہ شک نہین اور جو شخص کہ سلطنت انگریزی کے سبب سے اس ملک کو دار الحرب کہے اور اسمین جمعہ پڑہنے کو جائز نہ رکہے تو وہ خود بہی گمراہ ہے اور اسنے لوگون کو بہی گمراہ کیا نعوذ باللہ من ہذا العمی والخذلان و باللہ الاعتصام و علیہ التکلان پس اس تقریر مین ہوائی پہیلانے والے مولویصاحب کے رسالے کا مختصر جواب ادا ہو گیا اسلیے کہ وہ ہند مین جمعہ پڑہنے کو جائز نہین کہتے ہین اللہ انکو اس سے توبہ نصیب فرما دے وما ذلک علی اللہ بعزیز اور مترجم نے انکا مفصل جواب بہی مدت سے لکھہ رکہا ہے انشاء اللہ تعالی کبہی کسی موقع پر طبع کرایا جاویگا +

باب هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ جن لوگونپر جمعہ واجب نہین جیسا کہ عورتین اور نابالغ لڑکے اور مسافر اور غلام وغیرہ ہین تو انپر جمعے کا غسل بہی واجب نہین **ف** ابوہریرہ رض کی حدیث مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کا غسل ہر مسلمان پر واجب ہی اور ابن عمر رض کی آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی جمعے مین حاضر نہو وے اسپر غسل واجب نہین اور ابو سعید رض کی حدیث آئندہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکے پر جمعے کا غسل واجب نہین اور عورتون کو رات کو وقت مسجد مین جانے سے نہ منع کرنا اسپر دلالت کرتا ہے کہ جمعہ انپر واجب نہین ورنہ رات کی قید لگانے کے کوئی معنے نہ تہی لیکن مراد بخاری کی یہ ہے کہ غسل جمعے کا صرف اسی شخص کے واسطے ہی جسپر جمعہ واجب ہے جیسا کہ اس اثر ابن عمر رض سے معلوم ہوتا ہے **وَقَالَ** ابْنُ عُمَرَ إِنَّمَا الْغُسْلُ عَلَى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ یعنے ابن عمر رض نے کہا کہ نہانا تو صرف اس شخص پر واجب ہے جسپر جمعہ واجب ہو **ف** بیہقی کے طریق مین اس حدیث کے آخر مین اتنا لفظ زیادہ آیا ہے کہ جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو رات سے پہلے اپنے گہر مین پلٹکر آسکے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی جمعہ پڑہ کر رات سے پہلے اپنے گہر مین نہ آسکے اسپر جمعہ فرض نہین اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جمعے کا غسل صرف اسی شخص کے واسطے ہی جسپر جمعہ فرض ہو دوسرے پر نہین اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے اور یہی مذہب ہے امام بخاری کا اسلیے کہ یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ جو آثار امام بخاری ترجمون مین لاتا ہے جس معنے پر وہ دلالت کرین وہی بات انکے نزدیک مختار ہوتی ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ترجمہ ابن عمر سے

روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تہی کہ جو شخص جمعے مین آنا چاہے تو چاہیے کہ غسل کرے **ف** ظاہر اس حدیث سی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جمعے مین آنا نہ چاہے تو اُسپر غسل نہین پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ **ترجمہ** ابو سعیدؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن غسل کرنا ہر ایک بالغ جوان پر واجب ہے **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا مین سب امتون سے پیچھے پیدا ہوئے اور قیامت مین سب سے آگے ہونگے صرف اتنا فرق ہے کہ اگلی امتون کو کتاب ہم سے پہلے ملی اور ہمکو اُنکے پیچھے ملی سو یہ دن جمعے کا وہ ہے جسمین انہون نے اختلاف کیا سو خدا نے ہمکو اسکی راہ بتلائی سو سنیچر کا دن یہود کے واسطے ہی اور اتوار نصاریٰ کے واسطے ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا پہر فرمایا کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہفتے مین ایک دن غسل کرے جسمین اپنے بدن اور سر کو دہووے اور دوسری روایت مین ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہفتے مین ایک دن نہاوے **ف** اس حدیث مین مراد ایک دن سے خاص جمعے کا دن ہے مطلق کوئی دن نہین جیسا کہ اس حدیث کی دوسرے طریق مین آگیا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون کو رات کے وقت مسجد مین نماز کے واسطے جانے کی اجازت دو **ف** اگر کوئی کہے کہ رات کی قید لگانے سی معلوم ہوتا ہے کہ دن کو عورتین باہر نہ نکلین اور چونکہ جمعہ بہی دن کی نماز ہے تو اب عورتون کو اوسمین آنا جائز نہ ہوگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ مفہوم مخالف نہین بلکہ موافق ہے اسلیے کہ رات مین دن سی فتنے کا زیادہ خوف ہے اور جب رات کو انکا نکلنا جائز ہوا تو دن کو نکلنا بطریق اولے جائز ہوگا اور بعض حنفیون نے اسکے برعکس تقریر کی ہے یعنے حرامکار اور بدمعاش لوگ رات کو اپنی سونے اور فسق وغیرہ مین مشغول ہوتے مین اور دن کو تمام جگہہ پہیلے ہوئی ہوتے ہین اور ایسا ہونا اگرچہ ممکن ہے لیکن رات کو

فتنے کا خوف بنسبت زیادہ ہے اور یہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ رات میں ہر فاسق فسق میں مشغول ہو جاوے اور بدمعاش لوگ دن کو اکثر بدنامی سے ڈرتے ہیں اور آدمیوں کی کثرت کے سبب عورتوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے اور جب عورتوں کا دن کو باہر نکلنا بطریق اولے ثابت ہوا تو جمعے میں حاضر ہونا بھی ضرور ہوگا اور جو جمعے میں حاضر ہووے اسپر غسل واجب ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اگر مفہوم مخالف مراد لیا جاوے تو دن کو نکلنا منع ہوگا پس جمعہ انپر واجب نہ ہوگا پس غسل بھی واجب نہیں ہوگا اور اسی بات کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ رات اور دن اسمین ضد ہین حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ امْرَاَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهَا لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ اَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ قَالَتْ فَمَا يَمْنَعُهُ اَنْ يَنْهَانِيْ قَالَ يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ عمر فاروق رض کی ایک بیوی تھی کہ صبح اور عشا کو جماعت کیواسطے مسجد مین حاضر ہوا کرتی تھی سو کسی نے اسکو کہا کہ تو گھر سے باہر کیون نکلتی ہے حالانکہ تو جانتی ہے کہ عمر رض اسکو برا جانتا اور اسپر غیرت کرتا ہے سو اسنے کہا پہر کون چیز اسکو روکتی ہے کہ مجھکو منع نہین کرتا اسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اسکو منع کرتا ہے کہ نہ منع کرو خدا کی باندیون کو خدا کی مسجدون سے **ف** یہ حدیث اگرچہ مطلق ہے رات اور دن کو شامل ہے لیکن دوسری حدیثون کے قرینہ سے مقید ہے یعنے مراد اسمین صرف رات ہے اور جب رات کو ساتھ مقید ہوئی تو دنکو جمعے مین نکلنا واجب نہ ہوگا پس غسل بھی واجب نہ ہوگا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس باب کی بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگون پر جمعہ فرض نہین انپر غسل بھی نہین اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کے دن غسل کرنا فقط انہین لوگون پر واجب ہے جنپر جمعہ واجب ہے اور جنپر جمعہ واجب نہین انپر غسل بھی واجب نہین چنانچہ ابن عمر رض کے قول سے اس بات پر استدلال کیا تو گویا جن حدیثون سے عموماً ہر مسلمان پر غسل ثابت ہوتا ہے اس سے مراد خاص وہی شخص ہے جنپر جمعہ واجب ہے لیکن کوئی حدیث مرفوع انکی مخصص نہین پس تردد باقی رہتا ہے اور وہ اسطور سے دفع ہوسکتا ہے کہ کہا جاوے کہ جو شخص جمعہ مین حاضر ہووے اسپر غسل کرنا واجب ہے بشرطیکہ جمعہ اسپر واجب ہو اور جسپر جمعہ واجب نہین اگر وہ لوگ اسکے واسطے جمعہ مین حاضر ہووے تو وہ بھی غسل کرے اور کسی اتفاق سے جمعہ مین آوے تو نہ کرے اور یہی منقول ہے امام مالک سے لیکن غسل مین زیادہ احتیاط ہے واللہ اعلم **بَابُ الرُّخْصَةِ اِنْ لَّمْ يَحْضُرِ الْجُمُعَةَ فِي الْمَطَرِ** اگر کوئی شخص مینہ کے دن جمعے مین حاضر نہ ہووے اور اپنے گھر مین نماز پڑھ لیوے تو اجازت ہے کچھ گناہ نہین **ف** اگر کوئی شخص مینہ ..... کے دن جمعہ کو چھوڑ دیوے اور گھر مین نماز پڑھ لیوے تو جائز ہے خواہ مینہ بہت برستا ہو یا ہلکا ہوا اور یہی مذہب ہے جمہور علمار کا اور شافعیہ اور حنبلیہ کہتے ہین کہ جمعہ کو ترک کرنا اسی صورت مین جائز ہے جبکہ کپڑا اس سے تر ہو جاوے اور اگر ہلکا مینہ برستا ہو یعنے کوئی کوئی قطرہ پڑتا ہے یا دیوارون وغیرہ کے سائے مین چل کر مسجد تک پہنچ سکتا

تو ایسے وقت مین گھرمین نماز پڑہنا اور جمعے کو ترک کرنا جائز نہین اور امام مالک کہتے ہین کہ مینہ برسنے کو دن جمعہ چھوڑنا بالکل جائز نہین لیکن حدیث ابن عباس رضی کی جو اس باب مین ابہی آئی ہے حجت ہے امام مالک پر کہ اس سے صریحا جواز معلوم ہوتا ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنِ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا فَقَالَ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ **ترجمہ** ابن سیرین (تابعی) رح سے روایت ہے کہ ابن عباس رض نے مینہ برسنے کو دن اپنے موذن سے کہا کہ جب تو اذان مین اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے تو پہر بعد اسکے حی علے الصلوۃ نہ کہہ بلکہ اسکی بدلے یہ کلمہ کہہ صلوا فی بیوتکم یعنے اے لوگو اپنے گہرون مین نماز پڑہو سو جیسے کہ لوگون نے اس سے انکار کیا یعنے کہنے لگے کہ ہمنے ایسا کبھی نہین دیکہا سو ابن عباس نے کہا کہ اسکو اس شخص نے کیا ہے جو مجہ سے بہتر ہے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے مینے اپنی رائے سے ایسا نہین کیا اور کہا کہ مقرر جمعہ فرض ہے اور مینے اس بات کو ناگوار جانا کہ تمکو تکلیف مین ڈالون سو تم کیچڑ اور پاؤن پہسلنے کی جگہ مین چلکر آؤ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مینہ کے دن جمعہ ترک کر دیوے تو جائز ہے گناہ نہین اور ظاہر اس حدیث سے یہی سمجہا جاتا ہے کہ سبب رخصت کا پہسلنا اور کیچڑ ہے لیکن چونکہ مینہ اسکا سبب ہے اسواسطے ترجمے مین مینہ کی قید لگائی اور اس سے یہی معلوم ہوا کہ اگر مینہ پہلے برس گیا ہو اور کیچڑ کی کثرت ہو تو اسوقت بہی جمعے کو ترک کر دینا جائز ہے اور یہی معلوم ہوا کہ مینہ بہی جمعے کے ترک کرنے کا ایک عذر ہے

بَابٌ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ وَعَلَى مَنْ تَجِبُ کتنی دور اور کتنے کوس سے جمعے کے واسطے آنا واجب ہے اور جمعہ کس شخص پر واجب ہے لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ یعنے واسطے دلیل اس آیت کی کہ جب اذان دیجاوے واسطے نماز کے دن جمعے کے تو دوڑو طرف ذکر اسکی **ف** امام بخاری نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ جو شخص اذان کو سنے اسپر جمعہ واجب ہے خواہ حقیقۃ اذان کو سنے یا حکما سنے یعنے اسجگہ تک اذان کی آواز پہونچے اگرچہ وہ نہ سنے جیسے کہ بہرا ہو اور خواہ شہر کے اندر رہتا ہو یا باہر ہو اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا لیکن امام شافعی نے کہا کہ اسمین یہہ شرط ہے کہ موذن بلند آواز والا ہو اور مخلوق سب چپ ہو اور آدمی سننے والا ہو اور ابوداؤد مین عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے کہ جمعہ صرف اسی شخص پر فرض ہے جو اذان کو سنے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جس مین آپنے ابن ام مکتوم کو فرمایا کہ کیا تو اذان سنتا ہے اسنے کہا ہان فرمایا پس جماعت مین حاضر ہوا کر اسلیے کہ جب جماعت مین حاضر ہونا اس حدیث سے ثابت ہوا تو جمعہ مین حاضر ہونا بطریق اولے ثابت ہوگا کہ اسکی طرف دوڑنے کا حکم آچکا ہے پس اس آیت اور ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جمعہ اسی پر فرض ہے جو اذان کو سنے حقیقۃ ہو یا حکما اور جو اذان کو نہ حقیقۃ اور نہ حکما سنے نہ یعنے اذان کی آواز اس جگہ تک

نہ پہونچ سکے تو اسپر جمعہ فرض نہین اور ایک حدیث مین ترمذی وغیرہ کے آیا ہے کہ جو شخص رات سے پہلے اپنے گہر
مین پہونچ سکے اسپر جمعے مین آنا واجب ہے سوامام احمدؒ نے کہا کہ یہ حدیث کچہہ چیز نہین لیکن قول ابن عمرؓ کا جو مذکور
ہوچکا ہے اسکی تائید کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص جمعہ پڑہ کر رات سے پہلے اپنے گہر مین پہونچ سکے اسپر جمعہ
واجب ہے اور اگر رات سے پہلے نہ پہونچ سکے تو جمعہ اسپر واجب نہین لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ سعی دن کے اول مین
واقع ہو اور یہ آیت کی مخالف ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ جو شخص شہر سے باہر ہو اسکا جمعہ جائز نہین اور مالکیہ کہتے
ہین کہ اگر جمعہ گاؤن مین ہو تو اذان کے مناری سے تین میل تک کے لوگون پر واجب ہے اور اگر شہر مین ہو تو مناری سے
چھ میل تک واجب ہے **وَقَالَ عَطَاءٌ** اِذَا كُنْتَ فِیْ قَرْیَةٍ جَامِعَةٍ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَحَقٌّ
عَلَیْكَ اَنْ تَشْهَدَهَا سَمِعْتَ النِّدَآءَ اَوْ لَمْ تَسْمَعْهُ یعنے عطار (تابعی) نے کہا کہ اگر تو جمعے والی گاؤن مین ہووے
اور اذان ہو نماز کی جمعے کے دن تو جمعے مین حاضر ہونا تجہپر واجب ہے خواہ تو اذان کو سُنے خواہ نہ سُنے یعنے آیت مین جو جمعے
کی طرف چلنے کا حکم ہے تو یہ کچہہ ضرور نہین کہ جب اذان سُنے تو اسطرف چلے بلکہ اگر نہ سُنے تو جب بہی جمعہ مین حاضر ہونا واجب ہے
ف عبدالرزاق نے اس اثر کے اخیر مین اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ ابن جریجؒ نے کہا کہ مینے عطا سے پوچہا کہ جمعے والا
گاؤن کس کو کہتے ہین اُسنے کہا کہ جسمین آدمی جمع ہون اور امیر اور قاضی بہی اسمین رہتا ہو اور گہر آپسمین ملے ہوے ہون
جیسا کہ جدہ ہے پس اس اثر سے معلوم ہوا کہ گاؤن مین جمعہ پڑہنا جائز ہے اور بعضے حنفی اس اثر سے دلیل پکڑتے
ہین کہ جمعہ گاؤن مین جائز نہین کہ یہ تعریف گاؤن پر صادق نہین آتی تو جواب اسکا یہ ہے کہ پہر عطا نے اسکو گاؤن
کیون کہا شہر کہنا چاہیے تہا اور نیز یہ تابعی کا قول ہے اور جب صحابی کا قول اصح مذہب مین حجت نہین تو پہر تابعی کا
قول کس گنتی مین ہے کہ اس سے فرض کو ترک کیا جاوے **وَكَانَ اَنَسٌ** رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ قَصْرِهٖ اَحْیَانًا یُجَمِّعُ وَاَحْیَانًا لَا یُجَمِّعُ
وَهُوَ بِالزَّاوِیَةِ عَلٰی فَرْسَخَیْنِ یعنے انسؓ کبہی اپنے گہر مین جمعہ پڑہتے اور کبہی نہین پڑہتے تہے بلکہ بصرہ مین جاکر
پڑہ آتے تہے اور وہ زاویہ (ایک جگہہ کا نام ہے) مین رہتے تہے چہہ میل...... پر بصرے سے **ف** ایک روایت مین
آیا ہے کہ انسؓ ایک زمین مین رہتے تہے جو بصرے سے ایک فرسخ تہے سو وہ جمعے کے واسطے بصرہ مین حاضر ہوا کرتے تہے
سو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ زمین اُنکے گہر کے سوا دوسری جگہہ تہی پس اس اثر سے معلوم ہوا کہ چہہ میل کے فاصلے سے
جمعے مین آنا جائز ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ گاؤن مین جمعہ پڑہنا جائز ہے اسلیے کہ معنے اسکا یہ ہے جو شیخ ابن حجرؒ نے
فتح الباری مین لکہا ہے یجمع لے یصلی بمن معه الجمعة او یشهد الجمعة بجامع البصرة یعنے کبہی تو اپنے گہر مین جمعہ پڑہ لیتے تہے
اور کبہی بصرہ مین جاکر پڑہتے تہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اسکا یہ معنے نہین کہ کبہی جمعہ پڑہتے تہے
اور کبہی نہین پڑہتے تہے اور بالفرض محال لتسلیم بہی کیا جاوے تو جب بہی اس سے گاؤن مین جمعہ پڑہنے کا جواز ثابت ہوگا
اور یہ بہی حنفیون کی مضر ہے کما مر بیانہ سابقا **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ

عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ
زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِیْ فَيَأْتُوْنَ فِی
الْغُبَارِ يُصِيْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْسَانٌ مِّنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِیْ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ لوگ جمعے
کے واسطے مدینے مین اپنے گھرون اور عوالی مدینے سے باربار آیا کرتے تھے سو غبار مین چلکر آتے اور انکو گرد... پہونچتی اور پسینہ
آتا سو انکے کپڑون سے بدبو نکلتی سو انمین سے ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ اسوقت میرے نزدیک
تشریف رکھتے تھے سو آپنے اسکو فرمایا کہ اگر تم اپنے اس دن کے واسطے طہارت اور پاکی حاصل کرتے تو بہت بہتر ہوتا ف
عوالی اُن گاؤن کو کہتے ہین جو مدینے سے مشرق کیطرف واقع ہین اور چونکہ مدینے کی وہ طرف اونچی ہے اور پہاڑ اُس
طرف مین واقع ہین اسلیے انکو عوالی کہتے ہین یعنے بلندی پر واقع ہین انمین سے جو گاؤن مدینے کے بہت نزدیک ہے
وہ چار میل پر ہے اور جو مدینے سے بہت دور ہے وہ آٹھ میل پر واقع ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین چار میل کے
فاصلے سے جمعے کے واسطے آنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گاؤن والون کو جمعہ
پڑھنا جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ گاؤن والون کا جمعہ صحیح اور منعقد نہین ہوتا ہے اور تحقیق اسکی اوپر گذر چکی ہے

بَابٌ وَقْتُ الْجُمُعَةِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ اول وقت جمعے کا وہ ہے جب آفتاب ڈھل جاوے یعنے زوال سے پہلے
جمعہ پڑھنا جائز نہین **وَ** كَذٰلِكَ يُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اور اسی طرح روایت
کی گئی ہے ان چار صحابہ سے یعنے عمر رض اور علی رض اور نعمان بن بشیر اور عمرو بن حریث سے کہ زوال سے پہلے جمعہ جائز نہین
ف جاننا چاہیے کہ امام مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور جمہور علماء خلف اور سلف کے نزدیک زوال سے پہلے جمعہ جائز
نہین اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اور امام اسحاق اور احمد کہتے ہین کہ زوال سے پہلے بھی جمعہ پڑھنا جائز ہے
اور صدیق اکبر اور عمر رض اور عثمان رض وغیرہ سے بھی ایسے روایت آئی ہے لیکن جمہور کے نزدیک وہ روایتین صحیح نہین ہین
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ان روایتون مین سے کوئی روایت صحیح نہین بلکہ صحیح وہی ہے جسپر جمہور علما
ہین اور نیز جن حدیثون سے امام احمد نے دلیل پکڑی ہے اُن سے مراد یہ ہے کہ وہ جمعہ مین نہایت جلدی کرتے تھے اور
اول وقت پڑھتے تھے یہ معنے نہین کہ زوال سے پہلے پڑھتے تھے اور بعضے حنبلی کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمعے کو عید فرمایا ہے اور عید کو زوال سے پہلے پڑھنا جائز ہے تو جمعے کو بھی زوال سے پہلے پڑھنا جائز ہوگا سو جواب
اسکا یہ ہے کہ اسکو عید کہنے سے یہ لازم نہین آتا کہ سب احکام عید کے اسپر جاری ہون اسلیے کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے
اگرچہ ایک دن اس سے پہلے یا پیچھے بھی روزہ رکھے بخلاف جمعے کے کہ اسدن روزہ رکھنا بالاتفاق جائز ہے اور نیز اس سے
لازم آتا ہے کہ جمعہ زوال سے پیچھے جائز ہو اسلیے کہ عید زوال سے پیچھے درست نہین حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل

حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا یحیی بن سعید انہ سال عمرۃ عن الغسل یوم الجمعۃ فقالت قالت عائشۃ کان الناس مھنۃ انفسہم وکانوا اذا راحوا الی الجمعۃ راحوا فی ھیئتہم فقیل لھم لو اغتسلتم ترجمہ یحیی بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ اسنے عمرہ (تابعیہ) سے جمعے کے دن نہانے کا حکم پوچھا کہ واجب ہے یا سنت سو اُسنے کہا کہ عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ لوگ اپنی جانون کو آپ خادم تھے یعنے خود اپنے ہاتون سے محنت مزدوری کرکے روزی کماتے تھے انکا غلام اور نوکر کوئی نہیں تہا کہ انکو کما کر کہلاتا اور جب جمعے کو آتے تو اپنے اسی حال گرد آلودہ اور عرق ریزان آتے سو انکو کہا گیا کہ اگر تم اس دن مین غسل کرتے تو بہتر ہوتا ف اس حدیث مین لفظ راح کا واقع ہوا ہے اور اسکا معنے زوال کے بعد چلنے کا ہے پس معلوم ہوا کہ جمعہ بعد زوال کے پڑہنا چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے حدثنا سریج بن النعمان قال حدثنا فلیح بن سلیمان عن عثمان بن عبد الرحمن بن عثمان التیمی عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الجمعۃ حین تمیل الشمس ترجمہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت جمعہ پڑہا کرتے تھے جبکہ آفتاب ڈہل جاتا حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا حمید عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کنا نبکر بالجمعۃ ونقیل بعد الجمعۃ ترجمہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہم جمعے کی نماز اول وقت پڑہا کرتے تھے اور بعد جمعے کے قیلولہ کیا کرتے تھے یعنے جمعہ پڑہ کر سویا کرتے تھے ف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب جمعے کو زوال سے پہلے پڑہا کرتے تھے پس ان دونو حدیثون مین ظاہر التعارض ہے لیکن تبکیر کا معنے کبہی اول وقت کا آنا ہے اور کبہی ایک چیز کو دوسری چیز پر مقدم کرنے کا بہی آتا ہے اور وہی مراد ہے یہان پر کہ وہ جمعہ کو قیلولہ پر مقدم کیا کرتے تھے بخلاف نماز ظہر کے کہ شدت گرمی مین پہلے قیلولہ کرتے تھے بعد اسکے نماز ظہر کی ادا کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جمعے کو بعد زوال کے پڑہنا چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے سو پہلی حدیث دوسری حدیث کی تفسیر ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے امام احمد کی کہ زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے اسلیے کہ قیلولہ اس سونے کو کہتے ہین جو عین دوپہر کے وقت ہوتا ہے اور جب جمعہ قیلولہ سے پہلے پڑہا جاوے تو خواہ مخواہ زوال سے پہلے واقع ہوگا واللہ اعلم اور سہ حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جو ساعتین پہلے مذکور ہو چکی وہ زوال سے پہلے ہین پیچھے نہین اسلیے کہ وہ قیلولے سے پہلے جمعے کو آتے تھے **باب** اذا اشتد الحر یوم الجمعۃ جب گرمی کی بہت شدت ہو تو ٹھنڈے وقت جمعہ پڑہنا چاہیے حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی قال حدثنا حرمی بن عمارۃ قال حدثنا ابو خلدۃ ھو خالد بن دینار قال سمعت انس بن مالک یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتد البرد بکر بالصلوۃ واذا اشتد الحر ابرد بالصلوۃ یعنی الجمعۃ وقال یونس بن بکیر اخبرنا ابو خلدۃ وقال بالصلوۃ ولم یذکر الجمعۃ وقال بشر بن ثابت حدثنا

ابو خلدۃ صلی بنا امیر الجمعۃ ثم قال لانس کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظھر ترجمہ
انس رض سے روایت ہے کہ جب سردی کی شدت ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو اول وقت پڑھتے اور جب گرمی
کی شدت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز پڑہا کرتے تھے (راوی نے کہا) کہ مراد نماز سے جمعہ ہے اور یونس نے اپنی روایت
مین جمعہ کا ذکر نہین کیا اور ابو خلدہ (راوی) نے کہا کہ ایک امیر نے ہمکو جمعے کی نماز پڑہائی یعنے حکم بن ابی عقیل ثقفی
نے اور خطبے مین بہت طول کیا یہانتک کہ نماز کا وقت نکل جانے کو قریب تہا سو مینے انس سے کہا کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کس طرح پڑہا کرتے تھے انس نے کہا کہ جب گرمی کی شدت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز
پڑہا کرتے اور جب سردی کی شدت ہوتی تو اول وقت پڑہا کرتے تھے کذا اخرجہ البخاری فی الادب المفرد **ف** اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر اور جمعے کی نماز کا ایک حکم ہے اگر شدت گرمی کی ہو تو دونوں کو ٹھنڈے وقت پڑہنا جائز
لیکن یہ صرف انس رض کا قول ہے کسی حدیث سے جمعے کا ابراد ثابت نہین ہوتا بلکہ اکثر حدیثون سے تعجیل ثابت ہوتا ہی
کہ ان دونون مین فرق ہے اور شاید کہ انس رض نے جمعے کو ظہر پر قیاس کیا ہو گا لیکن یہ قیاس انکا صریح حدیثون کے مقابل
مین حجت نہین خاصکر انس رض کی پہلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جمعے کو اول وقت
پڑہا کرتے تھے اور بعضون نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زوال سے پہلے جمعہ جائز نہین کہ انس رض نے دونوں کو
مساوی بنایا واللہ تعالے اعلم **باب** المشی الی الجمعۃ وقول اللہ عز وجل فاسعوا الی ذکر اللہ نماز جمعہ
کی طرف چلنے کا بیان اور آیت فاسعوا الی ذکر اللہ کا بیان یعنے چلو طرف ذکر اللہ کی یعنے نماز یا خطبے کی **ف** یعنے
اس آیت مین سعی سے مراد دوڑ کر چلنا نہین بلکہ مطلق چلنا ہے اسلیے کہ حدیث مین آچکا ہے کہ نماز کی طرف دوڑ کر
نجاؤ بلکہ چین سے آؤ ومن قال السعی العمل والذھاب لقولہ تعالی وسعی لھا سعیھا یعنے اور بیان ہے
اس شخص کا جو کہتا ہے کہ سعی کا معنے عمل کرنے اور چلنے کا ہے واسطے دلیل اس آیت کی کہ اسنے عمل کیا واسطے
آخرت کی حق عمل کرنے کا یعنے خدا کے حکمون کو بجا لایا اور برے کامون سے رک گیا **وقال** ابن عباس یحرم البیع
حینئذ یعنے ابن عباس رض نے کہا کہ جمعے کی اذان کے وقت خرید و فروخت وغیرہ بھی حرام ہو جاتی ہین اور سعی واجب
ہو جاتی ہے اسلیے کہ خدا نے فرمایا کہ بیچنا چھوڑ دو **ف** علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہین کہ
اذان کے وقت خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے مگر وقت حاجت کو کہ پانی نہ ہو یا کپڑا نہ ہو یا قوت نہ ہو اور ابتداء حرمت
کی اسوقت سے ہوتی ہے جب امام کے منبر پر بیٹھنے کو وقت موذن اذان کہے اسلیے کہ حضرت کے زمانے مین فقط یہی اذان
تھی اور پہلی اذان کے وقت انکے نزدیک بیع جائز ہے مگر مکروہ ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ بیع مکروہ ہے حرام نہین اول
اذان کے وقت نہ دوسری اذان کے وقت اگر اس وقت ممنوع مین بیع کرے تو بعضون کے نزدیک بیع صحیح ہو جاتی
ہے اور بعضون کے نزدیک صحیح نہین لیکن شبہے سے خالی نہین **وقال** عطاء تحرم الصناعات کلھا یعنے عطاء نے کہا

کہ اذان جمعے کہ وقت سب کام دنیاوی حرام ہوجاتے ہیں وہو مذہب الجمہور **وقال** ابراہیم بن سعد عن الزہری اذا اذن المؤذن یوم الجمعۃ وہو مسافر فعلیہ ان یشہد یعنے ابراہیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب مؤذن جمعے کو دن اذان کہے اور کوئی شخص مسافر ہو تو اسپر لازم ہے کہ جمعے مین حاضر ہووے **ف** زہری سے اس مسئلے مین مختلف روایتین آئی ہین ایک مین آیا ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہین اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا بلکہ بعضون نے کہا کہ اسپر اجماع ہو چکا ہے پس زہری کے اس قول وجوب کو استحباب پر محمول کیا جاویگا یعنے اگر مسافر جمعے کی اذان سُنے تو مستحب ہے کہ اُسمین حاضر ہووے واجب نہین پس دونون قولون مین کچھ تعارض نہین اور مناسبت ان اثرون کی باب سے اسطور پر ہے کہ باب مین جمعے کیطرف چلنے کا حکم ہے اور چلنے کو بیع وغیرہ کاروبار کا ترک کرنا لازم ہے واللہ اعلم **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا یزید بن ابی مریم قال حدثنا عبایۃ بن رفاعۃ قال ادرکنی ابو عبس وانا اذہب الی الجمعۃ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار **ترجمہ** عبایہ سے روایت ہے کہ ابو عبس نے مجھکو پایا اور مین جمعے کیطرف جاتا تھا سو انہون نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ راہ خدا مین جسکے پاؤن گرد مین بھرے خدا نے اسپر دوزخ حرام کی **ف** جب دونون نے راہ مین چلتے باتین کین تو معلوم ہوا کہ آہستہ چلتے تھے اسلیے کہ دوڑنے مین گفتگو نہین ہو سکتی ہے **حدثنا** آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنا الزہری عن سعید وابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ان ابا ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا اقیمت الصلوۃ فلا تاتوہا تسعون واتوہا تمشون وعلیکم السکینۃ فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو تو اسکے واسطے دوڑ کر نہ آؤ اور چلو طرف جماعت کی ٹھیرے ہوئے آرام سے سو جتنی نماز امام کے ساتھ پاؤ وہ تو پڑھو اور جو چھوٹ جاوے اسکو آپ پورا کرو **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جماعت کو واسطے بھاگنا مکروہ ہے جلدی نہ کرے آرام سے چلے اور چونکہ جمعہ بھی نماز کا ایک فرد ہے اسلیے اُسکا حکم بھی یہی ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حدثنی** عمرو بن علی قال حدثنا ابو قتیبۃ قال حدثنا علی بن المبارک عن یحیی بن ابی کثیر عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ لا اعلمہ الا عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوموا حتی تروني وعلیکم السکینۃ **ترجمہ** عبد اللہ بن ابی قتادہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے نہ ہو جب تک مجھکو آتے دیکھ نہ لیا کرو اور چین پکڑو **ف** اس حدیث سے عموماً معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کے واسطے جلدی کرنا اور دوڑنا منع ہے بلکہ آرام سے آوے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب** لا یفرق بین اثنین یوم الجمعۃ

جب کوئی شخص جمعے کے دن مسجد مین آوے تو دو ملی بیٹھون مین جدائی نہ ڈلے اور انکو نہ چیرے بلکہ جہان جگہ خالی
پاوے وہین بیٹھ جاوے **ف** مطلب اس باب کا یہ ہے کہ لوگون کی گردن پہ سے آگے بڑہنا منع ہے اور اس
مسئلے مین علمار کو اختلاف ہے جمہور علما یہ کہتے ہین کہ کراہت تنزیہی ہے اور ابن منذر نے کہا کہ کراہت تحریمی ہے
اور امام شافعی رحمہ سے دونو طرح کی روایت آئی ہے تحریمی بھی اور تنزیہی بھی اور امام مالک وغیرہ کہتے ہین کہ اسی
وقت مکروہ ہے جب امام منبر پر ہو اور حنیفہ کہتے ہین کہ خطبہ پڑہنے سے پہلے تخطی مکروہ نہین مگر ظاہر حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے کہ تخطی مطلق حرام ہے اور اس باب مین بہت حدیثین آچکی ہین لیکن اکثر ضعیف ہین زیادہ قوی
سب مین یہ حدیث ہے جو ابوداؤد وغیرہ مین ہے کہ جمعے کے دن ایک مرد آیا اور لوگون کے مونڈھون پہ سے گذکر
آگے بڑہ گیا سو آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جا تو نے لوگون کو ایذا دی ہے اور اسی قسم کی اور بھی کئی حدیثین ہین جو اسکی تقویت
کرتی ہین پس مجموعہ ان حدیثون کا استدلال کے لیے کافی ہے اور دو آدمیون کے درمیان جدائی ڈالنا
یہ ہے کہ انکے درمیان بیٹھ جاوے یا کسی کو اٹھا کر آپ اسکی جگہ بیٹھ جاوے یا لوگون کے اوپر سے آگے بڑہ جاوے
کہ اسمین اپنے پاؤن کو لوگون کے سر سے اونچا کرنا لازم آتا ہے اور بعضے وقت پاؤن کے ساتھ کسی کا کپڑا کھینچا
آتا ہے اور امام اس تخطی سے مستثنے ہے اسکے واسطے مکروہ نہین جیسا کہ بیان اسکا باب لا بد من للجمعۃ مین گذرا
چکا ہے اور اگر لوگ تخطی کی اجازت دیدیوین تو پھر مکروہ نہین جائز ہے **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ
قال انا ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابیہ عن ابن ودیعۃ عن سلمان الفارسی قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغتسل یوم الجمعۃ وتطہر بما استطاع من طہر ثم ادہن او مس
من طیب ثم راح فلم یفرق بین اثنین فصلی ما کتب لہ ثم اذا خرج الامام انصت غفر لہ ما بینہ و
بین الجمعۃ الاخری **ترجمہ** سلمان فارسی رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعے
کو دن نہایا اور پاک صاف ہوا جتنی صفائی اس سے ہو سکے یعنے حجامت بنوائے اور سفید کپڑے پہنے پھر تیل لگایا
یا خوشبو ملی پھر دوپہر ڈھلتے مسجد مین گیا سو اسنے دو ملی بیٹھون مین جدائی نہ ڈالی پھر نماز پڑہی جتنی اسکی قسمت
مین تھی یعنے تحیۃ المسجد اور سنتین وغیرہ نفل پڑہے پھر جب امام منبر پر آیا تو وہ چپکا خطبہ سنتا رہا تو اس شخص کی
مغفرت ہوگئی اور گناہ بخشے گئے اس وقت سے پہلے جمعے تک **ف** بعضے لوگون کی عادت ہے کہ جمعے کو دن
دیر کرکے آتے ہین اور صفین چیرتے لوگون کو تکلیف دیتے اول صف مین جاتے ہین سو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ صفون کو چیر کر آگے جانا منع ہے اور اس حدیث مین اگرچہ تخطی کا ذکر نہین لیکن یہ تخطی کو بھی شامل ہے جیسا کہ
پہلے گذرا **باب** لا یقیم الرجل اخاہ یوم الجمعۃ ویقعد فی مکانہ نہ اوٹھاوے کوئی مرد اپنے بھائی
مسلمان کو جمعے کے دن اسکے مکان سے پھر وہان آپ بیٹھ جاوے **حدثنا** محمد ہو ابن سلام قال

اخبرنا محمد بن يزيد قال اخبرنا ابن جريج قال سمعت نافعا قال سمعت ابن عمر يقول نهى النبي صلى
الله عليه وسلم ان يقيم الرجل اخاه من مقعده ويجلس فيه قلت لنافع الجمعة قال الجمعة
وغيرها ۔ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منع فرماتے تھے اس سے کہ اٹھادے
کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان کو اسکے مکان سے اور آپ وہان بیٹھے (ابن جریج نے کہا) کہ مینے نافع سے پوچھا
کہ کیا یہ حکم جمعے کے ساتھ خاص ہے اسنے کہا خاص نہین عام ہے جمعے وغیرہ سب نمازون کو شامل ہے **ف**
امام بخاری رح نے اس حدیث کی عموم سے جمعے کا حکم ثابت کیا اور اس قسم کی مسلم مین بھی ایک حدیث آئی ہے اسمین صریح
جمعے کا ذکر ہے لیکن شاید امام بخاری کی شرط پر وہ حدیث نہین ہوگی اسواسطے اسکو بیان نہین کیا **باب**
الاذان يوم الجمعة جمعے کی دن اذان دینے کا بیان کہ ایک بار ہے یا دو بار یا کس وقت کہی جاوے حدثنا
آدم قال حدثنا ابن ابي ذئب عن الزهري عن السائب بن يزيد قال كان النداء يوم الجمعة اوله
اذا جلس الامام على المنبر على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وابي بكر وعمر فلما كان عثمان و
كثر الناس زاد النداء الثالث على الزوراء قال ابو عبد الله الزوراء موضع بالسوق بالمدينة ترجمہ
سائب بن یزید رض سے روایت ہے کہ جمعے کے دن معمولی اذان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض کے زمانے مین
اسوقت ہوا کرتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا سو جب عثمان رض خلیفہ ہوئے اور لوگ بہت ہوگئے تو انہون نے تیسری
اذان کو زوراء پر زیادہ کیا امام بخاری نے کہا کہ زوراء ایک جگہہ کا نام ہے مدینے کے بازار مین **ف** جمعے کی تین
اذانین ہوتی ہین ایک تو معمولی ہمیشہ کی اذان ہے اور ایک تکبیر ہے اور ایک یہ اذان ہے جو عثمان رض نے جاری
کی اور اس اذان کو تیسری اسواسطے کہا گیا کہ اگرچہ وہ باعتبار وجود کے مقدم ہے کہ سب سے پہلے کہی جاتی ہے
لیکن باعتبار زیادتی اور ابتدا ہونے کی سب سے پیچھے ہے کہ انکے بعد شروع ہوئی سو اس اذان عثمانی کو اول بھی کہتے
ہین کہ سب سے پہلے کہی جاتی ہے اور تیسری بھی کہتے ہین کہ ابتدا اسکی تیسری درجے مین ہوئی اور ایک
روایت مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ اسپر امر قرار پایا سو اس لفظ سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہرون مین یہ اذان
جاری ہوگئی اور عثمان رض کے اس فعل پر عمل کیا لیکن فاکہانی نے لکھا ہے کہ مکے مین اس اذان عثمانی کو پہلے حجاج
نے شروع کیا اور بصرے مین زیاد نے شروع کیا اور شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ مغرب ادنے مین
اب بھی یہ اذان مروج نہین فقط ایک ہی اذان ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کہی جاتی تھی اور ابن
ابی شیبہ نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ اسنے کہا کہ جمعے دن پہلی اذان دینی بدعت ہے سو احتمال ہے کہ
ابن عمر رض نے اس اذان عثمانی پر انکار کیا ہو یا اسواسطے کہ یہ اذان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نہین
تھی اور جو حضرت کے زمانے مین نہ تھی وہ بدعت ہے اسلیے اسکو بدعت کہا ہو لیکن بعض بدعت حسنہ ہوتی ہے اور بعض اسکے

برخلاف ہوتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان رض نے اس اذان کو اسواسطے جاری کیا کہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ جمعے کا وقت ہوگیا جیسے کہ اور نمازون مین بھی اسی غرض سے اذان کہی جاتی ہے اور جمعے کی خصوصیت کو بھی باقی رکھا کہ اصلی اذان کو امام خطبے پڑھنے کے وقت مقرر کیا اور بعضے شہرون مین جو سنتون کے واسطے ایک اذان علیحدہ کہتے ہین یہ بدعت ہے کہ اسکی کوئی اصل نہین **ف** ایک روایت مین عبد الرزاق وغیرہ کے آیا ہے کہ یہ تیسری اذان پہلے عمر فاروق رض نے جاری کی سو مراد اس سے یہ ہے کہ عمر رض نے لوگون کی اطلاع کے واسطے فقط کوئی دعا مقرر کر رکھی تھی اسکے الفاظ اذان کے موافق نہین تھے پھر عثمان نے اپنے زمانے مین اس دعا کے بدلے اذان مقرر کردی پس ان دونو روایتون مین تعارض نہین اور اس حدیث سے اذان دینے کا وقت بھی معلوم ہوگیا کہ ایک پہلے کہی جاوے اور دوسری خطبے کے وقت کہی جاوے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَابُ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** جمعے کے دن فقط ایک آدمی اذان کہے دو تین آدمی نہ کہین **ف** ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تو تین مؤذن اسوقت باری باری سے اذان کہتے تھے اور جب تیسرا مؤذن کہہ چکتا تو اسوقت آپ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے سو چونکہ یہ دعوی بے دلیل ہے اور کسی طریق سے یہ حدیث ثابت نہین ہوئی اسواسطے امام بخاری نے اس قول کے رد کے واسطے یہ باب باندھا **حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ الَّذِي زَادَ التَّأْذِينَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرُ وَاحِدٍ وَكَانَ التَّأْذِينُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَعْنِي عَلَى الْمِنْبَرِ** ترجمہ سائب بن یزید رض سے روایت ہے کہ جمعے کے دن تیسری اذان عثمان رض نے جاری کی جب کہ مدینے کے لوگ بہت ہو گئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک مؤذن کے سوا کوئی مؤذن نہین تھا اور جمعے کے دن اذان اُسوقت ہوتی تھی جبکہ امام منبر پر بیٹھ جاتا یعنے جو اذان کہتا تھا وہی تکبیر کہتا تھا **ف** بعضون نے کہا کہ حرمین وغیرہ مین دستور ہے کہ جمعے وغیرہ نمازون مین ہر وقت کو مؤذن بلند آواز سے یکبارگی اذان کہتے ہین ایک مؤذن ایک مناری پر کھڑا ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے پر وعلے ہذا القیاس ایک وقت کئی مؤذن اذان کہتے ہین سو امام بخاری نے اُسکے رد کے واسطے یہ باب باندھا بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعے کے دن فقط ایک مؤذن اذان کہے دو تین نہ کہین نہ اکٹھے اور نہ متفرق کہ اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت لازم آتی ہے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اگر کوئی کہے کہ ابن ام مکتوم وغیرہ بھی کبھی کبھی اذان کہا کرتے تھے تو کہا جاویگا کہ وہ اپنی اپنی مسجدون مین کہا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین نہین کہتے ہین بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

موذن فقط بلال تھے اور نیز ابن ام مکتوم صرف صبح میں اذان دیا کرتے تھے تو جمعے میں اذان کا ہونا خاص جمعہ کا ہے پس فرق ظاہر ہے **بَابُ يُجِيبُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ** جب امام منبر پر اذان سنے تو اسکا جواب دے **حَدَّثَنَا** ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيٰنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ مُعٰوِيَةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ مُعٰوِيَةُ وَاَنَا فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ مُعٰوِيَةُ وَاَنَا فَلَمَّا اَنْ قَضَى التَّاْذِيْنَ قَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّيْ مِنْ مَّقَالَتِيْ **ترجمہ** سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ موذن نے اذان کہی اور معاویہ منبر پر بیٹھا تھا سو جب موذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو معاویہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر موذن نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ سو معاویہ نے بھی کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پھر موذن نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ سو معاویہؓ نے بھی ویسا کہا سو جب موذن اذان دے چکا تو معاویہ نے کہا کہ اے لوگو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب اسجگہ منبر پر بیٹھتے اور موذن اذان کہتا تو اسکا جواب دیتے جیسا کہ تمنے مجھ سے سنا ہے جو مینے اذان کے جواب میں کہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا اگر موذن اذان کہے اور امام منبر پر بیٹھا ہو تو امام بھی اسکی اذان کا جواب دیوے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام منبر پر لوگوں کو دین کی تعلیم کرے تو جائز ہے اور یہ کہ اذان کے بعد خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان کے اصل میں ترجیع نہیں اور یہ کہ خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا مستحب ہے کما سیاتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر سننے والا اذان کے جواب میں فقط اتنا ہی کہے کہ میں بھی ویسا کہتا ہوں تو جواب اسکا ادا ہو جاتا ہے **بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْمِنْبَرِ عِنْدَ التَّاْذِيْنِ** اذان کے وقت منبر پر بیٹھنے کا بیان **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب امام منبر پر چڑہے تو مستحب ہے کہ خطبے سے پہلے تھوڑا سا منبر پر بیٹھ جاوے یہانتک کہ جب موذن اذان سے فارغ ہو تو اسوقت امام اٹھکر خطبہ پڑہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور جمہور علما کا اور امام ابو حنیفہ سے کہتے ہیں کہ خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا مستحب نہیں اور دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے اور کئی حدیثیں اور بھی ہیں **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ التَّاْذِيْنَ الثَّانِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَرَ بِهٖ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ التَّاْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ **ترجمہ** سائب بن یزید سے روایت ہے کہ جب مسجد کے لوگ بہت ہو گئے تو عثمانؓ نے جمعے کو دوسری اذان جاری کی اور جمعے کی اذان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسوقت ہوتی تھی جبکہ امام منبر پر بیٹھتا **ف** سو حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے وقت خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا سنت ہے پس حدیث باب سے

اسپر جو اسکو سنت نہین کہتا باب التاذین عند الخطبۃ خطبے کو وقت اذان دینے کا بیان یعنے سنت ہے
حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا یونس عن الزہری قال سمعت السائب بن
یزید یقول ان الاذان یوم الجمعۃ کان اولہ حین یجلس الامام یوم الجمعۃ علی المنبر فی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما کان فی خلافۃ عثمان وکثروا امر عثمان
یوم الجمعۃ بالاذان الثالث فاذن بہ علی الزوراء فثبت الامر علی ذلک ترجمہ اس حدیث کا
چوتھے باب مین عنقریب گذر چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خطبے کو وقت اذان دینی سنت ہے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے وقت یہی معمول تہا باب الخطبۃ علی المنبر منبر پر چڑہ کے خطبہ پڑہنا جائز ہے وقال انس
خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر یعنے انس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑہا
ف یہ ایک حدیث لنبی کا ٹکڑا ہے پوری حدیث باب الفتن مین آگے آویگی انشاء اللہ تعالے پس اس سے ثابت
ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑہنا جائز ہے حدثنا قتیبۃ قال حدثنا یعقوب بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ بن
عبد القاری القرشی الاسکندرانی قال حدثنا ابو حازم بن دینار ان رجالا اتوا سہل بن سعد
الساعدی وقد امتروا فی المنبر مم عودہ فسالوہ عن ذلک فقال واللہ انی لاعرف مما ہو ولقد
رایتہ اول یوم وضع واول یوم جلس علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی فلانۃ امراۃ من الانصار قد سماہا سہل مری غلامک النجار ان یعمل
لی اعوادا اجلس علیہن اذا کلمت الناس فامرتہ فعملہا من طرفاء الغابۃ ثم جاء بہا فارسلت
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بہا فوضعت ہہنا ثم رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صلے علیہا وکبر وہو علیہا ثم نزل القہقری فسجد فی اصل المنبر ثم عاد فلما فرغ اقبل
علی الناس فقال ایہا الناس انما صنعت ہذا لتاتموا بی ولتعلموا صلاتی ترجمہ ابو حازم رض سے
روایت ہے کہ چند آدمی سہل بن سعد پاس جہگڑتے آئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس لکڑی سے بنا ہے
سو انہون نے اس سے اسکا حال پوچہا سو سعد رض نے کہا کہ خدا کی قسم البتہ مین جانتا ہون جس لکڑی سے منبر بنا تہا اور مینے
اسکو دیکہا جبکہ پہلے دن مسجد مین رکہا گیا اور جب پہلے دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسپر بیٹھے سو اسکا حال یون ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو فلانی انصاریہ عورت پاس بہیجا (سہل اسکا نام بیان کرتا تہا) اور فرمایا کہ
اپنے بڑہیے غلام سے کہدے کہ میرے واسطے لکڑیون کا منبر بنادے کہ جب مین لوگون سے کلام کرون یعنے وعظ کرون
تو اسپر بیٹھا کرون سو اوس عورت نے اپنے غلام سے کہدیا سو اوسنے غابہ جنگل کے جہاؤ سے منبر تیار کیا اور اپنی مالک پاس لے آیا اور اوسنے
اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بہیجا سو آپنے اسکے رکہنے کا حکم دیا سو اسجگہ مسجد مین رکہا گیا پہر مینے حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ آپنے اسپر نماز پڑہی اور تکبیر کہی اور آپ اُسکے اوپر کہڑے تہے پہر آپنے اُسپر رکوع کیا پہر نیچے اتر آ اپنی ایڑیون پر پیچہے ہٹے یعنے قبلے سے مُنہ نہ پہیرا سو منبر کی جڑ میں سجدہ کیا پہر منبر پر چڑہے سو جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے لوگو مینے یہ کام صرف اسواسطے کیا ہے کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز کا طریقہ سیکہو **ف** ایک انصاری عورت کا رومی غلام بڑہیے کا کام کیا کرتا تہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منبر کی فرمایش کی تب اُسنے غابہ کے جہاؤ کی لکڑی سے منبر بنایا اور غابہ ایک جنگل کا نام ہے مدینے سے مشرق کی طرف واقع ہے اور منبر سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون کو ٹیک لگا کر خطبہ پڑہا کرتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تکلیف ہوتی تہی کہ دیر تک کہڑے رہنے سے تہک جاتے تہے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ منبر بنوا لیجیے جیسا کہ شام کے ملک میں ہوتا ہے تب آپنے منبر بنوایا اور بعضون نے کہا کہ جب لوگ بہت ہو گئے تب آپنے منبر بنوایا اور علماء کہتے ہین کہ طول کل منبر کا دو ہاتہ تہا اور چوڑائی اُسکی ایک ہاتہ تہی اور اُسکے تین درجے یعنے تین پائے تہے ہر ایک پا کی چوڑائی ایک بالشت تہی اور سنہ ۷ ہجری میں منبر تیار ہوا اور مدت تک وہی منبر تین پایہ رہا یہانتک کہ جب معاویہ . . . . . . کا زمانہ آیا تو اُسنے چہہ درجے اُسکے تلے اور زیادہ کر دیے پہر مدت تک وہی منبر رہا یہانتک کہ سنہ ۶۵۴ مین مسجد نبوی جل گئی اُسمین وہ منبر بہی جل گیا پہر بعد اسکے جدید منبر تیار ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑہنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ قلیل عمل سے نماز باطل نہین ہوتی اور اسیطرح اگر نماز مین عمل کثیر متفرق واقع ہو تو اس سے بہی نماز نہین ٹوٹتی اور یہ بہی معلوم ہوا کہ امام کو مقتدیون سے بلند کہڑے ہونا جائز ہے جیسا کہ باب الصلوٰۃ فی التطوع مین پہلے گذر چکا ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ منبر بنانا مستحب ہے اسلیے کہ اُسمین لوگ امام کو اچہی طرح دیکہ سکتے ہین اور اچہی طرح اسکی آواز سن سکتے ہین اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ جِذْعٌ يَقُومُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ سَمِعَ جَابِرًا **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہجور کا ایک ستون تہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ساتہہ ٹیک لگا کر خطبہ پڑہا کرتے تہے سو جب آپکے واسطے منبر رکہا گیا اور آپ منبر پر بیٹہے تو ہمنے گابہن اونٹنی کی طرح اس ستون کی آواز سنی یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے وہ ستون رویا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے تلے آئے اور اپنے ہاتہہ کو اُسپر رکہا تب اُسکا رونا بند ہوا **ف** سبحان اللہ حبیب رسول کی جدائی اور فراق سے درخت روئین اگر انسان کو اسکی محبت پیدا نہ ہووے تو اسکو اپنی قسمت پر رونا چاہیے اور اس سے معلوم ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑہنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا** آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ جَآءَ اِلَی الْجُمُعَةِ فَلْیَغْتَسِلْ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے سو فرمایا کہ جو شخص جمعے کی نماز کے واسطے آوے تو چاہیے کہ نہاوے ف اس سے یہی معلوم ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑھنا جائز ہے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ خطیب منبر پر لوگون کو احکام تعلیم کرے تو جائز ہے باب الْخُطْبَةِ قَائِمًا کہڑے ہو کر خطبہ پڑھنے کا بیان یعنے امام کو چاہیے کہ خطبے کو کہڑا ہو کر پڑہے بیٹھ کر نہ پڑہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے کہ علمار کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ جس شخص .... کو کہڑے ہونے کی طاقت ہو اگر وہ بیٹھ کر خطبہ پڑہے تو درست نہین اور ابو حنیفہ رح نے کہا کہ کہڑے ہو کر خطبہ پڑھنا واجب نہین اگر بیٹھ کر پڑہے تو جب بھی درست ہے اور امام مالک رح نے کہا کہ واجب ہے لیکن بدون اسکے جمعہ صحیح ہو جاتا ہے وَقَالَ اَنَسٌ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَائِمًا یعنے انس رضہ نے کہا کہ جس حالت مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے خطبہ پڑہتے تھے حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ کَمَا یَفْعَلُوْنَ الْاٰنَ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا کرتے تھے پہر بیٹھ جاتے پہر کہڑے ہوتے تھے جیسا کہ لوگ اب کرتے ہین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعے کا خطبہ کہڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہی مذہب ہے جمہور کا بلکہ ابن عبدالبر نے اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے کما مر اور جمہور کی دلیل اسکے سوا اور بھی کئی حدیثین ہین جو صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہین ایک دلیل انکی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد مین آیا اور عبدالرحمن بن ابی الحکم بیٹھے خطبہ پڑھ رہا تھا سو کعب نے اسپر انکار کیا اور یہ آیت پڑہی وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا یعنے لوگ تجھکو کہڑے چھوڑ گئے اور کہا کہ مینے آجتک کسی امام کو نہیں دیکھا کہ بیٹھ کر خطبہ پڑہا ہو اور ایک دلیل انکی یہ حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ طاؤس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہڑے خطبہ پڑہا اور ابو بکر صدیق رضہ نے بھی کہڑے خطبہ پڑہا او عمر فاروق رضہ اور عثمان رضہ نے بھی کہڑے خطبہ پڑہا اور سب سے پہلے بیٹھے خطبہ پڑھنا معاویہ رضہ نے نکالا سو جمہور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر ہمیشگی کی ہے پس واجب ہوگا اور نیز دو خطبون کے درمیان بیٹھنا مشروع ہوا ہے سو اگر بیٹھے خطبہ پڑھنا جائز ہوتا تو دونوں کے درمیان بیٹھنے کی کوئی حاجت نہ تھی اور ایک دلیل انکی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے خطبہ پڑہا کرتے تھے سو جو کہے کہ آپ بیٹھے خطبہ پڑہتے تو وہ جھوٹا ہے اور جو لوگ بیٹھے خطبہ پڑھنا جائز رکھتے ہین انکی دلیل یہ حدیث ہے ابو سعید کی جو ابھی آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے اور اصحاب بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے اور ایک دلیل انکی منبر تیار ہونے کی

حدیث ہی جو ابہی گذر چکی ہے کہ اسمین آپنے فرمایا کہ میرے واسطے منبر بناکہ مین اُسپر بیٹہکر لوگون سے کلام کیا کرون سو جواب پہلی حدیث کا یہ ہے کہ وہ جمعے کا خطبہ نہین تہا بلکہ اور کوئی خطبہ تہا اور دوسری حدیث کا یہ جواب ہی کہ مراد اس سے وہ بیٹہنا ہی جو خطبے کے ابتدا اور درمیان مین بیٹھتے ہین اور ایک دلیل انکی یہ ہے کہ اگر کہڑے ہوکر پڑہنا شرط ہوتا تو جسنے بیٹہکر خطبہ پڑہا تہا اُسکے ساتھ نماز درست نہ ہوتی حالانکہ لوگون نے اُسکے ساتھ نماز پڑہی بلکہ جسنے انکار کیا اُسنے بہی اُسکے ساتھ نماز پڑہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ جس نے اسکے ساتھ نماز پڑہی سو اُسنے فتنے کی خوف سے پڑہی جیسا کہ عثمان رض سے مروی ہے کہ اُسنے سفر مین نماز پوری پڑہی یعنے دوگانہ نہ پڑہا سو ابن مسعود رض نے اُسپر انکار کیا اور باوجود اسکے ابن مسعود رض نے شر کے خوف سے اُسکے ساتھ نماز پڑہی اور عثمان رض وغیرہ سے جو بیٹھ کر خطبہ پڑہنا مروی ہے تو وہ ضرورت کے واسطے تہا جیسا کہ روایتون کی سیاق سے معلوم ہوتا ہے **باب** اسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ إِذَا خَطَبَ جب امام خطبہ پڑہے تو لوگ اُسکیطرف متوجہ ہوکر بیٹھین **ف** خطبے کی وقت امام کیطرف منہ کرکے بیٹہنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اسکے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور شرح مہذب مین نقل کیا ہے کہ خطبے مین داہنے بائین دیکہنا بالاتفاق مکروہ ہی مگر بعضے حنفی کہتے ہین کہ سیدہا نہین اور حکمت اسکی یہ ہے کہ اسمین امام کی کلام سننے کی واسطے تیاری ہوتی ہے اور اسطور سے اسکی کلام سننے مین ادب پایا جاتا ہے سو جب امام کیطرف منہ کرے اور اپنے بدن اور حضور دل سے اُسکی طرف متوجہ ہووے تو اسکی کلام کو خوب یاد رکہیگا اور اسیطرح جب امام خطبہ پڑہے تو سنت ہی کہ وہ بہی مقتدیون کیطرف مُنہ کرے اور مقتدیون کیطرف مُنہ کرنے سے اگرچہ قبلے کی طرف پیٹھ دینی لازم آتی ہی ولیکن یہ اسکو معاف ہی تاکہ مخاطبین کی طرف پیٹھ دینی لازم نہ آوے جو عرف مین قبیح ہے اور یہ باب کی حدیث سے الزاما سمجھا جاتا ہے وَاسْتَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَسٌ الْإِمَامَ یعنے ابن عمر اور انس رض امام کی طرف متوجہ ہوئے **ف** ان دونو اثرون کو بیہقی اور ابن منذر نے نقل کیا ہے حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ ترجمہ ابو سعید رض خدری سے روایت ہی کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم بہی آپکے گرد بیٹھے **ف** ظاہر ہی ہے کہ آپ کا منبر پر بیٹہنا خطبے کے لیے تہا جو آدمی آپ کے گرد بیٹھے تھے ضرور ہے کہ انکا منہ آپکی طرف ہوگا تاکہ خطبہ اور وعظ سنین اور یہ خطبہ جمعے کا نہین تہا تاکہ اس سے بیٹہنا لازم آوے بلکہ وعظ و نصیحت کیلیے تہا اور جب کہ غیر جمعے مین امام کیطرف منہ کرنا مستحب ہوا تو جمعے مین بطریق اولے مستحب ہوگا اور یہی وجہ ہی مطابقت اس حدیث کی باب سے **باب** مَنْ قَالَ فِي الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ أَمَّا بَعْدُ خطبے مین ثنا کے پیچہے اما بعد کہنے والے کا بیان یعنے خطبے مین اول خدا کی تعریف کہے اور جب خدا کی تعریف کہہ چکے تو اُسکے پیچہے اما بعد کہے تاکہ حمد اور صلوٰۃ اور وعظ کے درمیان فرق ہوجاوے رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے

روایت کیا اس کو ابن عباس رضہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وقال محمود حدثنا ابو اسامة قال حدثنا
هشام بن عروة قال اخبرتني فاطمة بنت المنذر عن اسماء بنت ابي بكر قالت دخلت على عائشة والناس
يصلون قلت ما شان الناس فاشارت برأسها الى السماء فقلت آية فاشارت برأسها اي نعم قالت فاطال
رسول الله صلى الله عليه وسلم جدا حتى تجلاني الغشي والى جنبي قربة فيها ماء ففتحتها فجعلت اصب
منها على رأسي فانصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد تجلت الشمس فخطب الناس فحمد
الله بما هو اهله ثم قال اما بعد قالت ولغط نسوة من الانصار فانكفأت اليهن لاسكتهن
فقلت لعائشة ما قال قالت قال ما من شيء لم اكن اريته الا وقد رأيته في مقامي هذا حتى الجنة
والنار وانه قد اوحي الي انكم تفتنون في القبور مثل او قريبا من فتنة المسيح الدجال يؤتى احدكم
فيقال له ما علمك بهذا الرجل فاما المؤمن او قال الموقن شك هشام فيقول هو رسول الله
صلى الله عليه وسلم هو محمد جاءنا بالبينات والهدى فآمنا به واجبنا واتبعنا وصدقنا فيقال له نم
صالحا قد كنا نعلم ان كنت لتؤمن به واما المنافق او المرتاب شك هشام فيقال له ما علمك بهذا
الرجل فيقول لا ادري سمعت الناس يقولون شيئا فقلت قال هشام فلقد قالت لي فاطمة فاوعيته
غير انها ذكرت ما يغلظ عليه **ترجمہ** اسماء بیٹی ابی بکر رضہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رض پاس آئی اور لوگ نماز پڑھ رہے
تھے میں نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا یعنے ایسے بے قرار کیوں ہو رہے ہیں سو عائشہ رض نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ
کیا یعنے سورج کو گہن لگا ہے سو میں نے کہا کیا گہن لگنا کسی بڑے حادثے کی نشانی ہے سو اس نے سر سے اشارہ کیا یعنے
ہاں اسماء نے کہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک کھڑے رہے یعنے نماز میں یہاں تک کہ مجھکو بیہوشی ہو گئی یعنے
گرمی کے سبب سے اور میرے پہلو میں پانی کی ایک مشک تھی سو میں نے اس کا منہ کھولا اور اس سے اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے ...... فارغ ہو کر پھرے اس حالت میں کہ سورج روشن ہو گیا تھا یعنے گہن دور ہو گیا
تھا سو آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور خدا کی تعریف کی جو اس کی لائق تھی پھر فرمایا اما بعد یعنے بعد حمد اور صلوۃ کے (پھر آپ نے
یہ کلمہ کہکر وعظ شروع کیا) اسماء نے کہا کہ انصار کی عورتوں نے شور کیا ...... سو میں ان کی
طرف پلٹ گئی کہ ان کو چپ کراؤں سو میں نے عائشہ سے پوچھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے کیا فرمایا اس نے کہا
کہ آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی چیز نہیں جس کو میں نے دیکھا ہوا نہیں تھا مگر میں نے اس کو اپنی اس جگہ میں دیکھا یہاں تک کہ بہشت اور
دوزخ بھی دیکھا اور فرمایا کہ البتہ شان یہ ہے کہ مجھکو وحی ہوئی کہ مقرر تم مبتلا کیے جاؤ گے قبروں میں مثل فتنے مسیح دجال
کی یعنے جیسا کہ دجال کے سامنے کوئی آدمی ثابت قدم نہیں رہ سکیگا الا من شاء اللہ ویسا ہی قبر کے سوال سے بھی
کوئی آدمی ثابت نہیں رہے گا مگر جس کو اللہ رکھے ہر آدمی لایا جاویگا یعنے اس کے پاس فرشتے آوینگے تو اس سے پوچھا جاوے گا

کہ تو اس مرد یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا جانتا ہے سو جو مومن ہوگا وہ کہیگا کہ وہ اللہ کے رسول ہین وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین لائے ہمارے پاس دلیلین روشن اور ہدایت سو ہمنے مان لیا انکی پیغمبری کو اور قبول کیا انکے حکم کو اور تابع ہوئے انکے سو اسکو کہا جاویگا کہ تو سو رہ نیکو کار ہو کر ہم جانتے تہے کہ تو انکے ساتہہ ایمان رکہتا ہے اور جو منافق ہوگا یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مین شک کرتا ہوگا تو اس سے پوچہا جاویگا کہ تو اس مرد یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا جانتا ہے سو وہ کہیگا کہ مین کچہہ نہین جانتا مینے جو کچہ لوگون کو کہتے سنا وہی کہدیا یعنے دین کی تحقیق نہ کی سنی سنائی بات پر یقین کرلیا اور باپ دادون کے رواج پر اڑہ رہا **ف** یہ جو آپنے فرمایا کہ مینے بہشت دوزخ کو دیکہا تو احتمال ہے کہ آپنے انہین آنکہون سے دیکہا ہو یا خدا تعالے نے درمیان سے پردہ اٹہا دیا ہو یا انکا نمونہ دیکہا دیا ہو سو دونو طرح ہو سکتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ مجہکو وحی ہوئی تو یہ اسکی منافی نہین اسلیے کہ آپنے بہشت دوزخ کو آنکہہ سے دیکہا ہو اور قبرون کا فتنہ وحی کے ذریعہ سے معلوم کیا ہو اور اس حدیث کا مفصل بیان باب الکسوف مین آئیندہ آویگا انشاء اللہ تعالے اور یہان اس حدیث سے صرف اتنی غرض ہے کہ خطبے مین حمد صلوۃ کے پیچہے اما بعد کہنا مستحب ہے یہی مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور علماء کو اس باب مین اختلاف ہے کہ پہلے یہ کلمہ کسنے جاری کیا بعضے کہتے ہین کہ یعقوب علیہ السلام نے کہا اور بعضے کسی اور اور آدمی کا نام لیتے ہین واللہ اعلم **حدثنا** محمد بن معمر قال حدثنا ابو عاصم عن جرير بن حازم قال سمعت الحسن يقول حدثنا عمرو بن تغلب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتي بمال او بسبي فقسمه فاعطى رجالا وترك رجالا فبلغه ان الذين ترك عتبوا فحمد الله ثم اثنى عليه ثم قال اما بعد فوالله اني اعطي الرجل وادع الرجل والذي ادع احب الي من الذي اعطي ولكن اعطي اقواما لما ارى في قلوبهم من الجزع والهلع واكل اقواما الى ما جعل الله في قلوبهم من الغنى والخير فيهم عمرو بن تغلب فوالله ما احب ان لي بكلمة رسول الله صلى الله عليه وسلم حمر النعم ترجمہ عمرو بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچہ مال آیا یا کوئی چیز آئی سو آپنے اسکو بانٹا سو بعضون کو دیا اور بعضون کو نہ دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ جن لوگون کو مال نہین دیا وہ رنجیدہ اور غصے ہین سو آپنے خطبہ پڑہا اور خدا کی تعریف کی اور استتایش کی پہر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ قسم خدا کی کہ مین دیتا ہون ایک مرد کو اور چہوڑتا ہون دوسرے مرد کو سو جسکو مین چہوڑتا ہون وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جسکو مین دیتا ہون اسواسطے کہ مین انکے دلون مین بے صبری اور حرص دیکہتا ہون اور بعضی قومون کو اوپر چہوڑتا ہون کہ خدانے انکے دلون مین بیپروائی اور خیر ڈالی ہے اور انہین مین عمرو بن تغلب بہی ہین یعنے پہر دینے کو محبت اور نہ دینے کو رنج کا سبب سمجہو بلکہ بالعکس معاملہ ہے کہ بے صبرے لالچی لوگون کو دیتا ہون اور قناعت والون کو قناعت پر چہوڑتا ہون عمرو بن تغلب نے کہا کہ قسم ہے خدا کی مین دوست نہین رکہتا

کہ مجھکو بدلے اس بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سرخ اونٹ ملین یعنے یہ جو آپنے فرمایا کہ عمرو بھی قناعت والے لوگون
مین ہی سو اگر اس کلمے کے بدلے آپ مجھکو سرخ اونٹ دیتے اور یہ کلمہ نہ فرماتے تو مین ایسا خوش نہ ہوتا جیسا کہ آپکے
اس قول سے خوش ہوا ہون **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خطبے مین حمد صلوۃ کے بعد اما بعد کہنا سنت ہے اور اسی
علم **حدثنا** یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی عروۃ ان عائشۃ اخبرتہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج لیلۃ من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلوتہ
فاصبح الناس فتحدثوا فاجتمع اکثر منہم فصلوا معہ فاصبح الناس فتحدثوا فکثر اھل المسجد من
اللیلۃ الثالثۃ فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلوا بصلوتہ فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز
المسجد عن اھلہ حتی خرج لصلوۃ الصبح فلما قضی الفجر اقبل علی الناس فتشھد ثم قال اما بعد
فانہ لم یخف علی مکانکم لکنی خشیت ان تفرض علیکم فتعجزوا عنہا تابعہ یونس **ترجمہ**
عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو درمیان گہر سے تشریف لائے سو آپنے مسجد مین رات
کی نماز پڑہی اور چند اصحاب نے بھی آپکے ساتھہ نماز پڑہی سو صبح کو لوگ آپس مین گفتگو کرنے لگے یعنے لوگون مین اس بات کا
چرچا ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات مین تراویح کی نماز پڑہی ہے سو دوسری رات کو پہلی سے زیادہ
لوگ مسجد مین جمع ہوئے سو سبنے آپکے ساتھہ نماز پڑہی سو صبح کو لوگ اس بات کا چرچا کرنے لگے اور بہت لوگون
کو خبر ہو گئی سو تیسری رات کو بہت لوگ مسجد مین جمع ہو گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہر سے تشریف لائے اور لوگون
نے آپکے ساتھہ نماز پڑہی سو جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیون سے تنگ ہو گئی یعنے لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے
کہ مسجد مین نہ سما سکے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نہ آئے یہانتک کہ تمام رات گذر گئی سو آپ فجر کی نماز کے واسطے
باہر آئے سو جب آپ نماز ادا کر چکے تو لوگون کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ پڑہا پہر فرمایا اما بعد یعنے حمد صلوۃ کے بعد بات تو یہ
ہے کہ تمہارا حال مجھ سے پوشیدہ نہین ہے یعنے تمہارا مسجد مین جمع ہونا اور نماز کی انتظار کرنا سب مجھکو معلوم ہے لیکن مینے
خوف کیا کہ تراویح کی نماز تم پر فرض ہو جاوے سو تم اس سے عاجز ہو جاوے یعنے آج کی بات پہنچی تمکو سو واسطے نماز نہین پڑہائی
کہ ڈرتا ہون کہ تراویح کی نماز تم پر فرض نہ ہو جاوے پہر اگر نہ ہو سکے تو گنہگار ہو گے سو اپنے گہرون مین نماز پڑہو اسواسطے
کہ بہتر نماز مرد کی اپنے گہر ہی مین ہے مگر فرض جیسا کہ دوسری روایت مین آچکا ہے **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا
شعیب عن الزہری قال اخبرنی عروۃ عن ابی حمید الساعدی انہ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قام عشیۃ بعد الصلوۃ فتشھد واثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد تابعہ
ابو معاویۃ وابو اسامۃ عن ھشام عن ابیہ عن ابی حمید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اما بعد و تابعہ العدنی عن سفیان فی اما بعد **ترجمہ** ابو حمید رض سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت صلے اللہ

علیہ وسلم عشار کی نماز کے بعد کہڑے ہوگئے سو آپنے خطبہ پڑہا اور خدا کی تعریف کی جو اسکی لائق تہی پہر فرمایا اما بعد حدثنا
ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال حدثنی علی بن الحسین عن المسور بن مخرمۃ قال
قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ حین تشہد یقول اما بعد تابعہ الزبیدی عن
الزہری ترجمہ مسور بن مخرمہ رضا سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوگئے سو مینے آپ سے سنا کہ جب آپنے
خطبہ پڑہا تو حمد صلوۃ کے بعد اما بعد کہا **حدثنا** اسمعیل بن ابان قال حدثنا ابن الغسیل قال حدثنا
عکرمۃ عن ابن عباس قال صعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنبر وکان اخر مجلس جلسہ متعطفا
ملحفۃ علی منکبیہ قد عصب راسہ بعصابۃ دسمۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس الی
فثابوا الیہ ثم قال اما بعد فان ھذا الحی من الانصار یقلون ویکثر الناس فمن ولی شیئا من امۃ
محمد فاستطاع ان یضر فیہ احدا او ینفع فیہ احدا فلیقبل من محسنہم ویتجاوز عن مسیئہم
ترجمہ ابن عباس رضا سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑہے اور یہ آپ کا اخیر بیٹہنا تہا جو آپ منبر پر بیٹہے
یعنے اسکے بعد پہر آپ منبر پر نہین بیٹہے کہ آپنے انتقال فرمایا) اور اسحالت مین آپ چادر سے اپنے مونڈہون کو لپیٹ رہے تہے
اور سیاہ پگڑی سے اپنے سر کو باندہے تہے سو آپنے منبر پر کہڑے ہوکے خدا کی تعریف کی اور اسپر ثنا کہی پہر فرمایا کہ اے
لوگو میرے پاس آؤ سو لوگ آپکے پاس جمع ہوئے پہر فرمایا حمد صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ البتہ انصار کا قبیلہ روز بروز
گہٹتا جاویگا اور انکے سوا اور لوگ بڑہتے جاوینگے سو جو شخص کہ حاکم ہووے محمد کی امت کے کسی چیز کا پہر اسکو اپنی حکومت
مین اتنی طاقت ہو کہ کسی کا ضرر کرسکے یا کسی کو فائدہ پہونچا سکے تو چاہیے کہ انصار کی نیکیون کو قبول کرے اور انکے
بدکارون سے درگذری **ف** یہ غیب کی خبر ہے شاید وحی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تہا کہ بنی امیہ وغیرہ
کی سلطنت مین انصاریون پر ظلم ہوگا سو اسواسطے آپنے انصار کی سفارش مین یہ حدیث فرمائی یعنے امت محمدی کی حاکم
کو لازم ہے کہ انکے نیکون کی تعظیم اور توقیر کرے اور انکے بدکارون سے چشم پوشی کرے یعنے اگر کوئی حرکت تعزیر کی
لائق کرین تو حاکم اسکو ٹال جاوے اسکا یہ مطلب نہین کہ اگرچہ انصار حد مارنے کا گناہ کرین تو پہر حد نہ مارے ہو اسواسطے
کہ حدود معین مین کسی کی سفارش نہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ اگر فاطمہ محمد کی بیٹی چوری کرے
تو اسکا ہاتہہ کاٹون ان سب حدیثون سے ثابت ہوا کہ خطبے مین اما بعد کہنا سنت ہے پس مطابقت ان حدیثون کی باب سے
ظاہر ہے اور ان سے یہی معلوم ہوا کہ اما بعد کا لفظ فقط خطبون کے ساتہہ خاص نہین بلکہ رسالون اور کتابون وغیرہ کی ابتدا
مین بہی کہنا جائز ہے جیسا کہ اکثر مسنفون کا دستور ہے اور اگر صرف وبعد کہے یا اما بعد الحمد کہے تو یہ بہی جائز ہے واللہ
اعلم **باب** القعدۃ بین الخطبتین یوم الجمعۃ جمعے کے دن دو خطبون کے درمیان بیٹہنے کا بیان **ف** امام شافعی
کے نزدیک دو خطبون کے درمیان بیٹہنا واجب ہے اور یہی مشہور ہے امام احمد سے اور امام مالک کا ایک روایت مین بہی

یہی قول ہے وہ کہتے ہین کہ یہ جلسہ خطبے کے واسطے شرط ہے بدون اسکے خطبہ صحیح نہین ہوتا ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام مالک اور ابو حنیفہ رح اور جمہور کی نزدیک یہ جلسہ واجب نہین سنت ہے وہ کہتے ہین کہ اسمین کوئی ذکر پڑہنا نہین آیا پس واجب نہین ہوگا اور امام شافعی رح کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر ہمیشگی کی ہے پس واجب ہوگا کہ مواظبت وجوب پر دلالت کرتی ہے اور امام شافعی رح کی اس دلیل کا قوی جواب جمہور کی طرف کوئی نظر نہین آیا اور ابو داؤد مین روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑہتے تو بیٹھ جاتے تھے پس جب مؤذن اذان سے فارغ ہوتا تو کھڑے ہوکر خطبہ پڑہتے پہر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے پہر کھڑے ہوکر خطبہ پڑہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اس جلسے مین کلام نہ کرنی چاہیے اور کوئی ذکر یا دعا وغیرہ پڑہنا بھی اس جلسے مین ثابت نہین ہوا نہ پوشیدہ اور نہ پکار کر اور اسکی نفی بھی ثابت نہین ہوئی واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑہا کرتے تھے انکے درمیان بیٹھ جاتے **ف** اس جلسے کی مقدار مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اسکی مقدار جلسے استراحت کے برابر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جتنے مین سورہ قل ہو اللہ احد پڑہی جاوے اسقدر ہے بعضے کہتے ہین کہ ہر ہڈی اپنی جگہ مین پلٹ آوے اور حکمت اسمین یہ ہے کہ دو خطبون کے درمیان فرق ہو جاوے یا خطیب آرام پکڑے اور ان دو خطبون کی مقدار مین بھی علماء کو اختلاف ہے امام نووی نے کہا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک خطبے مین وعظ کرنا اور قرآن پڑہنا شرط ہے وہ کہتے ہین کہ ہر خطبے مین حمد اور صلوۃ اور وعظ تینون شرط ہین اور قرآن کی ایک آیت پڑہنی واجب ہے خواہ پہلی مین پڑہے خواہ پچھلے مین اور دوسرے مین مومنون کے واسطے دعا کرنی واجب ہے اور امام مالک اور ابو حنیفہ رح اور جمہور علماء کہتے ہین کہ جسپر خطبے کا نام بولا جاوے اسقدر پڑہنا کافی ہے اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ ادنے چیز جو ذکر خدا یعنے تسبیح اور تحمید کو شامل ہو اس سے خطبہ صحیح ہو جاتا ہے یعنے اگر فقط سبحان اللہ والحمد للہ کہے تو خطبے کے بدلے بس ہے کافی ہے اسلیے کہ آیت جمعہ مین مطلق ذکر آیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو لیکن امام نووی نے کہا کہ یہ قول ضعیف ہے اسلیے کہ اسکو کوئی خطبہ نہین کہتا اور اس سے خطبے کا مقصد یعنے وعظ وغیرہ حاصل نہین ہوتا اور نیز یہ قول حضرت کی مواظبت کے مخالف ہے کہ آپنے ایسا خطبہ کبھی نہین پڑہا ہے

بَابُ الْاِسْتِمَاعِ اِلَى الْخُطْبَةِ جمعے کے خطبے کے سننے کا بیان **ف** امام نووی نے لکھا ہے کہ علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے کہ خطبے مین کلام کرنی حرام ہے یا مکروہ ہے سو امام شافعی رح سے دو طرح کی روایت آئی ہے اور امام مالک رح اور ابو حنیفہ رح اور عام علماء کہتے ہین کہ خطبے مین کلام کرنی حرام ہے اور اسکو سننا اور اسکے واسطے چپ رہنا واجب ہے اور نخعی اور شعبی وغیرہ سے روایت ہے کہ فقط اسی وقت چپ رہنا واجب ہے جبکہ خطیب کوئی قرآن کی آیت پڑہے ورنہ نہین اور اسمین بھی اختلاف ہے کہ جب کوئی دور ہونے کے سبب سے خطبے کی آواز نہ سن سکے تو اسپر بھی سکوت واجب ہے

یا نہیں سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس حالت میں بھی اس پر چپ رہنا واجب ہے اور نخعی اور امام احمد وغیرہ کہتے ہیں کہ اس پر چپ رہنا واجب نہیں **حدثنا** آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزهری عن ابی عبد الله الاغر عن ابی هريرة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم الجمعة وقفت الملئكة على باب المسجد يكتبون الاول فالاول ومثل المهجر كمثل الذي يهدي بدنة ثم كالذي يهدي بقرة ثم كبشا ثم دجاجة ثم بيضة فاذا خرج الامام طووا صحفهم ويستمعون الذكر **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازے پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں لکھتے جاتے ہیں کہ فلانا شخص آیا اسکے بعد فلانا آیا پھر جب امام خطبے کے واسطے منبر پر بیٹھتا ہے تو لپیٹ ڈالتے ہیں ان کاغذوں کو جنمیں لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور مسجد میں آتے ہیں خدا کے ذکر سننے کو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے کے واسطے چپ رہنا اور اسکو سننا واجب ہے اسلیے کہ جب فرشتے لکھنا چھوڑ کر خطبے کو سنتے ہیں تو معلوم ہوا کہ خطبہ سننے کا بڑا اہتمام ہے کہ فرشتے اسکے سننے میں مشغول ہوتے ہیں پس آدمیوں کو بطریق اولیٰ سننا چاہیے کہ وہ مکلف ہیں اور اس حدیث میں یہی اشارہ ہے کہ ابتدا منع کلام کا اسوقت سے ہے جب کہ امام خطبہ شروع کرے اس سے پہلے نہیں اور اس قسم کی ایک حدیث صحیح مسلم میں بھی آئی ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ جب امام خطبے کے واسطے نکلے تو اسیوقت سے کلام کرنی حرام ہو جاتی ہے کما سیاتی انشاء اللہ

باب اذا رای الامام رجلا جاء وهو يخطب امره ان يصلي ركعتين جب امام خطبہ پڑھتا ہو اور خارج سے کسی آدمی کو آتے دیکھے تو اسکو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم کرے **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبد الله قال جاء رجل والنبي صلى الله عليه وسلم يخطب الناس يوم الجمعة فقال اصليت يا فلان فقال لا قال قم فاركع **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ جمعے کو دن ایک مرد مسجد میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے سو آپنے فرمایا کہ کیا تو رکعتیں پڑھ چکا ہے یعنے تحیۃ المسجد اسنے کہا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ اور دو رکعتیں پڑھ لے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ جب امام خطبہ پڑھتا ہو اور کسی آدمی کو باہر سے آتے دیکھے تو اسکو دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم کرے بشرطیکہ پہلے اس سے دریافت کر لیوے کہ تحیۃ المسجد پڑھ چکا ہے یا نہیں لیکن یہ حکم امام کے ساتھ خاص ہے اور اسکے دیکھنے پر موقوف ہے اگر نہ دیکھے تو پھر اس پر یہ حکم کرنا کچھ ضرور نہیں اور جو شخص باہر سے آوے اسکے واسطے کوئی قید نہیں بلکہ مستحب ہے کہ ہر حال میں تحیۃ المسجد پڑھے

باب من جاء والامام يخطب صلى ركعتين خفيفتين اگر کوئی شخص باہر سے آوے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو دو رکعت ہلکی نماز پڑھے **حدثنا** علی بن عبد الله قال حدثنا سفيان عن عمرو سمع جابرا قال دخل رجل يوم الجمعة والنبي صلى الله عليه وسلم يخطب فقال اصليت قال لا قال قم فصل ركعتين **ترجمہ** اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے

وقت بہی تحیۃ المسجد پڑہنا درست ہی امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہ سب حدیثین صریح دلیل ہین واسطے
مذہب امام شافعی کے اور احمد اور اسحاق اور فقہاء محدثین کے وہ کہتے ہین کہ جب کوئی شخص جمعے کے دن جامع مسجد مین آوے
اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دو رکعتین تحیۃ المسجد پڑہے اور انکے پڑہنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے اور مستحب ہے
کہ انکو ہلکا پڑہے دراز نہ کرے تا کہ بعد انکے خطبہ سنے اور حسن بصری وغیرہ متقدمین سے بہی یہی قول محکی ہے اور امام مالک
اور لیث اور ابو حنیفہ اور ثوری اور جمہور صحابہ اور تابعین کہتے ہین کہ خطبے کے وقت تحیۃ المسجد نہ پڑہے اور یہی روایت ہے
عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ وغیرہ سے اور نیز لکہا ہے کہ تحیۃ المسجد ہر وقت پڑہنی جائز ہے اور انسے پہلے بیٹھنا مکروہ ہی اسلیے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت تحیۃ المسجد کو ترک نہین کیا بلکہ جو آدمی جمعے کے دن آیا اسکو بہی نفل پڑہنے کا
حکم فرمایا باوجودیکہ سوائے تحیۃ کے خطبے مین اور نماز پڑہنی منع ہے سو اگر تحیۃ المسجد کے وقت ترک کرنے کا حکم ہوتا تو اس
وقت ترک کیجاتی اسلیے کہ وہ بیٹہہ گیا تہا اور وہ بیٹہنے سے پہلے شروع مین اور نیز وہ جاہل تہا اور نیز آپنے خطبے کو
چہوڑ کر اس سے کلام کی اور نفل پڑہنے کا حکم کیا سو اگر انکی سخت تاکید نہوتی تو ایسے وقت مین ہر ترک ہوتی
... انتہے اور جمہور علما اس حدیث کی کئی تاویلین کرتے ہین پہلی تاویل انکی یہ ہے کہ کہتے ہین کہ احتمال ہے کہ یہ حدیث
اسی شخص کے ساتہہ خاص ہو جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین پڑہنے کا حکم فرمایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ
شخص محتاج تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ یہ کہڑا ہووے تا کہ سب لوگ اسکو دیکہین اور اسکو صدقہ دیوین
سو واسطے اسکے آپنے اسکو فرمایا کہ کہڑے ہو کر دو رکعتین پڑہ سو جواب اسکا یہ ہے کہ اصل فعل مین عدم خصوصیت ہے پس جب تک
کوئی دلیل صحیح اسکی مخصص ہو تب تک اپنی اصل پر رہیگی اور یہ علت بیان کرنی کہ آپنے اسکو صدقے کے واسطے کہڑا ہونا
فرمایا تہا سو یہ علت تحیۃ المسجد کے جائز ہونے کو مانع نہین اسلیے کہ جو لوگ نفلون کو اس وقت منع کرتے ہین وہ صدقے کے واسطے
نفل پڑہنے کو جائز نہین رکہتے اور نیز اگر یہ جائز ہوتا تو اور سب مکروہ وقتون مین بہی جائز ہوتا حالانکہ کوئی اسکا قائل نہین اور نیز نسائی
وغیرہ کی روایت مین آیا ہے کہ دوسرے جمعے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر اسکو نفل پڑہنے فرمایا حالانکہ پہلے جمعے
مین اسکو دو کپڑے حاصل ہو چکے تہے سو ایک کو اسنے دوسرے جمعے مین خیرات کر دیا اور نیز احمد اور ابن حبان وغیرہ
کی حدیث مین آچکا ہے کہ آپنے اسکو تین جمعے یہی فرمایا پس معلوم ہوا کہ صدقے کا ارادہ اسکی علت نہین تہا بلکہ علت کی ایک جز
تہا اور بعضے کہتے ہین کہ جب کوئی باہر سے آکر بیٹہہ جاوے نفل پڑہنے سے پہلے تو نفل فوت ہو جاتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ اسی شخص کے حق مین ہی جو عالم ہو اور یہ مسئلہ جانتا ہو اور جو جاہل ہو یا بہول سے آکر بیٹہہ جاوے تو اسکو جائز ہی کہ کہڑا
نفل پڑہ لیوے سو پہلے جمعے مین تو اسکو یہ مسئلہ معلوم نہین تہا اور باقی دو جمعون مین بہول گیا تہا اور ایک تاویل جمہور
کی یہ ہے کہتے ہین کہ یہ حدیث اس آیت کی معارض ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا یعنے جب قرآن پڑہا
جاوے تو چپ ہو اور سنو اور نیز اس حدیث کی معارض ہی کہ جب کوئی خطبے کے وقت اپنے ساتہی کو کہے کہ چپ رہ تو

اُس نے لغو کیا اور نیز معارض ہے اس حدیث کی کہ جب کوئی مسجد میں آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو نماز پڑہے اور نہ کلام کرے سو جواب ان سب کا یہ ہی کہ تعارض کے ساتھ صرف اُسیوقت عمل کیا جاتا ہے جبکہ تطبیق ممکن نہ ہو اور یہاں تطبیق ممکن ہے سو آیت کی ساتھ تو تطبیق اسطور سے ہو سکتی ہے کہ کل خطبے کو قرآن نہیں کہا جاتا ہے اور جو اُسمیں قرآن ہے تو اسکا عموم اس حدیث جابر سے مخصوص ہے اور ان حدیثوں کا عموم بھی اس حدیث سے مخصوص ہے اور تخصیص عموم کی ساتھ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہے کما قدمناہ فی الجزء الثالث اور نیز جو شخص کہ خطبے کی وقت باہر سے آکر نماز پڑہے اسپر چپ رہنا صادق آتا ہے جیسا کہ افتتاح الصلوٰۃ میں ابو ہریرہ سے حدیث گذر چکی ہے کہ اُسنے عرض کیا کہ آپ اس سکتہ میں کیا پڑہا کرتے ہیں جو تکبیر تحریمہ اور قرآن کے درمیان ہے اسلیے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دل میں پڑہنا چپ رہنے کی مخالف نہیں بلکہ اسکو بہی سکوت کہا جاتا ہے اور نیز جس حدیث میں آیا ہے کہ خطبے کی وقت نہ نماز ہے نہ کلام ہے وہ حدیث ضعیف ہے اسکا ایک راوی ایوب بن نہیک ہے اور وہ منکر الحدیث ہے جیسا کہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا ہے اور ترمذی نے کہا کہ اس باب میں سلیک کی حدیث سب سے زیادہ تر قوی ہے اور بعضے اس حدیث سلیک کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ جو آپنے فرمایا کہ جب کوئی جمعے کے دن آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو دو رکعتیں پڑہ لیوے تو مراد امام کے خطبہ پڑہنے سے یہ ہے کہ امام خطبہ پڑہنے کا ارادہ رکہتا ہو نہ یہ کہ حقیقۃً خطبہ پڑہتا ہو اور اسکی سوا اور بہی کئی تاویلیں کرتے ہیں سو ان سب تاویلوں کو یہ حدیث جڑہ سے اُکھاڑ دیتی ہے جو بخاری اور مسلم میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مسجد میں آوے تو نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعتیں نہ پڑہ لیوے سو یہ حدیث باعتبار عموم کے صریح ہے ان تاویلوں کے باطل ہونے پر اور جمہور کی ایسی کوئی تاویل نہیں جسکی باطل ہونے پر یہ حدیث دلالت نکرے اور نیز جابر بن عبد اللہ سے ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تھے سو آپنے فرمایا کہ جب کوئی آدمی آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو یا خطبے کو واسطے نکلا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتیں پڑہے اور مسلم کی ایک روایت میں جابر سے آیا ہے کہ یہ آپنے سلیک کے قصے میں فرمایا اور وہ یہ ہے کہ دو رکعتیں ہلکی پڑہ پہر فرمایا کہ جب کوئی جمعے کو دن آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتیں پڑہے اور اُنہیں تخفیف کرے متفق علیہ امام نووی نے لکہا ہے کہ یہ حدیث اس مسئلے میں نص ہے اسمیں تاویل کی گنجایش نہیں اور ابو محمد رح نے کہا کہ یہ حدیث اس باب میں نص ہے تاویل کا کوئی احتمال نہیں رکہتی ہے اول اس وجہ کہ آپنے یہ کلمہ خطبے کی حالت میں فرمایا پس اگر مراد اس سے ارادہ پڑہنے کا لیا جاوے تو یہ سیاق حدیث کی بالکل مخالف ہو جاویگا اور بے محل ہوگا دوم اس وجہ سے کہ جابر کی دوسری حدیث متفق علیہ میں خطبہ پڑہنے کی مقابلے میں امام کا خطبے کیلیے نکلنا واقع ہوا ہے اور خطبے کیلیے نکلنا عین ارادہ خطبے کا ہے سو اگر یخطب کا معنے ارادہ کا لیا جاوے تو دونوں سے ایک لفظ حدیث بالکل مہمل ہو جاویگا سوم اس وجہ سے کہ آپنے سلیک کو نفل پڑہنے کا حکم عین خطبے میں فرمایا تہا اور اُسیوقت بعد اُسکے آپنے یہ حدیث فرمائی کہ جب کوئی آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو چاہیے کہ دو رکعت پڑہے پس اگر یخطب سے

مراد ارادہ خطبے کا لیا گیا ہو تو یہ حدیث اس موقع مین بیان کرنی محض لغو ہو جاویگی اسیواسطے امام نووی نے لکہا کہ یہ حدیث نص صریح
اس مسئلے مین چہارم اسوجہ سے کہ ان سب تاویلون سے ہر ہر تاویل کا علیحدہ علیحدہ جواب بہی فتح الباری مین موجود ہے مشتاق اسکا
مطالعہ کرے اور بعضے کہتے ہین کہ حدیث سلیک کی منسوخ ہے کہ یہ حکم اسوقت تہا جب نماز مین کلام کرنا جائز تہا سو
جواب اسکا یہ ہے کہ سلیک کا اسلام بہت متاخر ہے اور نماز مین کلام کا حرام ہونا اس سے بہت پہلے ہے جیسا کہ آیندہ
آویگا انشاء اللہ تعالے سو جو دلیل مقدم ہو وہ متاخر کی ناسخ ہرگز نہین ہو سکتی ہے اور نیز محض احتمال سے نسخ ثابت نہین
ہو سکتا بلکہ نسخ کے واسطے کئی شرطین ہین جو اوپر گذر چکی ہین سو جب تک شرطین پائی نجاوین تب تک نسخ کا دعوی
کرنا جائز نہین اور نیز حنفیہ وغیرہ اس باب مین ایک حدیث پیش کرتے ہین جو اوپر گذر چکی ہے کہ جب امام خطبے کے واسطے
نکلے تو نہ نماز جائز ہے اور نہ کلام سو اس حدیث مین بہی احتمال نسخ کا موجود ہے اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ حکم تحیۃ المسجد کے حکم
سے پہلے ہو بعد اسکے حدیث تحیۃ المسجد سے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور بعضے حنفی یہ حدیث سند لاتے ہین
کہ خطبے کے وقت نماز نہ پڑہو سو جواب اسکا یہ ہے کہ اسکا عموم بہی سلیک کی حدیث سے مخصوص ہے کما مر اور بعضے کہتے ہین
کہ عمر فاروق رض نے عثمان رض پر نہانے کا انکار کیا اور انکو تحیۃ المسجد پڑہنے کا حکم نہ دیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث مین اسکی
نفی نہین احتمال ہے کہ اس گفتگو سے پہلے یا پیچہے عثمان رض نے تحیۃ المسجد پڑہ لی ہو واللہ اعلم بالصواب اور اس حدیث کے
اور بہی کئی فائدے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ مکروہ وقتون مین بہی تحیۃ المسجد پڑہنے جائز ہے اسلیے کہ خطبہ سننا فرض
ہے اور جب وہ خطبے کے وقت بہی ساقط نہ ہوئے تو پہر مکروہ وقتون مین بطریق اولے جائز ہونگے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ تحیۃ
المسجد بیٹہنے سے فوت نہین ہوتی لیکن بعضون نے اسکی ساتہہ نا سے اور جاہل کی قید لگائی ہے اور یہ کہ امام کو خطبے مین
امر معروف کرنا اور بری بات سے روکنا جائز ہے اور اس سے خطبے کو نقصان نہین بلکہ بعضون نے کہا کہ یہ سب
بہی خطبے مین داخل ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ خطبے مین سلام کا جواب اور چہینکنے کا جواب دینا بہی جائز ہے اسلیے
کہ وہ بہت ہلکے کام ہین اور تہوڑے وقت مین ادا ہو جاتے ہین اور خانہ کعبے کی مسجد کا بہی یہی حکم ہے لیکن جو بامر
سے جاوے وہ پہلے طواف کرے پہر نفل پڑہے واللہ اعلم بالصواب **بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ** خطبے مین ہاتہ
اٹہاکر دعا کرنی جائز ہے **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ يُوْنُسَ
عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْكُرَاعُ هَلَكَ الشَّاءُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا ترجمہ انس رض سے روایت
ہے کہ جس حالت مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن خطبہ پڑہتے تہے کہ اچانک ایک مرد کہڑا ہوا سو اسنے عرض کی
کہ یا حضرت گہوڑے ہلاک ہو گئے اور بکریان مر گئین یعنے پانی نہ ہونے کے سبب سے سو آپ دعا کیجیے خدا پانی برساوے سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونو ہاتہ دراز کیے اور دعا کی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے مین ہاتہ اٹہاکر دعا

کرنی جائز ہے اسلیے کہ ہاتھوں کا دراز کرنا اٹھانے کو مستلزم ہے **بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ**
جمعے کے خطبے میں مینہ کی دعا مانگنی جائز ہے **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ
حَدَّثَنَا اَبُو عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ
عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ اَعْرَابِيٌّ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ
عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرَى فَقَامَ
ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ
فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ اِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ
مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ **ترجمہ** انس
سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگوں میں قحط پڑا سو جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جمعے کے دن خطبہ پڑھتے تھے ناگہاں ایک گنوار کھڑا ہوا سو اُسنے عرض کی کہ یا حضرت جانور مر گئے اور لڑکے
بالے بھوکوں سے مرتے ہیں سو آپ دعا کیجیے خدا مینہ برساوے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوٹھا کر دعا کی اور ہم
آسمان پر کہیں بدلی کا نشان نہ دیکھتے تھے یعنے آسمان بالکل صاف پڑا تھا سو قسم ہے اسکی جسکے قابو میں میری جان ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو نیچے نہیں لائے تھے کہ یکایک پہاڑوں کیطرح بادل اٹھا پھر آپ منبر
تلے نہ اترے تھے یہانتک کہ مینے دیکھا کہ آپکی داڑھی سے پانی ٹپکتا تھا سو اُسدن بھی ہم پر مینہ برسا اور اس سے پچھلے دن
بھی اور اس سے پچھلے دن بھی اور اس سے پچھلے دن بھی یہانتک کہ آیندہ جمعے تک لگاتار پانی برستا رہا آفتاب نظر
نہ پڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمعے کا خطبہ پڑھتے تھے کہ وہی گنوار پھر کھڑا ہوا یا کوئی اور تھا سو اسنے عرض کی کہ یا حضرت
گھر پانی کی کثرت سے ڈھے گئے اور جانور مر گئے سو خدا سے دعا کیجیے کہ مینہ کو روکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ
اٹھائے اور یوں دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس مینہ برسے ہم پر اب نہ برسے سو آپ ہاتھ سے کسیطرف اشارہ نہیں کرتے تھے
مگر اسطرف سے بادل دور ہو جاتا تھا سو مدینے کو اور سے بادل ٹل گیا اور مدینہ ڈہال کیطرح خالی ہو گیا اور نالا ایک مہینے
تک بہتا رہا سو کوئی آدمی کسیطرف سے نہیں آتا تھا مگر کہ بہت مینہ کی خبر دیتا تھا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
جمعے کے خطبے میں مینہ کے لیے دعا مانگنی جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں دعا مانگی اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ خطبے میں کلام کرنی جائز ہے کما سیاتی **بَابُ الْاِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ وَاِذَا قَالَ**
لِصَاحِبِهِ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا یعنی جب امام جمعے کا خطبہ پڑھے تو اسوقت مقتدی چپ رہیں کلام نہ کریں اور اگر کوئی اپنے

پاس والے کو کہے تو چپ رہ۔ تو اُسنے بیہودہ کلام کی یعنے خطبے وقت ایک دوسرے کو اتنا لفظ بہی کہے کہ تو چپ رہ ممنوع ہے جائیکہ کلام کرے **ف** غرض اس باب سے یہ ہے کہ چپ ہونے کا حکم صرف اسوقت ہے جبکہ امام خطبہ پڑہتا ہو خطبہ شروع ہونے سے پہلے چپ رہنیکا حکم نہین پس اس سے رد ہوگیا قول امام ابو حنیفہ رح وغیرہ کا جو کہتے ہین کہ جب امام خطبے کے ارادے سے باہر آوے تو اسیوقت سے کلام کرنی منع ہوجاتی ہے اور وجہ اس رد کی اس حدیث مین اہی آویگی انشاء اللہ تعالی لیکن بعضے فقہانے لکہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح وغیرہ اسوقت حرمت کلام کے قائل نہین مکروہ کہتے ہین واللہ اعلم **وَقَالَ** سَلْمَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ یعنے سلمان رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب امام خطبہ پڑہے تو اسوقت مقتدی چپ رہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا فقط اسی وقت واجب ہے جبکہ امام خطبہ پڑہے اس سے پہلے یا پیچھے یہ حکم نہین جیسا کہ اس شرط سے معلوم ہوتا ہے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نے جمعے کے دن اپنے ساتھی سے کہا کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو مقرر تو نے کی لغوبات کی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے کے وقت چپ رہنا واجب ہے اور کلام کرنی حرام ہے اور جب دوسرے بولنے والے سے کہے کہ چپ رہ تو اسکا بولنا بہی ثابت ہوا پس زبان سے منع نکرے بلکہ اشارے سے منع کرے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ چپ رہنا فقط اسیوقت واجب ہے جبکہ امام خطبہ پڑہتا ہو اُس سے پہلے یا پیچھے کلام کرنی منع نہین اسلیے کہ اس حدیث مین جملہ والامام یخطب کا حال واقع ہوا ہے پس یہ قید دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ امام کے نکلنے اور خطبہ شروع کرنے کے درمیان کلام کرنی منع نہین اور اسیطرح خطبے سے فارغ ہونے اور تکبیر تحریمہ کے درمیان بہی کلام کرنی جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ چپ رہے کما مر اور بعضون نے کہا کہ خطبے کے وقت اللہ کا ذکر کرنا جائز ہے لیکن یہ بات ٹہیک نہین بلکہ کلام اور قراءت اور ذکر وغیرہ سب اسوقت منع ہے سوا تحیۃ المسجد کے کہ وہ اس سے مخصوص ہے کما تقدم اور اسیطرح کہانا اور پینا اور لکہنا اور امر معروف کرنا وغیرہ بہی منع ہے اور اسیطرح درود پڑہنے کو بعضے حنفی منع کرتے ہین اور علما نے کہا ہے کہ جمعے کے خطبے مین لغوبات کرنی گو حرام ہے لیکن اسحالت مین فرض وقت اسکے ذمے سے بالاجماع ساقط ہوجاتا ہے مگر جمعے کی فضیلت سے محروم رہتا ہے پس لغو بات کرنے کا یہ معنے ہوا کہ جمعے کی فضیلت تجہکو حاصل نہین ہے یا تیرا جمعہ ادا نہین ہوا بلکہ ظہر کی نماز ادا ہوئی اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ خطبے مین سب قسم کی کلام کرنی منع ہے اور یہی ہے مذہب جمہور کا خواہ خطبے کو سن سکے یا نہ سن سکے جیسا کہ اوپر گذرا اور ابن عبد البر نے خطبے مین سکوت کے وجوب پر اجماع نقل کیا ہے گو بعض تابعین وغیرہ سے اسکا برخلاف بہی ثابت ہو چکا ہے اور امام شافعی اور احمد رح سے

اس مسئلہ مین دو قول ہین ایک مین حرام ہے اور دوسری مکروہ ہی وہ یہ بہی کہتے ہین کہ اگر خطبہ سُنے تو کلام کرنی حرام ہی اور اگر نہ سن سکے تو حرام نہین اور بعضے کہتے ہین کہ جس عدد پر جمعے کی صحت موقوف ہی انکو کلام کرنی حرام ہے باقی کو نہین واللہ اعلم اصل یہ ہے کہ جسنے سکوت کو وجوب کی نفی ہے اسکی مراد یہ ہے کہ یہ سکوت صحت جمعے کے واسطے شرط نہین بخلاف غیر کے اور بعضون نے اتفاق نقل کیا ہے اسپر کہ جو کلام نماز مین جائز ہے جیسا کہ اندہے کو کوئین سے ڈرانا اور بعضون نے کہا کہ جب خطیب خطبے مین پادشاہ کے واسطے دعا کرنے لگے تو اُسوقت چپ ہنا واجب نہین اور دعا بعضون کے نزدیک مباح ہے جبکہ ضرر کا خوف ہو اور جب ضرر کا خوف نہو تو مباح نہین واللہ اعلم اور دو خطبون کے درمیان کے جلسے مین کلام کرنی شافعیہ اور حنبلیہ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ حرام ہے اور امام محمد حنفی کہتے ہین کہ مکروہ ہے **بَابُ السَّاعَةِ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ** جمعے کی مقبول گہڑی کا بیان یعنے جمعے کے دن مین ایک گہڑی ایسی ہے کہ اُسمین مسلمان جو دعا کرے قبول ہو جاتی ہے جب تک گناہ کا سوال نکرے

حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کو دن کو ذکر کیا سو فرمایا کہ اسدن مین ایک ایسی گہڑی ہے کہ اسکو کوئی بندہ مسلمان نہین پاتا اور وہ نماز پڑہتا ہو خدا سے کوئی چیز مانگے مگر کہ خدا وہ چیز اسکو دیتا ہے یعنے اسمین مسلمان جو دعا کرے مقبول ہوتی ہے اور جو چیز خدا سے مانگی خدا اسکو وہ چیز عنایت کرتا ہے خواہ قصدًا اُسمین دعا کرے یا یون ہی اتفاق سے اسمین دعا واقع ہو جاوے لیکن شرط یہ ہی کہ گناہ کے واسطے دُعا نہ کرے کہ وہ قبول نہین اور اپنے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اسحال مین اسکی کمی بیان کرتے تہے یعنے نہایت تہوڑی دیر رہتی ہے **ف** صحابہ اور تابعین وغیرہ علما کو اس گہڑی مقبول مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ وہ ساعت اب بہی باقی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اب باقی نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ہو چکی اور بر تقدیر اول بعضے کہتے ہین کہ ہر جمعے مین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ہر سال ایک جمعے مین ہے اور بر تقدیر اول بعضے کہتے ہین کہ جمعے مین اسکا وقت معین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ معین نہین اور بر تقدیر اول بعضے کہتے ہین کہ وہ وقت معین کے ابتدا سے انتہا تک باقی رہتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اسکی کسی لحظے غیر معین مین ہوتی ہے اور بر تقدیر ثانی اسکی ابتدا کہان سے ہوتی ہے اور انتہا کہان ہی ہوتی ہے اور پہر بعضے کہتے ہین کہ ہمیشہ اسکا ایک وقت معین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ معین نہین بلکہ وقت بدلتا رہتا ہے کسی جمعے مین کسی وقت آتی ہے اور کسی جمعے مین کسی وقت آتی ہے اور بر تقدیر ثانی تمام دن مین بدلتی رہتی ہے یا کچہ دن مین بدلتی رہتی ہے سو جاننا چاہیے کہ جو لوگ کہتے ہین کہ اب وہ گہڑی باقی نہین ہی سو یہ قول انکا سلف کے

نزدیک مردود ہے اور ابو ہریرہ رضہ نے کہا کہ اسکا قائل جھوٹہا ہے اور جمہور علما کا مذہب ہی کہ وہ گہڑی اب بہی موجود ہی اور ہر جمعے میں آتی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ تمام سال کی ایک جمعے میں آتی ہے انکا قول ہی مردود ہے چنانچہ ابو ہریرہ نے اس قول کو بہی رد کیا اور پہر بعضے کہتے ہیں کہ جمعے میں اسکا وقت معین نہیں جیسا کہ شب قدر کا کوئی وقت معین نہیں اور حکمت اسمیں لوگوں کو رغبت دلانا اور مستعد کرنا ہے اسپر کہ وہ جمعے کے دن عبادت میں نہایت کوشش کریں اور صبح سے شام تک عبادت اور دعا میں مشغول رہیں بخلاف اسکے کہ اگر اسکا کوئی وقت معین ہوتا تو فقط اسی وقت عبادت کرتے اور وقت ترک کرتے سو انسان کو چاہیے کہ جمعے کے دن صبح سے شام تک دعا میں مشغول رہے تا کہ وہ گہڑی مقبول بہی اسمیں آجاوے اور بعضوں نے کہا کہ ایک جمعے میں مثلاً صبح سے چاشت تک دعا کرے اور پہر دوسرے جمعے میں چاشت سے لیکر دوپہر تک دعا کرے اور تیسرے جمعے میں دوپہر سے لیکر ظہر تک دعا کرے علی ہذا القیاس آخر دن تک ایسی ہی دعا کیا کرے کہ اسمیں وہ گہڑی بہی آجاویگی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر جمعے میں اسکا وقت بدلتا رہتا ہے کبہی دن کے اول میں آتی ہے اور کبہی درمیان میں اور کبہی اخیر میں اور اکثر کہتے ہیں کہ اسکا وقت معین ہے بدلتا نہیں لیکن اس تعیین میں بہی علماء کو اختلاف ہے اول قول یہ ہے کہ وہ گہڑی صبح کی اذان کا وقت ہے دوم قول یہ ہے کہ صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے، قول سوم یہ ہے کہ اسکا وقت عصر سے لیکر سورج ڈوبنے تک ہی قول چہارم یہ کہ وہ امام کے منبر سے اترنے اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کا وقت ہے، قول پنجم یہ کہ اسکا وقت سورج نکلنے کے بعد پہلی ساعت ہے، قول ششم یہ کہ اسکا وقت طلوع آفتاب کے قریب ہے قول ہفتم یہ ہے کہ وہ گہڑی دن کی تیسری ساعت ہی قول ہشتم یہ کہ اسکا وقت زوال سے آدہے ہاتہ سایہ ہونے تک ہے، قول نہم یہ کہ ایک ہاتہ پورا سایہ ہونے تک ہی قول دہم یہ کہ زوال کے بعد ایک بالشت سے ایک ہاتہ سایہ ہونے تک ہے، یازدہم یہ کہ وہ عین زوال کا وقت ہے دوازدہم یہ کہ وہ جمعے کی اذان کا وقت ہے سیزدہم یہ کہ وہ وقت ....

زوال ہے آدمی کے نماز میں آنے تک ہی چہاردہم یہ کہ وہ وقت زوال سے لیکر امام کے آنے تک ہے، پانزدہم یہ ہے کہ وہ وقت زوال سے لیکر سورج ڈوبنے تک ہے، شانزدہم یہ کہ وہ وقت امام کے آنے سے لیکر نماز کی تکبیر تک ہی ہفدہم یہ کہ وہ وہ گہڑی امام کے باہر آنے کا وقت ہی ہژدہم یہ کہ وہ گہڑی امام کے آنے سے لیکر نماز کے تمام ہونے تک ہی نوزدہم یہ کہ وہ گہڑی امام کے منبر پر بیٹہنے سے لیکر نماز کے تمام ہونے تک ہے بستم یہ کہ وہ گہڑی بیع کے حرام ہونے کا وقت ہے لیکر اسکے حلال ہونے تک ہے، بست ویکم یہ کہ وہ گہڑی اذان کا وقت ہے اور تکبیر کا وقت ہی اور امام کے منبر پر چڑہنے کا وقت ہے بست و دوم یہ کہ وہ گہڑی امام کے خطبہ شروع کرنے سے لیکر اسکے تمام کرنے تک ہے، بست و سوم یہ کہ وہ گہڑی وہ ہے جبکہ امام منبر پر بیٹہے اور خطبہ شروع کرے بست و چہارم یہ کہ وہ گہڑی وہ ہی جبکہ امام دو خطبوں کے درمیان بیٹہے بست و پنجم یہ کہ وہ گہڑی وہ ہے جب امام منبر سے اترے بست و ششم یہ کہ وہ گہڑی نماز کے تکبیر کہنے سے لیکر امام کے

مصلے پر کہڑی ہونے تک ہے بست و ہفتم یہ کہ وہ گہڑی اقامت سے لیکر نماز کے تمام ہونے تک ہے بست و ہشتم یہ کہ اسکا وقت وہ ہی ہے جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کی نماز پڑہی بست و نہم یہ کہ وہ گہڑی نماز عصر سے لیکر سورج ڈوبنے تک ہے سی یہ کہ وہ گہڑی عصر کے درمیان ہے سی و یکم یہ کہ وہ گہڑی عصر کی نماز سے لیکر آخر وقت مختار تک ہے یعنے سورج زرد ہونے سے پہلے تک سی و دوم یہ کہ وہ گہڑی مطلق عصر کے بعد ہے سی و سوم یہ کہ [۲] عصر کے بعد کی آخر گہڑی ہے سی و پنجم یہ کہ اسکا وقت آدہا آفتاب ڈوبنے سے لیکر پورا ڈوبنے تک ہے یہ سب اقوال شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین نقل کیے ہین اور اسکے دلائل بہی ذکر کیے ہین اور سب کی صحت اور ضعف کا حال بہی مفصل بیان کیا ہے اور یہ اقوال آپسمین ہر جہت سے ایک دوسرے کے معارض نہین بلکہ اکثر کی آپسمین تطبیق ہو سکتی ہے اور اکثر اقوال جنمین اسکا وقت معین ہو چکا ہے تو اس سے یہ مراد نہین کہ وہ گہڑی اس تمام وقت کو گہیر لیتی ہین بلکہ معنے اسکا یہ ہے کہ وہ اُسوقت کے درمیان ہے اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بہت قلیل بتلایا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ وہ ساعت نہایت خفیف اور ہلکی ہے اور فائدہ وقت کے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اُسمین بدلتی رہتی ہے پس ہوگا ابتدا مظنہ اسکے کا مثلا ابتدا خطبے کا اور انتہا اسکا انتہا نماز کا اور بہت لوگون نے جو اسکو معین کیا ہے تو شاید وجہ اسکی یہ ہے کہ اوقات مذکورہ ہی جسوقت مین انکی دعا قبول ہونے کا اتفاق ہوا اُسی کو انہون نے معین کر دیا پس اس تقریر سے سب مین تطبیق ہو جاوے گی الا ما ورد اجدا او بعد اسکے جاننا چاہیے کہ ان سب قولون مین نہایت صحیح اور بہت قوی دو قول ہین ایک تو یہ کہ وہ ساعت اُسوقت سے ہے کہ امام منبر پر بیٹھے یہان تک کہ نماز تمام ہو چکے اس قول کی سند ابو موسے کی حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کی مقبول ساعت امام کے بیٹھنے سے نماز کے ادا ہونے تک ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ گہڑی جمعے کی اخیر ساعت ہے جب سورج ڈوبنے لگے چنانچہ عبد اللہ بن سلام سے اسی مضمون کی حدیث منقول ہے اور دن کی بارہ گہڑیان ہوتی ہین محب طبری نے کہا کہ سب مین زیادہ صحیح حدیث ابی موسے کی ہے اور سب مین زیادہ مشہور عبد اللہ بن سلام کا قول ہے اور انکے سوا باقی جو قول ہین انمین سے بعضے تو انکے موافق ہین اور جو موافق نہین تو انکی اسناد ضعیف ہے اور یا موقوف ہے اور کہنے والے نے اپنے اجتہاد سے کہا ہے دلیل سے نہین کہا اور ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجہکو وہ ساعت معلوم ہوئی تہی لیکن مین اسکو بہول گیا ہون سو یہ حدیث ان دونون قولون کی معارض نہین اسلیے کہ احتمال ہے کہ ابو موسے اور عبد اللہ نے بہولنے کے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو اب اسمین بہی اختلاف ہے کہ ان دونون قولون میں سے زیادہ تر صحیح کون قول ہے سو بعضون نے تو حدیث ابی موسے کو ترجیح دی ہے چنانچہ بیہقی نے امام مسلم سے نقل کیا ہے کہ اُسنے کہا کہ حدیث ابو موسے کی اس باب مین بڑی کہری اور بہت صحیح ہے اور یہی قول ہے بیہقی اور ابن عربی اور ایک جماعت اہل علم کا قرطبی نے کہا کہ یہ حدیث اس مسئلے مین نص ہے پس اسکے سوا اور کسی قول کیطرف التفات کرنا لائق نہین امام نووی نے کہا کہ یہی قول صحیح بلکہ صواب ہے

چہارم یہ کہ وہ گہڑی مطلق عصر کے بعد ہے

اور بعض علمار نے عبد اللہ بن سلام کے قول کو ترجیح دی ہے چنانچہ ترمذی نے امام احمد سے نقل کیا کہ اکثر حدیثون سے یہی قول ثابت ہوتا ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ اس باب مین یہ قول زیادہ ثابت ہے اور یہی قول اسحاق اور طرطوشی اور زملکانی کا اور یہی محکی ہے امام شافعی سے یہ لوگ کہتے ہین کہ ابو موسے کی حدیث موقوف ہے لیکن امام نووی نے لکہا ہے کہ رفع شاذ ہی تفرد ہے اور زیادتی ثقہ کی بالاتفاق مقبول ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ مقبول گہڑی ان دو وقتون مین منحصر ہے یعنے کسی خاص وقت مین معین نہین بلکہ مبہم ہے اور یہ دو قول ایک دوسرے کے معارض نہین اسلیے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت ایک کو بتلایا ہو اور دوسرے وقت دوسرے کو بیان کیا ہو اور ابن عبد البر نے کہا کہ دونو وقت دعا مین کوشش کرنی چاہیے اور یہ قول ثالث والے کا ہے کہ اُسمین دونون کی تطبیق ہو جاتی ہے اور فائدہ اس گہڑی اور شب قدر کی نہ معین کرنے کا یہ ہے کہ آدمی کو زیادہ رغبت اور زیادہ حرص پیدا ہووے تاکہ نماز اور دعا مین زیادہ کوشش کرے اور تمام وقت عبادت مین مشغول رہے اور اگر وہ گہڑی معین ہو جاتی تو لوگ اسوقت پر بہروسا کر بیٹھتے اور باقی وقتون مین دعا کرنا چہوڑ دیتے پس اس فائدے کے بعد بہی اگر کوئی اسکی تعیین طلب کرے تو اُسپر بڑا ہی تعجب ہے اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ جمعے کو دن کو بڑی فضیلت ہے کہ اُسمین ایک گہڑی مقبول ہے اور یہ کہ مستحب ہے کہ اُسمین بہت دعا کرے واللہ اعلم

باب إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَصَلٰوةُ الْإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ ؕ اگر جمعے کی نماز مین لوگ امام کے پیچہے سے نماز چہوڑ کر چلے جاوین تو اس صورت مین امام اور باقی مقتدیون کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور بعضے لوگون کا امام کے پیچہے سے چلے جانا باقی لوگون کی نماز کو نقصان نہین پہونچاتا ہے **ف** ظاہر اس باب سے غرض امام بخاری کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ جتنے آدمیون کے ساتہہ جمعہ قائم کرنا صحیح ہوتا ہے اُنکا امام کے ساتہہ نماز مین اول سے آخر تک رہنا شرط نہین صرف تکبیر تحریمہ مین اُنکا موجود ہونا شرط ہے بعد اُسکے اگر بعضے مقتدی امام کے پیچہے سے نماز توڑ کر چلے جاوین تو باقی لوگون کی نماز مین کچہہ خلل نہین آتا اور جتنے لوگون کے ساتہہ جمعہ صحیح ہوتا ہے اُنکی تعداد کو امام بخاری نے اسواسطے بیان نہین کیا کہ وہ حدیث اسکی شرط پر نہین تہی سو جاننا چاہیے کہ علمار کو اس مسئلے مین اختلاف ہے کہ جمعے کی قائم کرنے مین کتنے آدمی کا ہونا شرط ہے سو پہلا قول یہ ہے کہ فقط ایک آدمی سے جمعے کی نماز صحیح ہو جاتی ہے نقل کیا ہے اسکو ابن حزم نے قول دوم یہ کہ دو آدمی سے صحیح ہوتا ہے اور یہی قول ہے نخعی اور اہل ظاہر وغیرہ کا قول سوم یہ ہے کہ امام کے سوا دو مقتدی ہون اور یہ قول ابو یوسف اور محمد کا قول چہارم یہ ہے کہ امام کے سوا تین آدمی اور ہون اور یہ قول ابو حنیفہ کا ہے قول پنجم یہ ہے کہ سات آدمی ہون اور یہ قول عکرمہ کا ہے قول ششم یہ ہے کہ نو آدمی ہون اور یہ قول ربیعہ کا ہے قول ہفتم یہ ہے کہ بارہ آدمی ہون اور یہ بہی ربیعہ کا ایک قول ہے قول ہشتم یہ ہے کہ سوائے امام کے آٹہہ آدمی اور ہون اور یہ قول اسحاق کا ہے قول نہم یہ ہے کہ بیس آدمی ہون اور یہ ایک قول امام مالک کا ہے قول دہم یہ ہے کہ امام کے ساتہہ چالیس آدمی ہون اور

یہ قول امام شافعی رح کا ہے قول دوازدہم یہ ہے کہ سوای امام کے دس آدمی ہون اور یہ بہی ایک قول امام شافعی رح کا ہے قول سیزدہم یہ ہے کہ پچاس آدمی ہون اور یہ ایک قول امام احمد رح کا ہے اور یہی محکی ہے عمر بن عبد العزیز سے قول چہاردہم یہ ہے کہ اسی آدمی ہون اسکو مازری نے حکایت کیا ہے قول پانزدہم یہ ہے کہ بہت لوگ ہون بدون قید کسی عدد معین کے اور یہ قول اخیر کو ترجیح معلوم ہوتی ہے باعتبار دلیل کے انتہے فتح اور امام شوکانی نے لکہا ہے کہ قرآن حدیث مین ان اقوال کی کوئی دلیل پائی نہین جاتی ہے بلکہ کتاب اور سنت مین ایک حرف بہی پایا نہین جو اپر دلالت کرے واللہ اعلم

حدثنا معوية بن عمرو قال حدثنا زائدة عن حصين عن سالم بن ابي الجعد قال حدثنا جابر بن عبد الله قال بينما نحن نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم اذ اقبلت عير تحمل طعاما فالتفتوا اليها حتى ما بقي مع النبي صلى الله عليه وسلم الا اثنا عشر رجلا فنزلت هذه الاية واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوك قائما ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑہ رہتے تہے کہ اچانک ایک قافلہ غلہ لادے ہوے آیا سو لوگ نماز چہوڑ کر اسکی طرف چلے گئے (یعنے اسلیے کہ اسوقت نہایت قحط پڑا ہوا تہا) یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ سوا بارہ آدمی کے اور کوئی نہ رہا سو اسوقت یہ آیت اتری کہ جب لوگ دیکہین سودا بکتا یا کچہہ تماشا تو کہنڈ جاوین اسکیطرف اور تجہکو چہوڑ جاوین کہڑا الایہ **ف** ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اسوقت نماز کے اندر تہے اور نماز توڑ کر چلے گئے تہے لیکن ایک روایت مین صحیح مسلم کے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تہے سو بخاری کی اس روایت مین جو نماز پڑہنے کا ذکر آیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ نماز کے منتظر تہے اور نماز کے منتظر کو حکم نماز کا ہوتا ہے پس اس سے دونون حدیثون مین تطبیق ہو جاویگی اور یا خطبے کو نماز کہنا تسمیۃ الشئے بما قاربہ کی قبیل سے ہے اور ایک روایت مین ابو عوانہ اور طبری کے آیا ہے کہ جب لوگ کوئی نکاح کرتے تو لڑکیان باجہ بجایا کرتی تہین سو لوگ انکی آواز کی اسکیطرف دوڑ جاتے تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہوڑ جاتے تو اسوقت یہ آیت اتری سو ممکن ہے کہ دو وقت مین یہ آیت اتری ہو اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جمعے کا خطبہ کہڑے پڑہنا چاہیے جیسا کہ اوپر گذرا اور یہی معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ کے واسطے شرط ہے اور یہ کہ خطبہ شروع ہونے کے بعد چلے جانا مکروہ ہے اور اس حدیث سی یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر جمعے کی نماز مین امام کے پیچہے سے بعضے مقتدی چلے جاوین تو باقی لوگون کی نماز جائز ہوتی ہے اور یہین رد ہے شافعیہ اور حنبلیہ پر وہ کہتے ہین کہ نماز جمعے مین چالیس آدمی کا اول سے آخر تک باقی رہنا شرط ہے اگر بعضے لوگ خطبے کے درمیان یا نماز کے درمیان چلے جاوین اور پہر نہ آوین یا بہت دیر کے بعد آوین تو باقی لوگون کی نماز صحیح نہین ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر پہلی رکعت کو تمام کرنے کے بعد چلے جاوین تو جائز ہے ورنہ نہین لیکن یہ سب کچہہ بنا اسکے ہے کہ اس حدیث مین نصلی سے نماز پڑہنی مراد رکہی جاوے اور اسکو ابتداء اسلام پر محمول کیا جاوے جبکہ نماز کو توڑ کر جانا درست تہا

اب یہ حکم آیت لاتبطلوا اعمالکم سے منسوخ ہے اور اگر نصلی سے مراد خطبہ رکھا جاوے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے تو پھر
اس حدیث کی باب سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی مگر کہ حالت نماز کو حالت خطبے پر قیاس کیا جاوے اور اس آیت سے
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام کے ساتھ فقط ایک آدمی باقی رہجاوے تو اسوقت امام کا جمعہ درست نہیں ہوتا اور یہی
مذہب ہے جمہور کا اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر ایک بھی باقی رہے تو جب بھی جمعہ صحیح ہوجاتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تین کا رہنا
شرط ہے اور ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ اگر سب مقتدی رکوع سجود سے پہلے چلے جاویں تو امام کا جمعہ نہیں ٹھیرتا ہے اور ابو یوسف
اور محمد کہتے ہیں اگر تکبیر تحریمہ کے بعد چلے جاویں تو جمعہ پڑھے اور رکوع اور سجود کے بعد تینوں کے نزدیک جمعہ پڑھے اور اس حدیث
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز جمعے کی صحت کے واسطے چالیس آدمی کا ہونا شرط نہیں جیسا کہ شافعیہ کہتے ہیں اور بعضی حدیثوں میں
جو چالیس آدمی کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا ذکر آیا جیسا کہ اسعد وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے تو اس سے شرطیت ثابت
نہیں ہوسکتی ہے اسلیے کہ اُنسے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ انکو چالیس آدمی کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا
اس سے اقل عدد کی نفی نہیں نکلتی ہے اور بعضے شافعیہ حدیث صلوا کما رأیتمونی اصلی سے چالیس آدمی کی شرط ہونے پر
استدلال کرتے ہیں لیکن یہ حدیث تمام احکام واجبہ اور مندوبہ میں وارد ہوئی ہے سو بعضے احکام کے وجوب پر اُسکا
دلالت کرنا اور بعضوں پر نہ کرنا قطعی نہیں ہوسکتا واللہ اعلم **بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا** جمعے کی
نماز سے پہلے اور پیچھے سنتیں پڑھنے کا بیان **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا
رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ وَبَعْدَ الْعِشَآءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى
يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مقرر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ پڑھا کرتے
دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر سے پیچھے اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعتیں عشاء سے پیچھے
اور جمعے کی نماز کے بعد کچھ نہیں پڑھتے تھے یہانتک کہ گھر کو پلٹ جاتے سو گھر میں دو رکعتیں پڑھتے **ف** یہان دو مسئلون
میں اختلاف ہے اول اختلاف اس مسئلے میں یہ ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے یا دو رکعت پڑھے
سو امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ظہر سے پہلے دو رکعت سنت ہے انکی دلیل یہی حدیث ابن عمر رض کی ہے اور ابو حنیفہ وغیرہ
کہتے ہیں کہ ظہر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے اور دلیل انکی ام حبیبہ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی
وغیرہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بارہ رکعت نفل پڑھے چار ظہر سے پہلے اور دو اس کے پیچھے
اور دو مغرب کے پیچھے اور دو عشاء سے پیچھے اور دو فجر سے پہلے تو اسکے واسطے خدا بہشت میں گھر بناویگا لیکن یہ تفصیل صرف
ترمذی کی روایت میں آئی ہے اور ایک دلیل انکی علی رض کی حدیث ہے جو ترمذی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اور اس سے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسپر عمل ہے

اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور اسحاق رحمہ کا اور مسلم میں عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے پھر نکل کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور اس قول اخیر کی ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیثیں اکثر قولی ہیں اور حدیث ابن عمر رضہ کی فعلی ہے اور قولی کو ترجیح ہوتی ہے فعلی پر اور ابن عمر رضہ کی حدیث میں دو رکعتوں سے مراد تحیۃ المسجد ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں گھر میں پڑھ آیا کرتے تھے اور جب مسجد میں آتے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور نیز قولی حدیثوں میں وعدہ بہشت کا ہے اور فعلی میں نہیں اور یا کبھی دو پڑھ لے اور کبھی چار پڑھ لے دونوں طرح جائز ہے امام نووی نے کہا کہ دو جائز ہیں اور چار افضل ہیں اور دوسرا اختلاف اس مسئلے میں یہ ہے کہ جمعے سے پہلے اور پیچھے کتنی سنتیں پڑھنی چاہییں ایک جماعت محدثین کی تو بالکل اس سے انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جمعے سے پہلے کوئی سنت نہیں نہ دو نہ چار امام بخاری کے نزدیک جمعے سے پہلے دو رکعت سنت ہیں جیسا کہ اس باب سے معلوم ہوتا ہے اور ابن عمر رضہ کی اس حدیث میں اگرچہ جمعے کا ذکر نہیں لیکن بخاری نے جمعے کو ظہر کی نماز پر قیاس کیا ہے کہ جیسا ظہر سے پہلے دو رکعت سنت پڑھنی چاہییے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک جمعے سے پہلے چار رکعت سنت ہیں اور یہی مروی ہے ابن مسعود رضہ سے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک کا اور یہ لوگ اس باب میں کئی حدیثیں پیش کرتے ہیں لیکن وہ سب ضعیف ہیں جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے لیکن بوجہ تعدد طرق کے قابل احتجاج ہو سکتے ہیں اور اگر جمعے کو ظہر پر قیاس کیا جاوے تو حدیث عائشہ اور ام حبیبہ کی جو ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ بھی اسکی مؤید ہو سکتی ہے اور بعضی حدیثوں کے عموم سے جمعے کے پہلے دو رکعت سنت بھی معلوم ہوتی ہیں سو کہا جاویگا کہ دونوں طرح جائز ہے خواہ جمعے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے اور خواہ دو رکعت پڑھے اسلیے کہ اسمیں سب حدیثوں کی تطبیق ہو جاتی ہے اور جمعے کے بعد کی سنتوں میں بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ جمعے کے پیچھے دو رکعت سنت پڑھے اور یہی مروی ہے ابن عمر رضہ سے اور ترمذی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے بعض اہل علم کا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام شافعی اور احمد اور بعضے کہتے ہیں کہ جمعے کے بعد چار رکعتیں سنت پڑھے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہے اور انکی دلیل یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعے کے بعد نماز پڑھنی چاہے تو چار رکعتیں پڑھے ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کا عمل اسی پر ہے اور ابو یوسف اور محمد رحمہ کے نزدیک جمعے کے بعد چھ رکعتیں ہیں اور افضل چار ہیں اور دلیل انکی ابن عمر رضہ اور علی رضہ کی حدیث ہے کہ وہ جمعے کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے رواہ ابو داؤد وغیرہ اور تطبیق انمیں اسطور سے ہو سکتی ہے کہ ہر طور سے جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اگر مسجد میں ہو تو دو رکعتیں پڑھے اور اگر گھر میں ہو تو چار رکعتیں پڑھے جیسے صاحب قاموس نے لکھا ہے

باب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اس آیت کا بیان کہ پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا ف مراد

امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ اس آیت میں جو جمعے کے بعد روزی تلاش کرنے کا حکم آیا ہے تو یہ حکم واسطے استحباب کے ہے وجوب کے واسطے نہیں اور اسپر اجماع ہو چکا ہے یعنے اگر بعد نماز جمعے کے کسی کو حاجت ہو تو کوئی کسب کرے کہ مستحب ہے اور حاجت نہو تو نہیں اور بعضوں نے کہا کہ جو شخص نماز جمعے کے بعد تجارت کرے اللہ اسکے کسب میں برکت دیتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے دنیاوی کام نہیں بلکہ عیادت مریض کی اور جنازہ وغیرہ میں حاضر ہونا مراد ہے **حدثنی** سعید بن ابی مریم قال حدثنا ابو غسان قال حدثنی ابو حازم عن سہل قال کانت فینا امرأۃ تجعل علی اربعاء فی مزرعۃ لها سلقا فکانت اذا کان یوم الجمعۃ تنزع اصول السلق فتجعله فی قدر ثم تجعل علیه قبضۃ من شعیر تطحنها فتکون اصول السلق عرقه وکنا ننصرف من صلوۃ الجمعۃ فنسلم علیها فتقرب ذلک الطعام الینا فنلعقه وکنا نتمنی یوم الجمعۃ لطعامها ذلک **ترجمہ** سہل سے روایت ہے کہ ہمارے راہ میں ایک عورت رہتی تھی کہ اپنی کھیتی میں نالی پر گاجر اور چقندر بویا کرتی تھی جب جمعے کا دن ہوتا تو چقندر کی جڑوں کو زمین سے اکھاڑتی اور انکو ہانڈی میں ڈالتی پھر ایک مٹھی جو کا آٹا اسپر ڈالتی سو گاجر کی جڑیں پک کر گوشت کی طرح ہو جاتیں سو ہم جمعے کی نماز پڑھ کر پلٹ آتے اور اگر اس عورت کو سلام کہتے سو وہ اس کھانے کو ہمارے آگے رکھتی سو ہم اسکو انگلیوں سے چاٹتے اور کھاتے اور ہم جمعے کے دن اسکے کھانے کی بہت تمنا رکھتے تھے اور اسکو نہایت غنیمت سمجھتے تھے یعنے اسواسطے کہ ان لوگوں اصحاب پر رزق کی بہت تنگی تھی اور سخت فقر فاقہ گذرتا تھا پس آرزو کرتے تھے کہ کب جمعہ ہوگا اور کب اسکا کھانا ملے گا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانی عورت پر سلام کہنا جائز ہے اور مستحب ہے کہ جو کچھ حاضر ہو مہمان کے آگے لا کر رکھے اگرچہ کوئی ادنے چیز ہو اور یہی معلوم ہوا کہ اصحاب پر نہایت فقر فاقہ گذرتا تھا کہ گاجروں کو بمنزلے گوشت کے سمجھتے تھے اور باوجود اسکے عبادت کی طرف بہت جلدی کرتے تھے **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمۃ قال حدثنا ابن ابی حازم عن ابیه عن سہل بن سعد بهذا وقال ما کنا نقیل ولا نتغدی الا بعد الجمعۃ **ترجمہ** سہل نے وہی حدیث بیان کی جو ابھی گذر چکی ہے اسمیں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ہم نہیں سوتے تھے اور صبح کا کھانا نہیں کھاتے تھے مگر بعد جمعے کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعے کی نماز کے بعد روزی تلاش کرنا واجب نہیں اسلئے کہ وہ اصحاب بعد جمعے کے کھانے اور سونے کے واسطے جاتے تھے اگر واجب ہوتا تو بعد اسکے قیلولہ نہ کرتے واللہ اعلم

باب القائلۃ بعد الجمعۃ جمعے کی نماز کے بعد قیلولہ کرنے کا بیان **حدثنا** محمد بن عقبۃ الشیبانی قال حدثنا ابو اسحٰق الفزاری عن حمید قال سمعت انسا یقول کنا نبکر یوم الجمعۃ ثم نقیل **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ ہم جمعے کی نماز اول وقت پڑھا کرتے تھے پھر بعد اسکے قیلولہ کرتے تھے **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے **حدثنی** سعید بن ابی مریم قال حدثنا ابو غسان قال حدثنی ابو حازم عن سہل قال کنا نصلی مع النبی صلی

اللہ علیہ وسلم الجمعۃ ثم تکون القائلۃ ترجمہ سہل رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے پھر بعد اسکے قیلولہ ہوتا **ف** یہ حدیث بھی گذر چکی ہے پس ان دونو حدیثون سے معلوم ہوا کہ جمعے کے دن نماز جمعے کے بعد قیلولہ کرنا چاہیئے اور جمعے کو نہایت اول وقت ادا کرنا چاہیئے **واللہ اعلم**

بسم اللہ الرحمن الرحیم ابواب صلوۃ الخوف

خوف کی نماز کا بیان یعنے اسکا پڑھنا جائز ہے **ف** خوف کی نماز اسکو کہتے ہین جو دشمن کے خوف اور مقابلے کے وقت پڑھی جاتی ہے یعنے اگر مسلمانون اور کافرون کی لڑائی ہو رہی ہو اور نماز کا وقت آجاوے یا یہ خوف ہو کہ اگر ہم نماز مین کھڑے ہونگے تو کافر پیچھے سے ہم پر آپڑینگے تو ایسی حالت مین خوف کی نماز پڑھنی جائز ہے اور اسکا جواز قرآن اور حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ یہ آیت اسکے ثبوت پر دلالت کرتی ہے .... **وقال اللہ عز وجل** وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اِلٰی قولہ عذابا مہینا ترجمہ اور خدا نے فرمایا کہ جب تم سفر کرو ملک مین تو تم پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین اگر تمکو ڈر ہو کہ ستاوینگے تمکو کافر البتہ کافر تمہارے دشمن ہین صریح اور جب تو ان مین ہو پھر انکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے کہ ایک جماعت انکی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیوین اپنے ہتھیار پھر جب سجدہ کر چکین تو ہٹ کے ہو جاوین اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہین کی وہ نماز کرین تیرے ساتھ اور پاس لیوین اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہین کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیارون سے اور اسباب سے تو تم پر جھک پڑین ایک حملہ کر کر اور گناہ نہین تم پر اگر تمکو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہے منکرون کے واسطے ذلت کی مار **ف** اس آیت مین نماز خوف کا بیان ہے کہ اگر مقابلے کا وقت ہو تو فوج دو حصے ہو جاوے ہر جماعت آدھی نماز مین امام کی شریک ہو اور آدھی جدا پڑھے جبتک دوسری جماعت دوسری جماعت دشمن کے مقابل ہے اور اوس وقت نماز مین آمد و رفت معاف ہے اور ہتھیار اور زرہ وغیرہ اپنے ساتھ رکھین اور اگر اسقدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کرین تنہا پڑھین پیادہ اور سوار اگر یہ بھی فرصت نہ ملے تو قضا کرین اور یہ نماز خوف کا ایک طریق ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ امام دو بارہ نماز پڑھے ایک بار ایک جماعت کو پڑھاوے دوسری بار دوسری جماعت کو پڑھاوے اور انکے سوا اور کئی صورتین بھی ہین اور آیت سب کا احتمال رکھتی ہے پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ دشمن کے مقابلے کے وقت خوف کی نماز پڑھنی جائز ہے لیکن ابو یوسف اور حسن بن زیادہ اور ابراہیم بن علیہ وغیرہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خوف کی نماز پڑھنی جائز نہین اسلیئے کہ خدا نے پیغمبر کو فرمایا ہے کہ جب تو ان مین ہو تو نماز انکو پڑھا لیکن یہ قول انکا مردود ہے ساتھ اجماع صحابہ کے کہ بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز خوف کی پڑھتے رہے اور بعد اسمین اختلاف ہے کہ حضر مین بھی خوف کی نماز جائز ہے یا نہین ابن ماجشون ..... اور امام مالک نے کہا کہ حضر مین خوف کی نماز جائز نہین اور جمہور علما کے نزدیک جائز ہے اور

اس آیت کی شان نزول میں اختلاف ہے اکثر علماء کے نزدیک مشہور یہ بات ہے کہ یہ آیت مسافر کی نماز کے حق میں نازل ہوئی ہے اور قید خوف کی اتفاقی ہے اسلیئے کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں امن کے وقت بھی قصر جائز ہے اور یہی قول ہے شافعیہ وغیرہ کا لیکن شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رح فرماتے ہیں کہ یہ آیت خوف کی نماز میں نازل ہوئی ہے اور سفر کی قید اتفاقی ہے اور مراد قصر کرنے سے باعتبار کیفیت اور وصف کے ہے یعنی خوف کے وقت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود میں قصر کرے اور انکو ترک کر کر اشارہ سے نماز پڑھے لیکن ظاہر پہلی صورت ہے۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَقَالَ أَخْبَرَنَا سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَجَاؤُا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

ترجمہ شعیب سے روایت ہے کہ میںنے ..... زہری سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز پڑھی ہے یا نہیں سو اسنے کہا کہ مجھکو سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رض نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کو نکلے سو ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا اور لڑائی کے واسطے صف باندہی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑہانے کو لیے کہڑے ہوکر (اور فوج دو حصے ہوگئی) سو ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہڑی ہوئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل ہوئی سو آپنے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کیے یعنے ایک رکعت تمام کی پہر یہ جماعت ایک رکعت پڑہ کر دوسری جماعت کی جگہ چلی گئی جس نے نماز نہیں پڑہی تہی یعنے دشمن کے مقابل ہوگئی اور دوسری جماعت آئی (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہڑی ہوئی) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے رکوع کیا اور دو سجدے کیے پہر آپنے سلام پہیری اور ہر ایک جماعت نے اپنی ایک ایک رکعت علیحدہ پڑہی ف یہ جنگ ذات الرقاع کا ذکر ہے جو بنی غطفان سے واقع ہوا تہا کما سیاتی انشاء اللہ تعالی ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونو جماعتوں نے اپنی ایک ایک رکعت ایک حالت میں پڑہے لیکن راجح یہ قول ہے کہ انہوں نے باقی ایک ایک رکعت علی سبیل التعاقب پڑہے یعنی آگے پیچہے تاکہ حراست مطلوبہ فوت نہ ہو جاوے اور اسکی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابو داؤد نے ابن مسعود رض سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہیری تو دوسری جماعت (جس نے اخیر رکعت آپکے ساتھ پڑہی تہی) اوٹھہ کہڑی ہوئی اور اسی نماز کی جگہ میں باقی ایک رکعت ادا کی اور سلام پہیر کر دشمن کے مقابلے میں چلے گئی اُسوقت پہلی جماعت نے اپنی ایک رکعت باقی علیحدہ پڑہ کے سلام پہیری سو دوسری جماعت کی نماز میں تو کچہہ فرق واقع نہ ہوا بلکہ دونو رکعتیں ایک ساتہہ پڑہی گئیں اور پہلی جماعت کی نماز میں فرق واقع ہوا کہ انہوں نے

قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک رکعت پہلی پڑھی اور دوسری رکعت بہت دیر کے بعد دوسری جگہہ پڑھی اور یہی قول ہے اشہب اور اوزاعی
کا اور یہ موافق ہے واسطے حدیث سہل کی اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد رح کا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین
کہ جب امام سلام پھیرے تو دوسری جماعت اپنی باقی ایک رکعت اسوقت نہ پڑھے بلکہ اٹھکر دشمن کے مقابل چلے
جاوے اور پہلی جماعت آکر اپنی نماز تمام کرے پھر وہ دشمن کے مقابلے ہو جاوے اور دوسری جماعت آوے اور
باقی ایک رکعت پڑھکے سلام پھیرے اور حنفیہ اس صورت کو عبد اللہ بن عمر کیطرف نسبت کرتے ہین لیکن عبد اللہ
بن عمر رضہ کی حدیث کی کسی طریق مین یہ صورت پائی نہین جاتی اور جاننا چاہیے کہ نماز خوف کی کئی طریقون متعدد سے وارد
ہوئی ہے اور بہت مختلف طور سے پڑہی گئی ہے کبہی کسیطرح کبہی کسیطرح امام احمد نے کہا کہ نماز خوف کی چھ یا سات طرح سے
ثابت ہوئی ہی سو جس طریقے اور جس طور سے کوئی پڑہے جائز ہے لیکن عبد اللہ بن عمر کی حدیث کو ترجیح ہے اور
امام شافعی رح نے بہی اسی کو ترجیح دی ہے اور اسحاق اور طبری اور ابن منذر وغیرہ نے اسکو آٹھ طریقے بیان کیے ہین
لیکن انہون نے کسی وجہ کو ترجیح نہین دی اور ابن حبان نے اسکو نو طریقے بیان کیے ہین اور ابن حزم نے کہا کہ نماز خوف
کی چودہ طرح سے پڑہنی ثابت ہوئی ہے اور بعضون نے کہا کہ سولہ طور سے ثابت ہوئی ہے امام نووی نے بہی ایسا ہی کہا
ہے اور بعضون نے کہا کہ سترہ طور سے آئی ہے لیکن اکثر طریقے آپسمین متداخل ہو سکتے ہین جنکا خلاصہ وہی چھہ
یا سات صورتین باقی نکلتی ہین جو پہلے گذرین اور جنہون نے سولہ یا سترہ وغیرہ طور سے کہا ہے تو اختلاف راویون کے
سبب سے کہا ہے جب راوی نے کسی حدیث مین کچہہ ذرا اختلاف کیا تو انہون نے اسکو ایک وجہ قرار دیدی اور بعضون نے
کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز مختلف اوقات مین مختلف طور سے پڑہی ہے سو جسجگہ جو مناسب ہو
اور جسطور سے نماز مین زیادہ احتیاط پائی جاوے اور دشمن سے اچھی طرح بچاؤ ہوسکے اسکو اختیار کرنا چاہیے اور جائز ہر طور
سے ہے کما قدمناہ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوج کا برابر نصف و نصف ہونا شرط نہین بلکہ جتنے آدمیون سے کام جمعی
ہو وے اتنے کافی ہین اور اگر فقط تین ہی آدمی ہون تو انکو بہی جائز ہے کہ ایک دشمن کے مقابل کہڑا ہووے اور دوسرا
امام کے ساتھہ نماز پڑہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑہنے کی بڑی تاکید ہے بلکہ اسکے وجوب کی
تائید ہے کہ اسمین کئی ناجائز امرون کو اختیار کرنا پڑتا ہے جنکی تنہائی مین حاجت نہین پڑتی واللہ اعلم اور اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ مقابلے کے وقت خوف کی نماز پڑہنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے

باب صَلٰوةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَّرُكْبَانًا رَاجِلٌ قَائِمٌ یعنی پیادے اور سواری کی حالت مین خوف کی نماز پڑہنے کا
بیان یعنے اگر دشمن کے مقابلے مین گہوڑے سے اتر کر جماعت سے نماز پڑہنے کی فرصت نہ ملے تو ہر شخص تنہا اپنی
اپنی نماز پڑہے اور رکوع اور سجود اشارے سے کرے خواہ منہ قبلے کی طرف ہو اور خواہ نہ ہو امام بخاری نے کہا کہ راجل
کا معنے کہڑا ہونیوالا ہے یعنے رجالا جو آیت مین واقع ہوا ہے جمع راجل کی ہے یہان معنے اس کا پیادہ ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ إِذَا اخْتَلَطُوا قِيَامًا وَزَادَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَّرُكْبَانًا **ترجمہ** نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ سے موافق قول مجاہد کی روایت ہی کہ جب مسلمانون اور کافرون کا مقابلہ ہو تو ہر آدمی تنہا نماز پڑہے پیادہ اور سوار جسطرف مُنہ ہو یعنے اشارے سے نماز پڑہین رکوع کے واسطے تہوڑا اشارہ کرین اور سجدے کے واسطے زیادہ اشارہ کرین اور طبری نے ابن عمرؓ سے بہی ایسا ہی روایت کیا کہ جب مسلمان اور کافر آپسمین ملجاوین تو نہین نماز مگر ذکر اشارے سر سے اور ابن عمرؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا زیادہ روایت کیا کہ اگر کافر اس سے بہت ہون یعنے نماز مین کہڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو چاہیے کہ نماز پڑہین پیادے اور سوار اشارے سے خواہ قبلے کیطرف مُنہ ہو یا نہ ہو **ف** مطلب اس باب سو یہ ہے کہ جب خوف سخت ہو اور دشمن بہت ہون اور اس سبب سے فوج کے دو حصے کرنے مین دل جمعی نہ ہووے تو ایسی حالت مین بہی نماز ساقط نہین ہوتی اور قضا کرنی جائز نہین بلکہ جسطرح ہو سکے ادا کرے اگر قیام کی فرصت نہ ملے تو اسکے بدلے رکوع کرے اور اگر رکوع اور سجود کی فرصت بہی نہ ملے تو اشارہ لینے پڑتا ہے اور اشارہ سر سے کرے رکوع کے واسطے سر کو تہوڑا جہکاوے اور سجدے کے واسطے زیادہ جہکاوے ایسی تنگی کی حالت مین یہ سب کام درست ہین اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور مالکیہ کہتے ہین کہ جب تک قضا ہونیکا خوف نہو تب تک ایسا نہ کرے مگر آواز کرنا درست نہین کہ اسکی کوئی حاجت نہین اور ظاہر اس سے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ نے مسئلہ معلوم نہین ہوتا ہے بس مطلب سب کا ایک ہی واللہ اعلم اور اسیطرح اگر جانور درندے شیر یا سانپ وغیرہ کا خوف ہو یا غرق ہو جانیکا یا جل جانے کا خوف ہو یا مال پر خوف ہو تو ان سب صورتون کا بہی یہی حکم ہے یعنے انمین بہی خوف کی نماز پڑہنی جائز ہے

بَابُ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ خوف کی نماز مین ایک دوسرے کی نگہبانی اور حفاظت کرے **ف** اسکی ایک صورت تو وہ ہے جو اوپر گذر چکی ہے اور ایک صورت اسکی یہ ہے کہ ساری فوج یکبارگی امام کے ساتھ نیت کر کے کہڑی ہو جاوے سو پہلی رکعت مین ایک جماعت امام کے ساتھ رکوع سجود کرے اور ایک جماعت انکی نگہبانی کے واسطے کہڑی رہے اور دوسری رکعت مین دوسری جماعت امام کے ساتھ رکوع سجود کرے اور پہلی جماعت اُن کی نگہبانی کے واسطے کہڑی رہے لیکن یہ صورت اسیوقت کے ساتھ خاص ہے جبکہ دشمن قبلے کے سامنے ہو اور اگر قبلے کی طرف نہو تو پہر مختلف ہونا جہت حفاظت دشمن کا اور جہت نماز کا ضروری ہے یعنے اسوقت جب کوئی دشمن کی نگہبانی کے واسطے کہڑا ہوگا تو خواہ مخواہ مُنہ کو قبلے سے اور طرف پہیرنا پڑیگا اور حدیث باب کی اُس صورت کی موافق ہے جب دشمن قبلے کی طرف ہو اور اگر کوئی کہے کہ یہ صورت قرآن کے مخالف ہے تو کہا جاویگا کہ احتمال ہے کہ قرآن میں اس صورت کا بیان ہو جسمین دشمن قبلے کی طرف نہووے حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ

عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا مَعَهُ وَرَكَعَ وَرَكَعَ نَاسٌ مِنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَقَامَ الَّذِيْنَ سَجَدُوْا وَحَرَسُوا إِخْوَانَهُمْ وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا مَعَهُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلٰوةٍ وَّلٰكِنْ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپکے ساتھہ کھڑے ہوئی یعنی خوف کی نماز مین سو آپنے تکبیر کہی اور لوگون نے بھی آپکے ساتھہ تکبیر کہی یعنی تکبیر تحریمہ اور دو صفین باندہ کے آپکے پیچھے کھڑی ہوئی سو آپنے رکوع کیا سو اُنمین سے ایک جماعت نے آپ کے ساتھہ رکوع کیا اور (دوسری جماعت اُن کی حفاظت کے واسطے دشمن کے مقابلے کھڑی رہے) پھر آپنے سجدہ کیا اور اُس جماعت نے بھی آپکے ساتھہ سجدہ کیا پھر آپ دوسری رکعت پڑہنی کے واسطے کھڑی ہوئی سو جس جماعت نے (پہلی رکعت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ سجدہ کیا تہا وہ دشمن کے مقابل مین کھڑے ہوئی اور اپنے بھائیون کی نگہبانی کرنے لگے اور دوسری جماعت آئی (جس نے پہلی رکعت مین آپکے ساتھہ سجدہ نہین کیا تہا) سو اُنہون نے آپکے ساتھہ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور لوگ سب نماز مین تہے لیکن بعضے بعضون کی نگہبانی کرتے تہے **ف** ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ دونو جماعتون نے فقط ایک ایک رکعت پڑہی اور ایک روایت مین نسائی کے یہ لفظ آیا ہے وَلَمْ يَقْضُوْا یعنے اُنہون نے دوسری رکعت کو پورا نکیا سو یہ لفظ صریح ہے اسمین کہ اُنہون نے فقط ایک ہی رکعت پڑہی تہی دوسری رکعت نہین پڑہی تہی اور صحیح مسلم اور ابوداؤد وغیرہ مین ابن عباس رض سے روایت ہے کہ خدا نے نماز کو پیغمبر کی زبان پر فرض کیا حضر مین چار رکعتین اور سفر مین دو رکعتین اور خوف مین ایک رکعت سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوف کی نماز فقط ایک ہی رکعت ہے پس اگر کوئی شخص خوف کی حالت مین فقط ایک ہی رکعت پر اکتفا کرے تو جائز ہی اور یہی مذہب ہے ابوہریرہ اور ابوموسے وغیرہ بہت صحابہ و تابعین کا اور یہی قول ہے حسن اور ضحاک اور اسحاق اور ثوری کا اور جمہور علماء کے نزدیک خوف کی حالت مین فقط ایک رکعت پڑہنی کافی نہین دو رکعتین پڑہے وہ کہتے ہین کہ خوف کی نماز کی تعداد مین قصر نہین اسکی شکل اور ہیئت مین قصر ہے یعنے نماز خوف کی دو ہی رکعتین ہین اس سے کم نکرے لیکن اسکے رکوع سجود مین قصر کرے کہ اُسکے بدلے اشارہ ہی کام لیوے اور جمہور علماء حدیث ابن عباس رض کی یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس سے یہ ہے کہ امام کے ساتھہ فقط ایک رکعت ہے اسمین دوسری رکعت کی نفی نہین اور نیز وہ لَمْ يَقْضُوْا کا یہ معنے کرتے ہین کہ اُنہون نے امن کے بعد اس نماز کو قضا نکیا تہے لیکن ان سب حدیثون مین تطبیق دینی بہتر معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خوف کی نماز دونو طرح سے جائز ہے کبھی دو رکعت پڑہ لیوے اور کبھی فقط ایک ہی رکعت پر اکتفا کرے تا یہ صورت اس وقت کے ساتھہ خاص ہے جب دشمن قبلے مین ہو اور باقی صورتین اور وقتون پر یا جب دو رکعتون کی فرصت ملے تو ایک رکعت پڑہے جیسا کہ آئندہ آویگا اور مغرب کی نماز مین بالاجماع قصر نہین بلکہ پوری پڑہے **بَابُ الصَّلٰوةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُوْنِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ** جب دشمن سے مقابلہ ہو اور قلعہ فتح

ہوجانے کی امید ہووے تو اسوقت کیا کرے خوف کی نماز پڑہے یا فتح ہونے تک نماز کو تاخیر کرکے پوری پڑہے **ف** بعضے علما کہتے
ہین کہ جب ظفر پانے کی امید ہو اور قلعہ فتح ہوجانے کا گمان ہو تو اس حالت مین اگر خوف کی نماز پڑہنے کی فرصت نملے تو نماز کو
تاخیر کرے بعد فتح کے نماز کو قضا کرکے پڑہنا چاہئے **وَقَالَ** الْاَوْزَاعِیُّ اِنْ کَانَ تَهَیَّأَ الْفَتْحُ وَلَمْ یَقْدِرُوْا عَلَى الصَّلٰوةِ صَلَّوْا
اِیْمَاءً كُلُّ امْرِئٍ لِنَفْسِهٖ فَاِنْ لَمْ یَقْدِرُوْا عَلَى الْاِیْمَاءِ اَخَّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى یَنْكَشِفَ الْقِتَالُ اَوْ یَاْمَنُوْا فَیُصَلُّوْا
رَكْعَتَیْنِ فَاِنْ لَمْ یَقْدِرُوْا صَلَّوْا رَكْعَةً وَّسَجْدَتَیْنِ فَاِنْ لَمْ یَقْدِرُوْا فَلَا یُجْزِئُهُمُ التَّكْبِیْرُ وَیُؤَخِّرُوْنَهَا حَتّٰى
یَاْمَنُوْا وَبِهٖ قَالَ مَكْحُوْلٌ یعنے امام اوزاعی نے کہا کہ اگر فتح طیار ہو اور نماز کی فرصت نہ پاوین یعنے اسکے ارکان اور فعل بجا
نہ لاسکین تو اشارے سے نماز پڑہین ہر آدمی تنہا تنہا اور اگر اشارے سے پڑہنے کی بہی فرصت نہ پاوین تو نماز کو تاخیر کرین یہانتک کہ
لڑائی تمام ہوجاوے یا بے خوف ہوجاوین اس سے کہ اب دشمن نہین لڑینگے تو اسوقت دو رکعت نماز پڑہین اور اگر دو رکعت کی قدرت
نہ پاوین نہ فعل سے اور نہ اشارے سے تو فقط ایک رکعت پڑہ لیوین اور دو سجدے کرین اور اگر ایک رکعت کی بہی قدرت نہ پاوین تو
پہر انکو تکبیر کہنی یعنے سبحان اللہ اللہ اکبر کہنا کافی نہین بلکہ تاخیر کرین یہانتک کہ بیخوف ہوجاوین اور یہی قول ہے مکحول کا **ف**
اس کلام مین تقدیم تاخیر واقع ہوئی ہے اصلمین یہ کلام اسطور سے ہے کہ اگر دو رکعتوں کی فرصت نملے فعل سے اور نہ اشارے سے تو
فقط ایک رکعت ہی کافی ہے جیسا کہ ابن عباس رض سے اوپر گذر چکا ہے اور اگر ایک رکعت کیبہی فرصت نملے تو نماز کو تاخیر کرے
یہانتک کہ لڑائی بند ہوجاوے یا لڑائی قائم ہو مگر مدد پہونچنے کے سبب سے امن حاصل ہووے تو اسوقت دو رکعت نماز پڑہے جیسا کہ
دوسری روایت مین صریح آچکا ہے اور یہ جو کہا کہ فقط تکبیر کہنی نماز کے بدلے کافی نہین تو اسمین اتفاق نہین بلکہ امام اوزاعی
وغیرہ کہتے ہین کہ خوف کی نماز کے بدلے اگر فقط سبحان اللہ اللہ اکبر کہہ لیوے تو یہی کافی ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے سعید رض
بن جبیر رض وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب دو لشکرون کا مقابلہ ہو اور نماز کا وقت آجاوے تو فقط سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ
الا اللہ واللہ اکبر پڑہنا نماز کے بدلے کافی ہوجاتا ہے اور یہی انکی نماز ہے اپر دوہرانا اسکا لازم نہین اور مجاہد نے کہا
کہ دوڑنے کے وقت اگر ایک تکبیر پڑہ لیوے تو وہی کافی ہوجاتی ہے اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ دوڑنے کے وقت ایک
رکعت اشارے سے پڑہے اگر اسکی فرصت نہو تو ایک سجدہ کرے اگر اسکی بہی فرصت نہو تو اللہ اکبر کہے پس یہی نماز ہے
اور یہ جو اوزاعی نے کہا کہ اگر اشارے کی طاقت نہو تو اسپر بعضون نے اعتراض کیا ہے کہ عقل کے ہوتے اشارے سے عاجز ہونا
ممکن نہین پہر یہ صورت کیسے صحیح ہوسکیگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید کہ اشارے کے وقت بہی استقبال قبلہ کو شرط جانتے ہے
اور جب قبلہ کی طرف منہ نہوسکا تو گویا کہ اشارے سے بہی عاجز ہوگیا اور بعضون نے کہا کہ وضو اور تیمم سے عاجز ہونا گویا اشارے سے
عاجز ہونا ہے واللہ اعلم اور اس قول سے معلوم ہوا کہ اگر قلعہ فتح ہونیکے وقت نماز کی فرصت نملے اس خیال سے کہ اگر مسلمان
نماز مین مشغول ہوگئے تو دشمن کو مہلت ملجاویگی اور قلعہ فتح نہین ہوگا تو اس حالت مین نماز کو فتح ہونے تک تاخیر کرنا
جائز ہے بعد کو قضا کرکے پڑہے پس یہی وجہ مطابقت اس قول کی باب سے اور اسکی باقی سب صورتون مین نماز کو قضا

کرنا درست نہین ہے حکم فقط اُسی صورت کے ساتھہ خاص ہی بلکہ اکثر علماء اس صورت مین بہی قضا کو جائز نہین کہتے
کہتے مین کہ جس طرح سے ہو سکے اسی وقت ادا کرے خواہ فعل سے ہو خواہ اشارے سے **وَقَالَ** اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَضَرْتُ
مُنَاهَضَةَ حِصْنِ تُسْتَرَ عِنْدَ إِضَاءَةِ الْفَجْرِ وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلٰوةِ فَلَمْ نُصَلِّ
إِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَصَلَّيْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ أَبِي مُوسَى فَفُتِحَ لَنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَمَا تَسُرُّنِي بِتِلْكَ
الصَّلٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا یعنے انس رض نے کہا کہ مین قلعہ تستر کی فتح ہونے کی صبح کو حاضر ہوا یعنے صبح کے وقت قلعہ
فتح ہوا تہا اور مین بہی اس جنگ مین موجود تہا سو لڑائی سخت گرم ہوئی اور لوگون نے نماز کی فرصت نہ پائی نہ فعل سے
اور نہ اشارے سے سو نماز قضا ہو گئی سو ہمنے وہ نماز سورج بلند ہونے کے بعد ابو موسے اشعری کے ساتھہ پڑہی سو وہ
قلعہ ہمارے واسطے فتح ہو گیا انس نے کہا کہ نہین خوش کرتی مجھکو بدلے اس نماز کے تمام دنیا اور جو چیز کہ دنیا مین ہے یعنے اس
وقت کا جنگ مین مشغول ہونا اور بعد فتح کے نماز کو پڑہنا مجھکو تمام دنیا سے بہتر ہے کہ دونو کام ہو گئے قلعہ بہی فتح
ہو گیا اور نماز بہی ادا ہو گئی یا نماز کو اپنے وقت پر پڑہنا تمام دنیا سے بہتر تہا تو یہ افسوس ہے نماز کے قضا ہونے پر
واللہ اعلم **ف** تستر ایک شہر کا نام ہے اہواز کے ملک مین یہ شہر عمر فاروق رض کے زمانے مین فتح ہوا تہا اس اثر سے بہی
معلوم ہوا کہ اگر قلعہ فتح ہونے کی امید کے وقت نماز کی فرصت نہ ملے تو نماز کو تاخیر کرے اور بعد فتح کے قضا کر کے پڑہے
اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے کما مر **حَدَّثَنَا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ
قُرَيْشٍ وَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا صَلَّيْتُ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغِيبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَنَا وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدُ قَالَ فَنَزَلَ إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ
ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بَعْدَهَا ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ خندق کے دن عمر رض آئے اور کفار قریش کو گالی
دینے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت ص مین نے عصر کی نماز نہین پڑہی یہانتک کہ سورج ڈوبنے لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ قسم ہے خدا کی مینے بہی ابہی تک عصر نہین پڑہی سو آپ بطحان (ایک میدان کا نام ہے) کی طرف تشریف لیگئے اور وضو
کیا اور عصر پڑہی بعد سورج ڈوبنے کے پہر بعد اُسکے مغرب کی نماز پڑہی **ف** یہ حدیث آخر مواقیت مین گذر چکی ہے
اسمین اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن نماز کو کس وجہ سے تاخیر کیا سو بعضے کہتے ہین کہ بہول سے
دیر ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ آپ نے عمدًا جان بوجہ کر دیر کی اور بر شق ثانی بعضے کہتے ہین کہ لڑائی مین مشغول ہونیکی
وجہ سے دیر کی اور یہی مذہب ہے امام بخاری کا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعضے کہتے ہین کہ
آپنے طہارت میسر ہونے کی سبب سے تاخیر کی تہی اور یہی مذہب ہے مالکیون اور حنبلیون کا اسلیئے کہ اُنکے نزدیک
لڑائی کے شغل سے نماز باطل نہین ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ واقعہ آیت خوف کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے

اور یہ مذہب شافعیون کا ہے کہ نماز خوف کو منسوخ کہتے ہین اور صحیح یہی ہے کہ نماز خوف کی منسوخ نہین **باب صلوٰۃ الطالب والمطلوب راکبا وَّ ایماءً** طالب ور مطلوب کے سوار اور پیادہ نماز پڑہنے کا بیان یعنے جو شخص کہ دشمن کے پکڑنے کو اسکے پیچھے دوڑا جاتا ہو یا دشمن اسکے پیچھے سے دوڑا آتا ہو تو وہ نماز پڑہے سوار یا پیادہ اور اشارے سے **ف** ابن منذر نے کہا کہ اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ مطلوب اپنی سواری پر اشارے سے نماز پڑہے اور طالب نیچے اتر کر نماز پڑہے امام شافعی رح نے کہا کہ اگر طالب کو اپنے ساتہیون سے پیچھے رہجانے کا خوف ہو یا دشمن کے پیچھے پلٹ آنے کا خوف ہو تو اسحالت مین اسکو بھی سواری پر اشارے سے نماز پڑہنی جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ طالب اور مطلوب مین فرق ہے اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ مطلوب کے حق مین بہت خوف ہے کہ دشمن اسکے پیچھے سے دوڑا آتا ہے بخلاف طالب کے کہ فقط دشمن کے قابو نہ آنے کا خوف ہوتا ہے اور امام احمد کہتے ہین کہ طالب کو اشارے سے نماز پڑہنی منع ہے اور امام مالک کہتے ہین کہ جب دشمن کے قابو نہ آنے کا خوف ہو تو طالب اپنی سواری پر نماز پڑہے خواہ کسی طرف متوجہ ہو یعنے رکوع اور سجود سے نہ اشارے سے **وقال** الوليد ذكرت للاوزاعي صلوة شرحبيل بن السمط و اصحابه على ظهر الدابة فقال كذلك الامر عندنا اذا تخوف الفوت واحتج الوليد بقول النبي صلى الله عليه وسلم لا يصلين احد العصر الا في بني قريظة يعنے ولید نے کہا کہ مینے اوزاعی سے شرحبیل اور اسکے ساتہیون کے سواری پر نماز پڑہنے کا ذکر کیا سو اسنے کہا کہ یہی حکم ہے نزدیک ہماری جبکہ خوف کرے فوت ہو جانے نماز کا یعنے کسی ایسے امر مین مشغول ہو کہ نماز کی فرصت نہ ملے جیسے لڑائی وغیرہ ہے یا خوف کرے دشمن کے بہاگ جانیکا یا پیچھے سے آ نیکا اور ولید نے دلیل پکڑی ہے ساتہ اس حدیث کے کہ آپنے فرمایا کہ نہ کوئی نماز پڑہے عصر کی مگر بنی قریظہ مین **ف** شرحبیل ایک تابعی کا نام ہے کہ کچہہ مسلمان ساتہ لیکر حمص شہر مین جنگ کرنیکو گیا تہا راہ مین نماز کا وقت آیا سو اسنے اپنے ساتہیون سے کہا کہ اپنی اپنی سواری پر نماز پڑہو تلے اترنے کی کچہہ ضرورت نہین تب لوگون نے اپنی سواری پر نماز پڑہی سو یہ حال ولید نے اوزاعی سے کہا **حدثنا** عبد الله بن محمد بن اسماء قال حدثنا جويرية عن نافع عن ابن عمر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لنا لما رجع من الاحزاب لا يصلين احد العصر الا في بني قريظة فادرك بعضهم العصر في الطريق وقال بعضهم لا نصلي حتى ناتيها وقال بعضهم بل نصلي لم يرد منا ذلك فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فلم يعنف احدا منهم **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ نہ کوئی نماز پڑہے عصر کی مگر بنی قریظہ مین سو بعض اصحاب نے راہ مین عصر کی نماز پڑہ لی اور بعضون نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ ہی مین جا کر پڑہینگے راہ مین نہین پڑہینگے اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے اور بعضون نے کہا کہ آپ کی یہ غرض نہ تہی کہ کوئی راہ مین نماز نہ پڑہے سو یہ حال یعنے بعضون کے نماز پڑہنے کا اور بعضون کے نماز نہ پڑہنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ذکر ہوا سو آپنے

کسی کو ملامت کی اور کسی پر خفا نہیں ہوئے ف بنی قریظہ یہودی لوگ تھے مدینے کے قریب دو تین کوس پر انکی بستی اور گڑھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور انمیں صلح تھی پانچویں سال ہجری میں انہوں نے قول اقرار توڑ ڈالا اور خندق کی لڑائی میں کافروں کے شریک ہوئے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور کافر سخت ہوا چلنے کے سبب سے بھاگ گئے تو آپنے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ بنی قریظہ پر دھاوا کرو اور عصر کی نماز وہیں جا کر پڑھو یعنے بہت جلد جاؤ سو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسطرف روانہ ہوئے راہ میں عصر کا وقت قضا ہونے لگا سو بعضوں نے راہ میں نماز پڑھ لی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ غرض نہ تھی کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے کوئی راہ میں سوائے بنی قریظہ کے نماز نہ پڑھے بلکہ غرض آپکی جلدی جانا تھا اور بعضوں نے راہ میں نماز نہ پڑھی اور کہا کہ ہم تو بنی قریظہ میں جا کر پڑھینگے اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وہیں نماز پڑھنے کو فرمایا ہے سو انکی نماز قضا ہو گئی اور پورا قصہ اسکا کتاب المغازی میں آئیگا انشاء اللہ تعالے اور غرض اس حدیث سے یہاں یہ ہے کہ جن لوگوں نے نماز کو قضا کیا اور بنی قریظہ میں جا کر پڑھا انکی نماز جائز ہو گئی کہ انکو بھی ملامت نکی باوجودیکہ انہوں نے وقت کو فوت کر دیا تھا اور جب شغل کے واسطے نماز کو وقت سے نکالکر پڑھنا جائز ہوا تو ایسی حالت میں وقت کی اندر اشارے سے نماز پڑھنی بطریق اولے جائز ہو گی پس طالب کا اشارے سے نماز پڑھنا جائز ہو گا پس مطابقت ..... اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی اور اوزاعی کے مذہب کی تقویت ہو گئی

بَاب التَّبْكِيرِ وَالْغَلَسِ بِالصُّبْحِ وَالصَّلٰوةِ عِنْدَ الْإِغَارَةِ وَالْحَرْبِ صبح کی نماز ..... اول وقت اندھیری میں پڑھنے کا بیان اور دشمن پر اچانک اور بیخبر جا پڑنے کے وقت اور لڑائی کے وقت نماز پڑھنے کا بیان ف اغارۃ کہتے ہیں ناگہاں جا پڑنے کو اور پھر لوٹ لینے کو تاخت و تاراج کردن عدو یکایک ہجوم آوردن بوقت غفلت م **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصُّبْحَ بِغَلَسٍ ثُمَّ رَكِبَ ...... فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ وَيَقُولُونَ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ قَالَ الْخَمِيسُ الْجَيْشُ فَظَهَرَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذَّرَارِيَّ فَصَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَصَارَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ لِثَابِتٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ سَأَلْتَ أَنَسًا مَا أَمْهَرَهَا قَالَ أَمْهَرَهَا نَفْسَهَا فَتَبَسَّمَ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی یعنے جنگ خیبر کے دن پھر سوار ہوئے اور فرمایا اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر اسواسطے کہ تحقیق جب ہم اترتے ہیں کسی قوم کے ڈانڈے پر تو بری ہو جاتی ہے صبح ڈرائے گیوں کی سو وہ لوگ کوچوں میں چلتے باہر نکلے اور کہتے تھے کہ یہ محمد اور انکا لشکر آ پہونچا امام بخاری نے کہا کہ خمیس لشکر کو کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انپر غالب ہوئے اور قلعہ خیبر فتح ہو گیا سو آپنے لڑنے والے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور چھوٹے بال بچوں کو قید کر لیا سو صفیہ جو رشتہ

بنی قریظہ کی سردار تھی) دحیہ کلبی کے حصہ مین آئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو عطا کی اور پھر بعد اسکے صفیہ آپکے ہاتھ آئی سو آپنے اس سے نکاح کیا اور اسکے آزاد کرنے کو مہر ٹھیرایا۔ عبد العزیز (راوی) نے ثابت سے کہا کہ ای ابو محمد تو نے انس سے پوچھا ہے کہ آپنے اسکا مہر کیا ٹھیرایا تہا انس رضہ نے کہا کہ آپنے اسکی جان کو اسکا مہر ٹھیرایا یعنے اسکا آزاد کرنا سو عبد العزیز اس سے ہنسنے لگے **ف** جب خیبر فتح ہوا اور عورتین بندی مین پکڑی آئین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کو فرمایا کہ تو جا کر قیدیون مین سے ایک لونڈی پکڑ لے سو اسنے جا کر صفیہ کو جا کر لیا اور صفیہ تمام بنی قریظہ کی سردار تھی اور نسب اور جمال مین سب سے افضل تھی سو لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال ذکر کیا اور عرض کی کہ وہ لونڈی بدون آپکے اور کسی کے لائق نہین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو اسکے عوض مین اور لونڈی دی اور اسکو اس سے واپس لے لیا پھر آپنے اس سے نکاح کیا اور اسکی آزادی اسکا مہر ٹھیرایا اور باقی بیان اسکا کتاب النکاح مین آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالی اور یہ جو آپنے فرمایا کہ خراب ہوا خیبر سو آپنے یہ انکے حق مین بد دعا کی کہ خدا انکو خراب کرے اور یا آپنے وحی کے ذریعہ سے آئندہ کی خبر دی کہ خیبر خراب ہو جاویگا یعنے فتح ہو جاویگا یا آپنے وعدۂ الٰہی پر اعتماد کر کے فرمایا کہ خدا نے پیغمبرون سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اس آیت کی قرینہ سے جو آپنے پڑہی یا آپنے اس آیت کو بطور نیک فال کے پڑہا پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر نماز کا وقت قریب ہو تو نماز کو لڑائی شروع ہونے سے پہلے پڑھ لینا افضل ہے بلکہ معین ہے تا کہ نماز خوف کی یا تاخیر نماز کی حاجت نہ پڑے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس باب کی نماز خوف سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ

دونو عیدون کے احکام کا بیان **ف** عید کا معنے لغت مین پھر آنے کا ہے اور چونکہ یہ دن ہر سال مین پھر آتا ہے اسلیئے اسکو عید کہا گیا ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ دن سبب خوشی کا ہے اسکے ساتھ خوشی ہر سال پھر آتی ہے سو اسطے اسکو عید کہا گیا **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالتَّجَمُّلِ فِيْهِمَا** عید کے دن زینت کرنی اور عمدہ کپڑے پہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ عُمَرُ جُبَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوُفُودِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَلْبَثَ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ قُلْتَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ وَأَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ الْجُبَّةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ عمر رضہ نے ایک جبہ ریشمی بازار مین بکتے دیکھا سو اسکو پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لائے اور عرض کی کہ ...... یا حضرت آپ اسکو خرید لیجئے اور عید اور ایلچی آنے کے دن اس سے زینت کیا کریں سو آپنے فرمایا کہ یہ تو لباس اس شخص کا ہے جو آخرت مین بے نصیب ہو سو عمر رضہ مدت تک

پہیرے ہی تہے کہ اللہ نے چاہا یعنے اس واقعہ کو بہت مدت گذر گئی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جبہ عمرؓ کے پاس بہیجا عمرؓ
اسکو پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے .... پاس لائے سو عرض کی کہ یا حضرتؐ آپنے تو فرمایا تہا کہ یہ لباس
اس شخص کا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو اور پہر آپنے یہ جبہ میرے پاس بہیجا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے
تیرے پاس اسواسطے نہیں بہیجا کہ تو اسکو پہنے (میں نے تو صرف اسواسطے بہیجا ہے) کہ تو اسکو بیچکر اسکی قیمت سے فائدہ اٹہاوے اور اپنی
حاجت روائی کرے **ف** یہ حدیث کتاب الجمعہ میں پہلے گذر چکی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عید کے واسطے زینت کرنی اور
عمدہ کپڑے پہننے جائز ہیں اسلیئے کہ جب عمرؓ نے آپ سے زینت کے واسطے ریشمی جوڑا خریدنے کا سوال کیا تو آپنے اصل زینت
اسپر انکار نہ کیا صرف اس جوڑے سے منع کیا کہ وہ ریشمی تہا اور ریشمی کپڑا پہننا مرد کو حرام ہے یہ آپنے نہ فرمایا کہ عید کے دن زینت کرنی
منع ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ ابن عمرؓ سے روایت
کی ہے کہ وہ عید کو دن نہایت عمدہ کپڑے پہنا کرتے تہے اور باقی بیان اسکا کتاب اللباس میں آئندہ آویگا **بَابُ الْحِرَابِ
وَالدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيدِ** عید کے دن ڈہال اور برچہیوں سے کہیلنے کا بیان یعنے جائز ہے اسلیئے کہ عید میں زیادہ خوشی کرنی
مباح ہے **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَسَدِيَّ حَدَّثَهُ
عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ
فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ
عِيدٍ يَلْعَبُ فِيهِ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ
تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ
حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ لِي حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو چہوٹی ...... لڑکیاں بعاث کی لڑائی کی بہادری کے گیت اور اشعار گاتی تہین سو آپ
(کپڑا اوڑہ کر) لیٹ گئے اور اپنا منہ اسطرف سے پہیرا سو (پیچہے سے) ابو بکرؓ آئے اور مجہکو جہڑکا اور کہا کہ تو پیغمبر کے پاس شیطان
کا باجہ کیون لائی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ انکو چہوڑ دے سو جب صدیق اکبرؓ اس طرف
غافل ہوئے اور کسی اور خیال میں لگ گئے تو میں نے انکو اشارہ کیا کہ نکل جاؤ سو وہ دونوں نظر بچا کر نکل گئیں اور وہ عید کا
دن تہا اور حبشی ڈہال اور برچہیوں سے کہیل رہے تہے سو یا تو میں نے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور یا آپنے
فرمایا کہ کیا تجہکو دیکہنے کی خواہش ہے میں نے کہا ہان سو آپنے مجہکو اپنے پیچہے کہڑا کیا اس حال میں کہ میرا رخسارہ آپکے رخسار
پر تہا اور آپ فرماتے تہے کہ لو اپنی ڈہال اور برچہیوں کو اے ارفدہ کی اولاد یہانتک کہ جب میں تہک گئی تو فرمایا کہ تو نے بس کی
میں نے کہا ہان فرمایا کہ جا **ف** انصار کو مدت سے دو گروہ چلے آتے تہے ایک کا نام اوس تہا اور دوسرے کا خزرج تہا ان دونوں

گروہ میں ایک سو بیس برس سے عداوت اور دشمنی چلی آتی تھی اس عرصے میں انکے درمیان کئی بار بڑی بڑی معرکے اور لڑائیں واقع ہوئیں کبھی کسی کو فتح ہوتی اور کبھی کسی کو سو سب سے اخیر لڑائی انکی درمیان بعاث (ایک قلعہ کا نام ہے) کے پاس واقع ہوئی تین سال ہجرت سے پہلے اور یہ بڑی بھاری لڑائی ہوئی تھی کہ دونو طرف کے سردار اسمیں مقتول ہوئے اور اسمیں اوس کو فتح ہوئی اور دونو طرف کے شاعروں نے اپنے اپنے بہادروں کی تعریف میں اشعار کہے وہی اشعار یہ لڑکیاں گاتی تھیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو وہ عداوت قدیم انکی اسلام کی برکت سے دور ہو گئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن ایسے راگ کا کچھ مضایقہ نہیں کہ یہ دن شرعا خوشی کا دن ہے پس اگر چھوٹی لڑکیاں صحیح اور بہادری وغیرہ کے اشعار خوش آوازی سے پڑھیں تو جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی رخصت دی لیکن اسمیں یہی شرط ہے کہ جوان عورت گانی والی نہ ہو اور مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو اور اسیطرح بعضے عالموں نے شادی نکاح اور ختنے وغیرہ خوشی کی مجلسوں میں بھی بے مزامیر کے راگ اور دف کو ساتھ درست کہا ہے بشرطیکہ دینی کام میں کچھ حرج نہ ہو اور گانے والا خوبصورت لڑکا اور اجنبی جوان عورت نہو اور راگ کا مطلب خلاف شرع نہو لیکن اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عید کے سوا اور دنوں میں گانا اور راگ کرنا خواہ دف کے ساتھ ہو خواہ بے دف کے ہو منع ہے اسلیئے کہ صدیق اکبر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکو شیطان کا باجہ کہا تو آپنے صدیق رض کو یہ نہ فرمایا کہ ایسا مت کہو یہ شیطان کا باجہ نہیں اور حرام بھی نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ ان لڑکیوں کو منع نہ کر یہ دن عید کا ہے یعنے عموم منع کے حکم سے اسدن میں اسقدر کھیل اور خوشی مخصوص اور مستثنی ہے پس اس حدیث سے مطلق سرود اور راگ کے جائز ہونے پر دلیل پکڑنی جائز نہیں کہ سوای عید کے اور دنوں میں بھی راگ کرنا جائز ہو مگر اس مسئلے میں صحابہ اور تابعین کے زمانے سے اختلاف چلا آیا ہے سو علمائے سلف کے نزدیک تو مشہور یہی مسئلہ ہے کہ راگ کرنا اور سننا حرام ہے یہانتک کہ کہتے ہیں کہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ سے مراد راگ ہے اور ابن عباس اور ابن مسعود اسپر قسم کھاتے تھے کہ اس آیت سے یہی راگ مراد ہے اور اسیطرح کہتے ہیں کہ آیت وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ میں بھی مراد آواز شیطان سے راگ ہے اور اسیطرح آیت وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ اور آیت وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ میں بھی مراد راگ ہے جیسا کہ ابن عباس اور مجاہد نے تفسیر کی ہے اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وہ راگ سے منع کرتے تھے اور حضرت علی رض سے روایت ہے کہ جو راگ میں مرجاوے اسکا جنازہ نہ پڑھا جاوے اور ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ راگ دلمیں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی ساگ کو پیدا کرتا ہے اور اسیطرح انس رض سے روایت ہے کہ راگ اور کھیل دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں اور اسیطرح ابو ہریرہ رض سے بھی روایت ہے اور فضل بن عیاض نے کہا کہ گانا زنا کا منتر ہے اور بھی اس قسم کی اور بھی بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جو راگ کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اگرچہ وہ احادیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں لیکن تعدد طرق اور کثرت اسنادوں کی وجہ سے درجہ حسن کو پہونچ جاتی ہیں اور حدیث حسن بالاتفاق لائق حجت کے ہوتی ہے اور حدیث لڑکیوں کی تو بالاتفاق صحیح ہے ظاہر وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے

کہ سوای عید کے اور دنون مین راگ کرنا حرام ہے اسیواسطے فقہاء اہل فتوے اور پیشوایان دین نے اسکی حرمت مین نہایت مبالغہ اور تشدید کی ہے اور چارون اماموںکا مذہب یہی ہے کہ راگ سننا مکروہ ہے اور مطلق حرام ہونے کی روایت بہی بہت اماموں سے آئی ہے چنانچہ عامر اور سفیان ثوری اور حماد اور نخعی اور شعبی وغیرہ حرمت کو قائل ہین اور اہل کوفہ اور عراق اور مدینہ سے بہی منقول ہے اور امام بغوی نے معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ راگ سننا تمام دینون مین حرام ہے اور امام قرطبی نے کہا کہ راگ کو حرام ہونے مین کسی کو اختلاف نہین یعنے بالاتفاق حرام ہے اسلیئے کہ وہ کہیل اور تماشے مین داخل ہے اور کہیل بالاتفاق منع ہے اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ بعضے صوفیون نے اس حدیث عائشہ رض سے دلیل پکڑی ہے اوپر کہ راگ کا گانا اور سننا جائز ہے خواہ کسی باجے کے ساتھ ہو یا بدون باجے کے ہو لیکن انکے رد کو واسطے کافی ہے وہ حدیث جو آئندہ باب مین آویگی اسلیئے کہ اسمین عائشہ نے خود تصریح کردی ہے کہ وہ لڑکیان راگ گانے والی نہین تہین یعنے وہ راگ اور سرود کی طرز طریق سے ناواقف تہین نہین پہچانتی تہین کہ راگ کیا ہوتا ہے اور کسکو کہتے ہین جیسا کہ گانیوالی عورتین اسکے طرز طریق سے واقف ہوتی ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ جو راگ لوگون مین مشہور معروف ہے اور فتنہ انگیزی کا باعث ہوتا ہے اسکو عائشہ نے ہرگز جائز نہین کہا تہین اور اس قسم کے راگ مین اگر عورتون کے حسن و جمال کی تعریف ہو یا شراب وغیرہ حرام چیزون کی توصیف ہو تو ایسا راگ سننا بالاتفاق حرام ہے جو کچہ صوفی لوگون نے اس باب مین خرافات اور بدعات نکالی ہین وہ بالاتفاق حرام ہین لیکن ہوای شیطانی اور نفوس شہواتی انپر غالب آگئی یہانتک کہ بہت صوفی دیوانون اور لڑکون کی طرح ناچتے ہین بلکہ بعضے اسکو قربت خدا حاصل کرنیکا سبب جانتے ہین اور اعمال صالحہ مین داخل کرتے ہین لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ نشانی زندیقون اور چہپے مرتدون کی ہے اور اسیطرح باجے بجانے مین بہی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ انکے حرام ہونے پر اجماع ہوچکا ہے اور بعضے اسکے برعکس دعوے کرتے ہین وہ لوگ دف کی بجانے سے تمام باجون کا جواز نکالتے ہین لیکن دف کی جائز ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ اور قسم کے سب باجے بہی جائز ہون کما سیأتی فی ولیمۃ العرس و کتاب الاشربۃ انشاء اللہ تعالی انتہے ملخصا پس اس سے معلوم ہوا کہ جو کچہہ کہ فی زماننا اس ملک ہند مین خصوصا ملتان وغیرہ اطراف سندہ کے ملحدین اور وجودی صوفیون مین مروج اور معمول ہے کہ ریا اور سمع اور شہرت اور جلب دنیا کے واسطے راگ اور سرود کی مجلسین کرتے ہین اور بعضے انمین ناچنے کے واسطے آتے ہین کہ لوگون مین انکی شہرت ہو اور لوگ انکی تواضع کرین اور بعضے صرف کہانے اور نقدی حاصل کرنے کی غرض سے آتے اور آکر کمال بیحیائی کرتے ہین کہ دیوانون کی طرح ناچتے ہین اور ناہو کرتے ہین سو ایسا راگ کرنا بالاتفاق حرام ہے اور کسی زمانے مین کسی بزرگ سے یہ طریقہ مروی نہین بے عقل کے اندہے خیال کرتے ہین کہ جیسا ہمارا حال ہے سلف کا بہی یہی حال تہا کہ قوالون کیطرح انکے اقوال کو نقل کرتے اور قہقہہ لگاتے ہین اور ناواقف لوگون کو سلف کے اعتقاد سے پہیرتے ہین معاذ اللہ کیا گذارہ اور کیا معاش ہے کاش کہ آپ کو فقیر نہ کہلاتے اور فقیری کا لباس پہننے شرعا انپر تعزیر واجب ہے اور انکی تعظیم حرام اور اسیطرح اس مجلس کا حال ہے جو بزرگون کا عرس کرتے ہین حاصل کلام امر

مقام مین یہ ہے کہ جو لوگ کہ اس حدیث عائشہ رضہ سے مطلق راگ کے جائز ہونے پر دلیل پکڑتے ہین تو یہ استدلال انکا غلط اور مردود
ہے بچند وجوہ وجہ اول یہ ہے کہ عائشہ رضہ نے خود اس حدیث مین تصریح کر دی ہے کہ وہ لڑکیاں راگ کی طرز طریق کو نہین
جانتی تہین اور انکی راگ کی عادت نہین تہی اور وہ یہ راگ نہین تہا جو لوگون مین مشہور اور مروج ہے اور خرافات کو شامل
ہے وجہ دوم یہ ہے کہ صدیق اکبر رضہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکو شیطان کا باجہ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکو یہ نہ فرمایا کہ ایسا مت کہہ یہ شیطان کا باجہ نہین اور حرام نہین بلکہ یہ فرمایا کہ ان لڑکیون کو منع مت کرین تو آپ
کی تقریر ہے کہ آپ نے بہی اسکو شیطان کا باجہ کہنا برقرار رکہا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ راگ کا حرام ہونا اسوقت اصحاب مین
مشہور معروف تہا کہ صدیق اکبر رضہ نے تہم ہی بلا توقف یہ کلمہ زبان سے فرمایا کہ یہ شیطان کا باجہ ہے والا کسی کام کو یکا
یک حرام یا حلال کہہ دینا اصحاب کی شان سے نہایت بعید ہے پس یہ حدیث ظاہرًا اسپر دلالت کرتی ہے کہ راگ حرام ہے
وجہ سوم یہ ہے کہ اگر اس حدیث سے مطلق جواز پر استدلال کیا جاوے تو حضرت کا ابو بکر رضہ کو یہ فرمانا کہ ہر قوم کے واسطے ایک
عید کا دن ہوتا ہے اور ہماری عید کا دن یہ ہے بالکل لغو ہو جاویگا وجہ چہارم یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نابالغ تہین اور نیز وہ فقط
بہادری کو اشعار پڑہتی تہین عشقیہ وغیرہ فتنہ انگیز کلام کا اسمین ایک حرف بہی نہین تہا امام نووی نے شرح مسلم مین کہا
ہے کہ وہ لڑکیاں صرف لڑائی کے شعر پڑہتی تہین اور بہادری اور غلبے کا فخر کرتی تہین اور ایسا پڑہنا لڑکیون کو شہوت
کا باعث نہین ہوتا اور شعرون کا پڑہنا راگ مختلف فیہ مین داخل نہین کہ یہ فقط شعرون کو بلند آواز سے پڑہنا ہوتا ہے
اسیواسطے عائشہ رضہ نے کہا کہ انکی راگ کی عادت نہین تہی جیسا کہ راگ گانیوالی عورتون کی عادت ہوتی ہے کہ ایسا
راگ عشق آمیز گاتی ہین کہ اس سے نفس کو شہوت اور حرص اور زنا کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور نیز لڑکیاں اس راگ کے ساتھ
مشہور بہی نہین اور نہ انکا یہ پیشہ تہا اور نہ انکا کسب تہا اور عرب کے لوگ شعر پڑہنے کو بہی راگ کہتے ہین حالانکہ وہ راگ مختلف فیہ مین
داخل نہین بلکہ وہ مباح ہے اور ایسا صحابہ رضہ سے بہت واقع ہوا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اصحاب نے کہا ہے
پس ثابت ہوا کہ اس حدیث سے راگ کے جواز پر استدلال قطعًا باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص عید کو دن اس خصوصیت کے ساتھ راگ سنے
جسطور سے اس حدیث مین آیا ہے تو مباح ہے ورنہ مطلق حرام ہے چنانچہ فتح الباری مین لکہا ہے فیقتصر علی ما ورد فیہ النص وقتًا
وکیفیۃً اور پہر یہ مباح بہی تقوی اور دیانت کے برخلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا اور اسکی طرف کان
نہ لگایا پس معلوم ہوا کہ اسقدر راگ سننا بہی تقوی کے مخالف ہے اور بعض اصحاب اور تابعین وغیرہم سے جو راگ کی اباحت منقول
ہے تو اول تو اسکی سند مجہول ہے پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتی ہے اور بر تقدیر ثبوت اس حدیث صحیح متفق علیہ کے مقابلے مین اسکی
کچہ حقیقت نہین اسلیے کہ اصول مین مقرر ہو چکا ہے کہ قول صحابی کا حدیث کے مقابلے مین بالاتفاق حجت نہین جیسا کہ ابن ہمام وغیرہ
نے لکہا ہے اور نیز اس راگ سے مراد وہ راگ ہے جسمین عشق آمیز اور فتنہ انگیز کلام نہو اور اسکا مضمون شرع کے مخالف نہ ہو
اور دلیل اس حمل کی وہ آیتین اور حدیثین ہین جو اوپر گذر چکی ہین پس جو شخص کہ مطلق راگ کو جائز جانے اور ناچنے کودنے

کو مباح کہے تو وہ آدمی بیشک زندیق اور مرتد ہے جیسا کہ فتح الباری کی کلام سے ثابت ہو چکا ہے مگر عید اور شادی میں گانا اس ممانعت سے مخصوص ہے جیسا کہ اس حدیث عائشہؓ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے مگر اسمیں بھی وہی شرط ہے کہ اسمیں فحش نہ ہو اور اسکا مضمون عشق انگیز اور فتنہ انگیز نہ ہو اور شرع کے مخالف بھی نہ ہو اور گانے والا خوبصورت لڑکا یا عورت نہو اور ابن حزم ظاہری نے اس مسئلہ میں بڑی زیادتی کی ہے کہ راگ اور باجوں کو مطلق جائز کہا ہے وسیأتی بیانہ والرد علیہ انشاء اللہ تعالے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوئے میں ایک یہ کہ عید کے دن اپنے بال بچوں پر رزق وغیرہ کی فراخی کرنی جائز ہے جس سے کہ انکو خوشی حاصل ہو اور یہ کہ عید کے دن خوشی ظاہر کرنی دین کی نشانی ہے اور یہ کہ جب بیٹی اپنے خاوند کے پاس ہو تو باپ کو اسکے پاس جانا جائز ہے بشرطیکہ یہ اسکی عادت ہو اور ہمیشہ آتا جاتا ہو اور یہ کہ خاوند کے ہوتے باپ کا اپنی بیٹی کو ادب دینا جائز ہے اسلیے کہ ادب دینا باپ کا کام ہے اور یہ کہ اپنی بیوی کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور یہ کہ بیکار کی مجلسوں میں کھیل وغیرہ سے پرہیز کرنی چاہیے اگرچہ اسمیں گناہ نہ ہو اور یہ کہ اگر شاگرد استاد کے پاس کوئی چیز مکروہ دیکھے تو اسپر انکار کرنا جائز ہے اور یہ ادب کی مخالفت نہیں اور یہ کہ شاگرد کو استاد کے سامنے فتوی دینا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برچھی وغیرہ ہتھیاروں کے ساتھ کثرت کرنی اور تجربہ کرنا جائز ہے کہ وہ جہاد کا وسیلہ ہے اور اسی طرح بڑی اور گدکی کثرت کرنی جائز ہے اور آپ نے بھی انکو اسیواسطے دیکھا کہ اس سے بھی جہاد پر قوت حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو بیگانے مردوں کی کام کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ فتنے میں پڑنے کا یقین کامل ہو لیکن اسکی خوبصورتی کی طرف دیکھنا اور اس سے لذت اٹھانا حرام ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ بنو ارفدہ کی اولاد تو یہ اسواسطے فرمایا کہ ارفدہ حبش کے جد کا نام ہے جسکی حبشی اولاد ہیں

باب سُنَّةِ الْعِيدَيْنِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ عید کے دن مسلمانوں کو کیا کام کرنا سنت ہے یا عید کی نماز پڑھنی مسلمانوں کے واسطے سنت ہے حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا ترجمہ براءؓ سے روایت ہے کہ سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اول وہ چیز جسکو ہم اس دن میں شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں یعنی بقرعید کے دن سنت یہ ہے کہ سب کاموں سے پہلے ہم نماز پڑھیں پھر گھر کیطرف پلٹ آویں بعد قربانی کریں سو جسنے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہونچا یعنے اسنے سنت ادا کی **ف** عید کی نماز کے جائز ہونے پر اجماع ہو چکا ہے لیکن اسکے حکم میں علماء کو اختلاف ہے امام شافعی اور مالکؒ جمہور علماء کہتے ہیں کہ عید کی نماز سنت موکدہ ہے اور امام احمد وغیرہ نے کہا کہ فرض کفایہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور دلیل انکی یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر ہمیشگی کی ہے اور کبھی اسکو ترک نہیں کیا پس مواظبت آپکی وجوب پر دلالت کرتی ہے اور جو لوگ اسکے سنت ہونے کے قائل ہیں انکی دلیل اس جنگلی آدمی کی حدیث ہے جس نے آپ سے پوچھا تھا کہ نماز پنجگانہ کے سوا اور بھی

کوئی نماز مجھہ پر فرض ہے آپنے فرمایا نہیں مگر نفل چاہے تو پڑہ اور ایک دلیل انکی یہ حدیث ہے کہ پانچ نمازین ہین جنکو اللہ
تعالے نے رات دن مین فرض کیا ہے سو حنفیہ انکا جواب دیتے ہین کہ جیسے ان حدیثون مین عید کی فرضیت کا ذکر
نہین ویسے ہی نماز جمعہ کی فرضیت کا بہی ذکر نہین پس جسطرح جمعے کی فرضیت ثابت ہو ویسے ہی عید کی فرضیت بہی
ثابت ہو اور نیز کہتے ہین کہ غرض آپکی اسسے نماز پنجگانہ کے بیان کرنیکی تہی جو ہر دن رات مین مقرر ہے اور عید اور
جمعہ اس سے مخصوص ہے کہ وہ ہر دن کا وظیفہ نہین بلکہ ہر سال اور ہفتے کا وظیفہ ہے لیکن ان جوابون سے یہ لازم آویگا
کہ عید کی نماز بہی اور نمازون کی طرح فرض ہے حالانکہ حنفیہ اسکو واجب کہتے ہین فرض نہین کہتے اور فرض اور واجب مین
انکے نزدیک فرق ہے اور اس حدیث سے نفس نماز عید کا سنت ہونا معلوم نہین ہوتا بلکہ اس ترتیب کا سنت ہونا معلوم
ہوتا ہے کہ پہلے عید پڑہے پیچھے قربانی کرے لیکن شاید جس چیز مین ترتیب سنت ہو وہ امر خود بہی سنت ہوگا یا نماز
کو مقدم کرنا اسکی تاکید پر دلالت کرتا ہے پس سنیت ثابت ہوگی واللہ اعلم حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ
تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ
فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رض مجہہ پر داخل ہوے
اور میرے پاس انصار کی دو چہوٹی لڑکیان لڑائی کی بہادری کے شعار گاتی تہین جو انصار نے بعاث کی لڑائی کے دن
کہے تہے اور وہ لڑکیان اگ کرنے والی نہین تہین یعنے یہ انکا پیشہ نہین تہا سو ابو بکر نے کہا کہ کیا تم پیغمبر کے گہر مین
شیطان کا باجہ بجاتی ہو اور یہ گانا انکا عید کے دنین تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابی بکر ہر قوم کی
ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے یعنے اسدن اسقدر خوشی کرنی جو فتنے فساد سے خالی ہو جائز ہے ف
اس حدیث کا بیان مفصل طور سے ابہی گذر چکا ہے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر نہین لیکن احتمال ہے
کہ مراد یہ ہو کہ عبادت کو کہیل پر مقدم کرنا اہل اسلام کی سنت ہے یا مراد سنت سے لغوی معنے ہون یعنے طریقہ نماز عید کا اور ان
حدیثون مین اگرچہ فقط بقر عید کا ذکر ہے لیکن سنیت مین دونو برابر ہین پس ایک کے ذکر سے دوسری کا حکم بہی ثابت
ہو جاویگا واللہ اعلم اور اہل اسلام کی قید اسواسطے لگائی ہے کہ کفار کی عیدون کا طریق جدا ہے اور انکی عادتیں بہی جدا تہے

بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ عید فطر کے دن عیدگاہ کیطرف جانے سے پہلے کچہہ کہانا مستحب ہے ف
فتح الباری مین لکہا ہے کہ ابن قدامہ نے کہا کہ عید فطر کے دن کہانے مین جلدی کرنی مستحب ہے اور مین اس مسئلے مین
کسی کا اختلاف نہین جانتا یعنے اسپر سب علما کا اتفاق ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رض اور نخعی سے روایت
کی ہے کہ اگر گہر مین نہ کہایا ہو تو مستحب ہے کہ راہ مین کہاوے اور اگر راہ مین بہی نہ کہایا ہو تو عیدگاہ مین کہاوے اور بالکل

کہاتا مگر وہ ہمیشہ اور گنتی مین کہ عید گاہ کی طرف جانے سی پہلے کہانے مین حکمت یہہ ہے کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ نماز پڑہنے تک روزہ رکہنا
فرض ہے اور نماز سے پہلے کہانا منع ہے جیسا کہ اول اسلام مین حکم تہا اسیواسطے آپ نے نماز سے پہلے کہانے کو مستحب رکہا
تاکہ یہ وہم لوگون کے دلون سے بالکل جاتا رہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَخْبَرَنَا
هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَقَالَ مُرَجَّى بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ
حَدَّثَنِي اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ عید فطر کے دن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم صبح کو عید گاہ کیطرف نہ جاتے یہانتک کہ چند کہجورین کہاتے یعنے عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے
ضرور کہجورین کہا لیا کرتے تہے اور ایک روایت مین ہے کہ آپ طاق کہجورین کہایا کرتے تہے **ف** قسطلانی مین لکہا
ہے کہ اول اسلام مین عید کی نماز پڑہنے سے پہلے کہانا حرام تہا پہر منسوخ ہو گیا اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید سے
پہلے کہجورین کہا لیا کرتے تہے تاکہ اسکا منسوخ ہونا لوگون کو معلوم ہو جاوے اور کہجورون کی مستحب ہونے مین حکمت یہ ہے کہ
میٹھی چیز سے آنکہون کو قوت حاصل ہوتی ہے اور جو ضعف کہ ..... روزہ کے سبب سے پیدا ہوتا ہے وہ اس سے
دور ہو جاتا ہے اور نیز شیرینی ایمان کے موافق ہے اور اس سے دل نرم ہو جاتا ہے اسیواسطے بعض تابعین نے مستحب رکہا
ہے کہ روزہ میٹھی چیز سے کہولا جاوے خواہ کہجور ہو خواہ کچہ اور شہد ہو خواہ شربت وغیرہ ہو اور اگر کسی کو میٹھا میسر نہو
تو پانی کے ساتھ ہی روزہ کہول ڈالے تاکہ اتباع سنت کی مشابہت حاصل ہو جاوے اور کہجورون کو طاق اسواسطے
کہاتے تہے کہ خدا طاق ہے اور اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہین **بَابُ الْاَكْلِ يَوْمَ النَّحْرِ** بقر عید کو دن کہانے کا
بیان **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيهِ
اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ قَالَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ
مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اَدْرِي اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا **ترجمہ**
انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پہر
قربانی کرے سو ایک مرد کہڑا ہوا اور عرض کی کہ اسدن مین گوشت کی زیادہ خواہش ہوتی ہے اور اسنے اپنی ہمسایون
کی فقر فاقہ کا ذکر کیا یعنے میرے ہمسایہ محتاج تہے اسواسطے مینے نماز عید سے پہلی قربانی ذبح کی تاکہ انکو کہلاؤن
تو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اس بات مین سچا جانا اور اسنے کہا کہ میرے پاس سات مہینے کی ایک بکری ہے
جو مجہکو دو بکریون کے گوشت سے زیادہ پیاری ہے یعنی اسواسطے کہ وہ بہت موٹی تازی ہے اور اسکا مول بہت ہے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو رخصت دی انس رض نے کہا سو مین نہین جانتا کہ اسکے سوا اور کو بہی اسکی رخصت پہونچی ہے

یا نہین یعنے اور کو بھی اسکے ساتھہ قربانی کرنی جائز ہے یا نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنی واجب ہے اور اگر
آپ اسکو دوہرا کر کرنے کا حکم نہ فرماتے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رح کا اور انس رض نے یہ جو کہا کہ مین نہین جانتا کہ اور کو بھی
اسکے ساتھہ قربانی جائز ہے یا نہین تو اس سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ انس رض کو یہ دونو حدیثین نہین پہونچین پہلی حدیث
یہہ ہے کہ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً یعنے نہ حلال کرو قربانی مین مگر ایک سال کی بکری اور دوسری حدیث یہ ہے وَلَنْ تُجْزِیَ عَنْ
اَحَدٍ بَعْدَكَ یعنے تیرے بعد اور کسی کو چھہ مہینے کی بکری قربانی مین کافی نہین اسیواسطے اُسنے اپنا عدم علم بیان
کیا ورنہ ان دونو حدیثون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چھہ مہینے کی بکری اور کسی کو جائز نہین یہ حکم فقط اسی شخص کے
ساتھہ خاص تہا جسکو آپنے فرمایا **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ
عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَضْحٰى بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا
فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا نُسُكَ لَهٗ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ
الْبَرَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنِّيْ نَسَكْتُ شَاتِيْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ اَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَاَحْبَبْتُ اَنْ
يَكُوْنَ شَاتِيْ اَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِيْ بَيْتِيْ فَذَبَحْتُ شَاتِيْ وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ اَنْ اٰتِيَ الصَّلٰوةَ قَالَ شَاتُكَ شَاةُ
لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ اَفَتَجْزِيْ عَنِّيْ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ
تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ **ترجمہ** براء رض سے روایت ہے کہ بقر عید کو دن نماز کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا
اور فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑہے اور ہماری طرح قربانی کرے تو اسکی عبادت یا قربانی ادا ہوئی اور جسنے نماز سے پہلی قربانی
کی تو وہ پہلے نماز سے واقع ہوئی یعنے اسکو قربانی کا ثواب نہین اور اسکی قربانی صحیح نہین سو ابو بردہ بن نیار رض نے عرض
کی کہ یا حضرت مینے اپنی بکری کو نماز سے پہلے ذبح کر ڈالا ہے اور مینے جانا کہ یہ دن کہانے پینے کا ہے یعنے مین نے خیال
کیا کہ قربانی فقط کہلانے کو واسطے ذبح کرتے ہین اس سے کوئی عبادت مقصود نہین اور مینے دوست جانا اسبات کو کہ
ہو وے بکری میری پہلی بکری جو ذبح کیجاوے میرے گہر مین یعنے مینے چاہا کہ سب سے پہلے میری بکری ذبح ہو تا کہ لوگ اسکو جلد
کہاوین سو مینے اپنی بکری کو حلال کیا اور نماز کی طرف جانے سے پہلے کہانا کہایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تیری بکری گوشت کی بکری ہے یعنے تجھکو اس سے فقط گوشت کہانا ملا ثواب حاصل نہین ہوا اُسنے عرض کی کہ یا
حضرت ہمارے پاس ایک سال سے کم کی ایک جوان بکری ہے جو مجھکو دو بکریون سے بہت پیاری ہے کیا وہ قربانی مین میری طرف سے
کافی ہو سکتی ہے آپنے فرمایا ہان اور نہین کفایت کریگی پیچھے تیرے کسی سے **ف** بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ بقر عید کے
دن مستحب ہے کہ پہلے نماز پڑہے پیچھے کہانا کہاوے سو امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ یہ حدیث
ضعیف ہے اسلیے کہ براء کی اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے پہلے کہانا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اسلیے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بردہ کو فقط یہ فرمایا کہ تیری قربانی جائز نہین اور یہ نہ فرمایا کہ نماز سے پہلے کہانا مکروہ یا منع ہے

بلکہ اسکے کہانے کو برقرار رکہا اس سے معلوم ہوا کہ دونو عیدون کا ایک حکم ہے اور ترمذی وغیرہ مین ہے کہ عید فطر کے دن نماز
سے پہلے کہاوے اور بقرعید کے دن نماز سے پیچھے کہاوے اور ایسے ہی ایک اور حدیث مین بہی آیا ہے لیکن انکی اسناد
مین کلام ہے اور بہت فقہانے انپر عمل کیا ہے اور بعضون نے کہا اگر نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو تو مستحب ہے کہ پہلے کہاوے
اور اگر پہلے ذبح نہ کیا ہو تو مختار ہے **بَابُ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ** بدون منبر کے عیدگاہ کیطرف جانا یعنے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عیدگاہ کیطرف منبر کو اٹہا کر نہین لیجاتے تہے بلکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدون منبر کے
عید پڑہا کرتے تہے **ف** کہتے ہین عیدگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے ہزار ہاتہہ کے فاصلے پر تہی حَدَّثَنِي
سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ
عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ
شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ
وَيَاْمُرُهُمْ فَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ يَاْمُرَ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَمْ يَزَلِ
النَّاسُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فِيْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى اِذَا مِنْبَرٌ
بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَاِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ اَنْ يَّرْتَقِيَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهٖ فَجَبَذَنِيْ فَارْتَفَعَ
فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهٗ غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فَقَالَ اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا اَعْلَمُ وَاللّٰهِ
خَيْرٌ مِّمَّا لَا اَعْلَمُ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ **ترجمہ**
ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونو عید کے دن مین عیدگاہ کیطرف جایا کرتے تہے سو پہلے نماز
پڑہتے پہر پہرتے بعد لوگون کے سامنے کہڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفون مین بیٹہے رہتے سو آپ انکو وعظ اور نصیحت فرماتے
اور احکام دین سکہلاتے سو اگر آپ لشکر جدا کر کے کسی طرف بہیجنا چاہتے تو اسکو جدا کرتے اور طیاری کا حکم فرماتے
یعنے فلان فلان جماعت فلانی جگہ جہاد کو جاوے یا کسی اور چیز کا ارادہ ہوتا تو اسکا حکم فرماتے ابوسعید نے کہا کہ لوگ ہمیشہ
خلفاء اربعہ وغیرہ کے زمانے مین اسی طریق پر رہے یعنے خطبہ عید سے پیچہے تہے اور منبر بہی نہین تہا یہانتک کہ مین مروان کے ساتہ
بقرعید یا عید فطر مین عیدگاہ کی طرف نکلا سو جب ہم عیدگاہ مین آئے تو اچانک دیکہا کہ وہان ایک منبر ہے کہ اسکو
بنا دیکہا جسکو کثیر بن صلت نے مروان کے واسطے بنایا تہا اور مروان اسوقت مدینے کا حاکم تہا سو یکایک مروان چاہتا تہا کہ منبر پر
چڑہے یعنی نماز پڑہنے سے پہلے سو مینے اسکی کپڑے کو کہینچا یعنے پہلے نماز پڑہ اور اسنے مجہکو کہینچا اور مجہپر غالب آیا اور منبر
پر چڑہا اور خطبہ پڑہا نماز سے پہلے سو مینے کہا خدا کی قسم تمنے پیغمبر کے طریقے کو بدل ڈالا ہے سو مروان نے کہا کہ اے ابا سعید
مقررہ وقت گذر گیا جسکو تو جانتا ہے یعنے اب مصلحت یہی ہے کہ نماز سے پہلے خطبہ پڑہا جاوے سو مینے کہا کہ قسم خدا کی جو
مین جانتا ہون بہتر ہے اس چیز سے جسکو مین نہین جانتا مروان نے کہا کہ لوگ نماز کے بعد ہمارا خطبہ سننے کو نہین بیٹہتے تہے

سو اسواسطے یہی اسکو نماز سے پہلے ٹہیرا دیا ہے کہ لوگ اسکو خواہ مخواہ سنین یعنے خطبہ سننا سنت ہے اور تاخیر والے ہی پس سنت پر محافظت کرنی اولے ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدگاہ مین منبر لیجانا یا بنانا خلاف سنت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت عیدگاہ مین منبر نہین تہا بلکہ آپ اپنے پاؤن پر کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا کرتے تہے جیسا کہ ابو سعیدؓ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ لوگ عید کی نماز بدون منبر کے پڑہتے رہے اور نیز ابن خزیمہ کی ایک روایت مین یہ لفظ صریح آچکا ہے خطب علے رجلیہ یعنے اپنے پاؤن پر خطبہ پڑہا پس اسے معلوم ہوا کہ مروان وغیرہ بنی امیہ کے زمانے مین جو اماموں کے واسطے عیدگاہ کی طرف منبر اٹہا کر لیجاتے تہے یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نہین تہا پس عید کو خطبہ منبر پر پڑہنا سنت نہین بلکہ یہی سنت ہے کہ امام اپنے پاؤن پر کہڑا ہو کے خطبہ پڑہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ عید کی میدان مین پڑہنا مسجد مین پڑہنے سے افضل ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر ہمیشگی کی باوجود یکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد افضل ہے اور یہی مذہب حنیفہ کا اور اسی پر عمل ہے سب لوگون کا اور شافعیہ کہتے ہین کہ مکے اور بیت المقدس کی مسجد مین نماز پڑہنی میدان سے افضل ہے بلکہ اگر مسجدین فراخ ہون تو سب مسجدون مین عید پڑہنی میدان سے افضل ہے وہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد مین اسواسطے عید کی نماز نہین پڑہی کہ وہ تنگ تہی آدمی اسمین سما نہیں سکتے تہے بخلاف مسجد مکے اور بیت المقدس کے کہ وہ بہت فراخ ہین اسی وجہ سے مکے مین قدیم زمانے سے عید مسجد مین پڑہتے ہین اور مدینے مین بہی اب یہی عادت جاری ہے کہ عید کی نماز مسجد مین پڑہتے ہین پس انکے نزدیک اگر مسجد تنگ ہو تو میدان افضل ہے اور اگر مسجد فراخ ہو تو مسجد افضل ہے لیکن سب مسجدون کو ان دونون پر قیاس کر لینا ٹہیک نہین اور بعضے کہتے ہین کہ جمعے کی طرح ایک شہر مین عید کئی جگہ درست ہے اور امام احمد رح ایک شہر مین تین جگہہ جائز رکہتے ہین اور ایک حدیث سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے اول مروان نے عیدگاہ مین منبر بنوایا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پہلے عثمان رضؓ نے عیدگاہ مین منبر پر خطبہ پڑہا لیکن یہ روایت صحیح نہین پس صحیحین کی اس حدیث کو ترجیح ہے اور احتمال ہے کہ عثمان رضؓ نے ایک بار منبر پر خطبہ پڑہا ہو پہر چہوڑ دیا ہو پہر بعد اسکے مروان نے اسکا اعادہ کیا ہو اور ہمیشہ کی عادت ٹہیرا لی ہو اسیواسطے یہ فعل مروان کیطرف منسوب کیا گیا اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ عید کی نماز پہلے پڑہی جاوے اور خطبہ پیچہے پڑہا جاوے کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک سنت ہے لیکن اگر نماز سے پہلے خطبہ پڑہ لیوے تو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک نماز صحیح ہو جاتی ہے مگر کراہت ہے اسلیے کہ ابو سعیدؓ نے باوجود انکار کے مروان کے ساتہہ نماز پڑہی سو اگر نماز صحیح نہ ہوتی تو ابو سعیدؓ اسکے ساتہہ نماز نہ پڑہتے لیکن سنت کی مخالف ہے اسمین ثواب حاصل نہین ہوتا بخلاف خطبے جمعے کے کہ اسکو پہلے پڑہنا شرط ہے واسطے صحت جمعے کے اور وہ فرض ہے اور عید کا خطبہ مستحب ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اگر کسی حاکم سے برا کام ہو تو اسکو بہی روکے اور اگر ممکن ہو تو ہاتہہ سے روکے ہاتہہ کے ممکن ہوتے زبان سے منع کرنا کافی نہین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ خطبے کے واسطے منبر بنانا جائز ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ عالم کو اپنے قول کے سچے ہونے پر قسم کہانی جائز ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ عالم کو خلاف اولٰی کم

ساتھ عمل کرنا جائز ہے جبکہ حاکم انکے مخالف ہو **بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوبِ إِلَى الْعِيدِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ** عیدگاہ
کیطرف پیادہ اور سوار ہوکر جانے اور عید کی نماز میں اذان اور تکبیر نہ کہنے کا بیان یعنی جیسے کہ نماز پنجگانہ کے واسطے اذان
اور اقامت کہی جاتی ہے ویسے عید کی نماز میں اذان و تکبیر نہیں کہنی چاہیے **ف** امام نووی نے لکھا ہے کہ عید کی نماز
میں نہ اذان کہنی جائز ہے اور نہ تکبیر اور اب اسپر سب علماء کا اجماع ہو چکا ہے اور یہی مشہور ہے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اور خلفاء راشدین کے فعل سے اور اجماع کے پہلے اور پیچھے بعض لوگوں سے اسکا خلاف منقول ہے انتہی **حَدَّثَنَا**
إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ **ترجمہ** عبد اللہ
بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ مقرر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونو عیدوں کے دن پہلے نماز پڑھاتے پھر بعد نماز کے خطبہ پڑھتے
ف بعضے نسخوں میں بخاری کے اس باب میں اتنا لفظ زیادہ ہے، وَالصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ یعنی نماز پہلے خطبے سے
ہے پس حدیث اس مسئلے کے مطابق ہے **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ
قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ
فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي أَوَّلِ مَا بُويِعَ
لَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَإِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً
قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَتَرَى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ الْآنَ أَنْ يَأْتِيَ النِّسَاءَ فَيُذَكِّرَهُنَّ حِينَ يَفْرُغُ قَالَ إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ
عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يَفْعَلُوا **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر کے دن
عیدگاہ کیطرف نکلے سو اپنے نماز کو خطبے سے پہلے پڑھا اور عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضہ نے عبد اللہ بن زبیر کیطرف کہلا بھیجا
ابتداء اسوقت میں جب کہ ابن زبیر کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی اور حاکم ہے بعد مرنے معاویہ کے .... کہ عید فطر کے دن
اذان نہیں کہی جاتی تھی یعنے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ خلفا کے زمانے میں اور خطبہ بعد نماز کے ہے
یعنے عید کے دن اذان دینی بدعت ہے اور نیز عطاء نے ابن عباس اور جابر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ دونو
عیدوں میں کوئی اذان نہیں کہا کرتا تھا اور جابر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن کھڑے ہوگئے سو آپ نے
پہلے نماز پڑھی پھر بعد نماز کے لوگوں کو خطبہ سنایا سو جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے تو اترے یعنی اونچی جگہ سے یا مردوں کی
صفوں سے آگے بڑھ سب سے سو عورتوں کے پاس آئے سو انکو نصیحت کی اور بہشت و دوزخ کا حال یاد دلایا اور آپ بلال کے

ہاتھ پر ٹیکہ لگائے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے کہ عورتین اسمین خیرات ڈالتی تھین یعنے انگوٹھیان اور بالیان اُتار اُتار کر اسمین پھینکتی تھین (ابن جریج کہتا ہے) کہ مینے عطار سے پوچھا کہ کیا تو اب بھی امام پر لازم دیکھتا ہی کہ خطبے سے فارغ ہوکر عورتون کی پاس آوے اور انکو وعظ سناوے عطار نے کہا کہ یہ امام پر لازم ہے کہ عورتون کو وعظ سناوے اور ترک کرنے مین اُسکا کوئی عذر نہین **ف** عیدگاہ کی طرف سوار ہوکر جانا ظاہر اِن حدیثون سے معلوم نہین ہوتا لیکن ترمذی مین حضرت علی رضہ سے روایت ہی کہ سُنت ہی کہ عیدگاہ کی طرف پیادہ جاوے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسپر عمل ہی اکثر اہل علم کا کہتے ہین مستحب ہے کہ آدمی عیدگاہ کی طرف پیادہ جاوے سوار نہووے اور ابن ماجہ مین سعد قرظا سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف پیادہ جاتے تھے اور ایسے ہی نافع سے بھی روایت آئی ہے اور سند ان تینون کی ضعیف ہی اور امام شافعی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سوار نہین ہوئے نہ عید مین نہ جنازے مین سو شاید امام بخاری کی اس باب سے یہ غرض ہوگی کہ یہ حدیثین ضعیف ہین یعنے دونو طرح سے جانا جائز ہے خواہ سوار ہوکر جاوے یا پیادہ جاوے لیکن ان حدیثون کی دلیل سے افضل یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیادہ جاوے اور سوار ہوکر جانا بھی جائز ہے اسلیے کہ اگرچہ یہ حدیثین ضعیف ہین لیکن تعدد طرق کی وجہ سے درجہ حسن کو پہونچ سکتی ہے اور شاید ترمذی نے بھی اسیوجہ سے اسکو حسن کہا ہوگا اور شافعیہ کہتے ہین کہ عذر کے واسطے سوار ہونا جائز ہے اور پھر آنے کو مطلق جائز ہے بشرطیکہ کسی کو ایذا نہ دیوے واللہ اعلم اور اسیطرح عید مین اذان کا جائز ہونا بھی اس باب کی حدیثون سے ثابت نہین ہوتا صرف ابن عباس اور جابر کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے لیکن امام بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کیا ہے اسطرف کہ ان حدیثون کی بعض طریقون مین اذان و اقامت نہ کہنے کا ذکر آچکا ہے جیسے کہ ابن عمرؓ سے نسائی مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز بدون اذان اور اقامت کی پڑھی اور صحیح مسلم مین جابرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی بدون اذان و اقامت کی اور ایک روایت مین عبدالرزاق کے جابر سے یہ لفظ آیا ہے کہ عید کے دن نہ اذان درست ہی اور نہ اقامت اور نہ کوئی چیز اور امام مالکؒ نے موطا مین کہا ہے کہ مینے بہت علما سے سنا ہے کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لیکر آجتک عیدون مین نہ اذان تھی اور نہ اقامت اور اس سنت مین کسی کو اختلاف نہین پس مطابقت ان حدیثون کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث جابر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے دن آدمیون کو اطلاع کرنے کے واسطے الصلوٰۃ جامعۃ کہنا بھی منع ہے اور یہ مذہب جمہور کا ہے اور امام شافعیؒ نے کہا کہ عید کے دن الصلوٰۃ جامعۃ کہنا جائز ہے کہ زہری کی مرسل حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن الصلوٰۃ جامعۃ کہنے کا مؤذن کو حکم کرتے تھے اور مرسلات ہیکن کسوف کی نماز پر قیاس انکو مضبوط کرتا ہے کہ اسمین الصلوٰۃ جامعۃ کہنا ثابت ہی اور اسمین اختلاف ہے کہ عید کے دن اذان دینا اول کس نے نکالی بعضی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدعت سب سے پہلے معاویہ نے

نکالی اور بعضی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اول یہ بدعت زیاد نے نکالی اور بعضے کہتے ہین کہ مروان نے نکالی سو ان قولون مین مخالفت نہین اسلیے کہ یہ سب قول اس پر محمول ہین کہ پہلے اسکو معاویہ نے شروع کیا ہے اور چونکہ مروان اور زیاد اُسکے نائب تہے اسواسطے انہون نے بہی اس بدعت مین اسکی متابعت کی ہے **باب الخطبة بعد العيد** یعنی عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑہنے کا بیان یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت یہی ہے کہ نماز کے بعد خطبہ پڑہے اور جو کہ مروان وغیرہ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑہنا نکالا ہے وہ بدعت ہے **ف** اور امام نووی نے لکہا ہے کہ سب ائمہ فتوی اور علماء شہرون کا اسپر اتفاق ہے اور نہین کسی امام کو اختلاف نہین **حدثنا** ابو عاصم قال اخبرنا ابن جريج قال اخبرني الحسن بن مسلم عن طاؤس عن ابن عباس قال شهدت العيد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابي بكر وعمر وعثمان فكلهم كانوا يصلون قبل الخطبة **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رض کے ساتھہ عید مین حاضر ہوا سو وہ سب خطبہ سے پہلے نماز پڑہتے تہے **حدثنا** يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابو اسامة قال حدثنا عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر يصلون العيدين قبل الخطبة **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑہا کرتے تہے **حدثنا** سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن عدي بن ثابت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى يوم الفطر ركعتين لم يصل قبلها ولا بعدها ثم اتى النساء ومعه بلال فامرهن بالصدقة فجعلن يلقين تلقي المرأة خرصها وسخابها **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کو دن دو رکعتین پڑہین نہ اُنسے پہلے کوئی نماز پڑہی اور نہ اُنسے پیچہے پڑہی پہر عورتون کے پاس آئے اور آپکے ساتہ بلال تہے سو آپنے اُنکو خیرات کرنے کا حکم فرمایا سو وہ بلال کے کپڑے مین صدقہ ڈالنے لگین کوئی عورت اپنی بالی ڈالتی تہی اور کوئی اپنا گلوبند پہینکتی تہی اور کوئی دونو **حدثنا** ادم قال حدثنا شعبة قال حدثنا زبيد قال سمعت الشعبي عن البراء بن عازب قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان اول ما نبدأ في يومنا هذا ان نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل ذلك اصاب سنتنا ومن نحر قبل الصلوة فانما هو لحم قدمه لاهله ليس من النسك في شيء فقال رجل من الانصار يقال له ابو بردة بن نيار يا رسول الله ذبحت وعندي جذعة خير من مسنة قال اجعله مكانه ولن توفي او تجزي عن احد بعدك **ترجمہ** براء سے روایت ہے کہ اول چیز جسکو ہم اپنے اس دن مین شروع کرین یہ ہے کہ نماز پڑہین پہر پلٹ آوین اور قربانی کرین سو جسنے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہونچا اور جسنے نماز سے پہلے قربانی کی سو وہ گوشت ہے کہ اُسنے اپنے بال بچون کے واسطے پہلے کیا وہ عبادت کسی چیز مین داخل نہین یعنے اسمین قربانی کا ثواب نہین سو انصار کے ایک مرد نے جسکا نام ابو بردہ تہا کہا کہ یا حضرت مین نماز سے پہلے حلال

کر چکا ہون اور میرے پاس سال سے کم کی ایک بکری ہے جو ایک برس کی بکری سے بہتر ہے فرمایا کہ اسکے بعد انہکو قربانی کر لے اور تیرے پیچھے اور کسی کو کافی نہین **ف** ابن عباس اور ابن عمر رض کی حدیث تو صریح ہے اسمین کہ خطبہ عید کی نماز سے پیچھے پڑہنا چاہیے پس مطابقت انکی باب سے ظاہر ہے اور دوسری حدیث ابن عباس رض کی اسطور سے باب کے مطابق ہے کہ آپنے عورتون کو وعظ کیا اور یہ بھی خطبے مین داخل ہے اور براء کی حدیث باب سے اسطور پر مطابق ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپنے عید کی نماز پڑہی پھر خطبہ پڑہا اور یہ فرمایا کہ عید کے دن سب سے پہلے نماز پڑہنی چاہیے الخ اور ثم کا لفظ اسبات کو مستلزم نہین کہ نماز اور قربانی کے درمیان کوئی چیز واقع نہووے **بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلَاحِ فِي الْعِيدِ وَالْحَرَمِ** عید کے دن اور حرم مکے مین ہتھیار اٹھانے مکروہ یا حرام ہین **ف** اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن ہتھیار اٹھانے مکروہ یا حرام ہین اور باب الحراب والدرق سے جو پہلے گذر چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن ہتھیار اوٹھانی جائز یا مستحب ہین سو تطبیق انمین اسطور سے ہے کہ اگر تجربہ اور کثرت کے واسطے اٹھائے اور کسی کو ایذا نہ پہونچائے یا دشمن کا خوف ہو تو ہتھیار اٹھانے جائز ہین جیسا کہ پہلے باب سے معلوم ہوتا ہے اور اگر فخر اور شر کے واسطے اٹھاوے یا لوگون کو اس سے ایذا پہونچنے کا بے احتیاطی سے لیجاوے یا مخلوق کا بہت ہجوم ہو یا راہ تنگ ہو تو ایسی حالت مین ہتھیار ساتھ لیجانے مکروہ یا حرام ہین جیسا کہ اس باب سے معلوم ہوتا ہے پس دونو باب دو حالتون پر محمول ہین **وَقَالَ الْحَسَنُ نُهُوا أَنْ يَحْمِلُوا السِّلَاحَ يَوْمَ الْعِيدِ إِلَّا أَنْ يَخَافُوا عَدُوًّا** یعنے حسن بصری نے کہا کہ عید کے دن لوگون کو ہتھیار اوٹھانے سے منع ہوا ہے مگر دشمن کا خوف ہو تو جائز ہین یعنے ضرورت کے وقت کچھ گناہ نہین **حَدَّثَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى أَبُو السُّكَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِينَ أَصَابَهُ سِنَانُ الرُّمْحِ فِي أَخْمَصِ قَدَمِهِ فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذَلِكَ بِمِنًى فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ فَجَاءَ يَعُودُهُ فَقَالَ الْحَجَّاجُ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنْتَ أَصَبْتَنِي قَالَ وَكَيْفَ قَالَ حَمَلْتَ السِّلَاحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيهِ وَأَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنِ السِّلَاحُ يُدْخَلُ فِي الْحَرَمِ **ترجمہ** سعید بن جبیر رض سے روایت ہے کہ جب ابن عمر رض کے پاؤن پر نیزے کی نوک لگی تو مین اسوقت اسکے ساتھ تھا سو اسکا پاؤن رکاب کے ساتھ جڑ گیا اور اس سے باہر نہ نکل سکا یعنے خون جم جانے سے یا ضعیف ہو جانے کے سبب سے سو مین اپنی سواری سے تلے اترا اور اسکو رکاب سے باہر کہینچا اور یہ واقعہ منا (جو حرم مکے مین داخل ہے) مین تہا عید کے دن جبکہ حجاج ظالم ملک حجاز پر قابض ہوا) سو حجاج کو یہ خبر پہونچی کہ عبد اللہ بن عمر کو نیزہ لگا ہے سو انکی بیمار پرسی کو آیا اور کہا کہ اگر مین جانتا اس شخص کو جس نے تجھکو نیزہ مارا تو اسکو سخت سزا دیتا سو ابن عمر رض نے کہا کہ خود تو نے مجھکو نیزہ مارا ہے حجاج نے کہا مینے کسطرح نیزہ مارا ابن عمر رض نے کہا کہ تو نے ہتھیار اٹھائے اور لوگون کو اجازت دی اوس دن مین جسمین کہ ہتھیار نہین اٹھائے جاتے تھے اور نیز تو نے حرم مکے مین ہتھیار داخل لیے ہین حالانکہ اسکے اندر کوئی ہتھیار نہین لایا

کرتا تہا یہ سبب ہونے اُسکے کی جگہہ امن کی یعنے تونے سنت کی مخالفت کی ہو اسطے فساد واقع ہوا اور اگر تو اسدن مین ہتیہار اٹہانے کی کسکی رخصت نہ دیتا تو کوئی ہتیہار نہ اٹہاتا اور نہ حرم مکے کو اندر لاتا **ف** جب حجاج ظالم بعد قتل کرنے عبداللہ بن زبیر کے حجاز کے ملک پر حاکم ہوا تو عبدالملک نے حاکم وقت تہا اسکو لکھہ بہیجا کہ عبداللہ بن عمر رض کی کسی کام مین مخالفت نہین کرنی سو یہ بات حجاج کو ناگوار گذری پس اسنے ایک شخص کو حکم کیا کہ ابن عمر رض کو نیزہ چہبلاوے سو اس بدبخت نے حجاج کے حکم سے ابن عمر رض کی پاؤن مین نیزہ چبہا دیا کہتے ہین وہ نیزہ زہر آلودہ تہا سو عبداللہ بن عمر رض اس زخم سے کئی دن بیمار رہے آخر اسی بیماری سے سنہ ۷۴ چوہتر ہجری مین انتقال کیا اور شاید کہ متن کی حدیث مین بہی یہی تعریض ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عید کے دن ہتہیار اٹہانے مین کسی کو ایذا پہونچے اور احتیاط نہ ہوسکے تو جائز نہین اور مراد ابن عمر رض کی بہی یہی معلوم ہوتی ہے اور حرم مین ہتیہار اٹہانے کی ممانعت اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے جو صحیح مسلم مین جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکے مین ہتیہار اٹہانا منع فرمایا اور حدیث باب سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ ..... مکے مین ہتہیار اٹہانے جائز نہین پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَاَنَا عِنْدَهٗ قَالَ كَيْفَ هُوَ قَالَ صَالِحٌ فَقَالَ مَنْ اَصَابَكَ قَالَ اَصَابَنِيْ مَنْ اَمَرَ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فِيْ يَوْمٍ لَا يَحِلُّ فِيْهِ حَمْلُهٗ يَعْنِي الْحَجَّاجَ **ترجمہ** سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ حجاج ابن عمر رض کے پاس بیمار پرسی کو آیا اور مین اسوقت اسکے پاس تہا سو حجاج نے ابن عمر رض سے کہا کہ کیا حال ہے انہون نے کہا اچہا حال ہے سو حجاج نے پوچہا کہ تمہکو کسنے نیزہ چہبایا اُسنے کہا کہ جسنے ہتہیار اٹہانے کا حکم دیا ایسے دن مین جسمین انکا اٹہانا جائز نہین یعنے خود تو نے مجہکو نیزہ چہبایا ہے **ف** کہتے ہین حجاج تین بار عبداللہ بن عمر رض کی بیمار پرسی کو گیا پہلی بار پوچہا کہ کسنے نیزہ چہبایا سو ابن عمر نے اشارے سے جواب دیا دوسری بار پہر اُسنے پوچہا کہ کسنے چہبایا ابن عمر رض نے کہا کہ تو نے نیزہ مارا تیسری بار پہر اُسنے یہی پوچہا تب ابن عمر رض چپ رہے اور اس نابکار سے بالکل کلام نہ کی تب غصے ہوکر چلا آیا اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے بَابُ التَّبْكِيْرِ لِلْعِيْدِ عید کی نماز کے واسطے جلدی جانے کا بیان **ف** عید کے وقت مین علماء کو اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہین کہ سورج نکلنے سے لیکر دوپہر تک اسکا وقت ہے اور حنفیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ اور جمہور علماء کہتے ہین کہ جب آفتاب بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جاوے تو اسوقت سے لیکر دوپہر تک اسکا وقت ہے لیکن افضل سب کے نزدیک نیزہ سورج بلند ہونے کا وقت ہے ابن بطال نے کہا کہ سورج نکلنے سے پہلے اور عین نکلنے کے وقت عید پڑہنی بالاتفاق منع ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عید کا وقت زوال تک باقی نہین رہتا ہے اور عیدگاہ کیطرف جانے مین بہی علماء کو اختلاف ہے بعضے شافعیہ وغیرہ کہتے ہین کہ مقتدی نماز فجر کے بعد جاوے یعنے سورج نکلنے سے پہلے اور امام تکبیر کے وقت جاوے اور مالکیہ کہتے ہین کہ سورج نکلنے کے بعد عیدگاہ کیطرف جاوے خواہ امام ہو یا مقتدی ہو اور یہی مذہب ہے نافع اور عروہ

عطا اور شعبی اور ابن عمر وغیرہ کا اور امام شافعی وغیرہ کہتے ہیں کہ بقرعید میں امام بعد طلوع آفتاب کے جاوے اور عید فطر میں تھوڑی سی دیر کر کے جاوے **وَقَالَ** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ اِنْ كُنَّا فَرَغْنَا فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ ذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ یعنے عبد اللہ بن بسر نے کہا کہ ہم اسوقت میں یعنے چاشت کے وقت عید کی نماز سے فارغ ہو جایا کرتے تھے **ف** جب چاشت کے وقت عید کی نماز سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ سورج نکلنے کے بعد عیدگاہ کی طرف جلدی چلے جاتے تھے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَامَ خَالِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اُصَلِّيَ وَ عِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا اَوْ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ **ترجمہ** اس حدیث براء کا سابق باب میں گذر چکا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن نماز کی تیاری اور عیدگاہ کی طرف جانے کے سوا اور کوئی کام کرنا لائق نہیں اور یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ عید کی نماز سے پہلے کوئی کام کرنا لائق نہیں اپس مقتضی ہے اس بات کو کہ عیدگاہ کی طرف اول وقت جاوے پس یہی وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے واللہ اعلم **بَابُ** فَضْلِ الْعَمَلِ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ تشریق کے دنوں میں عمل کرنے کی فضیلت کا بیان

ف تشریق کے چار دن ہیں ایک بقرعید کا دن اور تین دن اس سے پچھلے یعنے گیارہویں بارہویں تیرہویں اور بعضوں نے کہا کہ تین دن ہیں اور تشریق کا معنے لغت میں گوشت خشک کرنے کا ہے اور چونکہ عرب لوگ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کرتے تھے اسواسطے ان دنوں کا نام ایام تشریق کہا گیا اور بعضوں نے کہا کہ تشریق کا معنے سورج بلند ہونے کا ہے اور چونکہ بقرعید کی نماز سورج بلند ہونے کے وقت پڑھی جاتی ہے اور باقی تین دن بھی نماز میں اسکے تابع ہیں اسلیئے انکو ایام تشریق کہا گیا اور ایام تشریق کو ایام منٰے بھی کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ نے کہا کہ گاؤں والوں پر تشریق کی تکبیریں نہیں ہیں لیکن اس مسئلے میں کوئی اسکے موافق نہیں بلکہ صاحبین بھی اسکی مخالف ہیں **وَقَالَ** ابْنُ عَبَّاسٍ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ اَيَّامُ الْعَشْرِ وَالْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ یعنے ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد اس آیت میں ایام معلومات سے پہلے دس دن مہینے ذیحجے کے ہیں پس معنے اس آیت کا یہ ہوا کہ یاد کرو اللہ کو معلوم دنوں میں یعنے ذیحجے کے پہلے دہاکے دنوں میں (ابن عباسؓ نے کہا) اور مراد ایام معدودات سے جو سورہ بقرہ میں واقع ہوا ہے تشریق کے دن ہیں اور وہ آیت یہ ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ پس معنے اسکا یہ ہوا کہ یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے یعنے تشریق کے دنوں میں اگر کوئی کہے کہ پہلی آیت قرآن کی مخالف ہے اسلیئے کہ قرآن میں واذکروا اللہ کے بدلے ویذکروا اللہ واقع ہوا ہے تو کہا جاویگا کہ ابن عباس کی غرض تلاوت کی نہیں بلکہ

انکی غرض فقط ان دونو لفظوں کی تفسیر کرنی ہے اور غرض امام بخاری کی اس اثر سے یہ ہے کہ تشریق کے دن ذیحجہ کے دس
دنوں کو برابر ہیں جیسا کہ اثر ابوہریرہ رضی اور ابن عمر رضی سے معلوم ہوتا ہے پس انمین عمل کرنے کا ثواب ایام عشر کے برابر ہے
پس ایام تشریق مین عمل کرنے کی فضیلت ثابت ہوگئی **ق** كَانَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ اِلَى السُّوْقِ فِي
الْاَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِمَا وَكَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ خَلْفَ النَّافِلَةِ یعنے محمد بن علی نے نفل
نماز کے بعد تکبیر کہی یعنے ایام تشریق مین **ف** ان دونو اثرون سے ایام عشر اور ایام تشریق مین عمل کرنا ثابت ہوا
پس انکو باب کو ساتھہ اتنی مناسبت ہی کافی ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ
عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا الْعَمَلُ فِي
اَيَّامٍ اَفْضَلَ مِنْهَا فِي هٰذِهٖ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ **ترجمہ**
ابن عباس رضی سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرنا کوئی دنون مین افضل نہین ہے ان دنون سے
یعنے ذیحجہ کے دس دنون سے اصحاب نے کہا اور راہ خدا مین جہاد کرنا بھی اس سے افضل نہین فرمایا اور راہ خدا مین جہاد کرنا
بھی اس سے افضل نہین مگر اس مرد کا جہاد افضل ہے جو نکلا اپنا جان اور مال نثار کرتا پھر نہ پلٹا کچھ لے کر یعنے شہید ہوگیا
ف اس سے معلوم ہوا کہ عشرہ ذیحجہ کے برابر کوئی دنون کی عبادت افضل نہین اور چونکہ ایام تشریق بھی انکے ہمسایہ ہین
اور انکے ساتھہ متصل پیچھے آتے ہین اسلیے ہمسائگی کے سبب سے انکو بھی یہ فضیلت دی گئی اور نیز ذیحجہ کے دس دنون
کو اسواسطے فضیلت حاصل ہوئی ہے کہ اسمین حج کے عمل واقع ہوتے ہین اور باقی عمل حج کے جیسا کہ طواف اور رمی
وغیرہ ہے تشریق کے دنون مین واقع ہوتے ہین تو اب اصل فضیلت مین دونو شریک ہوے کہ اعمال حج کے دونون مین
واقع ہوتے ہین ...... اسی سبب سے تکبیر مین بھی دونو شریک ہین اور جب کہ حج کے دس دنون مین عمل کرنے کی
فضیلت اس حدیث سے ثابت ہوگئی تو ایام تشریق مین عمل کرنے کی فضیلت خود ثابت ہوگئی پس مناسبت اس
حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور نیز آثار مذکورہ کی مناسبت ابن عباس رضی کی حدیث سے بھی ظاہر ہوگئی اور نیز عید کا
دن دونو مین شریک ہے اسلیے کہ عید ایام عشر کا اخیر دن ہے اور ایام تشریق کا پہلا دن ہے تو اب جو فضیلت کہ ایام عشر
کے واسطے ثابت ہوگی وہ ایام تشریق کے واسطے خود ثابت ہوجاوے گی کیونکہ عید دونو کی جز ہے اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جہاد کی بڑی فضیلت ہے اور اسکے درجے متفاوت ہین اعلے درجہ اسکا وہ ہے جسمین آدمی شہید ہو جاوے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذی حجہ کے دس دن تمام سال کے دنون سے افضل ہین سو اگر کوئی نذر مانے کہ مین سب دنون سے افضل دن
مین روزہ رکھون گا تو عرفے کا دن مقرر ہوگا اور وجہ عشرہ ذیحجہ کے افضل ہونے کی یہ ہے کہ افضل عبادتین جو بنیاد اسلام کی
بنیاد ہے انمین سب جمع ہوجاتی ہین اور وہ نماز ہے اور روزہ اور صدقہ اور حج اور یہ سب عبادتین اور کسی دن مین
جمع نہین ہوتی ہین **بَاب** التَّكْبِيْرِ اَيَّامَ مِنًى وَاِذَا غَدَا اِلٰى عَرَفَةَ منے کے دنون مین تکبیر کہنی اور جب نویں ذی حجہ کی

نالون مین منے سے عرفات کو جاوے تو راہ مین تکبیر کہنے کا بیان **ف** مراد منے کے دنون سے وہی تشریق کے دن ہین کہ امام
وکان ابن عمر رضی اللہ عنہ یکبر فی قبتہ بمنی فیسمعہ اھل المسجد فیکبرون ویکبر اھل الاسواق
حتی ترتج منی تکبیرا وکان ابن عمر یکبر بمنی تلک الایام وخلف الصلوات وعلی فراشہ وفی فسطاطہ
ومجلسہ وممشاہ وتلک الایام جمیعا اور ابن عمر رضا اپنے خیمے مین (جو منے مین گاڑا تھا) پکار کر تکبیر کہتے تھے سو مسجد
والے اسکو سنتے سو وہ بھی اسکے ساتھ تکبیر کہتے اور بازار والے بھی تکبیر کہتے یہانتک کہ منی تکبیرون کی آواز سے گونج
جاتی اور ابن عمر رضا تشریق کے دنون مین منا کو درمیان تکبیر کہا کرتے تھے اور نیز ہر نماز کے پیچھے تکبیر کہتے اور اپنے بچھونے
پر بھی تکبیر کہتے اور اپنے خیمے مین بھی تکبیر کہتے اور بیٹھتے اور چلتے بھی تکبیر کہتے اور ان سب دنون مین تکبیر کہتے **و**کانت
میمونۃ تکبر یوم النحر وکان النساء یکبرن خلف ابان بن عثمان وعمر بن عبد العزیز لیالی التشریق
مع الرجال فی المسجد یعنے اور میمونہ بھی بقرعید کے دن تکبیر کہتی تہین اور عورتین بھی تشریق کے دنون مین ابان بن عثمان
اور عمر بن عبد العزیز کے پیچھے مردونکے ساتھ مسجد مین تکبیر کہتی تہین **ف** ان اثرون سے معلوم ہوتا ہے کہ تشریق کے دنون مین ہر وقت
ہر حال مین تکبیر کہی جاوے نماز پنجگانہ کے پیچھے بھی اور باقی سب وقتون مین بھی اور اس مسئلے مین علماء کو اختلاف ہے کئی وجہ سے
وجہ اول یہ ہے کہ یہ تکبیر امام ابوحنیفہ رہ اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رہ سے اور باقی امامون کے
نزدیک مستحب ہے وجہ دوم یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رہ کے نزدیک ابتدا اسکی عرفے کے دن صبح کی نماز کے پیچھے سے ہے اور انتہا
اسکی عید کے دن کی عصر تک ہے کہ مجموعہ انکا آٹھ نمازین ہوتی ہین اور یہی مروی ہے ابن مسعود رضا سے اور امام شافعی رہ اور احمد رہ
اور محمد رہ اور ابویوسف رہ وغیرہ کے نزدیک عرفے کی صبح سے لیکر تشریق کے پچھلے دن کی عصر تک ہے کہ مجموعہ انکا تئیس نمازین
ہوتی ہین امام نووی نے کہا کہ محققین کے نزدیک یہی قول صحیح ہے اور دار قطنی مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفے
کی صبح سے لیکر تشریق اخیر دن کی عصر تک تکبیر کہی اور ابن مسعود اور علی سے روایت ہے کہ تکبیر عرفے کی صبح سے لیکر آخر
دنون منے کے عصر تک ہے اور یہی مروی ہے عمر اور ابن عباس رضا وغیرہ سے اور امام مالک کے نزدیک عید کی ظہر سے لیکر تشریق
کی اخیر دن کی صبح تک ہے اور اسکے سوا اور بھی یہان کئی قول ہین جو بخوف طول اوپر نہین لکھے گئے وجہ سوم یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رہ کے
نزدیک جماعت شرط ہے تنہا نماز پڑھنے والے پر تکبیرین واجب نہین اور باقی امامون اور صاحبین کے نزدیک جماعت شرط
نہین وجہ چہارم یہ ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ تکبیرین فقط مردون کے ساتھ خاص ہین عورتون کے واسطے نہین اور بعضے
کہتے ہین کہ ادا نماز مین ہین قضا مین نہین اور بعضے کہتے ہین کہ فرضون مین ہین نفلون مین نہین اور بعضے کہتے ہین
مقیم پر ہین مسافر پر نہین اور بعضے کہتے ہین کہ شہر والون پر ہین گاؤن والون پر نہین مگر امام بخاری کے نزدیک مختار
قول یہی ہے کہ تکبیرون کا حکم ان سب لوگون کو شامل ہے سب لوگ تکبیر کہین وجہ پنجم یہ ہے امام ابوحنیفہ رہ کے نزدیک
ایک بار یہ ذکر کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اور امام شافعی رہ کے نزدیک بھی یہی کرے لیکن

تکبیر تین بار کہے اور امام مالک رح کے نزدیک فقط اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور اگر تہلیل اور تحمید زیادہ کرے تو وہ بہتر ہے اور امام احمد کا مذہب موافق حنیفہ کے ہے لیکن شیخ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا کہ سب سے صحیح تکبیر یہ ہے جو کہ عبد الرزاق نے سند صحیح کے ساتھ سلمان سے روایت کی ہے کہا تشریق کے دنون میں یہ کہا کرو اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا اور یہی قول امام شافعی کا ہے لیکن وہ اتنا زیادہ کرتے ہیں و للہ الحمد اور بعضے کہتے ہیں کہ تین بار تکبیر کہے اللہ اسپر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ زیادہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ دو بار تکبیر کہے بعد اسکے یہ کہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اور یہی مروی ہے عمر اور ابن مسعود سے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق کا ۔ حدثنا ابو نعیم قال حدثنا مالک بن انس قال حدثنی محمد بن ابی بکر الثقفی قال سألت انس بن مالک ونحن غادیان من منی الی عرفات عن التلبیة کیف کنتم تصنعون مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان یلبی الملبی لا ینکر علیہ ویکبر المکبر فلا ینکر علیہ ترجمہ محمد بن ابی بکر ثقفی رح سے روایت ہے کہ میں نے انس رض سے تلبیہ کا مسئلہ پوچھا اور ہم دونو منے سے عرفات کو جا رہے تھے کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے تو انس رض نے کہا کہ لبیک کہنے والا لبیک کہتا اسپر کوئی انکار نہ کرتا اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا اسپر کوئی انکار نہ کرتا یعنے کبھی تلبیہ کہتے اور کبھی تکبیر کہتے تھے پس دونو طرح جائز ہے جو جسکے جی میں آوے کہے درست ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب منی سے عرفات کو جاوے تو راہ میں تکبیر کہنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے دوسرے مسئلے سو مگر رمی جمرہ عقبہ کے پہلے تلبیہ مطلق ترک کر دینا امام شافعی رح اور ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہیں ۔ حدثنا محمد قال حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی عن عاصم عن حفصة عن ام عطیة قالت کنا نؤمر ان نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرها حتی نخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرهم ویدعون بدعائهم یرجون برکة ذلک الیوم وطهرته ترجمہ عطیہ رض سے روایت ہے کہ ہمکو حکم ہوتا تھا عید کے دن باہر نکلنے کا یہانتک کہ باہر نکالیں ہم کواریوں اور حیض والیوں کو بھی پس وہ لوگوں کے پیچھے ٹھیری رہیں اور انکے موافق تکبیر کہیں اور انکے ساتھ دعا میں شریک ہوں امید رکھیں اس دن کی برکت اور پاکی کو یعنے جو پاکی کہ گناہوں سے حاصل ہوتی ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن تکبیر کہنی سنت ہے کہ حیض والیوں کو بھی اسکے کہنے کی تاکید ہے پس تشریق کے دنوں میں تکبیر کہنی ثابت ہو گئی کہ عید بھی انہیں میں داخل ہے پس مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے مسئلے سے ثابت ہو گئی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تکبیر اور دعا حیض والی کو منع نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے واسطے عورتوں کو نکلنا مستحب ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک مطلق منع ہے کما مر باب الصلوة الی الحربة یوم العید عید کے دن برچھی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان یعنے برچھی کو سترہ بنا لے ستر کیے اپنی سامنے گاڑ کر کے اسکی طرف نماز پڑھے جائز ہے ۔ حدثنی محمد بن بشار قال حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ترکز له الحربة قدامه یوم الفطر والنحر ثم یصلی

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عید فطر اور قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے برچھی گاڑی جاتی تھی یعنے بجائے سترے کے پھر آپ اسکی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے **باب** حَمْلِ الْعَنَزَةِ اَوِ الْحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْاِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ عید کے دن امام کے آگے برچھی یا نیزہ اٹھا کر چلنے کا بیان یعنے جائز ہے **ف** اس باب اور پہلے باب مین یہ فرق ہے کہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر مین شرط نہین کہ نمازی کے تمام بدن کو چھپا لیوے اور اس باب سے یہ مراد ہے کہ امام کے آگے کوئی ہتھیار اٹھا کر چلنا جائز ہے حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُو اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي اِلَيْهَا ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عیدگاہ کیطرف جاتے تھے اور نیزہ آپکے آگے اٹھایا جاتا اور عیدگاہ مین آپکے سامنے گاڑا جاتا سو آپ اسکیطرف نماز پڑھتے **ف** یہ اکثر اوقات کا ذکر ہے ورنہ آپنے منا مین بدون سترے کے بھی نماز پڑھائی پس کہ سترہ جائز ہے معلوم ہوا کہ سترہ سنت ہے واجب نہین **باب** خُرُوجِ النِّسَاءِ وَالْحُيَّضِ اِلَى الْمُصَلّٰى عید کے دن عورتون اور حیض والیون کو عیدگاہ کی طرف نکلنا جائز ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ وَعَنْ اَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ قَالَ اَوْ قَالَتِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَيَعْتَزِلْنَ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى ترجمہ ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا کہ باہر نکالین ہم کواریون پردہ نشینون کو یا کہا کہ کواریون اور پردہ نشینون کو اور حیض والیاں عیدگاہ سے کنارے رہین **باب** خُرُوجِ الصِّبْيَانِ اِلَى الْمُصَلّٰى عید کے دن نابالغ لڑکون کو عیدگاہ کی طرف جانا جائز ہے اگرچہ نماز نہ پڑھین حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مین عید فطر یا قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدگاہ کیطرف نکلا سو آپنے نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا پھر عورتون کے پاس گئے اور انکو وعظ سنایا اور بہشت دوزخ کا حال یاد دلایا اور انکو خیرات دینے کا حکم فرمایا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکون کو عیدگاہ کی طرف جانا درست ہے اسلیئے کہ ابن عباس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید مین گئے حالانکہ وہ اسوقت نابالغ تھے جیسا کہ اس حدیث کی دوسرے طریق مین اسکی تصریح آچکی ہے کما مر پس مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی اور بعضون نے کہا کہ نابالغ لڑکون کو اسوقت عیدگاہ مین جانا درست ہے جبکہ اپنے نفس کو کھیل آدے سے روک سکتے ہون اور نماز کو سمجھتے ہون اور نماز کے مفسدات کو یاد رکھتے ہون اور بعضون نے کہا کہ غرض لڑکون کے باہر آنے سے یہ ہے کہ اسلام کی شوکت زیادہ ہو اور عید کی نماز مین جو اسلام کی ایک نشانی ہے مسلمانون کی کثرت ہو پس یہ حکم سب کو شامل

خواہ نماز پڑہے خواہ نہ پڑہے اور یہی معلوم ہوتا ہے مذہب امام بخاری کا لیکن اس صورت مین مناسب ہے کہ لڑکون
کے ساتھہ کوئی آدمی محافظ ہو جو انکو کہیل تماشے اور شور سے روکے اور جو لڑکے کہ بالکل تمیز نہین رکہتے وہ اگرچہ نماز
اور دعا وغیرہ مین شامل ہوکر تبرک حاصل نہین کر سکتے ہین لیکن کثرت اہل اسلام کی اسمین ضرور مقصود ہے اور
یہ بھی کچھ ضرور نہین ہے کہ جو نماز اور دعا وغیرہ مین شریک ہو اسی کو ثواب ملے دوسرے کو نہ ملے اسلیے کہ نیکی کی مجلس
مین فقط حاضر ہونے سے بھی ثواب ملتا ہے گو عبادت مین اُنکے ساتھہ شریک نہو جیسا کہ ان فرشتون کی
حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو نیکی کی مجلسین تلاش کرتے پھرتے ہین **بَابُ** اِسْتِقْبَالِ الْاِمَامِ النَّاسَ
فِیْ خُطْبَةِ الْعِیْدِ عید کے خطبے مین امام کو لوگون کیطرف مونہہ کرنا سنت ہے اور انکو پیٹھہ دینی قبیح ہے کما
وَقَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُقَابِلَ النَّاسِ یعنے ابو سعید رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم لوگون کی روبرو کہڑے ہوئے **ف** یہ حدیث باب آئندہ مین ابھی آتی ہے اور باب الخروج الی المصلی مین پہلے
بھی گذر چکی ہے اور مطابقت اسکی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَیْدٍ
عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اَضْحٰی اِلَی الْبَقِیْعِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَقْبَلَ
عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ نُسُکِنَا فِیْ یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نَّبْدَاَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ
فَقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْءٌ عَجَّلَهٗ لِاَھْلِہٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُکِ فِیْ شَیْءٍ فَقَامَ
رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ذَبَحْتُ وَعِنْدِیْ جَذَعَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّسِنَّةٍ قَالَ اذْبَحْھَا وَلَا تَفِیْ عَنْ اَحَدٍ
بَعْدَکَ **ترجمہ** براء رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقر عید کے دن بقیع کیطرف نکلے سو آپنے دو رکعتین
پڑہین پہر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے اس دن کی پہلی عبادت یہ ہے کہ ہم نماز پڑہین پہر نماز سے پلٹ
آوین اور قربانی کرین سو جسنے ایسا کیا اُسنے ہماری سنت کی موافقت کی اور جسنے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ صرف
ایک چیز ہے جسکو اُسنے اپنے گہر والون کے لیے جلدی تیار کیا اور باقی ترجمہ اس حدیث براء کا پہلے گذر چکا ہے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے خطبے مین امام کو لوگون کیطرف مونہہ کرنا سنت ہے اور غرض اس باب سے
دفع کرنا ہے وہم اس شخص کا جو استقبال امام کو جمعے کے خطبے ساتھہ خاص ہونیکا وہم کرتا ہے یعنی امام کو لوگون کی
طرف متوجہ ہونا ہر حال مین سنت ہے کسی وقت یا کسی خطبے کے ساتھہ خاص نہین **بَابُ** الْعَلَمِ بِالْمُصَلّٰی عیدگاہ
مین نشان کہڑا کرنا تاکہ لوگ اسکو پہچان لیوین کہ یہ عیدگاہ ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیٰنَ قَالَ
حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قِیْلَ لَهٗ اَشَھِدْتَّ الْعِیْدَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَکَانِیْ مِنَ الصِّغَرِ مَا شَھِدْتُّهٗ حَتّٰی اَتَی الْعَلَمَ الَّذِیْ عِنْدَ دَارِ کَثِیْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰی
ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَی النِّسَآءَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَوَعَظَھُنَّ وَذَکَّرَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَیْتُھُنَّ یُھْوِیْنَ

بِلَكِ يَهْوِيْنَ بِقُرْطِهِنَّ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہے
کہ کسی نے اُن سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز مین حاضر ہوا ہے اُسنے کہا ہان اور
اگر میرا قرب اور قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تو مین کم عمری کے سبب سے حاضر نہ ہوتا سو اسکا قصہ یون ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کو چلے یہانتک کہ اس نشان پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گہر کے نزدیک تہا
سو آپنے نماز پڑہی پہر خطبہ پڑہا پہر عورتون پاس آئے اور آپکے ساتھ بلال تھے سو انکو وعظ اور نصیحت کی اور
خیرات کرنیکا حکم دیا ...... سو مینے عورتون کو دیکہا کہ اپنے ہاتہہ کانون کیطرف جہکا کر بلال کے کپڑے مین
صدقہ ڈالتی تہین پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال گہر کو چلے آئے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدگاہ مین
پہچان کے لیے نشان کہڑا کرنا جائز ہے کہ صحابہ رضی نے اسکے واسطے ایک نشان کہڑا کیا ہوا تہا اور یہی وجہ ہے مطابقت
حدیث کی باب سے اور یہ جو ابن عباس رضی نے کہا کہ اگر میرا قرب اور قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا الخ سو اگر
انکے اس قول کا یہی معنے کیا جاوے جو اس ترجمے مین کیا گیا ہے تو اس حدیث سے نابالغ لڑکی کا عیدگاہ کیطرف جانا
ثابت نہین ہو سکیگا حالانکہ امام بخاری نے یہی مسئلہ اسی حدیث ابن عباس رضی سے ثابت کیا ہے جیسا کہ تیسرے باب
مین گذر چکا ہے پس مناسب یہ ہے کہ اس قول کا یہ معنے کیا جاوے کہ اگر میری جگہ لڑکپن سے نہ ہوتی تو مین حاضر
ہوتا یعنے اگر مین کم عمر نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عورتون مین نجاتا کہ بالغ جوان کو عورتون مین جانا
منع ہے بَابُ مَوْعِظَةِ الْاِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ الْعِيْدِ عید کے دن امام کا عورتون کو وعظ سنانا مستحب ہے حَدَّثَنَا
اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ
خَطَبَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَاَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهٗ تُلْقِيْ فِيْهِ
النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِيْنَئِذٍ تُلْقِي
وَتُلْقِيْنَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَتُرٰى حَقًّا عَلَى الْاِمَامِ ذٰلِكَ وَيُذَكِّرُهُنَّ قَالَ اِنَّهٗ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا
يَفْعَلُوْنَهٗ ترجمہ اس حدیث جابر رضی کا باب المشی والرکوب مین پہلے گذر چکا ہے یہان اتنا مطلوب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے عورتون کو وعظ کیا اور خیرات کرنے کا حکم دیا سو وہ صدقہ ڈالنے لگین ابن جریج نے کہا کہ مینے عطا سے پوچہا
کہ یہ صدقہ فطرہ تہا انہون نے کہا نہین ولیکن یہ اور صدقہ تہا کہ اسوقت خیرات کرتی تہین عورتین اپنی انگوٹہیان
ڈالتی تہین اور ہر قسم کا زیور پہینکتی تہین پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَ
اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يُصَلُّوْنَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يُخْطَبُ بَعْدُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ

اِلَیْہِ حِیْنَ یُجْلِسُ بِیَدِہٖ ثُمَّ اَقْبَلَ یَشُقُّھُمْ حَتّٰی جَاءَ النِّسَاءَ مَعَہٗ بِلَالٌ فَقَالَ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ الْاٰیَۃَ ثُمَّ قَالَ حِیْنَ فَرَغَ مِنْھَا اَنْتُنَّ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ وَّاحِدَۃٌ مِّنْھُنَّ لَمْ یُجِبْہُ غَیْرُھَا نَعَمْ لَا یَدْرِیْ حَسَنٌ مَنْ ھِیَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَہٗ ثُمَّ قَالَ ھَلُمَّ لَکُنَّ فِدَاءٌ اَبِیْ وَاُمِّیْ فَیُلْقِیْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِیْمَ فِیْ ثَوْبِ بِلَالٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَلْفَتَخُ الْخَوَاتِیْمُ الْعِظَامُ کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ

ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید مین حاضر ہوا اور ابوبکر اور عمر اور عثمانؓ کے ساتھ بھی اسمین حاضر ہوا وہ نماز کو خطبے سے پہلے پڑھتے تھے پھر نماز کے پیچھے خطبہ پڑھتے تھے حضرتؐ خطبے سے فارغ ہو چلے گویا کہ مین آپ کو دیکھتا ہون جبکہ آپ نے ہاتھ سے لوگون کو بٹھایا پھر صفون کو چیرتے آگے بڑھے یہانتک کہ عورتون پاس گئے آپ کے ساتھ بلالؓ تھے سو آپ نے یہ آیت پڑھی یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ الْاٰیَۃ یعنے اے نبی جب آوین تیرے پاس مسلمان عورتین اقرار کرنے کو اسپر کہ شریک نہ ٹھیراوین اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کرین اور بدکاری نہ کرین اور اپنی اولاد نہ مارین اور طوفان نہ لاوین باندھ کر اپنے ہاتھون پاؤن مین اور تیری بے حکمی نہ کرین کسی بھلے کام مین تو تُو انسے اقرار کر اور معافی مانگ انکو واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے جب آپ اس آیت کی پڑھنے سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم اس قرار پر قائم ہو سو انمین سے ایک عورت نے کہا ہان اسکے سوا اور کوئی نہ بولی کہ ہم اس عہد پر قائم ہین یعنے اور سب حیا سے چپ رہین فقط ایک نے کلام کی حسن (راوی) نہین جانتا کہ وہ کون عورت تھی سو فرمایا کہ اگر تم اس اقرار پر قائم ہو تو خیرات کرو سو بلال نے اپنا کپڑا بچھایا اور کہا کہ لاؤ یعنے اے عورتو خیرات کو جمع کرو میرے مان باپ تم پر قربان ہون سو وہ بڑی اور چھوٹی انگوٹھیون کو بلال کے کپڑے مین ڈالتی تھین عبدالرزاق (راوی) نے کہا کہ فتخ بڑی انگوٹھیون کو کہتے ہین جو جاہلیت کے زمانے مین تھین

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عید کے دن امام عورتون کو وعظ سناوے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ جو راوی نے کہا کہ آپ نے ہاتھ سے لوگون کو بٹھایا تو اسکا معنے یہ ہے کہ جب آپ خطبے سے فارغ ہوکر عورتون کی طرف چلے تو لوگ اٹھنے لگے اس غرض سے کہ اپنے گھرون کو جاوین یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عورتون پاس جاوین سو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو جب تک کہ مین فارغ ہوکر آؤن اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتون کو عیدگاہ کی طرف نکلنا جائز ہے اور انکو صدقے کی رغبت دینی مستحب ہے اور یہ کہنا جائز ہے کہ میری مان باپ تم پر قربان ہو اور یہ کہ خاوند کے مال سے بلا اجازت خیرات کرنی جائز ہے اور یہ کہ صدقہ عذاب کو دفع کر دیتا ہے اور یہ کہ محتاجون کے واسطے مالدارون سے صدقہ طلب کرنا جائز ہے

باب اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّھَا جِلْبَابٌ فِی الْعِیْدِ اگر عید کے دن کسی عورت کو پاس پہننے کی چادر نہ ہو تو ساتھ والی عورت اسکو اپنی چادر پہناوے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا

ایوب عن حفصۃ بنت سیرین قالت کنا نمنع جواریناان یخرجن یوم العید فجاءت امرأۃ فنزلت قصر بنی خلف فاتیتہا فحدثت ان زوج اختہا غزی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثنتی عشرۃ غزوۃ فکانت اختہا معہ فی ست غزوات قالت فکنا نقوم علی المرضی ونداوی الکلمی فقالت یارسول اللہ اعلی احدانا باس اذا لم یکن جلباب الا تخرج فقال لتلبسہا صاحبتہا من جلبابہا فلیشہدن الخیر ودعوۃ المؤمنین قالت حفصۃ فلما قدمت ام عطیۃ اتیتہا فسألتہا اسمعت فی کذا وکذا فقالت نعم بابی فقال لتخرج العواتق وذوات الخدور او قال العواتق وذوات الخدور شک ایوب والحیض فتعتزل الحیض المصلی ولیشہدن الخیر ودعوۃ المؤمنین قالت فقلت لہا الحیض قالت نعم الیس الحائض تشہد عرفات وتشہد کذا وتشہد کذا

ترجمہ حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ ہم اپنی جوان لڑکیوں کو عید کے دن باہر نکلنے سے منع کیا کرتے تھے سو ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل (بصرہ میں ایک جگہ کا نام ہے) میں اتری سو میں اس پاس گئی سو اسنے بیان کیا کہ میرے بہنوئی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کافروں سے بارہ جنگ کیے ہیں اور چھے لڑائیوں میں میری بہن بھی اسکی ہمراہ تھی سو اسکی بہن نے کہا کہ ہم بیماروں کی خبرگیری اور زخمیوں کا دوا کیا کرتی تھیں سو اسنے عرض کی کہ یا حضرت اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا اسکو عیدگاہ کی طرف نہ نکلنے میں گناہ ہے فرمایا چاہیے کہ اسکے ساتھ والی اسکو اپنی چادر پہنا دے یعنے اگر اسکے پاس کوئی چادر فاضل موجود ہو تو وہ اسکو بطور عاریت کو دیدے ورنہ جو چادر پہنی ہو اسی سے ایک کنارہ اسپر ڈالدیوے اور دونوں ملکر عیدگاہ میں جاویں سو نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوویں حفصہ نے کہا کہ جب ام عطیہ آئی تو میں اسکے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ایسا سنا ہے یعنے عورتوں کا عیدگاہ میں نکلنا سنکے کہا ہاں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میرا باپ آپ پر قربان ہو اور ام عطیہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتی تو یہ کلمہ کہتی آپ نے فرمایا چاہیے کہ باہر آویں جوان لڑکیاں اور پردہ نشینان اور حیض والیاں لیکن حیض والیاں عیدگاہ سے کنارے رہیں اور نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوویں حفصہ نے کہا کہ میں نے ام عطیہ سے پوچھا کہ کیا حیض والیاں بھی باہر آویں اسنے کہا ہاں کیا وہ عرفات اور ایسی ایسی جگہ یعنے مزدلفہ اور رمی جمار وغیرہ میں حاضر نہیں ہوتی ہیں یعنے جیسا کہ عرفات وغیرہ حج کی جگہوں میں انکو جانا جائز ہے ویسا ہی انکو عیدگاہ میں بھی آنا جائز ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کے پاس عید میں جانے کے واسطے چادر نہ ہو تو اسکے ساتھ والی اسکو اپنی چادر پہنا دے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے مبالغہ ہے یعنے ہر حال میں عورتیں عیدگاہ کیطرف نکلیں اگرچہ دو دو ایک چادر میں ہوں

باب اعتزال الحیض المصلی حیض والی عورتیں عیدگاہ سے کنارے رہیں **ف** یہ مسئلہ پہلی حدیث

کی ضمن میں آچکا ہے لیکن زیادہ اہتمام کے واسطے اسکا علیحدہ باب باندھا حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَطِیَّۃَ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ فَنُخْرِجَ الْحُیَّضَ وَالْعَوَاتِقَ وَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ اَوِالْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَاَمَّا الْحُیَّضُ فَیَشْهَدْنَ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَیَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ **ترجمہ** ام عطیہ رضی سے روایت ہے کہ ہمکو حکم ہوا عید کے دن باہر نکلنے کا سو ہم باہر نکالتے تھے حیض والیوں کو اور جوان لڑکیوں کو اور پردہ نشینوں کو سو حیض والیان تو نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوویں لیکن عیدگاہ سے کنارے میں **ف** مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے اسلیے کہ عیدگاہ مسجد نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اسمین ٹھیرنا حرام ہے لیکن پہلی بات ٹھیک ہے سو عورتین عیدگاہ میں نمازیوں سے کنارہ رہیں اور مسجد کے دروازے پر کھڑی رہیں کہ مسجد میں انکو آنا حرام ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عورت کو اجنبی آدمی کی دوا کرنی جائز ہے بشرطیکہ اسکے معالجے میں مباشرہ کی حاجت نہ پڑے اور اگر اسکی حاجت ہو تو فتنے سے امن ہو اور یہ کہ جوان اور پردہ نشین لڑکیوں کو واجب ہے کہ پردے میں رہیں باہر نہ نکلیں مگر جس چیز میں انکو اجازت ملی ہے اسمین جائز ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دستور تھا کہ کواری اور جوان لڑکیاں پردے میں رہتی تھیں باہر نہیں نکلتی تھیں پس اب اس زمانے میں انکو پردے میں رہنا بطریق اولے واجب ہے کہ اب زمانہ خراب ہو گیا اور یہ کہ عید کی نماز واجب ہے مگر یہ بات ٹھیک نہیں اسلیے کہ غیر مکلفون کو بھی اسمین نکلنے کا حکم ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ غرض اس سے بہت کثرت کو ساتھ جمع ہو کر شعار اسلام ظاہر کرنا ہے اور تا کہ سب کو برکت شامل ہو اور یہ کہ عورت کو عید کے واسطے چادر تیار کر رکھنی جائز ہے اور یہ کہ دوسرے سے عاریۃً کپڑا لیکر پہننا جائز ہے اور یہ کہ عید دن میں سب عورتوں کو نکلنا مستحب ہے خواہ جوان ہوں خواہ بوڑھی ہوں اور خواہ خوبصورت ہوں یا نہ ہوں اور اسمین سلف علماء کو اختلاف ہے ابوبکر صدیق اور علی اور ابن عمر وغیرہ نکلنے کو واجب کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مستحب ہے لیکن امام شافعی رح خوبصورتوں کو اس سے مستثنٰی کرتے ہیں اور طحاوی نے اس حکم کے منسوخ ہونے کا دعوی کیا ہے یعنے جوان لڑکیوں اور پردہ نشینوں اور حیض والیوں کو عید میں نکلنے کا حکم اول اسلام میں تھا جبکہ مسلمان کم تھے سو آپ نے عورتوں کو نکلنے کا حکم فرمایا تا کہ مسلمانوں کی بہت کثرت معلوم ہووے اور دشمن دیکھ کر ڈر جاویں اور اب اسکی حاجت نہیں پس یہ حکم منسوخ ہوا سو جواب اسکا یہ ہے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکی واسطے کئی شرطیں ہیں جنکا بیان تیسرے پارے میں گذر چکا ہے پس جبتک مدعی نسخ ان شرطوں کو ثابت نکرے تب تک دعوی نسخ مردود ہے بلکہ ابن عباس رض کی حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ سنایا اور وہ بھی اسوقت وہاں حاضر تھا اور کم عمر تھا اور یہ قصہ بعد فتح کے ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہیں بلکہ معاملہ اسکے برعکس ہے فلیطلب المخالف منہ مخرجا اور نیز حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کی علت یہ بیان کی کہ وہ مسلمانون کی دعا اور جماعت مین حاضر ہوکر تبرک حاصل کرین اور ام عطیہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہی فتوے دیا اور اسکی مخالفت کسی صحابی سے ثابت نہین اور عائشہ رضہ سے جو روایت ہی کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عورتون کا حال یہ دیکھتے تو انکو منع کر دیتے سو یہ ام عطیہؓ کی حدیث کی معارض نہین باوجودیکہ عائشہ رضہ کا قول منع مین صریح نہین کما مر اور یہ جو طحاوی نے کہا کہ تا مسلمانون کی کثرت دیکھ کر دشمن ڈر جاوے تو یہ بھی محض وہم فاسد ہے کیونکہ لڑائی مین عورتون سے مدد چاہنی اور انسے لشکر کی بہتایت طلب کرنی دلالت کرتی ہے اسپر کہ مسلمان ضعیف تہے حالانکہ ایسا نہین تہا پس بہتر یہ ہے کہ اس نکلنے کو خاص کیا جاوے ساتہہ اس عورت کی جسپر یا جسکے سبب سے فتنے کا خوف نہو اور اسکے حاضر ہونے مین کوئی فساد پیدا نہ ہو اور راہون اور مجلسون مین مردون سے نہ ملے اور مفصل بحث اس مسئلے کی اوپر گذر چکی ہے

باب النحر والذبح یوم النحر بالمصلی بقر عید کے دن عیدگاہ مین نحر اور قربانی کرنے کا بیان یعنے سنت ہی کہ نماز کے بعد قربانی کو عیدگاہ مین حلال کرے گہر مین اگر نہ کرے کہ بدعت یا خلاف سنت ہے **ف** نحر کہتے مین گلے مین برچھی مارنے کو اور اسطور سے اونٹ کو ذبح کرتے مین اور صورت اسکی یہ ہی کہ اونٹ کو کہڑا کرتے ہین اور اسکے گلے مین سینے کی طرف نیزہ مارتے ہین پس اس سے خون بہتا ہے اور اونٹ زمین پر گر پڑتا ہے اور گائی اور بکری کو چہری سے حلال کرتے ہین اور اونٹ کو ذبح کرنا بھی جائز ہے لیکن نحر افضل ہے اسی طرح بکری اور گائی کو بھی نحر کرنا درست ہی لیکن افضل ذبح ہے اور اگر دونو قربانیون کو عید مین جمع کرے یعنے اونٹ کو نحر کرے اور گائی بکری کو حلال کرے تو جب بھی جائز ہے اور امام مالکؒ نے کہا کہ امام کی قربانی سے پہلے کوئی ذبح نہ کرے لیکن اسپر جواب ہے کہ اگر قربانی اپنے وقت مین ذبح ہووے تو جائز ہے خواہ امام قربانی کرے یا نہ کرے اسلیئے کہ مدار قربانی کے وقت پر ہے امام کے فعل پر نہین **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث قال حدثنی کثیر بن فرقد عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینحر او یذبح بالمصلی ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کو عیدگاہ مین حلال کیا کرتے تہے یعنے اونٹ کو نحر کرتے یا گائی بکری کو ذبح کرتے

باب کلام الامام والناس فی خطبة العید اذا سئل الامام عن شیء وھو یخطب عید کے خطبے مین امام کو بھی اور دوسرے لوگون کو بھی کلام کرنی جائز ہے اور جب کوئی امام سے خطبے مین کچھ پوچھے تو امام کو اسکا جواب دینا جائز ہے **ف** اس باب مین دو حکم ہین پہلا عام ہے اور دوسرا خاص ہے اور شاید زیادہ اہتمام کے واسطے اسکو خاص کیا ہوگا **حدثنا** مسدد قال حدثنا ابو الاحوص قال حدثنا منصور بن المعتمر عن الشعبی عن البراء بن عازب قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر بعد الصلوة فقال من صلی صلوتنا ونسک نسکنا فقد اصاب النسک

ومن نسک قبل الصلوٰۃ فتلک شاۃ لحم فقام ابوبردۃ بن نیار فقال یا رسول اللہ واللہ لقد نسکت قبل ان اخرج الی الصلوٰۃ وعرفت ان الیوم یوم اکل وشرب فتعجلت واکلت واطعمت اھلی وجیرانی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک شاۃ لحم قال فان عندی عناق جذعۃ ھی خیر من شاتی لحم فھل تجزی عنی قال نعم ولن تجزی عن احد بعدک **ترجمہ** براء رض سے روایت ہے کہ بقر عید کے دن نماز کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا سو فرمایا کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کرے سو وہ قربانی کو پہونچا اور اسکی قربانی ادا ہوئی اور جو نماز سے پہلے قربانی کرے تو وہ گوشت کی بکری ہے یعنی اسمیں فقط گوشت کہانا حاصل ہوا ثواب نہیں سو ابو بردہ کہڑا ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت قسم خدا کی میں تو نماز کیطرف نکلنے سے پہلے قربانی کر چکا ہوں اور میں نے جانا کہ یہ کہانے پینے کا دن ہے سو میں نے . . . قربانی کو . . . جلدی حلال کر ڈالا اور اسکا گوشت کہایا اور اپنے گہر والوں اور ہمسایوں کو کہلایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فقط گوشت کی بکری ہے اسمیں قربانی کا ثواب نہیں ہوا اسنے عرض کی کہ میرے پاس سال سے کم کی ایک جوان بکری ہے البتہ وہ گوشت کی دو بکریوں سے افضل ہے سو کیا وہ قربانی میں میری طرف سے کافی ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا ہاں لیکن تیرے سوا اور کسی کو کافی نہیں **حدثنا** حامد بن عمر عن حماد بن زید عن ایوب عن محمد ان انس بن مالک قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوم النحر ثم خطب فامر من ذبح قبل الصلوٰۃ ان یعید ذبحہ فقام رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ جیران لی اما قال بھم خصاصۃ واما قال بھم فقر وانی ذبحت قبل الصلوٰۃ وعندی عناق لی احب الی من شاتی لحم فرخص لہ فیھا **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقر عید کے دن نماز پڑہی پہر خطبہ پڑہا پہر حکم فرمایا کہ جسنے عید کی نماز سے پہلے قربانی حلال کر چکا ہو تو چاہیے کہ پہر قربانی کرے سو انصار کا ایک مرد کہڑا ہوا اور اسنے عرض کی کہ یا حضرت میرے ہمسایہ محتاج تھے یا کہا بہوکے تھے اور میں نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی اور میرے پاس سال سے کم کی ایک بکری ہے جو مجھکو دو بکریوں سے پیاری ہے یعنی بوجہ موٹی تازی ہونے اور قیمت زیادہ ہونیکے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسکی اجازت دی +

حدثنا مسلم قال حدثنا شعبۃ عن الاسود عن جندب قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح وقال من ذبح قبل ان یصلی فلیذبح اخری مکانھا ومن لم یذبح فلیذبح باسم اللہ **ترجمہ** جندب رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقر عید کے دن نماز پڑہی پہر اپنے خطبہ پڑہا پہر قربانی حلال کی اور فرمایا کہ جسنے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی ہو تو چاہیے کہ وہ اسکے بدلے دوسری قربانی حلال کرے اور جسنے قربانی حلال نہ کی ہو تو چاہیے کہ اللہ کے نام سے حلال کرے **ف** ان حدیثوں سے معلوم ہوا

عید کے خطبے میں امام کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی کلام کرنی جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ابوبردہ رضہ سے کلام کی اور ابوبردہ نے بھی خطبے ہی میں آپ سے پوچھا لیکن عطا اور نخعی وغیرہ سے اسکی ممانعت مروی ہے **باب** من خالف الطریق اذا رجع یوم العید جب عید کو دن عید کی نماز پڑھ کر گھر کو پلٹے تو دوسرے راہ سے آوے یعنے جس راہ سے عیدگاہ کو جاوے اُس راہ سے نہ آوے بلکہ کسی دوسرے راہ سے آوے **ف** جمہور علماء کے نزدیک یہ امر مستحب ہے وہ کہتے ہیں مستحب ہے کہ ایک راہ سے جاوے اور دوسرے راہ سے آوے اور امام مالک رح نے کہا کہ ہم نے اماموں کو ایسا پایا کہ ایک راہ سے جاتے تھے اور دوسرے راہ سے آتے تھے اور امام ابوحنیفہ رح بھی اسکو مستحب کہتے ہیں لیکن اسکی ترک میں انکے نزدیک کچھ گناہ نہیں اور ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم امام کے حق میں اسکو مستحب کہتے ہیں اور یہی قول ہے امام شافعی رح کا لیکن ام میں امام اور مقتدی دونوں کے حق میں مستحب لکھا ہے اور ساتھ عموم کے قائل ہیں اکثر اہل علم اور بعضے کہتے ہیں کہ جس علت کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا تھا اگر وہ علت باقی ہے تو یہ حکم بھی باقی ہے ورنہ نہیں لیکن کوئی علت یہاں صحیح نہیں بلکہ جو علتیں کہ لوگوں نے بیان کی ہیں وہ سب احتمالات ہیں علت کو انہیں حصر کرنے کی کوئی دلیل نہیں باوجودیکہ بعضے احتمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے لوگوں میں بھی پائے جاتے ہیں پس بہتر یہی ہے کہ اس حکم کو علت پر موقوف نہ کہا جاوے اور اتباع سنت کا کیا جاوے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ حکم باقی ہے اگرچہ علت اسکی باقی نہ رہے جیسا کہ رمل وغیرہ میں علت باقی نہیں اور حکم باقی ہے **حدثنا** محمد قال اخبرنا ابو تمیلة یحیی بن واضح عن فلیح بن سلیمان عن سعید بن الحارث عن جابر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق تابعہ یونس بن محمد عن فلیح عن سعید عن ابی ہریرة وحدیث جابر اصح **ترجمہ** جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز پڑھنے کو جاتے تو راہ میں مخالفت کرتے تھے یعنی ایک راہ سے جاتے تھے اور دوسرے راہ سے آتے تھے **ف** علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی بہت علتیں بیان کی ہیں بعضے کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ میں اسواسطے مخالفت کرتے تھے کہ دونوں راہ آپ کی عبادت کی شہادت دیویں یا جو جن اور آدمی دونوں راہ میں رہتے ہیں وہ آپکی گواہی دیویں یا دونوں راہ کو برابر فضیلت اور تبرک حاصل ہووے یا اس راہ سے مشک کی خوشبو آوے اسلیے کہ یہ بات لوگوں میں مشہور تھی کہ آپ جس راہ جاتے ہیں اس راہ سے مشک کی خوشبو آتی ہے یا دونوں راہ میں نشانی اسلام کی یا ذکر اللہ کا ظاہر ہووے یا اسواسطے کہ یہود اور نصاری جلیں اور بکثرت مسلمانوں کی دیکھ کر ڈر جاویں اور یا اس واسطے کہ دونوں راہ کے لوگوں کو خوشی اور تبرک حاصل ہووے اور آپ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوویں اور مسئلہ پوچھنے اور علم سیکھنے اور اقتدا کرنے اور صدقہ دینے اور سلام کہنے وغیرہ حاجتوں میں آپ سے فائدہ مند ہوں

اور یا اسواسطے کہ دونوں راہ مین فرشتے کھڑے رہتے تھے سو آپنے چاہا کہ وہ آپ کی شہادت دیوین اور بعضون نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب علتون کو واسطے یہ کام کیا یعنے آپکے فعل مبارک کو کسی علت معین مین حصر کرنا مناسب نہین بلکہ آپ کا فعل ان سب ہنرایون وغیرہ کو شامل ہے واللہ اعلم **بَابُ اِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ** جب کوئی آدمی عید کی نماز امام کے ساتھ نہ پاوے تو دو رکعتین پڑہ لیوے **ف** اس باب مین دو مسئلون کا بیان ہے ایک یہ کہ عید کی نماز کو قضا کرکے پڑہنا درست ہے خواہ اختیار سے قضا ہووے یا اضطرار سے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عید کی قضا بھی اصل کیطرح دو ہی رکعتین ہے کم و بیش نہین اور اس مسئلے مین علما کو اختلاف ہے سو امام مالکؒ ایک روایت مین اور مزنی وغیرہ علما کہتے ہین کہ عید کی نماز کی قضا نہین اور امام ثوری اور احمد کہتے ہین کہ اگر تنہا قضا کرے تو دو کے بدلے چار رکعتین پڑہے اور یہی ہے مذہب ابن مسعودؓ کا اور امام شافعی اور مالک کہتے ہین کہ دو ہی رکعتین پڑہے اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ عید کی قضا نہین اسلیے کہ جمعہ کی طرح بدون وجود شرایط کے عید بھی درست نہین ہے پس جیسے کہ تنہا جمعہ جائز نہین ہے ویسے ہی تنہا عید بھی درست نہین اور فتح الباری مین ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ خواہ قضا کرے یا نہ کرے خواہ چار پڑہے خواہ دو **وَكَذٰلِكَ النِّسَآءُ وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوْتِ وَالْقُرٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا عِيْدُنَا يَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ** یعنے اور اسی طرح عورتین بھی عید کی نماز پڑہین اور جو گہرون اور گاؤن مین ہتا ہے وہ بھی عید کی نماز پڑہے واسطے اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہماری عید ہے اے مسلمانو **ف** یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو سب مسلمانون کی عید ٹہیرایا ہے کسی کو خاص نہین کیا پس عموم اس حدیث کا کل افراد مسلمانون کو شامل ہوگا خواہ مرد ہو یا عورت ہو اور خواہ شہر مین رہتا ہو اور یا دیہات مین بستا ہو یا گہرون مین رہتا ہو اور خواہ کوئی امام کے ساتھ نماز پاوے یا نہ پاوے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی **وَاَمَرَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ اَبِيْ عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ اَهْلَهٗ وَبَنِيْهِ وَصَلّٰى كَصَلٰوةِ اَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيْرِهِمْ** یعنے انس رض نے زاویہ مین اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو حکم کیا لوگون کے جمع کرنیکا سو اُسنے گہر کے لوگون اور چھوٹے بچون کو جمع کیا اور شہر والون کی طرح عید کی نماز پڑہی اور انکی طرح تکبیر کہی **ف** زاویہ ایک جگہہ کا نام ہے چھ میل بصرے سے انس رض کا گہر وہین تھا وہ اکثر اوقات جمعہ اور عید کی نماز اسی جگہہ پڑہا کرتے تھے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب انس رض سے عید کی نماز امام کے ساتھ فوت ہوجاتی تو اپنے گہر والون کو جمع کرکے عید کی نماز جماعت سے پڑہتے پس اس سے معلوم ہوا کہ دیہات اور گہرون مین عید پڑہنی جائز ہے اور ایسے ہی عورتون کو بھی جائز ہے **وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُوْنَ فِي الْعِيْدِ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ** یعنے عکرمہؓ نے کہا کہ شہر کے گرد رہنے والے عید کے دن جمع ہووین اور دو رکعتین نماز پڑہین جیسے کہ امام پڑہتا ہے **ف** اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ دیہات مین رہنے والے عید کی نماز پڑہین پس مطابقت اس قول کی

اخیر حزن تہجد سے ثابت ہی اور اس قول عکرمہ کو ترغیب پر محمول کرنا کہ دیہات والے شہر مین آکر امام کے ساتھ عید پڑہین بالکل غلط ہے اسلیئے کہ مخالف کو نزدیک تو گنواروں کے حق مین عید کی ادا صحیح نہین پہر شہر مین آکر انکو عید پڑہنا کیسے صحیح ہوگا **وَقَالَ** عَطَاءٌ اِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ یعنے عطاء نے کہا کہ اگر عید کی نماز فوت ہو جاوے تو دو رکعت تنہا پڑہے **ف** اس اثر سے معلوم ہوا کہ اگر عید کی نماز قضا ہو جاوے تو اسکے بدلے دو ہی رکعت پڑہے پس ان اثرون سے باب کو کل مسئلے ثابت ہو گئے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ اَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِيْ اَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْاَمْنِ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ ابوبکر صدیق رض مجھپر داخل ہوئی اور میرے پاس دو چھوٹی لڑکیان دف بجا کر گاتی تہین منا کے دنون مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہے لیٹے تہی سو صدیق رض نے ان لڑکیون کو ڈانٹا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کہول کر فرمایا کہ انکو چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہین اور وہ دن منا کے تہی یعنے تشریق کے دن تھے کہ انمین حاجی کنکر مارنے کے واسطے منا مین ٹہیرتے تہی اور عائشہ رض نے کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھکو چادر سے چھپاتے تھے اور مین حبشیون کی طرف دیکھتی تھی اور وہ مسجد مین برچھیون سے کھیلتے تہی سو فاروق نے انکو جھڑکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکو چھوڑ دے از روی امن کے اے ارفدہ کی اولاد ندا ہر و امام بخاری نے کہا امنا امن سے مشتق ہے یعنے انکو چھوڑ دی اسواسطے کہ مینے انکو امن دیا ہے اس حال مین کہ یہ ارفدہ کی اولاد ہین یا امنا بنی ارفدہ علیحدہ کلام ہے یعنی کہیلو امن سے اے بنی ارفدہ کی اولاد یا یہ کہ امنا امن سے مشتق ہے جو خوف کی ضد ہے امان سے مشتق نہین جو کفار کو دیجاتی ہے **ف** اس حدیث کی بعض طریقون مین یہ لفظ آیا ہے هٰذَا عِيْدُنَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ اور اہل اسلام کا لفظ سب مسلمانون کو شامل ہے خواہ اکیلے اکیلے ہون خواہ جماعت سے ہون جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے پس دوسرا مسئلہ باب کا اس سے ثابت ہو گیا اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منا کے دنون کو عید کے دن کہا اور عید کے دن کی واسطے یہ نماز شروع ہوئی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز ان سب دنون مین ادا ہو جاتی ہے پس اگر پہلے دن قضا ہو جاوے تو دوسرے یا تیسرے دن بھی پڑہ لینی صحیح ہے اور اسکو قضا کہنا بہ نسبت پہلے دن کے ہی ورنہ دراصل قضا نہین بلکہ ادا ہے اپنے وقت مین واقع ہوتی ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی اور حضرت علی رض سے روایت ہی کہ عید کی نماز اور جمعہ گاؤن

باب الصلوٰۃ قبل العید و بعدہا عید کی نماز کے پہلے اور پیچھے نفل پڑھنے کا بیان یعنے مکروہ ہین ف شیخ ابن حجر رحمہ نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس مسئلے مین علماء سلف کو اختلاف ہی امام ابو حنیفہ رہ اور اوزاعی اور کوفیون کے نزدیک عید سے پہلے نفل پڑھنے مکروہ ہین پیچھے نہین اور بصریکے علماء کہتے ہین کہ عید سے پہلے جائز ہین پیچھے نہین اور یہی مذہب ہے حسن بصری اور ایک جماعت کا اور مدینے کے علماء کہتے ہین کہ عید سے پہلے کوئی نماز پڑھے اور نہ اس سے پیچھے پڑھے اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام احمد اور زہری اور ابن جریج اور امام مالک کہتے ہین کہ عیدگاہ مین نفل پڑھنے منع ہین اور مسجد مین اُنکے دو قول ہین اور امام شافعی نے کہا کہ امام کو نہ پہلے نفل پڑھنے جائز ہین اور نہ پیچھے اور مقتدی کو جائز ہین اور بعضون نے امام کے عدم جواز کو عیدگاہ کے ساتھ قید کیا ہے یعنے گھر مین امام کو بھی جائز ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ امام عیدگاہ مین نفل نہ پڑھے سو جو انکو جائز کہتا ہے وہ اسوجہ سے کہتا ہے کہ وہ مطلق نماز کا وقت ہی اور جو منع کرتا ہے تو اسوجہ سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو نہین پڑھا سو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اُسنے راہ پائی پس حاصل یہ ہی کہ عید کی نماز سے پہلے اور پیچھے سنتین ثابت نہین اور مطلق نفل کی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہین بشرط کہ مکروہ وقت نہو یعنے عین دوپہر اور طلوع یا غروب کا وقت نہو وقال ابو المعلی سمعت سعیدا عن ابن عباس کرہ الصلوٰۃ قبل العید یعنے سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ اُسنے عید سے پہلے نماز پڑھنے کو مکروہ جانا ف اس حدیث سی پہلا مسئلہ باب کا ثابت ہوا حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی عدی بن ثابت قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوم الفطر فصلی رکعتین لم یصل قبلہا ولا بعدہا ومعہ بلال ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر کے دن عیدگاہ کیطرف نکلے سو آپنے دو رکعتین پڑھین اُسنے پہلے اور پیچھے کوئی نماز نہ پڑھی اور آپ کے ساتھ بلال تھے ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ عید کی نماز سے پہلے اور پیچھے نفل پڑھنے منع ہین اس سے پہلے اور پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا ترمذی نے کہا یہی قول صحیح ہے

ابواب الوتر بسم اللہ الرحمن الرحیم باب ما جاء فی الوتر وتر کی نماز کا بیان ف وتر مین کئی وجہ سے اختلاف ہی اول اسکے حکم مین اختلاف ہے ابو حنیفہ رہ کے نزدیک وتر واجب ہین اور انکی دلیل یہ حدیث ہی جو سنن مین مروی ہے کہ خدا نے تمہارے واسطے ایک نماز زیادہ کی ہی یعنے نماز پنجگانہ پر پس پڑھو اسکو درمیان عشاء اور طلوع صبح صادق کے اور نیز اُنکے قضا کرنے کا حکم آیا ہے جیسا کہ ابو سعید رہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر سے سو جاوے یا بھول جاوے تو چاہیے کہ پڑھے جبکہ انکو یاد کرے سو حاکم نے

کہاکہ اسناد اسکی شرط شیخین پر ہے اور نیز ابو داؤد مین روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر حق ہین جو
وتر نہ پڑہے وہ ہمسے نہین اور کہتے ہین کہ انکے انکار سے آدمی کافر نہین ہوتا اسلیے کہ خبر واحد سے ثابت ہین لیکن
فتح الباری مین لکہا ہے کہ یہ حدیث وجوب مین صریح نہین اور اسی قسم کی ایک حدیث امام احمد نے روایت کی ہے
اور اسکی سند ضعیف ہی کہ اسکی سند مین ابو المنیب ضعیف راوی ہے اور بر تقدیر ثبوت مدعی پر اسکا ثابت کرنا
لازم ہے کہ حق کا معنے واجب کا ہے اور واجب اسکو کہتے ہین جو خبر واحد سے ثابت ہو وے اور وتر کی قضا
کرکے پڑہنے مین کوئی حدیث ثابت نہین کما سیاتی اور نیز قضا وجوب کو مستلزم نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ظہر کی پہلی سنتین عصر کے بعد قضا کرکے پڑہین حالانکہ وہ بالاجماع واجب نہین اور شافعیہ اور مالکیہ
اور حنبلیہ کہتے ہین کہ وتر سنت ہین واجب نہین انکی دلیل یہ آیت ہی وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى پس اگر وتر واجب ہوتے
تو درمیانی نماز ثابت نہوتی اور نیز جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کیطرف عامل کرکے بہیجا تو
فرمایا کہ خدا نے دن رات مین تمپر پانچ نمازین فرض کین ہین اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگلی آدمی
فرمایا کہ سوا نماز پنجگانہ کے اور کوئی فرض نہین اور حنفیہ ان دلیلون کا یہ جواب دیتے ہین کہ وتر عشا کے تابع ہین
اور نیز اعرابی کی حدیث مین حج کا ذکر نہین اور نیز وترون کا وجوب آیت سے پیچہے ثابت ہوا ہے ولیکن ان جوابون
سے وترون کا فرض ہونا لازم آویگا حالانکہ حنفیہ اسکے قائل نہین اور دوسرا عدد مین اختلاف ہے ابو حنیفہ رح کے
نزدیک وتر تین رکعت ہین نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ یعنے جب رات کو وقت چار یا چھے یا آٹھ یا دس رکعت
نفل پڑہکے بعد اسکے وتر پڑہنے لگے تو تین رکعت جوڑکر پڑہے اس سے کم وبیش نہ کرے اور یہی مروی ہے
بعض صحابہ اور تابعین سے اور یہی قول ہے فقہاء سبعہ کا اور امام مالک اور شافعی رح اور احمد رح اور جمہور علمار کے
نزدیک وتر فقط ایک رکعت ہے کہ پہلے دو رکعت پڑہکر سلام پھیرے پہر ایک رکعت علحدہ پڑہے اور یہی مذہب ہے
اکثر صحابہ اور تابعین کا عراقی نے کہا جو لوگ کہ فقط ایک ہی رکعت وتر پڑہتے تہی یہ ہین خلفاء اربعہ اور سعد بن وقاص
اور معاذ بن جبل اور ابی ابن کعب اور ابو موسے اشعری اور ابو الدردا اور حذیفہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس
اور معاویہ اور تمیم داری اور ابو ایوب انصاری اور ابو ہریرہ اور فضالہ بن عبید اور عبد اللہ بن زبیر اور معاذ بن حارث اور سالم
بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عیاش اور حسن بصری اور ابن سیرین اور عطا اور عقبہ اور زید اور نافع اور جابر بن زید اور زہری
اور ربیعہ وغیرہ اور امام اوزاعی اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد بن حزم لکہتے کذا فی نیل الاوطار اور امام نووی رح نے
شرح مسلم مین لکہا ہے کہ فقط ایک رکعت وتر پڑہنے صحیح ہین اور یہی ہے مذہب ہمارا اور جمہور کا لکہتے اور نیز
جمہور علمار کے نزدیک وتر کا کوئی عدد معین نہین بلکہ خواہ ایک رکعت پڑہے خواہ تین پڑہے خواہ پانچ یا سات
یا نو یا گیارہ یا تیرہ پڑہے اور خواہ ان سب اعداد کو ایک سلام سے پڑہے یا کئی سلامون کے ساتھ پڑہے ہر طور سے

جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر دو رکعتون پر سلام پھیرے کذا قالہ النووی جمعًا بین الاحادیث اور اگر کبھی فقط تین
ہی وتر پڑہے تو اس طور سے پڑہے کہ پہلی دو رکعت پڑہ کر سلام پھیرے پھر اوٹھکر ایک رکعت علیحدہ پڑہے اور اگر
تینون کو جوڑ کر پڑہے تو انکے درمیان التحیات نہ پڑہے اخیر رکعت مین فقط ایک التحیات بیٹھکر سلام پھیرے
اور حنفیہ کہتے ہین کہ تین رکعت وتر معین ہین اس سے کم کرے اور نہ زیادہ پڑہے اور کہتے ہین کہ تین رکعتون کو
دو التحیات سے پڑہے پہلی دو رکعت کو بعد التحیات پڑہ کر کہڑا ہو دے پھر اخیر التحیات پڑہ کر سلام پھیرے لیکن یہ قول
حنفیہ کا صحیح حدیثون کے صریح مخالف ہے اور جمہور علماء کے دلائل اس مسئلے مین بہت ہین پہلی دلیل انکی یہ حدیث
ہے جو صحیح مسلم مین عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء اور فجر کے درمیان گیارہ رکعتین
نفل پڑہا کرتے تھے ہر دو رکعتون پر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ
کان یصلی عشر رکعات و یوتر بسجدۃ یعنے دس رکعتین نفل پڑہتے اور ایک رکعت وتر پڑہتے تھے اور ایک روایت
مین ہے کہ تیرہ رکعت نفل پڑہتے انہین سے پانچ رکعتون کے ساتھ وتر کرتے نہ بیٹھتے تھے مگر انکے اخیر مین اور
ایک روایت مین ہے کہ پہلے آٹھ رکعتین پڑہتے پھر وتر پڑہتے پھر دو رکعتین پڑہتے پس یہ حدیث صریح ہے اس
باب مین کہ وتر ایک رکعت بھی جائز ہے اور پانچ بھی جائز ہین اسلیے کہ پہلی روایت مین لفظ کل رکعتین صریحًا موجود
ہے کہ آپ ہر دو رکعتون پر سلام پھیرتے تھے پس اخیر رکعت سے پہلی دو رکعتین بھی اسمین داخل ہین سو یہ نص ہے اسمین کہ
وتر فقط ایک رکعت بھی جائز ہے ورنہ کل رکعتین کہنا بالکل صحیح نہ ہوگا اور نیز اگر دو رکعت کو ساتھ ملا کر پڑہنا
فرض کیا جاوے تو پھر اسی طرح چار یا چھ رکعتون کے ساتھ ملانا بھی ممکن ہے اور یہ حنفیہ کے مخالف ہے اور طحاوی نے
کہا کہ مراد یہ ہے کہ آپ نے ایک رکعت پہلی دو رکعتون کے ساتھ ملا کر پڑہی اسلیے کہ بتیرا نماز سے ممانعت آچکی ہے سو جواب
اسکا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد بتیرا سے وہ اکیلی رکعت ہو جسکے پہلی کوئی نماز نہ ہو اور وہ عام ہے خواہ وصل کے ساتھ
ہو اور خواہ فصل کے ساتھ پس جسکی پہلے فصلی نماز ہوگی وہ بتیرا نہ ہوگی اور بعضے کہتے ہین کہ فصل پہلی دو رکعتون کو
وتر ہونے سے نکال دیتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ نیت سے اسمین داخل ہے اور نیز اندرین صورت چاہیے کہ گیارہ
رکعتون کو بھی ملا کر پڑہے تاکہ فصل انکو وتر ہونے سے نہ نکال دیوے اور اسیطرح دوسری روایت مین بھی تین رکعت وتر مراد
رکھنی ممکن نہین اسلیے کہ اگر تین وتر مراد ہوتے تو یون کہا جاتا و یوتر بثلاث یعنے تین وتر پڑہتے تھے جیسا کہ دوسری
حدیث مین کہا ہے اور نیز جبکہ دس رکعتون کو ایک لفظ مین جمع کر دیا تو گیارہ رکعتون کو بھی ایک لفظ سے بیان
کرنا ممکن تھا یعنے احد عشر رکعات کہا جاتا ہے اسلیئے کہ جو احتمال اسمین پیدا ہوتا ہے وہ پہلے لفظ مین بھی موجود ہے
اور نیز یہ لفظ اس سے مختصر ہے اور بلاغت کی موافق ہے اور نیز اگر اخیر رکعت پہلی دو کے ساتھ ملا کر پڑہنا فرض کیا
جاوے تو پھر اسی طرح چار یا چھ وغیرہ رکعتون کے ساتھ ملا کر پڑہنے کا احتمال بھی باقی ہے حالانکہ وہ حنفیہ کے بالکل

مخالف ہی اور اسیطرح تیسری روایت بھی پانچ رکعت کو وتر ہونے مین ایسی صریح ہے کہ تاویل کی اسمین مطلق گنجائش نہین پس معلوم ہوا کہ تین وتر سے زیادہ اور کم وتر پڑھنے بھی جائز ہین اور دوسری دلیل جمہور کی یہ حدیث ہی جو بخاری اور مسلم مین ابن عباس رض سے روایت ہی ثم صلّے رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر سو اس حدیث مین بھی تین وتر ایک سلام سے مراد لینی ممکن نہین اسلیے کہ اگر تین وتر مراد ہوتی تو ثم رکعتین چھ بار اور وتر کی بدلے ثم اوتر بثلاث کہا جاتا پس اندرین صورت یہ کلام بالکل لغو ہو جاویگی چہ جائیکہ بلاغت کو موافق ہو اور نیز اسمین ہر دو رکعت کی بعد ثم کا لفظ واقع ہوا ہے پس اگر اسمین ایک ثم سے اتصال مراد کہا جاوے تو پھر سب مین اتصال ہی مراد لیا جاویگا پس اب معنے اس حدیث کا یہ ہو جاویگا کہ تیرہ رکعت کو ایک سلام سے پڑھا حالانکہ یہ معنے اس حدیث کا بالاجماع نہین اور نیز ثم تراخی اور مہلت پر دلالت کرتا ہے پس اُس سے ثابت ہو گیا کہ آپنے ایک رکعت وتر علیحدہ پڑہی ہے پس ثابت ہوا کہ فقط ایک رکعت وتر پڑھنے بھی جائز ہین اور تیسری دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے جو بخاری مین ابن عمر رض سے روایت ہی کہ رات کی نماز دو دو رکعتین ہے سو جب کوئی فجر ہو جانیکا خوف کری تو صلے رکعة واحدة یعنے فقط ایک رکعت وتر پڑہے کہ وہ طاق کر دیگی اس نماز کو جو پہلے پڑہ چکا ہے سو اس حدیث مین بھی تین رکعت وتر مراد لینی صحیح نہین اسلیے کہ اگر تین وتر مراد ہوتی تو اوتر بثلاث کہا جاتا اندرینصورت صلی رکعة واحدة کہنا بالکل لغو ہے اور نیز اس حدیث مین یہ آیا ہے کہ یہ رکعت پہلی سب نماز کو وتر کر دیگی سو اگر تین رکعت ہی وتر ہوتے تو پھر سب نماز کو وتر کر دینے کا کیا معنے ہوا اور اگر سب نماز کو وتر کہنا صحیح ہے تو پھر فقط تین رکعت وتر کی تعیین کا کیا معنے ہوا پس ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنے بھی جائز ہے اور چوتھی دلیل جمہور کی یہ حدیث ہی جو ابن عمر رض سے بخاری مین روایت ہی کہ وہ دو رکعتوں اور ایک رکعت کو درمیان سلام پھیرتے تھے یہانتک کہ اپنے کسی کام کا حکم کرتے اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہی جو طحاوی نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ اُسنے دو رکعتین پڑہ کر سلام پھیری پھر اپنے غلام سے کہا کہ کوچ کر پھر کھڑے ہوئے اور فقط ایک رکعت پڑہی ... یعنے تین رکعت کو دو سلام سے پڑہا پھر خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور اسناد اسکی قوی ہے پس ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنے جائز ہین فتح الباری مین لکھا ہے کہ طحاوی نے اس حدیث مین سلام سے وہ سلام مراد رکہی جو التحیات مین السلام علیک ایہا النبی کہا جاتا ہے اور اس تاویل کا بعید از عقل ہونا ظاہر ہے پانچوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو کہ حاکم اور محمد بن نصر اور غیرہ نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین وتر نہ پڑہو مغرب کی نماز سے مشابہت نکرو اور اسناد اسکی شیخین کی شرط پر ہے اور صحیح کہا ہے اسکو حاکم اور عراقی وغیرہ نے اور چھٹی دلیل انکی یہ حدیث ہی جو ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ وتر سات ہین یا پانچ ہین اور مین تین بتیراء کو مکروہ رکھتی ہون اور کہا عراقی

یہ حدیث صحیح ہے اور ساتوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو ابن عباس رض سے روایت ہی کہ وتر سات ہین یا پانچ ہین اور
مین تین تبیرا کو درست نہین سمجھتا اور آٹھوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو میمونہ رض سے نسائی مین روایت ہی کہ وتر سات
ہین یا پانچ ہین تین نہین اور نوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو کہ نسائی نے سلیمان بن یسار سے روایت کی
ہے کہ کسی نے اس سے تین وتر پڑھنے کا سوال کیا سو اُسنے تین وتر کو مکروہ جانا اور کہا کہ نفلون کو فرضون کی
مشابہ نکرو اور دسوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو کہ ابوداؤد اور نسائی مین ابو ایوب رض سے روایت کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق ہین سو جو کوئی چاہے پانچ پڑھے اور جو کوئی چاہے تین پڑھے اور جو چاہے
ایک پڑھے اور صحیح کہا ہے اسکو ابن حبان اور حاکم نے پس اسحدیث مین بھی تاویل کی مطلق گنجائش نہین کہ
تین عدد ایسمین ایک دوسرے کو مقابل واقع ہوے ہین اور اگر کوئی کہے کہ اسمین تین وتر کا بھی ثبوت موجود ہے
تو اسکا جواب آیندہ آویگا فانتظرہ اور گیارہوین دلیل انکی یہ حدیث ہی کہ عثمان رض نے فقط ایک رکعت وتر پڑھی ہے
اسکی سوا اور کچھ نہ پڑھا اخرجہ محمد بن نصر وغیرہ باسناد صحیح اور بارہوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو کہ کتاب المغازی مین آئیگی
آویگی کہ سعد رض نے فقط ایک رکعت وتر پڑھی اور تیرہوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو کہ مناقب مین آیندہ آویگی کہ معاویہ رض
نے فقط ایک رکعت وتر پڑھی ہے اور ابن عباس رض نے اسکو صواب کہا اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اسمین رد ہے
ابن التین پر کہ فقہا نے معاویہ کے فعل پر عمل نہین کیا اور چودھوین دلیل انکی یہ حدیث ہی جو کہ صحیح مسلم مین عائشہ رض
سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت وتر پڑھتے تھے یعنی پہلی آٹھ رکعتین پڑھتے اور التحیات بیٹھتے
مگر آٹھوین پر التحیات پڑھکر اٹھ کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پھر نوین رکعت پڑھ کر التحیات بیٹھتے اور سلام
پھیرتے اور جب آپ کا بدن بھاری ہو گیا تو سات وتر ایک سلام سے پڑھے اور پندرہوین دلیل یہ ہے جو کہ قاسم
بخاری مین روایت ہی کہ جب سے ہمنے ہوش سنبھالی تب سے ہمنے لوگون کو تین وتر پڑھتے پایا اور بحقیق وتر ہر طور سے
جائز ہین یعنے خواہ ایک رکعت پڑھے اور خواہ تین رکعت پڑھے خواہ زیادہ پڑھے کسی مین گناہ نہین اور اسی
قسم کی اور بھی بہت حدیثین ہین جو سنن وغیرہ حدیث کی کتابون مین موجود ہین پس ان حدیثون سے معلوم ہوا
کہ تین وتر کی تعیین قطعا باطل ہے مختلف حالات مین مختلف طور سے پڑھا کرے اور حنفیہ جو تین وتر کو دو التحیات
اور ایک سلام سے معین کہتے ہین تو وہ اس باب مین کئی دلائل پیش کرتے ہین بڑی بھاری قوی دلیل انکی
یہ ہی کہ تین وتر موصول کے جائز ہونے پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے اور اسکے سوا اور عددون مین اختلاف ہے
پس اسکے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہی وجہ اول یہ ہے کہ میمونہ رض اور ابن عباس رض اور ابو ہریرہ رض
اور سلیمان بن یسار وغیرہ صحابہ سے تین وتر کا ناجائز ہونا ثابت ہو چکا ہے کما مر اور بہت احادیث صحیحہ سے بھی
انکی ممانعت آچکی ہے پس دعوی اجماع باطل ہوا وجہ دوم یہ ہے کہ معلوم نہین کہ یہ اجماع کن لوگون کا ہے اور کس

زمانے مین ہوا اسبات کا پتہ دینا لازم ہے اور شروط اجماع کے بیان کرنے ضروری ہین وجہ سوم یہ ہیکہ اجماع کو واسطے خبر احاد کی طرح سلسلہ سند کا ہونا ضرور ہو چنانچہ توضیح مین لکھا ہے اما الناقل فہذا کرنا فی السنۃ پس اب مدعی کو لازم کہ اس اجماع کا سلسلہ بیان کرے وجہ چہارم یہ ہیکہ جو اجماع کہ بطریق احاد منقول ہو وہ اکثر اہل اصول کے نزدیک حجت نہین چنانچہ منہاج اسنوی مین لکھا ہے و ذہب الاکثر الی انہ لیس بحجۃ انتہے وجہ پنجم یہ ہیکہ اس اجماع سے تین وترون کا دو التحیات اور ایک سلام سے پڑہنا ثابت نہین ہوتا احتمال ہے کہ اجماع ان تین وترون پر ہوا ہو جنمین فقط ایک ہی التحیات ہے اور نیز اسمین یہہ بھی کہ وہ نہین کہ وہ تین وتر دو سلام سے ہین یا ایک سلام سے پس یہ بھی احتمال ہے کہ مجمع علیہ وتر دو سلام سے ہون نہ ایک سلام سے جیسا کہ حنفیہ کہتے ہین وجہ ششم یہ ہے کہ یہ اختلاف فقط تعیین اور تخصیص مین ہے جواز مین نہین پس اس اجماع سے تین وتر کی تعیین ثابت نہین ہو سکتی ہے وجہ ہفتم یہ ہے کہ یہ اجماع فقط جواز پر ہے وجوب پر نہین پس غایت درجہ اس سے تین وتر کا جواز ثابت ہوگا اور یہ جواز اور عدد ون کے جواز کو منع نہین کر سکتا بلکہ غیر کے استحباب کو بھی منع نہین کر سکتا وجہ ہشتم یہ ہے کہ اگر بفرض محال سب کو تسلیم کیا جاوے تو فقط اس سے جواز ثابت ہوگا سو کہا جاویگا کہ کبھی کبھی بعض اوقات مین تین وتر بھی جائز ہین غیر کی نفی اس سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتی ہے اور بعضے دشمن عقل و نقل کہتے ہین کہ ابوہریرہ رض کی حدیث جو اوپر گذر چکی ہے کہ تین رکعت وتر نہ پڑہو الخ سو یہ حدیث اجماع کے مخالف ہے پس مردود ہوگی سو یہ قول ان بعض کا مردود ہے انکے منہ پر اسواسطے کہ یہ خیالی اجماع باطل ہے اور مردود ہے پہلی سات وجہ سے جیسا کہ ابھی گذرا پس اسحدیث کو رد کرنا بناء فاسد علے الفاسد ہے اور نیز یہ محرم ہے اور اجماع سے فقط جواز ثابت ہوتا ہے اور وقت تعارض کے محرم کو ترجیح ہوتی ہے بیچ میرے پس اسحدیث کو ترجیح ہوگی اور نیز تطبیق بھی ممکن ہے کہ مراد اسحدیث سے وہ وتر ہون جسمین دو التحیات اور ایک سلام ہے اور مجمع علیہ وتر سے وہ وتر مراد ہون جسمین فقط ایک ہی التحیات اور ایک ہی سلام ہے اور بعضے متعصب کہتے ہین کہ پانچ یا سات یا نو وغیرہ وتر پڑہنے پہلے اسلام مین تھے پھر بعد اسکے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور تین وتر پر امر قرار پایا سو جواب اسکا یہ ہے کہ نسخ بدون شرائط کے ثابت نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ بیان اسکا تیسرے پارہ مین ہو چکا ہے پس مدعی نسخ کو لازم ہے کہ شرائط نسخ کے بیان کرے والا بدون اسکے دعوی نسخ زبان پر لانا ہرگز جائز نہین اور نیز بیان اصل ناسخ کا بھی کچھ پتہ نہین محض کوئی فرضی ناسخ ہے جسکا وجود عالم امکان مین مفقود ہے پس مدعی پر اسکا بیان کرنا لازم ہے اور نیز مسلم مین روایت ہے کہ سعد بن ہشام نے ابن عباس رض سے وتر کا مسئلہ پوچھا سو ابن عباس رض نے کہا کہ تمام روے زمین کے لوگون سے عائشہ رض وتر کا حال بہت جانتے ہین تو اسکے پاس جا سو سعد بن ہشام عائشہ رض پاس گیا اور انسے وتر کا مسئلہ

پوچھا سو عائشہ رضہ نے فرمایا کہ حضرت اول عمر مین گیارہ رکعتین پڑہا کرتے تہے اور اخیر عمر مین جب آپ کا بدن بہاری ہو گیا تو نو رکعتین پڑہا کرتے تہے پس یہہ حدیث صریح ہے اس باب مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیر عمر مین نو رکعتین وتر پڑہتے تہے پہر تین وتر پر امر کب قرار پایا اور نیز اگر تین وتر پر امر قرار پاجاتا تو پہر عائشہ رضہ اسکو ضرور بیان کرتین اور نیز جمہور صحابہ رضہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فقط ایک رکعت وتر پڑہتے تہے جیسا کہ مفصل طور سے اوپر مذکور ہو چکا ہے بلکہ تین وتر کا پڑہنا دو تین صحابی کے سوا اور کسی سے ثابت نہین اور اسی طرح امام شافعی اور اسحاق اور اوزاعی اور امام مالک اور احمد وغیرہ جمہور علمار مجتہدین کے نزدیک بہی ایک رکعت وتر پڑہنے جائز ہین پس اگر تین وتر پر امر قرار پاجاتا تو پہر جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین ایک رکعت کو جائز نہ رکھتے اور نیز اس امر مقرر پر مجتہدین کو اطلاع ہونی ضروری تہی کہ ناسخ اور منسوخ کو جاننا مجتہد ہونے کی شرط ہے پہر کیا امکان ہی کہ جمہور صحابہ اور ائمہ مجتہدین کو اسکے منسوخ ہونے کی اطلاع نہ ہوی اور پہر وہ مجتہد کیسے ہونگے اور نیز جائز ہے کہ اسکے برعکس دعوی کیا جاوے اسلیئے کہ عائشہ رضہ سے اسکے برخلاف ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ ابہی گذرا پس دعوی نسخ منعکس ہے مدعی پر فما ہو جوابنا فہو جوابنا اور نیز جب معاویہ رضہ نے ایک رکعت وتر پڑہی تو ابن عباس نے اسکو صواب جانا پس اگر تین وتر پر امر قرار پایا ہوتا تو پہر ابن عباس رضہ اسکو صواب نہ کہتے اور بعضے حنفی یہ دلیل پیش کرتے ہین جو ابن مسعود رضہ کا قول ہے کہ فقط ایک رکعت پڑہنی کافی نہین سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہے اول یہہ کہ یہ قول ابن مسعود رضہ سے ثابت نہین جیسا کہ امام نووی نے لکہا ہے اِنَّہٗ لَیْسَ بِثَابِتٍ عَنْہُ انتہی پس استدلال اس سے صحیح نہین دوم اگر فرضاً ثابت بہی ہو تو اسکو فرضون پر محمول کیا جاویگا اسواسطے کہ کہتے ہین کہ جب ابن عباس رضہ نے کہا کہ حالت خوف مین چار فرضون کے بدلے فقط ایک رکعت کافی ہے تو ابن مسعود رضہ نے اسکے رد کے واسطے یہ کلام کہی یعنی ایک رکعت کبہی کافی نہین سوم یہ کہ ابن ابی شیبہ رضہ نے ابن مسعود رضہ سے روایت کی ہے کہ انہون نے عشا کے بعد ایک رکعت وتر پڑہی ہے اور چونکہ یہ قول صحیح ہے اور پہلا ضعیف ہے اسلیئے اسکو ترجیح دیجاویگی چہارم یہ کہ جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ سے ایک رکعت وتر کا جائز ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے پہر اتنے صحابہ کے مقابلے مین اکیلے ابن مسعود رضہ کے قول سے استدلال کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے اور نیز جب کہ احادیث صحیحہ سے ایک وتر کا پڑہنا ثابت ہو چکا ہے کما مر تو پہر ابن مسعود رضہ کا یہ قول کس گنتی شمار مین ہے اور بعضے حنفی تین وتر ہونے پر فقہاء سبعہ کا قول جو نقل کرتے ہین سو وہ بہی احادیث اور اقوال صحابہ وغیرہم کے مقابلے مین قابل حجت نہین اور نیز اسکی اسناد مین عمر بن عبید ہے اور شیخ ابن حجر رح نے تخریج مین لکہا ہے کہ یہ راوی متروک ہے اسکے قول کا کچہ اعتبار نہین اور جو کہ ابن مسعود رضہ اور ابن عباس وغیرہ بعض اصحاب سے وتر کو مثل نماز مغرب کے ٹہیرانا منقول ہے سو وہ بہی ثابت نہین پس مدعی کو لازم ہے کہ اسکی سند نقل کر کے توثیق رواۃ بیان کرے اور اسکی صحت کو ثابت کرے اور نیز ابن عباس رضہ اور ابن مسعود رضہ سے ایک رکعت وتر کا پڑہنا بہی ثابت ہو چکا ہے

کر اور پس ایک قول سے استدلال کرنا اور دوسرے کو ترک کرنا جائز نہیں اور اسی طرح عمر وغیرہ سے جو تین وتر کا پڑہنا
منقول ہے تو انہی سے ایک رکعت کا پڑہنا بھی ثابت ہو چکا ہے فقط انس کا قول خلاف سے سالم ہے سو احتمال ہے
کہ ... نہی کی اسکو حدیث نہ پہونچی ہو اور بعضے حنفی اسکے سوا اور بھی کئی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو تین وتر پر دلالت
کرتی ہیں سو جواب ان سبکا یہ ہے جو کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ
محمد بن نصر نے کہا کہ میں نے ایسی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی جو صریح ہو اس میں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین
رکعت وتر دو التحیات سے پڑہے ہوں بلکہ اسکے برخلاف آپسے ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ حاکم نے عائشہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت پڑہتے تھے نہیں بیٹھتے تھے مگر انکے اخیر میں یعنے فقط ایک
التحیات سے تین وتر پڑہتے تھے اور اسی طرح ابو سیاور طاؤس سے بھی روایت آئی ہے کہ وہ تین وتر ایک التحیات سے پڑہتے
تھے پس ان حدیثوں سے تین وتر ہونے پر استدلال کرنا باطل ہے اور جن حدیثوں میں وتروں کو مغرب .....
سے مشابہت کرنے کی ممانعت آئی ہے تو اُسسے مراد دو التحیات کے ساتھ پڑہنا ہے پس انمیں کوئی تعارض نہیں
اب رہا قول ابی العالیہ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہمکو مغرب کی نماز کی طرح تین وتر سکھایا کرتے تھے سو
جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو یہ قول ثابت نہیں پس ثبوت اسکا مدعی کے ذمے ہے دوم یہ کہ وتروں کو مغرب کی نماز کے
مشابہ کرنا بہت حدیثوں سے منع ہو چکا ہے اور نیز جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ایک رکعت وتر کا جائز
ہونا ثابت ہو چکا ہے کما مر بیانہ مفصلا پس ابو العالیہ کا تین وتر کو سب صحابہ کی طرف نسبت کرنا قطعا غلط اور
مردود ہے پس ضرور ہے کہ مراد اُس سے بعض اصحاب ہوں اور نیز جن جن اصحاب سے تین تین وتر کا پڑہنا پایا گیا
منقول ہے انہیں سے ایک رکعت وتر کا پڑہنا یا جائز رکھنا بھی ثابت ہو چکا ہے سوائے انس کے اور کسی کا
قول نہیں جس سے اسکا برخلاف ثابت نہو اہو پس ثابت ہوا کہ یہ قول ابو العالیہ کا صحیح نہیں اور قاسم کے قول
کا بھی یہی جواب ہے باوجودیکہ اُسنے ہر طور سے وتر پڑہنے کو جائز رکہا ہے اور سب کو واسع اور فراخ بتلایا
ہے پس حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ وتر کا کوئی خاص عدد معین نہیں ہے خواہ ایک پڑہے خواہ تین پڑہے خواہ
پانچ یا سات یا نو یا گیارہ وغیرہ پڑہے اور خواہ سب کو ایک سلام سے پڑہے یا کئی سلام سے پڑہے ہر طور
سے جائز ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا
قَدْ صَلّٰى **ترجمہ** ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کا مسئلہ پوچھا سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں سو جب کوئی فجر ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت

وتر پڑھے کہ وہ طاق کردیگی اُس نماز کو جو پڑھ چکا ہے **ف** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مینے ابن عمر رضہ سے
کہا کہ دو دو رکعتوں کا کیا معنے ہے اُسنے کہا کہ دو دو رکعتوں پر سلام پھیر پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نفلوں
میں ہر دو دو رکعتوں پر سلام پھیرنی معین ہے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ افضل ہے واجب نہیں پس یہ حدیث
اُنکے نزدیک افضلیت پر محمول ہے اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وصل اور فصل دونو برابر ہوں اور فصل کرنیکا آپنے اسواسطے ارشاد فرمایا ہے کہ دو دو رکعتوں
پر سلام پھیرنے میں نماز کی کم بہت تخفیف ہی اور اگر کوئی ضروری امر پیش آجاوے تو آدمی جلدی فارغ ہو سکتا ہے
بخلاف چار اور زیادہ کی کہ اسمیں اتنی تخفیف نہیں لیکن دو دو رکعتوں میں سلام سے فصل کرنا افضل ہے
کہ اسکی حدیثیں بہت صحیح ہیں اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وتر کا وقت صبح صادق ہو جانے کے بعد باقی نہیں رہتا
ہے اور اس سے زیادہ صریح وہ حدیث ہے جو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ میں ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ جب فجر
ہو جاوے تو رات کی نماز اور وتروں کا وقت گیا اور صحیح ابن خزیمہ میں ابو سعید رضہ سے روایت ہے کہ جسکو فجر نے پایا اُسکے
وتر درست نہیں لیکن یہ محمول ہے اُسپر جو جانکر قضا کرے اور یا یہ معنے ہیں کہ اُسکے وتر ادا نہیں ہوتے اسلیئے کہ ابو داؤد
میں اسی سے یہ بھی روایت آچکی ہے کہ جو شخص وتر کو بھول جاوے تو چاہیئے کہ اسکو پڑھے جب یاد کرے اور ابن
منذر نے ایک جماعت سلف سے حکایت کی ہے کہ وتروں کا اختیاری وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے
اور ضرورت کا وقت صبح کی نماز تک باقی رہتا ہے اور اسی مذہب کو حکایت کیا ہے قرطبی نے امام مالک اور شافعی
اور احمد سے اور امام نووی نے کہا کہ اول وقت وتروں کا عشاء کی نماز سے بعد شروع ہوتا ہے اور آخیر وقت اسکا
صبح صادق تک ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ وتر کو صبح تک عمداً تاخیر کرنا لائق نہیں اور اس مسئلہ میں بھی علماء سلف کو
اختلاف ہے کہ وتروں کی قضا ہے یا نہیں سو اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ وتروں کی قضا نہیں اور محمد بن نصر نے کہا کہ
مینے کسی حدیث میں یہ مسئلہ نہیں پایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کو قضا کیا ہو یا قضا کا حکم دیا ہو اور جسنے
یہ گمان کیا کہ فجر کی نماز کے قضا ہو جانے کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کو قضا کر کے پڑھا تھا تو اُسنے
خطا کی اور عطا اور اوزاعی وغیرہ کہتے ہیں کہ بعد سورج نکلنے کے وتروں کو قضا کرے اور یہی ایک قول ہے
شافعیہ کا اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیماری
درد وغیرہ کے سبب سے رات کو سو جاتے اور وتر نہ پڑھتے تو دن کو بارہ رکعتیں پڑھ لیتے اور نیز دلیل انکی وہ
حدیث ہے جو ابو سعید رضہ سے ابھی گذر چکی ہے اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وتروں کے بعد کوئی نماز درست نہیں
اور اسجگہ سلف کو دو مسئلوں میں اختلاف ہے پہلا اختلاف اسمیں ہے کہ وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں یا نہیں
سو بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جائز نہیں اسلیئے کہ مسلم میں ہے عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے

بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے اور جس حدیث میں یہ حکم آیا ہے کہ رات کی نماز میں پچھلی نماز کو وتر کرو تو وہ حدیث انکے نزدیک محمول ہے اسکے حق میں جو پچھلی رات کو وتر پڑھے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ وتر کے بعد نفل پڑھنے درست نہیں انکے نزدیک حدیث عائشہ رض کی جو مذکور ہو چکی ہے محمول ہے اسپر کہ وہ دو رکعت نفل نہیں تھی بلکہ فجر کی سنتیں تھیں اور امام نووی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بیان جواز کے واسطے کیا ہے یعنے اگر کوئی کبھی کبھی پڑھ لیوے تو جائز ہے بلکہ اور نماز بھی جتنی چاہے پڑھے سو وتر مانع نہیں اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور احمد کا اور امام مالک نے اس حدیث کی صحت سے انکار کیا ہے اور امام احمد نے کہا کہ میں نہ پڑھتا ہوں اور نہ کسی کو منع کرتا ہوں اور بعضوں نے کہا کہ یہ دو رکعت وتر کی سنت ہے جیسا کہ مغرب کی ہے لیکن اس صورت میں یہ حدیث استحباب پر محمول ہوگی نہ وجوب پر اور دوسرا اختلاف اسمین ہے کہ اگر کوئی شخص وتر پڑھ چکے پھر بعد اسکے اور نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو کیا پہلا وتر پڑھا ہوا اسکو کافی ہو جاتا ہے یا کہ ایک رکعت اور پڑھ کر پہلے وتر کو جفت کر لیوے پھر بعد اسکے نفل پڑھ لیوے پھر وتر کرے سو اکثر علماء کہتے ہیں کہ پہلے وتر کو نہ توڑے اور جسقدر نفل چاہے پڑھے پہلا وتر اسکو کافی ہے اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو وتر ایک رات میں نہیں اور بعضوں نے کہا کہ پہلے وتر کو توڑ ڈالے یعنے ایک رکعت اور پڑھ کر ... اسکو جفت کر لیوے پھر بعد اسکے جسقدر نفل چاہے پڑھے اسواسطے کہ محمد بن نصر نے روایت کی ہے کہ کسی نے ابن عمر رض سے مسئلہ پوچھا سو انہوں نے کہا کہ میں تو دو دو رکعتیں نفل پڑھتا ہوں سو جب فارغ ہونا چاہتا ہوں تو ایک رکعت پڑھتا ہوں پھر کسی نے کہا کہ بھلا تبلاؤ کہ اگر میں نے سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں پھر رات کو نفل پڑھنے کو کھڑا ہوں اور پہلے وتر کو جفت کر لوں تو اسکا کیا حکم ہے سو ابن عمر رض نے کہا کہ اسکا کوئی ڈر نہیں اور اصل یہ ہے کہ دونوں طور سے جائز ہے **وعن** نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وہ وتر کی ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان سلام کہا کرتے تھے یہانتک کہ اپنا کوئی کام غلام کو تبلاتے **ف** تیسیر القاری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث موقوف پہلی حدیث مرفوع کی مبین ہو سکتی ہے یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ ایک رکعت وتر کو علیحدہ پڑھتے تھے دو کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھتے تھے پس ابن الہمام کا احتمال باطل ہوا **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَاسْتَيْقَظَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَرَاَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَهٗ وَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِيْ يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ

ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰی جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہے
کہ مینے میمونہ کے پاس رات کاٹی اور وہ میری خالہ تہی سو مین گدیلے کی چوڑائی مین لیٹ گیا اور حضرتؐ اور آپ کی
بی بی اسکی لنبائی مین لیٹ گئی بعد سو گئے یہانتک کہ آدہی رات یا اسکو قریب گذر گئی سو آپ جاگے اور نیند کو اپنے
منہ سے ملتے تھے یعنے ہاتہہ سے اپنی منہ اور آنکہون کو ملتے تہے تا کہ نیند کا غلبہ دور ہو جاوی پہر آپ نے سورہ آل عمران کی
اخیر کی دس آیتین پڑہین یعنے آمن الرسول سے آخر تک پہر ایک مشک لٹکی ہوئی کی طرف کہڑے ہوئی سو اس سے وضو
کیا اور اچھی طرح وضو کیا یعنے تمام سنتون اور مستحبات کو ادا کیا پہر نماز پڑہنے کو کہڑے ہوئی (سو مین بہی کہڑا ہوا
اور آپ کی طرح وضو کیا اور آپ کی پہلو مین کہڑا ہوا سو آپنے اپنی ہاتھ کو میرے سر پر رکہا اور میرے کان کو پکڑ کر مروڑا پہر
دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین
پہر ایک رکعت وتر پڑہی پہر لیٹ گئی یہانتک کہ مؤذن آپکے پاس آیا یعنے نماز فجر کی اطلاع دینے کو پہر آپ گہر سے
تشریف لائی اور صبح کی نماز پڑہی **ف** یہہ حدیث پہلے بہی کئی بار گذر چکی ہے اور اس حدیث مین تیرہ رکعت کا ذکر ہے
اور دوسری روایتون مین گیارہ رکعتون کا ذکر ہے سو جس نے تیرہ رکعت کا ذکر کیا ہے اُسنے فجر کی دو سنتون کو
بہی اسمین داخل کیا ہے یا مراد اُس سے عشا کی دو سنتین ہین پس ان روایتون مین کچہ اختلاف نہین اور اس حدیث سے اور بہی
کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ بنی ہاشم کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے اسلیئے کہ اس حدیث کی ایک طریق مین اتنا
لفظ زیادہ آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ کو صدقہ سے اونٹ دیئے تھے اور ایک یہ کہ [illegible] مین تقاضا کرنا
جائز ہے اور ایک یہ کہ چہوٹے بچے اور اپنے قریبی اور مہمان کے ساتھ الفت کرنی چاہیئے اور محبت اور حسن اخلاق سے
پیش آنا چاہیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباسؓ کو بہت الفت اور محبت سے پیش آئے اور ایک یہ کہ کم عمر لڑکے
کو محرم عورت کے پاس رات رہنا جائز ہے گو اسکا خاوند بہی اُسکے پاس موجود ہو اور یہ کہ حیض والی کے ساتھ سونا جائز
ہے اور ایک یہ کہ لڑکے نابالغ کی نماز صحیح ہے اور یہ کہ الفت کی لانے اور جگانے کے واسطے کان مروڑنا جائز ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ کا کان مروڑا تا کہ اُسکو اندہیرے مین ڈر نہ آوے اور سو نہ جاوے اور ایک یہ کہ عشا اور مغرب
کے درمیان نفل پڑہنے جائز ہین اور یہ کہ رات کی نماز کی بڑی فضیلت ہے خاصکر دوسرے نصف مین تو بہت ہی ثواب
ہے اور یہ کہ ہر وضو اور ہر نماز کے پہلے مسواک کرنی مستحب ہے اور جب نیند سے اُٹھے تو آل عمران کی اخیر آیتین پڑہے
اور یہ کہ اگر پیالے وغیرہ کسی چہوٹے باسن مین پانی ہو تو اُس سے چلو کے ساتھ پانی لینا جائز ہے اسلیئے کہ ایک
روایت مین آیا ہے کہ آپنے مشک سے پیالے مین پانی ڈالا پہر اس سے چلو کے ساتھ وضو کیا اور مستحب ہے کہ وضو
مین پانی کم خرچ کرے اور ایک یہ کہ مسجد کے واسطے کوئی مؤذن دائمی مقرر کرنا جائز ہے اور یہ کہ اگر مؤذن اذان کے بعد
امام کو نماز کی اطلاع دیوے تو جائز ہے اور ایک یہ کہ نفلون کی جماعت کرنی جائز ہے اور جو شخص کہ یہہ [illegible] [illegible]

امامت کی نیت نکرے تو اسکے پیچھے اقتدا کرنا جائز ہے اور یہ کہ بے وضو قرآن پڑھنا جائز ہے اور اسپر سب مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے اور یہ کہ اگر مقتدی فقط ایک ہی ہو تو امام کے داہنی کھڑا ہووے اور اگر بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو پیچھے سے داہنی طرف پھیر جاوے اور اگر وہ خود داہنی طرف نہ پھرے تو امام اسکو داہنی طرف پھیر لیوے اور یہ کہ تھوڑے کام سے نماز باطل نہیں ہوتی اور یہ کہ محرم کے ہوتے اپنی بیوی کے ساتھ ملکر سونا جائز ہے حیا کے مخالف نہیں اگرچہ وہ محرم خوب تمیز رکھتا ہو اور یہ کہ سورہ آل عمران کا پڑھنا جائز ہے اور بعضے اسکو مکروہ کہتے ہیں اور سب ملا اس حدیث کی کل طریقوں میں موجود ہیں اور اس حدیث سے وتروں کا پڑھنا ثابت ہوا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے واللہ اعلم **حدثنا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ قَالَ الْقَاسِمُ وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ وَأَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں سو جب تو نماز سے فارغ ہونا چاہے تو ایک رکعت پڑھ کہ وہ طاق کر دیگی تیری اس نماز کو جو تو پہلے پڑھ چکا قاسم نے کہا کہ جب سے ہمنے ہوش سنبھالی یعنے بالغ ہوئے تب سے ہمنے لوگوں کو تین وتر پڑھتے دیکھا اور وتر ہر طور سے جائز ہیں یعنے خواہ ایک وتر پڑھے خواہ تین پڑھے خواہ زیادہ پڑھے ہر طرح سے درست ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ کسی چیز میں اس سے گناہ نہیں ہوگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنے ہر شخص کو جائز ہے اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فارغ ہونے کے ارادے پر موقوف رکھا ہے سو جو شخص نماز سے فارغ ہونا چاہے اسکو ایک رکعت وتر پڑھنی جائز ہوگے پس عموم اس **حدیث** سے ... رد ہو گیا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنے فقط اسی شخص کو جائز ہیں جو صبح صادق ہو جانے کا خوف کرتا ہو اور ابن عمر رضہ کی بھی حدیث ظاہر ہے فصل میں اور حدیث عائشہ رضہ کی جو ابھی آتی ہے فصل اور وصل دونوں کی محتمل ہے سو ان دونوں میں تعارض نہیں اسلیئے کہ قاسم نے بیان کر دیا کہ دونوں امر جائز ہیں **حدثنا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوتَهُ تَعْنِي بِاللَّيْلِ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوةِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے آپ کی رات کی نماز یہی تھی سو آپ اس نماز کے ایک سجدہ میں اتنی دیر کرتے جتنے میں کوئی پچاس آیتیں پڑھ سکے سر اٹھانے سے پہلے یعنے سجدہ میں بہت طول کرتے تھے اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے پھر لیٹ داہنے کروٹ پہ لیٹ جاتے

یہانتک کہ مؤذن نماز فجر کی اطلاع دیوے کو آپ پاس آتا **بَابُ سَاعَاتِ الْوِتْرِ** نماز وتر کے وقتون کا بیان **ف**
حاصل اس باب کا یہ ہے کہ تمام رات وتر کا وقت ہی نماز عشار اور صبح صادق کے درمیان جس وقت وتر پڑہے جائز ہین
اور سب علمار کا اجماع ہوچکا ہے اسپر کہ وتر کے وقت کا ابتدا عشار کی نماز سے بعد ہی جبکہ سفیدی غائب ہو جاوے
لیکن بعضون نے مطلق یہ کہدیا ہے کہ نماز عشار اور وتر کا ایک وقت ہی اور عشار کا ابتدا جمہور کے نزدیک اسوقت
سے شروع ہوتا ہے جبکہ شفق کی سرخی غائب ہو جاوے اور ابوحنیفہ رہ کے نزدیک اسوقت سی ہوتا ہی جبکہ سفیدی غائب
ہو جاوے اور انتہا وقت وتر کا جمہور کے نزدیک طلوع صبح صادق تک ہی اور بعضون نے کہا کہ اخیر وقت اسکا نماز فجر تک
باقی رہتا ہے **قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ** یعنے ابوہریرہ نے
کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو سونے سی پہلے وتر پڑہنے کی وصیت فرمائی یعنے پہلی رات مین **ف** اس
حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ وتر کو عشار کے ساتھ پڑہنا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے سی پہلے وتر پڑہنے کی
وصیت کی اور عائشہ کی آیندہ حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی رات مین وتر پڑہتے تہے سو ان
دونو مین تعارض نہین اسلیئے کہ پہلی حدیث اس شخص کے واسطے ہی جو پچھلی رات اٹھ سکے پس اسکو احتیاط کے واسطے
یہی حکم ہے تاکہ وتر فوت نہ ہو جاوین اور دوسری حدیث اسکی حق مین ہے جو کہ پچھلی رات اٹھنے کی امید رکہتا ہو جیسا کہ صحیح مسلم میں
جابر رضہ روایت ہی کہ جو پچھلی رات اٹھنے کی امید رکہتا ہو سو چاہیے کہ پچھلی رات مین اوٹھکر وتر پڑہے کہ وہ افضل ہے اور
اسمین فرشتے حاضر ہوتے ہین اور جو پچھلی رات نہ اٹھنے کا خوف کرے سو چاہیے کہ وہ پہلی رات مین وتر گذارے پس معلوم ہوا
کہ پہلی رات مین بہی وتر پڑہنے جائز ہین فظہر وجہ المناسبۃ بالترجمۃ **حَدَّثَنَا** اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ
قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَرَاَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اُطِيْلُ فِيْهِمَا الْقِرَاءَةَ
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ
الْغَدَاةِ وَكَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَيْهِ قَالَ حَمَّادٌ اَيْ بِسُرْعَةٍ **ترجمہ** یعنے ابن سیرین سے روایت ہی کہ میں نے ابن عمر رضہ سے کہا
کہ بہلا بتلاؤ تو کہ مین صبح کی نماز سے پہلی دو رکعتون مین قرارت لنبی پڑہون یا نہین اُسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رات مین دو دو رکعتین پڑہا کرتے تہے پہر ایک رکعت وتر پڑہتے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتین سُنت پڑہتے گویا کہ تکبیر
کی آواز آپکے کان مین ہی یعنے ایسی ایسی جلدی کرتے تہے جیسا کہ کوئی شخص تکبیر کی آواز سنکر نماز کیطرف جلدی
آتا ہے اس خوف سی کہ اول وقت فوت نہ ہو جاوے **ف** پس معلوم ہوا کہ فجر کی سنتون مین قرارت لنبی نہین پڑہنی
چاہیئے بلکہ انکو بہت ہلکا پڑہنا چاہیئے پس اس سے انس کے سوال کا جواب ادا ہو گیا اور اس حدیث مین مطلق رات
کا ذکر ہے اول یا اخیر وغیرہ کسی خاص حصے رات کی اسمین کوئی قید نہین پس معلوم ہوا کہ تمام رات وترون کا وقت ہے
جسوقت چاہے پڑہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سی اور اس حدیث سی یہ بھی معلوم ہوا کہ افضل

آپ نے اسکا حکم فرمایا اور وصل فقط آپکے فعل سے ثابت ہے قول سے نہین حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا
الاعمش قال حدثنی مسلم عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کل اللیل اوتر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وانتہی وترہ الی السحر ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات
مین وتر پڑھے ہین اور آپ کی وتر سحری کے وقت تک تمام ہوئی یعنے عشاء کی نماز کے بعد تمام رات آپکے وترون
کا وقت تھا کبھی پہلے رات مین وتر پڑھ لیتے تھے اور کبھی درمیان رات کو پڑھتے تھے اور کبھی پچھلی رات مین پڑھتے تھے
لیکن اخیر عمر مین آپ وترون کو ہمیشہ پچھلی رات یعنی سحری کے وقت پڑھتے ہے یا آپکے وترون کی انتہا سحری تک
تھی اور پیچھے کبھی نہ پڑھتے تھے گو سحری سے پیچھے بھی صبح صادق ہونے تک وتر پڑھنے جائز ہین **ف** پس
اس سے معلوم ہوا کہ تمام رات وتر کا وقت ہے اور اسکے ہر حصے اور ہر جز مین وتر پڑھنے جائز ہین جس وقت چاہے پڑھے
پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی **باب** ایقاظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہلہ بالوتر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر والون کو وتر کے واسطے جگانا **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی قال حدثنا ہشام
قال حدثنی ابی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا راقدۃ
معترضۃ علی فراشہ فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم رات کو تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے اور مین آپ کی بچھونے کی چوڑائی مین یعنے آپکے سامنے لیٹی رہتی سو جب آپ
وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھکو جگاتے سو مین بھی اٹھکر وتر پڑھتی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وترون کو اخیر
رات مین پڑھنا مستحب ہے خواہ تہجد کرے یا نہ کرے لیکن یہ اسوقت ہے جبکہ پچھلی رات اٹھنے کی امید رکھتا ہو اور اس
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے گھر والون کو وتر کے واسطے جگانا مستحب ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے
اور بعضے حنفی اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہین اس پر کہ وتر واجب ہین اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ
کو تہجد کے واسطے نہ جگایا اور وتر کے واسطے جگا دیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ جگانے سے اسکا واجب ہونا لازم نہین
اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ رات کے نفلون سے اسکی زیادہ تاکید ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نفلون کے واسطے سوتے
کو جگانا مستحب ہے پس فرضون کے واسطے سوتے کو جگانا بطریق اولی مستحب ہوگا اور یہ کچھ ضرور نہین کہ خاص اسی وقت
جگانا جائز ہے جب کہ نماز قضا ہونے لگی بلکہ اول وقت اور جماعت پانے کے واسطے بھی سوتے کو جگانا جائز ہے
باب لیجعل آخر صلوتہ وترا چاہیے کہ آدمی اپنی رات کی نماز مین پچھلی نماز کو وتر کرے **حدثنا** مسدد
قال حدثنا یحیی بن سعید عن عبید اللہ قال حدثنی نافع عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اپنی رات کی نماز مین پچھلی نماز کو وتر کرو یعنے تہجد کے بعد وتر پڑھنے چاہیے **ف** بعضی حدیثون سے ثابت ہوا کہ

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے لیکن یہ واسطے بیان جواز کے ہے کہ مراد سنت یہی ہے کہ تہجد کے بعد وتر پڑھے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تہجد ان نفلوں کو کہتے ہیں جو وتر سے پہلے تہجد انکو اس واسطے کہا جاتا ہے کہ نیند سے اٹھکر پڑھے جاتے ہیں اور وتر اس واسطے کہا جاتا ہے کہ طاق ہیں اور بعضے حنفی اس حدیث سے بھی وتر کے واجب ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ رات کی نماز واجب نہیں سو اسکا اخیر بھی واجب نہیں اور نیز اصل عدم وجوب ہے پس بے دلیل وجوب ثابت نہ ہو سکے گا **بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ** سفر میں سواری پر وتر پڑھنے جائز ہیں **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللّٰهِ قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ **ترجمہ** سعید بن یسار رضہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر رضہ کو ساتھ مکہ کی راہ میں جاتا تھا سو جب میں صبح ہونے سے ڈرا تو سواری سے تلے اتر کر وتر پڑھے پھر میں اسکو پیچھے سے جا ملا ابن عمر رضہ نے کہا کہ تو کہاں تھا سو میں نے کہا کہ میں فجر ہونے سے ڈرا سو میں نے تلے اتر کر وتر پڑھے سو ابن عمر رضہ نے کہا کہ کیا تجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں پیروی بہتر نہیں میں نے کہا ہاں خدا کی قسم انکی پیروی بہتر ہے ابن عمر رضہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وتر پڑھا کرتے تھے **ف** دوسری حدیث میں ابن عمر رضہ سے آیا ہے کہ وہ سفر میں رات کو سواری پر وتر پڑھا کرتے تھے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں سواری پر وتر پڑھنے جائز ہیں امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور احمد اور جمہور کا کہتے کہ سفر میں سواری پر وتر پڑھنے جائز ہیں اور یہ کہ وتر سنت ہیں واجب نہیں اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ وتر واجب ہیں اور سواری پر وتر پڑھنے جائز نہیں اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو طحاوی نے ابن عمر رضہ سے روایت کی ہے کہ وہ نفل سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر پڑھتے تھے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع صحیح نہیں ہے ابن عمر رضہ پر موقوف ہے اور موقوف حدیث اکثر اہل اصول کے نزدیک حجت نہیں اور نیز یہ حدیث پہلی حدیث کی معارض نہیں ہو سکتی اس لیئے کہ زمین پر پڑھنے بالاتفاق افضل ہیں پس اگر ابن عمر رضہ نے کسی موقع میں زمین پر پڑھے ہوں تو فضیلت کے واسطے پڑھے ہونگے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سواری پر وتر پڑھنے جائز نہ ہوں یہ جب ہو سکتا ہے جبکہ انکا فعل وجوب پر دلالت کرے حالانکہ اہل اصول کے نزدیک مجرد فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وجوب پر دلالت نہیں کرتا چہ جائیکہ صحابی کا فعل وجوب پر دلالت کرے پس جواز ثابت ہوا اور نیز یہ بخاری کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے پس اسکو ترجیح ہوگی اور نیز عبد الرزاق نے ابن عمر رضہ سے روایت کی ہے کہ وہ سفر میں اپنی سواری پر وتر پڑھتے

… جاتے ہیں اور وتر اور تہجد ایک ہی چیز کا نام ہے

اور اکثر اوقات سواری سے تلے اُتر کر زمین پر پڑھتے تھے پس اس سے تعارض دفع ہوگیا اور سواری پر وتر پڑھنے کا جواز ثابت ہوگیا اور بعضے حنفی کہتے ہیں کہ پانی اور کیچڑ کے سبب سے سواری پر وتر پڑھتے تھے سو جواب اسکا یہ ہے کہ بخاری کی حدیث کے الفاظ اس تاویل کو صریح باطل کرتے ہیں اسلیئے کہ سعید بن یسار نے زمین پر وتر پڑھے اور عبد اللہ بن عمر رضہ نے انکو کہا کہ تجھکو حضرت کا اتباع کافی نہیں جو اُترکر وتر پڑھتا ہے اور اسی طرح عبد الرزاق کی روایت بھی اسکے بطلان میں صریح ہے اور اگر پانی کیچڑ تھا تو پھر فرض کہاں پڑھے تھے وہ بھی لامحالہ سواری پر پڑھے ہونگے پس اسکا کیا جواب ہی اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیچڑ عذر ہے پس کہا جاویگا کہ اسیطرح سفر بھی عذر ہی بلکہ اسکا عذر ہونا تو متفق علیہ ہے پس جب پانی کیچڑ کے عذر سے سواری پر وتر جائز ہیں تو سفر کے عذر سے بطریق اولے جائز ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ دعوی نسخ باطل ہے ساتھ اُن وجوہات کی جنکا بیان تیسرے پارہ میں ہو چکا ہی علاوہ ازین جائز ہے کہ اسکے برعکس دعوی کیا جاوی یعنے سواری پر وتر پڑھنے اول اسلام میں منع تھے پھر جب آپنے سواری پر وتر پڑھی تو وہ حکم منسوخ ہوگیا اور بعضے کہتی ہیں کہ یہ واقع معین کا ذکر ہے عام حکم نہیں سو جواب اسکا یہ ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضہ اس حدیث کی راوی ہیں سو انہوں نے سعید کو سواری پر وتر پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی اکثر اوقات پڑھتے رہی پس یہ صریح ہے اسکی عموم میں پس واقعہ عین کا باطل ہوا و باللہ التوفیق اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ طحاوی نے کہا کہ کوفے والے سواری پر وتر پڑھنے کو منع کرتے ہیں مگر یہ سنت ثابتہ کا خلاف ہی اور اس حدیث میں فقط اونٹ پر وتر پڑھنے کا ذکر ہی لیکن اونٹ وغیرہ سب سواریاں اس حکم میں شریک ہیں کہ فرض کسی پر جائز نہیں پس معلوم ہوا کہ سب کا حکم بھی ہے فظہر وجہ المناسبۃ بین الحدیث والباب **بَابُ الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ** سفر میں وتر پڑھنے سنت ہیں **ف** ضحاک سی منقول ہے کہ سفر میں وتر پڑھنے مسنون نہیں سو امام بخاری نے اس باب سی اشارہ کیا ہی سطرف کہ یہ قول مردود ہے اور ابن عمر رضہ سے مسلم وغیرہ میں روایت ہی کہ اگر میں سفر میں نفل پڑھتا تو فرضوں کو پورا کرتا سو اس سی مراد فرضوں کی معمولی سنتیں ہیں وتر وغیرہ مراد نہیں جیسا کہ اس حدیث کی سیاق سے معلوم ہوتا ہے اور نیز احتمال ہے کہ مراد اسکی یہ ہو کہ دن اور رات کی نفلوں کے درمیان فرق ہے اسلیئے کہ دوسری حدیث سی اونکا ثابت ہو چکا ہے کہ وہ سفر میں سواری پر نفل پڑھتے تھے **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يُومِئُ إِيمَاءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ** **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پر وتر پڑھا کرتے تھے جسطرف کہ وہ آپکو لیکر متوجہ ہوتی رکوع و سجود سے اشارہ کرتے اور تہجد کی نماز پڑھتے مگر فرضوں کو سواری پر نہ پڑھتے اور وتر کو بھی اپنی سواری پر پڑھتے **ف** بعضوں نے اس حدیث سی دلیل پکڑی ہے اسپر کہ وتر فرض نہیں اور خاص کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فرض نہیں تھے اسلیئے کہ

آپ نے انکو سواری پر پڑھا پس اگر فرض واجب ہوتے تو سواری پر جائز نہ ہوتے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ فرض سواری پر جائز نہیں لیکن یہ استدلال قوی نہیں ہے کہ مجرد ترک منع کی دلیل نہیں ہو سکتی لیکن ہاں مگر جب کہ کہا جاوے کہ مسافر پر اکثر اوقات فرض کا وقت آتا ہے سو اسکو کبھی سواری پر نہ پڑھنا دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ سواری پر جائز نہیں اور حنفیہ جو وتروں کو واجب کہتے ہیں تو وہ اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث فقط فرض کی نفی پر دلالت کرتی ہے اور فرض کی نفی سے نفی واجب کی لازم نہیں آتی ہے لیکن یہ جواب اسی وقت تمام ہو سکتا ہے جب کہ اس بات کو ثابت کیا جاوے کہ ابن عمرؓ فرض اور واجب کے درمیان فرق جانتے تھے اور یہ بات ثابت نہیں پس جواب بھی تمام نہیں واللہ اعلم اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ تمہارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وتر واجب ہیں سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وتر آپ پر واجب تھے لیکن آپ کا وتر کو سواری پر پڑھنا ثابت ہو چکا ہے سو اگر واجب ہوتے تو سواری پر جائز نہ ہوتے جیسا کہ مثلا ظہر کی نماز ہے اور فرض اور واجب میں فرق کرنا یہ محض حنفیوں کی اصطلاح ہے جمہور اسکو تسلیم نہیں کرتے اور بر تقدیر تسلیم خصم کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اور اگر کوئی کہے کہ سواری پر وتر پڑھنا آپ کا خاصہ تھا اور وتر آپ پر واجب تھے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محض دعوی ہے اسپر کوئی دلیل نہیں کہ وتر آپ پر واجب تھے تا کہ اسکے واسطے تکلف کیا جاوے

بَابُ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ نماز میں رکوع سے پہلے اور پیچھے دعا قنوت پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے **ف** قنوت کا معنے کھڑے رہنے کا ہے اور چونکہ اس دعا کو کھڑا ہو کر پڑھتے ہیں اسلیئے اسکو دعا قنوت کہا گیا اور موطا میں ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ نماز میں دعا قنوت پڑھنی بدعت ہے سو امام بخاری نے اس باب میں یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ دعا قنوت پڑھنی جائز ہے تو گویا اسمیں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ قول ابن عمرؓ کا مردود ہے اسلیئے کہ قنوت کا پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے سو اسکا درجہ مباح سے بلند ہے اور اس مقام میں بیان وتر کا ہے اور باب کی حدیثوں میں وتر کا ذکر نہیں لیکن چوتھے طریق میں آئندہ آویگا کہ صبح اور شام کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے . . . . اور مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں سو جب ان کو وتروں میں قنوت کا پڑھنا ثابت ہوا تو رات کے وتروں میں بھی ثابت ہوا کہ وتر ہونے میں دونوں نمازیں آپس میں شریک ہیں علاوہ ازیں دوسری حدیث میں دعا قنوت پڑھنے کا صریح حکم آچکا ہے جیسا کہ سنن میں حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو کئی کلمے سکھلائے جنکو میں وتر میں پڑھا کروں اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ

قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَقَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَهٗ اَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ یَسِیْرًا ترجمہ محمد بن سیرین سے روایت ہو کہ کسی نے انس رض سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز مین قنوت پڑہی ہے اُسنے کہا ہان پڑہی ہے پہر پوچھا گیا کہ کیا آپنے دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑہی ہے یا پیچھے انس رض نے کہا کہ رکوع سے پیچھے تہوڑے دنون یعنے ایک مہینہ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قَالَ فَاِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِیْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا یُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ زُهَاءَ سَبْعِیْنَ رَجُلًا اِلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ دُوْنَ اُولٰٓئِكَ وَكَانَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلَیْهِمْ ترجمہ عاصم رح سے روایت ہو کہ مینے انس رض سے دعاء قنوت کا مسئلہ پوچھا سو اُسنے کہا کہ نماز مین قنوت پڑہی جاتی تہی مینے کہا کہ رکوع سے پہلے یا پیچھے اُسنے کہا رکوع سے پہلے عاصم نے کہا کہ فلانے شخص نے مجھکو تجہ سے خبر دی کہ تو نے قنوت کو رکوع پیچھے پڑہتی کہا ہے انس رض نے کہا کہ اُسنے جہوٹ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ رکوع سے پیچھے قنوت پڑہی ہے مین گمان کرتا ہون کہ آپنے مقدار ستر آدمی کے قاریون کا گروہ ایک قوم مشرکین کیطرف بہیجا تہا سو اُن لوگون کے سوا آپ بددعا کرتے تہے اور اُنکے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان قول قرار تہا سو انہون نے توڑ ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑہی انپر بددعا کرتے تہے حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلٰی رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ دعاء قنوت پڑہی رعل اور ذکوان دونو قبیلون پر بددعا کرتے تہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِی الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ مغرب اور فجر کی نماز مین قنوت پڑہی جاتی تہی **ف** یہ جو انس رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ایک مہینہ رکوع سے پیچھے قنوت پڑہی تو اسکا مطلب یہ ہی کہ رکوع سے بعد متواتر آپنے فقط ایک مہینہ قنوت پڑہی اسکا یہ معنے نہین کہ پہر اسکے بعد آپنے کبہی قنوت نہین پڑہی اور یہ جو انس رض نے کہا کہ اُسنے جہوٹ کہا ہے تو اسکا یہ مطلب ہی کہ اگر اُسنے رکوع سے پیچھے ہمیشہ کا پڑہنا مجہ سے نقل کیا ہے تو اُسنے خطا کی اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اوقات رکوع سے پہلے بہی قنوت پڑہی ہے اور دوسری حدیث مین اسکا بیان صریح آچکا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے انس رض سے روایت کی ہو کہ کسی نے انس رض سے قنوت کا مسئلہ پوچھا سو اُسنے کہا کہ رکوع سے پہلے بہی

جائز ہے اور پیچھے بھی جائز ہے اور ابن منذر رہ نے انس رض سے روایت کی ہے کہ صبح کی نماز میں بعض اصحاب نے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی ہے اور بعضون نے پیچھے پڑھی ہے اور محمد بن نصر نے انس رض سے روایت کی ہے کہ قنوت کو ہمیشہ رکوع سے پہلے پڑھنا اول عثمان رض نے مقرر کیا تاکہ لوگ اول رکعت کو پا لیا کرین اور کتاب المغازی میں آئیگا کہ کسی نے انس رض سے پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا پیچھے اُسنے کہا کہ جب قرأت سے فارغ ہو وے تو اُسوقت پڑھے اور انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا روایت کیا ہے اسکو عبد الرزاق نے اور صحیح کہا اسکو حاکم نے اور اس حدیث میں اگرچہ ضعف ہے لیکن متابعت اور شہادت کے واسطے کافی ہے پس انس رض کی ان سب روایتون کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی مصیبت اور حادثے کے وقت قنوت پڑھے تو رکوع سے پیچھے پڑھے اور اگر بدون حاجت کے ہو تو رکوع سے پہلے پڑھے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے امام مالک اور شافعی کہتے ہین کہ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھنی مستحب ہے اور جب کوئی حادثہ اور مصیبت پیش آوے تو تمام نمازون میں قنوت پڑھا کرے اور دلیل انکی یہ حدیثین ہین جو ابھی گذر چکی ہین اسلیئے کہ وہ عموماً اور خصوصاً صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے پر دلالت کرتی ہین اور ایک دلیل انکی یہ حدیث ہے جو ابو داؤد اور ترمذی میں براء بن عازب رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پڑھتے رہے اور عراقی نے کہا کہ جو لوگ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھنے کو جائز کہتے ہیں ہین ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رض اور ابو موسیٰ اشعری اور ابن عباس رض اور براء اور تابعین رض سے حسن بصری اور حمید طویل اور ربیع بن خثیم اور سعید بن مسیب اور طاؤس اور اوزاعی اور ابن مہدی وغیرہ اور حنفیہ وغیرہ بعض کہتے ہین کہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھنی جائز نہیں بلکہ وہ وترون کے ساتھ خاص ہے اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں ایک مہینے کے سوا کبھی قنوت نہین پڑھی سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۵ پس استدلال کرنا اُسنے صحیح نہوگا چہ جائیکہ صحیح حدیثون کے معارض ہو اور نیز بیہقی نے کہا کہ آیت ختم کرکے چھوڑ دینے کا یہ معنے ہے کہ آپنے قنوت میں اُس قوم پر بد دعا کرنا چھوڑ دیا نہ یہ کہ مطلق قنوت کو چھوڑ دیا اسلیئے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ جن لوگون نے بیر معونہ کے دن اصحاب کو قتل کیا آپنے قنوت میں اُنپر بھی بد دعا کی اور ایسا ہی لکھا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ آپنے فقط اُنپر بد دعا کرنی چھوڑ دی تھی قنوت نہین چھوڑی اور تاویل کرنی ضرور ہے اسلیئے کہ دوسری حدیث میں صریح آچکا ہے کہ آپ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے یہانتک کہ انتقال فرمایا پس اس سے سب حدیثون میں تطبیق ہو جاویگی اور اگر آپ مطلق قنوت ترک کر دیتے تو پھر اسقدر اصحاب آپکے بعد اسپر عمل نہ کرتے

۵ [illegible] اسکی اسناد ضعیف ہے۔

اور نیز ایک مہینہ پڑھکر ترک کر دینا اُسکے عدم جواز کو مستلزم نہین بلکہ جواز ایک دو بار سے بھی ثابت ہو جاتا ہے اور بعضے
حنفی کہتے ہین کہ مغرب کی نماز مین قنوت پڑھنا بالاجماع منسوخ ہے پس اسیطرح صبح مین بھی منسوخ ہونا چاہیے اور بعضے
مطلق یہ دعوی کرتے ہین کہ قنوت منسوخ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ نسخ بدون شرائط کے ثابت نہین ہو سکتا ہے
کما مر اور شرائط نسخ کا ثابت ہونا اسجگہ مشکل ہے پس دعوی نسخ باطل ہے اور ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا بالکل غلط
اور مردود ہے مغرب مین قنوت منسوخ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ صبح مین بھی منسوخ ہے اور نہ اسپر کوئی دلیل ہے اور نیز
یہی تقریر ہے بعینہ وتر کی قنوت مین بھی ہو سکتی ہے پس اس سے لازم آویگا کہ وتر مین قنوت پڑھنی بھی منسوخ ہو فما
ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز اس سے لازم آتا ہے کہ مصیبت کی وقت بھی قنوت پڑھنی جائز نہ ہو کہ منسوخ ہونے کے بعد جواز
کیا اور اگر حادثے کی وقت جائز ہے تو پھر منسوخ کیا چیز ہوئی اگر بدون حاجت کی قنوت پڑھنی منسوخ ہوئی ہے تو
پھر اس سے لازم آویگا کہ پہلے بدون حاجت کی بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھا کرتے تھے حالانکہ یہ واقع کے مخالف ہے
پس معلوم ہوا کہ نہ حادثے کی قنوت منسوخ ہے اور نہ بے حادثے کی منسوخ ہے اور جو شخص دونو مین کسی نسخ کا
دعوی کرے اسکو سخت مصیبت در پیش آویگی کہ بدون قنوت کی اسکا ٹلنا مشکل ہوگا اور نیز اگر منسوخ ہوتی تو پھر
اتنے صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیون پڑھتے انکو اسکا علم نہ ہوا و علی ہذا القیاس اس تقریر سے صد ہا احکام
محکمہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ محض خیال فاسد ہے اور نیز پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم صبح کی نماز مین ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا پس اب اس خیال فاسد کی گنجایش
کہان ہے اور نیز اس دعوی کا معارضہ بھی ہو سکتا ہے اور وہ اسطور سے ہے کہ سب کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ آنح
صبح کی نماز مین قنوت پڑھی اور ترک مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ ترک کر دیا اور بعضے کہتے ہین کہ ترک نہین کیا تو
جسپر اجماع ہے اسکو لیا جاویگا یہانتک کہ اختلاف ثابت ہو جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ خلفاء اربعہ سے روایت ہے کہ
وہ قنوت نہین پڑھتے تھے سو جواب اسکا یہ ہے کہ انسے قنوت کا پڑھنا بھی ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور عراقی نے کہا
کہ تعارض کے وقت اثبات مقدم ہوتا ہے نفی پر اور یا کبھی کیا ہوگا اور کبھی نہین کیا ہوگا سو یہ بھی جواز کے منافی
نہین اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ ابن عمر رض نے قنوت کو بدعت کہا ہے سو جواب اسکا اوپر گذر چکا ہے کہ یہ قول صحیح حدیثون
کے بالکل مخالف ہے پس مردود ہوگا اور نیز حادثے وغیرہ کے وقت کو بھی شامل ہے پس لازم آویگا کہ مصیبت کی وقت
بھی قنوت جائز نہ ہو حالانکہ حادثے کی وقت حنفیہ بھی جائز کہتے ہین اور نیز اس سے لازم آویگا کہ وتر کی قنوت بھی بدعت
ہو فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز مجرد انکار یا ترک صحابی کا نسخ کی دلیل نہین ہو سکتا جبتک کہ نسخ کی تصریح نہ کرے
اور اسی طرح اور جن لوگون سے ترک مروی ہے وہ بھی نسخ کی دلیل نہین ہو سکتی اسلیئے کہ احتمال ہے کہ انہون نے
اسکو جائز جانکر چھوڑ دیا ہو محض ترک منع کی دلیل نہین ہو سکتی اور نیز اسمین بھی اختلاف ہے کہ قنوت کو رکوع سے

پہلے پڑھنا چاہیے یا پیچھے سو امام شافعی کہتے ہین کہ رکوع سے پیچھے پڑھنا چاہیئے اور امام ابوحنیفہ رح کہتے ہین کہ رکوع سے
پہلے پڑھے اور امام مالک اور احمد رح سے دونو طرح کی روایت آئی ہے مگر اصل یہ ہے کہ دونو طرح سے جائز ہے خواہ رکوع
سے پہلے پڑھے خواہ پیچھے پڑھے اختیار ہی اور یہ اختلاف مباح ہے یا مصیبت کی قنوت کو رکوع سے پیچھے پڑھے اور
روزمرہ کی قنوت کو رکوع سے پہلے پڑھے جیسا کہ انس رض کی حدیث سے اوپر گذر چکا ہے اور نیز اسمین بھی اختلاف ہی کہ
قنوت کو پکار کر پڑھنا چاہیئے یا آہستہ امام شافعی رح کہتے ہین مستحب ہی کہ پکار کر پڑھے اور حنفیہ کہتے ہین کہ آہستہ پڑھے
اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ دعاء قنوت مین ہاتھ اوٹھانے مستحب ہے اور نیز اسمین بھی اختلاف ہی کہ قنوت مین کونسی دعا
پڑھے سو امام شافعی رح کہتے ہین کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی الخ پڑھے اور حنفیہ کہتے ہین کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ
لیکن صحیح یہ ہی کہ اسکے واسطے کوئی دعا معین نہین بلکہ ہر دعا کافی ہے جسطرح کی ہو باقی رہا وتر مین قنوت پڑھنا سو
اسمین سب اماموں کا اتفاق ہے کہ وتر مین قنوت پڑھنی چاہیئے فقط اتنا فرق ہے کہ ابوحنیفہ رح کہتے ہین کہ ہمیشہ ہر
روز پڑھے اور امام شافعی رح اور مالک اور احمد کہتے ہین کہ فقط ماہ رمضان کے پچھلے نصف مین پڑھے اور امام مالک
اور احمد رح سے اسکا خلاف بھی مروی ہے لیکن اصل محقق مسئلہ یہ ہے کہ صبح اور وتر کی نماز مین تو ہمیشہ قنوت پڑھنی
مستحب ہے اور اگر کوئی مصیبت قحط یا وبا یا دشمن وغیرہ کی پیش آوے تو سب نمازون مین پڑھنی مستحب ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَبْوَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ قحط کے وقت خدا سے مینہ مانگنے کا بیان

ف استسقا کا معنے لغت مین پانی مانگنے کا ہے اور شرع مین استسقا کہتے ہین قحط کے وقت خدا سے مینہ مانگنے کو خاص طور پر یعنے سب لوگون کا جمع ہو کر میدان مین جانا اور نماز پڑھ کر خدا سے مینہ مانگنا اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب لوگون مین قحط پڑے اور مینہ نہ برسے تو مستحب ہے کہ سب لوگ بے زیب و زینت کو بڑی عاجزی اور تذلل کے ساتھ میدان کی طرف نکلین سو امام پہلے تھوڑی دیر دعا کرے پھر لوگون کو دو رکعتین نماز پڑھاوے بغیر اذان اور اقامت کی اور عید کی نماز کیطرح پہلی رکعت مین سات تکبیرین کہے اور دوسری مین پانچ تکبیرین کہے اور ہاتھ اوٹھاوے اور قرارت پکار کر پڑھے اور بعد سلام کے امام خطبہ پڑھے اور وعظ کرے پھر امام اور سب لوگ قبلے کیطرف منہ کر کے کھڑے ہو وین اور اولٹے ہاتھ اوٹھا کر مینہ کے واسطے دعا کرین اور اسی دعا کے درمیان امام اور سب لوگ اپنی چادرون کو پلٹین یعنے تلے کے کنارے کو اوپر کیطرف پھیر لیوین یا داہنی طرف کو بائین کر لیوین پھیر دیر تک دعا کرتے رہین امید ہے انشاء اللہ تعالے مینہ برسے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ استسقا کے سنت ہونے پر سب علما کا اتفاق ہی مگر سنیت نماز مین اختلاف ہی
امام شافعی اور احمد اور جمہور سنت کہتے ہین اور امام ابوحنیفہ رح اسکو سنت نہین جانتے ہین اور بیان اسکا آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالے

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ وَخُرُوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ

مینہ کے واسطے خدا سے دعا کرنے کا بیان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مینہ مانگنے کے لیئے میدان مین جانا حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ ‌‌ **ترجمہ** عباد کے چچا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ مانگنے کو میدان کی طرف نکلے سو اپنی چادر کو پلٹا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مینہ مانگنے کے واسطے میدان کی طرف نکلنا جائز بلکہ مستحب ہے اور امام بخاری نے استسقا کا وقت بیان نہیں کیا لیکن ابو داؤد اور ابن حبان نے عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقا کے ..... واسطے باہر نکلے جبکہ آفتاب آپ پر ظاہر ہوا اور ریات معلوم ہے کہ جب آفتاب خوب ظاہر ہو تو وہ عید کا وقت ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ عید کی نماز اور استسقا کا ایک وقت ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رح اور مالک رح اور احمد رح کا اور امام شافعی رح کہتے ہیں کہ استسقا کا کوئی وقت معین نہیں بلکہ دن رات میں جس وقت کرے جائز ہے لیکن مستحب انکے نزدیک بھی یہی ہے کہ استسقا عید کے وقت کرے اور اسطرح یہ بھی مستحب ہے کہ بڑی عاجزی اور خوف کے ساتھ نکلے زیب و زینت سے نہ نکلے جیسا کہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ کے واسطے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ نکلے بے زیب و زینت کے اور ابن قدامہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ استسقا کی نماز مکروہ وقت میں نہ پڑھی جاوے **باب** دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار قریش پر بد دعا کرنا کہ الٰہی انکے برسوں کو قحط کی برس کر دے یوسف علیہ السلام کے قحط کے برس **ف** اس باب میں استسقا کا ذکر نہیں بلکہ یہ ذکر ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے واسطے دعا کی اور کفار کے حق میں بد دعا کی پس اس مسئلے کو استسقا میں اسواسطے ذکر کیا کہ جیسے مسلمانوں کے واسطے مینہ کی دعا مانگنی جائز ہے ویسے ہی کافروں کے حق میں قحط کی دعا مانگنی بھی جائز ہے اور یا اسواسطے ذکر کیا کہ جب نماز میں کافروں کے واسطے بد دعا کرنی جائز ہے تو اس میں مسلمانوں کے واسطے دعا کرنی بھی جائز ہوگی اور مسلمانوں کے نفع کے لیے بھی دعا کرنی استسقا ہے پس استسقا کی نماز اس سے ثابت ہوگئی بخلاف اسکے جو اس سے انکار کرتا ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ قَالَ ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ هٰذَا كُلُّهٗ فِي الصُّبْحِ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پچھلی رکوع سے سر اٹھاتے تو دعا مانگتے الٰہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی نجات دے دبے بیبس ضعیف مسلمانوں کو الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر الٰہی ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں

قحط پڑا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا غفار کے قبیلے کو بخشے اور سالم کو سلامت رکھے ابوالزناد نے کہا کہ یہ سب دعا صبح کی نماز میں تھی ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو قبیلوں کو اسواسطے خاص کیا کہ قبیلہ غفار اول اسلام لائے تھے اور قبیلہ اسلم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی تھی کہ نہ ہم آپ سے کبھی لڑتے ہیں اور نہ آپ ہم سے لڑیے اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو گروہ کو قحط کی بددعا سے مستثنے کر لیا اسسے معلوم ہوا کہ قحط کی بددعا خاص انہیں کافروں کے حق میں کرنی لائق ہے جو مسلمانوں سے لڑیں اور جو کافر مسلمانوں سے صلح رکھیں انکے حق میں قحط کی بددعا کرنی مناسب نہیں پس مناسبت اسحدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الخ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا فَقَالَ اللَّهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ وَيَنْظُرُ أَحَدُكُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوعِ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللَّهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ لَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَآيَةُ الرُّومِ ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ سے ..... روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ کفار قریش نے اسلام سے پیٹھ پھیری یعنے اسلام قبول نہ کیا تو انپر یہ دعا مانگی الٰہی انپر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف کی وقت میں قحط پڑا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کی تاثیر سے انپر ایسا قحط پڑا کہ اسنے ہر چیز کو جڑ سے اوکھاڑ دیا یعنے گھاس وغیرہ کوئی سبزہ زمین پر نہ رہا یہانتک کہ انہوں نے چمڑوں اور مردوں اور مردار کو کھایا اور انمیں سے کوئی آسمان کیطرف دیکھتا تو بھوک کی سبب سے اسکو دھواں نظر آتا سو ابوسفیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا کہ ای محمدؐ تو حکم کرتا ہے خدا کی بندگی کرنے کا اور برادر پروری کا اور مقرر تیری قوم (قحط سے) ہلاک ہوئی سو آپ انکے واسطے خدا سے دعا کیجیے کہ قحط دور کرے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال رحمت سے دعا کی تو مینہ برسا اور قحط دور ہو گیا) پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی سو تو راہ دیکھ جسدن کہ لاوے آسمان دھواں صریح جو گھیرے لوگوں کو یہ ہے دکھ کی مار ای رب کھول دے ہمسے یہ آفت ہم یقین لاتے ہیں کہاں ملے انکو سمجھنا اور آچکا انکے پاس رسول کھول سنانیوالا پھر اسسے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باولا ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو جسدن پکڑینگے ہم بڑی پکڑ ہم بدلہ دینے والے ہیں انتہے سو بڑی پکڑ تو جنگ بدر کی دن واقع ہوئی کہ اسمیں کفار کے سب میں قتل ہوئے سو گذر چکا ہے عذاب دھوئیں کا اور بڑی پکڑ کا اور لزام کا اور آیت روم کا ف دھوئیں کے

عذاب سے مراد وہ ہی جو قحط کے دنوں میں بھوک کی سبب آسمان پر نظر آتا ہے اور بڑی پکڑ سے مراد جنگ بدر کا دن ہے
اور لزام سے مراد وہ عذاب ہے جو بدر کے دن کفار قریش کے قیدیوں میں پکڑے آئی یا سب مردوں کو جمع کرکے بدر کے
کوئیں میں ڈالا گیا اور آیت روم سے پہلی آیت سورۂ روم کی مراد ہے یعنے الم غلبت الروم الآیۃ یعنے روم مغلوب ہو گئی
لگتے ہیں پس حاصل اسکا یہ ہے کہ یہ وعدے عذاب کی جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں سب واقع ہو چکے ہیں اب کوئی
باقی نہیں لیکن یہ رائے صرف ابن مسعودؓ کی ہے اور جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سب عدے عذاب کو آیندہ واقع ہونگی
یعنے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بعضے قیامت میں واللہ تعالیٰ اعلم **بَابُ** سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءَ
إِذَا قَحَطُوا قحط کے وقت لوگوں کا امام سے مینہ مانگنے کی درخواست کرنا یعنے اگر قحط کے وقت لوگ امام سے
اس بات کی درخواست کریں کہ وہ آگے ہوکر خدا سے مینہ کے واسطے دعا مانگے تو جائز ہے **حدثنا** عَمْرُو بْنُ
عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ
بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ + ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ + وَقَالَ ابْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا
سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ وَرُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي
فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ + ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ +
وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ **ترجمہ** عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا کہ وہ ابوطالب (والد حضرت
علیؓ) کا شعر پڑھتا تھا اور وہ شعر یہ ہے وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ + ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ
یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید چہرہ ہیں کہ آپکے چہرہ مبارک کو وسیلے سے مینہ مانگا جاتا ہے پناہ ہیں واسطے یتیموں
کو اور بچاؤ ہیں واسطے بیوہ عورتوں کے کہ کوئی انکو نہ ستاوے ابن عمرؓ نے کہا کہ میں نے اکثر اوقات قول شاعر ابوطالب
کا یہ شعر یاد کیا اور میں آپ کی چہرے مبارک کیطرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ مینہ کے لیے دعا مانگتے ہیں سو آپ منبر
سے نہ اترتے یہانتک کہ ہر پرنالا پانی سے جوش مارتا اور ابیض یستسقی الخ قول ابوطالب کا ہے **ف** اگر کوئی
کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی زندگی میں کبھی استسقا نہیں کیا تھا بلکہ یہ معاملہ آپ کی ہجرت کے
بعد واقع ہوا تو پھر ابوطالب نے یہ شعر کیوں کہا کہ آپ کی چہرہ مبارک کو وسیلے سے مینہ مانگا جاتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ
شاید ابوطالب نے آپکے اخلاق حمیدہ سے کمال کی نشانیاں دیکھی ہونگی جنسے اسکو یقین ہو گیا ہوگا کہ آپکے چہرہ
مبارک میں یہ تاثیر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابتدا زمانے میں ایک بار قریش پر قحط پڑا تھا اسوقت حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بہت کم عمر تھے سو ابوطالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیکر قریش کے واسطے مینہ کی دعا مانگی تو
مینہ برسا تو اُسنے سمجھا کہ یہ سب آپ کی تاثیر سے ہوا ہے تب اُسنے یہ شعر کہا اور اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پہچانتا تھا اور اس قسم کی اور بھی کئی حدیثیں آچکی ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پہچانتا تھا پس شیعہ اس سے دلیل پکڑتے ہیں کہ ابو طالب مسلمان ہو کر مرے اور جو سنی ہیں وہ کہتے ہیں کہ کفر میں مرا لیکن یہ خیال اور استدلال سب باطل اور مردود ہے جیسا کہ شیخ ابن حجرؒ نے اصابہ میں بیان کیا **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ **ترجمہ** انس رضؓ سے روایت ہے کہ جب لوگوں میں قحط پڑتا تھا اور مینہ بند ہو جاتا تھا تو عمر فاروق رضؓ عباس رضؓ (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کے وسیلے سے مینہ مانگتے تھے سوا اس کے دوسرے دعا کرتے تھے کہ الٰہی ہم وسیلہ پکڑتے تھے طرف تیری ساتھ نبی اپنے کے سو تو ہم پر مینہ برساتا تھا اور اب ہم وسیلہ پکڑتے ہیں طرف تیری ساتھ چچا نبی اپنے کے سو ہم کو پانی دے اور ہم پر مینہ کو برسا انس رضؓ نے کہا سو خدا ان پر مینہ کو برساتا تھا **ف** پہلی حدیث ابن عمر رضؓ سے معلوم ہوا کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مینہ کی دعا مانگا کرتے تھے اور جب آپ کے وسیلے سے مینہ کی دعا مانگنی جائز ہوئی تو آپ کو مینہ مانگنے کے واسطے آگے کرنا بطریق اولی لائق ہوگا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور عمر رضؓ کی حدیث باب سے اس طور پر مطابق ہے کہ اس کے بعضے طریقوں میں یہ لفظ آگیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط پڑتا تو لوگ آپ کے وسیلے سے مینہ کے واسطے دعا مانگتے تو گویا کہ امام بخاریؒ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ یہ مسئلہ اس کے بعض طریقوں میں ثابت ہے اور عبدالرزاق نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضؓ مینہ کی دعا مانگنے کے واسطے عیدگاہ میں گئے سو عباس رضؓ سے کہا کہ اٹھو اور مینہ کے واسطے دعا مانگو سو عباس رضؓ اٹھ کر ان کے ساتھ دعا مانگنے لگے پس اس قصہ سے معلوم ہوا کہ عمر رضؓ نے عباس رضؓ سے مینہ مانگنے کی درخواست کی پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب امام کسی کو مینہ مانگنے کے واسطے حکم کرے تو وہ بھی قائم مقام امام کے سمجھا جاتا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیکوکار اور پرہیزگار لوگوں کو شفیع اور وسیلہ بنانا جائز ہے اور اسی طرح اہل بیت نبوت سے استسقاء اور استشفاع چاہنا جائز ہے

بَابُ تَحْوِيْلِ الرِّدَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ **ترجمہ** استسقاء کی نماز میں چادر پلٹ کر اوڑھنے کا بیان **ف** چادر پلٹنے کی صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے چادر کے تلے کی بائیں کھونٹ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے اس کے تلے کی داہنی کھونٹ پکڑے پھر پیچھے کی طرف کو پلٹ کر اوپر کی طرف لاوے اور اوپر کی طرف کو پھیر کر نیچے کی طرف یہ چادر کے بعد یا چادر کی داہنی طرف کو بائیں ہو جاوے پھر پیچھے اس کے بعد اس کی بائیں طرف کو داہنے مونڈھے پر کرے **حَدَّثَنِيْ** اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَسْقٰی فَقَلَبَ رِدَآءَہٗ ترجمہ عبد اللہ بن زید رضہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی سو اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑہا حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّہٗ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِیْمٍ یُحَدِّثُ اَبَاہُ عَنْ عَمِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَاسْتَسْقٰی فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَقَلَبَ رِدَآءَہٗ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ کَانَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ ھُوَ صَاحِبُ الْاَذَانِ وَلٰکِنَّہٗ وَھْمٌ فِیْہِ لِاَنَّ ھٰذَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِیُّ مَازِنُ الْاَنْصَارِ ترجمہ عبد اللہ بن زید رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کیطرف نکلے سو آپ نے مینہ کیلئے دعا مانگی اور قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر کو پلٹا اور دو رکعتیں نماز پڑہی **ف** ان دونو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ استسقا میں چادر کو پلٹنا مستحب ہے امام نووی نے کہا کہ اسمیں دلیل ہے واسطے امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد اور جمہور علما کے کہ استسقا میں چادر کو پلٹ کر اوڑہنا مستحب ہے یعنے امام کو بھی اور مقتدیوں کو بھی جیسا کہ دوسرے طریق میں یہ لفظ زیادہ آیا ہے کہ لوگوں نے بھی آپکے ساتھ چادریں پلٹائیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ کہتے ہیں کہ چادر پہیرنی مستحب نہیں اور لیث اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ فقط امام چادر پلٹے مقتدی نہ پلٹیں اور بعضوں نے کہا کہ عورتیں بھی چادر کو نہ پلٹیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقا میں نماز پڑہنا ثابت ہے اور وہ دو رکعتیں ہیں پس اسمیں رد ہے اُسپر جو نماز سے منکر ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقا میں خطبہ نماز سے پہلے پڑہنا چاہیے لیکن امام احمد وغیرہ کی حدیث میں تصریح آچکی ہے کہ آپنے نماز خطبے سے پہلے پڑہی پس مستحب یہی ہے کہ نماز خطبہ سے پہلے پڑہی جاوے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور علما کا اور امام مالک کا اخیر قول بھی یہی ہے اور لیث وغیرہ بعضے کہتے ہیں کہ پہلے خطبہ پڑہے پھر نماز پڑہے لیکن یہ اختلاف سب افضلیت میں ہے جواز میں اختلاف نہیں سو اگر نماز سے پہلے خطبہ پڑہے تو جب بھی درست ہے لیکن افضل یہی ہے کہ نماز خطبے سے پہلے پڑہے پیچھے خطبہ پڑہے جیسا کہ عید میں ہے اور اسمیں بھی اختلاف ہے کہ نماز استسقا میں عید کی طرح زائد تکبیریں کہے یا نہیں سو جمہور علما کہتے ہیں کہ زیادہ تکبیریں نہ کہے اور امام شافعی اور ابن جریر اور ابن مسیب اور مکحول وغیرہ کہتے ہیں کہ اسمیں عید کے برابر تکبیریں کہے اور انکی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپنے عید کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑہیں اور جمہور اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ یہ نماز عدد اور جہر قرارت اور خطبے سے پہلے پڑہنے میں عید کی نماز کی طرح ہے لیکن اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں اسلیئے کہ اس باب میں ایسی کوئی حدیث صحیح نہیں آئی جو تکبیروں کی ممانعت میں صریح ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ جو استسقا میں چادر پلٹنے کو مستحب نہیں جانتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ چادر کا پلٹ کر اوڑہنا اتفاقاً واقع ہوا ہے شرعاً جائز کرنے اور تشریع سنت کو واسطے آپ نے یہ فعل نہیں کیا یا اسمیں کوئی بھید ہو گا جو ہمکو معلوم نہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ اتفاقاً واقع ہونا بہت کم صادق آتا ہے جیسا کہ چادر مونڈہوں سے تلے گرنے لگی یا ابتدا سے

اوڑہے اور جو چادر کہ آدمی نے آگے سے اوڑہی ہو اسکو قصداً الٹ کر اوڑہنے پر اتفاق صادق نہین آ سکتا اور
نیز اگر یہ معاملہ اتفاقاً ہوتا تو پہر راوی اسکو ہرگز بیان نہ کرتا معلوم ہوا کہ راوی نے اسکو تشریع جانا اسی واسطے ذکر کیا ورنہ
اسکا ذکر کرنا محض لغو تہا اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب افعال تشریع پر محمول ہین جب تک کہ منع کی کوئی دلیل
ثابت نہ ہو اور نیز دوسری روایت مین امام احمد کی صریح موجود ہے کہ سب لوگون نے آپکے ساتھ چادرین پلٹین پہر
وہان اتفاقاً کیسے صادق آویگا پس ثابت ہوا کہ صحابہؓ نے آپکے اس فعل کو تشریع پر محمول کیا اور اسکے اس فعل کا
مشروع اور جائز ہونا سمجہا اور کسی صحابی نے اسکا خلاف یا انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ اسکے مشروع ہونے پہ
تمام صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے اب اسکو مشروع نہ کہنا اجماع صحابہ کے مخالف ہے پس یہ قول قطعاً باطل اور مردود ہے اور نیز
ابو داؤد کی ایک روایت مین تصریح ہے کہ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ چادر کے نیچے کی طرف کو پلٹ کر اوپر کر لین
سو وہ چادر آپ کو بہاری معلوم ہوئی پہر داہنی طرف کو پلٹ کر بائین طرف کیا سو یہ حدیث بہی صریح ہے اس باب
مین کہ یہ امر اتفاقی نہین تہا بلکہ آپنے قصداً کیا اور اسیطرح اسکو کسی مخفی بہید پر محمول کرنا بہی باطل ہے اسلیئے کہ تمام صحابہ
نے بہی آپ کے ساتھ یہ فعل کیا سو اگر اسمین کوئی سر ہوتا تو اصحاب اسکو نہ کرتے یا حضرت انکو اس سے منع کرتے پس
صحابہ کے فعل مین اس بہید کی کوئی گنجایش نہین اور آپ کی یہ تقریر اسکے جواز مین صریح ہے اور نیز اسپر کوئی دلیل نہین
محض خیال اور مجرد احتمال ہے جس سے استدلال جائز نہین اور نیز دارقطنی اور حاکم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل نیک فالی کے واسطے کیا کہ قحط کا حال بدل جاوے اور مینہ برسے اور راوی اسکے ثقہ ہین اور
دارقطنی نے اسکو مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے پس یہ حدیث محض تخمین اور ظن سے بہر حال مقدم ہے اور بعضون نے
کہا کہ آپ نے اسواسطے چادر پلٹی تہی کہ ہاتہ اوٹہانے کے وقت مونڈہون پر ٹہیری رہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ پہر سب اصحاب نے
آپکے ساتھ چادرین کیون پلٹین پس اسمین اس تاویل کی کوئی گنجایش نہین اور نیز ایک طرف سے دوسری طرف پہیرنا اسکے
ٹہیرے رہنے پر دلالت نہین کر سکتا ہے پس اس تخمین سے حدیث کا اتباع اولی ہے اور نیز یہ دونو تاویلین اسپر دلالت
کرتی ہین کہ تحویل رداء جائز نہین حالانکہ جواز کے حنفیہ بہی قائل ہین **باب** اِنْتِقَامِ الرَّبِّ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ مِنْ
خَلْقِهٖ بِالْقَحْطِ اِذَا انْتُهِكَ مَحَارِمُهٗ خدا تعالے کا اپنی مخلوق سے قحط کے ساتھ بدلہ لینا جبکہ اسکی حرام کی ہوئی
چیزون کی حرمت توڑی جاوے **ف** یہ باب حدیث سے خالی ہے کہتے ہین امام بخاری کی یہ عادت تہی کہ پہلے باب لکہتا تہا پہر حدیث کو
تلاش کرتا سو جو حدیث اسکے مطابق پاتا اسکے تحت مین داخل کرتا اور اس باب کے مطابق وہ حدیث ہے جو استسقا کے دوسرے
باب مین عبد اللہ بن مسعودؓ سے گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے کفار قریش پر ایسا قحط پڑا کہ انہون نے
ہڈیان اور مردار کو کہایا سو شاید بخاری نے اسی حدیث کو اسکے تحت داخل کرنے مین اسواسطے تاخیر کی ہوگی کہ کسی دوسری
حدیث سے کہ کسی دوسری سند سے ہو اسکو تلاش کر کے لکہین پہر کوئی مانع پیش آ گیا ہوگا جسکی وجہ سے لکہنے کا موقع نہ ملا واللہ اعلم

باب الاستسقاء فی المسجد الجامع جمعہ مسجد میں مینہ طلب کرنے کا بیان **ف** امام نووی نے لکھا ہے کہ استسقاء
تین قسم پر ہے ایک یہ کہ صرف مینہ کے واسطے دعا کرے نماز نہ پڑھے دوم یہ کہ جمعے کو خطبے میں یا فرضوں کے پیچھے
استسقا کرے اور یہ پہلی قسم سے افضل ہے سوم یہ کہ پہلے روزہ رکھے اور صدقہ دیوے اور توبہ کرے پھر دو رکعتیں نماز
پڑھ کر دو خطبے پڑھے پھر مینہ کے واسطے دعا مانگے اور یہ طریقہ سب سے افضل ہے سو تیسرے باب میں تیسری قسم کا ذکر تھا اور
اس باب میں دوسری قسم کا ذکر ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ استسقا کے واسطے میدان میں نکلنا شرط نہیں حدثنا
محمد قال حدثنا ابو ضمرة انس بن عياض قال حدثنا شريك بن عبد الله بن ابي نمر انه سمع انس بن
مالك يذكر ان رجلا دخل يوم الجمعة من باب كان وجاه المنبر ورسول الله صلى الله عليه وسلم
قائم يخطب فاستقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم قائما فقال يا رسول الله هلكت المواشي و
انقطعت السبل فادع الله ان يغيثنا قال فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم
اسقنا اللهم اسقنا اللهم اسقنا قال انس ولا والله ما نرى في السماء من سحاب ولا قزعة ولا
شيئا وما بيننا وبين سلع من بيت ولا دار قال فطلعت من ورائه سحابة مثل الترس فلما توسطت
السماء انتشرت ثم امطرت قال فوالله ما راينا الشمس ستا ثم دخل رجل من ذلك الباب في الجمعة
المقبلة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فاستقبله قائما فقال يا رسول الله هلكت الاموال
وانقطعت السبل فادع الله ان يمسكها قال فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه ثم قال
اللهم حوالينا ولا علينا اللهم على الآكام والجبال والظراب والاودية ومنابت الشجر قال فانقلعت
وخرجنا نمشي في الشمس قال شريك فسألت انسا اهو الرجل الاول قال لا ادري **ترجمہ** انس بن مالک
سے روایت ہے کہ ایک مرد جمعے کے دن منبر کے سامنے کے دروازے سے مسجد میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے خطبہ
پڑھتے تھے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اس نے عرض کی کہ یا حضرت جانور مر گئے کہ مینہ نہ برسنے
کی وجہ سے ان کو کھانے کی کوئی چیز نہیں ملتی اور راہیں بند ہو گئیں کہ سواری کے اونٹ بھوک سے مر گئے یا راہ چلنے سے
عاجز ہو گئے کہ راہ میں گھاس پانی نہیں ملتا یا آدمیوں کے پاس راہ کا خرچ نہیں رہا اور سواریوں میں قوت نہیں سو آپ
دعا کیجیے خدا مینہ برساوے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی تین بار الٰہی ہماری فریاد رس اور ہم پر
مینہ کو برسا الٰہی ہم پر مینہ برسا الٰہی ہم کو پانی دے انس رض نے کہا خدا کی قسم کہ ہم آسمان پر اکٹھا یا متفرق کچھ بادل
نہ دیکھتے تھے بلکہ ہوا وغیرہ کوئی اور نشانی بھی بادل کی نہ تھی جو مینہ پر دلالت کرے اور ہمارے اور سلع (پہاڑ) کے
درمیان نہ کوئی گھر تھا اور نہ کوئی محل تھا جو درمیان میں آڑ ہو یعنے آسمان بالکل صاف پڑا تھا سو یکایک پہاڑ کے
پیچھے سے ڈھال کی طرح چھوٹی گول بدلی اٹھی اور جب آسمان کے درمیان پہنچی تو سب آسمان پر پھیل گئی پھر برسنے لگی

انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو خدا کی قسم کہ سات دن سورج نظر نہ پڑا یعنے ایک ہفتہ لگاتار پانی برستا رہا اور جھڑی لگی رہی سو آئندہ جمعے میں ایک مرد اسی دروازے سے پھر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو وہ مرد آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت جانور پانی کی کثرت سے مر گئے اور راہیں بند ہو گئیں آپ خدا سے دعا کیجئے کہ مینہ کو روک لے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر نہ برسے الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جنگل کے درختوں میں مینہ برسے سو بادل برسنے سے رک گیا اور سورج نکل آیا سو ہم سورج کی روشنی میں چلتے باہر نکلے شریک نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ وہی پہلا مرد تھا یا کوئی اور بعنی انس نے کہا میں نہیں جانتا **ف** دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مدینے کو اوپر سے بادل ٹل گیا مدینہ ڈھال کی طرح خالی ہو گیا اُس پاس برسا کیا یہ آپ کا معجزہ تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میدان کی طرف نکلنا استسقا میں شرط نہیں بلکہ اگر جمعہ مسجد میں استسقا کرے تو تب بھی جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جمعے کے خطبے میں کلام کرنی جائز ہے اور وہ کلام وہ مینہ سے قطع نہیں ہوتا اور یہ کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور یہ کہ جماعت کی طرف سے ایک آدمی کا مختار ہو کر کلام کرنا جائز ہے اور یہ کہ اہل خیر اور پرہیزگاروں سے دعا کروانی جائز ہے اور یہ کہ ایک دعا کو تین بار مانگنا چاہیئے اور یہ کہ مینہ مانگنے کی دعا جمعے کے خطبے میں داخل کرنی جائز ہے اور یہ کہ منبر پر استسقا کرنا جائز ہے اور جمعے کی نماز استسقا کی نماز کے بدلے کافی ہو جاتی ہے اور اس حدیث کے سیاق سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے جمعے کے ساتھ استسقا کی نیت کر لی تھی اور اس قسم میں تحویل ردا اور استقبال قبلہ کو ترک کرنا جائز ہے اور یہ کہ اس میں نبوت کی نشانی ہے کہ آپ کی دعا سے فوراً مینہ برسنا شروع ہوا اور آپ کی دعاء سے بند ہوا اور یہ کہ دفع ضرر کے واسطے دعا مانگنی توکل کے منافی نہیں اگرچہ تفویض الی اللہ افضل ہے اور یہ کہ خطیب کو لوگوں کے حالات سے تعجب کر کے منبر پر ہنسنا جائز ہے اور حاجت کے واسطے مسجد میں پکار کر بولنا جائز ہے اور یہ کہ ہر دعا میں ہاتھ اٹھانے جائز ہیں اور یہ کہ حاجت کے واسطے صحت کی دعا مانگنی جائز ہے **بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِیْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ غَیْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ** ترجمہ جمعے کے خطبے میں مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے اور اس میں قبلے کی طرف منہ کرنی کی کچھ ضرورت نہیں **حدثنا** قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِیْكٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ یَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ یُغِیْثُنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اللّٰهُمَّ اَغِثْنَا قَالَ اَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰی فِی السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا

بيننا وبين سلع من بيت ولا دار قال فطلعت من ورائه سحابة مثل الترس فلما توسطت انتشرت ثم امطرت فلا والله ما راينا الشمس سبتا ثم دخل رجل من ذلك الباب في الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فاستقبله قائما فقال يا رسول الله هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله يمسكها عنا قال فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه ثم قال اللهم حوالينا ولا علينا اللهم على الآكام والظراب وبطون الاودية ومنابت الشجر قال فاقلعت وخرجنا نمشي في الشمس قال شريك فسألت انس بن مالك اهو الرجل الاول فقال ما ادري **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ ایک مرد جمعے کے دن مسجد میں آیا اس دروازے سے جو دار القضا کی طرف تھا الخ باقی ترجمہ اسکا وہی ہے جو ابھی گذرا یہاں فقط اس لفظ سے غرض ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے خطبے میں مینہ کے واسطے دعا مانگی اور جمعے کے خطبے و استقبال قبلے کا ترک کرنا لازم ہے پس وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب الاستسقاء على المنبر** منبر پر مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے **حدثنا** مسدد قال حدثنا ابو عوانة عن قتادة عن انس بن مالك قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة اذ جاء رجل فقال يا رسول الله قحط المطر فادع الله ان يسقينا فدعا فمطرنا فما كدنا ان نصل الى منازلنا فما زلنا نمطر الى الجمعة المقبلة قال فقام ذلك الرجل او غيره فقال يا رسول الله ادع الله ان يصرفه عنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم حوالينا ولا علينا قال فلقد رايت السحاب يتقطع يمينا وشمالا يمطرون ولا يمطر اهل المدينة **ترجمہ** انس سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا سو اسنے عرض کی کہ یا حضرت مینہ بند ہو گیا سو آپ خدا سے دعا کیجیے کہ ہمکو پانی دیوے سو آپ نے دعا کی سو خدا نے ہم پر مینہ کو برسایا پس نہیں نزدیک تھا کہ ہم پانی کی کثرت سے اپنے گھروں میں پہونچیں یعنے پانی کا اسقدر زور تھا کہ ہم مشکل سے اپنے گھروں میں پہونچے سو آیندہ جمعہ تک مینہ لگاتار پانی برستا رہا سو پھر وہی مرد یا کوئی اور کھڑا ہوا سو عرض کی کہ یا حضرت خدا سے دعا کیجیے کہ مینہ کو روکے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی کہ الہی ہمارے آس پاس برسے ہم پر نہ برسے سو البتہ میں نے بادل کو دیکھا کہ داہنے بائیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یعنے مدینہ سے ٹل گیا آس پاس کے لوگوں پر برستا اور مدینے والوں پر نہ برستا **ف** یہ آپ کا معجزہ تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منبر پر مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے **باب من اكتفى بصلوة الجمعة في الاستسقاء** جمعے کی نماز استسقا کی نماز کے بدلے کافی ہو جاتی ہے **حدثنا** عبد الله بن مسلمة عن مالك عن شريك بن عبد الله عن انس قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هلكت المواشي وتقطعت السبل فدعا

نمطرنا من الجمعۃ الی الجمعۃ ثم جاء فقال تھدمت البیوت وتقطعت السبل وھلکت المواشی فقام فقال اللھم علی الاکام والظراب والاودیۃ ومنابت الشجر فانجابت عن المدینۃ انجیاب الثوب

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو عرض کی کہ یا حضرت پانی کی قلت سے جانور مر گئے اور راہیں بند ہو گئیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی سو خدا نے ہم پر مینہ برسایا اُس جمعے سے آئندہ جمعے تک پھر کوئی مرد آیا سو عرض کی کہ یا حضرت گھر پانی کی کثرت سے ڈہ گئے اور راہیں بند ہو گئیں اور جانور مر گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور درخت اُگنے کی جگہ ہو نہیں مینہ برسے پس بادل مدینے سے ٹل گیا اور جدا ہو گیا جیسا کہ کپڑا بدن سے جدا ہو جاتا ہے یا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسا کہ کپڑا قطع کے وقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعے کی نماز استسقا کی نماز کے بدلے کافی ہو جاتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا میں فقط جمعے کی نماز پر کفایت کی **باب** الدعاء اذا تقطعت السبل من کثرۃ المطر جب پانی کی کثرت سے راہیں بند ہو جاویں کہ راہوں میں پانی کے نالے بہ چلیں تو اُس وقت مینہ بند ہونے کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے **حدثنا** اسمعیل قال حدثنی مالک عن شریک عن انس بن مالک قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ھلکت المواشی وتقطعت السبل فادع اللہ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمطروا من جمعۃ الی جمعۃ فجاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ تھدمت البیوت وتقطعت السبل وھلکت المواشی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم علی رؤس الجبال والاکام وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر فانجابت عن المدینۃ انجیاب الثوب **ترجمہ** اور مطلب اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کا وہی ہے جو اوپر گذرا اور غرض یہاں صرف اس لفظ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پس مدینے سے بادل ٹل گیا اور مینہ بند ہو گیا اور مطلب اس باب کا یہ ہے کہ جیسے کہ قحط کے وقت مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے ویسے ہی مینہ کی کثرت اور طغیانی کے وقت بھی دعا مانگنی جائز ہے تا لوگوں کو ضرر نہ پہونچے **باب** ما قیل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یحول رداءہ فی الاستسقاء یوم الجمعۃ بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن استسقا میں چادر کو نہیں پلٹا **حدثنا** الحسن بن بشر قال حدثنا معافی بن عمران عن الاوزاعی عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک ان رجلا شکا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلاک المال وجھد العیال فدعا اللہ یستسقی لھم ولم یذکر انہ حول رداءہ ولا استقبل القبلۃ **ترجمہ** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جانور مرنے اور بال بچوں کی بھوک اور تکلیف کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی یعنے قحط پڑ گیا ہے اور مینہ نہیں برسا

آپنے مینہ کے واسطے خدا سے دعا کی اور انس نے نہ ذکر کیا ..... کہ آپنے چادر کو پلٹا اور نہ یہ کہ آپنے قبلے کیطرف منہ کیا
ف اس حدیث سے بعضے دلیل کرتے ہین کہ استسقا مین چادر پلٹ کر اوڑھنی سنت نہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ انس رض سے تلے دوم درجے کے راوی کا یہ قول ہو نہ انس کے شاگرد کا اور نیز راوی کے نہ ذکر کرنے سے لازم نہین آتا کہ واقع مین بھی نہوا ہو اور نیز اگر فرضاً آپنے اس موقع مین چادر کو نہ بھی پلٹا ہو تو اس تحویل دائمی کی نفی نہین ہو سکتی اسلیئے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ استسقا کئی طور سے آیا ہے پس ایک کے ذکر سے دوسرے کی نفی لازم نہین آتی اور نہ جس حدیث مین تحویل دلہ کا ذکر ہے وہ بھی عدم تحویل دائمی کی نفی پر دلالت کریگی اور یہ خصم کو مضر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آپنے چھے یا سات بار استسقا کیا ہے سوا ایک بار کے سوا آپنے کبھی چادر کو نہین پلٹا سو جواب اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا کہ استسقا کئی قسم پر ہے ایک قسم دوسری سے علیحدہ ہے ایک مین تحویل کا ذکر ہے دوسری مین نہین اور ایک مین استقبال قبلے کا ذکر ہے دوسری مین نہین اور ایک نماز کا ذکر ہے دوسری مین نہین سو چادر کا دوسری قسمون مین نہ پلٹنا اسکی نفی پر دلالت نہین کرتا اور نیز عدم ذکر عدم وقوع کو مستلزم نہین اور نیز یہ زیادتی علم کی ہے اسلیئے مقدم ہوگی اور نیز عائشہ رض سے بھی ابو داؤد مین روایت آچکی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے استسقا مین چادر کو پلٹ کر اوڑھا پس معلوم ہوا کہ آپنے کئی بار چادر کو پلٹا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عمر فاروق رض نے استسقا کیا اور چادر کو نہ پلٹا سو جواب اسکا بعد تسلیم صحت کے یہی ہے کہ اس سے دوسرے طریقون کی نفی نہین نکلتی ہے ورنہ کسی اور طریقے سے استسقا جائز نہ ہوگا حالانکہ جواز مین کسی کو بھی کلام نہین اور نیز خالی نہین اس سے کہ عمر رض کا یہ فعل یا تو تحویل کی عدم استحباب پر دلالت کریگا اور یا عدم جواز پر کریگا سو شق اول ہمکو مضر نہین کہ ہم استحباب کو اور حدیثون سے ثابت کرلیوینگے اور شق ثانی سے اور سب طریقے ناجائز ٹھیرینگے اور یہ خصم کو مضر ہے اسلیئے کہ استسقا مین نماز وغیرہ کے جواز کا وہ بھی قائل ہے اور نیز اسکے بعض طریقون مین خطبے کا بھی ذکر آگیا ہے جیسا کہ زبیر نے انساب مین بیان کیا کہ عمر رض نے خطبہ پڑھا اور لوگون کو کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عباس رض کو والد کی طرح جانتے تھے الخ پس خصم کو لازم آویگا کہ خطبے کا قائل ہووے اور اسیطرح تفاؤل کے واسطے چادر کو پلٹنا اسکی ترک کو مستلزم نہین بلکہ اسکے ہمیشہ کرنے کو مستلزم ہے اور نیز کسی حکم مین کسی علت کا پایا جانا اسکے سنت ہونے کو منافی نہین

باب اِذَا اسْتَشْفَعُوْا اِلَى الْاِمَامِ لِيَسْتَسْقِيَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ جب لوگ امام کو استسقا کے واسطے شفیع بنانا چاہین کہ وہ خدا سے انکے لیے مینہ مانگے تو وہ انکے سوال کو رد نہ کرے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ شَرِيْكِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا اللّٰهَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ

فجاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ تھدمت البیوت وتقطعت السبل وھلکت المواشی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم علی ظھور الجبال والآکام وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر فانجابت عن المدینۃ انجیاب الثوب **ترجمہ** اور مطلب اس حدیث انس رض کا وہی ہے جو اوپر گذرا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لوگ امام کو استسقا میں سفارشی بناویں اور اس سے مینہ مانگنے کی درخواست کریں تو وہ انکی درخواست کو رد نہ کرے بلکہ اُنکے واسطے خدا سے مینہ کی دُعا کرے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مینہ مانگنے والے آدمی کے سوال کو رد نہ کیا بلکہ انکو واسطے مینہ کی دعا کی پس مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہ باب پہلے بھی گذر چکا ہے کہ جب قحط پڑ جاوے تو لوگ امام سے مینہ مانگنے کی درخواست کریں چنانچہ وہ باب یہ ہے سوال الناس الامام اذا قحطوا پس ان دونو بابوں میں فرق کیا ہے تو کہا جاویگا کہ پہلے باب میں یہ ذکر ہے کہ قحط کے وقت لوگوں کو چاہیئے کہ امام سے درخواست کریں اور اس باب میں یہ ذکر ہے کہ امام انکے سوال کو رد نہ کرے پس پہلے میں اس چیز کا ذکر ہے جو لوگوں پر لازم ہے اور دوسرے میں اس چیز کا ذکر ہے جو امام پر لازم ہے پس فرق ظاہر ہے

باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط جب قحط میں مشرک مسلمانوں کو مینہ مانگنے کے واسطے شفیع بناویں تو مسلمان انکی سفارش کو قبول کریں اور اُنکے واسطے مینہ مانگیں

حدثنا محمد بن کثیر عن سفیان قال حدثنا منصور والاعمش عن ابی الضحی عن مسروق قال اتیت ابن مسعود فقال ان قریشا ابطؤا عن الاسلام فدعا علیھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذتھم سنۃ حتی ھلکوا فیھا واکلوا المیتۃ والعظام فجاءہ ابو سفیان فقال یا محمد جئت تامر بصلۃ الرحم وان قومک قد ھلکوا فادع اللہ عز وجل فقرأ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین الایۃ ثم عادوا الی کفرھم فذلک قولہ تعالی یوم نبطش البطشۃ الکبری یوم بدر وزاد اسباط عن منصور فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقوا الغیث فاطبقت علیھم سبعا وشکا الناس کثرۃ المطر فقال اللھم حوالینا ولا علینا فانحدرت السحابۃ عن راسہ فسقوا الناس حولھم **ترجمہ** مسروق رض سے روایت ہے کہ میں ابن مسعودؓ پاس آیا سو اُسنے کہا کہ کفار قریش نے اسلام سے دیر کی یعنے اسلام کو قبول نہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر بددعا کی سو انکو قحط نے پکڑا یہانتک کہ وہ اسمیں ہلاک ہوگئے اور ہڈیوں اور مردار کو کھا گئے سو ابو سفیان آپکے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد تو ناتا داری پر دریکا حکم کرتا ہے اور البتہ تیری قوم قحط سے ہلاک ہوئی سو خدا سے دعا مانگ سو آپنے یہ آیت پڑھی کہ تو راہ دیکھ جسدن کہ لاویگا آسمان دہوان صریح جو گھیر لے لوگوں کو آخر تک پھر وہ کفر کی طرف پلٹ گئے پس یہ مورد ہے اس آیت کا جسدن پکڑینگے ہم بڑی پکڑ یعنے بدر کے دن اور اسباط نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو واسطے مینہ کی

دعا کی پس پانی دیئے گئے سو سات دن لگاتار اُن پر پانی برسا لوگون نے پانی کی کثرت سے شکایت کی تو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے یون دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس مینہ برسے ہم پر اب برسے پس آپکے سر سے بادل ٹل گیا اور آس
پاس کے لوگ پانی دیئے گئے یعنے آس پاس لوگون پر برسا گیا مدینہ خالی ہو گیا **ف** فتح الباری مین لکھا ہے
کہ جب کفار قریش نے سجدے مین اونٹ کی اوجھڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر رکھدی تب آپنے اُنکے حقمین
قحط کی بد دعا کی پھر اُنکے واسطے مینہ کی دُعا کی لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کے واسطے کافرونکے
حقمین مینہ کی دعا کرنا اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا ہے اسلیئے کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تہا کہ آپ کو
اسکی مصلحت پر اطلاع ہو گئی تہی پس آپ کے سوا اور کسی امام کو کافرون کے واسطے دعا کرنی جائز نہین لیکن اگر یہ
امید ہو کہ کافر لوگ کفر کو چہوڑ دینگے یا اسسے عام مسلمانون کو نفع پہونچیگا تو ایسی حالت مین کافرون کے واسطے
مینہ کی دعا کرنی جائز ہے واللہ علم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے سات دن لگاتار پانی برسنا دو بار
واقع ہوا ہے ایک بار تو یہ معاملہ مکے مین ہوا ہے کہ پہلے آپنے کفار قریش پر قحط کی بد دعا کی اور پہر جب تنگ ہو گئے
اور ابو سفیان نے آپ سے مینہ کی درخواست کی تو اُنکے واسطے مینہ کی دعا مانگی اور اس حدیث مین اسی مکے کے معاملہ کا
ذکر ہے اور دوسری بار یہ معاملہ مدینے مین واقع ہوا ہے کہ آپنے جمعے کے خطبے مین مینہ کی دعا مانگی جیسا کہ انسؓ
کی حدیث مین مذکور ہو چکا ہے پس یہ واقعہ متعدد ہے اور شاید احتمال ہے کہ اسوقت مکے مین ابو طالب بہی موجود ہونگا
اسیواسطے اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح مین شعر کہا کما مر ذکرہ **باب** الدعاء اذا کثر المطر حوالینا ولا
علینا جب مینہ کثرت کے برسے تو اُسوقت یہ دعا مانگنی جائز ہے کہ الٰہی ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر اب برسے
ف غرض اس باب سے یہ ہے کہ اگر مینہ کی کثرت سے دعا مانگے تو اس قسم کے لفظون سے دعا مانگے اسلیئے کہ مینہ اللہ کی رحمت
ہے سو اسکے مطلق بند ہونے کے واسطے دُعا مانگنی مناسب نہین بلکہ ایسے طور سے دُعا کرے کہ نفع باقی رہے اور ضرر
دفع ہو جاوے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دُعا کا مضمون ہے کہ ہمارے آس پاس برسے ہم پر نہ برسے **حدثنی**
محمد بن ابی بکر قال حدثنا معتمر عن عبید اللہ عن ثابت عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یخطب یوم الجمعۃ فقام الناس فصاحوا فقالوا یا رسول اللہ قحط المطر واحمرت الشجر
وھلکت البھائم فادع اللہ ان یسقینا فقال اللھم اسقنا مرتین وایم اللہ ما نری فی السماء قزعۃ
من سحاب فنشات سحابۃ وامطرت ونزل عن المنبر فصلی فلما انصرف لم تزل تمطر الی الجمعۃ
التی تلیھا فلما قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب صاحوا الیہ تھدمت البیوت وانقطعت
السبل فادع اللہ یحبسھا عنا فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللھم حوالینا ولا علینا
فکشطت المدینۃ فجعلت تمطر حولھا وما تمطر بالمدینۃ قطرۃ فنظرت الی المدینۃ وانھا لفی مثل

الاکلیل **ترجمہ** اور مطلب اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ مدینہ کھل گیا یعنے اسکے اوپر سے
بادل ٹل گیا سو اسکے آس پاس برسنے لگا اور مدینے مین ایک قطرہ بھی نہین برستا تھا سو ہمنے مدینے کیطرف دیکھا
ہو رہا تو وہ مثل تاج کی نظر آتا تھا یعنے اور سب طرفون مین بادل باقی تھا فقط مدینے پر بادل نہین رہا تھا سو جتنی جگہہ
مدینے کی اوپر بادل مین خالی ہو گئی تھی وہ جگہ ایسی گول تھی جیسا کہ بادشاہی تاج ہوتا ہے **بَابُ الدُّعَاءِ فِي**
الْاِسْتِسْقَاءِ قَائِمًا استسقا مین کھڑے ہو کر دعا کرنے کا بیان یعنے خواہ خطبے مین ہو خواہ غیر خطبے مین ہو **ف**
حکمت اسمین یہہ ہے کہ لوگ امام کو دیکھہ کر اسکی پیروی کرین **وَقَالَ لَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ خَرَجَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَاسْتَسْقَى فَقَامَ لَهُمْ عَلٰى
رِجْلَيْهِ عَلٰى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَسْقَى ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ
وَرَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابو اسحاق رض سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن یزید مینہ کے
واسطے میدان کیطرف نکلا اور براء بن عازب اور زید بن ارقم بھی اسکے ساتھ نکلے سو عبد اللہ رض نے مینہ کے واسطے دعا
کی سو وہ انکے واسطے اپنے دونو پاؤن پر بدون منبر کے کھڑا ہوا یعنے زمین پر سو خدا سے مغفرت چاہی اور مینہ کے
واسطے دعا مانگی پھر دو رکعتین نماز ادا کی اور اسمین قراءت پکار کر پڑھی اور اسکے ساتھہ نہ اذان کہی اور نہ تکبیر کہی ابو اسحاق
نے کہا کہ عبد اللہ بن یزید نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقا مین کھڑے
ہو کر دعا کرنی چاہیے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ استسقا کی نماز مین اذان اور تکبیر
بھی مشروع نہین اور اسپر اجماع ہو چکا ہے قالہ ابن البطال **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ اَنَّ عَمَّهٗ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ
يَسْتَسْقِيْ لَهُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللّٰهَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ فَاُسْقُوْا **ترجمہ** عبد اللہ
بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقا کے واسطے لوگون کے ساتھہ میدان کیطرف نکلے سو کھڑے
ہو کر خدا سے مینہ کے لیے دعا کی پھر قبلے کیطرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا سو پانی دیئے گئے یعنے مینہ برسا
ف مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ** استسقا کی نماز مین پکار
کر قراءت پڑھنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ
عَنْ عَمِّهٖ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَتَوَجَّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ ثُمَّ صَلّٰى
رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ **ترجمہ** عبد اللہ بن یزید رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقا کے واسطے
میدان مین نکلے سو قبلے کی طرف منہ کر کے دعا کرنے لگے بعد اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا پھر بلند قراءت سے دو رکعتین نماز
پڑھی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقا کی نماز مین قراءت پکار کر پڑھنی سنت ہے اپس مسئلہ باب کا ثابت ہو گیا

باب كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کو لوگون کیطرف کسطرح سے پھیرا **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ **ترجمہ** عبد اللہ بن یزید رضی سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جسدن کہ آپ مینہ مانگنے کے واسطے باہر نکلے سو آپنے لوگون کیطرف پیٹھ پھیری اور قبلے کیطرف مُنہ کیا اسحالت مین کہ دعا کرتے تھے پھر اپنی چادر کو پلٹا پھر ہمکو دو رکعتین نماز پڑھائی اُنمین قرارت پکار کر پڑھی **ف** اسحدیث سے یہ معلوم نہین ہوا کہ آپنے داہنی طرف سے قبلے کیطرف مُنہ پھیرا یا بائین طرف سے پس ظاہر اسمین تخییر ثابت ہوتی ہے کہ جس طرف سے چاہے پھیرے لیکن دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے داہنی طرف سے مُنہ پھیرا ہوگا کہ آپ ہر کام مین داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند رکھتے تھے **باب** صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ رَكْعَتَيْنِ استسقا کی نماز دو رکعتین ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تمام علمائے سلف اور خلف صحابہ اور تابعین وغیرہ کا یہی مذہب ہے کہ استسقا مین نماز سنت ہے اور انمین کوئی مخالف نہین ہوا مگر ابو حنیفہ رح اور دلیل اسکی وہ حدیثین ہین جنمین نماز کا ذکر نہین اور جمہور علما کی دلیل وہ حدیثین ہین جو صحیحین وغیرہ مین موجود ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا کے واسطے دو رکعتین نماز پڑھی اور جن حدیثون مین نماز کا ذکر نہین سو انمین سے بعضے تو راوی کے نسیان پر محمول ہین اور بعضی وہ ہین کہ آپنے جمعے کے خطبے مین استسقا کیا اور اسکے پیچھے نماز آتی ہے سو آپنے نماز استسقا کے بدلے جمعے کی نماز پر کفایت کی اور وہی نماز اسکے بدلے کافی ہوگئی اور اگر استسقا مین مطلق نماز نہ پڑھے تو یہ بیان ہوگا کہ بدون نماز کے بھی استسقا جائز ہے اور جواز مین کسی کو بھی اختلاف نہین اور جو حدیثین کہ نماز کی مثبت ہین وہ انپر مقدم ہونگی اسلیئے کہ وہ علم کی زیادتی ہے اور انکے درمیان کوئی تعارض نہین کہ وہ تین قسم پر ہے کما مر اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ سب شہرونکے علما اسپر متفق ہین کہ استسقا مین نماز مشروع ہے مگر ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ مشروع نہین پس جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ کے عمل کے سبب سنیت کو ترجیح ہوگی اور نیز بعض حدیثون مین جو نماز مذکور نہین تو یہ عدم ذکر عدم وقوع کو مستلزم نہین پس معلوم ہوا کہ استسقا مین نماز سنت ہے اور نیز حنفیہ کے نزدیک امام کا قول مفتی بہ نہین بلکہ انکے نزدیک فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ خدا تعالے نے مطلق استغفار کرنا فرمایا ہے چنانچہ فرمایا استغفروا ربکم الآیۃ پس نماز اسمین داخل نہین ہوگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر اس آیت سے استدلال کیا جاوے تو اس سے لازم آویگا کہ نماز مطلق جائز نہ ہو اسلیئے کہ اسمین فقط استغفار کا ذکر ہے پس نماز سے زیادۃ علے النص بخبر الواحد لازم آویگی اور وہ بموجب اصول حنفیہ کو جائز نہین حالانکہ نماز کے جواز کی حنفیہ بھی قائل ہین اور نیز ہم کہتے ہین کہ نماز بھی استغفار مین داخل ہے

بلکہ اسکا عین ہے پس نماز کی نفی اس سے نہین نکلتی ہے اور نیز اگر نماز اور استغفار کے درمیان فرق تسلیم کیا جاوے
تو کہا جاویگا کہ خبر واحد کے ساتھ عموم کتاب کی تخصیص کرنی ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک جائز ہے پس
اس آیت کو ساتھ حدیث نماز کے مخصوص کیا جاویگا اور نیز اگر استسقا مین فقط استغفار ہی پر کفایت کیجاوے
تو تب بھی جائز ہے اسلیئے کہ استسقا کئی طرح سے ثابت ہو چکا ہے پس تطبیق مقدم ہے اہمال پر اور نیز سیاق سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت مین استغفار سے استسقا مراد نہین اسلیئے کہ مال اور اولاد اور باغون وغیرہ کئی چیزون
کو اسکے ساتھ معلق کیا ہے اور مقصود استسقا مین فقط مینہ ہوتا ہے لا غیر پس معلوم ہوا کہ مراد استغفار سے اس آیت
مین ایمان ہے پس استدلال کرنا اس سے صحیح نہین اور بعضے کہتے ہین کہ عمر فاروق رض نے اپنی خلافت مین استسقا کیا
اور فقط دعا مانگی اور نماز نہ پڑھی سو جواب اسکا یہ ہے جو کہ پہلے گذر چکا ہے کہ استسقا کئی طور سے آیا ہے پس احتمال ہے
کہ عمر فاروق رض نے واسطے بیان جواز کے فقط دعا پر کفایت کی ہو اسلیئے کہ فقط دعا پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے
تمام امور مستحب یا جائز امر کی ترک پر انکار کرنا کچھ ضرور نہین ہے اور نیز تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز سنت
ہے کما مر من کلام النووی پس عمر رض کی نماز نہ پڑھنے سے کچھ حرج نہین اور نیز عمر رض کی حدیث کی بعض طریقون مین خطبہ
پڑھنا بھی ثابت ہو چکا ہے کما مر پس اس سے لازم آویگا کہ خطبہ بھی مشروع ہو حالانکہ حنفیہ اسکے قائل نہین اور نیز
اس سے لازم آویگا کہ استقبال قبلہ بھی مسنون نہ ہو کہ اسی حدیث عبد اللہ کے سوا اور کسی حدیث مین اسکا ذکر نہین اور
نیز حنفیہ کا فتوے صاحبین کے قول پر ہے پس عمر رض کے قول سے استدلال کرنا صحیح نہین اور نیز لوگون نے عمر پر انکار
کیا کہ یہ استسقا نہین ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ استسقا کی نماز مین جماعت ثابت نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب
کی حدیثون مین صریح موجود ہے فصلی لنا رکعتین یعنے آپ نے ہمکو دو رکعتین نماز پڑھائی پس یہ خیال فاسد ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا سو جواب اسکا یہ کہ خاصہ محض احتمال سے ثابت نہین ہو سکتا
ہے اور نیز اس سے لازم آویگا کہ نماز بالکل جائز نہ ہو حالانکہ نماز حنفیہ کے نزدیک بھی جائز ہے بلکہ اسی پر فتوی ہے
پس اسکا خاصہ ہونا خود انہین کے فتوی سے باطل ہو گیا اور نیز اگر خاصہ ہوتا تو تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ اسکے
جائز ہونے کے قائل نہ ہوتے حالانکہ جواز کے سب قائل ہین اور کسی نے اسکا خاصہ ہونا نہ سمجھا حالانکہ وہ اہل زبان
تھے اور آپ کی کلام کو خوب سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اسکو خاصہ کہنا محض خیال فاسد ہے اور بعضے کہتے ہین کہ استسقا
کے باب مین حدیثین مختلف آئی ہین پس یہ دلیل ہے انکے مضطرب ہونے کی سو جواب اسکا یہ ہے کہ اضطراب مستلزم ہے
اسقاط کو کہ استسقا کسی طور سے جائز نہ ہو اور یہ بات بالاجماع باطل ہے پس دعوی اضطراب بالاجماع باطل ہے
اور نیز اسکا مضطرب ہونا مستلزم ہے اسقاط کو کہ استسقا مین نماز جائز نہ ہو حالانکہ نماز بالاجماع جائز ہے اور
نیز حنفیہ کا فتوی بھی اسی پر ہے پس دعوی اضطراب خود حنفیہ کے قول سے باطل ہوا اور نیز استسقا کی حدیثون کا

مختلف طور سے آنا انکے مضطرب ہونیکو مستلزم نہیں بلکہ ہر طور سے جائز ہے اور ہر طریقہ بجائے خود مستقل ہے پس جسطور سے چاہے کرے لیکن سنت یہی ہے کہ استقا میں نماز پڑھے اور چونکہ حنفیہ کا فتوی بھی اسی پر ہے تو یہ بھی اسکے سنت ہونیکی دلیل ہے ورنہ حنفیہ امام کے قول کو چھوڑ کر اسپر فتوی نہ دیتے حدثنی قتیبۃ بن سعید قال حدثنا سفیان عن عبد اللہ بن ابی بکر عن عباد بن تمیم عن عمہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقی فصلی رکعتین وقلب رداءہ ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقا کیا سو دو رکعتیں نماز پڑھی اور اپنی چادر کو لپیٹ کر اوڑھا ف بعضے کہتے ہیں کہ اس حدیث عبداللہ بن زید کے سوا اور کسی حدیث میں نماز کا ذکر نہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے بلکہ اور کئی حدیثوں میں بھی نماز کا ذکر آگیا ہے جیسے کہ حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقا کے واسطے دو رکعتیں نماز پڑھی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں اور طبرانی نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقا میں دو رکعتیں نماز گذاری اور انمیں فقط ایک ایک تکبیر کہی اور نیز ابن عباس سے سنن اربعہ میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استقا کے واسطے عیدگاہ کیطرف نکلے سو آپ نے عید کی طرح دو رکعتیں نماز پڑھی اور ظاہر ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات متعدد ہیں تاکہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاوے پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقا میں کئی بار نماز پڑھی ہے پس سنت ہونا اسکا ثابت ہوگیا باب الاستسقاء فی المصلی عیدگاہ میں استقا کرنے کا بیان یعنے مستحب ہے کہ عیدگاہ میں جاکر استقا کریں ف استقا کی اول ایک باب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان کیطرف نکلنا مذکور ہوچکا ہے اور اس باب میں خاص عیدگاہ کا ذکر ہے پس پہلا باب مطلق ہے اور یہ مقید ہے لیکن خانے کعبے کی مسجد اور بیت المقدس کی اس سے مستثنے ہے کہ انمیں بہ نسبت عیدگاہ کے زیادہ ثواب ہے حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا سفیان عن عبد اللہ بن ابی بکر سمع عباد بن تمیم عن عمہ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المصلی یستسقی واستقبل القبلۃ فصلی رکعتین وقلب رداءہ قال سفیان واخبرنی المسعودی عن ابی بکر قال جعل الیمین علی الشمال ترجمہ عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استقا کے واسطے عیدگاہ کیطرف نکلے اور قبلے کی طرف منہ کیا سو دو رکعتیں نماز پڑھی اور چادر کو پلٹا یعنی داہنی طرف کو بائیں مونڈھے پر کیا اور بالعکس ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استقا کے واسطے عیدگاہ کیطرف نکلنا مستحب ہے باب الاستقبال القبلۃ فی الاستسقاء استقا میں قبلے کیطرف منہ کرنا مستحب ہے حدثنا محمد قال اخبرنا عبد الوہاب قال حدثنا یحیی بن سعید قال اخبرنی ابو بکر بن محمد ان عباد بن تمیم اخبرہ ان عبد اللہ بن زید الانصاری اخبرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی المصلی یصلی وانہ لما دعا او اراد ان یدعو

اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا مَازِنِيٌّ وَالْاَوَّلُ كُوْفِيٌّ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ ترجمہ عبداللہ بن زید رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ کی دعا کرنیکے واسطے عیدگاہ کی طرف نکلے اور جب دعا کرنے لگے تو قبلے کیطرف منہ کیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استقا مین قبلے کی طرف منہ کرنا مستحب ہے **باب** رَفْعِ النَّاسِ اَيْدِيَهُمْ مَعَ الْاِمَامِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ استقا مین جب امام دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھائے تو مستحب ہے کہ لوگ بھی اسکے ساتھ اوٹھاوین اور اسکے ساتھ دعا مین شریک ہووین

وَقَالَ اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ مِّنْ اَهْلِ الْبَدْوِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَاشِيَةُ هَلَكَ الْعِيَالُ هَلَكَ النَّاسُ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَرَفَعَ النَّاسُ اَيْدِيَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَ قَالَ فَمَا خَرَجْنَا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى مُطِرْنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ حَتّٰى كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْاُخْرٰى فَاَتَى الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَشِقَ الْمُسَافِرُ وَمُنِعَ الطَّرِيْقُ بَشِقَ اَتٰى مَلَّ وَقَالَ الْاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ قَالَا سَمِعْنَا اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ جمعے کے دن ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا سو اسنے عرض کی کہ یا حضرت پانی کی قلت سے جانور مر گئے اور بال بچے اور سب لوگ بھوکھ سے ہلاک ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھائے اور لوگون نے بھی دعا کے واسطے آپکے ساتھ ہاتھ اٹھائے انس رض نے کہا کہ ہم مسجد سے باہر نکلے تھے یہانتک کہ خدا نے ہمپر مینہ برسایا سو ہمیشہ ہمپر مینہ برستا رہا یہانتک کہ دوسرا جمعہ آگیا سو کوئی آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کی کہ یا حضرت مسافر چلنے سے تھک گئے اور عاجز ہوگئے اور راہ بند ہوگیا یعنے پانی کی کثرت سے کوئی چل نہین سکتا اور ایک روایت مین اتنا لفظ اور زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھائے اور انکو بہت بلند کیا یہانتک کہ مینے آپکی بغلون کی سفیدی دیکھی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استقا مین لوگون کو امام کے ساتھ ہاتھ اوٹھانے مستحب ہین اور غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ استقا مین فقط امام کی دعا کافی ہے **باب** رَفْعِ الْاِمَامِ يَدَهُ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ مینہ مانگنے کی دعا مین امام کا اپنے ہاتھ کو اوٹھانا ف غرض اس باب سے یہ ہے کہ مینہ کی دعا مین امام کو ہاتھ اوٹھانے جائز ہین اور پہلے باب سے یہ مقصود تھا کہ مقتدی امام کا اتباع کرین اور یا غرض پہلے باب سے استقا مین ہاتھ اٹھانے کا جواز ثابت کرنا ہے اور غرض اس باب سے ہاتھ اٹھانے کی کیفیت بیان کرنی ہے کہ کہانتک اٹھاوے یعنی دونو

بابوں میں فرق ظاہر ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَاءِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کسی دعا میں نہیں اٹھاتے تھے مگر مینہ کی دعا میں سو مقرر آپ اسمیں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے یہانتک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی ف ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقار کے سوا اور کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے حالانکہ یہ واقع کے مخالف ہے اسلئے کہ دوسری بہت حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مینہ کی دعا کے سوا اور دعاؤں میں بھی آپ ہاتھ اوٹھاتے تھے اور اس قسم کی حدیثیں بے شمار ہیں پس کہیں تعارض ہے بعضے کہتے ہیں کہ ان بہت حدیثوں کے ساتھ عمل کرنا اولے ہے اور یہ حدیث انس رض کی محمول ہے اسپر کہ انہنے آپ کو اور جگہوں میں ہاتھ اوٹھاتے نہیں دیکھا اور انکے نہ دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے نے بھی آپ کو ہاتھ اوٹھاتے نہ دیکھا ہو پس مثبت کو نافی پر مقدم کیا جاویگا خاصکر ایسی حالت میں کہ مثبت جماعت ہے اور نافی ایک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ انس کی نفی خاص صفت پر محمول ہے یعنے استسقار میں ہاتھوں کو بہت بلند اوٹھاتے تھے اور اسکے سوا دوسری دعاؤں میں تھوڑا بلند کرتے تھے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ استسقا کے سوا اور دعاؤں میں مطلق ہاتھ نہیں اوٹھاتے تھے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ علما کہتے ہیں کہ جو دعا کسی بلا کے دفع کرنے کے واسطے کیجاوے اسمیں سنت یہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ سے دعا کرے یعنی ہاتھوں کی پیٹھ کو آسمان کیطرف کرے اور جو دعا کسی چیز کے حاصل کرنے اور دعا مانگنے واسطے کیجاوے اسمیں سنت یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ سے دعا کرے یعنے ہاتھوں کی پیٹھ کو زمین کی طرف کرے جیسا کہ معمول اور مروج ہے پس احتمال ہے کہ انس رض کے انکار کا یہ معنے ہو کہ مینے آپ کو استسقا کے سوا اور کسی دعا میں الٹے ہاتھ سے دعا کرتے نہیں دیکھا پس اس تاویل سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاویگی بَابُ مَا يُقَالُ اِذَا مُطِرَتْ جب مینہ برسنے لگے تو اسوقت کیا دعا پڑھی جاوے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَصَيِّبٍ اَلْمَطَرِ یعنے ابن عباس رض نے ..... آیت اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ کی تفسیر میں کہا کہ مراد صیب سے مینہ ہے ف غرض امام بخاری کی اس تفسیر کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ حدیث آئندہ میں جو صیب کا لفظ آیا ہے تو مراد اس سے مینہ ہے اور یہی ہے قول جمہور علما کا اور کسی نے کہا کہ صیب کا معنے مینہ برسنے والا ہے وَقَالَ غَيْرُهٗ صَابَ وَاَصَابَ يَصُوْبُ یعنے ابن عباس رض کے سوا اور کسی نے کہا کہ صَابَ يَصُوْبُ اور اَصَابَ يُصِيْبُ مجرد اور مزید دونوں کا ایک معنے ہے یعنے اترنا اور صیب جوف واوی سے مشتق ہے یعنے صوب جسکا معنے بلندی سے تلے آنے کا ہے اور اسکے فعل اسطور سے مستعمل ہیں صَابَ يَصُوْبُ وَاَصَابَ يُصِيْبُ ف خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس کی کلام میں فقط صیب کے معنے کا بیان ہے

اور غیر کی کلام میں اسکی اشتقاق بیان ہی کہ اسکا اصل کیا ہے اور کس لفظ سے مشتق ہے اور ابن عباسؓ کے اثر کی مناسبت باب کی ساتھہ اسطور سے ہی کہ چونکہ صیب لفظ حدیث مین واقع ہوا ہے اسواسطے امام بخاری نے اسکے معنے پہلے بیان کر دئے اور نیز امام بخاری کی یہ عادت ہی کہ جب کوئی لفظ قرآن کا حدیث کی لفظ کے مطابق ہو تو اُس لفظ قرآن کا معنے بھی اُس جگہہ مین بیان کر دیتا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْمَطَرَ قَالَ اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا تَابَعَہُ الْقَاسِمُ بْنُ یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ وَرَوَاہُ الْاَوْزَاعِیُّ وَعُقَیْلٌ عَنْ نَافِعٍ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مینہ دیکھتے تو یون دعا کرتے الٰہی نفع دینے والا مینہ برسا یعنے ضرر دینے والا نہو ف اسحدیث سی معلوم ہوا کہ جب مینہ برسنے لگے تو یہ دُعا پڑہے کہ الٰہی مینہ نافع ہو مضر نہو پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابُ مَنْ تَمَطَّرَ فِی الْمَطَرِ حَتّٰی یَتَحَادَرَ عَلٰی لِحْیَتِہٖ** جو شخص مینہ مین کہڑا ہو کر قصداً اپنے بدن پر مینہ برسانا چاہے یہانتک کہ اسکی ڈاڑہی پر ٹپکنے لگے اس نیت سے کہ وہ خدا کے پاس سے تازہ وارد ہوا ہے اور ابھی دنیا خسیس کے ساتھہ آلودہ نہین ہوا تو یہ مکروہ نہین بلکہ مستحب اور موجب ثواب ہی ف صحیح مسلم مین انس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کو اپنے بدن سے کہولا یہانتک کہ آپکے بدن پر مینہ برسا مینے عرض کی کہ آپنے یہ کام کسواسطے کیا ہے فرمایا کہ وہ خدا کے نزدیک سے تازہ وارد ہے اور زمین کو ساتھہ ابھی آلودہ نہین ہوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَۃٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِیَالُ فَادْعُ لَنَا اَنْ یَّسْقِیَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ وَمَا فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃٌ قَالَ فَثَارَ سَحَابٌ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِہٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْمَطَرَ یَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ قَالَ فَمُطِرْنَا یَوْمَنَا ذٰلِکَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِیْ یَلِیْہِ اِلَی الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی فَقَامَ ذٰلِکَ الْاَعْرَابِیُّ اَوْ رَجُلٌ غَیْرُہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَھَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ یُشِیْرُ بِیَدَیْہِ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰی صَارَتِ الْمَدِیْنَۃُ فِیْ مِثْلِ الْجَوْبَۃِ حَتّٰی سَالَ الْوَادِیْ وَادِیْ قَنَاۃَ شَھْرًا قَالَ فَلَمْ یَجِیْٔ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِیَۃٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہی کہ ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگون مین قحط پڑا سو جسحالت مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کو دن منبر پر خطبہ پڑہتے تہی کہ ناگاہ ایک

ایک گنوار کہڑا ہوا سو اُسنے عرض کی کہ یا حضرت پانی کی قلت سے جانور مر گئے اور بال بچے بہوکہہ سے مرتے مین سو آپ خداسے ہمارے واسطے دعا کیجیے کہ ہمکو پانی دیوے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے واسطے ہاتہہ اوٹہائے اور آسمان پر کہین بدلی کا نشان نہ تہا سو پہاڑون کیطرح بادل اوٹہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے تلے نہ اُترے یہانتک کہ مینہ دیکہا کہ پانی آپکی داڑہی سے ٹپکتا ہے سو ہم مینہ برسائے گئے اُسدن بہی اور اُس سے پچہلے دن بہی اور اُس سے پچہلے دن بہی اور جو اُسکے ساتہہ متصل ہے آیندہ جمعے تک یعنے برابر سات دن تک جہڑی لگی رہی سو پہر وہی گنوار یا کوئی اور مرد کہڑا ہوا سو عرض کی کہ یا حضرت پانی کی کثرت سے گہر ڈہہ گئے اور جانور ڈوب گئے سو آپ خدا سے ہمارے واسطے دُعا کیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے واسطے ہاتہہ اوٹہائے اور یون دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس برسے ہم پر اب نہ برسے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتہہ سے آسمان کی کسی طرف اشارہ نہین کرتے تہے مگر کہ بادل اسطرف سے کہل جاتا تہا سو مدینے کے اوپر سے بادل ٹل گیا اور مدینہ ڈہال کیطرح خالی ہو گیا یہانتک کہ قناۃ کا نالا ایک مہینے تک بہتا رہا سو کوئی آدمی کسی طرف سے نہین آتا تہا مگر کہ بہت مینہ کی خبر دیتا تہا یعنے ہر طرف سے مینہ کی خبر آتی تہی **ف** غرض امام بخاری کی اس حدیث سے یہ ہے کہ مینہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑہی سے ٹپکنا اتفاقی امر نہین تہا بلکہ قصداً آپ مینہ مین کہڑے رہے تا کہ مینہ آپکے بدن پر پڑے اسلیئے کہ اگر یہ امر قصداً نہ ہوتا تو آپ مینہ کے ابتدا مین منبر سے تلے اُتر آتے لیکن آپ دیر تک خطبہ پڑہتے رہے یہانتک کہ مینہ کی کثرت ہو گئی اور آپ کی داڑہی سے پانی ٹپکنے لگا اور مسلم کی حدیث جو اوپر مذکور ہوئی وہ صریح ہے اسمین کہ آپ قصداً مینہ مین کہڑے رہے پس معلوم ہوا کہ مینہ مین کہڑے ہونا اور اپنے بدن پر مینہ برسانا مستحب ہے۔ **بَابٌ** اِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ جب سخت آندہی چلے تو کیا کرنا چاہیئے اور کیا دعا پڑہنی چاہیئے **ف** استسقا مین مطلوب مینہ ہوتا ہے اور اکثر اوقات آندہی بہی اُسکی ساتہہ ہوتی ہے پس اسی مناسبت کے واسطے اس باب کو استسقا کے بابون مین داخل کیا **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتِ الرِّيحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ جب سخت آندہی چلتی تو اسکا اثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک مین پہچانا جاتا یعنے خوف سے آپکے چہرے مبارک کا رنگ بدل جاتا اور بیقرار ہو جاتے کہ مبادا اسکے ساتہہ بندون پر کوئی عذاب نازل نہ ہو جاوے جیسا کہ عاد کی قوم پر نازل ہوا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سخت آندہی چلے تو اسوقت خوف کرنا چاہیئے اور صحیح مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب سخت آندہی چلتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون دعا کرتے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ یعنے الٰہی مین تجہہ سے

اسکی بہلائی اور اسکے اندر کی بہلائی اور جسواسطے یہ آندہی بہیجی گئی اسکی بہلائی مانگتا ہون اور اسکی برائی اور اسکے اندر کی برائی اور جسواسطے یہ بہیجی گئی اسکی برائی سے پناہ مانگتا ہون پس معلوم ہوا کہ جب سخت آندہی چلے تو اسوقت آدمی خوف کرے اور یہ دعا پڑہے اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کو موافق اسحدیث کیطرف اشارہ کردیا ہے کہ ترجمے کو مطلق چہوڑدیا واللہ اعلم **بَاب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسحدیث کا بیان کہ مجہکو فتح نصیب ہوئی پورب کی ہواسے اور ہلاک ہوئی عاد کی قوم پچہم کی ہواسے **ف** صبا اس ہوا کا نام ہے جو پورب سے پچہم کو چلتی ہے اور اسکو قبول بہی کہتے ہین کہ خانہ کعبہ کے دروازے سے ٹکرہاتی ہے اور دبور اس ہوا کا نام ہے جو پچہم سے پورب کو چلتی ہے اور جنوب اس ہوا کا نام ہے جو دکہن سے اتر کو چلتی ہے اور شمال اس ہوا کا نام ہے جو اتر سے دکہن کو چلتی ہے اور صبا کی ہوا بادل کو جمع کرتی ہے اور اکثر اوقات اسوقت مینہ برستا ہے پس یہی ہے وجہ مناسبت اس باب کی اسمقام سے

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجہکو فتح نصیب ہوئی پورب کی ہواسے اور ہلاک ہوئی عاد کی قوم پچہم کی ہواسے **ف** جب پانچوین سال ہجرت کے جنگ احد مین کفار قریش کو شکست ہوئی تو بعد اسکے کفار قریش عرب کی بہت قومون کو جمع کر کے مدینے پر چڑہا لائے اور مدینے کو آکر چارون طرف سے گہیر لیا اس لڑائی کو جنگ خندق اور جنگ احزاب کہتے ہین اسمین کافرونکا لشکر دس ہزار تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر تین ہزار تہا سو چند روز تک کافر مدینے کو گہیرے رہے تب خدا نے پورب کی سرد ہوا چلائی کہ اسنے کافرون کے منہ پر مٹی ڈالی اور انکے خیمے اوکہاڑدیئے اور آگ کو بجہا دیا سو کافر یہ حال دیکہہ کر سب بہاگ گئے اور مدینے کو چہوڑ گئے پس یہی معنے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کہ مجہکو پورب کی ہوا سے فتح نصیب ہوئی اور عاد کی قوم نے جب خدا کا حکم نہ مانا تو خدا نے انپر پچہم کی آندہی بہیجی اسنے سب کو یکبار فنا کردیا اور انکے درختون کو بیخ و بنیاد سے اکہاڑ دیا اور انکے گہرون کو ڈہا دیا اور پتہرونسے انکی گردنون کو توڑ ڈالا اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جب انپر آندہی چلی تو سب کافر گہرونکے اندر گہس گئے اور دروازون کو بند کرلیا سو اس ہوا نے دروازون کو توڑ ڈالا اور مٹی سے گہرون کو بہر دیا اور کافر مٹی مین دب گئے اور آٹہہ روز تک مٹی کے تلے حال پکار کرتے رہے آخر کو مر گئے نعوذ باللہ من ذلک اسیواسطے کہتے ہین کہ پچہم کی ہوا پورب کی ہوا سے سخت ہے کہ اسسے عاد کی قوم بالکل ہلاک ہوگئی اور پورب کی ہواسے خندق کو دن ایک کافر بہی ہلاک نہوا بلکہ صحیح سالم اپنے گہرون کو پلٹ گئے بعضے کہتے ہین یہ اسواسطے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم پر بہت مہربان تہے اور انکے اسلام کے امیدوار تہے پس اس بیان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسحدیث

مذکور کا مطلب ظاہر ہو گیا **بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْآيَاتِ** زلزلوں اور قیامت کی بعض نشانیوں کا بیان
یعنے قیامت سے پہلے زمین میں کئی بار زلزلہ پیدا ہوگا اور کئی نشانیاں پیدا ہونگی **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ
أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ
الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضُ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ علم اوٹھا یا جاویگا اور زلزلے بہت پیدا ہونگے
اور زمانہ قریب ہو جاویگا اور فتنے فساد ظاہر ہونگے اور لڑائیاں بہت ہونگی یہانتک کہ تم مین مال بہت ہو جاویگا
تو اُبل پڑیگا یعنے مال بہت ہو جاویگا اور لوگ کم ہونگے یا قیامت کی خوف سی لوگون کو مال کیطرف رغبت
نہین ہوگی کہ اسکو کوئی نہین لیویگا یا زمین اپنے خزانون کو باہر نکال ڈالیگی **ف** یہ جو آپنے فرمایا کہ زمانہ قریب
ہو جاویگا تو اسکا معنے کئی طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ برکت دور ہو جاویگی اور لوگون کو کاروبار خیر سے فائدہ
بالکل نہ ہوگا یا دن رات جلدی گذر جاویگا یا قیامت قریب ہو جاویگی یا اس زمانہ کے لوگ بہتر سے قریب ہو جاوینگے
یا یہ زمانہ عام اس زمانے خاص یعنے عن قیامت سے قریب ہو جاویگا یا دن رات چھوٹے ہو جاوینگے اور وجہ مناسبت
اس باب کی استسقا سے سطور پہ ہے کہ اس باب مین زلزلون کا بیان ہی اور زلزلہ اکثر اوقات مینہ کے ساتھ ہوتا ہے
لیس یہی ادنے مناسبت کافی ہے اور جیسے کہ آندھی چلنے کو وقت دعا پڑھنی آئی ہے ویسے زلزلے کے
وقت کوئی دعا منقول نہین اور زلزلے کیوقت نماز پڑھنے مین علما کو اختلاف ہی امام احمد اور اسحاق اور ایک
جماعت علما کی کہتے ہین کہ زلزلے کو وقت نماز پڑھی جاوی اور امام شافعی کہتے ہین کہ اگر اس باب مین کوئی حدیث
ثابت ہو جاوی تو پڑھے ورنہ نہین اور ابن عباس اور علی اور عائشہ رضہ سے ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ زلزلے
کی نماز چھ رکعتین ہین اور چار سجدے ہین **حَدَّثَنِي** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا .... قَالُوا وَفِي
نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ
وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الہی
برکت دی ہمکو ہماری شام مین الہی برکت دے ہمکو ہماری یمن مین لوگون نے کہا اور ہماری نجد مین یعنے عرض کی
کہ آپ نجد کے واسطے بھی برکت کی دعا کیجیے آپنے فرمایا الہی برکت دی ہمکو ہماری شام مین الہی برکت دی ہمکو ہماری
یمن مین لوگون نے عرض کی اور ہماری نجد مین فرمایا کہ وہین تو زلزلے اور فساد واقع ہونگے اور وہین سے شیطان
کا سینگ یعنے سورج نکلتا ہے **ف** شام کا ملک مکہ اور مدینے کی اُتر کی طرف ہی اور یمن دکہن کیطرف ہی اور

نجد کا ملک پورب کی طرف ہی سو آپنے شام کو اپنی طرف اسواسطے نسبت کیا کہ وہ پیغمبرون کی زمین ہی اور یمن کو اپنی طرف اسواسطے نسبت کیا کہ مکہ تہامہ کی زمین ہے اور تہامہ یمن سے متعلق ہے یا مکہ آپ کی پیدایش کی جگہ ہے اور وہ یمن سی متعلق ہے اور مدینہ آپکے دفن ہونیکی جگہہ ہے اور وہ شام سے متعلق ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا تہا کہ نجد کے ملک مین زلزلے اور فساد پیدا ہونگے اسوجہ سے آپنے اسکے واسطے دعا نہ کی اور مراد سینگ سی شیطان کی فوج ہے کہ فتنے فساد کا سبب ہوتی ہین یا دجال مراد ہے

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شُكْرَكُمْ اس آیت کی تفسیر کا بیان اور اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو ابن عباس رض نے کہا کہ مراد رزق سے اس آیت مین شکر ہی یعنے جو شکر تمکو خدا کے مینہ برسانے پر کرنا چاہیے تہا وہ یہی ہی کہ تم مینہ برسانے والیکی تکذیب کرتے ہو اور مینہ کو ستارون کیطرف نسبت کرتے ہو یعنے شکر کے بدلے اسکی تکذیب کرتے ہو اور اسکو جھٹلاتے ہو حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ **ترجمہ** زید بن خالد جہنی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حدیبیہ مین صبح کی نماز پڑہائی مینہ سی پیچہے جو اس رات کو برساتہا سو جب نماز پڑہ چکے تو لوگون کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا لوگون نے عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے خدا نے فرمایا کہ صبح کو میرے بندون مین سے بعضے ایمان لائے اور بعضے کافر ہوئے سو جس نے کہا کہ ہم اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سی مینہ برسائے گئے پس وہ شخص میرے ساتھ ایمان رکہتا ہے اور ستارون سے انکار کرتا ہے اور جسنے کہا کہ ہم فلانے ستارے کی تاثیر سے مینہ برسائے گئے سو وہ میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ستارونکے ساتھ ایمان رکہتا ہے **ف** کہتے ہین کہ علم نجوم ادریس علیہ السلام کے زمانے مین حق تہا بعد اسکے منسوخ ہوگیا اب اسکے ساتھ عمل کرنا باطل ہے اور ... باعتبار عادت الٰہی کے اگرچہ ستارے مینہ کا سبب ہو سکتے ہین جیسا کہ آگ کا جلانا اور پانی سے پیاس کا دفع ہونا وغیرہ وغیرہ لیکن انپر عمل کرنا اور انکے اعتبار سے خاص ساعتون کو اختیار کرنا اور انکی سعادت نحوست کا اعتبار کرنا اسلام کے مخالف ہی اور توحید کے منافی ہے اگر انکی تاثیر کا اعتقاد ہو تو کفر ہے والا حرام ہے اور اس حدیث کا باقی بیان ابواب الصلوة کے باب یستقبل الامام الناس اذا سلم مین مفصل مذکور ہو چکا ہے وہان مطالعہ کرنا چاہیے

اور صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مینہ برسا تب آپنے یہہ حدیث فرمائی اور اسوقت یہ آیت اتری وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ بس وجہ مناسبت اس حدیث اور اثر ابن عباسؓ کے باب سے ظاہر ہوگئی بَابُ لَا يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آویگا سوای خدا کے وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ یعنے ابو ہریرہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ پانچ چیزین ہین کہ انکو سوای خدا کے کوئی نہین جانتا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنجیان غیب کی پانچ ہین انکو کوئی نہین جانتا سوا خدا کے کوئی نہین جانتا کہ کل کیا ہوگا اور کوئی بھی نہین جانتا کہ عورتون کے پیٹون مین کیا ہے لڑکی یا لڑکا اور کوئی بھی نہین جانتا کہ کل کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ کس زمین مین مریگا اور کوئی نہین جانتا کہ مینہ کب آویگا ف یعنے غیب کی بات بالیقین سوای خدا کے کوئی نہین جانتا غیب کا دروازہ ساری عالم پر بند ہے اسکی کنجی کسی کے پاس نہین کہ جب چاہے کھولے اور بے تردد دریافت کرے پیغمبرون کو وحی سے اور اولیا کو الہام سے حاصل ہوتا ہے لیکن یہ غیب دانی نہین خدا کے تبلانے سے معلوم ہوتا ہی علاوہ اسکے وحی اور الہام ہر وقت قابو مین نہین کہ جب چاہین دریافت کرلین اسی طرح نجوم اور رمل اور جفر مین بھی یقین حاصل نہین ہوتا صرف حساب اور انکل ہے ہزار بار مخالف ہوتا ہے کبھی موافق بھی پڑ جاتا ہے اسی طرح حاملہ عورت کی پیٹ مین معلوم نہین ہوسکتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا اسکی سب اعضا درست مین یا ناقص خلاصہ یہ کہ علم غیب خدا کے ساتھ مخصوص ہی بالیقین کسی کو معلوم نہین ہوسکتا اور یہی عقیدہ تمام اہل اسلام کا جسکے اس اعتقاد مین خلل ہے بالیقین اسکے ایمان مین خلل ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ غیب کی چیزین بیشمار ہین پس پانچ چیزون کو کسواسطے خاص کیا تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ پانچ چیزین سب کا اصل ہین اور سب پوشیدہ چیزین انکے اندر داخل ہین اسواسطے خاص انہین پانچ کو بیان کیا کہ تمام غیبات کی جڑ اور اصل ہین اور یا اسواسطے کہ لوگ انہین پانچ چیزون کے جاننے کا دعوی کرتے ہین اور یا اسواسطے کہ سوال انہین پانچ سے تھا سو انہین کی نفی کی واسطے آیت اتری اور نیز ایک عدد کے ذکر کرنے سے زیادہ کی نفی لازم نہین آتی واللہ اعلم أَبْوَابُ الْكُسُوفِ سورج اور چاند کے گہن لگنے کا بیان ف گہن لگنے سے مقصود یہ ہے کہ غافلون کو تنبیہ ہو جاوے کہ خدا کے عذاب سے بیخوف نہ ہووین اور نیز اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ جب خدای تعالے سورج اور چاند کو باوجود ایسی روشنی کے سیاہ کردیتا ہے

تو ایسے ہی جو لوگ گناہ کرتے ہیں انکے دلوں کو بھی سیاہ کرتا ہے اور نیز اسمیں تنبیہ ہے اسپر کہ سورج اور چاند بذات خود مستقل نہیں بلکہ فرمان الٰہی کے تابع ہیں اور عیب دار ہیں اور ہر عیب دار ہو وہ لائق عبادت کو نہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس سورج گہن کی نماز کا بیان **ف** گہن کے وقت نماز پڑھنی بالاتفاق ثابت ہے لیکن اسکے حکم میں اختلاف ہے جمہور علماء کے نزدیک گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور امام ابوحنیفہ وغیرہ سے روایت کہ واجب ہے اور نیز امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کے نزدیک اسمیں جماعت کرنی سنت ہے اور بعضے عراق والے کہتے ہیں کہ تنہا پڑھے **حدثنا** عمرو بن عون قال حدثنا خالد عن یونس عن الحسن عن ابی بکرۃ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانکسفت الشمس فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجر رداءہ حتی دخل المسجد فدخلنا فصلی بنا رکعتین حتی انجلت الشمس فقال ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد واذا رأیتموھا فصلوا وادعوا حتی یکشف ما بکم **ترجمہ** ابی بکرہ رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے سورج میں گہن لگا سو آپ چادر کو کھینچتے کھڑے ہوئے یعنے بہت جلدی سے باہر آئے یہانتک کہ مسجد میں داخل ہوئے اور ہم بھی مسجد میں آئے سو آپنے ہمکو دو رکعتیں نماز پڑھائی یہانتک کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں خدا کی نشانیوں سے کسی کے مرنے سے انمیں گہن نہیں پڑتا پھر جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور اللہ سے دعا کیا کرو یہانتک کہ دور ہو جاوے وہ چیز جو واقع ہوئی ہے ساتھ تمہارے جلال الٰہی سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن میں نماز ثابت ہے دوسیاتی بیانہ اور مستحب ہے کہ جامع مسجد میں پڑھی جاوے اور مستحب ہے کہ جماعت سے پڑھی جاوے امام نووی نے کہا کہ عورت اور مسافر وغیرہ کو بھی یہ نماز جائز ہے اور تنہا تنہا بھی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کپڑا کھینچنا اسی کو منع ہے جو فخر اور ریا سے کھینچے **حدثنا** شہاب بن عباد قال اخبرنا ابراھیم بن حمید عن اسمٰعیل عن قیس قال سمعت ابا مسعود یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد من الناس ولکنھما ایتان من ایت اللہ فاذا رأیتموھا فقوموا فصلوا **ترجمہ** ابو مسعود رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر سورج اور چاند کو کسی کے مرنے سے گہن نہیں لگتا لیکن وہ دو نشانیاں ہیں خدا کی نشانیوں سے پھر جب تم گہن کو دیکھو تو کھڑے ہوا کرو اور نماز پڑھا کرو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز کا کوئی وقت معین نہیں اسلیے کہ آپنے نماز کو گہن کے دیکھنے کے ساتھ متعلق کیا ہے اور گہن ہر وقت ممکن ہے پس مکروہ وقتوں میں بھی یہ نماز جائز ہوگی اور یہی مذہب ہے امام شافعی وغیرہ کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مکروہ وقت اس سے مستثنٰے ہیں اور یہی ہے مشہور قول امام احمد رح کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ وقت اسکا سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک ہے لیکن پہلے قول کو ترجیح ہے اسلیے کہ مقصود یہ ہے کہ نماز روشن ہونے سے پہلے واقع ہو اور پھر سب کا اتفاق ہے کہ بعد روشن ہو جانے سورج کے نماز کی قضا نہیں ہے اگر نماز کے واسطے کوئی وقت معین

کیا جاوے تو جائز ہے کہ اُس سے پہلے سورج روشن ہو جاوے پس مقصود اصلی فوت ہو جاویگا پس ثابت ہوا کہ اس نماز کا کوئی وقت معین نہیں بلکہ مکروہ وقتوں میں بھی جائز ہے واللہ اعلم **حدثنا** اصبغ قال اخبرنی ابن وھب قال اخبرنی عمرو عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ عن ابن عمر انہ کان یخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر لا یخسفان لموت احد ولا لحیاتہ ولکنھما ایتان من ایات اللہ فاذا رایتموھا فصلوا **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر سورج اور چاند کسی کے مرنے جینے سے سیاہ نہیں ہوتے لیکن وہ دونوں نشان ہیں خدا کی نشانیوں سے سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو **حدثنا** عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ھاشم بن القاسم قال حدثنا شیبان ابو معاویۃ عن زیاد ابن علاقۃ عن المغیرۃ بن شعبۃ قال کسفت الشمس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم مات ابراھیم فقال الناس کسفت الشمس لموت ابراھیم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رایتم فصلوا وادعوا اللہ **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سورج کو گہن لگا جس دن کہ ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا انتقال ہوا سو لوگوں نے کہا کہ گہن ابراہیم کی موت سے پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کے مرنے جینے سے گہن نہیں پڑتا سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو اور **وقت** جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب سورج یا چاند کو گہن لگے تو کوئی بڑا مرتا ہے یا کوئی اور حادثہ زمین میں پیدا ہوتا ہے اسی خیال سے بعض لوگوں نے یہ بات کہی کہ ابراہیم کی موت سے گہن ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ یہ اعتقاد لوگوں کا غلط اور باطل ہے کسی کے مرنے جینے پر گہن موقوف نہیں بلکہ یہ خدا کی قدرت کی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ بعضے لوگ سورج اور چاند کی بڑی تعظیم کرتے تھے سو بیان فرمایا کہ انکو اپنی ذات پر کچھ اختیار نہیں بلکہ اور مخلوق کی طرح انہیں بھی تغیر اور نقصان لاحق ہو جاتا ہے پس انکی تعظیم کرنی جائز نہیں اور ان حدیثوں میں مطلق نماز کا ذکر ہے کسی خاص طور کا ذکر نہیں کہ گہن کی نماز اس طور سے پڑھی تو اس میں اشارہ ہے کہ روز مرہ کی معمولی طور پر نماز پڑھنی بھی کافی ہو جاتی ہے اگرچہ افضل یہی ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع ہوں جیسا کہ آئندہ آویگا اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک ایک رکوع سے نماز کافی نہیں واللہ اعلم **باب** الصدقۃ فی الکسوف گہن میں خیرات کرنے کا بیان **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ انھا قالت خسفت الشمس فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس فقام فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم قام فاطال القیام وھو دون القیام الاول ثم رکع فاطال الرکوع وھو دون الرکوع الاول ثم سجد فاطال

السجود ثم فعل في الركعة الاخرى مثل ما فعل في الركعة الاولى ثم انصرف وقد تجلت الشمس فخطب الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رايتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا ثم قال يا امة محمد والله ما من احد اغير من الله ان يزني عبده او تزني امته يا امة محمد والله لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اسکا بیان یہ ہے کہ آپ کہڑے ہوئے سو قیام کو لنبا کیا یعنے دیر تک کہڑے رہے پھر رکوع کیا اور رکوع کو بہت لنبا کیا پھر سیدہے کہڑے ہوئے اور دیر تک کہڑے رہے اور یہ قیام پہلے قیام سے کم تہا پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے اور یہ رکوع پہلے رکوع سے کم تہا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدے میں رہے پھر دوسری رکعت میں بھی ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تہا یعنے دو بار قیام کیا اور دو بار قرارت پڑہی اور دو بار رکوع کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے اور سورج روشن ہو گیا تہا پھر آپنے لوگوں کو خطبہ سنایا سو خدا کی تعریف کی اور پھر ثنا کہی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیان ہین خدا کی نشانیون سے کسی کے مرنے جینے سے انمین گہن نہین پڑتا سو جب تم گہن کو دیکہا کرو تو خدا سے دعا کیا کرو اور تکبیر کہا کرو اور نماز پڑہا کرو اور خیرات دیا کرو پھر فرمایا کہ ای محمد کی امت قسم خدا کی کوئی ایسا آدمی نہین جو خدا سے زیادہ غیرت کرنیوالا ہو کہ زنا کرے بندہ اسکا یا باندی اسکی اے محمد کی امت قسم خدا کی کہ اگر تم جانو جو مین جانتا ہون یعنے قبر کے رنگ برنگ عذاب اور دوزخ کی آفتین تو البتہ رویا کرو بہت اور ہنسو تہوڑا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز دو رکعت ہے اور ہر رکعت مین دو قیام ہین اور دو قرائتین ہین اور دو رکوع ہین اور سورتین لنبی پڑہے اور ایسا ہی روایت کیا ہے بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر سے اور ایسا ہی مروی ہے اسما بنت ابی بکر رضہ سے کما مر اور ایسا ہی روایت کیا ہے مسلم نے جابر سے اور احمد نے علی سے اور نسائی نے ابو ہریرہ سے اور بزار نے ابن عمر سے اور طبرانی نے ام سفیان سے پس ان روایتون مین زیادتی ہے جسکو ثقات حفاظ نے روایت کیا ہی پس اسکے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے اسکے مہمل چھوڑنے سے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور احمد اور ابو ثور اور لیث اور جمہور علماء حجاز وغیرہ کا اور دلیل انکی یہ حدیثین ہین جنکا نشان ابھی دیا گیا ابن عبد البر نے کہا کہ اس باب مین یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ ہر رکعت مین تین رکوع ہین اور بعض مین آیا ہے کہ ہر رکعت مین چار یا پانچ رکوع ہین لیکن ان روایتون کی اسناد علت سے خالی نہین جیسا کہ بیہقی اور ابن عبد البر نے بیان کیا ہے اور صاحب ہدی نے امام بخاری اور احمد اور شافعی سے نقل کیا کہ دو سے زیادہ رکوع کی روایتون مین بعض راویون سے غلطی ہو گئی ہے اور بعض حدیثون کو بعض کیطرف رد کرنا ممکن ہے

اسلیئے کہ یہ معاملہ آپکی عمر میں ایک ہی دن میں واقع ہوا ہے جس دن کہ ابراہیم کا انتقال ہوا اور جب واقعہ ایک ہوا تو راجح حدیثوں کے ساتھ عمل کرنا اور انکے سوا اور مرجوح ہے اور بعضوں نے ان روایتوں میں اسطور سے تطبیق دی ہے کہ جتنی وجہوں سے گہن کی نماز حدیثوں میں آئی ہے سب طور سے پڑھنی جائز ہے یعنے خواہ ہر رکعت میں دو رکوع کرے یا تین کرے یا چار یا پانچ رکوع کرے ہر طور سے جائز ہے اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ وغیرہ ایک جماعت علما کا یہ لوگ کہتے ہیں کہ گہن کئی بار واقع ہوا ہے اور مختلف اوقات میں گہن کی نماز بھی مختلف طور سے واقع ہوئی ہے پس جس طور سے کوئی پڑھے جائز ہے امام نووی رح نے کہا کہ یہی بات قوی ہے اور ہر وجہ کے ساتھ بعض صحابہ قائل ہیں لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ گہن کی نماز بھی اور نمازوں کی طرح ہے یعنے ہر رکعت میں فقط ایک رکوع کرے ایک سے زیادہ رکوع نہ کرے اور اس باب میں وہ کئی دلائل پیش کرتے ہیں اول دلیل انکی وہ حدیثیں ہیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں مطلق آئی ہیں ایک یا دو رکوع کا انمین ذکر نہیں سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہو وجہ اول یہ ہے کہ جن روایتوں میں دوسری رکوع کی نفی ہے وہ روایتیں صحیح نہیں مدعی انکی صحت ثابت کرے اور جو روایتیں مطلق ہیں وہ محمول ہیں مقید پر اسلیئے کہ جب مطلق اور مقید ایک حادثے میں وارد ہوں تو اسوقت مطلق کو مقید پر حمل کرنا واجب ہے وجہ دوم یہ ہے کہ تعدد رکوع کی حدیثیں بہت طریقوں سے ثابت ہیں اور بہت صحابہ اسکے راوی ہیں پس بوجہ کثرت طرق کے انکو ترجیح ہوگی وجہ سوم یہ کہ تعدد رکوع کی حدیثیں صحیحین کی ہیں اور صحیحین کی حدیثوں کو بالاتفاق ترجیح ہے وجہ چہارم یہ کہ حدیثیں تعدد رکوع کی مشتمل ہیں اوپر زیادتی کے اور وہ مزید علیہ کی منافی نہیں پس متعین ہوگا پکڑنا ساتھ انکے کذا قالہ العلامۃ الشوکانی فی نیل الاوطار اور دلیل دوم حنفیہ کی یہ ہے کہ تعدد رکوع کی حدیثیں مضطرب ہیں اسلیئے کہ بعض میں دو رکوع کا ذکر ہے اور بعض میں تین رکوع وغیرہ کا ذکر ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محض خیال فاسد ہے اسلیئے کہ یہ متعدد واقعہ کا ذکر ہے اور گہن کئی بار واقع ہوا ہے جیسا کہ اوپر گذرا پس ہر طور سے جائز ہوگا اور اگر بفرض محال واقعہ کا متحد ہونا تسلیم ہی کیا جاوے تو دو رکوع کی حدیثیں نہایت اعلے درجہ کی صحیح ہیں پس انکے ساتھ عمل کیا جاویگا اور تین یا زیادہ رکوع کی روایتیں اس درجے کی صحیح نہیں ہیں پس وہ مرجوح ہونگی علاوہ ازین ابن عبدالبر نے کہا کہ تین یا زیادہ رکوع کی روایتیں معلول اور ضعیف ہیں اور یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ ضعیف روایتوں کا ضعف صحیح روایتوں میں اثر کر جاوے پس باوجود اسکے انکو مضطرب کہنا کمال بے انصافی ہے اور پہلے درجے کی جرات ہے اور نیز قسطلانی نے لکھا ہے کہ اضطراب فی المتن کی مثال نہایت کم ہے اور نیز کہا کہ تطبیق کے وقت اضطراب دور ہو جاتا ہے اور نیز جمہور کو نزدیک بھی یہ اضطراب باطل ہے پس دعوی اضطراب کرنا باطل ہوا اور نیز ہر رکعت میں ایک ایک رکوع کرنا بھی جائز ہے پس باوجود تطبیق کے کیا ضرور ہے کہ اتنی حدیثوں صحیحہ کو رد کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ بعضی روایتوں میں پانچ سے زیادہ رکوع بھی آئے ہیں سو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ روایتیں سب کی سب ضعیف ہیں

پس انکے ساتھ استدلال اور عمل کرنا صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت کہا جاویگا کہ گہن کی نماز چھ یا سات رکوع سے بھی جائز ہے کبھی اسطرح سے بھی پڑھ لیوے اسلیئے کہ گہن کئی بار واقع ہوا ہے کما مر اور بعضے کہتے ہین کہ لوگون کو گمان ہوا ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اوٹھایا ہے پس انہون نے بھی سر اوٹھایا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پھر ایسے ہی دوسری اور تیسری بار کیا سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ محض خیال فاسد ہو اور تمام صحابہ کو حق مین سوء ظنی ہے اسلیئے کہ ہمیشہ آپ رکوع کو اسقدر طول کیا کرتے تھے کہ صحابہ کو بھول جانے کا خیال گذرتا تھا پھر باوجود اسکے کسی صحابی سے منقول نہین کہ کبھی ایسا کیا ہو یا کبھی محض گمان سے کسی نے سر اوٹھایا ہو پس اتنی بات گمان سے سر اوٹھانا صحابہ کی شان سے نہایت بعید ہے اور نیز علامہ عینی حنفی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ یہ احتمال بھی مفید نہین اسلیئے کہ اگر دو رکوع مین اس احتمال کو تسلیم کیا جاوے تو تین اور چار رکوع مین یہ احتمال بالکل نہین ہو سکتا اور نیز صحابہ کی شان سے یہ بات بھی بہت بعید ہے کہ بدون دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی امر کو منسوب کرین ایسا ہو تو پھر کل حدیثون مین یہ احتمال ہو سکتا ہے پس کل حدیثون کا دفتر بے اعتبار ہو جاویگا اور نیز مسجد مین آپنے نماز پڑھی تھی اور اسمین اسقدر مخلوق بیشمار نہین تھی کہ آپکی آواز نہ سنی جاتی پس معلوم ہوا کہ یہ احتمال باطل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عائشہ رضہ اور ابن عباس رض پچھلی صفون مین تھے انہون نے گمان سے روایت کی ہوگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بھی محض خیال فاسد ہے اس احتمال سے تمام حدیثین بے اعتبار ہو جاتی ہین ہر جگہ اس احتمال کو دخل ہے اور نیز یہ حدیث فقط ابن عباس رض اور عائشہ رض ہی سے مروی نہین بلکہ اور بہت صحابہ سے بھی ایسے ہی روایت آچکی ہے کما اشرنا الیہ سابقا پس اسقدر جم غفیر صحابہ کی روایت مین یہ احتمال کیونکر جاری ہو سکیگا اور نیز عائشہ رض نے بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر لمبی قرارت پڑھی پھر تکبیر کہی پھر رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہا سو اگر عائشہ رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت نہین سنی تھی تو پھر تکبیر کہنا اور قرارت پڑھنا اور سمع اللہ لمن حمدہ الخ کہنا اسکو کہان سے معلوم ہوا پس باوجود اس تصریح کے جہان مین کون ایسا عقلمند ہے کہ یہ بات مونہہ سے نکال سکے کہ انہون نے گمان سے روایت کی ہوگی اور نیز مسند امام شافعی اور ابو یعلی اور بیہقی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ گہن کی نماز مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین تھا پس اسسے سب احتمال باطل ہو گئے اور عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ یہ احتمال بھی مفید نہین اسلیئے کہ شافعی رح کی دلیل فقط یہی عائشہ رض کی حدیث نہین کہ یہ احتمال مفید ہو بلکہ اسکی دلیل اور بھی کئی حدیثین ہین جیسے کہ حدیث جابر اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ کی ہے اور نیز جب عائشہ رض اور ابن عباس رض نے بقول حنفیہ کے لوگون کو سر اوٹھاتے دیکھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی تمام صفون نے سر اوٹھایا تھا کیونکہ دو چار آدمی کے سر اوٹھانے سے یہ خیال بالکل نہین آسکتا ہے اور جب پہلی صفون کا یہ حال تھا تو اسطرح پچھلی تمام صفون نے بھی انکو دیکھ کر اپنا سر اٹھایا

ہوگا تو معلوم ہوا کہ تمام صحابہ رضنے اپنے سر کو اوٹھایا تھا اور اسیطرح چار یا پانچ بار سب نے کیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو ایسا معاملہ اتنی بار اتنے صحابہ رض سے وقوع میں آنا عادۃً محال ہے دوم جب تمام صحابہ رضنے یہ معاملہ کیا اور اتنی دفعہ رکوع سے سر اوٹھایا اور سب کو اسکا علم تھا سو پھر صحابہ سے اس باب میں روایتیں مختلف کیوں آئیں سب کی روایت متفق ہونی چاہیئے تھی اور پھر عائشہ رض سے ایک روایت دو رکوع کی اور دوسری تین رکوع کی مختلف کیوں آئی اور نیز عینی حنفی نے شرح ہدایہ میں لکھا کہ اسمین نظر ہے اسلیئے کہ بعضے کہتے ہین کہ گہن کئی بار واقع ہوا ہے اور آپ نے گہن کی نماز کئی بار پڑہی ہے سو جس نے جو کچہ دیکھا اُسی کو یاد رکھا اور اُسی کو روایت کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ابن عباس رض کا عمل اسکی حدیث کو خلاف ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ امام شافعی اور ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کی ہے کہ اُسنے بصرہ مین گہن کی نماز پڑہائی اور ہر رکعت مین دو رکوع کیئے اور لوگون کو بھی یہی تعلیم دی کما نقلہ فی الفتح پس ابن عباس کا عمل انکی روایت کو برخلاف کہنا محض خیال فاسد ہے اور ابن عباس سے کسی صحیح روایت مین اسکا خلاف ثابت نہین ہوا مدعی کو لازم ہے کہ ثابت کرے اور نیز راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا موجب جرح نہین جیسا کہ بیان اسکا تیسرے پارے مین گذر چکا ہے اور بعضے اُن ایک رکوع کی حدیثون سے نقل کرتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ دو رکوع کی حدیث ابن عمر رض سے صحیحین مین موجود ہے پس صحیحین کی حدیث کے مقابلے مین اُن سے استدلال کرنا صحیح نہین سو معلوم ہوا کہ ان حدیثون مین کچہ تعارض نہین اسلیئے کہ بعضی حدیثین ایک رکوع کی ضعیف ہین پس مرجوح ہونگی اور بعضی حدیثین مطلق ہین پس مقیدہ پر محمول ہونگی اور یا تعدد واقعہ پر محمول ہونگی پس متاخر فعل کی تاریخ معلوم نہ ہونا اسکو مستلزم نہین کہ اُنمین تعارض واقع ہوا اور دونو حجت سے ساقط ہو جاوین اور طحاوی نے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ حنفیون کا قول اس باب مین قیاس پر مبنی ہے یعنے گہن کی نماز کو اُنہون نے اور نفلون پر قیاس کر لیا ہے سو جمہور علما اسکا جواب دیتے ہین کہ نص کے ہوتے قیاس باطل ہے اور نیز گہن کی نماز عید وغیرہ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے جسمین جماعت ہوتی ہے سو عید کی نماز تو مطلق نفلون سے ہو اسطے ممتاز ہے کہ اُسمین تکبیرین زیادہ ہین اور جنازے مین رکوع سجود نہین اور خوف کی نماز مین بہت فعل نماز کے مخالف واقع ہوتے ہین پس اسیطرح گہن کی نماز بھی زیادہ رکوع کے ساتھ مخصوص ہوگی سو اُسکے پکڑنے مین نص اور قیاس دونو کے ساتھ عمل ہو جاتا ہے برخلاف اسکی جو اُسپر عمل نہ کرے

بَابُ النِّدَآءِ بِالصَّلٰوةِ جَامِعَةً فِي الْكُسُوْفِ گہن کی نماز مین الصلوة جامعة پکار کر کہنے کا بیان یعنے لوگون کو جمع کرنے کو واسطے یہ لفظ پکار کر کہنا جائز ہے اور معنے اسکا یہ ہے کہ آؤ طرف نماز جمع کرنے والی کی حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ اَنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ ترجمہ عبد اللہ

بن عمر رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ کے زمانے مین جب سورج کو گہن لگا تو لوگون مین پکارا گیا الصلوۃ جامعۃ
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز مین یہ لفظ پکار کر کہنا جائز بلکہ مستحب ہے اور یہی مذہب ہی امام احمد اور اُسکے
موافقون کا لیکن اسپر سبکا اتفاق ہے کہ گہن کی نماز مین نہ اذان کہی جاوے اور نہ اقامت کہی جاوے **بَابُ**
خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي الْكُسُوفِ گہن مین امام کے خطبہ پڑہنے کا بیان **ف** گہن کے وقت خطبہ پڑہنے مین علما کو
اختلاف ہے امام شافعی اور اسحاق اور ابن جریر فقہای اہل حدیث کہتے ہین کہ گہن کی نماز کے بعد خطبہ پڑہنا مستحب ہے
اور دلیل انکی وہ روایتین ہین جو صحیحین وغیرہ مین موجود ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز کے بعد خطبہ
پڑہا اور امام مالک اور ابوحنیفہ وغیرہ کے نزدیک گہن مین خطبہ مستحب نہین لیکن امام مالک نے موطا مین خطبے کی حدیث
نقل کی ہے اور اسپر سکوت کیا اور حنفیہ جو خطبے کو قائل نہین تو وہ کہتے ہین کہ خطبہ منقول نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ
بہت حدیثون صحیحہ متفق علیہا مین خطبے کا ذکر آچکا ہے اور وہ صاحب کثرت کی ہین پہر خطبہ منقول نہ ہونیکا
کیا معنے اور بعضے کہتے ہین کہ اس خطبے سے مقصود آپ کا خاص خطبہ نہین بلکہ مقصود آپ کا اُس سے رد کرنا تہا
اُس شخص پر جو یہ اعتقاد رکہتا تہا کہ گہن کسی کے مرنے سے ہوتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ خطبے اور اسکے شرائط حمد
اور ثنا اور وعظ وغیرہ کا ذکر صحیح حدیثون مین صریح آچکا ہے فقط اعلام پر اقتصار نہین کیا اور اصل اتباع مین شروعیت
ہی اور خاصہ سو کسی دلیل کے ثابت نہین ہو سکتا ہے پس خطبہ پڑہنا جائز ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ خطبے کے
مقاصد کسی چیز معین مین منحصر نہین اصل مقصود اس سے حمد اور ثنا اور وعظ ہی سو اُسکا ذکر گہن کے خطبے مین صریح
موجود ہے چنانچہ آپنے پہلے حمد اور ثنا کہی پہر اپنی عبودیت اور رسالت کا اقرار کیا پہر بہشت اور دوزخ اور قبر وغیرہ کا
حال بیان کیا اور یہ سب مقاصد خطبے کی ہین پس اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی بہتر ہے اور نیز بعضے
حدیثون مین فقط خطبے کا ذکر ہے کسی کے مرنے جینے کا اُسمین ذکر نہین پہر اُسمین یہ تاویل کیونکر چل سکے گی اور نیز
جب تعدد واقعہ کا ثابت ہوا تو پہر اسمین تعلیم وغیرہ کی تاویل کیسے چل سکے گی لیکن بعضے کہتے ہین کہ گہن مین جمعہ
اور عیدین کے خطبے کی طرح دو خطبے نہ پڑہے اور درمیان مین نہ بیٹھے بلکہ فقط ایک ہی خطبہ پڑہے اور عینی حنفی نے
شرح ہدایہ مین خطبے کو بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے اور اُسکے منکر پر سخت رد کیا ہے چنانچہ پہلے حنفیون کی سب تاویلین
کو رد کرکے بعد اسکے فرمایا کہ مین کہتا ہون اللہ پاک ہی اسکو خطبہ کسطرح نہ کہا جاوے گا حالانکہ خطبے کے مقاصد کسی خاص
چیز مین منحصر نہین خاص کر ثابت ہو چکا ہے کہ آپ منبر پر چڑہے اور شروع کیا ساتھ اسچیز کے جو خطبے کا اصل مقصود
ہی سو خدا کی تعریف کی اور اُسپر ثنا کہی اور وعظ اور نصیحت کی اور منبر پر چڑہنے کو نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے روایت
کیا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن مین دعا اور صدقے اور نماز کا حکم فرمایا سو جواب اسکا یہ ہے
کہ کسی امر کا جائز اور مشروع ہونا فقط آپکے فرمانے پر موقوف نہین بلکہ آپکے فعل سے بھی مشروع ہونا ثابت ہو جاتا ہے

والا فعلی حدیثین سب باطل ہو جاوینگی اور چونکہ یہان آپکے فعل سے خطبہ ثابت ہو چکا ہے اسلیئے وہ بھی جائز ہوگا اور بعد روشن ہونے سورج کے خطبے کا پڑہنا اسکی عدم مشروعیت کو مستلزم نہین چنانچہ فتح الباری مین لکھا ہے کہ حدیث عائشہؓ کی دلیل ہے اسپر کہ روشن ہونا خطبے کو ساقط نہین کرتا ہے بخلاف اسکے کہ اگر نماز کے شروع ہونے سے پہلے روشن ہو جاوے تو نماز اور ... خطبہ ... دونو ساقط ہو جاتے ہین اور اگر نماز کے درمیان روشن ہو جاوے تو اسکو پورا کرے درمیان مین قطع نہ کرے پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گہن مین خطبہ پڑہنا مستحب ہے واللہ اعلم **وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاَسْمَاءُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ترجمہ یعنے عائشہؓ اور اسماءؓ نے کہا کہ گہن مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ **ح** وَحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَكَبَّرَ فَاقْتَرَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ هُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُحَدِّثُ كَثِيْرُ بْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ اِنَّ اَخَاكَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِيْنَةِ لَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ قَالَ اَجَلْ لِاَنَّهُ اَخْطَاَ السُّنَّةَ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سورج مین گہن پڑا سو آپ مسجد کیطرف نکلے بعد لوگون نے آپکے پیچہے صف باندہی سو آپنے تکبیر کہی اور بہت لمبی قرات پڑہی پہر تکبیر کہی اور بہت لمبا رکوع کیا پہر کہا سمع اللہ لمن حمدہ پس سیدہے کہڑے رہے اور سجدہ نکیا اور پہر بہت لمبی قرات پڑہی اور وہ پہلی قرارت سے کم تھی پہر تکبیر کہی اور بہت لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تہا پہر کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد پہر سجدہ کیا پہر دوسری رکعت مین بھی ویسا ہی کیا سو چار سجدون مین چار رکوع کو پورا کیا اور سورج روشن ہو گیا فارغ ہونے سے پہلے پہر کہڑے ہوے سو خدا کی تعریف کی جو اسکے لائق تہی پہر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیان ہین خدا کی نشانیون سے کسی کے مرنے جینے سے انمین گہن نہین پڑتا سو جب تم گہن کو دیکہا کرو تو نماز کیطرف متوجہ ہوا کرو اور اسکی پناہ پکڑا کرو اور کثیر نے بیان کیا کہ ابن عباس بہی عائشہ کیطرح حدیث بیان کرتے تہے (ابن شہاب کہتا ہے

الرکوع الاول ثم رفع فقام قیاما طویلا وھو دون القیام الاول ثم رکع رکوعا طویلا وھو دون
الرکوع الاول ثم سجد ثم انصرف وقد تجلت الشمس فقال ان الشمس والقمر آیتان من
آیات اللہ لا یخسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رأیتم ذلک فاذکروا اللہ قالوا یا رسول اللہ رأیناک
تناولت شیئا فی مقامک ثم رأیناک تکعکعت فقال انی رأیت الجنۃ وتناولت عنقودا ولو
اصبتہ لاکلتم منہ ما بقیت الدنیا واریت النار فلم ار منظرا کالیوم قط افظع ورأیت
اکثر اھلھا النساء قالوا بم یا رسول اللہ قال بکفرھن قیل ایکفرن باللہ قال یکفرن العشیر
ویکفرن الاحسان لو احسنت الی احداھن الدھر کلہ ثم رأت منک شیئا قالت ما رأیت
منک خیرا قط ۔ ترجمہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سورج کو گہن لگا
سو آپنے نماز پڑہی سو قیام کیا بہت لنبا قیام کرنا مقدار پڑہنے سورہ بقرہ کے یعنے جتنی دیر مین سورہ بقرہ پڑہی
جاوے اتنی دیر کہڑے رہے باقی ترجمہ اسکا کئی بار اوپر گذر چکا ہے مگر اسکے آخر مین اتنا زیادہ ہے کہ لوگون نے عرض کی
کہ یا حضرت ہمنے آپ کو اپنی جگہہ مین کوئی چیز لینے دیکہا پہر آپ کو دیکہا کہ آپ پیچھے ہٹے ہو فرمایا کہ مینے
بہشت کو دیکہا اور اُس سے انگور کے گچھے پکڑنے کا ارادہ کیا اور اگر مین اسکو پکڑ لیتا تو البتہ تم اس سے ہمیشہ کہاتے
جبتک کہ دنیا باقی رہتی اور مجھکو دوزخ دکہلائی گئی سو مینے آج جیسی بُری جگہ کبہی نہین دیکہی اور مینے اسکے اکثر
لوگ عورتین دیکہین اصحاب نے عرض کی کہ کس سبب سے عورتین دوزخ مین بہت ہونگی فرمایا اُنکے کفر کے سبب کہا گیا
کہ خدا کے ساتھہ کفر کرتی ہین فرمایا خاوندون کی ناشکری کرتی ہین اور احسان سے کفر کرتی ہین اگر تو کسی عورت
کے ساتھہ تمام عمر احسان کرتا رہے پہر وہ تجھ سے کوئی چیز تہوڑی دیکہے تو کہتی ہے کہ مینے کبہی تجھ سے بہتری
نہین دیکہی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز مین جماعت مشروع ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بہشت اور
دوزخ اب موجود ہین اور پیدا ہو چکے ہین اور یہ کہ عمل قلیل سے نماز باطل نہین ہوتی اور یہ کہ اہل توحید کو گناہ پر عذاب
ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ مین نے بہشت کو دیکہا تو ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ درمیان سے پردہ اٹہا کر اصلی بہشت
اور دوزخ آپکے سامنے لائے گئے اور آپنے انکو اپنی آنکہہ سے دیکہا اور یہ بات ممکن ہے محال نہین خاصکر پیغمبر صلے
اللہ علیہ وسلم کے حق مین تو بطریق اولے ممکن ہے اور یا مراد اُس سے اسکی مثال ہے یا کچھ اور جیسا کہ اوائل صلوۃ
مین گذرا اور آپنے بہشت کا میوہ سو اسواسطے نہ پکڑا کہ وہ جنت کا کہانا ہے اور وہ فانی نہین اور دنیا فانی ہے پس
فانی جگہہ مین فانی ہونیوالی کو کہانا جائز نہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر اسکو لوگ دیکہہ لیتے تو ایمان بالغیب نہ رہتا
پس خوف تہا کہ توبہ موقوف ہو جاتی اور بعضے کہتے ہین کہ بہشت عملون کا بدلا ہے اور وہ آخرت مین واقع ہوگا نہ دنیا
مین واللہ اعلم باب صلوۃ النساء مع الرجال فی الکسوف گہن مین عورتون کو مردون کے ساتھ نماز پڑہنی جائز ہے

ف ثوری اور بعض کوفے والون سے منقول ہو کہ گہن مین عورتون کو مردون کے ساتھ نماز پڑہنی منع ہے سو امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا کہ یہ قول مردود ہے اور شافعی رح سے روایت ہو کہ گہن کی نماز مین سب عورتین باہر آوین مگر جو خوبصورت ہو وہ باہر نہ آوے اور امام مالک سے بھی یہی روایت آئی ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ وَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ اَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِي الْمَاءَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهٗ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ

ترجمہ اسما بنت ابی بکر رض سے روایت ہو کہ مین عائشہ پاس آئی جبکہ سورج مین گہن پڑا سو اچانک لوگ کہڑے نماز پڑہتے تھے اور عائشہ بہی کہڑی نماز پڑہتی تہین سو مینے عائشہ رض سے کہا کہ کیا حال ہے لوگون کا سو اُسنے اپنے ہاتہ سے آسمان کیطرف اشارہ کیا اور کہا اللہ پاک ہو (یہ کلمہ حیرت کے وقت کہتے ہین) مینے کہا کیا یہ گہن عذاب کی نشانی ہے سو اُسنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان یہ عذاب کی نشانی ہے اسما نے کہا کہ مین بہی (اُنکے ساتہ) نماز کو کہڑی ہوئی یہانتک کہ مین بیہوش ہوگئی یعنے گرمی کی شدت سے سو مینے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو خدا کی تعریف کی اور اُسپر ثنا کہی پہر فرمایا کہ کوئی چیز نہین جسکو مینے دیکہا ہوا نہین تہا مگر کہ مینے اُسکو دیکہ لیا ہے اپنی اسجگہ مین یہانتک کہ بہشت اور دوزخ کو بہی دیکہا اور بیشک مجہکو وحی ہوئی کہ تم قبرون مین مبتلا کیے جاؤگے مثل فتنے دجال کی اور تم مین سے ہر ایک آدمی لایا جاویگا یعنے اسکے پاس فرشتے آوینگے سو اُس سے پوچہینگے کہ تو اس مرد یعنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسا جانتا ہے اور اُنکے ساتہ کیسا اعتقاد رکہتا ہے سو جو ایماندار ہوگا تو کہیگا کہ وہ محمد اللہ کے رسول ہین لائے ہمارے پاس دلیلین روشن اور ہدایت سو ہمنے اُنکی پیغمبری کو قبول کیا اور اُنکے ساتہ ایمان لائے اور اُنکی پیروی کی سو اُسکو کہا جاویگا کہ سو جا چین اور آرام سے کہ تمہین کبہی بے آرامی نہین سو جا درحالیکہ تو نیکو کار ہے ہم جانتے تہے کہ تو اُنکے ساتہ یقین رکہتا ہے اور جو منافق بے دین ہوگا وہ کہیگا مین

کچھ نہیں جانتا مینے لوگوں کو ایک چیز کہتے سنا تہا سو مینے بھی اسکو کہا یعنے دین کو سنا لیکن اسکے ساتہہ دل سے یقین نہ کیا اور اسکی تصدیق نہ کی یا دین کی تحقیق نہ کی سنی سنائی بات کا یقین کر لیا **ف** یہ حدیث کتاب العلم اور کتاب الطہارۃ مین پہلے گذر چکی ہے اور اسحدیث کی بعض طریقون مین آیا ہے کہ دوسری عورتین اسما سے دو تہائین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پچھلی صفون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہتی تہین جیسا کہ نماز پنجگانہ مین انکی عادت تہی پس معلوم ہوا کہ گہن مین عورتون کو مردون کے ساتھ نماز پڑہنا جائز ہے اور مسلم کی روایت مین ہے کہ مین کئی عورتون کے ساتھ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پر کہڑے ہوئے اسسے معلوم ہوتا ہے کہ عورتون نے مردون کے ساتھ نماز پڑہی والا مسجد مین آنے کو کوئی معنے نہ تھے **باب** مَنْ اَحَبَّ الْعِتَاقَۃَ فِی کُسُوْفِ الشَّمْسِ سورج گہن مین غلام آزاد کرنے کا بیان **حدثنا** رَبِیعُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ فَاطِمَۃَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْعِتَاقَۃِ فِی کُسُوْفِ الشَّمْسِ **ترجمہ** اسما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ گہن مین غلام آزاد کرنا مستحب ہے اور وجہ مناسبت کی انکے درمیان یہ ہے کہ مقصود گہن مین لوگون کو عذاب سے ڈرانا ہے اور سب سے سخت عذاب آگ کا ہے پس مناسب ہوا کہ اسمین افضل صدقہ آگ سے بچانے والا دیا جاوے اور وہ غلام کا آزاد کرنا ہے جیسا کہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص کسی غلام مسلمان کو آزاد کرے خدا اسکی ہر عضو کے بدلے اسکی ہر عضو کو آگ سے آزاد کرتا ہے پس وجہ مناسبت کی ظاہر ہو گئی **باب** صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ فِی الْمَسْجِدِ گہن کی نماز مسجد مین پڑہنے کا بیان یعنے سنت ہو کہ گہن کی نماز مسجد مین پڑہی جاوی **حدثنا** اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ یَہُوْدِیَّۃً جَاءَتْ تَسْاَلُہَا فَقَالَتْ اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَۃُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُعَذَّبُ النَّاسُ فِیْ قُبُوْرِہِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ثُمَّ رَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاۃٍ مَرْکَبًا فَکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًی فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ ظَہْرَانَیِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَہٗ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ وَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَہُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَہُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَہُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَہُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَہُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَہُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ وَہُوَ دُوْنَ السُّجُوْدِ الْاَوَّلِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ما شاء اللہ ان یقول ثم امرھم ان یتعوذوا من عذاب القبر ترجمہ اس حدیث عائشہؓ کا باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف میں پہلے گذر چکا ہے ف گہن کی نماز مسجد میں پڑھنے کا اس حدیث میں ذکر نہیں لیکن صحیح مسلم میں عمرہ سے روایت ہے کہ میں کئی عورتوں کے ساتھ مسجد میں آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم کو دفن کر کے پلٹ آئے اور آکر اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے الخ پس معلوم ہوا کہ سنت ہے کہ گہن کی نماز مسجد میں پڑھی جاوے اگر سنت نہ ہوتی تو آپ اسکو میدان میں پڑھتے خاصکر یہ کہ آپ گہن کے وقت میدان میں تھے اسلیئے کہ ابراہیم کو دفن کرنے گئے تھے لیکن آپ نے میدان میں نماز نہ پڑھی بلکہ وہاں سے پلٹ کر مسجد میں آکر پڑھی **باب** لا تنکسف الشمس لموت احد ولا لحیوتہ کسی کے مرنے جینے سے سورج میں گہن نہیں پڑتا **ف** مطلب اس باب کا پہلے باب میں گذر چکا ہے لیکن زیادہ اہتمام کے واسطے اسکا باب علیحدہ باندھا رواہ ابو بکرۃ والمغیرۃ وابو موسی وابن عباس وابن عمر **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی عن اسمعیل قال حدثنی قیس عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد ولکنھما ایتان من ایات اللہ فاذا رایتموھما فصلوا ترجمہ ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مرنے جینے سے سورج اور چاند کو گہن نہیں پڑتا لیکن وہ دو نشانیاں ہیں خدا کی نشانیوں سے سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو **حدثنا** عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ھشام قال اخبرنا معمر عن الزھری وھشام ابن عروۃ عن عروۃ عن عائشۃ قالت کسفت الشمس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بالناس فاطال القراءۃ ثم رکع فاطال الرکوع ثم رفع راسہ فاطال القراءۃ وھی دون قراءتہ الاولی ثم رکع فاطال الرکوع وھو دون رکوعہ الاول ثم رفع راسہ فسجد سجدتین ثم قام فصنع فی الرکعۃ الثانیۃ مثل ذلک ثم قام فقال ان الشمس والقمر لا ینخسفان لموت احد ولا لحیوتہ ولکنھما ایتان من ایات اللہ یریھما عبادہ فاذا رایتم ذلک فافزعوا الی الصلوۃ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی سو آپ نے قراءت کو طول کیا پھر رکوع کیا اور رکوع کو بہت طول کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قراءت کو طول کیا اور وہ پہلی قراءت سے کم تھی پھر رکوع کیا اور رکوع کو لمبا کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور دو سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی ویسا ہی کیا پھر (سلام پھیر کر) کھڑے ہوئے سو فرمایا الخ باقی ترجمہ اسکا وہی ہے جو سابق حدیث میں گذرا **باب** الذکر فی الکسوف گہن میں ذکر کرنے کا بیان یعنے مستحب ہے رواہ ابن

سو مینے عروہ سے کہا کہ جب مدینے مین سورج کو گہن لگا تو تیرے بہائی نے صبح کی نماز کی طرح دو رکعت پر کچہ زیادہ نہین کیا تہا یعنے نہ قرارت لمبی پڑہی اور نہ ہر رکعت مین دو رکوع کیئے) اُسنے کہا ہان وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سی چوک گیا ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ گہن کی نماز مین سنت یہی ہی کہ دو رکوع کرے اور یہ صرف عروہ کا قول نہین بلکہ اُسنے اپنی دلیل عائشہ کی حدیث بیان کی ہے پس یہ قول اسکا مرفوع ہے سو عبد اللہ کے قول پر اسکو ترجیح ہوگی کہ وہ موقوف ہی اسواسطے اُنتے اسکو مخطی ٹہیرایا والا ایک ایک رکوع کے ساتہہ اصل سُنت ادا ہو جاتی ہے کو کمال حاصل نہین ہوتا اور یہ بہی احتمال ہے کہ یہ حدیث اسکو نہ پہونچی ہو اور اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ گہن کی نماز مین جماعت شرط نہین اسلیئے کہ اسمین نماز کیطرف جلدی کرنے کا حکم آیا ہے اور جماعت کی انتظار سے بعض وقت اصل نماز بہی فوت ہو جاتی ہے اور جو شخص اس حدیث سے مطلق نماز پر دلیل پکڑی اُسنے خطا کی **بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ** كَسَفَتِ الشَّمْسُ اَوْ خَسَفَتْ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ سورج کو کسوف ہوا یا خسوف ہوا ف عروہ سے روایت ہی کہ یہ نہ کہو کہ سورج کو کسوف ہوا بلکہ یہ کہو کہ خسوف ہوا اور فقہا کے استعمال مین سورج گہن مین کسوف کہا جاتا ہے اور چاند گہن مین خسوف کہا جاتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان دونو لفظون کا ایک معنے ہی یعنے گہن پڑنا اور سورج گہن مین بہی دونو کا بولنا جائز ہے اور چاند گہن مین بہی دونو کا بولنا جائز ہے جیسا کہ صحیح حدیثون سے ثابت ہوتا ہے **وَقَالَ** اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَخَسَفَتِ الْقَمَرُ یعنے خدا نے فرمایا کہ قیامت مین چاند سیاہ ہو جاویگا ف پس اس سے معلوم ہوا کہ خسوف سورج کے ساتہہ خاص نہین **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقَامَ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً وَهِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهِيَ اَدْنٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ ترجمہ اور مطلب اس حدیث عائشہ رض کا وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ دوسری رکعت مین بہی پہلی رکعت کی طرح کیا پہر سلام پہیری پہر خطبہ پڑہا ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ کسوف اور خسوف کا اطلاق دونو پر جائز ہے اسلیئے کہ اسمین کسوف کو بہی دونو کی طرف نسبت کیا گیا ہے اور خسوف کو بہی دونو کیطرف نسبت کیا گیا ہے **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى** اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللهُ عِبَادَهٗ بِالْكُسُوْفِ قَالَهٗ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ اللہ گہن سے اپنے بندون کو ڈراتا ہے روایت کیا ہے اسکو ابو موسیٰ نے حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا حماد بن زید عن یونس عن الحسن عن ابی بکرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینکسفان لموت احد
ولکن یخوف اللہ بہما عبادہ ولم یذکر عبد الوارث وشعبۃ وخالد بن عبد اللہ وحماد بن سلمۃ
عن یونس یخوف اللہ بہا عبادہ وتابعہ موسی عن مبارک عن الحسن قال اخبرنی ابو بکرۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یخوف اللہ بہما عبادہ وتابعہ اشعث عن الحسن ترجمہ ابی بکرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر سورج اور چاند دو نشانیاں ہین خدا کی نشانیوں سے کسی کے مرنے سے انمین گہن
نہین پڑتا لیکن خدا اُس سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے یعنے تا انکو قیامت یاد آوے کہ اسمین بھی سورج سیاہ ہوگا
پس گناہ سے توبہ کرین اور خدا کی عبادت کرین اور باقی بیان اسکا اوپر گذرا اور اگر کوئی فلسفی کہے کہ گہن کا ہونا
ایک امر عادی کہ معین وقت مین واقع ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین بارہوین تاریخ چاند کی سورج مین گہن پڑا تہا اور فلسفیوں کے حساب کے موافق اس تاریخ مین گہن نہین پڑتا ہے
اور نیز خدا تعالی کے کئی ایسے فعل بھی ہین کہ عادت کو مخالف ہین اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور
جس وقت چاہے گہن ہو سکتا ہے پس معین وقت پر اسکو موقوف کہنا خدا کی عامہ قدرت کی مخالف ہے اور نیز
یہ تخویف کو مخالف نہین پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ خدا کی قدرت عامہ پر اعتقاد رکھین اور فلسفیوں کے خیالات
فاسدہ سے بچتے رہین ۵ گفتۂ یونانیان ہمہ نفس ست و ہوا + حجت ایمانیان فرمودۂ پیغمبرست ۔ اور فتح الباری
مین فرمایا کہ اس حدیث مین رد ہے ہیئت والوں پر کہ کہتے ہین کہ یہ امر عادی ہے اپنے وقت سے مقدم موخر نہین ہوتا ہے
اور وجہ رد کی یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا جیسا کہ وہ کہتے ہین تو پھر اسمین ڈرانے کو کوئی معنے نہ تھے بلکہ ہوتا بمنزلہ جزر اور مد کے
جو دریا مین واقع ہوتا ہے اور حدیث ابی موسے کی جو آئندہ آتی ہے اسمین صاف موجود ہے کہ آپ گھبرا کر کھڑے ہوئے
خوف کرتے تھے کہ شاید قیامت قائم ہو گئی اور اگر گہن حساب سے پڑتا تو پھر گھبرانے کو کوئی معنے نہ تھے اور اگر حساب پر موقوف
ہوتا تو پھر خیرات اور عتق اور نماز اور ذکر کے حکم کرنے کا کوئی معنے نہ تھے پس ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ
تخویف کا فائدہ دیتا ہے اور اُس سے امید ہوتی ہے کہ گہن دفع ہو جاوے اور نیز اہل ہیئت کہتے ہین کہ در اصل سورج
کو گہن نہین لگتا بلکہ فقط چاند سورج اور اہل زمین کے درمیان حائل ہو جاتا ہے وقت جمع ہونے ان دونوں کے عقدتین
مین اور کہتے ہین کہ سورج چاند سے کئی حصے بڑا ہے سو جب بڑا ہو تو پھر چھوٹا بڑے کے آگے حاجب کیسے ہو سکتا ہے
جبکہ اسکے مقابل ہو یا بہت تھوڑا سے کیسے سیاہ ہو سکتا ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ وہ اسکی جنس سے ہے اور کسطرح
روک سکتی ہے زمین سورج کے نور کو حالانکہ وہ اسکو ایک نا دیتے اور کوئی زمین ہو اسلیے کہ وہ گمان کرتے ہین کہ

سورج زمین سے نناونویں حصے بڑا ہے اور کہتے ہیں کہ دنیا کی شکل گول ہے اور ظاہر شرع اسکو مخالف ہے اور قواعد شریعت سے ثابت یہ ہے کہ گہن قدیم ارادی کا اثر ہے اور فاعل مختار کا فعل ہے سو جس وقت چاہتا ہے ان دونوں میں نور پیدا کرتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے انکو سیاہ کر دیتا ہے کسی سبب یا ربط پر یہ امر موقوف نہیں پھر فرمایا کہ اگر ہیئت والوں کا یہ قول نفس الامر میں حق بھی ہو تو یہ تخویف کو منافی نہیں اسلیے کہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے اپنا اور مضبوط ہے جب کوئی عجیب امر حادث ہو تو انکو خواہ مخواہ خوف پیدا ہوتا ہے گو وہ کسی سبب عادی سے پیدا ہو

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوفِ

گہن میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت بھیک مانگتی اُس پاس آئی سو اُسنے عائشہ رض سے کہا کہ خدا تجھکو قبر کے عذاب سے پناہ دیوے سو عائشہ رض نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عذاب کیے جاوینگے لوگ اپنی قبروں میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو سوار ہوئے یعنے اپنے بیٹے ابراہیم کو دفن کی واسطے قبرستان میں گئے سو آفتاب میں گہن پڑا سو آپ دفن کرکے چاشت کے وقت گھر کو پلٹے اور اپنی بیویوں کی حجروں کے درمیان گذرے پھر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور لوگ آپکے پیچھے کھڑے ہوئے سو آپ بہت دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا بہت لنبا رکوع کرنا پھر قیام کیا بہت لنبا قیام کرنا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع سے سر اوٹھایا اور سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور بہت لنبا قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا لنبا رکوع کرنا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اوٹھایا اور قیام کیا لنبا قیام کرنا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا لنبا رکوع کرنا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اوٹھایا اور سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے سو آپنے فرمایا

جو کچھ اللہ نے چاہا پھر لوگون کو حکم کیا پناہ مانگنے کا قبر کے عذاب سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن مین قبر کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہیئے اور وجہ مناسبت کی اسکے ساتھ یہ ہے کہ گہن کا اندھیرا قبر کے اندھیرے کی مشابہ ہے پس لائق ہے کہ اسوقت قبر سے پناہ مانگی جاوے **بَابُ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِی الْکُسُوْفِ** گہن کی نماز مین لنبا سجدہ کرنے کا بیان **ف** اسمین اشارہ ہے طرف رد کرنے کی اس شخص پر جو اس سے منکر ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا کُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُوْدِیَ اَنَّ الصَّلٰوۃَ جَامِعَۃٌ فَرَکَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ فِیْ سَجْدَۃٍ ثُمَّ قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ فِیْ سَجْدَۃٍ ثُمَّ جَلَسَ ثُمَّ جُلِّیَ عَنِ الشَّمْسِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا مَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ کَانَ اَطْوَلَ مِنْہَا ترجمہ ابن عمرو رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سورج مین گہن پڑا تو لوگون مین پکارا گیا الصلوٰۃ جامعۃ سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت مین دو رکوع کیئے پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت مین دو رکوع کیئے پھر بیٹھ گئے یعنے التحیات مین پھر سورج روشن ہو گیا عائشہ رض نے کہا کہ مینے ایسا سجدہ کبھی نہین کیا جو اس سے لنبا ہو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز مین جیسا کہ قیام اور رکوع لنبا کیا جاتا ہے ویسا ہی سجدہ بھی لنبا کرنا چاہیئے اور صحیح مسلم مین ہے کہ آپ کا سجدہ رکوع کی مانند تھا اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اسحاق اور شافعی وغیرہ اہل حدیث کا اور مالکیہ کہتے ہین کہ اسمین سجدے کو لنبا نہ کرنا چاہیئے اسلیئے کہ طول ...... اُسی رکن مین ہوتا ہے جسمین تکرار ہو اور سجدے مین تکرار نہین پس اسکو طول کرنا بھی جائز نہ ہوگا لیکن یہ قیاس ہے نص کے مقابلے مین پس مردود ہوگا **بَابُ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ جَمَاعَۃً** گہن کی نماز جماعت سے پڑھنے کا بیان **ف** جمہور علما کہتے ہین کہ گہن کی نماز جماعت سے پڑھی جاوے اگر دائمی امام موجود نہ ہو تو اور کسی کو امام بنالیوے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر دائمی امام موجود نہ ہووے تو تنہا نماز پڑھین جماعت نہ کرین وَصَلّٰی لَہُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ صُفَّۃِ زَمْزَمَ یعنے ابن عباس رض نے لوگون کو نماز پڑھائی زمزم کے دالان مین وَجَمَعَ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ وَصَلّٰی ابْنُ عُمَرَ یعنے علی بن عبداللہ نے گہن کی نماز کے واسطے لوگون کو جمع کیا اور ابن عمر رض نے امامت کی **ف** ان اثرون سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز مین جماعت کرنی مشروع ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَہْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ

عباس یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابن عباسؓ نے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ جب گہن کو دیکھو تو ذکر کیا کرو **حدثنا** محمد بن العلاء حدثنا ابو اسامة عن برید بن عبد اللہ عن ابی بردة عن ابی موسٰی قال خسفت الشمس فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فزعا یخشی ان تکون الساعة فاتی المسجد فصلی باطول قیام و رکوع و سجود رایتہ قط یفعلہ وقال ہذہ الآیات التی یرسل اللہ عز وجل لا تکون لموت احد ولا لحیاتہ ولکن یخوف اللہ بہا عبادہ فاذا رایتم شیئا من ذلک فافزعوا الی ذکر اللہ ودعائہ و استغفارہ **ترجمہ** ابو موسٰیؓ سے روایت ہے کہ سورج کو گہن لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر کھڑے ہوئے خوف کرتے تھے کہ یہ نشانی قیامت کی ہے سو آپ مسجد میں آئے اور اتنے لمبے قیام اور رکوع اور سجود سے نماز پڑھی کہ میں نے آپ کو ایسا کرتے کبھی نہیں دیکھا اور فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں کہ خدا انکو بھیجتا ہے کسی کے مرنے جینے سے یہ واقع نہیں ہوتے ہیں لیکن خدا انکے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے سو جب تم کوئی نشانی دیکھو تو ذکر اور دعا اور استغفار کیطرف متوجہ ہوا کرو اور انکی ساتھ التجا کرو **ف** علماء کہتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دجال آویگا اور عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اتریںگے اور مغرب کی طرف سے سورج چڑھے گا اور انکے سوا اور بھی بہت نشانیاں ہیں جو قیامت سے پہلے پیدا ہونگی اور جب تک نشانیاں واقع نہ ہوں تب تک قیامت واقع نہیں ہوگی اور ان نشانیوں میں سے ابھی تک ایک نشانی بھی ظاہر نہیں پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خوف کیوں کیا کہ ابھی قیامت ہوگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید آپکا خوف اس وجہ سے ہوگا کہ گہن بعض علامات قیامت کا مقدمہ ہے مثل طلوع آفتاب کی مغرب سے اور یہ کچھ محال نہیں کہ گہن اور طلوع آفتاب کے درمیان کوئی اور نشانیاں واقع ہوں جو ایک دوسرے کے پیچھے پیدا ہوتی جاویں اور یا مراد اس سے تشبیہ ہے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میں ایسے گھبرا گئے گویا کہ قیامت قائم ہوگئی واللہ اعلم

باب الدعاء فی الکسوف گہن میں دعا کرنی مستحب ہے، قالہ ابو موسٰی وعائشةؓ عن النبی یعنی روایت کیا ہے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو موسٰی اور عائشہؓ نے جیسا کہ اوپر گذرا **حدثنا** ابو الولید قال حدثنا زائدة قال حدثنا زیاد بن علاقة قال سمعت المغیرة بن شعبة یقول انکسفت الشمس یوم مات ابراہیم فقال الناس انکسفت الشمس لموت ابراہیم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رایتموہما فادعوا اللہ وصلوا حتی تنجلی ترجمہ اس حدیث مغیرہ بن شعبہ کا باب الصلوٰة فی کسوف الشمس میں پہلے گذر چکا اور مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے

باب قول الامام فی خطبة الکسوف اما بعد قال ابو اسامة گہن کے خطبے میں امام کو اما بعد کہنا جائز ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو ابو اسامہ نے جیسا کہ کتاب الجمعہ کے باب من قال فی الخطبة بعد الثناء اما بعد میں گذر چکا ہے **حدثنا** ہشام قال اخبرتنی فاطمة بنت

المنبرِ عن اسماء قالت فانصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد تجلت الشمس فخطب فحمد اللہ
بما ہو اہلہ ثم قال اما بعد ترجمہ اسماء سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہن کی نماز سے پہرے اور سورج
روشن ہوگیا تھا سو آپنے خطبہ پڑہا اور خدا کی تعریف کی جو اُسکے لائق تھی پھر فرمایا اما بعد یعنے حمد اور صلوٰۃ کے بعد
ف اس سے معلوم ہوا کہ گہن کے خطبے مین اما بعد کہنا جائز ہے **باب الصلوٰۃ فی کسوف القمر**
چاند گہن مین نماز پڑہنے کا بیان یعنے سورج گہن کیطرح اوسمین بھی نماز پڑہنی سنت ہے **حدثنا** محمود قال
حدثنا سعید بن عامر عن شعبۃ عن یونس عن الحسن عن ابی بکرۃ قال انکسفت الشمس علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی رکعتین ترجمہ ابی بکرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے مین سورج کو گہن لگا سو آپنے دو رکعتین نماز پڑہی **حدثنا** ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث
قال حدثنا یونس عن الحسن عن ابی بکرۃ قال خسفت الشمس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم فخرج یجر رداءہ حتی انتہی الی المسجد وثاب الیہ الناس فصلی بہم رکعتین فانجلت
الشمس فقال ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ وانہما لا یخسفان لموت احد فاذا کان
ذلک فصلوا وادعوا حتی یکشف ما بکم وذلک ان ابنا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقال لہ
ابراہیم مات فقال الناس فی ذلک ترجمہ ابی بکرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
سورج مین گہن پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر کھینچتے باہر نکلے اور مسجد مین پہونچے اور لوگ بھی آپ کے پاس
جمع ہوئے سو آپنے انکو دو رکعت نماز پڑہائی اور سورج روشن ہوگیا تھا سو فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیان
ہین خدا کی نشانیون سے اور وہ کسی کے مرنے سے سیاہ نہین ہوتے ہین سو جب انکو گہن لگے تو نماز پڑہا کرو
اور دعا کیا کرو یہانتک کہ دور ہو جاوے وہ چیز جو واقع ہوئی ہو ساتھ تمہارے خوف الٰہی سے اور یہ حدیث آپنے
اسواسطے فرمائی کہ آپ کا ایک بیٹا (جسکا نام ابراہیم تھا) مرگیا اور اُسمین گہن ہوا سو لوگون نے کہا کہ ابراہیم کے
مرنے سے گہن ہوا **ف** یہ دونو حدیثین ایک مین ایک پوری ہے اور دوسری مختصر ہے اسمین آپنے گہن کو
سورج اور چاند دونو کی طرف نسبت کیا ہے اور دونو وقت نماز پڑہنا فرمایا پس معلوم ہوا کہ چاند گہن مین بھی
نماز پڑہنی سنت ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی وغیرہ کا اور اسمین رد ہے
ابو حنیفہ اور مالک وغیرہ پر جو جماعت سے انکار کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ چاند گہن مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جماعت کے ساتھ نماز پڑہنا منقول نہین لیکن ابن حبان نے سیرت مین کہا ہے کہ پانچوین سال ہجری مین چاند
مین گہن پڑا سو آپنے لوگون کو نماز پڑہائی **باب صب المرأۃ علی رأسہا الماء اذا اطال الامام القیام**
فی الرکعۃ الاولی یعنے جب امام پہلی رکعت مین قیام کو طول کرے تو اوسوقت گرمی کی شدت سے عورت کو پہنچے

سر پر پانی ڈالنا جائز ہے ف اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید اسماء کی حدیث پر کفایت کی ہوگی جو کئی بار اوپر گذر چکی ہے اور بعضے نسخوں میں یہ باب نہیں **باب الرکعۃ الاولی فی الکسوف اطول** گہن کی نماز میں پہلی رکعت کو بہت لمبا کرنا چاہیے **حدثنا** محمود بن غیلان قال حدثنا ابو احمد قال حدثنا سفیان عن یحیی عن عمرۃ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بہم فی کسوف الشمس اربع رکعات فی سجدتین الاولی اطول **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن میں لوگوں کو نماز پڑھائی دو رکعتوں میں چار رکوع کیے پہلی رکعت دوسری سے لمبی تھی **ف** ابن بطال نے کہا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ پہلی رکعت مع قیام اور رکوع کے دوسری رکعت سے لمبی ہو اور امام نووی نے کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دونوں رکعتوں کا پہلا قیام اور رکوع ان کے دوسرے قیام اور رکوع سے لمبا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ پہلی رکعت کا دوسرا قیام اور دوسری رکعت کا پہلا قیام دونوں اس میں برابر ہیں یا پہلا دوسرے سے لمبا ہے لیکن ترجیح اسکو ہے کہ پہلا قیام دوسرے سے لمبا ہے **باب الجہر بالقراءۃ فی الکسوف** گہن کی نماز میں قرات پکار کر پڑھنے کا بیان **حدثنا** محمد بن مہران قال حدثنا الولید قال حدثنا ابن نمر سمع ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ قالت جہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الخسوف بقراءتہ فاذا فرغ من قراءتہ کبر فرکع واذا رفع من الرکعۃ قال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد ثم یعاود القراءۃ فی صلوۃ الکسوف اربع رکعات فی رکعتین واربع سجدات وقال الاوزاعی وغیرہ سمعت الزہری عن عروۃ عن عائشۃ ان الشمس خسفت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبعث منادیا الصلوۃ جامعۃ فتقدم فصلی اربع رکعات فی رکعتین واربع سجدات قال واخبرنی عبد الرحمن بن نمر سمع ابن شہاب مثلہ قال الزہری فقلت ما صنع اخوک ذلک عبد اللہ بن الزبیر ما صلی الا رکعتین مثل الصبح اذ صلی بالمدینۃ قال اجل انہ اخطا السنۃ تابعہ سلیمان بن کثیر وسفیان بن حسین عن الزہری فی الجہر **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز میں قرات پکار کر پڑھی سو جب اپنی قرات سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اوٹھایا تو کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر قرات کو دوہرا کر پڑھا یعنی پہلے رکوع کے بعد دو رکعتوں میں چار رکوع کیے اور چار سجدے کیے اور نیز عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو آپ نے کسی کو بھیجا کہ لوگوں میں الصلوۃ جامعۃ پکارے سو آپ آگے بڑھے اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے زہری کہتا ہے کہ میں نے عروہ سے کہا کہ تیرے بھائی عبد اللہ بن زبیر نے کیا کیا نماز پڑھی مگر دو رکعتیں صبح کی نماز کی طرح جبکہ

مدینے مین اُسنے نماز پڑہی اُسنے کہا ہان وہ سنت ہی جو کہ گیا متابعت کی ہے ابن نمر کی سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے زہری سے قرارت کو پکار کر پڑہنے مین **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ گہن کی نماز مین قرارت کو پکار کر پڑہنا چاہیے اور یہی مذہب ہے امام احمدؒ اور اسحاق اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ کا اور یہی قول ہے ابن منذر اور ابن خزیمہ وغیرہ محدثین کا اور یہی مذہب ہے ابن عربی مالکی کا اور یہی روایت ہے حضرت علیؓ سے اور امام شافعیؒ اور مالکؒ اور ابو حنیفہؒ وغیرہ کہتے ہین کہ سورج گہن مین قرارت کو پوشیدہ پڑہے اور چاند گہن مین قرارت کو پکار کر پڑہے اور اس باب مین مختلف روایتین آئی ہین بعض سے جہر ثابت ہوتا ہے اور بعض سے اخفا ثابت ہوتا ہے لیکن مثبت کی ساتھ زیادتی علم کی ہے پس اسکی ساتھ عمل کرنا اولے ہے اور اگر تعدد واقع کا ثابت ہو تو ہوگا یہ واسطے بیان جواز کے یعنے جہر بھی جائز ہے اور اخفا بھی جائز ہے اور جس حدیث مین آیا ہے کہ آپ کی آواز نہین سنی جاتی تھی وہ نفی جہر پر دلالت نہین کرتی اور ابن عربی نے کہا کہ گہن کی نماز مین قرارت کو پکار کر پڑہنا میرے نزدیک اولی ہے اسلیئے کہ یہ نماز جامع ہے اور اسکے واسطے لوگون کو پکارا جاتا ہے اور اسمین خطبہ پڑہا جاتا ہے پس مشابہ ہوگی ساتھ عید اور استسقاء کے واللہ اعلم امام نووی نے کہا کہ یہ سب کا اتفاق ہے کہ دونون رکعتون کے پہلے قیام مین سورہ فاتحہ پڑہنی واجب ہے اور دوسرے قیام مین اختلاف ہے سو مذہب ہمارا اور مذہب امام مالکؒ اور اسکے جمہور اصحاب کا یہ ہے کہ اسمین بھی فاتحہ پڑہنی فرض ہے بدون اسکی قیام صحیح نہین اور محمد بن سلمہ مالکی نے کہا کہ دوسرے قیام مین سورہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ وَسُنَّتِهَا اُن حدیثون کا بیان جو تلاوت قرآن کے سجدون مین وارد ہوئی ہین اور اُن سجدون کے سنت ہونیکا بیان **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تلاوت کے سجدون کی تعداد اور گنتی مین علماء کو اختلاف ہی سو مذہب امام شافعی اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ تلاوت کی سجدے چودہ ہین انمین سے دو سجدے سورہ حج مین ہین اور تین سجدے مفصل مین ہین اور سورہ ص کا سجدہ انمین داخل نہین بلکہ وہ سجدہ شکر کا ہے اور امام مالکؒ وغیرہ کہتے ہین کہ تلاوت کی گیارہ سجدے ہین مفصل کے تین سجدے اُنکے نزدیک ثابت نہین اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہین کہ وہ چودہ سجدے ہین جیسا کہ مذہب شافعی وغیرہ کا ہے لیکن وہ سورہ حج کی ایک سجدے کو ساقط کرتے ہین اور اسکی بدلے ص کا سجدہ انمین داخل کرتے ہین اور احمد اور ابن شریح وغیرہ کہتے ہین کہ وہ پندرہ سجدے ہین وہ سب سجدون کو ثابت کرتے ہین اور تلاوت کی سجدون کی جگہین قرآن مین مشہور ہین اور سب کو معلوم ہین اور نیز اسمین بھی اختلاف ہی کہ تلاوت کی سجدے سنت ہین یا واجب ہین سو جمہور علما کے نزدیک یہ سب سجدے سنت ہین اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سجدے تلاوت کے واجب ہین فرض نہین کہ اُنکے نزدیک فرض اور واجب مین فرق ہے جیسا کہ آتی بیانہ انشاء اللہ تعالی لیکن اُنکے ثبوت مین کسی کو اختلاف نہین

اور سجدہ تلاوت کا سنت ہی پڑہنے والے کو حقیقت مین بھی اور سننے والیکے حقیت مین بھی اور اگر وہ دونو نماز سے باہر ہون تو
سننے والے کو سجدے مین پڑہنے والے کی پیروی کرنی ضرور نہین بلکہ خواہ اپنے سر کو اُس سے پہلے اوٹھاوے اور خواہ اُس سے
پیچھے دیر تک سجدے مین ہے ہر طور سے جائز ہے اور اگر قاری سجدہ نکرے تو سننے والے کو سجدہ کرنا جب بھی جائز
ہی خواہ قاری وضو سے ہو یا بیوضو ہو یا لڑکا ہو یا عورت وغیرہ ہو لیتھے ملخصًا اور بعضون نے کہا کہ جس جس جگہ سجدے
کا حکم آیا ہے یا اسکی ترغیب آئی ہے یا اسکی فاعل کی تعریف آئی ہے سب جگہ سجدہ کرنا مشروع ہے اور اسوجہ سے
سجدونکا شمار بہت ہوجاتا ہے اور علی رض سے روایت ہی کہ جس جگہ سجدے کا حکم واقع ہوا ہے وہ واجب ہے **حَدَّثَنَا**
مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَسْوَدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ
قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ مَّعَهٗ غَيْرُ شَيْخٍ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ
حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا فَرَاَيْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے مین سورہ والنجم پڑہی سو آپنے اسمین سجدہ کیا اور لوگون نے بھی آپکے ساتھ سجدہ
کیا سوای ایک شخص کے کہ اُسنے مٹی یا کنکر کی ایک مٹھی پکڑی اور اُسکو اپنے ماتھے کی طرف اوٹھایا اور کہا کہ مجھکو
یہی کافی ہے یعنے آپکے ساتھ تکبر سے زمین پر سجدہ نکیا بلکہ مٹی کو زمین سے اوٹھا کر ماتھے کو ساتھ لگا لیا سو بعد اسکے
مینے اسکو دیکھا کہ کفر مین مقتول ہوا **ف** اس شخص کے نام مین اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ امیہ بن خلف تہا
جو جنگ بدر کے دن کافر مرا اور یہ جو کہا کہ سب لوگون نے آپکے ساتھ سجدہ کیا تو مطلب اسکا یہ ہے کہ جب سورہ نجم
اُتری تو جو لوگ مسلمان اور کافر اور جن وہان حاضر تھے سبنے آپکے ساتھ سجدہ کیا یہانتک کہ مشہور ہوگیا کہ مکے والے
مسلمان ہوگئے اور طبرانی مین مخرمہ سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے مین اسلام کو لوگون مین ظاہر
کیا تو لوگ مسلمان ہو گئے اُسوقت ابوجہل وغیرہ طائف مین تھے سو جب وہ طائف سے پہت کر آئے تو انہون نے لوگون کو
اسلام سے پہیر الا سو کافرون کا آپکے ساتہ یہ سجدہ کرنا اسوقت مین واقع ہوا ہوگا جن دنون مین وہ مسلمان ہوگئے
تہی ابوجہل وغیرہ کے آنے سے پہلے اور بعضون نے کہا کہ آپکے غلبے جلالیت اور قہر کے سبب سے کافر بیقرار ہو گئے
تہی اور بے اختیار ہو کر سجدہ کیا تہا واللہ اعلم **بَابُ** سَجْدَةِ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ سورہ تنزیل مین سجدہ کرنے کا بیان
ف ابن بطال نے کہا کہ سورہ تنزیل کے سجدے پر سب کا اتفاق ہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ نماز کے اندر
بھی یہ سجدہ کیا جاوے یا نہ کیا جاوے اور مفصل بیان اسکا کتاب الجمعہ مین پہلے گذر چکا ہے کہ اکثر اہل علم
اس سجدے کو نماز مین جائز نہین کہتے ہین اور امام ابن سیرین اور نخعی وغیرہ بعض کہتے ہین کہ جائز بلکہ مستحب ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةَ وَهَلْ اَتٰى عَلَى

الانسان ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا جمعے کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورہ الم تنزیل اور
ہل اتے علی الانسان پڑھا کرتے تھے **بَابُ سَجْدَةِ ص** سورہ ص کے سجدے کا بیان حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
ص لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا ترجمہ ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ سورہ ص کا سجدہ واجبات سے نہیں اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اسمیں سجدہ
کرتے تھے **ف** ابن منذر وغیرہ نے علی رضہ سے روایت کی ہے کہ حم اور نجم اور اقرا اور تنزیل کے سجدے واجب
ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے سوائے حم کے اور بعضوں نے کہا کہ سورہ اعراف اور سبحان الذی
اور حم اور الم کے سجدے واجب ہیں لیکن جمہور علماء کے نزدیک کوئی سجدہ تلاوت کا واجب نہیں کما مر پس وہ
اس حدیث کا یہ معنے کرتے ہیں کہ مراد عزیمت سے زیادہ تاکید ہے وجوب نہیں اسلیے کہ بعض مستحبات کی بعضوں
سے زیادہ تاکید ہے یا مراد یہ ہے کہ یہ سجدہ ثابت ہے امام شافعی رح کہتے ہیں کہ یہ سجدہ شکر کا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ
یہ سجدہ بھی واجب ہے لیکن مجرد فعل سے وجوب ثابت نہیں ہو سکتا ہے چہ جائیکہ ایک بار کا فعل ہو اور نیز دوسرے
دن آپ نے یہ سورہ منبر پر پڑھی اور فرمایا کہ میں نے صرف تمہاری خاطر سجدہ کیا ہے کہ تمکو سجدہ کے لیے مستعد دیکھا
یہ حدیث سب تاویلوں کو باطل کرتی ہے **بَابُ سَجْدَةِ النَّجْمِ** قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سورہ نجم میں سجدہ کرنے کا بیان روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس نے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ
إِلَّا سَجَدَ فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ قَالَ يَكْفِينِي هٰذَا
قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا ترجمہ اس حدیث ابن مسعودؓ کا پہلے باب میں گذر چکا ہے
بَابُ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهُ وُضُوءٌ مسلمانوں کا مشرکوں کے
ساتھ سجدہ کرنا اور مشرک ناپاک ہے اور اسکا وضو درست نہیں **ف** مراد اس سے سجدہ کرنے کی تاکید ہے یعنے
جب مشرک باوجود نااہل ہونے کے سجدے پر برقرار رکھا گیا تو اہل کو بطریق اولے لائق ہے کہ سجدہ کرے اور
احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ خوف فوت کے وقت بے وضو سجدہ کرنا جائز ہے اور تائید کرتا ہے اسکی قول ابن عباسؓ
کا کہ مسلمانوں اور مشرکوں وغیرہ سب نے آپکے ساتھ سجدہ کیا اسلیئے کہ مشرکوں کا وضو درست نہیں پس اس سے لازم
آیا کہ بے وضو سجدہ کرنا درست ہے واللہ اعلم **وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ** یعنے ابن عمرؓ بے وضو سجدہ
کیا کرتے تھے **ف** یہ بات عادۃً بعید معلوم ہوتی ہے کہ جو مسلمان اس وقت آپکے پاس حاضر تھے سب وضو سے تھے

بلکہ بعضے انمین سے مزید ہو مضمون ہو نگے اور جب سب لوگون نے آپکے ساتھہ سجدہ کیا اور آپنے کسی پر انکار نکیا تو معلوم ہوا کہ بے وضو سجدہ کرنا جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اسحدیث کی باب سے اور بعضون نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ سجدہ تلاوت کا بے طہارت جائز نہین سو مراد اس سے جنابت ہو نہ وضو پس انمین کچھ تعارض نہین لیکن سوائے شعبی کے ابن عمر کا اس مسئلے مین کوئی موافق نہین بلکہ سب جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ بے وضو سجدہ درست نہین حدثنا مسدد قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد بالنجم وسجد معہ المسلمون والمشرکون والجن والانس رواہ ابراھیم بن طھمان عن ایوب ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم مین سجدہ کیا اور مسلمانون اور مشرکون اور جنون اور آدمیون نے بھی آپکے ساتھہ سجدہ کیا یعنے جو اس مجلس مین موجود تھے ف اور یا مراد اس سے یہ ہے کہ اس واقع کا علم سب جنون اور آدمیون کو پہونچ گیا اور بعضے زندیق کہتے مین کہ کافرون نے آپکے ساتھہ اسواسطے سجدہ کیا کہ شیطان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بتون کی تعریف کروائی تھی لیکن یہ قصہ محدثین اور محققین کے نزدیک باطل اور موضوع ہے کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحج اور شیطان کا دخل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونا کیسے ممکن ہے حالانکہ خدا نے فرمایا کہ میرے بندون پر تجھکو کچھ قدرت نہین ان عبادی لیس لک علیھم سلطان پس جب عام مسلمانون کا یہ حال ہے تو پھر تمام مخلوق کے سردار پر وہ کیسے قدرت پا سکتا ہے باب من قرأ السجدۃ ولم یسجد جو شخص سجدہ کی آیت پڑھے اور اسمین سجدہ نہ کرے حدثنا سلیمان بن داؤد ابو الربیع قال حدثنا اسمعیل بن جعفر قال اخبرنا یزید بن خصیفۃ عن ابن قسیط عن عطاء بن یسار انہ اخبرہ انہ سأل زید بن ثابت فزعم انہ قرأ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والنجم فلم یسجد فیھا ترجمہ زید بن ثابتؓ سے روایت ہو کہ اُسنے سورہ نجم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا سو آپنے اسمین سجدہ نہ کیا ف مالکیہ کہتے ہین کہ مفصل مین سجدہ تلاوت کا نہین اور ابو ثور نے کہا کہ سورہ نجم مین خاصکر سجدہ نہین سو امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ یہ قول مردود ہے اسلیئے کہ آپ کا اسوقت سجدہ نہ کرنا مطلق ترک پر دلالت نہین کرتا اسلیئے کہ احتمال ہے کہ آپنے بیان جواز کے واسطے اسکو ترک کر دیا ہو یعنے کبھی چھوڑ دینا بھی جائز ہے علاوہ ازین دارقطنی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم مین سجدہ کیا سو ہمنے بھی آپکے ساتھہ سجدہ کیا اور راوی اسحدیث کے سب ثقہ ہین پس ضرور ہے کہ انمین تطبیق دیجاوے اور وہ تطبیق کی وہی ہے جو اوپر گذری اور حنفیہ اسحدیث مین تاویل کرتے ہین کہ شاید زید نے سجدہ کی آیت درمیان سے چھوڑ دی ہوگی اسواسطے سجدہ نہ کیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ جب قاری سجدہ کی آیت نہ پڑھے تو پھر بالاتفاق سجدہ واجب نہین ہوتا

اور مدینہ راوی کی یہ خبر محض لغو ہے اسکی صحت کی کوئی وجہ نہین اور نیز اگر واجب ہوتا تو آپ زید کو اسکا حکم فرماتے
کو مہلت کی ساتھہ ہی ہی اور جب آپنے اسکو حکم نہ فرمایا مع وقت بیان کے تو معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا واجب
نہین حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنا یزید بن عبد اللہ بن قسیط
عن عطاء بن یسار عن زید بن ثابت قال قرأت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والنجم فلم یسجد
فیہا ترجمہ اسکا وہی جو اوپر گذرا **باب** سجدۃ اذا السماء انشقت سورہ اذا السماء انشقت مین سجدہ
کرنیکا بیان حدثنا مسلم بن ابراہیم ومعاذ بن فضالۃ قال حدثنا ہشام عن یحیی عن ابی سلمۃ
قال رأیت ابا ہریرۃ قرأ اذا السماء انشقت فسجد بہا فقلت یا ابا ہریرۃ الم ارک تسجد قال لو لم
ار النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد لم اسجد ترجمہ ابو سلمہ رض سے روایت ہی کہ مینے ابوہریرہ کو دیکھا کہ انہوں نے
سورہ اذا السماء انشقت پڑہی اور اسمین سجدہ کیا سو مینے کہا کہ اے ابوہریرہ کیا مین تجھکو سجدہ کرتے نہین دیکھتا
... یعنے اسمین سجدہ نہین چاہیے ابوہریرہ رض نے کہا کہ اگر مین حضرت کو سجدہ کرتے نہ دیکھتا تو سجدہ نہ کرتا ف
فتح الباری مین لکھا ہے کہ ابو سلمہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کا عمل اسکے برخلاف تہا اسواسطے اسنے
انکار کیا لیکن اسمین نظر ہے اور بر تقدیر تسلیم مطلق سجدہ کے نفی اس سے نہین نکلتی احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ
یہ سجدہ نماز مین نہین اور نیز جب ابوہریرہ رض نے یہ حدیث بیان کی تو ابو سلمہ وغیرہ نے اسکے ساتھہ تنازع نہ کیا اور نہ
عمل مستمر کے ساتھہ اسپر حجت پکڑی پس معلوم ہوا کہ یہ دعوی باطل ہے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء
راشدین سے اسکا فعل ثابت ہو چکا تو پہر ایسا کون عمل مستمر ہو جسکا اعتبار کیا جاوے حالانکہ علماء مدینہ سے اسکا
برخلاف ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ عمر اور ابن عمر وغیرہ صحابہ اور تابعین سے منقول ہے **باب** من سجد لسجود
القاری جب سجدہ کی آیت پڑہنے والا سجدہ کرے تو سننے والا بہی اسکے ساتھہ سجدہ کرے ف ابن بطال نے
کہا کہ اسپر سب علماء کا اجماع ہے کہ جب سجدہ کی آیت پڑہنے والا سجدہ کرے تو سننے والے پر بہی سجدہ کرنا لازم ہو جاتا ہے
لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ سامع اسکو قصداً سنے کما سیاتی اور اس باب مین اشارہ ہے کہ جب پڑہنے والا سجدہ کرے تو
سننے والا بہی سجدہ کرے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک سننے والے پر ہر حال مین سجدہ کرنا واجب ہے خواہ قاری سجدہ کرے
خواہ نہ کرے اور خواہ اسکو قصداً کان لگا کر سنے اور خواہ اتفاقاً اسکے کان مین آواز پڑ جاوے اور امام شافعی رح کہتے ہین
کہ اگر کوئی اتفاقاً آیت سجدہ کی آواز سنے تو اسپر سجدہ کرنا واجب نہین لیکن افضل یہ ہے کہ سجدہ کرے وقال
ابن مسعود لتمیم بن حذلم وہو غلام فقرأ علیہ سجدۃ فقال اسجد فانک امامنا فیہا یعنی
ابن مسعود رض نے تمیم سے کہا اور وہ کم عمر تہا سو اسنے ابن مسعود رض پر سجدہ کی آیت پڑہی سو ابن مسعود رض نے اسکو کہا کہ سجدہ کر
اسواسطے کہ مقرر تو ہمارا امام ہے سجدہ مین ف ظاہر اس قول ابن مسعود رض سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تو سجدہ

نہ کرے تو ہم بھی سجدہ نہ کرینگے پس معلوم ہوا کہ اگر قاری سجدہ نہ کرے تو سننے والا بھی نہ کرے پس یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی باب سے اور ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سجدے کی آیت پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہ کیا سو اس لڑکے نے کہا کہ یا حضرت کیا اس آیت میں سجدہ کرنا نہیں آیا فرمایا ہاں آیا ہے لیکن اگر تو سجدہ کرتا تو ہم بھی سجدہ کرتے سو یہ حدیث صریح ہے اس باب میں اور دلیل کی اسمیں مطلق گنجایش نہیں پس ثابت ہوا کہ اگر امام سجدہ نہ کرے تو سننے والے پر بھی سجدہ کرنا لازم نہیں لیکن افضل یہ ہے کہ سجدہ کرے گو امام سجدہ نہ کرے **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی قال حدثنا عبد اللہ قال حدثنی نافع عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ علینا السورۃ التی فیہا السجدۃ فیسجد و نسجد حتی ما یجد احدنا موضع جبہتہ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر وہ سورہ پڑھتے تھے جسمیں سجدہ ہوتا سو آپ سجدہ کرتے یہانتک کہ ہم میں سے کوئی اپنے ماتھے کی جگہ نہ پاتا یعنے آدمیوں کے ہجوم سے سجدے کی جگہ نہ ملتی **ف** اگر آدمیوں کے ہجوم سے سجدے کی جگہ نہ پاوے تو اگلے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کر لیوے ایسی تنگی کے وقت میں یہ امر جائز ہے **باب** ازدحام الناس اذا قرأ الامام السجدۃ جب امام سجدے کی آیت پڑھے تو اسوقت آدمیوں کو سجدے کے واسطے ہجوم کرنا جائز ہے **حدثنا** بشر بن آدم قال حدثنا علی بن مسہر قال اخبرنا عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ السجدۃ ونحن عندہ فیسجد ونسجد معہ فنزدحم حتی ما یجد احدنا لجبہتہ موضعا یسجد علیہ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے آیت سجدے کی اور ہم آپکے پاس ہوتے سو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپکے ساتھ سجدہ کرتے سو ہم ہجوم کرتے یہانتک کہ کوئی اپنے ماتھے کی جگہ نہ پاتا کہ اسمیں سجدہ کرے **باب** من رای ان اللہ عز وجل لم یوجب السجود اس شخص کا بیان جو اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا نے سجدہ تلاوت کا واجب نہیں کیا یعنے اکثر علما کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہیں سنت ہے **وقیل** لعمران بن حصین الرجل یسمع السجدۃ ولم یجلس لہا قال أرأیت لو قعد لہا کانہ لا یوجبہ علیہ یعنے اور عمران کو کہا گیا کہ اگر کوئی مرد سجدے کی آیت سنے اور اسکے سننے کو واسطے نہ بیٹھا ہو یعنے اسکے سننے کا قصد نہ ہو تو اسکا کیا حکم ہے اسنے کہا بھلا بتلاؤ کہ اگر اسکے سننے کی نیت سے بیٹھے تو کیا حکم کیا ہے امام بخاری نے کہا گویا کہ عمران قصدا سننے والے پر سجدے کو واجب نہیں کرتا یعنے جب کہ قصدا سننے والے پر تلاوت کا سجدہ واجب نہیں ہوتا تو اتفاقا سننے پر بطریق اولے واجب نہیں ہوگا **وقال** سلمان ما لہذا غدونا یعنے سلمان نے کہا کہ ہم اسواسطے باہر نہیں آئے کہ سجدہ کریں **ف** عبد الرزاق نے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی ایک مجلس پر گذرے سو ان لوگوں نے سجدے کی آیت پڑھی پس سب نے سجدہ کیا مگر سلمان نے سجدہ نہ کیا اسکی

اُسکو کہا کہ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا تب اُسنے یہ کہا یعنے ہماری نیت سُننے کی نہیں تہی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بے قصد سجدے کی آیت سُنے تو اسپر سجدہ واجب نہیں **وَقَالَ عُثْمَانُ اِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰى مَنِ اسْتَمَعَهَا** یعنے عثمان رض نے کہا کہ سجدہ تلاوت کا فقط اُسی پر واجب ہے جو اسکو قصداً سُنے **ف** عبدالرزاق نے روایت کی کہ عثمان رض ایک واعظ پر گذرے سو اُسنے سجدے کی آیت پڑہی اس نیت سے کہ عثمان بھی اسکے ساتھ سجدہ کریں سو اُسوقت عثمان رض نے یہ کہا اور یہ بات کہکر چلے گئے اور سجدہ نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اتفاق سے سجدے کی آیت سُنے اور سننے کا قصد نہ ہو تو اسپر سجدہ تلاوت کا واجب نہیں ہوتا **وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَسْجُدُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ طَاهِرًا فَاِذَا سَجَدْتَ وَاَنْتَ فِيْ حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَاِنْ كُنْتَ رَاكِبًا فَلَا عَلَيْكَ حَيْثُ كَانَ وَجْهُكَ** یعنے زہری نے کہا کہ نہ سجدہ کر مگر یہ کہ تو پاک ہووے اور جب تو سجدہ کرنے لگے اور تو گہر میں ہو تو قبلے کی طرف مُنہ کر اور اگر تو سفر میں ہووے تو تجہپر کچھ گناہ نہیں سجدہ کر جسطرف کہ تیرا مُنہ ہو **ف** اس سے بھی معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہیں اسلیئے کہ اگر واجب ہوتا تو سواری پر جائز نہ ہوتا کیونکہ اس کے وقت واجب کا سواری پر ادا کرنا جائز نہیں **وَكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ لَا يَسْجُدُ لِسُجُوْدِ الْقَاصِّ** یعنے تہے سائب بن یزید کہ نہ سجدہ کرتے تہے واسطے سجدے قصہ خوان کے یعنے اگر کوئی واعظ سجدے کی آیت پڑہتا تو اسکے واسطے سجدہ تلاوت کا نہ کرتے **ف** اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی بے قصد سجدے کی آیت سُنے تو اسپر سجدہ تلاوت کا کرنا واجب نہیں **ف** ان آثار سے معلوم ہوا کہ سننے والے پر سجدہ تلاوت کا واجب نہیں اور جو لوگ اسکو واجب کہتے ہیں وہ پڑہنے والے اور سننے والے میں فرق نہیں کرتے بلکہ دونوں پر واجب کہتے ہیں جیسا کہ ہدایہ میں لکہا ہے کہ پڑہنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہے خواہ سننے کا قصد کرے یا نہ کرے پس مناسبت ان آثار کی باب سے ظاہر ہے اور حنفیہ کے پاس ان اثرون کا کوئی جواب معقول نہیں **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيِّ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ رَبِيْعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ عَمَّا حَضَرَ رَبِيْعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَرَاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِسُوْرَةِ النَّحْلِ حَتّٰى اِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَاَ بِهَا حَتّٰى اِذَا جَاءَتِ السَّجْدَةُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا نَمُرُّ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ اَصَابَ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُوْدَ اِلَّا اَنْ نَّشَاءَ **ترجمہ** ربیعہ سے روایت ہے کہ وہ عمر فاروق رض کی مجلس میں حاضر ہوا سو عمر رض نے جمعہ کے دن منبر پر سورہ نحل پڑہی یہانتک کہ جب سجدے کی آیت آئی تو منبر سے تلے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا یہانتک کہ جب دوسرا جمعہ آیا تو عمر رض نے پہر وہی سورہ پڑہی یہانتک کہ جب سجدے کی آیت آئی تو فرمایا کہ اسے لوگو

ہم سجدہ کی آیت پر گذرتے ہین سو جو سجدہ کرے وہ سنت کو پہونچا اور جو سجدہ نکرے اُسپر کچہ گناہ نہین اور عمر رض نے
خود سجدہ نکیا اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ خدا نے سجدہ کو فرض نہین کیا مگر یہ کہ ہم چاہین تو سجدہ کرین ف
یہ حدیث ظاہر ہے اسمین کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہین چنانچہ فتح الباری مین لکہا ہی کہ سجدہ تلاوت کی واجب نہونے
پر حدیث عمر رض کی بڑی قوی دلیل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بدون ضرورت کی سجدہ تلاوت کا ترک کرنا جائز ہے اور
سجدہ تلاوت کی واجب نہونے کی ایک دلیل ہے جو امام طحاوی حنفی نے بیان کی کہ جو آیتین سجدہ تلاوت
مین وارد ہوئی ہین انمین سے بعضی تو صیغہ خبر کے ساتہ واقع ہوئی ہین سو جو آیتین کہ امر کے ساتہ واقع ہوئی ہین
انمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ انمین سجدہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نہین سو اگر سجدہ تلاوت کا واجب ہوتا
تو صیغہ امر مین بطریق اولی اتفاق ہوتا پس ان تمام حدیثون اور اثرون سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت واجب نہین
سنت ہی اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور احمد اور اسحاق اور اوزاعی اور جمہور علماء کا اور دلیل انکی
یہ حدیثین ہین جو اس باب مین مذکور ہوئین اور نیز کہتے ہین کہ عمر فاروق رض نے اس قول کو صحابہ کے سامنے کہا
اور باوجود کثرت کی کسی نے اُسپر انکار نہ کیا پس یہ اجماع سکوتی ہے اسپر کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہین اور نیز دلیل انکی
وہ حدیث ہی جو زید بن ثابت سی اوپر مذکور ہوئی اور اگر واجب ہوتا تو سوار کو ایماء اور سر کے سے ادا کرنا اور رکوع مین
اُسکا تداخل کرنا جائز نہوتا اور امام حنیفہ رح کہتے ہین کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے اور وہ اسپر کئی دلیلین پیش کرتے
ہین پہلی دلیل انکی وہ آیتین ہین جنمین صیغہ امر کا واقع ہوا ہے جیسا کہ آیت فاسجدوا اللہ ہے کہتے ہین کہ مطلق امر واسطے
وجوب کی ہوتا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ امر استحباب اور سنیت پر محمول ہے اور یا مراد اُس سے سجدہ نماز کا ہی
اور یا امر فرض نماز مین وجوب پر دلالت کریگا اور سجدہ تلاوت مین سنیت پر دلالت کریگا اور یہ مبنی ہے اوپر قاعدہ
امام شافعی رح وغیرہ کے کہ وہ مشترک لفظ کو دونو معنون پر محمول کرنے کو جائز کہتے ہین اور اس امر کو استحباب پر
محمول کرنیکی دلیل وہ حدیثین ہین جو اوپر مذکور ہوئین اور آیتون سی سجدہ تلاوت مراد ہونے پر اتفاق نہین بلکہ جمہور
علماء اُسکے مخالف ہین کما مر اور اگر اتفاق ہوتا تو پہر جمہور علماء اُسکو سنت نہ کہتے بلکہ واجب کہتے اور باوجود مخالف
ہونے جمہور کے اتفاق کیا معنے رکہتا ہے بلکہ اگر اُسکے برعکس دعوی کیا جاوے اور کہا جاوے کہ یہ امر بالاتفاق استحباب پر محمول ہے
یا مراد اُس سے سجدہ نماز کا ہے تو ممکن ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز اگر اس امر کو وجوب پر محمول کیا جاوے تو پہر
اُس سے سجدہ تلاوت کی فرضیت ثابت ہوگی نہ وجوب اسلیئے کہ وجوب سے مراد وہان فرض ہے اور حنفیہ کے مخالف
ہی کہ وہ فرضیت کی قائل نہین بلکہ وجوب کے قائل ہین اور نیز علی رض اور ابن عباس رض وغیرہ سوای چار سجدون کے لزوم
واجب نہین جانتے پس اگر یہ امر عام ہوتا تو سب سجدون کو شامل ہوتا اور دوسری دلیل انکی وہ آیتین ہین جو ترک
سجدہ کے وعید پر دلالت کرتی ہین کہ بعضی وہ آیتین ہین جو کافرون کے سجدہ نہ کرنے کی مذمت پر دلالت

کرتی ہین اور بعضی وہ آیتین جو فرشتون کے فعل سے خبر دیتی ہین پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے اسلیئے کہ کفار کے ساتھ تشبیہ سے پرہیز کرنی اور فرشتون کا اقتدا کرنا واجب ہے سو جواب اسکا بھی وہی ہے جو پہلی دلیل مین گذرا اور نیز جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل مین پیروی واجب نہین بلکہ بعضے فعل مستحب اور مباح بھی ہین تو پھر اور پیغمبرون اور فرشتون کی پیروی کہان سے واجب ہوگی اور بعضے کہتے ہین کہ انکی دلالت ظنی ہے اسلیئے فرضیت پر دلالت نہین کر سکینگے بلکہ وجوب پر دلالت کرینگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محض خیال فاسد ہے اسلیئے کہ اولا تو فرض اور واجب مین فرق مخالف کے نزدیک مسلم نہین دوم امر اور وعید شدید کی آیتون مین یہ احتمال ظنیت کا بالکل نہین ہو سکتا کہ امر یا تو فرضیت کے واسطے ہوگا یا استحباب کے واسطے ہوگا انکے درمیان کوئی اور درجہ نہین مدعی پر لازم ہے کہ اصول سے کوئی وجوب کا درجہ انمین ثابت کرے اور نیز جب انکی دلیل ظنی ٹھہری تو جو حدیثین کہ عدم وجوب پر دلالت کرتی ہین وہ انکی معارض ہو جاوینگی اور دلیل ظنی خبر واحد سے بالاتفاق کم ہے بلکہ قیاس سے بھی انکا درجہ کم ہے پس اندرین صورت یہ حدیثین عدم وجوب کی بالاتفاق انپر مقدم ہونگی کہ درجہ شہرت کو پہنچ گئی ہین اور انپر صحابہ کا اجماع سکوتی ہو چکا ہے اور تیسری دلیل انکی یہ حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سجدے کی آیت پڑھی تو تمام لوگون نے آپکے ساتھ سجدہ کیا سوار اور پیادہ سو جواب اسکا یہ ہے کہ مجرد فعل سے وجوب ثابت نہین ہو سکتا ہے اور یہ ضرور نہین کہ فقط وجوب ہی مین ہجوم ہو بلکہ سنت اور استحباب مین بھی یہ ہجوم ہو سکتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ دو معنون کو ایک لفظ مشترک مین جمع کرنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ فرض اور واجب مین فرق کرنا بھی جائز نہین تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور نیز جب امام شافعی رح جیسے علماے مجتہد اسکو جائز کہتے ہین تو اس سے معلوم ہوا کہ اسمین اتفاق نہین پس اس سے امام شافعی پر الزام نہین آ سکتا ہے ہر مجتہد کی اپنی اپنی اصطلاح علیحدہ ہے پس یہ عین متنازع فیہ مسئلہ ہے اسکو خصم کے پیش کرنا محض فضول ہے اور بعضے حنفی عمر رض کی حدیث مین یہ تاویل کرتے ہین کہ فرض اور واجب مین فرق ہے اور نفی فرض سے نفی واجب کی لازم نہین آتی ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محض حنفیون کی اصطلاح ہے اور صحابہ اسمین کچھ فرق نہین کرتے تھے اور عمر رض کا قول (کہ جو سجدہ نہ کرے اسپر کچھ گناہ نہین) صریح ہے اس تاویل کے باطل ہونے مین اور بعضے کہتے ہین کہ ابن عمر رض نے جو کہا کہ اگر ہم چاہین تو سجدہ کرین سو اسکا معنے یہ ہے کہ اگر ہم چاہین تو واجب ہو جائیگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس تاویل کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے اسلیئے کہ مستحب یا مباح امر کے التزام سے اسکا وجوب لازم نہین آتا اور نیز عمر رض کا قول مذکور صریح ہے اس تاویل کے باطل ہونے مین اسلیئے کہ فعل کی ترک سے گناہ کا نہ ہونا اسکے عدم وجوب پر دلالت کرتا ہے اور یہ جو ابن عمر رض نے کہا کہ خدا نے ہمپر سجدہ فرض نہین کیا تو بعضے حنفی اسکا یہ معنے کہتے ہین کہ جب سجدے کی آیت پڑھے تو اسیوقت سجدہ کرنا

واجب نہین بلکہ اُس سے پیچھے مہلت کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور یہی ہے معنی عمر رض کے اس قول کا جو سجدہ نکرے اُسپر کچھ گناہ نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر اس حدیث کی بالکل مخالف ہے اور نیز اُسمین صریح موجود ہے کہ عمر رض نے سجدہ نکیا اور اگر عمر رض بعد کو سجدہ کر لیتے تو راوی یہ بھی کہتا اور نیز کسی صحابی سے ثابت نہین کہ اُسنے اس سجدے کو بعد اسکی مہلت کے ساتھ ادا کیا ہو اور اگر صحابہ اُسیوقت یا مہلت کے ساتھ اس سجدے کو کرتے تو راوی اسکو نقل کرتا جیسا پہلے جمعے کے سجدے کو نقل کیا کیونکہ جب راوی نے آٹھ دن گذشتہ کے واقع کو یاد رکھا اور بیان کر دیا تو پھر دو چار گھڑی کے واقع کو ترک کرنا کیسے ممکن تھا خاصکر ایسی حالت مین کہ راوی کی غرض اس حدیث کی روایت کرنے سے فقط سجدہ بیان کرنا ہے کما ہو ظاہر من السیاق پس معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے اُسدن سجدہ نہین کیا پس محض احتمال خلاف ظاہر معنے حدیث کے مقابلے مین قطعًا باطل ہے اور نیز جب سجدہ تلاوت کی تاخیر جائز ہے تو پھر حنفیہ اسکو مکروہ وقت کیون جائز رکھتے ہین کامل وقت تک اسکو تاخیر کیون نہین کرتے اور نیز اگر ابن عمر رض کے قول کا یہ معنے کیا جاوے تو اُس سجدے تلاوت کی فرضیت لازم آویگی ولم یقل بہ احد اور نیز حنفیہ بھی اسکے قائل نہین فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور اس حدیث ابن عمر رض سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبے مین قرآن پڑھنا جائز ہے اور اگر کسی سجدے کی آیت پر گذرے تو منبر سے تلے اتر سجدہ کرنا جائز ہے اور اُس سے خطبہ قطع نہین ہوتا اور امام مالک رح سے روایت ہے کہ اگر خطیب سجدے کی آیت پر گذرے تو سجدہ نکرے بلکہ خطبہ پڑھے جاوے مگر یہ حدیث عمر رض کی صریح ہے اسکے رد مین کہ اُسنے منبر سے تلے اتر کر سجدہ کیا اور کسی نے اُسپر انکار نکیا **باب من قرأ السجدة في الصلوة فسجد بها** اگر کوئی شخص سجدے کی آیت کو نماز مین پڑھے اور نماز کے اندر سجدے کو کر لے تو جائز ہے **ف** امام مالک رح سے منقول ہے کہ اگر سجدے کی آیت نماز مین پڑھے تو نماز کے اندر سجدہ نکرے سو امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے **حدثنا مسدد** قال حدثنا معتمر قال سمعت ابي قال حدثنا بكر عن ابي رافع قال صليت مع ابي هريرة العتمة فقرأ اذا السماء انشقت فسجد فقلت ما هذه قال سجدت بها خلف ابي القاسم صلى الله عليه وسلم فلا ازال اسجد فيها حتى القاه **ترجمہ** ابو رافع رض سے روایت ہے کہ مینے ابوہریرہ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی سو اُسنے سورہ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا سو مینے کہا یہ سجدہ کیسا ہے ابوہریرہ نے کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ سجدہ کیا تھا یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین سجدہ کیا تھا سو ہمیشہ مین اسکو نماز مین کیا کرونگا یہانتک کہ آپ سے ملاقات کرون یعنے عالم ارواح مین **ف** اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا نماز کے اندر کرنا جائز ہے **باب من لم يجد موضعا للسجود مع الامام من الزحام** جو شخص آدمیون کی بھیڑ سے امام کے ساتھ سجدے کی جگہ نپاوے وہ کیا کرے **ف** اگر فرض نماز مین آدمیون کی کثرت ہو اور سجدہ کرنے کی جگہ نملے تو اگلے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کرے اور یہی قول ہے ابن عمر رض کا اور ساتھ اسی کے قائل ہین کوفے والے اور احمد اور اسحاق اور عطا اور زہری کہتے ہین کہ دیر کرے یہانتک کہ

جب لوگ سر اوٹھاویں تو اسوقت سجدہ کرے اور ساتھ اسکے قائل ہیں جمہور علماء اور امام مالک کا قول بھی یہی ہے
اور جب فرضوں میں یہ بات جائز ہوئی تو سجدہ تلاوت میں بطریق اولے جائز ہوگی اور ظاہر غرض امام بخاری
کی اس سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ جسطرح سے ہوسکے سجدہ کرے گو اگلے آدمی کی پیٹھ پر کرنا پڑے حَدَّثَنَا
صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا
لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں... سورۃ کو پڑھتے تھے جسمیں
سجدہ ہوتا سو آپ سجدہ کرتے اور ہم سب بھی آپکے ساتھ سجدہ کرتے یہانتک کہ ہم میں سے بعضے ماتھا رکھنے
کی جگہ نپاتے کہ ہمیں سجدہ کریں یعنے سب سجدہ کرتے تھے کوئی باقی نہیں رہتا تھا اور یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا ہے

أَبْوَابُ تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ نماز کے قصر کرنے کا بیان + بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بَابُ
مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ وَكَمْ يُقِيمُ حَتَّى يَقْصُرُ سفر میں دوگانہ پڑھنے کا بیان اور کتنے دن ٹھیرے یہانتک کہ
قصر کرے ف اس باب میں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی سفر کو جاوے تو اسمیں چار رکعت فرض
کو دو کر کے پڑھنا جائز ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی سفر کو جاوے اور کسی غیر شہر میں چند روز ٹھیرنا چاہے
تو اسمیں دوگانہ پڑھنے کی حد کتنے دن تک ہے دس یا پندرہ یا اس سے کم و بیش ہو جاننا چاہیے کہ سب علماء کا
اجماع ہو چکا ہے کہ مسافر کو سفر کی حالت میں قصر کرنا یعنے دوگانہ پڑھنا جائز ہے لیکن امام شافعی اور مالک
اور ابو حنیفہ رح اور احمد رح اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ ہر سفر مباح میں قصر جائز ہے خواہ عبادت کے واسطے ہو خواہ
تجارت کے واسطے ہو اسلیئے کہ مسافر کو سفر میں تکلیف ہوتی ہے پس تخفیف کے لیئے اسکے حق میں قصر جائز رکہا گیا
اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر خوف کا سفر ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فقط حج یا عمرے یا جہاد کے
سفر میں قصر جائز ہے اور میں نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فقط عبادت کے سفر میں جائز ہے اور میں نہیں اور
نیز شافعی رح اور مالک رح اور احمد رح اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر گناہ کا سفر ہو جیسے کہ چوری وغیرہ کے واسطے
سفر کرے تو اسمیں قصر جائز نہیں اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ گناہ کے سفر میں بھی نماز کو قصر کرنا اور دوگانہ
پڑھنا جائز ہے اور دوسرے مسئلے میں بھی علماء کو اختلاف ہے امام شافعی اور احمد اور مالک اور جمہور علماء کہتے ہیں
کہ جب مسافر کسی شہر یا گانون میں چار دن کامل یا زیادہ ٹھیرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اسکو دوگانہ
پڑھنا جائز نہیں ہے اور چار دن سے کم میں قصر کرنا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ اگر پندرہ دن ٹھیرنے
کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اسوقت اسکو قصر کرنا جائز نہیں اور اگر اس سے کم ٹھیرنے کی نیت کرے تو اسکو قصر
کرنا جائز ہے اور دلیل امام شافعی رح کی حدیث انس رض کی ہے جو ابھی آتی ہے اور نیز قصر کے چار دن ہو جانا عثمان رض

سے بھی مروی ہے اور حنفیہ جو پندرہ دن کے قائل ہیں تو وہ اسکو طہر کے اقل مدت پر قیاس کرتے ہیں لیکن نص کے مقابلے میں قیاس بالاجماع فاسد ہے بلکہ ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر انیس دن کی نیت کرے تو قصر کرے ورنہ پوری نماز پڑھے اور اگر مسافر کی نیت ٹھیرنے کی نہ ہو بلکہ یہ نیت ہو کہ آج جاؤنگا یا کل چلا جاؤنگا تو اکثر علماء کہتے ہیں کہ دوگانہ پڑھے اگرچہ کئی مہینوں یا برسوں تک ٹھیرا رہے جیسا کہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ وہ آذربیجان میں چھ مہینے متردد ٹھیرے رہے اور قصر کرتے رہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر اس تردد میں اٹھارہ دن ٹھیرا رہے تو بعد اسکے قصر کرنا جائز نہیں پوری نماز پڑھے جیسا کہ عمران بن حصین کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکے میں اٹھارہ دن ٹھیرے رہے قصر کرتے تھے اور بعضے انیس دن کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ صبح اور شام کی نماز میں قصر جائز نہیں حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال حدثنا ابو عوانۃ عن عاصم وحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس قال اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ عشر یقصر فنحن اذا سافرنا تسعۃ عشر قصرنا وان زدنا اتممنا ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے میں انیس دن ٹھیرے رہے دوگانہ پڑھتے تھے سو جب ہم مسافر ہوتے اور کسی جگہ انیس دن ٹھیرتے تو دوگانہ پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ دن ٹھیرتے تو پوری نماز پڑھتے **ف** اس حدیث کے بعض طریقوں میں سترہ دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں پندرہ دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں اٹھارہ دن کا ذکر آیا ہے سو بیہقی نے انمیں اسطور سے تطبیق دی ہے کہ جس نے انیس دن کہا ہے اسنے داخل ہونے اور نکلنے کا دن بھی شمار کر لیا ہے اور جس نے اٹھارہ دن کہا ہے اسنے دونو سے ایک دن شمار کیا ہے اور جس نے سترہ دن کہا اسنے دونو کو شمار نہیں کیا اور جسنے پندرہ دن کا ذکر کیا تو شاید اسنے یہ خیال کیا ہے کہ اصل روایت سترہ دن کی ہے اور داخل ہونے اور نکلنے کا دن اسنے انمیں شمار نہیں کیا پس باقی پندرہ دن رہے پس اس سے معلوم ہوا کہ انیس دن کی روایت کو سب سے زیادہ ترجیح ہے اور اکثر روایات صحیحہ اسکے موافق آئی ہیں اور امام شافعی اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم ہوازن کے معاملہ میں متردد تھے کہ اگر وہ تابع ہو جاویں تو مدینے کی طرف پلٹ جاویں ورنہ انسے لڑیں پس معلوم ہوا کہ جو شخص متردد ہو کہ جب اپنے کام سے فارغ ہوگا وہاں سے کوچ کریگا تو اسکو دوگانہ جائز ہے اسلئے کہ اصل مقیم میں اتمام ہے جب ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ سفر میں نہیں ٹھیرے تو ابن عباس نے اسکو نہایت سفر کی قرار دیا واللہ اعلم حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنی یحیی بن ابی اسحاق سمعت انسا یقول خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فکان یصلی رکعتین رکعتین حتی رجعنا الی المدینۃ قلت اقمتم بمکۃ شیئا قال اقمنا بہا عشرا ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ ہم

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے مکے کو نکلے سو آپ دو دو رکعتین پڑھتے تھے یعنے چار رکعت فرض کے بدلے دوگانہ پڑھتے تھے یہانتک کہ ہم مدینے کی طرف پلٹ آئے میں نے کہا کیا تم مکے مین کچھ دن ٹھیرے تھے انس رض نے کہا ہم اُسمین دس دن ٹھیرے تھے . . . . **ف** یہ حدیث انس رض کی ابن عباس کی حدیث مذکور کی معارض نہین اسواسطے کہ ابن عباس کی حدیث فتح مکے کے دن کی ہے اور انس رض کی حدیث حجۃ الوداع کے دن کی ہے اور یہ جو ابن عباس رض نے کہا کہ ہم دس دن مکے مین ٹھیرے تو اسکا یہ مطلب نہین کہ آپ خاص مکے مین دس دن ٹھیرے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ مکے اور اسکے گرد جوار مین دس دن ٹھیرے اور بیان اسکا بطور یہ ہے کہ حجۃ الوداع مین آپ چوتھی ذیحجہ کو مکے مین داخل ہوئے اور پانچوین اور چھٹوین اور ساتوین کو مکے مین ٹھیرے اور آٹھوین کے دن منا کو گئے اور ناوین کے دن عرفات مین گئے اور دسوین کے دن پلٹ کر پھر منا مین آئے سو گیارھوین اور بارھوین وہان ٹھیرے پھر تیرھوین کے دن مکے مین آئے اور چودھوین کے دن مدینے کی طرف نکلے سو کل مدت مکے مین ٹھیرنے کی چار . . . دن ہوئی اور جب داخل ہونے کا دن اس سے نکال دیا تو باقی تین دن ہے پس معلوم ہوا کہ اگر مسافر چار دن سے کم ٹھیرنے کی نیت کرے تو دوگانہ پڑھے اسلیئے کہ آپکی نیت اقامت کی تھی کہ حاجی کو حج ادا کرنے تک ٹھیرنا ضروری ہے بجز اسکے کوئی چارہ نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین دن اقامت شرعیہ نہین اور یہ کہ داخل ہونے اور نکلنے کا دن اسمین محسوب نہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ اسود رض مین اوسی نے مسامحت کی ہے کہ منے اور عرفات کے دنون کو بھی مکے کے دنون مین داخل کیا حالانکہ وہ اُس سے خارج ہین پس معلوم ہوا کہ آپ مکے مین کامل چار دن نہین ٹھیرے اور امام احمد رح نے کہا کہ اس حدیث انس رض کا کوئی معنے نہین ہوسکتا مگر یہ کہ کہا جاوے کہ آپ جتنے دن مکے اور منا اور عرفات وغیرہ مین ٹھیرے تھے انس رض نے سب کو شمار کر لیا **باب** الصلوٰۃ بمنیٰ منے مین نماز پڑھنے کا بیان **ف** منا ایک پہاڑی کا نام ہے تین کوس مکے سے آٹھوین ذی حجہ کو حاجی لوگ وہان جاکر ٹھیرتے ہین اور عرفات سے پلٹ کر پھر دسوین اور گیارھوین اور بارھوین کو وہین آکر ٹھیرتے ہین سو جو شخص باہر سے حج کے واسطے سفر کرکے مکے مین آوے اسکو ان دنون مکے اور منا اور عرفات وغیرہ مین نماز کا قصر کرنا جائز ہے اور جو لوگ کہ مکے مین رہتے ہین انکی نماز مین اختلاف ہے مالکیہ کہتے ہین کہ مکے مین ہمیشہ رہنے والے منا وغیرہ جگہون مین دوگانہ پڑھین اور اسی طرح منی مین ہمیشہ رہنے والے بھی عرفات اور مکے وغیرہ مین دوگانہ پڑھین اور قاعدہ انکا یہ ہے کہ مکے اور منا وغیرہ والے اپنے گھر مین یعنے مکے اور منے وغیرہ مین قصر نہ کرین اور اسکے سوا دوسری جگہون عرفات اور مزدلفہ وغیرہ مین قصر کرین اور امام شافعی اور احمد اور مالک وغیرہ جمہور علما کہتے ہین کہ مکے اور منا والے قصر نہ کرین پوری نماز پڑھین اور امام مالک جہان جگہون مین قصر کو سنت کہتے ہین تو اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ وہ عبادات حج کے سبب سے ہے نہ سفر کے سبب سے اسلیئے کہ مکے والے

اور منا میں سفر کی مسافت نہیں لیکن امام طحاوی نے اُسپر اعتراض کیا ہے کہ اگر نسک کے سبب سے قصر ہوتا تو پھر منا والون
کو حج کے دنوں میں اپنے گھر مین بھی قصر کرنا جائز ہوتا حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں اور جمہور کہتے ہین کہ قصر سفر کے سبب سے
جائز ہوا ہے اور مکے اور منا وغیرہ جگہون کے درمیان حد سفر کی پائی نہیں جاتی پس مکے اور منا والون کو قصر کرنا جائز
نہیں ہوگا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا
ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ پڑھی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ منا مین دو رکعتین نماز
پڑھی یعنے دوگانہ پڑھا اور عثمانؓ کے ساتھ اسکے ابتدار خلافت مین بھی دوگانہ ہی پڑھا پھر بعد ازان عثمانؓ نے اسکو
پورا پڑھا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دونو خلیفے منا مین دوگانہ پڑھتے رہے اور عثمانؓ
نے بھی اپنی حکومت کی ابتدا مین منا کے درمیان دو ہی رکعتین پڑھین پس معلوم ہوا کہ مسافر کو منا مین دوگانہ پڑھنا چاہئے
ہی اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے اور حضرت عثمانؓ نے جو بعد ازان منا مین پوری نماز پڑھی تو اسکا
سبب یہ ہی کہ وہ قصر کو اسی شخص کے ساتھ خاص کرتے تھے جو عین سفر کے درمیان راہ مین جارہا ہو جیسا کہ امام احمدؓ کی
روایت سے معلوم ہوتا ہے جو فتح الباری مین مذکور ہے اور اگر سفر کے درمیان کسی جگہ مین چند روز ٹھیر جاوے تو وہ
پوری نماز پڑھے گو نیت ٹھیرنے کی نہ ہو کہ اسکا حکم مقیم کا ہے اور طحاوی نے روایت کی ہے کہ عثمانؓ نے منا مین
چار رکعتین اسواسطے پڑھین کہ اس سال جنگلی لوگ حج کو بہت آئے تھے پس غرض عثمانؓ کی اس سے یہ تھی کہ ان
جنگلیوں کو معلوم ہو جاوے کہ نماز چار رکعت ہی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ عثمانؓ نے منا مین پوری نماز پڑھی پھر
خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ دوگانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی لیکن اس سال مین جنگلی لوگ بہت آئے تھے سو مین
ڈرا اس سے کہ یہ لوگ سب وقتوں مین دوگانہ پڑھنے کو سنت ٹھیراوین اور ایک جنگلی نے مجھکو منا مین کہا کہ اے امیر
المومنین مینے تجھکو پہلے سال منا مین دو رکعتین پڑھتے دیکھا تھا تب سے مین ہمیشہ دوگانہ پڑھتا ہون اور یہ طریق آپسمین
ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہین اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ اصل سبب انکی پوری نماز پڑھنے کا یہی ہو اور یہ وجہ
پہلی وجہ کے معارض نہیں بلکہ اسکی تقویت کرتی ہے اسلئے کہ حالت اقامت کی سفر کے درمیان زیادہ قریب ہے
طرف مطلق اقامت کی بخلاف راہ چلنے والے کے اور بعضے کہتے ہین کہ عثمانؓ دونو امرون کو جائز رکھتے تھے اتمام کو
بھی اور قصر کو بھی کما سیاتی انشاء اللہ تعالے اور مسلم مین روایت ہی کہ ابن عمرؓ جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے تو پوری
پڑھتے اور جب تنہا پڑھتے تو دوگانہ پڑھتے تھے اور شیخ ابن حجر نے پہلی وجہ کو اختیار کیا ہے اور مترجم کی یہ دوسری وجہ
مختار ہے اور پہلی وجہ کا حال بھی یہی نکلتا ہے جیسا کہ آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالے حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ترجمہ حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو منا میں دو رکعتیں نماز پڑھائی اس حال میں کہ آپ سب وقتوں سے زیادہ تر امن میں تھے **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسافر منا میں دوگانہ پڑھے اتمام نہ کرے پس مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور امن کا ذکر اسواسطے کیا کہ ظاہر آیت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ قصر فقط خوف کی حالت میں جائز ہے اور وقت میں جائز نہیں سو اس وہم کے دفع کرنے کی واسطے راوی نے یہ لفظ زیادہ کیا یعنے سفر کے درمیان قصر ہر حال میں جائز ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ آیت وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر فقط خوف کی حالت میں ہے امن میں قصر جائز نہیں مگر یہ قول مردود ہے اسلیئے کہ صحیح مسلم میں صریح موجود ہے کہ عمر رض نے یہ مسئلہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ یہ اللہ کا صدقہ ہے کہ اُسنے تمپر عنایت کیا پس ظاہر ہے اسمیں کہ صحابہ نے اس آیت سے سفر میں مطلق قصر کرنا سمجھا خوف کی ساتھہ خاص نہ کیا اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور بعضے اس آیت کو نماز خوف کی ساتھہ خاص کرتے ہیں کما مر لیکن یہ جمہور علماء اور اس حدیث کے مخالف ہے **حَدَّثَنِیْ** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ صَلّٰى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيْلَ فِیْ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّیْ مِنْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ ترجمہ عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ عثمان رض نے ہمکو منا میں چار رکعتیں نماز پڑھائی سو اس فعل عثمانی میں عبداللہ بن مسعود رض سے کہا گیا سو ابن مسعود رض نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا یعنے افسوس کیا اور کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ منا میں دو رکعتیں نماز پڑھی اور صدیق اکبر کے ساتھہ بھی اسمیں دو ہی رکعتیں پڑہیں اور عمر فاروق رض کے ساتھہ بھی منا میں دو ہی رکعتیں پڑہیں پس کاشکے میرا حصہ ان چار رکعتوں سے دو ہی رکعتیں مقبولہ ہوتیں یعنے کاش کہ عثمان رض بھی ان چار رکعتوں کے بدلے دو ہی رکعتیں پڑہتے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دونو خلیفوں نے پڑہی ہیں **ف** جب کوئی مصیبت درپیش آجاوے تو اسوقت انا للہ الخ پڑہتے ہیں اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو ترک کرنا بھی ابن مسعود رض کو ایک مصیبت معلوم ہوئی اسواسطے اُسنے یہ آیت پڑہی لیکن اسمیں اعتراض ہے عثمان رض پر کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا خلاف کیا حنفی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منا میں چار رکعت پڑہنا صحابہ کے درمیان مشہور نہیں تہا سو اسکا جواب یہ ہے کہ فقط ایک ابن مسعود رض کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور کسی صحابی کو بھی معلوم نہ ہو اور نیز بہت صحابہ عثمان رض کے ساتھہ منا میں موجود تھے سو کسی نے اسپر انکار نہ کیا اور انکار کی روایت بالکل ضعیف ہے کما سیاتی پس گویا یہ اجماع سکوتی ہے پس حنفی اسکا کچھ جواب نہیں دے سکتے

اور نیز ابن مسعود رضنے باوجود اس انکار کے عثمانؓ کی موافقت کی اور اُنکے ساتھ چار رکعتین نماز پڑہی اور کہا کہ شر کے خوف سے مینے پڑہی ہے پس اگر پوری نماز پڑہنی جائز نہ ہوتی تو ابن مسعود رض ناجائز امر کو کبہی اختیار نہ کرتے اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منا مین پوری نماز پڑہنی بہی ابن مسعودؓ کے نزدیک جائز تہی ورنہ چار رکعت وغیرہ سے حصہ لینے کی تمنا کرنے کی کوئی معنے نہ تہی بلکہ سب نماز باطل ہوجاتی اور بعضے کہتے ہین کہ ابن مسعودؓ کے نزدیک دوگانہ پڑہنا فرض تہا بنا بر اسکے یہ تاویل ابن حجر کی صحیح نہ ہوگی بلکہ پوری نماز پڑہنی باطل ہوگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ قصر کو فرض کہنا حنفیہ کے بہی مخالف ہے کہ وہ اسکو واجب کہتے ہین اور نیز ابن مسعودؓ نے عثمانؓ کے ساتہ پوری نماز پڑہی پس اندین صورت گو امام وقت کی مخالفت نہ پائی گئی لیکن اسمین کچہ شک نہین کہ ابن مسعودؓ کی نماز باطل ہوئی اور امام کی مخالفت کے خوف سے اُسنے اپنی نماز کو باطل کیا پس اب حنفیہ کو لازم ہے کہ اسکی نماز کی صحت ثابت کرین و دونہ خرط القتاد **بَابُ كَمْ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے وقت کتنے دن مکے مین ٹہیرے **ف** مقصود اس باب سے یہ ہے کہ محقق قصر مین نیت اقامت کی ہے اور وہ مدت ہے جو خاص مکے مین ٹہیرے منا کی طرف نکلنے سے پہلے اور وہ تین دن ہین اسلیئے کہ آپ چوتھی ذیحجہ کو مکے مین داخل ہوئے اور آٹہوین کو منا کیطرف نکلے سو آپنے اسمین اکیس نمازین پڑہین چوتہی کی ظہر سے آٹہوین کی ظہر تک اور اسمین آپ کی نیت اقامت کی تہی لیکن گو چار دن آپ نہین ٹہیرے اسلیئے کہ داخل ہونے اور نکلنے کا دن اسمین محسوب نہین ہوا **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ تَابَعَهُ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب چوتہی ذیحجہ کو مکے مین آئے اس حال مین کہ وہ حج کے ساتہ لبیک کہتے تہے یعنے صرف حج کا احرام باندہے ہوئے تہے سو آپنے انکو حکم فرمایا کہ اسکو عمرہ کر ڈالین یعنے حج کی نیت چہوڑ کر عمرے کی نیت کرلیوین اور عمرہ کرکے احرام کہول ڈالین پہر آٹہوین ذیحجہ کے دن نیا احرام باندہ کر حج ادا کرین مگر جو شخص ہدی ساتہ لایا ہے وہ حج کے احرام کو نہ توڑے بلکہ اپنے احرام پر قائم رہے اور تمام احکام حج کے ادا کرکے حلال ہووے **ف** امام شافعی اور مالک رح اور ابوحنیفہ رح اور جمہور علما سلف خلف کے نزدیک حج کے احرام کو عمرہ کرکے کہول ڈالنا جائز نہین وہ کہتے ہین کہ یہ معاملہ صحابہ کے ساتہ تہا انکے بعد یہ کام کسی کو جائز نہین اور امام احمد اور ایک جماعت اہل ظاہر کے نزدیک اب بہی ایسا کرنا جائز ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ مین کسی صحابی کو نہین جانتا کہ اُسنے اس کام کو جائز کہا ہو سوا ابن عباس رض کی اور بیان اس مسئلے کا کتاب الحج مین آئیگا ان شاء اللہ تعالے اور بعضے کہتے ہین کہ مقصود اس باب سے یہ ہے کہ

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کتنے دن مکے اور اسکے گرد جوار مین ٹھیرے سو اس حدیث سے اور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ مکے
اور اسکے گرد جوار مین کل دس دن ٹھیرے چوتھی ذی حج کو مکے مین داخل ہوے اور چودھوین تاریخ کو مکے سے مدینہ کو پلٹ
گئے اور اس حدیث ابن عباسؓ مین اگرچہ اسکے انتہا کا ذکر نہین لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مکے مین کل دس دن
ٹھیرے کما مر واللہ اعلم **بَابٌ** فِيْ كَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوةُ کتنے دن کے سفر مین قصر کرنا جائز ہے **ف** مقصود اس
باب سے یہ ہے کہ مدت اور حد سفر کی کہانتک اور کتنے دن تک ہے کہ جب کوئی مسافر اسکی طرف پہونچنے کی نیت کرے تو
اسکو قصر کرنا جائز ہے اور اس سے کم مین جائز نہین اور اسمین بہت قول پر اختلاف ہے اور امام بخاری کے نزدیک
مختار مذہب یہ ہے کہ ادنی مدت سفر کی ایک رات دن ہے اور امام نووی نے کہا کہ امام شافعی اور مالک اور اوزاعی اور
فقہا اصحاب حدیث وغیرہ کہتے ہین کہ دو منزلون سے کم سفر مین قصر کرنا جائز نہین اور وہ اڑتالیس میل کی ہوتی
ہین اور ایک میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور ایک ہاتھ چوبیس انگلی کا ہوتا ہے چوڑائی طرف اور ایک انگلی چھ
جو کی ہوتی ہے چوڑی طرف سے اور ابو حنیفہ اور کوفے والے کہتے ہین کہ تین منزلون سے کم سفر مین قصر کرنا جائز نہین اور
یہی منقول ہے عثمان اور ابن مسعودؓ اور حذیفہ سے اور بعضے کہتے ہین کہ تین دن حد ہے اور انکے نزدیک تمام دن یعنی
اگر صبح سے دوپہر تک چل کر مقصود کی جگہ پہنچ جاوے اور آرام کرے پھر دوسرے دن اور تیسرے دن اسی طرح کرے
اور اہل ظاہر کہتے ہین کہ ہر سفر مین دوگانہ پڑھنا جائز ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت یہانتک کہ تین کوس کے سفر
مین بھی قصر کرنا جائز رکھتے ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ محدثین کے نزدیک سفر کی
حد مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی بلکہ ہر سفر کو سفر کہا جاتا ہے خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت ہو اور حدیثون سے مطلق
سفر ثابت ہوتا ہے اور یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے لیکھنے لخصا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّفَرَ
يَوْمًا وَّلَيْلَةً یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن رات کی مسافت کو سفر نام رکھا جیسا کہ ابو ہریرہؓ کی حدیث
آیندہ سے ثابت ہوتا ہے **وَ** كَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَقْصُرَانِ وَيُفْطِرَانِ فِيْ اَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهُوَ سِتَّةَ عَشَرَ
فَرْسَخًا یعنے ابن عمر اور ابن عباسؓ چار برید کے سفر مین قصر کرتے تھے اور روزہ کھولتے تھے اور چار برید سولہ فرسخون کے
ہوتے ہین **ف** ایک برید چار فرسخ کی ہوتی ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور میل کی حد اوپر بیان ہو چکی
ہے اور بعضون نے کہا کہ میل اسکو کہتے ہین جہانتک آدمی کی نظر پہونچے اور بعضون نے کہا میل کی حد وہان تک ہے
کہ برابر زمین پر کسی شخص کو دیکھے اور معلوم نہ کر سکے کہ وہ عورت ہے یا مرد آنے والا یا جانے والا اور بعضون نے کہا کہ میل
بارہ ہزار قدم کا ہوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ چار ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ تین ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے
اور بعضون نے کہا کہ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور بعضون نے کہا پانچ سو ہاتھ کا ہوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ اونٹ کو
ہزار قدم کا ہوتا ہے لیکن ان سب مین صحیح قول یہی ہے جو امام نووی نے بیان کیا کہ میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے

سفر میں انہوں نے دوگانہ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ تَابَعَهُ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ
الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت تین دن کی منزل مگر کہ اسکے ساتھ اسکا کوئی محرم ہو
حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَ
لَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ تَابَعَهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَسُهَيْلٌ وَمَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ترجمہ
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں اس عورت کو جو مانتی ہو اللہ کو اور قیامت
کو یہ کہ سفر کرے ایک دن رات کی منزل اور اسکے ساتھ اسکا کوئی محرم نہ ہو ف عورت کا محرم وہ شخص ہے جسکے
ساتھ اس عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا اس سے معلوم ہوا
کہ عورتوں کو بغیر اپنے خاوند یا محرم کے سفر کرنا حرام ہے درست نہیں ہو واسطے کہ اسمیں بڑی تہمت فساد ہے اور اس پر
سب کا اجماع ہے مگر حج اور عمرے کے سفر میں اجماع نہیں اور دار الحرب سے سفر کرنا بھی بالاجماع جائز ہے اور بعضوں
نے محرم کو حج کی شرط ٹھیرا لیا ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالی اور ظاہر میں یہ حدیثیں ایک دوسری کی معارض ہیں
لیکن قسطلانی نے لکھا ہے کہ مفہوم کا یہاں کچھ اعتبار نہیں اور اختلاف حدیثوں کا باعتبار اختلاف جواب سائلوں
کے ہے یعنی ایک نے تین دن کا مسئلہ پوچھا اور دوسرے نے دو دن کا اور تیسرے نے ایک دن کا سو آپ نے سب کو یہی
فرمایا کہ جائز نہیں پس تعارض دفع ہو گیا پس معلوم ہوا کہ سفر کی کوئی حد معین نہیں بلکہ تین دن کی مسافت کو بھی سفر
کہا جاتا ہے اور دو دن کی منزل کو بھی سفر کہا جاتا ہے پس عورتوں کو بدون محرم کے مطلق سفر کرنا حرام ہے خواہ
تین دن کا ہو خواہ ایک دن کا ہو خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت ہو جسپر سفر کا اطلاق آوے وہ عورت کے حق میں حرام ہو گا
اور جب معلوم ہوا کہ سفر کی کوئی حد معین نہیں اور ایک دن اور دو دن اور تین دن سب پر سفر کا اطلاق آیا ہے تو
نماز کو ایک دن کے سفر میں بھی قصر کرنا جائز ہو گا بلکہ جسپر سفر کا نام بولا جاوے سب پر قصر ہو گا خواہ تھوڑا
ہو خواہ بہت ہو خواہ تین منزل ہو خواہ دو خواہ ایک ہو خواہ نو میل ہو خواہ اس سے بھی کم
اب یہی ظاہر ہو گئی وباللہ التوفیق باب يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ
یعنی اسی جگہ سے قصر کرنا جائز ہے ف ابن منذر نے کہا کہ سب کا اجماع
ہے کہ اپنے گاؤں کے تمام گھروں سے باہر نکل آوے تو اسکو اسی وقت
نیت کی ہو اور اپنے گھر سے باہر نکلا ہو

نکلا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ جس دن سفر کرے اُس رات تک قصر نہ کرے اور امام مالک
سے کم میں قصر نہ کرے لیکن امام نووی نے کہا کہ یہ اقوال اجماع سلف اور خلف کے مخالف ہیں
میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سفر میں مدینے سے نکلنے سے پہلے
قصر پر عمل کرنا اور یہ ہی مختلف فیہ ہے وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى
قِيلَ لَهُ هَذِهِ الْكُوفَةُ قَالَ لَا حَتَّى نَدْخُلَهَا ترجمہ اور حضرت علی رضہ سفر کی نیت پر گھر سے
پڑھا اور وہ کوفے شہر کے گھروں کو دیکھتے تھے سو جب وہ سفر سے پلٹ آئے تو کسی نے انکو کہا
آتا ہے تو کیا اب بھی قصر کرو گے یا پوری نماز پڑھو گے اُسنے کہا ہم پوری نماز نہیں پڑھینگے
میں داخل نہ ہوویں یعنے جبتک مسافر اپنے شہر یا گاؤں میں داخل نہ ہووے تب تک اسکو مسافر
کے احکام سفر کے اس پر جاری ہونگے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ
ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ
ساتھ مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ (ایک جگہ کا نام ہے مدینے سے چھ میل
دو رکعتیں پڑھیں ف یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ آپ حج کی نیت پر مدینے سے مکے کو روانہ ہوئے ظہر کی نماز
آپ مدینے میں پڑھ کر چلے جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو عصر کا وقت ہو گیا تو وہاں آپنے عصر کو قصر کرکے پڑھا اور
ہمیشہ قصر کرتے رہے یہانتک کہ مدینے میں پلٹ کر آئے اور یہ سوال اتفاقاً واقع ہوا کہ اُس سے پہلے نماز کا وقت نہیں
آیا تھا نہ یہ کہ آپ اس سے پہلے شہر کے متصل دوگانہ پڑھنے کو جائز نہیں کہتے تھے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ فَأُقِرَّتْ
السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ فَمَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَأَوَّلَتْ
ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ اُسنے کہا کہ ابتدا اسلام میں جب پہلے نماز فرض ہوئی تو دو دو رکعتیں
اور عصر اور عشا کی نمازیں دو دو فرض تھے سو بعد اسکے سفر کی نماز اسی سابق حال پر قائم
پوری کی گئی یعنے گھر میں چار اور سفر میں دوگانہ قرار پایا زہری نے کہا کہ میں نے عروہ سے
عائشہ رضہ کا کہ پوری نماز پڑھتی ہے یعنے اسکا کیا سبب ہے اُسنے کہا کہ عائشہ رضہ نے تاویل
عثمان رضہ نے تاویل کی یعنے وہ قصر اور اتمام دونوں کو جائز کہتی تھیں جیسے کہ عثمان رضہ
ف عائشہ رضہ نے اس حدیث میں قصر کو سفر کے ساتھ متعلق کیا ہے پس جسجگہ سفر پایا جائیگا
پایا اور چونکہ اپنے گاؤں یا گھر سے باہر نکلنے کو وقت سفر پایا جاتا ہے تو اسوقت قصر جاری

جائز ہوگا پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے واللہ اعلم اسکے جاننا چاہئے
عدم وجوب میں علما کو اختلاف ہے امام شافعی اور احمد اور مالک بن انس رض اور اکثر علما کے
اور اتمام دونو امر جائز ہیں لیکن قصر افضل ہے اور یہی قول ہے جمہور صحابہ اور تابعین
ہین پہلی دلیل انکی یہ ہے کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ صحابہ رض حضرت صلے اللہ علیہ و
کے ساتھ تھے سو بعضے قصر کرتے اور بعضے پوری نماز پڑھتے اور بعضے روزہ رکھتے اور بعضے
افطار کوئی کسی پر عیب نہیں کرتا تھا اور دوسری دلیل انکی یہ حدیث عثمان رض کی ہے جو ایسا ہی
انکی جمہور صحابہ اور تابعین کا قول ہے جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے اور نیز دلیل انکی یہ آیت
جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اور نیز دلیل انکی ابن مسعود رض کا قول ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور نیز
یہ ہے کہ جب مسافر مقیم کی نماز میں اگر شامل ہو جاوے تو اسکو چار رکعتیں پڑھنی بالاجماع جائز ہیں
اگر دو رکعت نماز فرض ہوتا تو مسافر کو مقیم کا اقتدا کرنا جائز نہ ہوتا اور طحاوی نے کہا کہ فرض کی دو اور چار رکعتیں نہیں
ہے پس قصر اور اتمام دونوں مین اختیار دینا جائز نہ ہوگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قیاس ہے نص کی مقابلہ
نص کے مقابلے میں قیاس کرنا بالاجماع فاسد ہے اور نیز جب مسافر کو مقیم کا اقتدا کرنے اور پوری
پڑھنے کا اختیار ہے تو پھر اس خیال فاسد کی گنجایش کہاں ہے اور نیز منا میں ٹھیرنا واجب ہے اور
اور بعض میں اختیار ہے خواہ اسمیں دو دن ٹھیرے خواہ تین دن ٹھیرے ہر طرح جائز ہے پس معلوم ہوا
یہ قول طحاوی کا باطل ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا واجب ہے پوری نماز
پڑھنی جائز نہیں اور وہ اس باب میں کئی دلائل پیش کرتے ہیں اول دلیل انکی یہ حدیث عائشہ رض کی ہے
جو ابھی مذکور ہوئی کہ ابتدا میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھی الخ سو جواب اسکا یہ ہے جیسے پہلے گذر چکا ہے کہ
معراج کی رات میں پہلے دو دو رکعتیں نماز فرض ہوئی سوا مغرب کے پھر ہجرت کے بعد حضر کی نماز میں
اور زیادہ کی گئیں سوا فجر اور مغرب کے پھر جب چار رکعتیں امر قرار پا چکا تو آیت فلیس علیکم جناح ان تقصروا من
الصلوة کے نازل ہونے کے وقت سفر کی نماز میں تخفیف ہو گئی اور تائید کرتا ہے اسکی جو ابن اثیر نے
کہ نماز میں قصر کرنا سنہ ہجری میں واقع ہوا پس معلوم ہوا کہ مراد عائشہ رض کے قول سے اقرت (فی السفر
کے یہی) یہی ہے کہ باعتبار ما آل الیہ الامر من التخفیف کو برقرار رکھی گئی نہ یہ کہ جب سے فرض
رہی پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قصر واجب ہے اور نیز یہ حدیث اس آیت کو مخالف ہے
تقصروا من الصلوة اسلیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر کرنا جائز ہے اور نیز یہ آیت
اصل چار رکعتیں تھیں جن میں سے دو باقی رہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل میں دو ہی تھیں

۱۲ الغرض جائز ہونا [illegible] ثابت ہے

... یعنی اکیلا ... من خوف ... ابن

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں چلنے کی بہت جلدی ہوتی ہو

تے مغرب و عشا کی نماز کو جمع کر کے پڑھتے سالم نے کہا کہ جب عبد اللہ بن عمرؓ کو جلدی

ہی ادا دونوں کو جمع کر لیتے تھے لیث نے سالم سے کہا کہ تھے ابن عمرؓ جمع کرتے مغرب اور عشا کو مزدلفہ میں

بن عمرؓ نے شام کی نماز میں دیر کی یعنے حدیث کو بہت جلدی کے ساتھ چلے جاتے تھے اور وہ

پڑھنے کو ان سے فریاد کیا گیا تھا یعنے انکو اپنی بیوی کی سخت بیماری کی خبر پہنچی تھی سو میں نے انکو

پڑھلو انہوں نے کہا کہ چل آگے پڑھینگے سو پھر میں نے کہا کہ نماز کو پڑھ لو انہوں نے کہا چل آگے پڑھینگے یہانتک کہ دو

میل تک چلے پھر سواری سے اترے اور نماز پڑھی پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح

پڑھتے دیکھا ہے جبکہ چلنا آپ کو جلدی میں ڈالتا اور ابن عمرؓ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

جب آپ کو چلنے کی بہت جلدی ہوتی تو شام کی نماز ... کہ ... رکعتیں پڑھتے پھر سلام ...

بعد نفل نہ پڑھتے یہانتک کہ رات کو ...

نہ ف ۱

قی میں جو کتاب الجہاد ...

یہانتک ...

...اور جب آپ ... پڑھتے ... کے تو ... واری

...نہ پڑھتے ف ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سفر میں فرضوں کو سواری

...ہونے کو وقت جائز ہیں کہ امر آخر سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

...اسلئے کہ آپ نے انکو سواری پر پڑھا ... البحث ... بعض کتب ... جب

...نفل پڑھنے جائز ہیں تو پیادے کو بھی جائز ہونگے مگر امام ... کہتے ہیں کہ انکو نفل جائز

...والے کے حق میں نفلوں کو جائز رکھا ہے فقط الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ

...ہوئے اسکو پڑھیں پڑھا دین اور اس سے فائدہ اٹھا دین ... مترجم کے حق میں

...آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے رسولہ سید المرسلین محمد وعلے آلہ واصحابہ

تمت

...نی شرح اردو صحیح البخاری پارہ چہا...